www.KitaboSunnat.com

تحریکِ ختمِ نبوّت

ڈاکٹر محمد بہاؤالدین

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

انّه من سلیما ن و انّه بسم اللّٰه الرّ حمٰن الرّ حیم

تحریک ختم نبوت

۱۸۹۱ء۔۱۹۱۲ء

گیارہواں حصہ

محمد بہاء الدین

مکتبہ قدوسیہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب: تحریک ختم نبوت گیارھواں حصہ
مؤلف: ڈاکٹر محمد بہاء الدین
صفحات: ۵۴۴
سال طباعت: ۲۰۱۰ء
زیر اہتمام: مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

فہرست عناوین

عنوان صفحہ نمبر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہنامہ ڈاکٹر محمد بہاء الدین۔ از شیر خان جمیل احمد عمری ۷

پیش لفظ از مولف ۱۳

ایک اعتراض کا جواب ۱۵

عصائے موسی ۱۸

خط وکتابت متعلق عصائے موسی ۱۸

عرض حال ۲۶

باب اول در حالات ۲۹

الہامات ورؤیا در بارہ قادیانی ۳۵

تشریحات ۴۰

منامات ورؤیا در بارہ قادیانی ۴۹

قادیانی الہامات اور انکی تفہیمات بے ثمر کی مثالیں ۵۶

مرزا کا علماء آخر الزمان کے مذموم افعال ونشانیاں بیان کرنا ۶۱

قادیانی اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء میعادی تین برس پر نظر ۶۴

قادیانی شتہار ۲۱ دسمبر ۱۸۹۹ء در بارہ محمد حسین کا جواب ۶۷

سید عبداللہ غزنوی کے اخلاق فاضلہ بمقابلہ قادیانی ۷۴

ملہم کے لئے شرائط ۷۶

الٰہی بخش کے الہامات بخطاب خاص ومتعلق موسی ۷۹

بعض الہامات اور وجہ تسمیہ کتاب عصائے موسی ۸۲

قادیان سے واپسی پر الٰہی بخش کے الہامات ۹۰

جوابِ اعتراضات بسند اصول مسلّمہ مرزا ۹۹

باب دوم بجواب ضرورۃ الامام

حدیث شناخت امام الزمان ۱۰۱

الہام اور امامت ۱۰۲

ضرورت امامت حقہ ۱۱۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام الزمان کے اوصاف وکمالات	۱۲۱
امام الزمان کی علامات	۱۴۱
شیطانی ورحمانی الہامات	۲۱۹
نزول جبریل	۲۳۵
ظہور وساوس شیطانی	۲۴۰
لکھوی وغزنوی الہامات درحقِ مرزا	۲۵۹
سچے الہام: خصائص وعلامات	۲۶۶
اولوالامر کی قادیانی تشریح	۲۷۹
امام الزمان کی اطاعت	۲۸۲
امام الزمان ہونے کا قادیانی دعوی مع تردید	۲۸۳
غلط اعتقادات دور کرنے کیلئے حکم ہونیکا دعوی مع تردید	۲۹۰
نشانات مرزا قادیانی مع تردید	۲۹۷
ضرورۃ الامام کی وجہ تالیف اور کشف حقائق	۳۰۸
نظائر کذابین گذشتہ	۳۱۹
لو تقول علینا میں مرزا کی غلطی	۳۳۰
قادیانی کا رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خبردار ہونیکا دعوی	۳۳۴
حقیقت بیعت وثمرات بیعت	۳۳۵
قرآنی معارف بیان کرنے کا قادیانی چیلنج	۳۵۳
مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہؒ پر قادیانی اتہامات	۳۶۸
مرزا قادیانی کی معذرت	۳۸۰
مدح مولوی نورالدین پر ایک نظر	۳۸۲
آیات طلبی وجنگ مقدس کا ذکر	۳۹۶
قادیانی ملہمین	۴۰۱
قادیانی کو دس مضامین کی تعلیم کی پیشکش	۴۰۳
معرفت میں بیمثل ہونیکا قادیانی دعوی	۴۱۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معجزات خاتم النبیین ۴۱۷
کرامات صحابہ ۴۲۰
احوال شیطانیہ ۴۲۱
مرزا قادیانی کشتی کے میدان میں ۴۲۸
اختتامی خطاب بہ الٰہی بخش اور جواب خطاب ۴۳۵

باب سوم متعلق خط ملحقہ ضرورۃ الامام

مکتوب اور کاتب ۴۵۱
قادیانی اور عبدالکریم کے باہمی تعلقات ۴۵۴
قادیانی دعاوی متعلق اقتداری معجزات اور استجابت دعا ۴۵۵
عبدلکریم کی صحت پر ان دعاوی کا کیا اثر ہوا؟ ۴۵۷
عبدالکریم کا مضمون درتر دید قادیانی ۴۶۰
استفتاء بخدمت علماء قادیان ۴۶۴

باب چہارم متعلق معافی انکم ٹیکس

سعی مرزا قادیانی درباره معافی ۴۶۵
مرزا کا بیان حلفی درباره رہن جائداد اور اس کا اثر ۴۶۶

....

فیصلہ قرآنی، تکذیب قادیانی ۴۶۸
مرزا قادیانی کی علمی لیاقت ۴۶۸
سرسید احمد کے تفسیری شذوذ اور اعتقادات ۴۷۶
سرسید احمد خان کے اعتقاد پر سرسری بحث ۴۷۸
اغراض قرآنی متعلقہ مریمؑ کا بیان ۵۰۱
اغراض قرآنی متعلقہ عیسیٰؑ کا بیان ۵۰۴
قادیانی کی خودغرضیوں کا بیان ۵۲۵
قادیانی بے علمی از معانی و مضمون بندی قرآن ۵۳۵
حکیم نورالدین سے مباحثہ ۵۳۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملا لطیف قادیانی ۵۳۸
کتابیات ۵۴۰
تحریک ختم نبوت حصہ ششم پر تبصرہ۔ ابن احمد نقوی ۵۴۱

ڈاکٹر بہاء الدین کا شاہنامہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے محترم دوست محسن جماعت ڈاکٹر بہاء الدین صاحب حفظہ اللہ سے محبت، لگاؤ، دوستی اور قربت کی بدولت مجھے ان کے احوال کا بخوبی علم ہے۔ آپ سے میرا ذاتی اور مسلکی دونوں تعلق ہے۔ ڈاکٹر صاحب بھی مجھ سے اسی قدر شفقت محبت اور خاص لگاؤ رکھتے ہیں کہ اپنے احوال اور کام سے پوری طرح آگاہ رکھتے ہیں۔ پھر آپکے مکمل اعتماد کی بدولت بندہ عاجز کے ذریعہ انڈیا سے مواد کی فراہمی، مرتب شدہ دستاویزات کی پروف ریڈنگ، اور تخریج و تصحیح کا کام بھی برابر لیتے ہیں۔ آپ کی عنایت ہے کہ کئی مقامات پر آپ نے اس کا کھلے دل سے اعتراف بھی فرمایا ہے چنانچہ تاریخ اہل حدیث کی تیسری جلد کے مقدمے کے اخیر میں لکھتے ہیں:

اس پروجیکٹ کیلئے برادر عزیز جناب شیر خان جمیل احمد عمری حفظہ اللہ کے مخلصانہ تعاون کا شکریہ ادا کئے بغیر تعارفی گذارشات کو ختم کر دینا میرے لئے ممکن نہیں۔ آپ ضروری مواد کی تلاش میں دامے درمے سخنے مدد کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ انڈیا سے کتب و رسائل اور ضروری دستاویزات کا حصول ان کی ذاتی دلچسپی کے بغیر میرے لئے ممکن نہ تھا۔ نیز مواد کی تنقیح و ترتیب، احادیث کی تخریج اور پروف ریڈنگ میں بھی اس بندہ عاجز سے ان کا بے لوث تعاون، بے مثال ہے۔ یہ فقیر ان کا احسان مند ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالی ان کا دامن دین و دنیا کی سعادتوں سے بھر دے۔ آمین۔ (تاریخ اہل حدیث جلد سوم صفحہ ۴۶)

اسلئے مجھے اس بات کا بخوبی علم ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں پھیلے ہوئے ہمارے لٹریچر کے حصول میں کس قدر رکاوٹیں، دقتیں اور مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ جماعتیں، تنظیمیں، انجمنین، درسگاہیں، لائبریریاں، بڑی بڑی علمی شخصیات کی کمی نہیں ہے پھر بھی رکاوٹوں اور محتاجیوں کا ایک لامتناھی سلسلہ موجود ہے، دوسری جانب ہمارے مخدوم ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کی صحت کی خرابی کا عالم یہ ہے کہ آپ اپنے گھر سے باہر بڑی مشکل ہی سے قدم رکھ پاتے ہیں، لیکن قربان جایئے کہ لاکھ رکاوٹوں کے باوجود آپ نے مایوسی کا شکار ہوئے بغیر شکوے اور شکایتوں کو بالائے طاق رکھ کر عزم وحوصلے کا دامن مضبوطی سے تھام رکھا ہے۔ آپ کے عزم واستقلال کے کمال کو داد دیئے بغیر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سطریں نامکمل تصور ہوں گی۔ میرا ماننا ہے کہ اللہ عزوجل نے جماعت اہل حدیث پر عشروں سے باقی قرضے کو ادا کرنے کیلئے ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کا انتخاب فرمایا ہے اور آپ سے یہ عظیم کام لے رہا ہے۔

دور حاضر کے مشہور ادیب علامہ ابن احمد نقوی دہلوی، تحریک ختم نبوت جلد ششم طبع دہلی پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

قادیانیت کی شکست جماعت اہلحدیث کا وہ عظیم کارنامہ ہے جو ہماری دینی علمی ملی تاریخ میں سنہرے باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ایک ایسی داستان ہے جسے ہماری نئی نسل کو بطور خاص بالاستیعاب پڑھنا چاہیے تاکہ وہ جان سکیں کہ ہمارے آباء نے شمع دین حق کی حفاظت میں کس طرح آندھیوں میں فانوس بن کر کام کیا اور طوفانی جھونکوں میں صداقت کی روشنی کو جھلملانے نہیں دیا..... قادیانیت کا فتنہ کم نہیں تھا۔ اگر خدانخواستہ کامیاب ہو جاتا تو برصغیر کے مسلمان کٹی پتنگ بن کر رہ جاتے۔ ہمارے بعض برادران وطن بھی خوش تھے کہ قادیانیت کے فروغ سے دنیا کے مسلمان، ہندوستان کی طرف راغب ہوں گے۔ وہ عرب (مکہ، مدینہ) کا رخ کرنے کی بجائے پنجاب (قادیان) کی طرف آئیں گے اس سے ہندوستان مسلمانوں کا مرجع بن جائے گا۔ ہندوستانی مسلمان بھی قادیانیت کے زیر سایہ قوم پرستی پر مائل ہوں گے۔ عرب کی بجائے اپنے وطن ہندوستان کی طرف دیکھیں گے۔ آج صلیبی پھر یہ سوچ رہے ہیں کہ مادی ترقی اور خوش حالی مسلمان کو لبرل اسلام (اسلام کی اصل تعلیمات سے دور اور مغرب سے قریب) کی طرف لے آئیگی اس لئے سلفیت ان کا خاص نشانہ ہے۔ قادیانیت نے بھی سلفیوں کو ہی اپنا اولین حریف سمجھا تھا۔ ایک لحاظ سے دیکھئے تو قادیانیت آج بھی صلیبی اور صیہونی جارحیت کے پیرہن میں زندہ ہے۔ ..اس کا چہرہ بدل گیا ہے، کردار وہی ہے یعنی دین حق کی بیخ کنی کے لئے زور لگانا، یا شمع ایزدی کو پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کرنا۔

ایسے عالم میں تحریک ختم نبوت اور تاریخ اہل حدیث جیسی کتابیں ہمارے لئے شاہنامہ کا درجہ رکھتی ہیں، وہ رزمیہ داستانیں ہیں جو ماضی میں ہماری سرفروشی کی دلنواز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دل گداز منظر ہماری نگاہوں کے سامنے لاتی ہیں۔ علامہ ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ ہمارے وہ نقیب اور نقارہ زن ہیں جو میدان کارزار میں ہمارے خون گرم رکھنے اور ہمارے حوصلوں کو نئی بلندیاں عطا کرنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے جب مسلمان فوجیں فارس میں برسرپیکار تھیں تو سپہ سالار عساکر اسلامی حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ صاحب فراش ہوگئے وہ میدان جنگ میں آنے سے معذور تھے لیکن میدان کے قریب ہی ایک بالا خانے پر لیٹے ہوئے فوج کی کمانڈ کرتے تھے۔ پرچوں پر احکام لکھ کر نیچے پھینکتے رہتے تھے اور نقیب انہیں لشکر میں پہنچاتے تھے۔اس طرح صاحبِ فراش رہ کر بھی اسلام کے اس عظیم مجاہد اور فرزند نے معرکہ جیت لیا۔ ہمارے قائد ڈاکٹر محمد بہاء الدین کا بھی یہی عالم ہے وہ ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ میدان عمل میں تیز قدم نہیں ہو سکتے لیکن اپنے بستر مرض سے بھی وہ اہم فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ان کا عزم، ہمت، حوصلہ، استقامت انہیں دل برداشتہ نہیں ہونے دیتی اور وہ ہمارے تندرست وتوانا افراد سے بھی زیادہ سرگرمی سے نقارہ زنی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالی انہیں صحت عمر واقبال عطا کرے اس لئے کہ وہ ہمارے لئے چراغ راہ کی حیثیت بھی رکھتے ہیں اور ہماری عظمت ماضی کے داستان گو بھی ہیں۔

(جریدہ ترجمان دہلی۔ ۱۶۔۳۰ نومبر ۲۰۰۹ء ص ۲۰)

علامہ ابن احمد نقوی صاحب نے ڈاکٹر محمد بہاء الدین صاحب حفظہ اللہ کی داستان گوئی کو شاہنامہ سے تشبیہ دی ہے، میں ان کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ فردوسی کا شاہنامہ، سلطان محمود غزنوی کے مالی انعام کے وعدہ پر لکھا گیا تھا، لیکن زیر نظر سلسلہ کتب میں نہ تو کوئی سلطان محمود غزنوی نظر آتا ہے نہ وعدہ انعام سے مغمور فردوسی۔ یہاں تو ایک ایسا شخص مصروف کار نظر آتا ہے جسے خدا نے دنیا کے مال ومنال سے مستغنی فرما کر اپنی بارگاہ کا گداگر بنا لیا ہے۔ وہ کسی ادارے، جماعت یا فرد سے مالی انعام کا خواہش مند نہیں، نہ اپنی محنت کے معاوضے کا خواہش مند ہے۔ وہ بارگاہ صمدیت کی فقیری اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ کی دربانی اور غلامی پر قانع ہے اور قناعت کے اس سرمایہ دار سے اللہ جل شانہ نے ایسے کام کرا لئے ہیں کہ جنہیں دیکھتے ہوئے علامہ ابن احمد نقوی نے لکھا ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد بہاء الدین کی ذات تاریکیوں میں چراغ کی مانند ہے۔ڈاکٹر صاحب کی مرتب کردہ تحریک ختم نبوت اور تاریخ اہل حدیث کے قاموسی انداز کے کام کو دیکھیں تو آنکھیں حیرت واستعجاب سے پھیل جاتی ہیں کہ اس دور میں بھی کوئی انسان تن تنہاء ایسے کام کرسکتا ہے جس کے لئے انجمنیں اور اکاڈمیاں مامور کی جاتی ہیں۔ غالباً اس میدان میں اس وقت مورخ عصر علامہ محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہے جو ڈاکٹر محمد بہاء اللہ حفظہ اللہ کے ہم پلہ قرار دیا جاسکے۔ اللہ تعالی ان دونوں عظیم و عبقری علماء کو عافیت سے رکھے کہ یہ ہماری عظمت رفتہ کے روشن مینار ہیں ان کے علمی و فکری کاموں سے شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ، حضرت میاں صاحب سید نذیر حسین محدثؒ، ابوالکلام آزادؒ اور شیخ الاسلام علامہ ثناءاللہ امرتسریؒ کی روایتیں زندہ وتابندہ ہیں۔

(جریدہ ترجمان دہلی۔ یکم تا ۱۵ نومبر ۲۰۰۹ء صفحہ ۱۹)

ڈاکٹر صاحب کا کام جس نوعیت واہمیت کا ہے اسے ٹھیک طور پر سمجھنے کیلئے صدر اہلحدیث لیگ متحدہ ہندوستان حضرت مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی رحمۃ اللہ علیہ کی ۱۹۳۴ء میں لکھی جانے والی درج ذیل تحریر ملاحظہ فرمایئے۔ لکھتے ہیں:

اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی، مرزا صاحب قادیانی کے پڑوسی اور ملاقاتی تھے جتنا وہ مرزا صاحب کو جانتے تھے دوسرے نہیں اور جس قدر انہوں نے مرزا صاحب کی تردید کی، اس کا صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ پس کیا کوئی صاحب مولانا (بٹالوی) مرحوم کی یادگار کے طور سے ہی ان کے ان تمام مضامین کو جو مرزا صاحب کے متعلق اشاعۃ السنہ وغیرہ میں شائع ہوئے ایک کتابی صورت میں جمع کر کے شائع کردیں گے؟ یہ احسان تمام مسلمانوں پر ہوگا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ فروری ۱۹۳۴ء ص ۶)

مولانا ابوالقاسم سیف مرحوم نے یہ اپیل اس وقت کی تھی جب مولانا بٹالویؒ کی وفات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوصرف ۱۴ سال ہوئے تھے اور ان کے اشاعۃ السنہ کی فائلیں جگہ بجگہ موجود تھیں ۔ خود ان کے گھر میں ان کے صاحبزادوں کے علاوہ مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابراہیم سیالکوٹی، کے پاس بھی فائلیں موجود تھیں ۔ مولانا ابوالقاسم کے پاس بھی کچھ جلدیں موجود تھیں اور علامہ شمس الحق مرحوم اور میاں صاحب مرحوم کے کتب خانہ میں بھی موجود ہوں گی ۔ ان کے علاوہ بھی وہ کئی جگہ دستیاب تھیں ۔ لیکن ہزاروں صفحات پر محیط یہ کام اتنا بڑا تھا کہ کسی اہل علم کو اس کام کا بیڑہ اٹھانے کی ہمت نہیں ہوئی ۔ مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ کی اپیل عشروں تک صدا بصحرا کی طرح خلاؤں میں بھٹکتی رہی تا آنکہ خدا عز وجل نے اپنے نبی سید المرسلین ﷺ کے سچے محبّ بہاء الدین کو اس خدمت کے لئے ہمت، استعداد، صلاحیت، صبر، استقامت کی صلاحیتوں سے نوازنے کے علاوہ وقت اور مالی وسائل سے نواز دیا تو انہوں نے اشاعۃ السنہ کی فائلوں کی تلاش کا صبر آزما کام شروع کیا ۔ امتداد زمانہ کے باعث شائد پورے برصغیر میں کوئی ایک مقام بھی ایسا نہیں ہے جہاں ماہنامہ اشاعۃ السنہ مکمل صورت میں موجود ہو ۔ صرف چند ایک مقامات پر نامکمل فائلیں موجود ہیں اور ان کے متولی حضرات ان کی قدر و قیمت سے آگاہ ہونے کے باعث ان سے عارضی جدائی بھی گوارہ کرنے کے لئے تیار نہ تھے اور ڈاکٹر بہاء الدین صاحب اپنی خرابی صحت کے باعث طویل اسفار سے معذور تھے ۔ قدیم رسائل کی جلدیں ٹوٹ جانے اور بوسیدہ کاغذوں کے ٹوٹ پھوٹ کر بکھر جانیکے خدشوں کے پیش نظر فوٹو کاپی کا حصول بھی مشکل تھا ۔ لیکن اللہ تعالی کے علم میں جس کام کے ہونے کا جو وقت متعین ہوتا ہے اس وقت وہ خود ہی سارے انتظامات بھی فرما دیتا ہے، اور یوں دس سال کی مسلسل کدو کاوش کے صلے میں اللہ تعالی عز وجل نے اِدھر اُدھر سے قطرے مہیا کر کے دریا بنا دیا تو ڈاکٹر صاحب حفظہ اللہ نے ماہنامہ اشاعۃ السنہ کے ردقادیانیت سے متعلق بیشتر مواد کی نوک پلک سنوار کر متعدد جلدوں میں منضبط کر کے قارئین کے سامنے پیش کر دیا ہے جیسا کہ آپ نے تحریک ختم نبوت جلد نہم کے پیش لفظ میں لکھا ہے:

> ماہنامہ اشاعۃ السنہ میں ردقادیانیت کا موضوع اس کی جلد ۱۲ کے ربع آخر سے شروع ہوتا ہے جو ۱۸۹۱ء کے نصف اول میں شائع ہوئی تھی ۔ اور ہم نے جلد ۱۲، جلد ۱۳، جلد ۱۴، جلد ۱۵، جلد ۱۶، جلد ۱۸، جلد ۲۰، جلد ۲۱، جلد ۲۲ میں موجود ردقادیانیت سے متعلق مولانا محمد حسین بٹالویؒ کی بیشتر تحریریں تلخیص واختصار اور مناسب اڈیٹنگ کے بعد اپنے اس سلسلہ کتب میں شامل کر دی ہیں ۔ ماہنامہ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۷ ہمارے پاس موجود ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن وہ کسی اور موضوع پر ہے ۔ اور اشاعۃ السنہ جلد ۱۹ کا صرف ربع آخر ہمیں دستیاب ہوا ہے جس میں ردّ قادیانیت پر کچھ نہیں ہے ۔ اسکے ربع اول، دوم، سوم کی تلاش جاری ہے ۔ دستیابی کی صورت میں ان میں موجود ردّ قادیانیت کے مضامین بھی انشاء اللہ نذر قارئین کئے جائیں گے۔ (تحریک ختم نبوت جلد ۹ ۔صفحہ ۲۲۔۲۳)

(ڈاکٹر صاحب نے بتایا ہے کہ حال ہی میں حضرت مخدوم حافظ احمد شاکر مدظلہ العالی کی نوازش کریمانہ سے ماہنامہ اشاعۃ السنہ کی انیسویں جلد کے مطلوبہ حصے دارالدعوۃ السّلفیہ لاہور کی لائبریری سے حاصل ہو گئے ہیں اور ان میں موجود ردّ قادیانیت پر حضرت مولانا بٹالوی مرحوم کے مقالات کو انشاء اللہ تعالی تحریک ختم نبوت کی بارھویں جلد میں شامل کرنے کا پروگرام ہے)

یاد رہے کہ ماہنامہ اشاعۃ السنہ کے ہزاروں صفحات پر مشتمل ردقادیانیت والے حصے کی نشاۃ ثانیہ، ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ صاحب کے کام کا صرف ایک حصہ ہے جسے تحریک ختم نبوت کے عنوان سے انجام دینے کی جدو جہد آپ فرما رہے ہیں ۔ اور جس کی گیارھویں جلد نذر قارئین ہونے جارہی ہے ۔ اللہ تعالی قبول فرمائے اور آپ کے سایہ عاطفت کو قائم و دائم رکھ کر اس ضمن میں بقیہ کام کو بھی آپ سے لے لے ۔ آمین

(مولانا) شیر خان جمیل احمد عمری

ناظم تعلیمات مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ ۔ برمنگھم ۔۱۲ دسمبر ۲۰۰۹ء

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جب اس موضوع پر گذارشات پیش کرنے کا آغاز ہوا تو یہ خیال نہ تھا کہ بات ایک سے گیارہ حصوں تک پہنچ جائیگی اور نہ ہی یہ گمان تھا کہ اللہ تعالی نے تحریک ختم نبوت کے کارکنوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی چند تحریروں کا احیاء بھی اس سلسلہ کتب کے ذریعہ مقدر فرما رکھا ہے۔ احیا التراث قند مکرر بھی ہے اور تحریک ختم نبوت کی سرگذشت بھی اور یوں یہ سرگذشت دعوی مع دلیل کی حیثیت اختیار کرگئی ہے کہ قاری کو معلوم ہوتا ہے کہ کس کارکن سے اللہ جل شانہ نے کیا کام لیا اور کب لیا؟

برصغیر ہند کی تحریک ختم نبوت اس وقت سے شروع ہے جب مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۹۱ء کے شروع میں مثیل مسیح ہونے کا دعوی کیا۔ ابتداء میں تحریک اٹھانیوالے چند لوگ تھے تاہم جوں جوں مرزا غلام احمد قادیانی کے افکار ونظریات شائع عوام ہوتے گئے، تحریک کے کارکنوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ میں فی الحال اس موضوع کو ۱۹۱۲ء تک محدود رکھے ہوئے ہوں اس لئے میری کوشش رہی ہے کہ اس دور کے کارکنوں کی تقریری اور مناظرانہ سرگرمیوں کے ساتھ ان کی تحریروں کو بھی منظر عام پر لایا جائے۔ اور چونکہ میرے وسائل محدود ہیں اس بعض ایسی تحریریں میں شامل سلسلہ نہیں کرسکا جو بہت ضخیم ہیں تاہم مختصر اور متوسط سائز کی تحریریں بلا لحاظ مسلک مناسب اڈیٹنگ کے بعد تلخیص واختصار کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں۔ اور زیر نظر حصہ میں منشی الٰہی کی مشہور کتاب عصائے موسی کی تلخیص نذر قارئین کی جارہی ہے۔ یہ کتاب ۱۹۰۰ء میں تقریباً ۶۲۰ صفحات پر شائع ہوئی تھی جو تقریباً ۵۵۰ صفحات پر کمپوز ہوئی ہے۔ میں نے حذف واختصار کے بعد تقریباً ۴۵۰ صفحات میں اس کو ملخصاً نقل کیا ہے۔ حضرت منشی صاحب مرحوم کا تعلق شائد ڈیرہ غازی خان سے بھی رہا اور عملی زندگی کا کچھ حصہ انہوں نے ملتان میں بھی گذارا ہے اس وجہ سے وہ ملتانی بھی کہلاتے ہیں۔ سید عبداللہ غزنویؒ سے کسب فیض کے سلسلہ میں ان کا امرتسر میں بھی کچھ عرصہ کا قیام رہا۔ اور بسلسلہ کسب معاش لاہور میں ایک عرصہ گذارا اور لاہوری بھی کہلائے۔ روحانی فیض انہوں نے سید عبداللہ غزنوی مرحوم سے اٹھایا جن کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب عصائے موسی میں بڑی محبت سے جابجا کیا ہے۔ اور سید صاحب مرحوم سے ارادت وعقیدت ہی کے باعث شائد ان کا تعارف مرزا غلام احمد قادیانی سے ہوا کیونکہ مرزا صاحب بھی اپنے دعاوی سے پہلے (جب کہ وہ ایک عالم، پیر اور مناظر کی حیثیت سے متعارف تھے) سید صاحب کے پاس حاضری دیا کرتے تھے۔ سید عبداللہ غزنویؒ کی وفات کے بعد منشی صاحب کا مرزا صاحب سے تعلق بڑھ گیا اور جب مرزا صاحب نے مجدد وغیرہ ہونے کا دعوی کیا تھا تو منشی صاحب بھی ان کے حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ اس کے بعد مسیحیت اور مہدویت کے دعاوی کے دور میں بھی منشی صاحب بلا بیعت مرزا صاحب کے ارادت مند رہے۔ پھر جوں جوں مرزا صاحب کی پیش گوئیوں کا حال کھلتا گیا منشی صاحب مرزا صاحب سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور ہوتے گئے ۔۱۸۹۸ء میں جب مرزا صاحب نے ان سے بیعت کا تقاضا کیا تو منشی صاحب نے معذرت کر لی جس پر مرزا صاحب نے ان کی تنبیہ کیلئے ضرورۃ الامام تحریر فرمائی جس میں اپنے امام الزمان ہونے کا دعوی کیا جسکا جواب منشی صاحب نے عصائے موسی کے نام سے دیا جو تحریک ختم نبوت کے ابتدائی دور کی ایک مشہور کتاب ہے جس کی تلخیص قارئین کی نذر کی جارہی ہے۔

اس کے علاوہ حکیم حافظ محمد الدین ایک مختصر کتاب ، فیصلہ قرآنی تکذیب قادیانی، ملخصاً نذر قارئین کی جارہی ہے ۔ یہ کتاب بھی مرزا صاحب کی زندگی میں تصنیف ہوکر شائع ہوئی تھی اوراس دور کی معروف کتابوں میں شامل تھی۔

زیرنظر حصہ میں شامل کی جانے والی دونوں کتابوں کی فوٹو کاپیاں جامعہ سلفیہ بنارس کی لائبریری سے حاصل ہوئی ہیں جس کیلئے میں ڈاکٹر مقتدی حسن ازہریؒ ،مولانا عبداللہ سعود،مولانا محفوظ الرحمٰن ،مولانا رئیس الاعظم فیضی ،اور ڈاکٹر عبدالوہاب انصاری کا ممنون ہوں ۔اور عصائے موسی کی ایک کاپی پاکستان سے بھی حاصل ہوئی جس کیلئے حافظ شفیق اختر ،مولانا عبدالحفیظ مظہر، مولانا محمد داؤدارشداور عزیزم محمد سہیل کا ممنون ہوں ۔اللہ تعالی ان محسنین کو جزائے خیر عطا فرمائے

عربی عبارات کی پروف ریڈنگ اور تخریج وتصحیح میں برادر محترم مولانا شیرخان جمیل احمد عمری حفظہ اللہ نے بہت مدد فرمائی ہے ۔اور مسودہ میں رہ جانے والی کمپوزنگ کی غلطیوں کا باعث میری اپنی نالائقی ،ہمت کی پستی اور مناسب وسائل کی عدم دستیابی ہے جن کیلئے میں قارئین سے معذرت اور تنبیہ کا خواستگار ہوں۔ اللھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم

طالب دعا **محمد بہاء الدین** ۸۔دسمبر ۲۰۰۹ء

انّہ من سلیمان و انّہ بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم

ایک اعتراض کا جواب

فتوی تکفیر مرزا جاری ہونے کے بعد جب علماء وقت نے مرزا قادیانی کے لئے اپنی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریروں میں کافر، دجال، کذاب وغیرہ کے الفاظ استعمال کرنے شروع کیئے تو بعض لوگوں نے مرزا صاحب کے بارے میں ان الفاظ کے استعمال پر اعتراض کیا اور (مثال کےطور پر) مولانا محمد حسین بٹالویؒ کو لکھا کہ ان کے اشاعۃ السنہ میں ایسے الفاظ کیوں استعمال کیئے جاتے ہیں۔ مولانا نے اپنے رسالہ کی جلد ۱۵ کے نمبر ۱۲ میں اس اعتراض کو نقل کرتے ہوئے بتایا کہ ایک صاحب مالیر کوٹلہ سے لکھتے ہیں کہ جو الفاظ کافر دجال وکذاب بحق قادیانی لکھے جاتے ہیں، یہ گالیاں ہیں (ہم جو) اشاعۃ السنہ کی قیمت دیتے ہیں ایسا نہیں چاہتے۔ مولانا یہ بھی بتاتے ہیں کہ معترضین اگرچہ قادیانی کے معتقد نہیں کہلاتے، اور قادیانی کو ان الفاظ کا مستحق سمجھتے ہیں، لیکن بحکم تہذیب ان الفاظ کو بحق قادیانی گالیاں سمجھتے ہیں۔ نیز ایسے لوگ بھی ہیں جو قادیانی کے اقوال واعتقادات سن کر بھی اسے ان الفاظ کا مستحق نہیں کہتے اور اس کو برا نہیں کہتے۔ ان کا مقولہ ہے کہ ہم کسی کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنے والے اور نماز پڑھنے والے کو کافر نہیں کہتے، اس سے حدیث میں ممانعت آچکی ہے۔

مولانا بٹالویؒ جواباً لکھتے ہیں: قادیانی کے حق میں یہ الفاظ گالیاں نہیں بلکہ اس شرعی فتوی پر عمل ہے جو ہندوستان اور پنجاب میں اس پر لگایا گیا ہے اور شرعی فتوی پر عمل اور اس کا بیان عین طاعت وایمان اور ایک امر واقعی کا اظہار ہے۔ ایسی بات کو قادیانی بھی گالیاں نہیں سمجھتا۔ (دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۱۳ تا ۳۶)۔ ہاں گالیاں وہ ہیں جو قادیانی کی ہر تصنیف میں بحق خاکسار ودیگر علماء نامدار بلکہ بحق صغار کبار پائی جاتی ہیں۔ اور وہ صرف قادیانی کے ذاتی خیال ونفسانیت وبدگوئی کی قدیم عادت سے ناشی ہیں۔ جن کو وہ گالیاں اس کی تصانیف میں نظر نہ آویں وہ ہمیں اجازت دیں تو ہم آئندہ پرچہ میں ان گالیوں کی فہرست پیش کردیں گے۔

دوسرے حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ خود انصاف سے سے کام لے کر فرماویں کہ جس حالت میں قادیانی نے اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۲۸ میں رسولوں اور نبیوں کے الہام کو شیطان کا محل ٹھہرا کر چارسو نبیوں کو جھوٹا قرار دیا ہے اور بدست آویز ایک نقل بائیبل کے جس پر کسیمسلمان کو اعتبار نہیں، صاف کہدیا کہ وہ سب نبی ایک فتح کی پیش گوئی میں جھوٹے نکلے اور اسی ازالہ میں حضرت مسیح کے معجزات کو از قسم شعبدہ بازی ولہو ولعب وعمل مسمریزم کہہ کر صاف کہدیا کہ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ قابل نفرت نہ سمجھتا تو ان اعجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ اور اس کے صفحہ ۳۰۸ میں اسنے حضرت عیسی کی توہین ان الفاظ میں کی ہے:

اس عمل مسمریزم کا ایک بڑا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جسمانی مرضوں کی رفع دفع کرنے کیلئے اپنی دلی و دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی ان روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کی کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارہ میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔

ان عبارتوں کو ملاحظہ فرمائیں۔ان میں کیسی صریح توہین ایک جلیل الشان پیغمبر کی ہے اور جناب سرور کائنات کی توہین اس دلیر بہادر نے ان الفاظ سے کی ہے کہ:

آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی اور اس کے گدھے کی اور یاجوج ماجوج کی اصلی اور کماہی حقیقت نہیں کھلی تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔

اور اس کے مقابلہ میں اپنی اس تعریف میں کہ:

میں بخوبی جانتا اور بیان کر چکا ہوں ، کہ ابن مریم سے میں خود مراد ہوں ، اور دجال سے دنیا دار پادری لوگ اور خر دجال سے ریل گاڑی اور یاجوج ماجوج سے روم اور روس اور دابۃ الارض سے بے عمل مولوی مراد ہیں۔

یہ آنحضرت ﷺ کی نبوت پر ایک سخت اعتراض اور در پردہ طعن ہے کہ جو باتیں آپ ﷺ لوگوں کو بطور نشانی بتاتے تھے ان کی حقیقت خود نہ سمجھتے تھے۔ جو اس کہنے کے برابر ہے کہ وہ نبی نہ تھے (نعوذ باللہ)۔ اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کو یوں توڑا کہ کہا:

اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی انبیاء پر مہر لگ چکی ہے، میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک....وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا دروازہ اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ کھلا ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔

اور آپ ﷺ کی بشارت نبوت کو جو انجیل میں آئی ہے اور جس کا قرآن اس آیت میں ذکر ہے و مبشراً برسول یّاتی من بعدی اسمہ احمد۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ٦٧٣ میں اس بشارت کو آپ ﷺ سے چھین کر مرزا قادیانی نے اپنے اوپر لگا لیا ہے۔ اور صاف کہہ دیا ہے کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کی طرف اشارہ ہے و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال جمال۔ لیکن آخری زمانے میں برطبق پیشینگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے، بھیجا گیا۔

اور ازالہ کے صفحہ ۵۳۳ میں صاف کہتا ہے: اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے نبی بھی۔

اور اسی ازالہ اوہام میں آنحضرت ﷺ کی ان الفاظ سے توہین کی ہے کہ فتح سیفی کچھ چیز نہیں۔ اور اسی میں تمام صحابہ وتابعین وعلماء کی توہین کی کہ انہوں نے فتح کے معنی نہیں سمجھے اور اس کے صفحہ ٦٠ وغیرہ میں تمام مفسرین کو یوں گالیاں دی ہیں کہ انہوں نے لفظ توفی مسیح سے رفع کے معنی قرار دیئے ہیں وغیرہ.....

ایسی حالت میں اور ان کفریات وتوہینات کے مقابلہ میں علماء ہندوستان و پنجاب نے اسے کذاب دجال کہا تو کیا خلاف تہذیب کیا؟ کیا تہذیب اسی کا نام ہے کہ ایک شخص برملا کھڑا ہو کر نبیوں کو جھوٹا کہے، ان کے معجزات کو مسمریزم قرار دے اس میں ان کی ہم سری کا دعوی کرے، ان کو تبلیغی و دینی امور کے سمجھنے میں جاہل قرار دے کر ان امور کے علم میں اپنی فوقیت کا دعوی کرے۔ مسلمانوں (صحابہ، تابعین، محدثین) کو کافر و مشرک کہے، پھر مسلمان اس کے منہ کو دیکھا کریں اور اس کو بالمقابل قبلہ وکعبہ جناب وحضرت اقدس مرزا صاحب کہہ کر یاد کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ یہ کہدیں کہ مرزا صاحب نے برا کہا ہے یا اچھا نہیں کہا۔ وبس۔ اور اس سے زیادہ کوئی لفظ خلاف تعظیم زبان پر نہ لاویں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ان حضرات کی خدمت میں ناصحانہ التماس ہے کہ آپ صاحبوں کا مرزا قادیانی کے ان کفریات کو سن کر اور اس کے برا کہنے پر قادر ہو کر برا نہ سمجھنا اپنے ایمان واسلام کو سلام کرنا ہے۔ (ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۵ نمبر ۱۲۔ ص ۱۔۴ مختصراً)

عصائے موسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(منشی الٰہی بخش لاہوریؒ لکھتے ہیں)

بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم ۔ نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم

اما بعد: جو کاروائی محرک وموجب تالیف واشاعت کتاب ہذا (یعنی عصائے موسیٰ) ہوئی وہ خط وکتابت ذیل سے عیاں ہے جس کی نقل مطابق اصل ہدیہ ناظرین ہے:۔

☆ خط وکتابت متعلق عصائے موسیٰ

۲۷۔اپریل ۱۸۹۹ء۔ازفقیرمحمد یوسف بخدمت بابرکت مخدومی ومکرمی جناب منشی الٰہی بخش صاحب ومنشی عبدالحق صاحب السّلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ

میں کل ۲۶۔اپریل ۱۸۹۹ء کوامرتسر سے بسواری ریل دہاریوال کی طرف جارہا تھا۔امرتسر کےسٹیشن پر حافظ حامد علی جو مرزا صاحب کے پرانے رفیق ہیں، ملے۔بٹالہ تک آپ کے الہامات کے بارہ میں، جو مرزا صاحب کی نسبت ہوئے ہیں، گفتگو ہوتی رہی۔حافظ حامد علی نے کہا منشی الٰہی بخش صاحب اپنے الہامات کو کیوں نہیں شائع کرتے ۔ میں نے کہا کہ الہامات اس واسطے شائع نہیں کئے گئے کہ شائد مرزا صاحب ناراض ہو جاویں اور نوبت بعدالت پہنچے ۔ حافظ حامد علی بٹالہ سے علیحدہ ہو گئے اور قادیان کو چلے گئے۔آج حافظ حامد علی ۲۷۔اپریل کو قادیان سے ایک خط مرزا صاحب کا لے کر آئے جو آپ کو بجنسہ روانہ کرتا ہوں۔اب آپ کو لازم ہے کہ جو خط آپ نے مرزا صاحب کو لکھا ہے یا تو بذریعہ طبع یا بذریعہ قلمی، جس طرح مناسب ہو، یعنی تین ہفتہ تک جلدی مرزا صاحب کی خدمت میں روانہ کردیں۔میرے خیال میں صرف تحریری یعنی قلمی بھیج دیں ۔ مرزا صاحب کو لکھ دیں کہ دو ہفتہ تک بعد مطالعہ واپس فرماویں ہمارے خیال میں اس خط کا طبع ہونا آپ کی طرف سے مناسب نہیں ہے۔اگر مرزا صاحب طبع کرانے کی اجازت دیویں تو طبع کرادیں گے۔باقی خیریت ہے۔

از دہاریوال ۔ جواب امرتسر بدفتر نہر

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا:

میرے پاس شیخ حامد علی صاحب ساکن تھہ غلام نبی نے یہ بیان کیا کہ حافظ محمد یوسف صاحب ڈپٹی کلکٹر انہار نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہور کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا غلام احمد کی نسبت کئی الہامات ایسے ہوئے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ منشی صاحب موصوف کو یہ خبر دیتا ہے کہ غلام احمد مسرف کذاب ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر الہام ہوئے ہیں لیکن منشی صاحب اس مصلحت سے ان الہامات کو کسی اشتہار کے ذریعہ سے شائع نہیں کرتے کہ مبادا مرزا غلام احمد ہم پر انگریزی عدالت میں نالش نہ کردے۔ ہاں اگر مرزا غلام احمد یہ تحریری وعدہ لکھ دے کہ میں نالش نہیں کرونگا تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہفتہ عشرہ میں کسی اشتہار یا اخبار کے ذریعہ سے ان الہامات کو منشی الٰہی بخش کے ہاتھ سے شائع کرادیں گے۔ پس چونکہ یہ طریق نہایت عمدہ ہے اور ممکن ہے کہ اس سے کوئی فیصلہ ہو جائے اس لئے میں حضرت عزت کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ میں ایسے الہامات کے شائع کرنے سے کسی عدالت میں نالش نہیں کرونگا۔ ہاں یہ شرط ہے بلکہ نہایت ضروری شرط ہے کہ منشی الٰہی بخش صاحب خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر الہامات شائع کریں یعنی تحریر الہامات کے پہلے یہ قسم کھاویں کہ مجھے اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ جو الہامات ذیل میں لکھتا ہوں وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور اگر اس تحریر میں میری طرف سے کوئی گستاخی یا جھوٹ یا افتراء ہے تو خدا تعالیٰ اس افتراء کا مجھے پاداش دے۔ یہ لکھ کر یہ الہامات لکھ دیں۔ سو میں یہ رقعہ بخدمت حافظ محمد یوسف صاحب اسی غرض سے لکھتا ہوں۔ الراقم مرزا غلام احمد بقلم خود

مکرر یہ کہ یہ بھی شرط ہے کہ منشی الٰہی بخش صاحب اپنے تکذیب تفسیق کے الہامات کو اپنے نام اور پورے پتہ عہدہ سکونت وغیرہ سے شائع کریں اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر تین ہفتہ تک انتظار کر کے یہ رقعہ کسی اشتہار یا اخبار کے ذریعہ سے شائع کر دیا جائے گا۔ اس کی ایک نقل اس غرض سے رکھی گئی ہے۔ فقط۔ ۲۷۔ اپریل ۱۸۹۹ء۔

گواہان: عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا، مرزا خدا بخش، نورالدین، معراج الدین، عبدالکریم سیالکوٹی (وعدہ تو کر دیا لیکن حسب عادت ایفاء ندارد۔ بجائے تین ہفتہ کے تیس ہفتہ سے بھی زیادہ گذر گئے لیکن یہ رقعہ شائع نہ ہوا شائد اسلئے کہ بموجب حکم قرآن مجید انشاء اللہ نہیں کہا تھا۔ الٰہی بخش)

جواب منشی الٰہی بخش

بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم۔ نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الٰہی بخش بخدمت حافظ محمد یوسف صاحب السّلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ

عرض آنکہ والا نامہ جناب وتحریر حضرت مرزا صاحب پہنچی۔ عاجز کو تعجب آتا ہے کہ مرزا صاحب کو تو ماشاء اللہ متانت، مستقل مزاجی، وقار اور تجربہ کاری کا بڑا دعوی ہے یا اب اس قدر تغیر ہوا کہ کچھ حد نہیں۔ سال ہا سال سے وہ عاجز سے واقف ہیں چنانچہ دور دراز تجربہ کے بعد مرزا صاحب نے رسالہ ضرورۃ الامام میں عاجز کی نسبت کئی تعریفی الفاظ بھی درج فرمائے ہیں یعنی: بے شر انسان، نیک بخت، متقی پرہیز گار؛

اور فرمایا ہے کہ ابتداء سے ہمارا ان کی نسبت نیک گمان ہے اور اخیر پر دعا فرمائی ہے کہ خدا پاک اس کے ساتھ ہو۔

یہ رائے مرزا صاحب کی کچھ سرسری نہیں بلکہ مدت مدیدہ عرصہ بعید کے تجربہ کا نتیجہ ہے اور اب حضرت مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ یہ عاجز قسم تحریر کرے اور پھر الہامات لکھے۔ نیز شرائط مقرر فرماتے ہیں کہ اپنا نام پتہ عہدہ سکونت وغیرہ وغیرہ لکھے۔ اس تغیر وتبدیل حالات سے عاجز بہت متعجب ہے اور بار بار یہ خیال آتا ہے کہ علیم وخبیر نے جو اپنے فضل وکرم سے مرزا صاحب کے حالات کے تغیر کی عاجز کو الہاماً آیت شریفہ انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّی یغیّروا ما با نفسھم (بیشک اللہ تعالی نہیں بدلتا اس معاملت کو جو ساتھ قوم کے ہے جب تک وہ بدل نہ ڈالیں جو ان کے جی میں ہے) میں اطلاع فرمائی ہے، کیسی صحیح ہے۔ سبحان اللہ واقعاً سب کچھ اللہ پاک کے قبضہ قدرت میں ہے اور ذرہ ذرہ پر اس کا اختیار ہے جو چاہے سو کرے یقلّب کیف یشاء۔ یفعل ما یشاء، و یحکم ما یرید (پھیرتا ہے اور کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے) جناب خیال فرماویں کہ حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ اول عاجز کی نسبت تحریر فرمایا کیا وہ صحیح نہیں کہ اب عاجز سے قسم وغیرہ شرائط لیتے ہیں۔ کیا خدانخواستہ عاجز کی ان سے کسی قسم کی عداوت و دشمنی یا کچھ حسد اور بغض ہے۔ معاذ اللہ۔ یا عاجز ان پر زور ڈالتا ہے کہ وہ خوانخواہ ضرور عاجز کے الہامات کو قبول و تصدیق کریں تاکہ عاجز پر کسی قسم کی شرائط قائم کرنے کی ضرورت و حاجت ہو۔ مرزا صاحب کے نزدیک نعوذ باللہ وہ ذات پاک قادر جل جلالہ عالم الغیب و الشّھادۃ بدون پتہ ونشان وقسم عاجز کے شناخت کرنے و پاداش دینے میں مغالطہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانے والی ہے۔ جناب کو خوب معلوم ہے اور مرزا صاحب بھی خوب جانتے ہیں کہ عاجز ایک گمنام بے تعلق اور بفضل وکرم مولی غنی وکریم مستغنی المزاج شخص ہے اور شہرت و جاہ طلبی سے الحمد للہ اس ارحم الراحمین کی منت بیکراں و احسان بے پایاں سے متنفر و بیزار۔ پھر عاجز کو کیا ضرور ہے کہ ایسے فضول اور بے ضروری مخالف اخلاص شرائط کا پابند ہو۔ ہاں الہام الٰہی کی پابندی ضرور ہے اور اپنے اختیار سے باہر ہے۔ مرزا صاحب کے مخالف جو الہام عاجز کو ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں وہ سوائے آپ کے اور تین چار دیگر رفقاء کے بلحاظ ملاقات دیرینہ و بنظر ناراضگی مرزا صاحب اب تک کسی کو نہیں سنائے گئے اور اسی خیال سے شائع بھی نہیں کیے۔ اگر حضرت مرزا صاحب بخوش دلی وفراخ حوصلگی و اخلاص ان ربانی شہادات کو یعنی الہامات کو بلا کسی شرط و اکراہ و عذر کے سننا گوارا فرماتے ہیں جیسا کہ اہل اللہ کی شان ہوتی ہے تو عاجز کو حسب اجازت وارشاد مرزا صاحب ان کے بیان وشائع کرنے میں کچھ عذر نہیں۔ لیکن جناب غور فرمالیں کہ جو امور مخالف طبیعت، مخالف و جاہت اور خصوصاً سلسلہ پیری مریدی کے حارج ومضر ہوں تو وہ ضرور طبعاً ناگوار گذرا کرتے ہیں اور پھر جب غصہ آجاتا ہے تو انسان بے قابو ہو کر ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسا حدیث شریف میں آیا ہے:

(قال رسول اللّٰه ﷺ انّ الغضب من الشّیطان و انّ الشّیطان خلق من النّار و انّما یطفأ النّار با لماء فاذا غضب احدکم فلیتو ضأ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غضب شیطان سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی بجھاتا ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کو غضب آوے تو وہ وضو کرے، عن ابی ذرّ انّ رسول اللّٰه ﷺ قال اذا غضب احدکم و هو قائم فلیجلس فان ذهب عنه الغضب و الّا فلیضطجع رواه احمد و التر مذی۔ ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آوے تو اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جاوے اگر پھر بھی غصہ فرو نہ ہو تو لیٹ جاوے الا انّ الغضب جمرة فی قلب ابن آدم الا ترون الی حمرة عینیه و انتفاخ اوداجه فمن وجد من ذلک شیئاً فلیلصق خدّه بالارض۔ خبردار غصہ ایک کوئلہ ہے آدمی کے دل میں کیا تم اس کی آنکھوں کی سرخی اور رگوں کا پھولنا نہیں دیکھتے۔ جو شخص ایسا محسوس کرے اسے چاہیے کہ اپنا رخسار زمین سے لگاوے۔ انّ الغضب جمرة توقد فی القلب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الم تروا الی انتفاخ اوداجه و حمرة عینیه فاذا و جد ا حدکم من ذلک شیئاً فان کا ن قا ئماً فلیجلس و ان کان جا لساً فلینم۔ بے شک غصہ ایک کوئلہ ہے جو دل میں سلگایا جاتا ہے۔ کیا تم اس کی رگوں کو پھولتے اور سرخی آنکھوں کونہیں دیکھتے پس جب کوئی اس حالت کو محسوس کرلے تو اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جاوے اور اگر بیٹھا ہو تو لیٹ جاوے۔ قا ل رسول اللّٰه ﷺ لیس الشّدید با لسّرعة انّما الشّدید الّذی یملک نفسه عند الغضب۔ متفق علیه ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سخت زور وہ نہیں جو دوسرے کو گرادے بلکہ وہ ہے جو بوقت غضب اپنے نفس پر قابو رکھے)

البتہ عباد الرحمٰن جن کا حافظ و ناصر خود وہ عزّ اسمہ ہو اور جو بحکم و الکا ظمین الغیظ و العا فین عن النّاس و اللّٰه یحبّ المحسنین (اور پی جانے والے غصہ کو اور معاف کرنے والے لوگوں کو اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو) کے ادب و لحاظ و تعمیل کرنے والے ہوں وہ البتہ مستثنیٰ ہیں اور غصہ میں بے قابو نہیں ہوتے اور نہ کسی قسم کی ایذا رسانی کی کاروائی کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ سو یہ ہر ایک کا منصب نہیں بحکم آیت کریمہ وما یلقّا ها الّا الّذ ین صبروا وما یلقّا ها ا لّا ذو حظّ عظیم (اور یہ بات صبر والوں کو اور بڑے نصیب والے کو ملتی ہے) عاجز خاکسار تو رضائے مولیٰ کا خواہاں ہے اور اس کے احکام کا پابند، کسی سے کچھ مقابلہ نہیں اور نہ کچھ غرض، وہ مالک جو چاہے گا آپ ہی سب کچھ کر کرا لیگا۔ فقط لاہور، ۷۔مئی ۱۸۹۹ء یوم یک شنبہ

مکتوب مرزا صاحب قادیانی

۱۵مئی ۱۸۹۹ء: بخدمت مکرمی حافظ محمد یوسف صاحب۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ اگرچہ وہ شرائط جو میں نے لکھے تھے وہ سب قوم کے فائدہ کے لئے لکھے تھے اور ان کے لکھنے سے نہ یہ غرض تھی کہ حضرت منشی الٰہی بخش صاحب پر مجھے اعتبار نہیں اور نہ یہ غرض تھی کہ میں نعوذ باللہ ان کے لئے کوئی بدمنصوبہ سوچتا ہوں۔ محض نیک نیتی سے لکھا گیا تھا۔ لیکن چونکہ مجھے آسمانی فیصلہ مطلوب ہے یعنی یہ مدعا ہے کہ تا لوگ ایسے شخص کو شناخت کرکے جس کا وجود حقیقت میں ان کے لئے مفید ہے راہ راست پر مستقیم ہو جاویں اور تا لوگ اس شخص کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شناخت کرلیں جو درحقیقت خدا تعالی کی طرف سے امام ہے ۔ اور ابھی تک یہ کس کو معلوم ہے کہ وہ کون ہے صرف خدا کو معلوم ہے یا ان کو جن کو خدا تعالی کی طرف سے بصیرت دی گئی ہے اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے ۔ پس اگر جناب منشی الٰہی بخش صاحب کے الہامات درحقیقت خدا تعالی کی طرف سے ہیں تو وہ الہام جو میری نسبت ان کو ہوئے ہیں اپنی سچائی کا کوئی کرشمہ ظاہر کریں گے (خود بدولت کے الہامات کی سچائی کا کرشمہ داماد مرزا احمد بیگ، عبداللہ آتھم وبشیر جو ظاہر ہوا اس کو بھی مدنظر رکھیں ۔ الٰہی بخش) اور اس طرح یہ خلقت جو واجب الرحم ہے مسرف کذاب سے نجات پا جائے گی ۔ اور اگر خدا تعالی کے علم میں کوئی ایسا امر ہے جو اس بدظنی کے برخلاف ہے تو وہ امر روشن ہو جائے گا۔ لہذا میں اس بات سے تو باز آیا کہ منشی صاحب کے منہ سے قسم کا اقرار لوں، گو خدا تعالی نے بھی قسمیں کھائی ہیں اور ہمارے سید و مولا آنحضرت ﷺ صحابہ کے سامنے بعض اوقات قسمیں کھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے و الّذی نفسی بیدہ (قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے) لیکن میں عام لوگوں کو زیادہ توجہ دینے کیلئے خود اس وقت حضرت منشی الٰہی بخش صاحب کو قسم دیتا ہوں اور میری طرف سے منشی صاحب موصوف کو یہ قسم ہے کہ اے منشی صاحب آپ کو اس خدا قادر ذوالجلال کی قسم ہے کہ میری نسبت جس قدر آپ کو خدا تعالی طرف سے الہامات ہوئے ہیں وہ سب کے سب مع ترجمہ لکھ کر کسی اشتہار کے ذریعہ سے شائع کر دیجئے ۔ میں آپ کو اے منشی الٰہی بخش صاحب پھر اس قادر وقدوس کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ان الہامات میں سے جو آپ نے حافظ محمد یوسف صاحب کو یا حضرت منشی عبدالحق صاحب کو یا کسی اور کو سنائے ہیں یا ابھی سنائے نہیں، کوئی الہام مخفی نہ رکھئے ۔ میں پھر تیسری مرتبہ اے منشی الٰہی بخش صاحب آپ کو اس حیّ قیّوم لا الہ الّا اللّٰہ کے مصداق کی قسم دیتا ہوں جس نے آنحضرت ﷺ پر قرآن شریف نازل کیا ہے اور قسم کا منشا یہی ہے کہ آپ اسی کے منہ کیلئے اسی کی عزت کے لئے اسی کے نام کے ادب کے لئے وہ کل الہامات جو میری نسبت آپ کو ہوئے ہیں اس خط کے پہنچنے سے ایک ہفتہ تک کسی اشتہار کے ذریعہ سے شائع کرا دیجئے اور دس اشتہار میری طرف بھی بھیج دیجئے اور کوئی الہام جو میری نسبت ہو چکا ہے مخفی نہ رکھئے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ نعوذ باللہ میری طرف سے نہ کوئی آپ پر نالش ہوگی اور نہ کسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم کا بے جا حملہ آپ کی وجاہت وشان پر ہوگا (اس وعدہ کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی۔ الحکم ۲۳ جون ۱۸۹۹ء، ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ میں کچھ کچھ لکھا۔ ۲۴ جولائی ۱۸۹۹ء، پھر ۹ و ۳۰ ستمبر ۱۸۹۹ء میں بہت لکھا۔ کسی میں کذاب، خدا تعالی پر افتراء کر کے دو چار فقرے سنا کر مامور من اللہ ہونے کا دعوی کرنے والا، راست باز کے بالمقابل بول اٹھنے والا، کہیں تفرقہ پرداز، الہام کا مدعی، نقاب سے منہ باہر کر، یہ برقعہ پرے پھینک دے۔ میدان میں نکل۔ وغیرہ۔ کہیں متکبر، سڑی، خود پسند، سنن انبیاء سے ناواقف، پر ظلمت روح، تاریکی کی روح وغیرہ لکھا ہے۔ شاید یہ الفاظ آپ کے یہاں معیوب و بیجا خیال نہیں کئے جاتے۔ غرض عہد کر کے اس کے ایفاء کی کچھ پرواہ نہ کی۔ الٰہی بخش) میں جانتا ہوں کہ ایسے سب کام بدذاتی ہیں میں صرف خدا تعالی سے عقدہ کشائی چاہونگا (لیکن آپ تو اقرار نامہ لکھ چکے ہیں کہ میں خدا کے پاس اپیل بھی نہیں کرونگا لہذا اب عہد شکنی آپ کی شایان نہیں کیونکہ ایفاء عہد کی تعریف جو اللہ پاک نے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے اور نقض عہد پر جو وعید آئی ہے جناب کو وہ بحیثیت ایک مسلمان اور متبع قرآن مجید ہونے کے مدنظر چاہیے۔ منشی الٰہی بخش) تا وہ لوگ جو مجھے مسرف کذاب کا نام دیتے ہیں جو قرآن میں فرعون اور کسی اشدّ کافر کا نام ہے اور وہ لوگ میرے دعوی مسیح موعود کی تصدیق کرتے ہیں ان میں اللہ تعالی آپ فیصلہ کرے۔ میں نے تین قسموں کے ساتھ آپ کی خدمت میں عرض کی ہے اور یہ سنت رسول اللہ ﷺ اور تمام پیغمبروں کی ہے کہ جب قسم دے کر ان کو پوچھا جاتا تھا تو وہ اس جواب کو بغیر کم یا زیادہ کرنے کے اور بغیر کسی قسم کی خیانت وتحریف کے ٹھیک ٹھیک مطابق واقعہ بیان کر دیتے تھے۔ سو اب اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا آپ اپنے منہ سے قسم کھانے سے الگ رہے مگر میرا مدعا بھی اس طور سے حاصل ہو جائے گا۔ ضرور نہیں کہ اظہار قسم کرو۔

مرزا غلام احمد

جواب منشی الٰہی بخش

بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم۔ نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم۔

الٰہی بخش بخدمت مخدومی مکرمی حافظ محمد یوسف صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض آنکہ۔ والا نامہ جناب حضرت مرزا صاحب محکومہ ۱۵ مئی ۱۸۹۹ء جو بذریعہ رجسٹری جناب کے نام تھا، موصول ہوا حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ شرائط جو لکھی تھیں قوم کے فائدہ کے لئے لکھی تھیں لیکن عاجز کے خیال میں اب تک نہیں آیا کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قسم کھانے میں قوم کا کیا فائدہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا تو حکم ہے لا تجعلوا اللّٰہ عرضۃً لّایمانکم (اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کے لئے نشانہ نہ بناؤ)۔ خیر اب تو حضرت مرزا صاحب نے ناحق کی قسموں سے عاجز کو معاف فرما کر خود عاجز کو بے ضرورت قسمیں دی ہیں کیونکہ بموجودگی ارشاد و من اظلم ممّن افتری علی اللّٰہ کذباً او کذّب بالحقّ لمّا جاءہ الیس فی جہنّم مثوی للکافرین (اور اس شخص سے بڑا کون ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا کرے یا جب اس کے پاس حق آوے اس کو جھٹلاوے۔ کیا جہنم کافروں کے لئے ٹھکانہ نہیں ہے) کے مومنین خاشعین کو ان کی کچھ ضرورت نہیں۔ اگرچہ عاجز اب تک شش و پنج میں تھا کہ اشاعت الہامات میں خواہ مخواہ انگشت نمائی کا موجب بننا اور اپنی گوشہ گزینی میں خلل ڈالنا کیا ضرور ہے لیکن چونکہ اب حضرت مرزا صاحب اصرار فرماتے اور اللہ جل شانہ کی قسمیں ڈالتے ہیں لہذا مجبوراً عاجز ان کے ارشاد کی تعمیل میں حتی الوسع سعی کرے گا و ما توفیقی الّا باللّٰہ العلیّ العظیم۔ لیکن جو چیز عاجز کی وسعت و اختیار سے باہر ہے اس کے واسطے عاجز ہرگز کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔ الہامات کوئی پانچ دس پندرہ نہیں کہ کل شائع ہو سکیں۔ ہاں کوشش کر رہا ہوں کہ ان کا معتدبہ حصہ معہ تفہیمات و تشریحات ان کی خدمت میں گذارش ہو جاوے اور چونکہ مرزا صاحب نے قوم کے فائدہ کا لفظ لکھ کر یاد دلایا ہے لہذا اس کو مدنظر رکھنا بھی ضرور ہوا تا کہ ارشاد خیر النّاس من ینفع النّاس پر کچھ عمل ہو جاوے۔ چنانچہ اس ضمن میں انکے ساتھ چند مسائل مندرجہ رسالہ ضرورۃ الامام بھی استفساراً پیش کرنے کو لازمی و لابدّ سمجھ کر شامل کئے جا رہے ہیں۔ سو انشاء اللہ ختم ہونے پر مرزا کے ارشاد کی تعمیل کرونگا۔ درباره میعاد ایک ہفتہ جناب خیال فرماویں کہ عاجز مزدوری و ملازمت پیشہ ہونیکے باعث نہائت ہی عدیم الفرصت ہے لہذا اس قلیل میعاد کا جس کی بلحاظ ربانی کلام و منفعت رسانی خلق اللہ ہونیکے کچھ ضرورت نہیں، عاجز ہرگز اس کا وعدہ نہیں کر سکتا۔ دیکھئے مرزا صاحب جو ماشاء اللہ بالکل فارغ البال اور سوائے ایسے اشغال کے اور ان کو کچھ شغل ہی نہیں، باوجود طول طویل میعادی وعدوں کے عہدہ برآ نہیں ہو سکے، چنانچہ انکے وعدے درباب براہین احمدیہ و سراج منیر (۱۴ سو روپیہ کی لاگت والا)، رسالہ قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ، منن الرحمان جنکے وقتِ معہودہ کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گذرے ہوئے سال ہا سال گذر گئے، پر غور فرماویں۔ باوجودیکہ ان کے پاس استعداد، وقت، لیاقت، فرصت، چھاپہ خانہ، آدمی کارکن، وسب اسباب وسامان موجود ومہیا ہیں۔ پھر یہ عاجز خاکسار بایں بے بضاعتی وعدیم الفرصتی بے سروسامانی بیمائیگی و کم لیاقتی کس طرح میعاد کا پابند ہوسکتا ہے۔ ہاں انشاء اللہ الرحمٰن اپنی طرف سے تعمیل ارشاد میں ہرگز کوتاہی نہ ہوگی آئندہ اختیار بدست قادر مختار رہے۔ بلکہ اس کی تالیف کے بارے میں الہام بھی ہوا ہے بسم اللّٰه مجریها و مرسها انّ ربّی لغفور رّحیم (اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا اور ٹھہرنا۔ بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے) ۔لہذا اس کا چلنا وٹھہرنا اسی مالک وقادر مطلق کے ہاتھ ہے خاکسار بالکل ناچیز و بے حقیقت ہے۔ والسلام خیر ختام۔ لاہور ۲۳ مئی ۱۸۹۹ء یوم سہ شنبہ۔

عرض حال

عاجز (الٰہی بخش) ورفقاء عاجز نے ہر چند حتی المقدور کوشش کی کہ امور مندرجہ ہذا کی نسبت مولوی نورالدین سے کچھ استفسار کرا کر اپنی تسلی کریں اور ان کی طبع واشاعت کی نوبت نہ آئے۔ لیکن خدا پاک کی قدرت وحکمت کہ مولوی صاحب ممدوح نے باوجود درخواست اس کو قبول نہ فرمایا بلکہ اشاعت کی ہدایت فرمائی اور مرزا صاحب نے تو اس قدر اصرار فرما کر مجبور کر دیا کہ طوعاً وکرہاً ان کے ارشاد کی تعمیل کرنی پڑی لہذا عاجز ان کی اشاعت واظہار میں بالکل بری الذمہ ہے۔

بعض احباب کی معرفت کمترین کے سننے میں آیا کہ متبعان مرزا صاحب بہت منتظر و مؤکد ہیں کہ کتاب جلد نکالو، مرزا صاحب اس کے جواب یعنی ردّ کے لئے مستعد وآمادہ بیٹھے ہیں۔ اسکے نکلنے کی دیر ہے، ایک پھونک سے اڑ جائیگی یا طغیانی دریاء معرفت کی لہروں میں بہادی جائے گی۔ بھلا آسمان سے زمین کی کیا نسبت؟ چنانچہ مرزا صاحب کی بالواسطہ تحریرات سے بھی اس کی تصدیق ہوئی۔ سو بجواب عرض ہے کہ اگر فی الحقیقت تردید کے لئے ہاتھ میں قلم لئے ہوئے ہمہ تن تیار ہیں تو عاجز اگرچہ نسبت آسمانی زمینی مذکورہ بالا کا معترف ہے لیکن اس جلد بازی کے معاملہ میں خود مرزا صاحب کا مضمون مندرجہ سرورق براہین احمدیہ حصہ دوم قابل توجہ ہے جس میں آپ نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براہین کی نسبت مخالفین کی ایسی ہی حرکت پر بڑا عاقلانہ ومنصفانہ جواب دیا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قبل از وقت بر حق و باطل وصحت وسقم مضمون تردید کے لئے کمر بستہ ہونا ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے۔ حق طلبی وانصاف پسندی کا تو یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ اگر حق ہو تو آدمی قبول کرنے کے لئے طیار رہے۔ ورنہ اظہار حق کے لئے اس کی تردید کرے، نہ یہ کہ پہلے ہی سے اس کے ردّ ومقابلہ کی دل میں ٹھان لے۔ چنانچہ اس مضمون کو جس دل چسپ نظم میں آپ نے ادا فرمایا ہے وہ یہ ہے:

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں — خو اپنی پاک وصاف بناؤ گے یا نہیں
باطل کی میل دل سے مٹاؤ گے یا نہیں — حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں
کب تک رہو گے ضد وتعصب میں ڈوبتے — آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب — پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں

پھر تعجب ہے کہ باوجود اپنے اس محققانہ ومدبرانہ جواب کے عاجز خاکسار کی عاجزانہ تحریر پر جس کی کیفیت وماہیئت آشکارا نہیں ہوئی، ویسے ہی قابل اعتراض کلمات کا اظہار کرنا کیونکر مناسب وجائز سمجھا گیا۔

اگر چہ عاجز خاکسار ورفیق مددگار کو کبھی تحریر وتالیف کا موقع نہیں پڑا، نہ اس قسم کے کام کی مشق ومہارت وشوق ہے، بلکہ ایسا شغل عاجز ورفقاء عاجز کی نسبت عادت ومذاق کے بالکل مخالف ہے، لیکن خبیر بصیر عزّ اسمہ نے یہ شعور وبصیرت بخشی ہے کہ تحریر وتقریر میں تکرار اور اسی مضمون کا بار بار اظہار واذکار ناظرین وسامعین کو طبعاً مکروہ وناگوار گذرتا ہے۔ مگر چونکہ مرزا صاحب کی تصانیف کا اکثر تکرار پر مدار کار ہوتا ہے بنا براں مجیب کو بحالت ناچاری بدرجہ اضطراری اس کی پیروی ناگزیر ہے۔ بایں ہمہ تکرار کی تخفیف کی حتی الامکان بہت سعی کی گئی ہے لیکن بعض جگہ اس کا تدارک کما حقہ نہیں ہو سکا۔ علاوہ ازیں عاجز کی مرضی وارادہ کی کچھ پیش نہیں گئی، قلم سے جو قادر مختار نے چاہا، نکلتا گیا حالانکہ عاجز ورفقاء عاجز سے نہ کوئی عالم، نہ مولوی، نہ منطقی، نہ فلسفی، نہ دین سے کامل طور پر واقف وماہر۔ علاوہ ازیں اگر ہماری مرضی وارادہ پر منحصر ہوتا تو اس تحریر تک ہرگز نوبت ہی نہ پہنچتی۔ لیکن ادھر مرزا کے فرمان، سب سے بڑھ کر احکم الحاکمین کے مشیت وارادہ ، اور پھر الہامات نے ایسا کیا کہ بے اختیار اضطراراً الہام فاصدع بما تؤمر (سو سنا دے کھول کر جو تجھے حکم ہوا) کی تعمیل کرا کر چھوڑی جسکے باعث یہ کتاب باوجود اختصار اس قدر ضخیم ہوگئی۔

اس میں جو واقعات مندرج ہیں اکثر ذاتی واقفیت وتجربہ پر مبنی ہیں اور ان کے اظہار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حتی المقدور بہت احتیاط کی گئی ہے مثلاً بتکرار دعائے استخارہ اور دخل نفس وشیطان سے تعوذ کے لئے ادعیہ معوذات کا وردرہا۔ بایں ہمہ اگر کوئی غلطی ہوگئی ہوتو لازمہ بشریت ہے کیونکہ حضرت آدم جن کی شان میں اللہ تعالی، قرآن مجید میں فرماتا ہے و لقد عھد نا الی آ دم من قبل فنسی و لم نجد لہ عزماً (البتہ تحقیق عہد کیا تھا ہم نے طرف آدم کی اس سے پہلے، پس وہ بھول گیا) کی عاجز اولاد میں سے ہے اور خطا ونسیان سے مبرا ومنزہ نہیں ہوسکتا۔

یا ربّ غفراً ان طغت اقلامنا   یا ربّ معذرۃ من الطّغیان

سو چونکہ انسان مختلف الطبائع و مذاق و خیالات ہوتے ہیں اس لئے ضرور ہے کہ خاکسار کی نسبت ان کی رائیں بھی مختلف ہوں۔کوئی کہے کہ ساری عمر ملازمت میں مصروفِ دنیا رہنے پر یہ انعام یزدانی وفضل رحمانی کیونکر ہوسکتا ہے،توان کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ آیت رجال لا تلھیھم تجارۃ وّ لا بیع عن ذکر اللّٰہ (وہ مرد کہ نہیں غافل کرتی ان کوسوداگری اورنہ خریدوفروخت ذکراللہ سے) پرغورفرمائیں۔نیز خیال فرمائیں کہ حدیث لا یشقی جلیسھم (مردان خدا کا ہم جلیس شقی نہیں رہتا) بھی اس کی معاون ہے جیسا کہ تجربہ ومشاہدہ ہوا کہ شیخ سید عبداللہ غزنویؒ کے اکثر دشمن بھی ان کی صحبت کے فیض و برکت سے محروم نہیں رہے اور عاجز کوتو بفضلہٖ تعالی وتقدس ان کی صحبت بابرکت کا بہت حصہ نصیب ہوا۔ اگراس سے بھی اطمینان نہ ہوتو حدیث انّ اللّٰہ تعالی لیؤیّد الدّین با لرّجل الفاجر میں فکر کر کے فیصلہ کرلیں کہ اللہ تعالی اپنے دین کے کام رجل فاسق وفاجر سے بھی لے لیتا ہے۔پھر سب سے آخر خذ ما صفا و دع ما کدر (صاف لے لواور مکدر چھوڑ دو) تو ہر شخص کے لئے موجود ہے۔

باب اول: درحالات

☆ عاجز (الٰہی بخش) کا تعارف مرزا غلام احمد قادیانی سے قریباً طبع حصہ سوم براہین احمدیہ اور ملاقات ۱۸۸۴ء سے ہے یعنی اس وقت سے جب کہ موجودہ (۱۸۹۹۔۱۹۰۰ء کے) حاضر باشان و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مریدان سے شائد ہی ان کا کوئی آشنا و واقف ہو۔ اس وقت ان کی دعوت اسلام مخالفین اسلام کو بذریعہ براہین و دیگر اشتہارات و وعدہ اداء جرمانہ بصورت عدم تشفی معترضین اور پھر بحث مباحثہ دربارہ اثبات معجزات شق القمر وغیرہ وتصنیف سرمہ چشم آریہ ۱۸۸۶ء وغیرہ خدمت اسلامی واعلاء کلمۃ اللہ میں عاجز مع رفیقان ان کے ساتھ شامل تھا۔ بناءً علیہ مرزا صاحب عاجز سے اور عاجز ان کے ہر حال سے بخوبی ماہر ہے حتی کہ مرزا صاحب کے مخالفین، عاجز و رفقاء عاجز کو بھی ان کی جماعت سمجھ کر سبّ وشتم کرتے اور لکھتے رہے۔

وہ اشتہار جو کئی ہزار طبع ہو کر ممالک دور دراز میں پیشوایان غیر مذاہب و دہریان و فلاسفران وغیرہ کو بھیجا گیا تھا اس کا ترجمہ اور روانگی وغیرہ سب عاجز کے ہاتھ سے ہو کر نکلے۔ اس ابتداء وقت میں اس قدر تو ملاقات و یک جہتی کہ مرزا صاحب عاجز و رفقاء عاجز کا ذکر و نام اپنی کتب میں بھی درج فرماویں، یا اب کثرت مریدان اور حاشیہ نشینان میں آپکے حافظہ سے وہ سب کچھ ایسا محو ہوا کہ موقع ملاقات گذشتہ پر مرزا صاحب نے عاجز و رفیق عاجز کو ایسا ناواقف و بیگانہ خیال فرمایا کہ اپنے دعاوی و دلائل دعاوی کی تبلیغ شروع کر دی اور جب تک وہاں رہے آپ اس میں مصروف رہے۔ اس تغیر وتبدیل حافظہ وطبیعت مرزا کا نہایت ہی تعجب ہوا اور خاص کر اس لئے کہ مرزا نے یہ خیال نہ فرمایا کہ ان کی کون سی مطبوعہ تحریر ہے جو عاجز و رفقاء عاجز نے نہیں دیکھی اور کون سا دعوی و دلیل ہے جو نہیں سنی اور معلوم نہیں جن کی تبلیغ ان کو مکرر سہ کرر ضروری معلوم ہوئی۔

اشتہارات وتصانیف تو مرزا صاحب کی سب پہنچتی رہیں البتہ ملاقات کو ضرور عرصہ گذر گیا تھا جس کے واسطے مرزا صاحب نے ملتان سے واپس ہوتے ہوئے لاہور میں باصرار فرمایا کہ یہاں خلوت میسر نہیں ہوتی ضرور قادیان آؤ اور ملاقات کو بہت عرصہ ہو گیا ہے۔ آپ کے اس اصرار پر جو وعدہ کیا گیا تھا اس کے ایفاء کا بہت خیال تھا جس کے باعث ستمبر ۱۸۹۸ء میں قادیان جانے کا اتفاق ہوا لیکن مرزا صاحب نے خلوت موعودہ کا کچھ خیال نہ فرما کر ایسی اجنبیت ظاہر فرمائی کہ گویا عاجز کے حال سے ان کو کچھ آگاہی نہ تھی۔ الخیر فی ما وقع امید ہے کہ اس میں بھی کئی مصالح وحکمتیں اس خالق مالک عزیز وحکیم کی ہوں گی۔

☆ اظہار حقیقت کیلئے بعونہ تقدس وتعالی کچھ اپنا حال تحریر کرتا ہوں:۔

خاکسار (الٰہی بخش) کو الہامات (جن کو مرزا صاحب مکالمات الٰہیہ سے ہمیشہ تعبیر کرتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں) محض اللہ پاک کے فضل و کرم سے مرزا صاحب سے ملاقات سے پہلے اول سید شیخ عبداللہ غزنویؒ کی مسجد میں بوقت اعتکاف عشرہ اخیر رمضان المبارک ۱۲۹۸ھ میں شروع ہوئے، اگرچہ رؤیا صادقہ و مکاشفات اس سے بھی پہلے شروع تھے۔ مواقع ضرورت و حاجت میں الہامات ونصرت فراواں ہوتی رہی۔ چنانچہ ۱۸۸۳ء میں ایک افسر سے ناموافقت ہونے پر یہ الہام ہوئے:

لا تتّخذوا من دونی اولیاء (سوائے میرے کسی کو کارساز نہ بناؤ)۔

نجوت من القوم الظّالمین (قوم ظالموں سے تجھ کو نجات ملی)۔

اور یہ الہام اسی طرح پورے ہو گئے۔ الحمدللہ۔ اور اب تک کوئی ایسا موقع یاد نہیں کہ جس میں مجھ کو الہامات کی کچھ بھی تاویل کرنے کی حاجت ہوئی ہو۔ کثرت سے تو پورے ہو گئے اور ایسے بھی ہیں جن کا ابھی انتظار ہے۔ اور بعض (غیر زبان والوں سمیت) ایسے بھی ہیں جن کا مطلب اب تک بخوبی منکشف نہیں ہوا، اور جن کے انکشافات اور تکمیل کی امید قادر مطلق کے فضل و کرم پر واثق ہے کیونکہ ان میں عاجز کا کوئی دخل ہرگز نہیں۔

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ جو الہام سمجھ میں نہ آئے، اس کا کیا فائدہ؟ اور ایسا الہام خدا تعالی کیوں کرتا ہے؟ وغیرہ۔ سو اس بارہ میں امور ذیل پر توجہ چاہیے:۔

❁ غیر زبان میں الہام ہونا اور ایسا ہونا کہ ملہم کی سمجھ میں نہ آئے، یہ دلیل تو صداقت وراستی ملہم کی ہے کیونکہ جو چیز ملہم جانتا ہے اور سمجھتا ہے اس پر تو وہ خود قادر ہے اور دوسرے شبہ کر سکتے ہیں کہ یہ واقف وقادر ماہر تھا، اس نے خود بنا لیا ہوگا۔ لیکن جس چیز سے وہ واقف ہی نہیں اور جانتا ہی نہیں، اس میں اس کی بناوٹ کا شبہ بالکل لغو بے دلیل و باطل ہے بلکہ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ اس خالق مالک علیم خبیر علی کلّ شئی قدیر کی طرف سے ہے اور ملہم کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ ہاں یہ شرط اس میں ضروری ہے کہ وہ کسی صورت میں خلاف کتاب اللہ وسنت وتعلیم رسول اللہ ﷺ نہ ہو چنانچہ اس کے متعلق قرآن مجید میں سید الانبیاء ﷺ کو ارشاد فرمایا:

و ما کنت تتلوا من قبله من کتاب و لا تخطّه بیمینک اذاً لّارتاب المبطلون ۔ بل هو آیات بیّنا ت فی صدور الّذین اوتو العلم و ما یجحد بآیا تنا الّا الظّا لمون ۔ ما کنت تدری ما لکتا ب و لا الایمان

جس کا مدعا ومطلب یہ ہے کہ پہلے تو پڑھنے لکھنے والا نہیں تھا، اگر ایسا ہوتا تو یہ باطل پرست و باطل پسند شک کر سکتے، اور جس حالت میں یہ امر نہیں تو پھر شک کیسا؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

در بارہ فرق زبان، گو جناب رسول اللہ ﷺ کی مبارک زبان عربی تھی اور قرآن مجید بھی عربی زبان میں اللہ نے اپنی رحمت سے نازل فرمایا لیکن قرآن مجید کی بےنظیر و بے مانند عربی میں اور دوسری معمولی مخلوق کی عربی میں سب ماہرین جانتے ہیں کہ کس قدر فرق و بعدالمشرقین ہے کہ کسی کی عربی قرآن مجید کی عربی کی برابری ہرگز نہیں کرسکتی اور اس کی مثل ہرگز نہیں ہوسکتی۔

خود قرآن مجید میں آیات متشابہات وحروف مقطعات، الم، المص ، المر ، کھیعص، طه ، طسم ، طس ، یس ۔ ص عسق ۔ ق ، وحی والہامات الٰہی جل شانہ ہیں جن کا صحیح صحیح مدعا ومطلب آج تک اکثروں نے بیان نہیں فرمایا، باوجودیکہ قرآن مجید عربی مبین ہے، کوئی غیر زبان نہیں، اور اس کے اللہ جل شانہ کی طرف سے ہونے میں ذرہ برابر ہرگز شک نہیں ہے، گو ہم یا اور کوئی ان کا مطلب نہ سمجھے، ان کے معانی میں مفسرین کا بہت ہی اختلاف ہے۔ کوئی اسماء قرآن مجید، کوئی اسماء سور وغیرہ اور کوئی کچھ اور فرماتے ہیں کہ اکابر صحابہ سے یہی مروی ہے کہ غیر معلوم ہیں اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ علماء ان کے ادراک سے عاجز ہیں۔ اور کوئی فرماتے ہیں کہ متشابہ ہیں۔ اور پھر اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

هو الّذی انزل علیک الکتا ب منه آ یا ت مّحکما ت هنّ امّ الکتا ب و ا خر متشا بهات ۔ فا مّا الذین فی قلو بهم زیغ فیتّبعون ما تشا به منه ابتغاء الفتنة و ابتغاء تا ویله وما یعلم تاویله ا لّا اللّٰه والرّا سخون فی العلم یقولون آ منّا به کلّ مّن عند ربّنا وما یذکر الّا اولو الالبا ب

(وہ پاک ذات جس نے اتاری تجھ پر کتاب کامل اس میں آیات محکم ہیں وہ ام الکتاب ہیں اور دوسری متشابہات ہیں پس وہ لوگ جنکے دلوں میں کجی ہے وہ پیروی کرتے ہیں تشابہ کی واسطے چاہنے فتنہ کے اور حقیقت حال کے اور نہیں جانتا حقیقت ان کی مگر اللہ اور محکم علم والے، کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ اسکے کل ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر عقل والے) (آل عمران:۷)

پھر دعا تعلیم فرمائی ربّنا لا تزغ قلوبنا .الخ (اے ہمارے رب نہ کج کر ہمارے دلوں کو) اس میں گو اختلاف ہے کہ ما یعلم تا ویله ا لّا اللّٰه پر وقف ہے یا کہ وا لرّا سخون فی العلم پر لیکن بہرحال اللہ ہی کو بہتر معلوم ہے اور اسی کے بتلانے سے کسی کو معلوم ہوسکتا ہے۔

احادیث مبارک رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ کئی منامات والقاء کے فہم واسرار کا انکشاف اسی وقت نہیں ہوا بلکہ بعد مدت ہوا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ابی موسی عن النّبیّ ﷺ قا ل رأیت فی المنام انّی اھاجر من مکّه الی ار ض بھا نخل فذ ھب و ھلی الی انّھا الیما مه او ھجر فاذا ھی المد ینة یثرب و رأیت فی رؤیای ھذه انّی ھززت سیفاً فانقطع صدره فاذا ھو ما ا صیب من المؤمنین یوم ا حد ثمّ ھز زته ا خری فعاد ا حسن ما کان فاذا ھو ما جاء من الفتح و اجتما ع المؤمنین (ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کرتا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں۔تو میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا ہجر ہے حالانکہ وہ مدینہ تھا جس کا دوسرا نام یثرب ہے۔ اس خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا تو وہ درمیان سے ٹوٹ گئی۔اس کی تعبیر مسلمانوں کو احد کے دن کی مصیبت کا پہنچنا ہے ۔ پھر دوبارہ تلوار کو میں نے ہلایا تو اول سے بھی اچھی ہوگئی تو اس کی تعبیر اللہ تعالی کا مسلمانوں کو فتح دینا اور اکٹھا کرنا ہے)(بخاری: حدیث نمبر۳۶۲۲)

دیکھئے کہاں قبل از ہجرت مکہ شریف کا یہ رؤیا اور کہاں اس کا وقوع وتکمیل ۔ پھر

عن عائشه قا لت قال لی رسول اللّٰه ﷺ اریتک فی المنام ثلا ث لیال یجیء بک الملک فی سرفة من حریر فقال لی ھذه امرأتک فکشفت عن وجھک الثّوب فاذا انت ھی. الخ (عائشہؓ بتاتی ہیں کہ کہا مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے کہ تو مجھے تین رات دکھائی گئی اس طرح پر کہ فرشتہ ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر لاتا اور کہتا کہ یہ تیری بیوی ہے۔پس میں تیرے چہرے سے کپڑا ہٹاتا تو،تو وہی ہوتی)

تو پھر کسی اور عاجز غلامان غلام وطفیلی و ذلہ بردار کا کیا حق ہے کہ اس وقت کل کے بتمامہ سمجھنے کا دعوی کرے ۔

علاوہ ان دلائل مذکورہ بالا کے یہ بھی ظاہر ہے کہ اس ذات پاک کے کلمات طیبات و الہامات واسرار وغوامض حسب فحوائے آیات قرآن مجید:

قل لو کان البحر مداداً لّکلمات ربّی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربّی و لو جئنا بمثله مدداً (اگر تمام دریا میرے رب کے کلمات کہنے کے لئے سیاہی بن جائیں تو دریا ختم ہو جاویں پہلے اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں اگرچہ اس کے برابر اور بھی سیاہی لائیں)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولو انّما فی الارض من شجرةٍ اقلام وّ البحر یمدّہ من بعدہ سبعة ابحرٍ مّا نفدت کلما ت اللّٰہ۔ انّ اللّٰہ عزیز حکیم (لقمان:۲۷)(اگر جس قدر زمین میں درخت ہیں، قلمیں ہوں اور کل دریا وسمندر سیاہی ہوں اور اسکے بعد اور سات سمندر بھی ہوں تب بھی اللہ کے کلمات پورے نہ ہوں۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے)

کی بے حد و بے نہایت ہونے کے علاوہ لطیف درلطیف وعمیق درعمیق بھی ہیں۔ جیسا وہ خود لطیف و خبیر ہے پس انسان ظلوماً جھولاً کی کیا ہستی اور کیا حقیقت ہے اور اس کا کیا بے مقدور محدود دماغ ادراک ہے کہ اس خالق مالک کے کل الطف وعمیق کلمات واسرار کو کامل طور پر فوراً سمجھ سکے تاوقتیکہ وہ رحیم وکریم خود ہی اپنے فضل وکرم سے نہ سمجھا وے۔ وہاں تو یہی عرض صحیح ہے ماعرفناك حقّ معرفتک و ماعبد نا ك حقّ عبا د تک (نہیں پہچانا ہم نے تجھ کو حق پہچاننے تیرے کا اور نہیں عبادت کی تیری جیسے چاہیے)،اور برحق ہے قول امام العارفین خلیفہ رسول رب العالمین کا العجز عن درك الادراك ادراك۔ و الکشف عن ذات اللّٰہ اشراك (اللہ تعالی کی حقیقت کے جاننے سے اظہار عجز ہی ادراک ہے اور اللہ تعالی کی ذات مبارک کا کشفِ راز شرک ہے)۔نظر بریں وجوہات کچھ حرج ومضائقہ معلوم نہیں ہوتا اگر کسی الہام کے فہم میں فہم کسی عاجز ملہم کا قاصر رہے، یا الہام بعد مدت منکشف ہو یا کامل طور پر وقوع میں آوے۔ واللہ اعلم بالصواب

☆ چونکہ کمترین میں کسی طرح کی لیاقت نہیں۔ نہ پڑھا ہوا یعنی نہ عالم، نہ مولوی، نہ عابد، نہ زاہد، کوئی فضیلت نہیں رکھتا۔مخلوقات سے بھی کچھ بہت تعلق نہیں۔ مزدوری پیشہ ہے۔ داب ملاقات رسمی وگفتگو مروج زمانہ سے بھی اکثر ناواقف، اپنے آپ کو حقیر و ناچیز سمجھتا ہے لہذا اول اول اکثر اپنی بے بضاعتی نالیاقتی کی وجہ سے انعامات واحسانات الٰہی پر نہایت تعجب وتردد ہوا کرتا تھا جن کے جواب میں بار بار تلطف آمیز تنبیہ ہوئی مثلاً جب اولاً دل میں خدشہ گذرا کہ میرے جیسے ناچیز نالائق کو الہام ہونا اجتماع ضدین ہے تو الہام ہوا:

انّ اللّٰہ لا یستحی ان یّضرب مثلاً مّا بعوضةً (بے شک اللہ تعالی مچھر کی مثال بیان کرنے سے نہیں شرماتا)

اور پھر دیگر مواقع پر:

ما لکم لا ترجون للّٰہ وقاراً (کیا ہوا تم کو کہ تم اللہ تعالی کے لئے وقار نہیں مانتے)

الم تعلم انّ اللّٰہ علی کلّ شیء قدیر (کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر شئی پر قادر ہے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحقّ من رّبّک فلا تکونـنّ من الممترین (حق ہے تیرے رب کی طرف سے پس تو ہرگز شک کرنے والوں سے نہ ہو)

جس پر عاجز تائب ونادم ہوتا رہا۔

ڈیرہ غازی خان میں ۱۸۸۳ء میں جب الہام ہوا:

قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فا تّبعونی (تو کہہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو)

تو عاجز تمام روز توبہ واستغفار کرتا رہا کہ شیطان مجھ پر غالب ہو گیا ہے (چنانچہ اس بارہ میں مرزا صاحب کو خط بھی لکھا تھا) اس پر فوراً ارشاد ہوا:

انّ عبادی لیس لک علیھم سلطان (میرے بندوں پر شیطان کا غلبہ نہیں).

☆ عرصہ ہوا جب خاکسار نے الہام: مثل سہیل یمانی مجھ کو خدا تعالی سے محبت ہے، مرزا صاحب کو استفساراً بھیجا تو اس کے جواب میں ان کے قلم سے بھی نکلا کہ بلاواسطہ غیر آپ پر اللہ پاک کا ارادہ فضل وکرم کا معلوم ہوتا ہے۔ جو الحمد اللہ کہ اسی طرح ہوا جیسا کہ الہامات ذیل سے ظاہر ہے۔ مرزا صاحب کو شاید یاد ہو گا جب عاجز نے اپنے آنے کے ارادہ پر ڈیرہ غازی خان سے ان کو خط لکھا تو اس کے جواب میں مرزا صاحب نے کہا کہ تمہارا خط ہاتھ میں آتے ہی الہام ہوا:

قل تعالوا سلام علیکم طبتم (آؤ تم پر اللہ کا سلام ہے، خوش رہو)۔

سبحان اللہ! کیا اللہ پاک کے احسان واکرام ہیں کہ عاجز کا خط پہنچتے ہی مرزا صاحب کو الہام ہو اور عاجز بے مقدار کے حق میں کیسے الطاف آمیز الفاظ اس میں ارشاد فرمائے۔

الہامات ورؤیا دربارہ قادیانی

اب کچھ الہامات ورؤیاء چندے از بسیار ومشتے از انبار کے طور پر عرض ہیں:

- لا تتّخذوا من دونی اولیاء (تم میرے سوا کسی کو کارساز نہ پکڑو)
- قل اللّٰہ ثمّ ذرھم فی خوضھم یلعبون (تو اللہ کہہ، پھر چھوڑ ان کو اپنی بحث میں کھیلتے)
- صد کتاب وصد ورق درنار کن   جان ودل از جانب دلدار کن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل آرامی کہ داری دل درو بند　　وگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

تبارك الّذی نزّ ل الفر قان علی عبده لیکو ن للعا لمین نذ یراً (برکت والا ہے وہ اللہ تعالیٰ جس نے فرقان اپنے بندہ پر اتارا، تا کہ وہ جہان والوں کو ڈراوے)

هو الّذی ارسل رسو له با لهدی و دین ا لحقّ لیظهره علی الدّین کلّه و لو کره المشرکون (وہ اللہ وہ ہے جس نے اپنے فرستادہ کو ساتھ ہدایت اور دین حق کے بھیجا تا کہ غالب کرے اس کو تمام دینوں پر گو مشرک ناخوش ہوں)

واللّه یختصّ برحمته من یّشاء (اللہ اپنی رحمت کیلئے جسکو چاہتا ہے خاص کرتا ہے)

و اللّه یؤیّد بنصره من یّشاء (اللہ اپنی نصرت سے جس کی چاہے تائید کرتا ہے)

انّا کفینا ك المستهز ئین (ہم تیری طرف سے تمسخر کرنے والوں کو کفایت کرینگے)

و ما ار سلناك الّا رحمةً للّعا لمین (رحمت یعنی وفور شفقت، یہ تفہیم الہامی ہے) (ہم نے تجھے جہاں والوں کے لئے رحمت بھیجا ہے)

اذا سألک عبادی عنّی فانّی قر یب (جب میرے بندے تجھ سے میری نسبت سوال کریں تو کہہ کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں قریب ہوں)

حقّاً علینا نصر المؤمنین (حق ہے ہم پر مدد کرنی مومنوں کی)

رفعت شان رفت براوج فلک　　ایں چنیں شد رحمت رب جلیل

الم نشرح لک صدرك .. الخ ۔ (کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا ..الخ)

یا لیت قومی یعلمون بما غفرلی ربّی و جعلنی من المکر مین (کاش میری قوم جانتی وہ انعام کہ بخشا مجھ کو اللہ میرے نے اور مجھے عزت والوں سے کیا)

سبحان الّذی اسری بعبده لیلاً (الی) لنر یه من آ یا تنا (پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرایا ..الخ ۔ تا کہ دکھاویں ہم نشانیوں اپنی سے)۔

اور سیر بھی کرا دی گئی .... لنری ابرا هیم ملکو ت السّماوا ت وا لارض ۔ انّا فتحنا لک فتحاً مبیناً (الی) صرا طاً مستقیماً (تا کہ دکھاویں ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ۔ بے شک ہم نے فتح دی تجھ کو فتح ظاہر .. تا ... صراط مستقیم)

قل جاء الحقّ و زهق البا طل ۔ انّ البا طل کا ن زهو قاً ۔ فو قع الحقّ علی الباطل فید مغه (تو کہہ حق آیا اور باطل گیا ۔ باطل جانے ہی والا تھا، پس حق باطل پر گرا اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

توڑتا ہے اسکا سر)

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

انّا عرضنا الامانۃ علی السّماوات و الارض.. الآیۃ (بے شک ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین پر پیش کیا..الخ)۔

و لا تصعّر خدّك للنّاس ۔ لا اله الّا هو فاتّخذه وکیلاً ۔ فسبّح بحمد ربّک و تبتّل الیه تبتیلاً (لوگوں کے لئے اپنے رخسار مت موڑ۔ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں پس اسی کو اپنا وکیل پکڑ۔ پس تسبیح کہہ اپنے رب کے نام کی اور منقطع ہو جا طرف اس کی منقطع ہو جانا)

ثمّ دنا فتدلّی فکان قاب قوسین او ادنی ۔ قد نری تقلّب وجهک فی السّماء فولّ وجهک شطرۃ ترضاها ۔ و لسوف یعطیک ربّک فترضی ۔ لکم کلّ ما سألتموه ۔ (پھر قریب ہوا قدر دو کمان کے قریب۔ بے شک ہم نے دیکھا پھرنا منہ تیرے کا پس پھیر تو اپنا منہ جس طرف خوش ہو۔ تیرا رب عطا کریگا جس پر تو راضی ہو جائیگا۔ تمہارے لئے سب ہے جو تم سوال کرتے ہو)

انّا اعطیناك الکوثر .. الخ ۔ الیس اللّٰه بکافٍ عبده (ہم نے تجھے کوثر عطا فرمائی ..الخ۔ کیا اللہ تعالی اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں)

کفی بربّک هادیاً و نصیراً

میں مرید نہیں مراد ہوں مجھ کو مراد صاحب کہو (یہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ کا خود اپنا ارادہ عاجز پر فضل و کرم کا ہے کسی کے توسل اور عاجز کی طرف سے کسی سعی و کسب ریاضت وغیرہ کی جہت سے نہیں)

و اللّٰه یجتبیک ربّک و یعلّمک من تاویل الاحادیث و یتمّ نعمته علیک و یهدیک صراطاً مّستقیماً۔ یا احمد بارك اللّٰه فیک انّ وعد اللّٰه حقّ کذا لک وعد اللّٰه (ذلک آیات اللّٰه) نتلوها علیک بالحقّ (اللہ تجھے برگزیدہ کرے گا اور باتوں کی تعبیر سکھا دے گا اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کرے گا اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرے گا۔ اے سراہے گئے! اللہ تجھ میں برکت کرے گا۔ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ ایسا ہی اللہ نے وعدہ کیا ہے۔ یہ اللہ کی آیتیں ہیں ہم پڑھتے ہیں ان کو تجھ پر حق کے ساتھ)

ایک دفعہ خیال آیا کہ مجھ سے تو کچھ کام اور خدمت نہیں ہوئی اور دوسرے حضرات عمدہ و عالیشان کام میں مصروف ہیں، مجھ کو ایسا مرتبہ کیوں کر مل سکتا ہے۔ جواب ملا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نرفع درجات من نّشاء ۔ انّ الّذین یبا یعونک انّما یبا یعون اللّٰہ ۔ ید اللّٰہ فوق اید یھم ۔ نحن نزّ لنا الذّ کر و انّا لہ لحا فظو ن (ہم بلند کرتے ہیں درجات جس شخص کے چاہتے ہیں ۔ بے شک وہ لوگ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں ۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے ۔ ہم نے ذکر کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں)۔ جو چاہو ملے گا ۔

ا حسِب النّاس ان یّترکوا ان یّقو لوا آ منّا و ھم لا یفتنون (کیا لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ صرف آمنا کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہ ہو)۔

نگہداشت مارا از راہ خطا　　خطا در گذار و صوابم نما

ان لّا تعبدوا الّا اللّٰہ انّی لکم منہ نذ یر مّبین (یہ کہ نہ عبادت کرو تم اللہ کے سوا کسی کی ، بے شک میں تمہارے لئے اسی کی طرف سے ڈرانے والا ہوں)۔

ان اعبدوا اللّٰہ و اتّقوہ و اطیعون یغفر لکم ذنو بکم (یہ کہ عبادت کرو تم اللہ کی اور اس سے ڈرو اور میری تابعداری کرو ۔ اللہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا)۔

یا قومنا اجیبوا داعی اللّٰہ و استبشروا ببعیکم الّذی بایعتم انّ اللّٰہ بما تعملو ن بصیر (اے میری قوم اللہ کی طرف بلانے والے کو قبول کرو اور خوش ہو تم اس بیع کے ساتھ جو تم نے کی ہے ۔ بے شک اللہ تمہارے عملوں کو دیکھنے والا ہے)۔

ابلّغکم رسا لات ربّی و انّی لکم نا صح امین (میں تم کو اپنے رب کے پیغام پہنچا تا ہوں اور میں تمہارے لئے خیر خواہ امین ہوں)۔

یا ربّ انصر خیر حزبنا علی　حز ب الضّلال وعسکر الشّیطان
و اللّٰہ ما فی ھذہ الدّ نیا الذّ　من ا شتیا ق　العبد للرّ حما ن

(اے رب ! میرے گروہ کو گمراہوں کے گروہ اور شیطانوں کے لشکر پر نصرت دے ۔ قسم خدا کی دنیا میں کوئی چیز اللہ کے اشتیاق سے زیادہ لذت والی نہیں)

اللّٰھمّ طھّر بیتی للطّا ئفین (اے اللہ میرے گھر کو پھرنے والوں کیلئے پاک کر)۔

کن فی الدّ نیا کا نّک غریب او عابر سبیل ۔ وعد نفسک من اصحاب القبور (دنیا میں ایسا ہو جیسے اجنبی یا رستہ گذرنے والے رہتے ہیں اور اپنے نفس کو قبروں والوں میں شمار کر)

انّا و جد ناہ صابراً نعم العبد انّہ اوّاب ۔ یا یحی خذ الکتا ب بقوّۃ ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصر مّن اللّٰه و فتح قریب (ہم نے اس کو صبر کرنے والا پایا، اچھا بندہ ہے۔ تحقیق وہ رجوع کرنے والا ہے۔ اے یحییٰ اس کتاب کو قوت سے پکڑ۔ نصرت اللہ کی طرف سے اور فتح قریب ہے)

❁ قل ان کنتم تحبّو ن اللّٰه فا تّبعو نی یحببکم اللّٰه یغفر لکم ذنو بکم و یجر کم من عذا بِ الیم (اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرے گا تمہارے گناہ بخش دے گا اور دردناک عذاب سے مخلصی دے گا)۔

❁ الا انّ نصر اللّٰه قریب۔ حسبنا اللّٰه و نعم الو کیل نعم المو لی و نعم النّصیر (اللہ کی مدد قریب ہے۔ ہم کو اللہ کافی ہے، اچھا ہے وہ ہمارا وکیل اچھا مولیٰ اور عمدہ مددگار)

❁ فتحت ابواب السّماء بماءٍ منهمر۔ نحن جمیع منتصر۔ سیهزم الجمع و یولّو ن الدّ بر۔ انّ المتّقین فی جنّا ت و نهر۔ عند ملیکٍ مّقتدر۔ ان یّروا آ یةً یّقو لوا سحر مّستمر (کھولے گئے آسمان کے دروازے پانی جاری سے۔ ہم جماعت ہیں مدد کئے گئے۔ قریب ہے کہ جماعت بھگائی جائیگی اور پیٹھ پھیرے جاوینگے۔ بیشک پرہیزگار باغوں اور نہروں میں ہونگے، مالک صاحب قدرت کے پاس۔ اگر دیکھیں کوئی نشانی کہتے ہیں جادو ہے مضبوط)

❁ انّ صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للّٰه ربّ العا لمین۔ و بذ لک امرت و انا اوّل المسلمین (بے شک میری نماز، میری عبادتیں اور جینا اور مرنا اللہ رب العالمین کے واسطے ہے اور اسی کے ساتھ میں حکم کیا گیا ہوں اور میں اول مسلمانوں کا ہوں)۔

❁ فا شرقت ا لارض بنور ربّها و جیيء با لنّبیّین۔ ذلک فضل اللّٰه یؤتیه من یّشاء۔ لو کان من عند غیر اللّٰه لو جدوا فیه اختلا فاً کثیراً (اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہوئی اور نبی لائے گئے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اگر اللہ کے غیر کے پاس سے ہوتا تو اس میں اختلاف بہت پاتے)

❁ منزل مقصود بہر جا رسید۔

❁ نبّیء عبادی انّی انا الغفور الرّ حیم۔ بشّر المخبتین۔ انّما توعدون لآ تٍ۔ ان انا الّا نذیر و بشیر لّقو مٍ یّؤمنو ن۔ ان اجری الّا علی اللّٰه علیه توکّلت و الیه انیب (میرے بندوں کو خبر کر کہ میں غفور الرحیم ہوں۔ خوش خبری دے عاجزی کرنے والوں کو۔ جو تم وعدہ دیئے جاتے ہو، آنے والا ہے۔ نہیں ہوں میں مگر ڈرانیوالا اور خوش خبری دینے والا قوم ایمان والوں کو۔ نہیں اجر میرا مگر اللہ پر، اسی پر توکل کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- فذ کّر انّما انت مذ کّر الخ (پس نصیحت کر سوائے اسکے نہیں کہ تو نصیحت کرنیوالا ہے)
- اقم و جھک للدّین حنیفاً (تو اپنا منہ دین حنیف کی طرف قائم کر)
- یا آدم اسکن انت و زوجک الجنّۃ (اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو)
- ا کان للنّاس عجباً ان اوحینا الی عبد نا (کیا لوگوں کو اس بات کا عجب ہوا ہے کہ ہم نے اپنے بندہ کی طرف وحی بھیجا ہے)۔
- یفتح اللّٰہ لکم فستر ضوا (اللہ تمہارے لئے فتح کرے گا پس راضی ہو جاؤ گے)۔
- ذرنی و المکذّ بین اولی النّعمۃ و مھّلھم قلیلاً ۔ (الی) ا خذاً و بیلاً (مجھے اور جھٹلانے والے صاحب نعمت کو تھوڑی مہلت دے ..تا..پس پکڑ لیا ہم نے ان کو پکڑ نا سخت)
- ا ذا جاء نصر اللّٰہ .. الخ (جب اللہ کی مدد آئی ...)۔
- و الضّحی و اللّیل ا ذا سجی .. الخ (قسم ہے خالق ضحیٰ کی اور خالق رات کی جب اندھیرا کرتی ہے ...)
- ما زا غ البصر و ما طغی ۔ عند نا لز لفی و حسن مآب (نہیں کجی کی آنکھ نے اور نہ حد سے بڑھی ۔ ہمارے نزدیک قریب اور اچھی بازگشت)
- یا ایّھا المدّ ثّر قم فا نذر (اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ)۔
- انّی معک این (حیث) ما کنت و اللّٰہ معکم این (حیث) ما کنتم ۔ اذا استعنت فا ستعن با للّٰہ اذا سألت فا سئل اللّٰہ ۔ و اصبر لحکم ر بّک فانّک با عیننا ۔

غرض بہت ہیں جن سے واضح و لائح ہوتا ہے کہ مالک الملک کا کچھ فضل کرنے کا ارادہ ہے اور چونکہ یہ سب امور بلا کسی استدعا و آرزو ولیاقت کے محض فضل و کرم رب العالمین سے ہی ہیں میرا کچھ دخل نہیں لہذا عاجز الہام فا صدع بما تؤمر کی تعمیل میں سست ہی رہا۔ اسی بنا پر کہ جو حکم وارادہ احکم الحاکمین کا ہے وہ ضرور بالضرور خود بخود ہو کر رہے گا۔ چنانچہ اس کا ظہور اسی طرح ہو رہا ہے یعنی بلا کوشش وسعی عاجز کے وہ امور آشکارا ہو رہے ہیں اور طرفہ یہ کہ جو لوگ نہیں چاہتے کہ یہ آشکارا ہوں وہ خود ان کے مشتہر کرنے واظہار کا موجب بن گئے ہیں۔

پھر یہ الہام بھی ہوا ہے:

ایں تقویم بس است کہ چوں زاہدان شہر ناز و کرشمہ بر سر منبر نہ میکنیم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریحات

ان الہامات میں بعض آیات قرآن ایسی ہیں جن میں خاص رسول اللہ ﷺ کو خطاب ہے اور بعض میں دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام مخاطب ہیں، اور بعض میں لفظ نبی ورسول بلکہ خاص وہی نام بھی ہیں، تو سوال ہوسکتا ہے کہ بعد نزول آیت ما کان محمّد ابا احدٍ مّن رّجا لکم و لکن رسول اللّه و خا تم النّبیین (نہیں ہے محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ، لیکن اللہ کا رسول اور نبیوں کا ختم کرنے والا ہے) کے جب کوئی بھی نبی ورسول نہیں ہوسکتا، اور نہ کسی کی ایسی شان ہے کہ ان خاص خطابات وآیات کا مخاطب ہوسکے تو پھر ایسے خطاب وایسے آیات کیوں الہام میں آئیں۔ بجواب عرض ہے:

تشریح اول

دربارہ ایسے آیات وخاص خطابات کے رسالہ اثبات الالہام والبیعة با دلّة الکتاب و السّنه کی عبارت بجواب مغالطہ ۱۶۲ بہ قلیل تغیر وتبدیل وکمی بیشی ملخصاً درج ذیل ہے جو کہ امید ہے کہ انشاء اللہ الفتاح رفع اعتراض کیلئے کافی ہے و هو هذا:

- اگر الہام میں اس آیت کا القاء ہو جس میں خاص آنخضرت ﷺ کو خطاب ہے تو صاحب الہام یعنی ملہم وغیرہ اس کو اپنے حق میں خیال کر کے اس کے مضمون کو اپنے حال سے مطابق کریگا اور اس سے نصیحت اور عبرت پکڑیگا اور بموجب ارشاد اللہ جل جلالہ فاعتبروا یا اولی الا بصار (پس عبرت حاصل کرو، اے آنکھوں والو)۔ لفظ عبور سے ہے اور عبور کے معنی گذرنا اور اصطلاحی معنی ایک امر میں نظر کر کے اس کے ساتھ اور امور کو پہچاننا ہے۔ اللہ جل جلالہ کا حکم ہے کہ بندگان ایک دوسرے کا حال دیکھ کر یا قصہ سن کر نصیحت پکڑیں اور عبرت حاصل کریں جیسا کہ فرمایا انّ فی ذلک لعبرةً لّمن یّخشی (بے شک البتہ اس میں عبرت ہے ڈرنے والے کیلئے) انّ فی ذلک لآ یا تٍ للمؤمنین (بے شک اس میں البتہ پتے ونشان ہیں دھیان دینے والوں کیلئے)
- انبیاء اور ان کے قصص اسی واسطے قرآن مجید میں اللہ پاک نے اپنی رحمت سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازل فرمائے کہ بندگان الٰہی اپنے حالات ان کے مطابق کر کے دیکھیں اور اپنی سعادت اور شقاوت، رضا و نا رضا خالق مالک کا اپنے حق میں اندازہ کریں۔ یہ نہیں کہ ان قصص کو سرسری نظر سے دیکھ کر یا داستان سمجھ کر عبور کر جاویں۔ پس اگر ایک آیت کریمہ جو اللہ، جناب رسول اللہ ﷺ کے حق میں نازل فرما چکا ہے وہی آیت کسی شخص کو الہاماً القاء ہو اور وہ شخص اس کو اپنے پر وارد کر کے اس کے امر اور نہی اور تاکید و ترہیب و ترغیب کو بطور اعتبار و عبرت اپنے لئے سمجھے تو کچھ مضائقہ و حرج نہیں اور بیشک وہ شخص اللہ کے فضل سے صاحب بصیرت اور مستحق تحسین ہے نہ قابل اعتراض۔

❁ چنانچہ شاہ ولی اللہؒ نے بھی فوز الکبیر میں اس مضمون و اعتبار کو مشرح تحریر فرمایا۔

اما اشارات صوفیہ و اعتبارات ایشاں بحقیقت از فن تفسیر نیست بلکہ نزد استماع قرآن مجید چیزہا بردل سالک ظاہر مے گردد و درمیان نظم قرآن مجید و حالتے کہ آں سالک دارد یا معرفتیکہ اورا حاصل است متولد میشود چنانچہ کسے قصہ مجنون ولیلی شنود و معشوقہ خود یاد کند و معاملہ کہ درمیان وے و معشوقہ محبوبہ وے میگذرد مستحضر سازد و درایںجا فائدہ ایست فہم آں رابائد دانست کہ آنحضرت ﷺ فن اعتبار را معتبر داشتہ اند و دراں راہ سلوک فرمودہ اند تا سنت باشد علماء امت راوہ فتح طریقہ باشد علوم موہوبہ ایشاں را مانند آنکہ آیت فا مّا من اعطی و انقی درمسئلہ قدر تمثیل خواندند اگرچہ معنی منطوق آیۃ آن ست اورا راہ جنت و نعیم بنمائم و ہرکہ اضداد آں عمہ آوردہ است اورا راہ دوزخ و تعذیب بکشایم لیکن بطریق اعتبار تواں دانست کہ ہرکسے را برائے حالتے آفریدہ اند آں حالت بروے جاری میکنن من حیث یدری او لا یدری پس بایں اعتبار را مسئلہ قدر ربطے واقع شد۔

پس اگر ان آیات کا القاء ہو جن میں آنحضرت ﷺ کو خطاب ہے مثلاً الم نشرح لک صدر ك (کیا ہم نے تیرا شرح صدر نہیں کیا) و لسوف یعطیک ربّک فترضی (قریب ہے تجھے دے گا رب تیرا، پس تو راضی ہوگا) فسیکفیکھم اللّٰہ (کفایت ہے تیری طرف سے ان کو اللہ) فا صبر کما صبر او لوا العزم من الرّسل (پس تو صبر کر جیسا صبر کیا اولوالعزم رسولوں نے) و اصبر نفسک مع الّذین ید عو ن ربّھم بالغدا وۃ و العشیّ یر یدون وجھہ (اور صبر دلا تو اپنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جی کو ان لوگوں کی رفاقت میں جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام، خواہش رکھتے ہیں اسکی ذات کی)۔ فصلّ لربّک و انحر (پس نماز پڑھ تو اپنے رب کیلئے اور قربانی کر) و لا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا و اتّبع هواه (اور نہ کہا مان جس کا دل غافل کیا ہم نے، بسبب اس کے گناہوں اور سرکشی کے بہ مصداق آیت ما اصابکم من مصيبة فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر، اپنی یاد سے اور پیچھے لگا اپنی خواہش کے)۔ و وجدک ضالاً فهدی (اور پایا ہم نے تم کو گم، محبت وطلب میں، پس راہ دکھا دیا)۔ (اس آیت شریفہ میں ضالاً کے وہی معنی لئے ہیں جیسے حضرت یعقوبؑ کو کہا گیا تھا انّک لفی ضلالک القدیم چنانچہ شاہ رفیع الدینؒ صاحب نے بھی ضالاً کے معنی وہم کے کئے ہیں اور تفسیر کبیر یعنی تکملہ امام فخر الدین رازیؒ میں بھی اس آیت شریفہ کی وجہ تفسیر رابع عشر صفحہ ۲۰۳ جلد ۸ میں ایسی ہی تفسیر کی ہے چنانچہ فرمایا: الضّلال بمعنی المحبّة کما فی قوله: انّک لفی ضلالک القدیم، ای محبّتک و معناه انّک محبّ فهدیتک الی الشّرائع الّتی بها تتقرّب الی خدمة محبوبک (ضلال کے معنی محبت کے ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے انّک لفی ضلالک القدیم یعنی اپنی محبت میں ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کو تو دوست رکھنے والا ہے، پس میں نے تجھے ان شرعی احکام کی طرف ہدایت کی جن کے باعث اپنے محبوب کی خدمت میں قرب حاصل کرے تو)۔ و استقم کما امرت ولا تتّبع اهواءهم (قائم رہ جیسا کہ حکم کیا گیا ہے وادرمت پیروی کر ان کی خواہشوں کی)۔ تو ان آیات القاء شدہ کا بطریق اعتبار یہی مطلب نکالا جاویگا کہ انشراح صدر، عطاء، رضا، کفایت، حکم، صبر، ہدایت، صلوۃ، قربانی، پرہیز از اطاعت غافلین ذکر الٰہی و متبعان ہوائے نفس وغیرہ۔ جس لائق یہ شخص ہے علی حسب المراتب اس شخص کو بھی اللہ کے فضل سے نصیب ہوگا اور امر و نہی و وعدہ وغیرہ میں باتباع رسول اللہ ﷺ اس کو بھی فرمان بردار و کاربند ہونا چاہیے۔

✲ یہ عام مشاہدہ و معمول ہے کہ جس قدر آقا امیر، سردار اور متبوع عالی شان ذی رتبہ ہوتا ہے اسی قدر اس کے خادم و تابع کی عزت و توقیر ہوتی ہے اور وہ توقیر و عزت دراصل اسی سردار متبوع کی ہے۔ پس اس خیال سے بھی اگر متبعان و خادمان رسول اللہ ﷺ کو بطفیل اطاعت و اتباع آنحضرت ﷺ کچھ انعام و اکرام عطا ہو تو دراصل یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب فضیلت سید الاولین والآخرین ﷺ کی ہے نہ کسی اور کی کیونکہ جس عاجز پر یہ انعام واکرام وتلطف ورحمت ہوئی وہ توطفیلی ہے، اس کی کیا شیخی۔

❁ پھر آیات مذکورہ کوئی ایسی نہیں جو خاصہ رسول اللہ ﷺ ہوں بلکہ اور مومن اور متبعان بھی ان میں شامل ہیں۔یعنی جس طرح الم نشرح لک صدرك خاص نہیں بلکہ ہر مومن صادق متبع رسول اللہ ﷺ کا حسب مراتب انشراح صدر ہوتا ہے بموجب ارشاد من یرّد اللّٰه ان یهد یه یشرح صدره للا سلام (جس کی ہدایت کا اللہ پاک ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ واسطے اسلام کے کھول دیتا ہے) افمن شرح اللّٰه صدره للا سلا م فهو علی نور من ربّه (اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے واسطے کھول دیا پس وہ ہے اوپر نور کے اپنے رب سے) وغیرہ۔

ایسا ہی عطائے نعماء ورضاء الٰہی کے بارہ میں اللہ نے مومنین متبعین کے حق میں فرمایا ہے جزاء هم عند ربّهم جنّا ت عدنٍ تجری من تحتها الانهار خالدین فیها ابداً رضی اللّٰه عنهم و رضوا عنه (بدلا ان کا نزدیک ان کے رب کے باغ ہیں بسنے کے، بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں، ہمیشہ رہیں گے ان میں، راضی ہوا اللہ ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے)۔

اسی طرح کفایت کے بارہ میں ارشاد و کفی اللّٰه المو منین القتا ل (کفایت کی اللہ نے مومنوں کو لڑائی سے) انّا لننصر رسلنا و الّذین آ منوا فی الحیوة الدّ نیا و یوم یقوم ا لا شهاد (ہم مدد کریں گے اپنے رسولوں اور ایمان والوں کی زندگانی دنیا میں اور جس دن کھڑے ہوں گے گواہ)۔

ایسا ہی صبر کے واسطے مومنین کو ارشاد ہے یا ایّها الّذ ین آ منوا اصبروا و صابروا و را بطوا (اے ایمان والو صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ اور لگے رہو)۔

اور تقوی اور صادقین اور صابرین ذاکرین کی مجالست کے واسطے فرمایا یا ایّها الّذ ین آمنوا اتّقو اللّٰه و کو نوا مع الصّا دقین (اے ایمان والو، ڈرو اللہ سے اور ساتھ رہو سچے لوگوں کے) اتّبع سبیل من انا ب الیّ (پیروی کر اس شخص کی جو رجوع کرتا ہے طرف میری)۔ و لا تتّبعوا اهواء قومٍ قد ضلّوا من قبل (اور مت چلو ان لوگوں کی خواہش پر جو گمراہ ہوئے اس سے پہلے)۔ ولا تطیعوا امر المفسد ین (اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مت پیروی کرو مفسدوں کے کام کی)۔

ایسا ہی صلوۃ وغیرہ کے واسطے ارشاد فرمایا: اقیموا الصّلوۃ و آتوا الزّکوۃ (قائم کرو تم نماز اور ادا کرو زکوۃ)۔

در بارہ قربانی ارشادفرمایا: و البدن جعلناھا لکم من شعائر اللّٰہ لکم فیھا خیر (اور اونٹ قربانی کے ٹھہرائے ہیں ہم نے تمہارے لئے نشانی دین کی تمہارا اس میں بھلا ہے)

اسی طرح ہدایت کے بارہ میں عام ارشادفرمایا و الّذین جاھدوا فینا لنھدینّھم سبلنا (جنہوں نے محنت کی ہماری راہ میں البتہ دکھلاتے ہیں اور دکھلاوینگے ہم انکو اپنی راہ)

ایسا ہی در بارہ استقامت عام ارشاد و وعدہ ہے کہ: انّ الّذین قالوا ربّنا اللّٰہ ثمّ استقاموا تتنزّل علیھم الملائکۃ الّا تخافوا ولا تحزنوا و ابشروا بالجنّۃ الّتی کنتم توعدون (تحقیق جن لوگوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے پھر ثابت وقائم رہے اوپر اسی کے، اترتے ہیں ان پر فرشتے یہ کہ مت خوف کرو اور مت غم کھاؤ اور خوش خبری سنو اس بہشت کی جو تھے تم وعدے دیئے جاتے)

اسی طرح ارشاد ہے و لا تحرّک بہ لسانک لتعجل بہ و رتّل القرآن ترتیلاً (قرآن مجید ٹھہرا کر عمدہ طور سے پڑھ) اس میں بھی اگرچہ خطاب خاص ہے مگر حکم عام ہے بلکہ اللہ نے اپنا فعل مبارک بھی ترتیل قرآن فرمایا ہے و رتّلناہ ترتیلاً پھر یا ایّھا النّبیّ اذا طلّقتم النّساء۔ اس میں اول خطاب خاص اور پھر سب امت کو جمع کر کے ارشادفرمایا۔ ایسا ہی:

و اذا قرأت القرآن فاستعذ باللّٰہ من الشّیطان الرّجیم۔ فا ذا فرغت فانصب و الی ربّک فارغب (جب پڑھے تو قرآن پس پناہ مانگ شیطان مردود سے۔ جب تو فارغ ہو پس محنت کر عبادت میں اور اپنے رب کی طرف رغبت کر)

اذا جاء نصر اللّٰہ و الفتح ... فسبّح بحمد ربّک و استغفرہ انّہ کان توّاباً (جب آئی مدد اللہ کی اور فتح فرمائی ...پس پاکی بیان کر ساتھ تعریف اپنے رب کے اور اس سے بخشش مانگ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے)۔

و اذا جاءک المومنون بآیاتنا فقل سلام علیکم (اور جب آویں تیرے پاس وہ لوگ کہ ہماری آیتوں کے ساتھ ایمان لاتے ہیں تو، تو کہہ، سلام تم پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب ربّکم علی نفسه الرّحمة و لا تطع کلّ حلّافٍ مّھین (اللہ تعالی نے لکھی ہے اپنی ذات پر رحمت ..الخ)۔

خذ العفو و أمر با لعرف و اعرض عن الجا ھلین ۔(درگذر اختیار کر اور حکم کر نیکی کا اور جاہلوں سے اعراض کر)۔

فا مّا الیتیم فلا تقھر واما السّائل فلا تنھر (یتیم پر قہر نہ کر اور سوالی کو نہ جھڑک) وغیرہ گو خطابات خاص ہیں لیکن تمام امت کو بھی ہدایات ہیں، اور سب کا انہی پر عمل درآمد۔ مسلمانوں میں کوئی آج تک اس کا قائل نہیں کہ یہ خاص ہیں، کسی دوسرے کو ان کا عمل نہیں کرنا چاہیے بلکہ اہل اسلام اس کے بھی قائل ہیں کہ جو خطابات رسول اللہ ﷺ کو قرآن میں ہیں وہ باتباع رسول اللہ ﷺ کے اکثر سب امت کو بھی ہیں علاوہ ازیں حکم اولئک الّذین ھدی اللّٰہ فبھدا ھم اقتدہ (وہ لوگ وہ ہیں کہ اللہ نے ان کو ہدایت کی ہے پس تو انکی ہدایت کی پیروی کر) بھی واجب العمل والا طاعت ہے۔

ان ارشادات و ہدایات کے علاوہ شفاعت جو مہتم بالشان باعظمت ومعزز امر و رتبہ ہے جو کامل طور پر رسول اللہ ﷺ کے واسطے اللہ نے فرمایا ہے اس سے بھی اللہ نے علی قدر مراتب مومنین و متبعین کو محروم نہیں فرمایا، جیسا کہ بخاری و مسلم میں ہے:

شفعت الملا ئکة و شفع النّبیّون و شفع المومنون و لم یبق الّا ارحم الرّا حمین (شفاعت کر چکے فرشتے اور شفاعت کر چکے انبیاء اور شفاعت کر چکے مومنین اور نہیں باقی رہا مگر ارحم الراحمین)۔

نیز بخاری و مسلم میں ہے: فو الّذی نفسی بیدہ ما من احدٍ مّنکم با شدّ مناشدة فی الحقّ قد تبین لکم من المؤمنین للّٰہ یوم القیامة لاخوانھم الّذین فی النّار (پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے نہیں تم میں سے کوئی شخص اپنے ثابت شدہ حق پر ایسا سخت تقاضا کرنے والا جیسے کہ مومن قیامت کے دن اپنے مومن بھائی خاطر جو گرفتار دوزخ ہوگا تقاضا کرے گا)۔

مومنین کی شفاعت تو بجائے خود ہے، بلکہ فرمایا:

انّ السّقط لیرا غم ربّہ اذا دخل ابویه النّار فیقال ایّھا السّقط الرّا غم ربّہ ا دخل ابو یک الجنّة (تحقیق کچا بچہ البتہ جھگڑے گا رب اپنے سے جس وقت اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ماں باپ دوزخ میں داخل ہوں گے۔ پس کہا جاوے گا اے گرے ہوئے بچے اپنے رب کے ساتھ جھگڑنے والے داخل کر تو اپنے ماں باپ کو جنت میں)۔

غرض وہ ارشادو احکام جن کے ساتھ اللہ تعالی نے خاص رسول اللہ ﷺ کو مخاطب فرمایا ہے دوسری جگہ قرآن میں جب دوسروں کے واسطے بھی موجود ہیں جیسا کہ آیات و احکام مذکورہ بالا میں ذکر ہوا، تو دوسرے انبیاء والے خطاب بھی اگر متبعان رسول اللہ ﷺ کو جن کے واسطے کنتم خیر امۃٍ اخرجت للنّاس (تم بہتر امت ہو لوگوں کے لئے نکالے گئے ہو) کا انعام وارشاد ہے القاء ہوں یا آویں تو کیا مضائقہ۔

پس جب ثابت ہوا کہ خطابات انبیاء میں اور مومنین و متبعین بھی شامل ہیں تو اگر ان خطابات کو صاحب الہام بطریق اعتبار اپنے حق میں سمجھے تو کچھ حرج و ممانعت نہیں بلکہ اگر ملہم بھی سمجھے کہ خاص مجھ کو خطاب ہے تب بھی شرعاً کچھ قباحت نہیں۔ کتاب وسنت و اقوال علماء امت سلف صالحین وخلف سے کچھ اعتراض پایا نہیں جاتا۔ انتہی فقط۔

ہاں یہ بہت ضروری ہے کہ بندہ عاجز ملہم کو ان انعامات و اکرامات سے جو اس ناچیز کو بطفیل اتباع ہادی جن وانس سید ولد آدم موصوف باوصاف ومخاطب بخطابات شاھداً وّ مبشراً وّ نذیراً وّ داعیاً الی اللّٰہ باذنہ و سراجاً مّنیراً ﷺ کے نصیب ہوئے، غرہ ہو کر اپنے آپ کو بھول کر اپنے جامہ سے باہر ہو کر لوگوں میں اپنی فضیلت و مشیخت و تعلّی و تفاخر مشتہر کرنے کی تدابیر میں مصروف رہ کر مخلوق الٰہی وامت رسول اللہ ﷺ کو حقیر جان کر اپنے آپ کو سب سے انا خیر کہہ کر تباہ و برباد نہ کرنا چاہیے بلکہ ترقی انعامات وحالات کے واسطے ارشاد قرآن مجید و لئن شکر تم لازیدنّکم و لئن کفر تم انّ عذابی لشدید (اگر شکر کرو تم البتہ زیادہ دونگا میں تم کو اور اگر کفر، ناشکری، کرو گے تم، تحقیق میرا عذاب شدید ہے) کو مدنظر رکھ کر اپنے محسن مولی خالق و مالک کی شکر گذاری عبودیت مسکنت واتباع رسول رؤف الرحیم ﷺ میں ہمیشہ مصروف رہ کر خوشنودی و رضائے مولی کریم و کامیابی کامل کے واسطے بخشوع وخضوع و بالحاح وزاری دعا میں لگے رہنا چاہیے اور ادعیہ ماثورہ، اور سورۃ فاتحہ کو بتدبر و تفکر پڑھنا چاہیے اور درود شریف کو وظیفہ بنانا چاہیے۔

تشریح ثانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطاب باسم خاص انبیاء کے بارہ میں معلوم ہو کہ پیغمبروں کا نام مبارک اگر خواب میں یا الہام میں کسی ملہم کی نسبت آ جاوے، تو لوگ حیران و برافروختہ ہو کر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ شخص پیغمبری کا مدعی ہے اور یک لخت اس کی نسبت جو چاہتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں۔ سو اگر وہ شخص ملہم واقع میں اشارتاً وکنایۃً کسی طرح بھی مدعی نبوت کا ہو، تو بے شک معترضین حق پر ہیں کیونکہ ان خاص برگزیدگان ومحبوبان ومقربان بارگاہ عالی الٰہی کی برابری: چہ نسبت خاک را با عالم پاک کا مصداق ہے۔ معاذ اللہ۔ میں اس خیال واعتقاد سے بریت ظاہر کرتا ہوں اور توبہ۔ عاجز گنہگار خاکسار ان کی اطاعت وفرمان برداری کو اپنا فخر سمجھ کر ان کے کسی وصف کی برابری بھی نہیں کر سکتا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی مناسبت کے باعث ایسا نام آتا ہے اور ہو سکتا ہے جس سے مقصود بالذات اس مناسبت وصفت کا اظہار مراد ہو، جیسے بول چال روزمرہ میں بہادر کو شیر و رستم، فیاض وسخی کو حاتم، عادل کو نوشروان، بے عقل کو گدھا یا الو، متکبر وتعلّی پسند کو فرعون، بخیل کو قارون، متمرد وسرکش کو ابوجہل وغیرہ سے پکارتے اور تعبیر کرتے ہیں حالانکہ اصل میں مشابہت حقیقی نہیں ہوتی۔ یا جیسے حضرات صوفیہ کرام واولیاء ذوالاحترام نفس امارہ کو فرعون و روح کو موسیٰؑ سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ چنانچہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے قوی النفس کو فرعون، وقلب کو حضرت موسیٰؑ، اور روح کو عصا موسی سے مشابہت بیان فرمائی ہے۔ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی بباعث غلبہ توحید الٰہی کے اسم مبارک حضرت ابراہیمؑ اور بباعث نسبت عبودیت واقرار تقصیرات وورد ربّنا ظلمنا انفسنا .. الخ کے اسم مبارک حضرت آدمؑ وغیرہ آئے ہوں اور اسی طرح جیسا کہ آگے ذکر آئے گا کسی فرعون مجوزہ کے مقابلہ پر یا کسی اور دینی غیرت یا خصلت کے باعث اسم مبارک حضرت موسیٰؑ وغیرہ استعمال ہوئے ہوں جیسا کہ مثل مشہور ہے لکلّ فرعون موسی۔ اور تعجب ہے کہ اگر کسی کی خصلت ذمیمہ پر اس کو فرعون یا قارون کہا جاوے تو لوگوں کو ہرگز وحشت نہیں ہوتی۔ پھر اگر کسی کو کسی اچھی خصلت وپسندیدہ عادت کے واسطے آدم، موسی، عیسی، یحی، ہارون یا احمد صلوات اللّٰہ علیھم خواب یا الہام میں کہہ کر خطاب کیا جائے تو کیوں گھبرانا چاہیے۔

یہ بھی قابل غور وتوجہ ہے کہ موافق ارشاد حدیث تسمّوا باسماء الانبیاء (نام رکھو ساتھ اسماء انبیاء کے) کے اکثر مسلمان اپنے بیٹوں کے نام تبرکاً انبیاء یعنی ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب موسی، یوسف، عیسی واحمد، محمد افضل الصّلوات واکمل التّحیّات کے نام پر رکھ لیتے ہیں اور کوئی معترض نہیں ہوتا۔ پھر اگر الہام وخواب میں جن پر انسان کا اپنا کچھ دخل وتصرف نہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کا ایسا نام رکھا جائے یا آ جاوے تو کیوں تعجب کرنا چاہیے۔

تشریح ثالث

لفظ نبی ورسول کی نسبت واضح ہو جب کبھی کسی ملہم کو ان الفاظ سے خطاب ہوتا ہے تو اس جگہ حقیقی لغوی معنی یعنی نبی خبر دینے والا اور رسول یعنی بھیجا ہوا مراد ہوتے ہیں نہ اصطلاحی شرعی معنے جو کسی صورت کبھی بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ بعد نزول اس آیت کریمہ: ما کان محمّد ابا احدٍ مّن رّجالکم ولکن رّسول اللّٰہ وخاتم النّبیّین کے ہرگز ہرگز کسی کے واسطے اسلامی دنیا میں یہ معنی نہیں ہو سکتے اور نہ کوئی فرد اس امت مرحومہ خیر الوری میں اس کا قائل ہے۔ اور جو کوئی اس کی ذرہ بھی مخالفت کرے، نبوت کو ناقص وکامل وغیرہ کہہ کر کچھ اپنی فضیلت کے واسطے بنائے یا کہے وہ ہرگز قابل سماعت نہیں کیونکہ دین اسلام یوم ارشاد:

> الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (آج کامل کر دیا میں نے تمہارے لئے دین تمہارا اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا تمہارے لئے دین اسلام)

ہر طرح سے کامل مکمل ہو کر باعث خوشنودی ورضا رب رحیم وکریم ہو چکا ہے اس میں کبھی کسی تغیر وتبدل کی گنجائش وحاجت وضرورت نہیں۔

منامات ورؤیا درباره قادیانی

بدھ ۱۷ نومبر ۱۸۹۷ء کو دیکھا کہ ایک مسجد میں ہم تینوں یعنی خاکسار (منشی الٰہی بخش)، رفیق الطریق وحافظ جی موجود تھے۔ عاجز مسجد کے اندر، رفیق وضو والی نالی کے اندرونی دیوار پر اور حافظ جی (محمد یوسف) باہر کی دیوار کی نالی پر وضو کر رہے تھے۔ اس جگہ مرزا صاحب کی بیعت کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسبت بحث ہوئی، میں نے انکار کیا۔ اس پر حافظ جی نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے، توبہ ہی کرنی ہے۔ خاکسار نے کہا اگر توبہ ہی کرنا ہے اور کچھ مضائقہ نہیں تو مرزا صاحب آپ کے ساتھ یا میرے ساتھ کریں۔ غرض ان کی (یعنی مرزا جی کی) عبداللہ صاحبؒ کی تحقیر کرنی ہے۔

یہ رؤیا مرزا صاحب کو خوب واضح کر کے سنایا تھا جو بحیثیت رؤیا و خواب ہونے کے کچھ دلیل یا قابل اعتراض تو نہیں ہوسکتا لیکن انہوں نے اس پر ناراض ہو کر ایک رسالہ ضرورۃ الامام تحریر فرما کر شائع کر دیا اور ما بین دعاوی علم و فضل ارشاد رسول مقبول ﷺ رفع القلم عن ثلاثة عن النّائم حتى يستقيظ ..الخ (قلم تین شخصوں پر سے اٹھائی گئی ہے، ایک سونے والے سے اس کے بیدار ہونے تک) پر کچھ لحاظ و خیال نہ کیا۔

جمعہ ۷ جنوری، ۱۸۹۸ء رؤیا میں مرزا جی سے جا کر ملا انہوں نے فرمایا کہ میں نے تمہاری نسبت دیکھا ہے کہ تم ی تک نہیں پہنچے۔ ابھی م تک ہو اور اس کی ایک وجہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے آپ کی نسبت دیکھا ہے کہ آپ کو جو کچھ ملا میری بدولت حاصل ہوا ہے۔ آپ کا اشارہ شاید بیعت کی نسبت ہے سو اس کے لئے حکم آ چکا ہے کہ فاستبشروا ببيعكم الّذى بايعتم (پس تم اس بیعت کے ساتھ جو تم کر چکے ہو، خوش ہو)۔ مرزا صاحب نے طنزاً فرمایا کہ تم نے بیعت کب اور کہاں کری ہے؟ میں نے کہا عبداللہ (غزنوی) صاحبؒ سے۔ مرزا صاحب نے فرمایا وہ تو مٹی ہو گئے میں نے کہا کہ آپ بھی مٹی ہو جاوینگے اور میں بھی، ہم سب۔ اس پر کشیدہ رو ہو گئے

☆ ان ہی اسباب کے باعث مرزا صاحب سے اتفاق نہیں ہوا کیونکہ الہام فاستبشروا ببيعكم الّذى بايعتم (پس تم اس بیعت کے ساتھ جو تم کر چکے ہو، خوش ہو) سے یہی مفہوم ہوا کہ بیعت اول سید عبداللہ غزنویؒ والی ہی موجب بشارت ہے کیونکہ بیعت بھی بموجب مفہوم مرزا صاحب کے ایک قسم کی بیع ہے جیسا کہ رسالہ ضرورۃ الامام میں کئی جگہ ایسا لکھا ہے۔

اور یہ بشارت بیعت سید عبداللہ مرحوم والی بظاہر ان سب اصحاب کے واسطے عاجز کو معلوم ہوتی ہے جو سید عبداللہ غزنویؒ سے بیعت کر چکے اور اس پر قائم ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

اور الہام شرع لكم من الدّين ما وصّاكم به سے یہی مراد ہے کہ جو شیخ ممدوح علیہ الرحمۃ تلاوت سورہ فاتحہ و یا حیّ یا قیّوم برحمتک استغيث و مداومت ذکر فرمایا کرتے تھے، اس پر کاربند و پابند ہونا چاہیے۔ چنانچہ مولوی عبدالرحمٰن مرحوم لکھوکے والے، جو عالم باللہ متبع و عاشق سنت رسول اللہ ﷺ مستغرق ذکر و عابد و زاہد ہونے کے سوا بڑے محتاط بھی تھے اور اپنی صفائی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلب والہام کے ذریعہ سے عبداللہ صاحبؒ کی خدمت میں استفادہ کے لئے خراسان پہنچے تھے، انہوں نے جب سیدعبداللہؒ کے بعد میں مرزا صاحب کی بیعت کا ارادہ کیا تھا تو ان کو یہی الہام ہوا تھا اتستبدلون الّذی ھو ادنی بالّذی ھو خیر (کیا تم بدلتے ہو جو ناقص ہے بدلے اس چیز کے کہ وہ بہتر ہے)۔ الحمدللہ کہ ان کا یہ الہام بھی عاجز کی تفہیم واعتقاد کا شاہد ومصدق ہے۔

☆ عاجز کے رؤیا والہامات جو پورے ہوئے، ان میں کئی وہ ہیں جو مرزا صاحب کے پاس قادیان جانے میں پورے ہوئے۔ مثلاً:

❁ جو ۲۹۔ اپریل ۱۸۹۸ء جمعہ کو خواب میں دیکھا تھا کہ میں اور مرزا صاحب بالمقابل ایک خاص ہیئت پر بیٹھے ہیں اور لوگ باہر سے جھانکتے ہیں کہ عیسیٰ وموسیٰ ہیں۔ چنانچہ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۸ء ہفتہ کو بعینہ اسی ہیئت وشکل سے مرزا صاحب کے بیٹھنے اور بٹھلانے سے پورا ہوا جیسا کہ اسی موقع پر مرزا صاحب کو جتلایا گیا تھا۔ فالحمد للّٰہ علی ذلک۔

❁ اس خواب کو مرزا صاحب کے مریدین بغیر غور وتامل سے سننے کے الہام کہہ کر اس بات پر بڑا زور دیتے ہیں کہ اس سے مرزا صاحب کا عیسیٰ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ لیکن وہ بھولے بھالے اپنی ناواقفی وکم سمجھی پر خیال نہیں کرتے کہ اول تو اس بنا پر ان کو چاہیے کہ عاجز کو بھی موسیٰ مانیں اور عیسیٰ کو اس کا تابعدار خیال کر کے اس سے موسیٰ کی اطاعت کا اقرار کراویں کیونکہ عیسیٰ خود موسیٰ کا متبع تھا حسب اقرار مولوی نورالدین جن کا ایک خط اس بارہ میں عاجز کے پاس موجود ہے۔ اور اگر عاجز کے موسیٰ ہونے سے انکار کریں جیسا کہ عاجز خود ایسے گستاخانہ اور خودتراشیدہ خیالات سے بےزار ومتنفر ہے تو مرزا کے عیسیٰ ہونے سے ان کو بدرجہ اولیٰ انکار کرنا چاہیے ورنہ نؤمن ببعض و نکفر ببعض (ہم بعض کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہیں) والہ معاملہ ہوگا۔

❁ چونکہ خواب تعبیر طلب بھی ہوتے ہیں۔ سو کتاب تعبیر میں لکھا ہے:

موسیٰ را اگر در خواب بیند مبتلا گردد با اہل وعیال وبعد ازاں حالش نکو گردد وبر دشمن ظفر یابد

عیسیٰ کی تعبیر تو نہیں ملی لیکن مسیح اور عیسیٰ چونکہ ایک ہی ہیں اور مسیح کے معنی لغت قاموس و منتہی الارب میں کذاب کے بھی لکھے ہیں لہذا یہ امر قابل غور وتوجہ ہے۔

❁ خواب کی اکثر تعبیریں عجیب ہوتی ہیں جیسا کہ حضرت یوسفؑ کی خواب وتعبیر کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے اور ایسی بہت عجیب تعبیریں رسول اللہ ﷺ سے بھی احادیث میں مروی ہیں۔ تو اس کی تعبیر بھی بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ عاجز کا مقابلہ (جیسا خواب میں بالمقابل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھنے سے ظاہر ہے) اس شخص سے ہوا جو اپنے آپ کو بنام عیسیٰ و مسیح ابن مریم غلطی سے مشہور کرتا ہے اور موافق الفاظ، بعدازاں حالش نگو گردد و بر دشمن ظفر یابد، کے اللہ انجام بخیر کر کے فتح وظفر عنایت فرمائے گا۔ واللہ اعلم۔ سو ناحق اختلاف کا مقدمہ تو مرزا صاحب نے بلا خواہش وارادہ عاجز اب شروع کر ہی دیا ہے پھر تعجب کہ ایسی صریح اپنے مخالف خواب کو مریدین مرزا صاحب موافقت پر کس طرح حمل کر کے اس کو اپنے مفید مطلب قرار دیتے ہیں۔

یہ تو عرفی نام کی طرح ہیں، جیسے مرزا صاحب نے اپنے تئیں غلطی سے عیسیٰ مشہور کیا ہے۔ اور چونکہ عاجز کے اکثر الہامات میں نام موسیٰ آیا، جس کا اصل سرّ وحال تو اللہ جل جلالہ کو معلوم ہے لیکن اس قدر مشابہت ومناسبت تو عاجز کو معلوم ہے کہ جس طرح سیدنا موسیٰ کا نام دریا سے نکلنے پر موسیٰ رکھا گیا تھا جیسا کہ تفسیر معالم التنزیل میں:

فقالت (آسیة) قد سمّیته موسی لانّا وجدناه فی الماء والشّجر هو الماء وسی هو الشّجر (کہا اس نے میں نے اس کا نام موسیٰ رکھا کہ ہم نے اس کو پانی میں درخت کے پاس پایا پس مو پانی اور سی درخت ہے)

ایسا ہی تیسر القرآن میں ہے کہ موسیٰ نام رکھا، اس واسطے کہ مو قبطی زبان میں پانی کو کہتے ہیں اور سی درخت کو۔

اسی طرح یہ عاجز بھی خوردسالی میں دریا میں ڈوب کر اور پھر چوب کے ساتھ اٹک کر نکلا ہوا ہے۔ اس نام پر اس عاجز کو ان کے مرید اپنی طرف سے کہتے ہیں کہ میں نعوذ باللہ موسیٰ ہونے کا مدعی ہوں جو سراسر بہتان افتراء وغلط ہے۔

اور پھر اس خواب کا ظہور بھی خود قادیان میں مرزا صاحب کے مکان پر ہی ہوا جہاں ان کو سوائے حضرت اقدس، عیسیٰ بن مریم، مسیح موعود، مہدی مسعود کے اور کچھ کہنا بے ادبی وگناہ میں داخل کر رکھا ہے حالانکہ وہ اپنے روزمرہ خطوط وغیرہ میں اپنی قلم سے مرزا غلام احمد ہی لکھتے ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ خواب والہام میں کوئی نام آجانے سے وہ شخص بالکل وبعینہ وہی نہیں ہو جاتا کیونکہ اگر ایسا ہو تو مرزا صاحب اس بنا پر آدم، نوح، ابراہیم، یوسف، موسیٰ، نیز مریم، علیھم الصّلوۃ والسّلام سب کچھ بن بیٹھیں، صرف خصوصیت سے عیسیٰ بننے کی کیا ضرورت ہے۔ آج تک ان الہامی ناموں کے سبب کوئی ملہم مومن مطیع ومتبع رسول اللہ ﷺ اس امر کا قائل ومدعی نہیں ہوا۔ یہ ناواقفی کا باعث ہے کہ مرزا صاحب نے ایسی ٹھوکر کھائی ہے۔ واللّٰہ اعلم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا نے چونکہ خود بخود بغیر کسی رہبر کے کام شروع کیا اور چلا یا ہے لہذا مسئلہ الہام میں بہت غلطیاں اور ٹھوکریں کھائی ہیں اور پھر متقدمین ماہرین کتاب وسنت نے جو کچھ اس بارہ میں کہا ہے اس پر توجہ نہیں کی ۔ کاش وہ مدارج السالکین ہی پڑھ لیتے جس میں صدیق کو محدث سے اکمل اور بباعث کمال صدیقیت ومتابعت کے اس کا استغنا تحدیث والہام وکشف سے بیان کر کے فرمایا ہے

و کان ھذا المحدث یعرض ما یحدث به علی ما جاء به الرّسول فان وافقه قبله و الّا ردّہ (اور وہ محدث جو اس سے تحدیث ہوتی ہے اس کو جو رسول اللہ ﷺ سے آیا ہے اس پر عرض کرتا ہے اگر موافق ہو، قبول کرتا ہے ورنہ رد کرتا ہے)۔

اور ایسا ہی حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں کہا:

و قد وقع الامر کذلک حتّی انّ المحدث منھم اذا تحقق وجودہ لا یحکم بما وقع له بل لا بدّ له من عرضه علی القرآن فان وافقه او وافق السنّة عمل به و الّا ترکه (ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ محدث حکم نہیں کرتا جو اس سے واقع ہو بلکہ اس کو چارہ نہیں اس کے عرض کرنے سے قرآن پر۔ پس اگر موافق ہو اس سے یا سنت سے تو عمل کرتا ہے، نہیں تو اس کو ترک کرتا ہے)

پھر مدارج السالکین میں لکھا ہے:

و العصمة منتفیة الّا علی عن الرّسل و مجموع الامة فمن این للمخاطب انّ ھذا الخطاب رحمانی او ملکی بایّ برھان او بایّ دلیل و الشّیطان یقذف فی النّفس وحیه و یلقی فی السّمع خطابه فیقول المغرور المخدوع قیل لی و خوطبت و صدقت و لکن الشّان فی القائل لک و المخاطب و قد قال عمر بن الخطاب لغیلان بن سلمة و ھو من الصّحابة لمّا طلق نساءہ و قسم ماله بین بنیه انّی لا ظنّ الشّیطان فیما یسترق من السمع سمع بموتک فقذفه فی نفسک ۔ (اور عصمت تو انبیاء کے لئے ہے اس کے سوا سب سے نفی ہے۔ پس مخاطب کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ خطاب رحمانی ہے یا فرشتہ کی طرف سے ہے۔ اس امر کی کیا دلیل ہے حالانکہ شیطان نفس میں اپنی وحی اور کانوں میں اپنا خطاب ڈالتا ہے پس مغرور اور فریب دیا گیا کہتا ہے مجھ سے یہ کہا گیا اور مجھے خطاب ہوا ہے اور مجھے یہ سچ کہا گیا ہے۔ حضرت عمرؓ بن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطاب نے غیلانؓ بن سلمہ کو جو صحابہ سے تھا جب کہ اس نے اپنی عورتوں کو طلاق دی اور اپنا مال بیٹوں میں تقسیم کر دیا، فرمایا کہ میرا گمان ہے کہ شیطان کے استراق سمع میں تیری موت سن کر تیرے نفس میں ڈال دی ہے)

دیکھئے صحابہ کی جب یہ احتیاط اور حال ہے تو پھر دوسرے کسی بیچارے کی کیا حقیقت ہے

دوم الہام قبل از روانگی لاہور ۲۲ ستمبر جمعرات کو الہام ہوا:

انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم و اتل ما اوحی من کتابک ۔ جو عاجز کی اپنی کتاب مرزا صاحب کو سنا دینے سے پورا ہوا۔

مرزا صاحب کے بعض مرید الزاماً کہتے ہیں کہ تم کو اولاً جب عبداللہ صاحبؒ کی توہین سے رنج نہیں پہنچا تھا، مرزا صاحب کے مخالف الہام نہ ہوتے تھے اب کیوں ہونے لگے، یہ تمہارے فساد نفس کا باعث ہے۔ سو اس کے جواب میں یہ الہام انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم خاص توجہ وغور کے لائق ہے کیونکہ یہ اس وقت کا ہے جب ہم محبت واشتیاق ملاقات میں حسن ظن رکھتے تھے اور عبداللہ صاحبؒ کی توہین وتحقیر ہرگز نہیں سنی تھی بلکہ ان کی تعریف مرزا صاحب کی تحریر میں دیکھتے تھے۔ ان کے سوا کئی اور بھی ہیں جن کو حسن ظنی مرزا کی طرف منصوب نہیں ہونے دیتی تھی لیکن اب ان کی تکرار وانکشاف سے ان کو مرزا کے مخالف ماننا پڑا۔ چنانچہ دو تین، جو کئی ماہ پیشتر کے ہیں، آئندہ درج ہوں گے۔ یہ تغیر حالت مرزا صاحب کی خبر کیسی عبرتناک وصحیح ہے جس کے ثبوت میں مرزا صاحب کی تحریر وتصانیف ابتدائی وسابقہ نرمی وملائمت سے مظہر نسبت عبودیت ہیں جیسا کہ منشی محمد رمضان کے درباره الہام نکاح ومنشی نبی بخش ملازم ریلوے کی بجائے لڑکا لڑکی پیدا ہونے کے اعتراض وسخت وسست کہنے پر بھی مرزا صاحب نے سوا دعا کہ اے قادر مطلق ان کو آنکھیں بخش سمجھ عطا کر نیکی کی توفیق دے، زیادہ نہیں کہا، اور پھر حال کی تحریر وتصانیف جو مملو علو وبلندی ہیں جیسا کہ غریب کم زبان خادمان قرآن مجید واحادیث مولویان کو بھی غول الاغوی، مضل، ملعون کہہ کر بس ہی نہیں کرتے خود شاہد صادق ہیں۔ اور یہ الہام مشعر تغیر حالت مرزا صاحب، اولاً ۲۶ دسمبر ۱۸۹۷ء بروز یک شنبہ ہوا تھا پھر اس کی تشریح ۹ مئی ۱۸۹۸ء جمعرات کو الہامات ذیل ہوئے:

فتزل قدم بعد ثبوتھا (پس ثابت ہونے کے بعد قدم پھسلا، یا پھسل جائے گا)۔

قل ھو اللّٰہ احد ..الخ (تو کہہ اللہ ایک ہے)۔ (یہ صریحاً مرزا صاحب کی تراشیدہ تثلیث مندرجہ کتب نیز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود بدولت کے واسطے ابن اللہ وابنیت جائز کرنے کا ردّ و جواب معلوم ہوتا ہے)

کانوا قوماً عالین (علو کرنے والی قوم تھی)۔

ففررت منکم لما خفتکم فوھب لی ربی حکماً و جعلنی من المرسلین (پس میں تم سے بھاگا جب تم سے ڈرا۔ پھر اللہ نے مجھے حکم بخشا اور بھیجے ہوؤں میں سے بنایا)۔

سوم الہام بوقت روانگی قادیان ۲۴ مئی ۱۸۹۸ء ہفتہ کا الہام۔ انّما ھی زجرۃ وّاحدۃ فاضت لک شفتاك يا نائب رسول اللّٰه (سوائے اس کے نہیں کہ وہ ڈانٹا ہے ایک بار۔ جاری ہو گئے تیرے لئے تیرے دونوں ہونٹ اے نائب رسول اللہ) جو میرے الہامات کو تمام وکمال مرزا صاحب کو سنا دینے و پڑھ دینے سے پورا ہوا کیونکہ کثیر التعداد اوراق اس قدر قلیل المقدار وقت میں میرے جیسے کند زبان سے پڑھے جانیکی ہرگز امید و توقع نہ تھی خصوصاً بعد طے منزل و تکان سفر۔

چہارم رؤیا ۱۷ نومبر ۱۸۹۷ء کا جو خواب تھا کہ ہم کو بیعت کے واسطے مرزا صاحب کے تاکید کرنے سے عبد اللہ صاحب غزنوی مرحوم کی تحقیر منظور ہے۔ یہ خواب خوب وضاحت سے مرزا صاحب کو سنایا گیا تھا لیکن باوجود سن لینے کے بھی آپ اس سے رک نہ سکے اور اس کی تصدیق کے واسطے علانیہ کئی طرح سے کئی موقع پر اس فانی اللہ و باقی باللہ کی ناحق توہین و تحقیر کی جو بالکل صحیح نہ تھی

☆ اثناء گفتگو میں مرزا نے فرمایا کہ عبد اللہ غزنویؒ کے مولوی محمد حسینؒ (بٹالوی) کی نسبت یہ الہام تھے لیکن اب اسکے برخلاف ظاہر ہوا۔ غرض کہ وہ الہام صحیح نہ نکلے۔ سو جواباً عرض ہے کہ

اول تو کوئی ایسا الہام ہے نہیں، کیونکہ عاجز و رفقاء عاجز حاشیہ نشینان عبد اللہ غزنوی مرحوم کے پاس ان کے الہامات موجود ہیں اور ان کی زبان سے بھی بہت سے سننے کا اتفاق ہوا۔ کبھی کوئی ایسا الہام نہ دیکھا نہ سنا۔ ہاں گاہے ان پر ان کی عدم التفاتی وکم توجہی کا افسوس کرتے دیکھتے سنتے تھے۔ خود مولوی (محمد حسین) صاحب سے بھی کبھی اس کا ذکر نہیں سنا۔ اگر کوئی ایسا الہام ہوتا تو مولوی (محمد حسین) صاحب ان کے فرزندان کے مقابلہ میں اس کو کیوں پیش نہ کرتے۔ اور مولوی (محمد حسین) صاحب کا ایسا نہ کرنا بھی ایک ایسی دلیل ایسے الہام کے نہ ہونے کی ہے کہ کسی دوسری دلیل کی حاجت نہیں رکھتی۔

مرزا صاحب نے عبد اللہ غزنویؒ کا الہام کنتم خیر امۃٍ اخرجت للنّاس (تم بہتر امت ہو جو کہ لوگوں کے واسطے نکالے گئے) خود بدولت کے ہاتھ سے پرانا نقل کیا ہوا سنایا تھا اور اس کو بڑے اصرار و کوشش سے مولوی محمد حسین کے حق میں ثابت کرنے کے معنی کرتے تھے حالانکہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ صریحاً خود عبداللہؒ کی اپنی نسبت تھا چنانچہ انکے الہامات میں جو موجود ہیں اسی طرح درج ہے کہ :

بروقت اضطراب و بے قراری کہ چکنم کہ مولائے من راضی شود، الہام شد کنتم خیر امةٍ اخرجت للنّاس

☆ پھر اگر تنزل سے فرض بھی کر لیں کہ عبداللہ صاحبؒ غزنوی کا کوئی الہام یا اجتہاد مولوی محمد حسین صاحب کی فضیلت کے بارہ میں ایسا تھا اور وہ پورا نہ ہوا بلکہ اس کے خلاف ظہور میں آیا، تب بھی کوئی مضائقہ وحرج و باعث تحقیر عبداللہ صاحب نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ خود مرزا صاحب کے الہامات ومنامات واجتہادات بھی تو کئی ایسے ہیں جو بالکل پورے نہیں ہوئے۔ بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ مثلاً مرزا صاحب کا الہام اصلھا ثابت و فرعھا فی السّماء (اصل، جڑ، اس کا ثابت ہے یعنی زمین میں اور فرع، شاخ، اس کی آسمان میں) میر عباس علی مرحوم لدھیانوی کی نسبت جو اپنی زندگی ہی میں نہایت منحرف ومخالف ہو کر مقابلہ کے واسطے مرزا صاحب کو بلاتا، للکارتا، اشتہار دیتا رہا، اسی مخالفت میں ان کا خاتمہ ہوا۔ حالانکہ مولوی محمد حسین حیات عبداللہؒ میں ان کے تابع وثنا خوان رہے اور اب تک بدستور ادب کرتے ہیں اور پھر ابھی خاتمہ کی کس کو خبر ہے کہ وہ بفضل وتوفیق اوسبحانہ آخر کار کنتم خیر امةٍ میں بھی داخل ہو جائیں۔ اور ارشاد لا یشقی جلیسھم بھی نہایت صادق الوقوع ہے، مشاہدہ ہو چکا ہے کہ عبداللہ غزنوی مرحوم کے جلیس گو اول اول بعض بے گانہ و منحرف ومخالف و دشمن رہے لیکن آخر کار شقاوت ومخالفت سے نکل کر تابع ومعتقد ہو کر فائز المرام ہوگئے اور مولوی محمد حسین تو ان کے خود معتقد رہے اور وہ محبت سے ان کیلئے دعائیں کرتے رہے، اس صورت میں بفضلہٖ تعالی ان کا فائز المرام ہونا تو کچھ بھی مشکل نہیں اور مرزا قادیانی کی مخالفت میں اللہ تعالی نے مولوی (محمد حسین بٹالوی) صاحب کو یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ انہوں نے اس پیرانہ سالی میں قرآن مجید حفظ کیا، اپنی اولاد کو کرایا۔

قادیانی الہامات اور انکی تفہیمات بے ثمر کی مثالیں

☆ اگر مرزا صاحب فرماویں کہ وہ الہام میر عباس علی کے اس وقت کی حالت کی نسبت تھا جب اس میں ثابت قدمی موجود تھی اور زبردست قوت اخلاص کی پائی جاتی تھی، اور میر صاحب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرصہ دس سال تک بڑے اخلاص ومحبت اور ثابت قدمی سے مخلصوں میں شامل رہے اور بہت سے الہامات صرف موجودہ حالت کے آئینہ ہوتے ہیں، عواقب امور سے ان کو کچھ تعلق نہیں ہوتا، اور جب تک انسان زندہ ہے اس کے سوء خاتمہ پر حکم نہیں کر سکتے وغیرہ (جیسا کہ مرزا نے فیصلہ آسمانی میں خود تحریر فرمایا ہے) تو غور وتامل کریں کہ عبداللہ غزنویؒ کا الہام اول تو کوئی ایسا ہے ہی نہیں اور اگر ہو بھی تو وہی معنے حالت موجودہ وصلاحیت والے کیوں نہ کئے جاویں۔ یہ تو انصاف نہیں کہ اپنے واسطے کچھ اور دوسرے کے واسطے کچھ۔ کیا یہ عمل ویل للمطففین میں داخل نہیں ہوسکتا؟

❁ مرزا صاحب کا رؤیا والہام جو اول لڑکا ہونے کی نسبت تھا لیکن لڑکی ہوئی تھی، چنانچہ جب عاجز (الٰہی بخش) نے امرتسر میں ان سے کہا کہ آپ نے تو فرزند کا حلیہ بھی مجھ سے بیان کیا تھا، اس پر جواب دیا کہ علم تعبیر میں ایسا ہی ہے کہ اگر لڑکا دیکھا جاوے تو لڑکی مراد ہوتی ہے۔

❁ پھر مرزا صاحب کا الہام فرزند کی نسبت جس کو بشیر موعود سمجھ کر اس کی تقریب عقیقہ وغیرہ پر نہایت وثوق سے دھوم دھام کی گئی، اشتہار بدیں مضمون جاری فرمایا:

محمد عربی کہ آبروئے ہر دوسرا است کسی کہ خاک درش نیست خاک برسر او ست

جاء الحقّ و زهق الباطل انّ الباطل کان زهوقاً۔ خوش خبری اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸٦ء میں پیش گوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہوگا۔ آج ١٦ ذی قعد ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہوگیا۔ فالحمد للّٰہ علی ذلک۔ اب دیکھنا چاہیے کہ یہ کس قدر بزرگ پیش گوئی ہے جو ظہور میں آئی۔

پھر قلمی نقول اس اشتہار کی بذریعہ رجسٹری مخالفین کو روانہ فرمائیں۔

وہ فرزند طفولیت میں ہی بغیر پوری کرنے شرائط وبشارات متعلقہ الہام وفات پا گیا۔

❁ والد مولوی محمد حسین صاحب کی وفات کی نسبت میعاد ایک سال فرمودہ مرزا صاحب بھی بہت طویل ہوگئی تھی یعنی اس میعاد مقررہ میں وہ فوت نہیں ہوئے تھے۔ شاید آپ کہہ دیں کہ انابت استغفار ورجوع الی اللہ کے سبب ان کی عمر بڑھ گئی۔ لیکن بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کی فرمودہ میعاد تو پوری نہ ہوئی اور اٹکل بازی کی مد ہی میں رہی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید امیر شاہ رسالدار میجر سردار بہادر کے گھر فرزند ہونے کی نسبت مرزا صاحب نے اپنے دستخطی خط میں (جو بوقت تحریر عصائے موسیٰ منشی صاحب کے پاس موجود تھا۔ بہاء) ۱۵۔ اگست ۱۸۸۸ء سے ۱۵۔ اگست ۱۸۸۹ء تک اپنے اوقات صافیہ کو وقف فرما کر تحریر فرمایا تھا کہ:

اگر میں نے اس عرصہ میں بفضل رب قدیر، جس کے اختیار میں سب کچھ ہے، کوئی کھلی کھلی بشارت جو مقرون بصدق ہو، آپ کی نسبت نہ پائی یا اس بشارت کے موافق نتیجہ ظہور میں نہ آیا تو پھر میری نسبت آپ (امیر شاہ صاحب) جس غصہ کا بد اعتقاد چاہیں اختیار کریں۔ اور یقین کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ آپ ہی کو اپنا عہد پورا کرنا ہوگا۔ اور یہ تاریخ کتاب میں لکھ لی ہے آپ بھی اس کو لکھ چھوڑیں، ضرور یادداشت لکھ لیں۔

اور مرزا صاحب نے رسالدار میجر صاحب کو فرمایا:

آپ بکلی مطمئن ہو کر اور خیال اور تشویشات چھوڑ دیں اور پکے صدق اور اعتقاد سے میرے وعدہ کے منتظر رہیں۔ جس وقت سال کے عرصہ میں میری طرف سے کوئی بشارت ملی تو خواہ آپ اس کو اخبار میں چھپوا دیں اور اگر وہ بات جھوٹی نکلے تو پھر مجھ سے مواخذہ کریں اور میرا دامن پکڑ لیں۔

اور اس گرامی نامہ کی ابتداء میں مرزا صاحب نے فرمایا کہ:

میں اپنے نفس سے حلفاً عہد کر چکا ہوں کہ آپ کیلئے انتہائی درجہ توجہ و جدوجہد کروں اور یقین رکھتا ہوں کہ میں اس جدوجہد میں کامیاب ہو جاؤں۔

وہ معاملہ بھی اب تک ویسا ہی ہے۔ نہ اوقات صافیہ کو وقف کرنے کا کچھ نتیجہ ہوا اور نہ کوئی بشارت ہی آئی، باوجودیکہ رسالدار صاحب نے اپنی حسن ظنی وفراخ دلی سے ۵۰۰ روپیہ بھی (جسکے عوض مرزا نے اپنے اوقات صافیہ کا ایک سال وقف کیا تھا) پیشگی دے دیا تھا۔

پھر عبداللہ آتھم والے الہام میں مرزا صاحب کا خیال وفہم ایک ہی پہلو، یعنی اس کی موت کی طرف ہی رہا۔ چنانچہ فیروز پور میں حافظ محمد یوسف صاحب کے برادران کے استفسار پر آپ نے یہی فرمایا تھا کہ اس میں کوئی تاویل نہ ہوگی، ضرور یہی ہوگا۔ اور آپ نے شہادۃ القرآن علی نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان کے صفحہ ۸۲ میں فرمایا کہ:

جب بمقام امرت سر مسٹر عبداللہ آتھم کو ان کی موت کی نسبت پیش گوئی سنائی گئی۔

تعجب ہے وہ حافظ نابینا جو عیسائیت سے تائب ہو کر بذریعہ خواب مسلمان ہوا تھا اس کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تو وہ خواب جو اس نے مرزا صاحب کے مخالف چھپوا کر تحدی کر کے مشتہر کیا تھا کہ:

عبداللہ آتھم اندر میعاد کے ہرگز نہیں مرے گا،

بالکل سچا نکلا حالانکہ اس کو کسی فضیلت والہام وغیرہ کا کچھ دعوی نہ تھا اور مرزا صاحب کی تفہیم واجتہاد بایں دعاوی صحیح نہ نکلے جس کے واسطے مرزا صاحب وتمام جماعت مریدین نے خضوع خشوع سرگرمی سے دعائیں کرنے میں بھی اپنی طرف سے کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ نہائت تعجب ہے۔

مرزا احمد بیگ کے داماد کی وفات والی میعاد بھی مدت ہوئی گذر چکی ہے جس کے بعد اس کی منکوحہ نے مرزا صاحب کی زوجیت میں داخل ہونا تھا جس کے متعلق شہادت القرآن میں بصفحہ ۸۰ مرزا صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ:

> مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی نسبت جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد اس تاریخ سے جو ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئے ہیں۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کیلئے کافی ہیں کیونکہ احیاء واماتت دونوں خدا تعالی کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خدا تعالی اس کی خاطر اس کے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کرسکتا خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں من جانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے۔ سو پیش گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں۔

اور اس پیشگوئی کو بہت ہی عظیم الشان کرامتوں کا مجموعہ فرمایا لیکن بخلاف اشتہار و تفہیم مرزا اب بجائے گیارہ ماہ کے چھ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے کہ اللہ کے فضل سے معاملہ اسی طرح ہے۔ بموجب ارشاد باری اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعةً وّلا یستقدمون ۔ ما تسبق من امةٍ اجلھا و ما یستاخرون۔ کہ الٰہی میعاد تو آگے پیچھے ہرگز نہیں ہوتی۔ اور ایک نہ ایک دن آخر سب نے مرنا ہی ہے۔ لیکن اس میں مرزا اپنی تحریر واصرار پر توجہ وخیال کریں کہ کس زور سے اس پیشگوئی کو اپنے صدق وکذب اور نہایت درجہ کا مقبول خدا ومنجانب اللہ و صادق ہونے کا معیار قرار دیا تھا اور اب اس میعاد کو گذرے ہوئے کتنی مدت گذر چکی ہے۔

شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کو اشتہار فروری ۱۸۹۳ء بذریعہ رجسٹری بھیجا جس میں خوف دلانیوالے الہامات درج کر کے لکھا کہ اگر ایک ہفتہ میں معافی طلب خط چھپوانے کیلئے نہ بھیج دیں تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر آسمان پر میرا اوران کا مقدمہ دائر ہوگا اور میں اپنی دعاؤں کو جوان کی عمر بحالی عزت و آرام کیلئے کی تھیں واپس لے لونگا۔

اس مقدمہ کا فیصلہ بھی اب تک نا معلوم ہے۔ شیخ مہر علی صاحب کا کوئی معافی طلب خط چھپا ہوانہیں دیکھا۔ شائد مرزا صاحب نے شفقت سے اس میں راضی نامہ دے دیا ہو اور مشتہر نہ کیا ہو اگر چہ ایسا کرنا ضروری تھا اس لئے کہ دائری مقدمہ کا اشتہار مشتہر کر چکے تھے۔

✿ خان بہادر ڈپٹی فتح علی شاہ کی اول زوجہ کی بیماری پر صحت کی دعا کیلئے مرزا صاحب کو لکھا گیا تھا۔ ان کی نسبت مرزا قادیانی بہت کچھ تحریر فرماتے رہے بلکہ انکے انتقال کے بعد مرزا صاحب نے ان کی صحت کا حال استفسار فرمایا۔ جب حقیقت حال سے خبر دی گئی تو فرمایا کہ ہم نے بھی ایک بکری سلخ ہوتی دیکھی تھی۔ لیکن پہلے کچھ نہیں فرمایا۔

✿ گول کمرہ جو ملحق مکان مرزا صاحب ہے، واسطے رہائش انگریز مخالفین جن کے نام خطوط مع اشتہار جاری ہوئے تھے، تعمیر ہوا تھا۔ اب تک کوئی ایسا مہمان آکر اس میں فروکش نہیں ہوا اور نہ اب اس میں گنجائش باقی ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت امور والہامات مرزا صاحب ہیں لیکن سر دست بلحاظ طوالت ان ہی موٹی موٹی دس نظیروں پر اتفا کیا ہے۔ تلک عشرة کاملة قرآن مجید کی آیت کریمہ کا ثواب حاصل کرنے کو عاجز یہی لکھ دیتا ہے۔

☆ مرزا صاحب و مریدین و مصدقین گو بوجہ حسن ظن ان سب امور میں آپ کی تائید میں کچھ نہ کچھ تاویل و معنی کر لیں، کسی میں غلطی اجتہادی کسی میں غلطی فہم اور کسی میں انذاری الہامات میں سنت اللہ کے موافق توبہ و استغفار و انابت سے فائدہ اٹھانا، لیکن امور متذکرہ بالا سب کے سب میں اگر غلطی اجتہادی و غلطی فہم ہی قائم کریں، تو مقام غور ہے کہ پھر مرزا کے دعاوی والے الہامات میں ایسی ہی غلطی کیوں ناممکن ہے؟ اور درصورت اس طرح امان اٹھ جانے کے مرزا کے دوسرے الہامات منامات و اجتہادات کی صحت و صداقت پر سوائے مرزا صاحب کے مریدین و مصدقین کے دوسروں کے لئے اور کیا دلیل ہوسکتی ہے؟ خصوصاً جب کہ واقعات مندرجہ ذیل بھی پیش نظر ہوں:

✿ اول اس اندھے حافظ کا (جس کو مرزا کے مرید بڑی سختی سے مفتری کذاب وغیرہ کہتے ہیں) تحدی سے مقابلۃً اشتہار دے کر کہنا کہ عبداللہ آتھم میعاد کے اندر ہرگز نہیں مرے گا، بظاہر مقابل کے خذلان سے کم نہیں بلکہ حق تو یہ ہی معلوم ہوتا ہے اور فراست انسانی بھگوا ہی دیتی ہے کہ حی و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیوم نے حکمت کاملہ سے اپنی مخلوق کو غلطی دعاوی مرزا صاحب پر متنبہ کرنے کے واسطے ایسا ہی مقدر کیا کہ مرزا صاحب بباعث اپنے نقص وکمی کے اصل حقیقت نہ سمجھ کر غلط پہلو اس کی موت پر ہی اخیر تک جمے واصرار کرتے رہے کیونکہ بظاہر تو از روئے قانون قدرت ومشاہدہ واقعات اس کا میعاد مقررہ مرزا صاحب کے اندر مرجانا کچھ عجائبات سے نہ تھا بلکہ بلحاظ کبرسنی وضعف ونقص صحت اوران سب سے بڑھ کر مرزا صاحب کی دھمکی موت سے خوف زدہ ہونے کی حالت میں بہت ہی اغلب تھا لیکن حکیم وعادل جل جلالہ نے مرزا صاحب کے دعوی مشتہرہ کے مخالف ڈپٹی عبداللہ آتھم کو میعاد کے بعد بھی کئی ماہ تک زندہ رکھا۔

دوم، اس عاجز کے معلومات بھی اگر بفضلہٖ تعالی لائق اعتماد وحق ہیں اور اس کی وسیع رحمت پر امید ہے کہ ضرور ہیں، تو مرزا کے دعاوی کا معاملہ ایسا ہی نظر آتا ہے کیونکہ رؤیا عاجز مورخہ ۲۴۔ اگست ۱۸۹۷ء یوم منگل بھی اسی کا مثبت ہے جس میں بابی وامی جناب رسول کریم ﷺ اس عاجز بے مقدار کے پہلو راست کی طرف نہایت نفیس شرعی لباس میں قبلہ رو تشریف فرما ہوئے تو اس وقت عاجز نے ایک شخص سفید پوش کو جو عاجز کی ساق راست کے پاس بیٹھا تھا کہا حضرت مسیح کو بلاؤ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہمارے خاتمہ پر تشریف لاویں گے کیونکہ ساق وپاؤں انسان کا آخری حصہ ہوتا ہے اور اس اخیر پر بیٹھنے والے کو حضرت مسیح کے بلانے کے لئے بھیجا تو گویا وہ بعد میں اخیر پر یعنی ہمارے خاتمہ پر آنے والے ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوم، پھر انگریزی الہام بھی مندرجہ انجیل موجودہ ومروجہ حال اور جو مقولہ حضرت مسیح کہا جاتا ہے:

If I will that he tarry till I come, what is that to thee.

(other translation: If I want him to remain alive until I return , what is that to you.)

(اگر میں چاہوں کہ جب تک میں آؤں وہ یہیں ٹھہرے تو تجھ کو کیا۔ انجیل یوحنا۲۱:۲۲)۔

اسی کا شاہد ومصدق ہے اور وہ ابھی آنے والے ہیں۔

چہارم۔ مزید براں چونکہ عاجز بخطاب موسی، الہام میں مخاطب کیا جاتا ہے تو یہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ جیسے سیدنا عیسیٰؑ، سیدنا موسیٰؑ کے بعد تشریف لائے تھے اب بھی حضرت مسیح بعد ہی میں تشریف لاویں۔

پنجم۔ عاجز کا الہام بھی ہے کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسی نتواں گفت (گشت) بہ تصدیق خرے چند

نظر بریں وجوہات و دلائل ظاہر ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو سردست بتقاضائے بشریت و ناواقفیت جیسے متذکرہ بالا الہامات کی تفہیم و اجتہادات میں خطا ہوئی ہے ایسے ہی ان دعاوی والے الہامات میں بھی خطا ہوگئی ہے کیونکہ اب مرزا صاحب کی طرف سے خطا ونسیان والی کاروائیاں بھی شروع ہوگئی ہیں جو بظاہر بالکل مخالف منصب وشان عیسویت ومہدویت ہیں بلکہ عام مومنین کے بھی شایان حال نہیں ہیں۔

☆ مرزا کا علماء آخرالزمان کے مذموم افعال ونشانیاں بیان کرنا

یاد پڑتا ہے کہ مولوی حکیم نورالدین نے مرزا صاحب کی صداقت کے بارہ میں فرمایا تھا کہ یہ دیکھنا چاہیے کہ مرزا صاحب کے مخالفین کیسے افراط وتفریط میں پڑ کر حیلہ وحوالہ مکروفریب سے فرضی وبناوٹی کاروائی مرزا صاحب پر الزام لگانے کے واسطے کرتے ہیں۔

یہ ایک معقول دلیل تھی اور مرزا صاحب نے خود بھی اپنے رسالہ شہادۃ القرآن کے صفحہ ۱۱ میں بضمن تشریح پیش گوئیاں تحریر فرمایا ہے کہ

> آخری زمانہ میں علماء اس امت کے یہود کے مشابہ ہو جائیں گے اور دیانت اور تقوی ان میں سے جاتی رہے گی۔ جھوٹے فتوے اور مکاریاں اور منصوبے ان کا دین ہوگا۔ اور دنیوی لالچوں میں گرفتار ہوجاویں گے۔

سو افسوس کہ اب وہی کاروائی اور منصوبہ بازی دنیوی لالچوں میں گرفتاری وغیرہ مرزا کی طرف سے بھی ظاہر ہونے لگی۔ یعنی مولوی محمد حسین (بٹالوی) کو کافر بنانے کیواسطے اور کل الہامات و اشخاص مندرجہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو چھوڑ کر صرف ایک دو ہی جز، جزاء سیّئۃ سیئۃ بمثلها کو نیز ترھقهم ذلّه کو کسی ضرورت کے سبب پورا کرنے کیلئے ایک مرید کی معرفت ایسی کاروائی کی گئی اور اس نیک بخت راست باز مرید نے خلاف ضمیر وخلاف راستی بیان وحیلہ حوالہ کر کے امرتسر سے فتوی حاصل کیا جو بظاہر راست بیانی وصحیح طور سے بھی حاصل ہوسکتا تھا کیونکہ فتوی میں اگر بغیر اس حیلہ کے بھی استفسار کیا جاتا، تو جواب وہی تھا جواب ملا ہے، تو پھر اس الہام مندرجہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء والے کو بجائے ۱۳ ماہ کے چند روز ہی میں پورا فرمانے کی سعی وتکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر الہام الہی تھا تو ضرور خود بخود پورا ہوتا۔ یہ امر کس قدر قابل غور وافسوس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اور کبھی کسی اہل اللہ نے کبھی ایسی کارروائی کی ہے؟ ہرگز نہیں۔

قابل غور ہے کہ اس اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کی پیشانی پر مرزا صاحب نے کہا ہے:

ہم خدا پر فیصلہ چھوڑتے ہیں اور مبارک وہ جو خدا کے فیصلہ کو عزت کی نظر سے دیکھیں۔

پھر اس میں خود بدولت کو ایک طرف اور مولوی محمد حسین، ملا محمد بخش جعفر زٹلی، مولوی ابو الحسن تبتی کو دوسری طرف، خدا کے حکم کے نیچے بیان کر کے عربی الہامات کا خلاصہ مطلب یہ لکھا:

جو لوگ سچے کی ذلت کے لئے بدزبانی کر رہے ہیں اور منصوبے باندھ رہے ہیں خدا ان کو ذلیل کرے گا۔

میعاد تیرہ ماہ ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک الہام سے مقرر فرمائی اور لکھا کہ:

اس فیصلہ کو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور اب آسانی سے مقدمہ مباہلہ کے رنگ میں آ گیا۔ خدا سچوں کو فتح بخشے۔ آمین۔

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے اس محکمہ عالیہ میں مقدمہ دائر تو کر دیا لیکن اس کے بعد بایں دعوی توکل و اقبال علی اللہ وغیرہ تقرب و فضائل بے شمار معہ یقین صدق و راستی خود بدولت پھر خدا تعالی جل جلالہ عم نوالہ کے فیصلہ کو عزت کی نظر سے انتظار کیوں نہ کیا۔ حالانکہ جو الہامات اس اشتہار میں ہیں ان میں یہ الہام بھی ہے فاصبر حتّی یاتی اللّٰہ بامرہ ۔جس پر مرزا صاحب کو ضرور کاربند ہو کر صبر سے منتظر رہنا ضروری تھا۔

پھر یہ بھی الہام اس میں ہے انّ اللّٰہ مع الّذین اتّقوا وّ الّذین ھم محسنون اور چونکہ مرزا صاحب تمام دنیا کے متقین محسنین سے اپنے آپ کو اعلی و افضل مانتے و دعوی کرتے ہیں لہذا ان کو اس الہام پر بھی امید کر کے کہ فتح ضرور ہماری ہو گی، انتظار کرنا چاہیے تھا، نہ یہ کہ ان سب امور کو بالائے طاق رکھ کر و بازیچہ طفلاں سمجھ کر گھبراہٹ سے اس اشتہار کے متعدد الہامات میں سے صرف ایک دو الہام کو فوراً پورا کرنے کے واسطے بھی ناجائز کاروائی حصول فتوی کیلئے کرتے۔

پھر اس خلاف راستی کاروائی سے کئی الہاموں میں سے صرف ایک دو الہام ایک شخص مولوی محمد حسین کی نسبت بایں کوشش پورے تو فرمائے لیکن دوسرے دو کس فریق ثانی میں سے جو باقی ہیں ان کا کیا ہوا؟ معافی کے لائق تو وہ بظاہر اس لئے نہیں کہ بقول مرزا صاحب گند اور گالیوں سے پر اشتہار تو ان دونوں ہی کی طرف سے نکلا تھا جس پر مرزا نے فیصلہ خدا تعالی پر چھوڑ کر اشتہار شائع فرمایا تھا۔ نیز باقی ماندہ الہامات کا بھی حال معلوم نہ ہوا کہ کیوں واپس لئے گئے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا نے جوفرضی دل خوش کن ذلت ان کی حصول فتوی سے کی اس کی حقیقت یہ ہے کہ مرزا کے مرید نے جھوٹ موٹ مرزا کا مخالف وسائل بن کر جو استفتا پیش کیا تھا، وہ مرزا کے دستخطی انکار مہدی پر عائد ہوتا ہے جیسا کہ مرزا نے خود استفتاء مشتہر ۳ جنوری ۱۸۹۹ء میں لکھا ہے کہ:

ایک شخص مہدی موعود کے آنے سے جو ظاہر و باطن خلیفہ برحق بنی فاطمہ سے ہوگا جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے قطعاً انکار کرتا ہے اور اس جمہوری عقیدہ تمام اہل سنت کو سراسر لغو و بے ہودہ سمجھتا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا ایک قسم کی ضلالت والحاد خیال کرتا ہے، کیا ہم اس کو اہل سنت میں سے و راہ راست پر سمجھ سکتے ہیں یا وہ کذاب اجماع کا چھوڑنے والا ملحد و دجال ہے۔ بینوا و توجروا۔

پھر صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے:

بالآخر ہم مردانہ طور اپنا اعتقاد ظاہر کرتے ہیں کہ یہ خیالات ان تمام مولویوں کے کہ خونی مہدی بنی فاطمہ سے خلیفہ یعنی بادشاہ ہوگا، جبر سے دین کو غالب کرے گا، بالکل لغو باطل اور جھوٹا عقیدہ ہے۔

اس پر مفتیان نے جو فتوی دیا وہ صریحاً بحق مرزا ہوا، نہ بحق مولوی محمد حسین۔ لیکن مرزا صاحب نے اپنا الہام واشتہار سچا کرنے کیلئے وہ فتوی مولوی محمد حسین بٹالوی پر چسپاں کر دیا اور مشتہر کرتے وقت بجائے اصل نام سائل اس مرید کے خلاف واقعہ خود بدولت کو بالقابہ السائل لکھ کر اشتہار شائع کر دیا جس کا حال مولوی عبدالحق غزنوی کے اپنے اشتہار ۹ جنوری ۱۸۹۹ء میں اور کچھ ایک کتاب، دو مسلمانوں کا حلفی بیان، مطبوعہ مطبع اسلامیہ لاہور میں درج ہے۔ لہذا اس میں مولوی محمد حسین بٹالوی کا کیا بگڑا، بلکہ از دست مرزا صاحب کی عجلت و کاروائی حصول فتوی لوگوں کو جب معلوم ہوئی پھر دوسرے دو کس اشتہار دہندگان راضی خوشی اسی طرح مستعد و مقابل مرزا صاحب قائم ہیں، کسی قسم کی ذلت ان کو بھی نہیں پہنچی۔

دوسری طرف اس میعاد اشتہار میں جو کامیابی بحق مرزا صاحب ہوئی، وہ یہ ہے۔

اول۔ مقدمہ صرف بنام مرزا صاحب قائم رہ کر مولوی محمد حسین صاحب اس میں بطور گواہ پیش ہوئے اور اخیر پر ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء کو مرزا صاحب سے قسمیہ اقرار نامہ لیا گیا کہ کسی کو ذلت پہنچنے کی خبر والی پیشگوئی شائع نہ کریں اور خدا تعالی کے پاس فریاد (اپیل) کرنے سے بھی اجتناب کریں۔ مباحثہ میں دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ بھی استعمال نہ کریں مولوی محمد حسین بٹالوی یا ان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کسی دوست پیر وکو مباہلہ کیلئے نہ بلائیں ان کی نسبت کافر، دجال، کاذب، بطالوی نہ لکھیں۔ وغیرہ

دوم۔ مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے حالات و کمالات ایک خط و کتابت موسومہ خلاف بیانی میں شائع ہو کر مظہر حقیقت ہوئے۔

سوم۔ مرزا صاحب کے مرید کے اشتہار مرہم عیسی والی کی اشاعت دل آزار خیال ہو کر حکماً بند کی گئی۔ چنانچہ اب اس کا مقدمہ مرزا صاحب کے مرید کی طرف سے چیف کورٹ میں دائر ہے۔ یہ اس معیاد کے اندر کا ذکر ہے اور جو کچھ ہو گا اس میعاد سے باہر ہو گا۔

چہارم۔ پھر ایک مرزا صاحب کا مرید، جو سنا ہے کہ مرزا صاحب کو رقم ماہوار نذرانہ بھیجتا تھا، قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا۔

باقی حالات اللہ تعالی عالم الغیب والشہادۃ کو معلوم ہیں۔ اب ناظرین دیکھ لیں کہ تیرہ ماہ والے اشتہار کا نتیجہ کس کے حق میں ہوا۔ آیا مرزا کے یا ان کے مخالف فریق کے حق میں۔

☆ قادیانی اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء میعادی تین برس پر نظر

پھر طرفہ یہ کہ میعاد تیرہ ماہ جب قریب الاختتام تھی کہ مرزا صاحب نے اپنی جماعت کی ڈھارس باندھنے کو اور ان کے قیام کی خاطر ایک اور اشتہار مورخہ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء جاری فرمایا۔ اور میعاد تین برس آخر ۱۹۰۲ء تک اور بڑھا دی۔

اس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

مجھے تیری عزت و جلال کی قسم کہ مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے۔ پس اگر تو تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے دسمبر ۱۹۰۲ء تک پوری ہو جائے گی، میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلائے اور اپنے اس بندہ کو ان لوگوں کی طرح ردّ کر دے جو تیری نظر میں شریر، پلید، بے دین، کذاب، دجال، خائن و مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھونگا اور ان تمام تہمتوں، اتہاموں و بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لونگا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں (یہ معمہ معلوم نہیں ہوا کہ مرزا صاحب نے یہاں بھی صرف سمجھنے پر ہی اکتفا کیا ہے، سیدھا مومنین منیبین کی طرح یہ کیوں نہیں فرمایا کہ پھر میں توبہ و استغفار و رجوع کرونگا۔ الٰہی بخش) تو نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ میں تیری ہر ایک دعا قبول کرونگا مگر شرکاء کے بارہ میں نہیں (لفظ شرکاء چونکہ عام و بے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تخصیص ہے لہذا اس الہام سے ظاہر ہے کہ الہامی شرکاء کے بارے میں بھی مرزا صاحب کی دعا قبول نہیں ہوگی۔ پس اگر یہ الہام سچا ہے تو مرزا صاحب کو اس پر خیال رکھنا چاہیے۔ الٰہی بخش)۔ تب ہی سے میری روح دعاؤں کی طرف دوڑتی ہے اور میں نے اپنے لئے قطعی فیصلہ کرلیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود، ملعون، کافر، بے دین و خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔ اگر میں تیرا مقبول ہوں تو میرے لئے آسمان سے ان تین برسوں کے اندر گواہی دے تا ملک میں امن و صلح کاری پھیلے۔ الخ (کیا آج کل یعنی ۱۹۰۰ء میں، امن و صلح کاری نہیں۔ اگر یہی حال ہے تو مرزا صاحب نے ستارہ قیصرو غیرہ میں امن و صلح کاری کی تعریف کس دلیل پر کی ہے؟ الٰہی بخش)

عجائب یہ امر ہے کہ مرزا صاحب کے مریدین ہمیشہ آئندہ کی تاریخوں کے منتظر و شائق رہتے ہیں اور گذشتہ تواریخ و تجارب و غلطیوں کی پرواہ نہیں کرتے۔

مرزا قادیانی اور ان کے مریدین وغیرہ کے بہت قابل توجہ یہ امر ہے کہ مرزا صاحب جس الہام و پیش گوئی کو بڑے اصرار سے اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیتے ہیں، اسی میں اس خالق و مالک کی طرف سے مرزا صاحب کی مخالفت میں فیصلہ ہوتا ہے، مثلاً:

۱۔ داماد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری والی پیشگوئی کہ اسے کئی کرامتوں کا مجموعہ قرار دے کر اس کو صدق و کذب کا معیار ٹھہرایا۔

۲۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم والے معاملہ میں کس قدر زور دیا کہ اگر ایسا نہ ہوا تو مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے، گلے میں رسہ ڈالا جائے، پھانسی دیا جائے۔

۳۔ پھر اس تیرہ ماہ والے اشتہار کا فیصلہ بھی خدا پر چھوڑ کر صدق و کذب کا اس کو معیار قرار دیا اور کہا کہ اگر میں جھوٹا، دجال و ظالم ہوں تو فیصلہ شیخ محمد حسین بٹالوی کے حق میں ہوگا اور محمد حسین بٹالوی ظالم ہے تو فیصلہ میرے حق میں ہوگا۔

۴۔ اب غور کریں کہ ان سب میں اللہ نے کیا فیصلہ کیا اور کیسا صدق و کذب ظاہر ہوا اور کون سچا نکلا

پھر اگر مرزا کے دعوی کے موافق ان کے الہامات کو سچا قبول کیا جاوے تو وہ بھی حسب شرائط قرار دادہ مرزا صاحب بظاہر مرزا کے مخالف ہی ظاہر ہوئے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اور اگر سچا قبول نہ کریں تو نتیجہ ظاہر ہے۔ غرض بہرحال مرزا قابل التفات نہیں ہو سکتے کیونکہ کسی طرح بھی مرزا کی کچھ تائید و موافقت نہیں ہوئی۔ لہذا اگر عاجز مخلوق الٰہی ان کو قبول نہ کریں تو ان کا کیا عذر۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔مرزا صاحب ہر وقت اشاعت الہام و اشتہار ہر ایک طرح کا مؤکد اقرار و مدار تو باصرار تمام کر لیتے ہیں لیکن میعاد گذر جانے پر مرزا صاحب ان عہد و پیمان کا ہرگز کچھ خیال نہیں کرتے۔ایک تاریخ گذر جانے پر دوسری تاریخ ڈال دیتے ہیں۔

جب پہلے میعاد مرزا احمد بیگ والی کو گذرے ہوئے پانچ برس سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور مرزا نے ابھی تک حسب اقرار خود کذب و صدق کا فیصلہ مان کر رجوع نہیں کیا، تو اب اس تین برس والی میعاد پر کیا اعتماد ہوسکتا ہے کہ اس کے بھی اسی طرح گذر جانے پر قائل ہو کر مان لیں اور رجوع فرمالیں گے اور اپنے کل اقرار پورے کرینگے۔جب عام مومن مسلمان اپنے عہد و پیمان و اقرار کا پاس و لحاظ کرتا ہے تو مرزا کو بایں دعوی خصوصیت و فضیلت کے سب سے زیادہ اور بڑھ کر اپنے عہد و اقرار کا پاس و لحاظ فرمانا چاہیے کیونکہ صادقین کا صادق الوعد ہونا قرآن کی شرط ہے۔

یہ تو منہمک بہیمت و غفلت شعار و عاقبت فراموشوں کا کام ہے کہ چند روزہ گذران ہی مدنظر ہو اور اسی کے فکر و انتظام میں امتداد تواریخ سے بسر کرنے کو غنیمت سمجھا جاوے۔گو اغراضِ نفس طلب جاہ و طول امل کو چھوڑ کر کسی عاشق دنیا کو کب گوارا ہوسکتا ہے کہ اپنے نفس کے مخالف حقیقت الحال علانیہ قبول کر کے اپنی گذران میں خلل انداز ہو، لیکن اہل اللہ و عارفان باللہ کے نزدیک بفضلہٖ تعالی یہ کچھ مشکل نہیں۔ان کا تو ذیل کی آیات قرآن مجید پر کامل ایمان ہے:

> و من یّتق اللّٰه یجعل لّه مخرجاً وّ یرزقه من حیث لا یحتسب (جو کوئی ڈرے اللہ تعالی سے وہ اس کی مشکلات سے مخلصی کی راہ نکالے گا اور ایسی جگہ سے اس کو رزق دے گا جہاں سے اس کو گمان نہ ہو)۔
>
> و من یّتوکّل علی اللّٰه فهو حسبه (اور جو کوئی اللہ تعالی پر بھروسہ کرے پس وہ اس کے لئے کافی ہے)

قادیانی اشتہار ۲۱ دسمبر ۱۸۹۹ء در بارہ محمد حسین بٹالوی کا جواب

ڈپٹی عبداللہ آتھم والی میعاد گذر جانے پر جب لوگوں نے حتی کہ مولوی نورالدین نے بھی ایک شخص کے استفسار کے جواب میں لکھا کہ یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی اور صحیح نہیں نکلی تو مرزا نے ناراض ہوکر علاوہ بے ایمان بداعتقاد بنانے کے طرح طرح کی گالیاں دیں لیکن خلاف مشاہدہ کوئی شخص کیونکر صمّ بکم ہوکر جبراً قبول کرسکتا تھا کہ یہ بلاکم و کاست پوری ہوگئی۔لہذا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا نے اپنی صداقت منوانے کے لئے پہلے پیرایہ کو بدل کر دوسرا پیرایہ اختیار کیا اور عجیب نرالی نئی منطق سے اپنی پیش گوئی مندرجہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو مکرر ثابت کیا ہے یعنی ایک ہی امر و شئے کو خود بدولت کے لئے باعث عزت و مقبولیت اور اسی کو دوسرے غریبوں کے لئے موجب ذلت و خواری قرار دیا ہے اور ارشاد قرآن مجید:

ویل للمطففین الّذ ین اذا اکتا لوا علی النّاس یستو فون و اذا کالوھم او وزنو ھم یخسرون

کا کچھ لحاظ نہیں فرمایا۔ چنانچہ ایک طویل اشتہار ۱۷ دسمبر ۱۸۹۹ء اس بارہ میں شائع فرمایا ہے جس کی پیشانی ہے: ایک عظیم الشان پیش گوئی کا پورا ہونا۔

اگر چہ ان مضامین سے عاجز (الٰہی بخش) کو کچھ تعلق نہیں لیکن چونکہ یہ بذیل کاروائی و دعاوی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خواہ مخواہ آ گئے ہیں لہذا جو کچھ ظاہر معلوم ہوا، عرض ہے باقی متعلق اشخاص خود جواب دیں تو دیں۔

اشتہار میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

اب تک بعض کوتاہ اندیش نادان دوست محمد حسین (بٹالوی) کے خلاف واقعہ طور پر یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی اور جو پیش گوئی میں ذلت کا وعدہ تھا وہ اب تک ظہور میں نہیں آیا۔

پھر صفحہ ۲ میں لکھا ہے کہ یہ پیش گوئی اس طرح پوری ہوئی:

۱۔ محمد حسین (بٹالوی) کی تحریر، جس میں یہ تھا کہ مہدی کی حدیثیں صحیح نہیں، ظاہر ہو کر اس پر فتوی ہو گیا، ذلت ہوئی۔

جواب۔ عجیب معاملہ ہے مرزا صاحب احادیث مہدی کی اپنے دل پسند خلاف سلف و خلف تاویل کریں۔ مہدی کو خونی لکھ کر اس کے آنے سے انکار اور تمام امت اہل سنت سے مخالفت کریں، تو ان کی عزت، اور دوسرے کسی کا ان کو صحیح نہ کہنا ہی ظاہر ہو تو اس کی ذلت۔

۲۔ صفحہ ۳ میں لکھا کہ الہامی عبارت اتعجب لا مری میں لام کے صلہ کو غلط لکھا، ذلت ہوئی، کیونکہ یہ اہل ادب و اہل بلاغت کے کلام دیوان حماسہ وغیرہ میں نہیں پایا جاتا۔

جواب۔ مرزا صاحب قرآن مجید کی آیات، احادیث و راویوں کے ناموں میں غلطیاں کریں اور ان غلطیوں کی فہرستیں چھپیں، تو مرزا صاحب کی عزت اور دوسرا کوئی کہے کہ قرآن مجید میں تعجب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا صلہ تو من آیا ہے جیسا کہ اتعجبین من امر اللّٰہ رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ علیکم اھل البیت انّہ حمید مجید (کیا تعجب کرتی ہے تو اللہ تعالی کے امر سے، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں تم پر ہوں اے گھر والو۔ تحقیق اللہ تعالی تعریف کیا گیا اور نہایت بزرگ ہے) (جیسا مولوی محمد حسین فرماتے ہیں کہ ہم نے تو صرف اسی قدر کہا ہے، زیادہ کچھ نہیں کہا) تو وہ اس حق و درست کہنے پر ذلیل۔ اور عجب تر یہ کہ مرزا بدعوی حمایت فوقیت قرآن کلام خالق کی فصاحت وصلہ کے مقابلہ پر دوسری مخلوق کی کلام سے عجب کا صلہ لام پیش کرتے ہیں۔ پھر زیادہ تعجب یہ کہ متفق علیہ حدیث کے الفاظ عجبنا یسئلہ و یصدقہ (ہم نے اس کے سوال کرنے اور اس کی تصدیق کرنے پر تعجب کیا)، تو ثبوت صلہ لام کی خاطر تحریر فرما دیئے لیکن اس حدیث میں جو مضمون نزول ملائکہ ہے کہ حضرت جبریل زانو بزانو رسول اللہ ﷺ کے بیٹھ کر سوال کرتے اور پھر تصدیق کرتے، اس کے مرزا صاحب قائل نہیں، اور آپ حضرت جبریل کا ہیڈ کوارٹر آفتاب مقرر فرماتے ہیں۔

۳۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ عدالت میں محمد حسین بٹالوی سے اس قرارداد پر دستخط کرائے گئے کہ وہ آئندہ مجھے دجال، کافر، کاذب نہیں کہے گا۔ قادیان کو چھوٹے کاف سے نہیں لکھے گا۔

جواب۔ مرزا سے بھی سب سے اول اسی اقرار نامہ پر دستخط کرائے گئے کہ الہی الہامات کسی کی ذلت وغیرہ کے شائع نہ کرینگے۔ خدا تعالی کے پاس اپیل نہ کریں گے۔ بٹالہ ط سے نہ لکھیں گے، تو مرزا کی اس میں عزت، دوسرا جس کو الہام کا دعوی بھی نہ ہو، وہ اگر اس اقرار پر دستخط کرے تو ذلت۔

۴۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ملا محمد بخش جعفر زٹلی وغیرہ کی قلمیں ٹوٹ گئیں۔ اگر ذلت وغیرہ کی موت اس پر وارد نہیں ہوئی تو اب کیوں نہیں گالیاں نکالتا۔ ابوالحسن تبّتی کہاں ہے اس کی زبان کیوں بند ہوگئی۔ ان سب کے منہ میں لگام دی گئی۔

جواب۔ ملا محمد بخش جعفر زٹلی کی قلم کہاں اور کیونکر ٹوٹی جب کہ اس کے مضامین برابر چھپتے ہیں بلکہ مرزا صاحب کی طرف سے اخبار الحکم ۲۲ ستمبر ۱۸۹۹ء میں ان کی زبان درازی کی مکرر شکایت کی گئی اور گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی کہ ان کا خیال رکھے، اور یہاں ثبوت مدعا کے لئے تجاہل عارفانہ کر کے فرمایا کہ قلمیں ٹوٹ گئیں اور منہ بند ہوگئے۔

۵۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ خلاف تہذیب کاغذات عدالت میں پیش ہونا اور پبلک پر ظاہر ہونا عزت ہے یا بے عزتی۔ اور عدالت کی طرف سے مواخذہ ہونا موجب سرفرازی ہے یا شان مولویت کو اس سے ذلت کا دھبہ لگتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جواب ۔مرزا صاحب کی خود ایجاد لعنتیں، مسلمانوں کو گالیاں، اپنی زبان سے ان کو سرکار کا باغی بتانا وغیرہ مضامین بقول مرزا صاحب تمام بلاد میں شائع ہوں تو ان کی عزت لیکن دوسرے کسی کی خلاف تہذیب تحریر ظاہر ہو تو اس کی ذلت ۔مولوی محمد حسین صاحب زور سے انکاری ہیں کہ ہماری اپنی کوئی تحریر عدالت میں ہرگز پیش نہیں ہوئی ۔

٦ ۔مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی عالمانہ عزت میں فرق آیا اس لئے کہ انہوں نے اخبار میں شائع کر دیا کہ مقدمہ میں عاجز بری نہیں بلکہ ڈسچارج ہوا، جو غلط ہے ۔

جواب ۔مرزا قادیانی اقرار نامہ کو نوٹس کہیں تو عزت ،دوسرا بری کو ڈسچارج کہے تو ذلت ۔مرزا نے بلا ضرورت عربی الفاظ سے مقابلہ کر کے طول بحث کی ہے ،اس جگہ ان الفاظ سے غرض ہے جو عدالت نے لکھے ہیں اور موجود ہیں ۔

٧ ۔مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اسی میعاد میں بموجب ایک پیشگوئی کے عبدالحق غزنوی کی زندگی میں چوتھا لڑکا مبارک پیدا ہو گیا جو میری عزت کا موجب اور محمد حسین بٹالوی اور اس کے گروہ جعفر زٹلی وغیرہ کی ذلت کا موجب ہوا ہوگا ۔

جواب ۔مرزا کے گھر فرزند قادیان میں ہوا اور امرت سر میں تب تک ایک شخص زندہ رہے تو اس سبب ذلت لاہور اور بٹالہ اور تبت کے خاص خاص اشخاص اور ان کے گروہ پر ۔مرزا صاحب اپنے اس قاعدہ کی رو سے تو جس قدر فرزندان ان کے مخالفین کے گھروں میں پیدا ہوں ان کو اپنے مخالفین کے لئے عزت اور خود بدولت وگروہ کے لئے باعث ذلت قبول فرما لیا کریں تو عین انصاف ہے ۔

٨ ۔مرزا کا کہنا ہے کہ مقدمہ کے بعد خدا تعالی کے فضل وکرم نے میری طرف دنیا کو رجوع دیا اور دے رہا ہے ۔ یہ بھی اس شخص کی صریح ذلت ہے جو اس کے برخلاف میرے لئے چاہتا تھا ۔

جواب ۔مرزا صاحب بایں دعوی انس ومحبت شوق و ذوق الہی اقبال علی اللہ و دعوی نیابت نبوت ، ارشاد قرآن مجید انّما اموالکم و اولادکم فتنۃ (تمہارے مال واولاد فتنہ ہے) واحادیث مذمت دنیا کو نظر انداز فرما کر رجوع دنیا کو اللہ تعالی کا فضل وکرم کہہ کر عزت والے بنیں ،لیکن دوسرا کوئی قرآن مجید حفظ کرنے اور درود و وظائف کے سبب لوگوں سے کم مخالطت کرے تو وہ ذلیل ۔ پھر عبداللہ آتھم کی پیش گوئی پوری نہ ہونے پر جو لوگ قادیان میں جمع تھے ان کے چلے جانے پر اور جو مرید کہتے تھے کہ ہم کس ریش سے واپس اپنے شہر کو جاویں ان کے جواب میں تو فرماتے تھے کہ اللہ تعالی کا بڑا فضل ہوا کہ عام اناپ شناپ لوگوں کا رجوع نہ ہونے دیا۔غرض اس وقت رجوع نہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے میں کامیابی اوراب رجوع ہونے میں ۔

۴۔مرزا کا کہنا ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کو کچھ زمین مل گئی ۔سو رسول اللہ ﷺ کی حدیث موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آلہ زراعت میں سے کچھ دیکھا تو فرمایا کہ یہ کسی قوم کے گھر میں داخل نہیں ہوتا مگراس قوم کوذلیل کردیتا ہے ۔

جواب ۔ اول مولوی محمد حسین صاحب کو زمین کا نہ ملنا ذلت کہا جاتا تھا، اب جب مل گئی تب بھی حدیث شریف ذلت والی موجود ۔لطف یہ کہ مرزا صاحب پشتوں یا اجداد سے حارث، زمین دار، اس پر معاش وگذران کرنے پر بھی عزت والے بلکہ مسیح مہدی، مجدد، امام الزمان اور مولوی محمد حسین بٹالوی اپنی سکونت سے مسافت بعیدہ سینکڑوں میلوں پر زمین ملنے اور دوسرے مزارعان سے کاشت و آباد کرانے پر ذلت والوں میں ۔شائد مرزا صاحب فرماویں کہ ہم نے اسی وجہ سے زمین و باغ بذریعہ رجسٹری رہن انتقال کردیا ہے تو جواب ظاہر ہے کہ اس رہن انتقال پر بھی وہ زمین کہیں دوسری جگہ نہیں گئی ۔گھر کی گھر ہی میں رہی اور کل زمین رہن بھی نہیں ہوئی ۔

۱۰۔کسی ریاست میں محمد حسین کا وظیفہ مقرر ہو گیا اس کو کوئی دانش مند عزت قرار نہیں دیگا بلکہ اس سے تو وہ فقرہ یاد آتا ہے کہ بئس الفقیر علی باب الامیر (براہے وہ فقیر جوامیر کے دروازہ پر ہو)

جواب ۔مرزا صاحب ہر ضرورت وامر میں اشتہارات شائع کرکے اقرار و مدار وعدہ کرکے کبھی بنام قیمت کتاب، کبھی درستی وفراخی مکان، کبھی بنام مدرسہ ومہمان خانہ ومسجد باوجود دعوی صاحب وسعت و جائیداد ہونے کے آئے دن غربا ومتوسط الحال اشخاص سے چندہ وروپیہ بطور خیرات و صدقات وصول کرتے رہیں اور حدیث رسول اللہ ﷺ :

> عن عبد اللّٰہ ابن عمر قال انّ رسول اللّٰہ ﷺ قال و ھو علی المنبر و ھو یذکر الصّدقۃ والتعفف عن المسألۃ الید العلیا خیر مّن الید السّفلی و الید العلیا المنفقۃ و السفلی ھی المسألۃ ۔ (رسول اللہ ﷺ نے جب آپ منبر پر صدقہ اورسوال سے پرہیز کرنے کا ذکر فرمارہے تھے، فرمایا کہ اوپر کا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اوپر کا ہاتھ خرچ کرنیوالا ہے نیچے والا سائل ہے)(مسلم :۱۰۳۳)

وغیرہ جواس بارہ میں ہیں ان سب کو پس پشت ڈالنے پر بھی معزز وعزت والے اور دوسرے کسی کا اگر کسی ایسی ریاست وسرکار سے وظیفہ مقرر ہوجس کی آمدنی لاکھ ہا، کروڑ ھا روپیہ ہو اوراس قدر فراوانی مال بظاہر ہوتی بھی اسی لئے ہے کہ دوسری مستحق مخلوق کا اس میں حصہ ہواوران کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس خزانہ میں سے کسی کو کچھ دینے سے کوئی تکلیف بھی ہرگز نہیں ہوتی، گویا ایسا ہے جیسا کہ دریا میں سے قطرہ، سوایسی ریاست سے بھی اگر کسی کو کچھ ملے تو اس کی ذلت۔ سبحان اللہ

❁ غرض مرزا صاحب کی بزبان خود ہر طرح سے ہر امر میں عزت اور دوسری غریب مخلوق کی ہر طرح سے ہر امر میں بزبان مرزا صاحب ذلت وخواری، اور پھر مرزا صاحب خیر خواہ مخلوق رحمۃً للّعالمین۔ انّک لعلی خلقٍ عظیم۔ وغیرہ سب کچھ۔

❁ اسی طرح مرزا صاحب نے بعد مباہلہ مولوی عبدالحق غزنوی کی نسبت بھی لکھا ہے کہ وہ اور اس کا گروہ ذلیل ہوا، اور ہماری ہر طرح سے عزت اور قبولیت ہوئی۔ یہ مرزا صاحب کے دلائل و کمالات ہیں جن پر ان کے مرید مفتون اور قربان ہیں۔

❁ یہ امر باعث حمد وشکر وقابل تسکین ہے کہ پیش گوئیوں کی تاثیر وتکلیف وصداقت خود بذات خاص مرزا کو ہی محسوس ومعلوم ہوتی ہے۔ الحمد للہ کہ دوسری مخلوق الٰہی جن کے ڈرانے اور دھمکانے کے لئے ان کی اشاعت وغیرہ کی تکلیف اٹھائی جاتی ہے ان کو کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ گویا اول پیش گوئی کرنے کی، پھر اس کی اشاعت کی انتظار کی، بالآخر اس کی صداقت وتاثیر معلوم ومحسوس ہونے کی، غرض یہ سب تکالیف مرزا صاحب نے وفور شفقت علی خلق اللہ کے باعث نہایت مہربانی و ہمدردی سے اپنی ہی ذات پر گوارا کر رکھی ہیں، دیگر عاجز بندگان اس محنت، دردسری سے بری وآزاد ہیں۔ اگرچہ مرزا صاحب مزید برآں اپنی زبان وقلم کو یہ تکلیف بھی ساتھ ہی دیتے رہتے ہیں کہ جن کے حق میں پیش گوئیاں تھیں وہ تباہ وبرباد اور ذلیل ہوگئے ان کا کچھ باقی نہیں رہا۔

☆ اشتہار ۲۱ دسمبر ۱۸۹۸ء کے اور بھی عجائب ہیں، مثلاً مرزا ہر پیشگوئی کو عظیم الشان ہی لکھتے ہیں۔ کبھی کسی کو ادنی معمولی یا اوسط شان والی نہیں فرماتے تاکہ لوگوں کو کچھ فرق وامتیاز تو معلوم ہو۔ یہ شائد اسلئے کہ خود بدولت جو عظیم الشان ہوئے لہذا ان کا ہر امر عظیم الشان ہوا۔

❁ مرزا صاحب، مولوی محمد حسین بٹالوی پر اعتراض کرتے ہیں کہ:

> انہوں نے اقرار کیا کہ آئندہ دجال، کافر، کاذب نہیں کہے گا۔ اب دیکھو وہ استفتاء ان کا کہاں گیا۔ میں خدا تعالی کے فضل اور کرم سے اب تک اور اخیر زندگی تک انہیں عقاید پر قائم ہوں جن کو محمد حسین نے کلمات کفر قرار دیا ہے۔

جواب۔ جب آپ انہیں عقاید پر قائم ہیں تو پھر مرزا صاحب یہ کیوں کر کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ ہم پر افتراء ہیں ہمارا عقیدہ وہی ہے جو دوسرے مسلمانوں کا، جیسا کہ کتب وغیرہ میں لکھا ہے اور لا الہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الا اللّٰہ محمّد رّسو ل اللّٰہ بھی مسلمانوں کی تسکین کی خاطر پڑھ دیا کرتے ہیں!!! مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کا استفتاء کہاں گیا؟ بجواب مولوی صاحب استفسار پر کہتے ہیں کہ فتوی اسی طرح قائم ہے، ہم سے کوئی پوچھے تو وہ ہی کہیں گے۔ ہاں بحث مباحثہ میں ایسے الفاظ حسب اقرار جانبین استعمال نہیں کریں گے اور ظاہر بھی ہے کہ اگر مرزا صاحب اقرار نامہ پر دستخط کرنے سے اپنے کتب واشتہارات ومضامین وعقاید مندرجہ کو کالعدم خیال کریں تو فتوی بھی نہیں رہے گا ورنہ جب تک وہ عقاید موجود ہیں تب تک وہ فتوی بھی موجود وقائم رہے گا۔

اشتہار کے صفحہ ۵ میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوی کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر دجال نہیں ہوسکتا میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا۔ میں کبھی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا۔ اپنے دعوی سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالی کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ ماسوا اس کے ملہم اور محدث کیسا ہی اعلی شان رکھتے ہوں اور مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں، ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ ہاں بدقسمت منکر۔

جواب۔ جب یہ امر صحیح ہے تو پھر آپ نے خط مورخہ ۱۶ جون ۱۸۹۹ء اسمی خاکسار میں خود بدولت کے حق میں یہ الہام کیسے لکھ دیا ہے:

جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا تعالی اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔

اشتہار کے صفحہ ۶ میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

اولیاء اللہ کی مخالفت میں اللہ اس کا دشمن ہوکر دولت ایمان اس سے چھین لیتا ہے تب بلعم کی طرح صرف لفاظی اور زبانی قیل وقال اس کے پاس رہ جاتی ہے، نسبت، انس، شوق، ذوق، محبت تبتل، تقوی، اس سے کھوئی جاتی ہے۔

جواب۔ مرزا صاحب براہ مہربانی خود بدولت کی لفاظی اور حیل کی طرف بھی خیال فرمائیں اور پھر انس، شوق وذوق، محبت وتبتل، تقوی کو جن کا ذکر دوسرے مواقع پر ہوا ہے دیکھیں۔ نیز جیسا کہ مرزا کو بحث مباحثہ، سبّ وشتم، لعن طعن مخلوق ودیگر تردداتسے ایسی فرصت اور وقت ہی کب ملتا ہے کہ آپ ان امور کی طرف متوجہ ہوں۔ ہاں خالی الفاظ بے شک آپ کے پاس بہت ہیں۔ صرف مرزا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی پر کیا منحصر ہے اگر کوئی واقعی صادق الحال، عالی شان، عارف باللہ بھی خدانخواستہ خود بینی وخود فروشی کی فضولیات میں پڑ کر ان پر قساوت و نا مبارک الفاظ کا شغل و مشق کرے تو ممکن نہیں کہ ان منحوس الفاظ کی شامت وتاثیر سے اس میں ان اخلاق فاضلہ واعمال حسنہ کی توفیق باقی رہ جائے۔

صفحہ ۱۳ میں مرزا صاحب نے فرمایا کہ ہم بدل بیزار و متنفر ہیں کہ ان لوگوں کا نام بھی لیں، چہ جائیکہ ان کے حق میں پیش گوئی کر کے ایسے خطاب سے ان کو کچھ عزت دیں۔

جواب۔ سبحان اللہ ! اللہ اکبر ! مرسلوں اور مجددوں اور رحمۃ للعالمین ، و انّک لعلی خلقٍ عظیم کے خطاب والوں کی یہی شان ہے کہ دعوی تو فنا، نیستی و خاکساری وخیر خواہی اور اس پر غصہ وغضب تکبر و علو کا یہ حال و خیال۔ اسی واسطے تو مرزا صاحب قادیانی کے دعاوی و حالات کے اضداد و اختلافات کو دیکھ کر مخلوق کو حیرانی ہوتی ہے کہ یاالٰہی ! کیا قیل وقال وچال ہے۔

غور فرمائیں کہ مرزا نے جو اس اشتہار کے اخیر میں الفاظ سراسر ترک حیا و نامنصف دوسرے غریبوں کے حق میں تحریر فرمائے ہیں کیا یہ انصاف ہے؟ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد:

الحیاء من الایمان والایمان فی الجنّۃ (حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے)

و ان لکلّ دین خلقاً و خلق الاسلا م الحیا (ہر ایک دین کا ایک خلق، خصلت، ہوتا ہے، اسلام کا خلق حیا ہے)

کے موافق تو کسی کو تارک حیا، یا حیا سے خالی کہنا گویا اس کو اسلام سے جواب دینا ہے حالانکہ مرزا صاحب بھی فرما چکے ہیں کہ میں کسی کا نام بے ایمان نہیں رکھتا کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتا۔

سید عبداللہ غزنوی کے اخلاق فاضلہ بمقابلہ قادیانی

چونکہ عاجز (الٰہی بخش) کو سید عبداللہ غزنویؒ کی صحبت کا سالہا سال اتفاق رہا۔ اس فانی فی اللہ، باقی باللہ کی نسبت عبودیت بھی (جو خود ان پر نہایت غالب تھی) بہت سرایت کر گئی۔ بمصداق:

جمال ہم نشیں درمن اثر کرد ۔۔۔ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مرحوم کے بعد جس اہل اللہ سے اتفاق ملاقات ہوا، خواہ نخواہ بے اختیار مرحوم کے اخلاق فاضلہ، تجرد، وتبتل وانابت واستغراق ذکر، دوستوں ودشمنوں کیلئے خالصۃً للہ دعا دینا، غیراللہ سے استغنا، فلا تزکّوا انفسکم پر عمل اوراس کی تعلیم وتکرار، اورالتفات اہل دنیا سے بے زاری، تعظیم وتکریم بیجا سے نفرت وغیرہ پیش نظر ہوکر دوسرے اہل اللہ کی صفات واخلاق کا مقابلہ ہو جاتا ہے اور جو اخلاق ان اخلاق سے معارض ومخالف ہوں ان سے بے اختیار طبیعت بھڑکتی ہے اور ہرگز موافقت ودل چسپی پیدا نہیں ہوتی۔مثلاً جب کوئی اپنی مدح سرائی وطلب شہرت کے لئے کوئی پہلو اختیار کر کے کسی طرح ساعی ہو، دشمنوں کے لئے سبّ وشتم میں ان دشمنوں ومخالفوں سے بھی بڑھ کر مصروف رہے، دینے والے کی تعریف وشہرت وتحسین میں مبالغہ کرے، مخلصین ومحبین سے بھی دعا کی اجرت نذرانہ وعوضانہ کا تقرر واصرار کرے اور پھر پیشگی ادا کرنے کی ترغیب بھی کسی نہ کسی پیرایہ میں ساتھ ہو، فلا تزکّوا انفسکم کے خلاف اظہار فضیلت ہی شیوہ بنائے۔اہل دنیا کا خواہ کسی مصلحت ہی سے ہو، از حد شکر گذار رطب اللسان ومداح ہو، تو مجبوراً اور بے اختیار بباعث غلبہ نسبت عبودیت نہایت شاق وناگوار گذرتا ہے۔

مرزا صاحب کے عادات واخلاق کا یہ عاجز مع رفقاء نہ صرف واقف ہی ہے بلکہ قائل ہے ان کی مہمان نوازی جس کا دنیا ودین میں نافعہ ومفید ہونا ظاہر وثابت ومتحقق ہے دعوی خدمت اعلائے کلمۃ اللہ (جو مسلمانوں کو نہایت عزیز وپیارا ہونیکے باعث انکے رجوع ومیلان طبیعت کے واسطے اثر مقناطیسی کا حکم رکھتا ہے) بمقابلہ مخالفین اسلام اوران کے اعتراضات دور کرنے کو ہر طرح سے زبانی ہروقت کمر بستہ اوران کے مقابلہ میں دلائل قرآنی بیان کر کے ان کو لاجواب وساکت وملزم کرنے پر طیار اور ملکہ تحریر ایسا کہ ایک ہی سوال کے جواب میں نفیاً واثباتاً ہر دو قسم کے ایسے دلائل پیش کرنے کہ مخاطب حیران رہ جاوے وغیرہ۔لیکن سدراہ اور مشکل یہ امر ہوا کہ جب کبھی کوئی امر مخالف اخلاق عبودیت خواہ کسی مصلحت سے ہی ہو مرزا صاحب سے ظہور پذیر ہوتا رہا ہے تو اول تو عاجز مع رفقاء بباعث حسن ظن کے اس کو اخلاص پر حمل کرتے رہے اور اگر بہت ہی مشکلات اور موانع اس میں پیدا ہوئے تو بوجہ غلبہ نسبت عبودیت عاجز معہ رفقاء اس میں موافقت ودل چسپی سے معذور رہے کیونکہ اس میں بے اختیاری تھی اور یہ ایک بھاری وعظیم موجب علیحدگی کا ہے جس کے سبب سے مرزا صاحب کی ہاں میں ہاں اور ہر ایک امر میں موافقت نہیں ہوسکی۔

توہین وتحقیر سید عبداللہ غزنویؒ کی جو مرزا صاحب نے عاجز کے رؤیا کی صداقت کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے کی ،اس پر تو بہت ہی تعجب ہوا۔خصوصاً اس واسطے کہ نہ صرف بوقت حیات عبداللہ صاحبؒ کے مرزا خودکئی مرتبہ ان کے پاس دعا کے واسطے آئے بلکہ ان کے بعد عالم روحانی میں بھی ان سے استفادہ یعنی سوال تعبیر رؤیا کی کرتے رہے جیسا کہ خاتمہ تبلیغ میں خود مرزا نے تحریر فرمایا ہے کہ:

رأیت فی تلک الرؤیا شیخاً صالحاً اسمه عبد اللّٰه الغزنوی قد مات فی السّنین فسالته من تاویل هذه الرّؤیا (دیکھا میں نے اس خواب میں ایک شیخ صالح جس کا نام عبداللہ غزنوی تھا اور جوکئی سال سے وفات پا چکے ہیں۔ پس میں نے ان سے اس خواب کی تعبیر کا سوال کیا)۔

❁ مرزا صاحب کئی مواقع پر ان کی مدح وثنا تحریر و بیان فرما چکے ہیں اور اب ملاقات گذشتہ پر مرزا صاحب کا یہ فرمانا کہ محمد حسین کو سمجھاؤ تب پردہ پوشی عبداللہ مرحوم کی ہوتی ہے ورنہ کچھ باقی نہیں رہتا، علاوہ نازیبا تناقض ہونے کے کس قدر خلاف ہدایت وارشاد اسلام ہے۔ کیسا ارشاد تلک امّة قد خلت الخ۔ واذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویهم (اپنے فوت شدگان کی نیکیاں ذکر کرو اور ان کے عیبوں سے بند رہو) وغیرہ کے مخالف ومنافی ہے۔

❁ مرزا صاحب کی قلم سے بھی عبداللہ غزنوی مرحوم کی نسبت لفظ صالحاً ہی نکلا ہے جیسا قرآن مجید میں ایک مرد صالح کی توقیر میں آیا ہے لیکن تعجب وافسوس ہے کہ اللہ جل شانہ نے جو فرزندان واولاد کے بارہ میں مراعات پدری کا آیات وکان ابوهما صالحاً (انکا باپ صالح تھا)۔ فکان ابواه مؤمنین (اس کے والدین ایمان دار تھے) میں سبق دیا ہے، مرزا صاحب نے بایں دعوی قرآن دانی وفضل وکمال واخلاق فاضلہ اس مراعات خداوندی کے خلاف جن نازیبا الفاظ سے ان کی اولاد کلمہ گو، پابند صوم وصلوۃ کا ذکر کیا ہے، ناگفتہ بہ وقابل شرم ہے۔

ملہم کے لئے شرائط

مرزا غلام احمد قادیانی نے فرمایا ہے کہ ملہم کو عالم وخاندانی ہونا چاہیے تاکہ اس پر کوئی اعتراض نہ ہو اور بروقت بحث وسوال قرآن واسلام پر ڈگری نہ کرائے۔ یہ دلیل مرزا قادیانی کی نہایت تعجب وحیرت افزاء ہے۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ ایسے ہی شرائط کے مقابلہ پر، جو کفار مکہ نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے پیش کئے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:

اللّٰه اعلم حیث یجعل رسالته ؛ ویختصّ برحمته من یّشاء

پھر خود جناب رسول اللہ ﷺ کو جب پہلے ارشاد اقرأ باسم ربّک الّذی خلق..الخ، آیا تو صاف امی ہونا مان کر یہی فرمایا ما انا بقاری ء لیکن جب خالق مالک رحمٰن رحیم نے فضل وکرم کیا تو سب کچھ ہوگیا، ایسا کہ تمام دعویدار مشیخت وعلوم ہیچ و پوچ ہو گئے۔

مرزا صاحب اپنی ہی عربی لیاقت کے دعوی کی طرف خیال کریں کہ حسب تحریر وقول خود اول کیا تھے اور اب مدح وثنا مخلوق وغیرہ مضامین میں کتنی کتب لکھ ڈالیں جن کو اپنے دعوی کی ثبوت میں کراماتاً پیش فرماتے رہتے ہیں۔ اگرچہ ایک صوفی منش وفقیر مزاج مولوی صاحب جو وعظ اخلاص وبیان عیوب ومکر نفس وتاکید عبادت الٰہی وانتثال اوامر واجتناب نواہی وفکر طیاری عقبٰے کرتے رہنے کے علاوہ خود بھی رقیق القلب وکثیر البکاء تھے، انہوں نے تو یہ مضمون بیان کیا تھا کہ:

> اول ہم مرزا صاحب کی تحریر وتصانیف کو بہت قدر ومنزلت سے دیکھتے تھے اور خیال تھا کہ اگر یہ اپنے دعاوی میں صادق ہیں تو ہم کو قبول کرنے میں کیا عذر ہے۔ ولیکن جب بعد میں ایک عربی تحریر نکلی جس پر بڑا دعوی تھا کہ یہ بطور نشان ہے اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کرسکتا اور نہ اس میں کوئی غلطی پکڑ سکتا ہے تو اس روز سے ہماری سب امیدیں کافور ہوگئیں کیونکہ ہم لوگ بھی عربی سے واقف تھے اور عمریں اسی میں گذاری تھیں اور اس تحریر میں صریح اغلاط ہر قسم ایسی تھیں کہ ان کی تکذیب وابطال دعوی کیلئے انہیں کو کافی سمجھ کر قابل توجہ وجواب خیال نہ کیا۔ لہذا اس روز سے مرزا صاحب کی تحریرات کا دیکھنا اور ادھر التفات کرنا ختم ہوگیا اور جس قدر لوگ امید میں تھے سب نے مایوس ہوکر اس طرف سے رخ پھیرلیا۔

یہ بیان مولوی صاحب کا صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو نمونہ کے طور پر فہرست اغلاط عبارت مرزا صاحب کی اپنے رسالہ میں مشتہر کی ہے اور جو اغلاط دوسروں نے مرزا صاحب کی عربی عبارت واشعار سے نکالی ہیں ان کا مرزا صاحب نے کبھی جواب نہیں دیا تاکہ لوگ دیکھتے کہ مرزا صاحب کے دعاوی فصاحت وبلاغت کہاں تک صحیح ہیں۔

ایسا ہی مرزا صاحب کے مرید خاص ومصدق مولوی نورالدین نے بھی ایک مولوی صاحب کے اس اعتراض کا کہ ان کی کتاب فصل الخطاب لمقدّمة اهل الکتاب، کا نام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بموجب عربی محاورہ کے صحیح نہیں کیونکہ عربی میں مقدمہ جھگڑے وتنازعہ پر، جیسا کہ اردو میں معمول ہے، بولا نہیں جاتا۔ اب تک نہ معلوم کیوں جواب نہ دیا اور اس کو موافق محاورہ کیوں ثابت نہ کیا۔

خیر یہ تو مولویان و عالمان کا قال و حال ہے عاجز امی محض کو اس سے کیا بحث، مقصد تو صرف یہ ہے کہ قادر و قیوم جب کچھ چاہتا ہے سب کچھ جس سے چاہے کرا لیتا ہے اور اس کے ارادہ اور مشیت پورا ہونے کو کسی شرط کی حاجت نہیں۔ پھر تعجب ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب بایں دعاوی علوم ایسی شرط ضروری قرار دیویں۔

عاجز کے نزدیک تو باتباع ہادی نبی الامی ﷺ امی ہونا فخر ہے و نیز دلیل صداقت کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صاحب الہام کا اس میں کچھ دخل و دست اندازی نہیں۔ سب کچھ اس قادر قدیر عزیز و حکیم کا کام ہے اور ارشاد سراپا صدق حضرت باری تعالی جل جلالہ عم نوالہ جو پاک کتاب قرآن مجید میں حضرت ہادی جن وانس ﷺ کو ہے:

ما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطّہ بیمینک اذاً لارتاب المبطلون (نہ تو اس سے پہلے کوئی کتاب پڑھتا تھا اور نہ ہاتھ سے لکھ سکتا تھا، اگر ایسا ہوتا ،اس وقت البتہ مبطلوں کو شک کرنے کا موقع ملتا)

بھی اسی کا مصدق وشاہد ہے اور عاجز کو اپنی نالائقی اور بے بضاعتی کے خیال پر الہام بھی ہوا ہے

داد حق را قابلیت شرط نیست بلکہ شرط قابلیت داد اوست

نیز واللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ اللہ خوب جانتا ہے جہاں اسکی رسالت کا محل ہے)

ایسا ہی شرط خاندانی کا حال ہے اس کے دو پہلو ہیں۔

اول نسب۔ سو اس کے فخر سے پرہیز کرنے کے واسطے یہ ارشاد سید الاولین والآخرین ﷺ ہے:

انّ اللّٰہ قد اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ. و فخرھا بالآباء انّما ھو مومن تقی او فاجر شقی النّاس کلّھم بنو آدم و آدم من تراب (بے شک اللہ تعالی نے تم سے جاہلیت کی عادتیں اور باپوں سے فخر کرنا دور کر دیا ہے سوا اس کے نہیں وہ مومن پرہیزگار ہے یا فاجر شقی سب لوگ آدم کے بیٹے ہیں اور آدم مٹی سے تھا)

علاوہ ازیں حسب نسب سلسلہ نبوت ورسالت میں تو ایک مسلّم مسئلہ ہے لیکن ولایت و الہام کے واسطے اس کی کچھ حاجت وضرورت نہیں جیسا کہ صحابہ کرام جو بعد رسل افضل مانے گئے ہیں ان میں سیدنا بلالؓ، سیدنا صہیبؓ وغیرہ کے حال سے ظاہر ہے۔ اور طالوتؑ اور لقمانؑ کا حال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی (جن کا ذکر اللہ پاک نے تعریف سے قرآن مجید میں فرمایا ہے) اکثروں کو معلوم ہے کہ اللہ پاک کے فضل وکرم نے نسب کی کچھ پرواہ نہیں کی۔

پہلو دوم۔ خاندانی ہدایت ومعرفت تقرب وتوحید باری تعالیٰ کا، اس کو تو اتباع انبیاء کا کیا ذکر خود انبیاء کے لئے بھی اللہ نے ضروری امر قرار نہیں دیا جیسا کہ حال سیدنا ابراہیمؑ سے ظاہر ہے یہاں بھی وہی اللّٰه اعلم حيث يجعل رسالته ، و اللّٰه يختصّ برحمته من يّشاء کے ارشاد و اللّٰه على كل شئى قدير ہی کارساز ومختار ہے يخرج الحیّ من الميّت و يخرج الميّت من الحیّ و هو العزيز الحكيم (زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ غالب ہے حکمت والا)۔کون سی چیز اس کے واسطے مشکل وانہونی ہے۔

جب رسالت جیسے اہم اور مہتم بالشان امور میں اس قادر مطلق نے کچھ پرواہ شرائط کی نہ کر کے اپنا سارا کام کرا لیا، تو اتباع انبیاء اور خصوصاً امت خیر الوری کے لئے کہ جن کے واسطے كنتم خير امةٍ کا خطاب ہے، ایسے شرائط کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ بلکہ بغیر ایسے شرائط کے اس قادر مطلق کا کام چلنا محال سمجھنا ما قدرو اللّٰه حقّ قدره (نہیں قدر کی اللہ کی حق قدر اس کی کا) وغیرہ احکام کا مخاطب ومقابل بننا ہے۔

ہاں شاید مرزا صاحب حسب رواج ہندوستان سیدوں ومغلوں کو اصل خاندان خیال فرماتے ہوں سو عاجز کے پیرو شیخ سید عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم باوجود سید ہونے کے باتباع ارشاد رسول اللہ ﷺ کبھی اس امر کی شیخی وفخر تو بجائے خود نام بھی اس کا نہ لیتے تھے اور نہ ایسا نام رکھتے جس میں اس کا شائبہ ہو بلکہ فرماتے: درعجم نسب راہیچ اعتماد نیست ۔اور ظاہر بھی ہے کہ ہندوستان و پنجاب میں شہر اور پرگنے سادات سے پر ہیں۔علمدار حسین، علی نقی، میر باقر اور پنجاب میں بوبہ شاہ، نتھو شاہ، گلاب شاہ وغیرہ نام سے آخر سید بن جاتے ہیں اور بن گئے ہیں۔ ایسا ہی حال مغلوں کا ہے جن کے جدامجد (بقول مورخین) چنگیز خان بدھ مذہب اور اس کے سلسلہ نسب کا حال وخون ریزی مسلماناں کس کو معلوم نہیں۔

ہاں دولت مندی وریاست دنیا میں خاندانی بنا دیتی ہے۔غیر قوموں کا ذکر کیا ضرور کہ رنجیت سنگھ بھی ساہنسی جاٹ ہو کر برہمنوں اور کھتریوں سے مہاراج کہلاتا رہا۔

عاجز کو ان امور میں سے کسی سے بھی تعلق نہیں ہے۔میں تو اسی خاندانی شرافت کا قائل ہوں جس کو میرے محسن مولی قادر وحکیم نے اپنی کتاب مجید میں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم (بے شک اللہ کے نزدیک بزرگ بہت تم سے وہی ہے جو اللہ سے بہت ڈرتا ہے) کے ارشاد سے شرف بخشتا ہے وبس۔ کیونکہ ارشاد

فاذا نفخ فی الصّور فلا انساب بینھم یومئذٍ وّ لا یتساء لون۔ فمن ثقلت موازینہ فاولٰئک ھم المفلحون۔ ومن خفّت موازینہ فاولٰئک الّذین خسروا انفسھم فی جھنم خالدون۔ تلفح وجوھھم النّار و ھم فیھا کالحون (مومنون: ۱۰۱۔۱۰۴)

بھی خاندانی فخر وشیخی کی نفی کرتا ہے۔

الٰہی بخش کے الہامات بخطاب خاص و متعلق موسیٰ

عاجز کو اکثر خطابات ومکالمات خاص و متعلق سیدنا موسیٰ الہام ہوتے ہیں جیسے الہام

- اصطفیتک لنفسی ثمّ جئتک یا موسی (میں نے تجھے اپنے لئے برگزیدہ کیا پھر آیا میں تیرے پاس اے موسیٰ)
- لا یخاف لدیّ المرسلون (میرے پاس فرستادے نہیں ڈرتے)
- الم نربّک فینا ولیداً (کیا ہم نے تجھے اپنے ہاں بچہ نہیں پالا)
- سنشدّ عضدک (عنقریب ہم تیرے بازو مضبوط کریں گے)
- ربّ زدنی علماً (اے رب مجھے علم زیادہ کر)
- نجوت من القوم الظّالمین جاء (نادیناہ) من جانب الطّور الایمن و قرّبناہ نجیّاً (نجات پائی تو نے قوم ظالموں سے۔ اس کو پکارا ہم نے کنارے طور برکت والے سے اور قریب کیا ہم نے سرگوشی کرتے ہوئے)
- اللّٰھمّ اشرح صدری و یسّرلی امری (یا اللہ میرا سینہ کھول اور میرا کام آسان کر)
- احلل عقدةً مّن لسانی یفقھوا قولی ھارون اخی اشدد بہ ازری (میری زبان سے گرہ کھول دے تاکہ میری بات سمجھیں۔ ہارون میرا بھائی مضبوط کر اس کے ساتھ میری قوت)
- ربّ بما انعمت علیّ فلن اکون ظھیراً للمجرمین
- کان عند اللّٰہ وجیھاً (اور اللہ کے نزدیک وجاہت والا تھا)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- لقد لقينا من سفر نا ھذا نصباً (البتہ تحقیق ہم کو اپنے اس سفر سے سختی ؟ ہوگئی)
- کلّا انّ معی ربّی سیھد ین (ہرگز نہیں، میرے ساتھ میرا رب ہے مجھے ہدایت کریگا)
- ففررت منکم لما خفتکم فوھب لی ربّی حکماً وجعلنی من الصّالحین، من المصلحین من ا لمر سلین ۔(پس میں تجھ سے بھاگا جب ڈراتم سے پس اللہ تعالی نے مجھے حکم بخشا اور اللہ نے مجھے صالحین اور مصلحین اورفرستادوں سے بنایا)
- جا علو ہ من المر سلین ۔(اس کو فرستادوں میں سے بنانے والے ہیں)
- اسمع و اری (میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں)
- فقو لا لہ قو لاً لیّناً (کہو اس سے بات تم نرم)
- خذ ما ا تیتک و کن من الشا کر ین (لے جو ہم نے دیا ہے تجھ کو اور ہو شکر گزار)
- و ذکّر ھم بایّا م اللّہ (اور ان کو اللہ کے ایام سے ڈرا)
- انّھا لشر ذمۃ قلیلو ن ۔(تحقیق وہ لوگ جماعت ہے قلیل)
- لقد مننّا علیک مر ۃ اخری ۔
- فتنّا ك فتو نا (ہم نے تجھے کئی طرح پر آزمایا، یا محنت میں ڈالا)۔
- القیت علیک محبّۃً مّنّی (ہم نے تجھ پر اپنی محبت ڈالی)۔
- قد جئتک بآ یۃ یا موسی (پس آیا میں تیرے پاس ساتھ نشانیوں کے اے موسی)۔
- ربّ انّی لما انز لت من خیرٍ فقیر
- اور علاوہ الہامات کے رؤیا بھی اسی کے مشابہ ہیں مثلاً خضرؑ سے ملاقات ونا موافقت اور پھر اپنے ہاتھ میں عصائے موسی دیکھنا اور اس سے بلند اڑنے والے پتنگوں کو نیچے کر کے زمین پر لانا۔گو ان سب کا اصل مقصد کامل طور پر مدعا تو تب ہی ظاہر ہوگا جس وقت خالق و مالک اپنے فضل وکرم سے ظاہر فرما کر مناسبت و متابعت تامہ کی توفیق عطا فرمائے گا لیکن سر دست ظلم وفساد سے نفرت اور بہبودی خلق اللہ کا جوش وخیال تو البتہ زیادہ ہوگیا ہے۔اور دیگر خواص جب واہب العطیات عطا فرما کر ممتاز فرمائیگا تو دیکھا جائیگا کیونکہ تکلف و بناوٹ سے کھینچ تان کر خواہ نخواہ بہت سے عالی اوصاف سے اپنے آپ کو متصف بنانا اور جتلانا عاجز کے نزدیک معصیت و تقوّل علی اللّہ ہے جس کی نسبت عاجز کو تاکیدی حکم بھی ہو چکا ہے: لا تقدّ موا بین ید ی اللّہ۔
- اور جو کچھ آج تک ہوا اور یہ سلسلہ جو شروع ہے جس میں بڑے بڑے وعدے محض فضل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وکرم مولی کریم سے میرے جیسے ہیچ در ہیچ کو معہ خطابات والقاب الہاماً ہوے ہیں، میں خوب جانتا ہوں کہ میرا ان میں کچھ دخل وتمنی نہیں۔ اللہ تعالی کے اپنے ہی فضل وکرم اوراپنے ہی ارشاد و اللّٰہ یختصّ بر حمته من یّشاء ۔ و اللّٰہ یھدی من یّشاء الی صراطٍ مّستقم کے منشاء کے موافق ہے کیونکہ میری طرف سے عبادت، زہد، محنت، لیاقت وغیرہ میں صفر ہی صفر ہے۔

مرزا صاحب غور فرماویں کہ کیا ان خطابات موسوی کے باعث عاجز بھی ان کی طرح اپنے آپ کو مثیل یا مطلق موسی خیال کرلے۔ یا حسب اصطلاح صوفیہ کرام موسوی المشرب۔اور مثیل ہونے میں تو حسب مذاق مرزا اس حدیث مرقومہ مرزا کی بھی (اگرچہ محدثین کو اس میں کلام ہے) تصدیق ہوتی ہے لو کان موسی و عیسی حیّین لما وسعھما الّا اتّباعی (اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو ان کو میری تابعداری کے سوا کچھ بن نہ آتا) کیونکہ اس وقت بزبان خود بموجب الہام ہر دوان خطابات کے مخاطب موجود ہیں اور بظاہر اتباع سید المرسلین کے دعویدار۔

کمترین تو نازیبا ومخالف شرع خیالات پر استغفار پڑھتا ہے۔ استغفر اللّٰہ من کلّ ذنبٍ عاجز کو تو انبیاء کی فرمانبرداری واتباع کا فخر ہی بس ہے اور دل وجان سے پڑھتا ہے:

آمن الرّسول بما انزل الیه من رّبّه و المومنون۔ کلّ آمن با للّٰہ و ملائکته و کتبه و رسله لا نفرّق بین احدٍ من رّسله و قالوا سمعنا و اطعنا غفرانک ربّنا و الیک المصیر (بقرہ: ۲۸۵)

بعض الہامات اور وجہ تسمیہ کتاب عصائے موسی

رؤیا والہام جو عاجز الہی بخش کو قادیان میں ہوئے:

چونکہ عاجز کے رؤیا الہامات صحیح وصادق واقع ہوتے ہیں اور تو اور مرزا صاحب نے بھی ان کو عملاً تصدیق فرمایا ہے، تو پھر جائے غور ہے کہ رؤیا والہامات ذیل کو عاجز کیونکر صحیح وصادق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال نہ کرے۔مثلاً قادیان میں دوسری رات ۲۶ ستمبر ۱۸۹۸ء کو مجھے دکھایا گیا کہ میری چارپائی کے نیچے ایک چاہ ہے کہ اگر میں نیچے قدم رکھوں تو اس میں گر جاؤنگا اور الہام بھی ہوا دعھم و توکّل علی الحیّ الّذی لا یموت (یعنی چھوڑ ان کو) اور حیّ الّذی لا یموت پر توکل کر۔ جس کے ساتھ یہی تفہیم تھی کہ اگر رفعت شان عطیہ بارگاہ رحمٰن کو چھوڑ کر تنزل یعنی بیعت کروں تو نافرمان ہو کر گر جاؤنگا۔

اور ۲۵ ستمبر کو یعنی ایک دن پہلے یہ الہام بھی ہو چکا تھا لا تبدیل لکلمات اللّٰہ جس سے مراد یہ ہے کہ پہلے احکام و حالت میں کچھ تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ جو ایسا ہی ہوا کہ مرزا کی تقریر و دلائل وغیرہ سن کر خیالات میں کچھ بھی تبدیلی نہ ہوئی اور عاجز اس میں بالکل معذور و بے اختیار ہے۔ خاکسار بے مقدار کی ہر حالت و ہر امر میرے خالق مالک مولی اور محسن کے اختیار میں ہے

بعض امور کے الہامات کا آجکل (۱۸۹۹ء-۱۹۰۰ء) نہایت عمدگی سے ظہور ہو رہا ہے مثلاً:

(الف): ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء کو یہ الہام ہوا:

انّما (انّ الّذین) یبایعونک انّما یبایعون اللّٰہ۔ ید اللّٰہ فوق ایدیھم۔ فمن نکث فانّما ینکث علی نفسہ۔ فاستبشروا ببیعکم الّذی بایعتم و اللّٰہ علیم بذات الصّدور (بالمفسدین) لا حول و لا قوّۃ الّا باللّٰہ۔ ان ترن انا اقلّ منک مالاً و ولداً۔ فعسی ربّی ان یوتین خیراً مّن جنّتک ویرسل علیھا حسباناً من السّماء فتصبح صعیداً زلقاً۔ ام حسبت انّ اصحاب الکھف و الرّقیم کانوا من آیاتنا عجباً۔ کرّمنا بنی آدم جعلتہ کالرّمیم۔ سنّت من قد ارسلنا و لن تجد لسنّتنا تحویلاً۔ اقم الصّلوۃ و لا تھنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون، قل ربّ زدنی علماً (جو لوگ تیرے ساتھ بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ کے ساتھ بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پس جو شخص بیعت کو توڑے، اسکے توڑنے کا وبال اسی کی جان پر ہے۔ پس تم اپنی بیع پر جو کہ کی ہے خوش ہو اور اللہ سینوں کی باتوں کو جاننے والا ہے۔ نہیں پھرنا بدی سے اور نہیں قوت نیکی کی مگر ساتھ مدد اللہ کے۔ اگر تو مال اور اولاد میں اپنے سے کمتر دیکھتا ہے پس شتاب ہے کہ رب تیرے باغ میں سے مجھے اچھا دیوے اور اس پر آسمان سے ایسا عذاب بھیج دے کہ وہ ہو جاوے ویران

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میدان ۔ کیا تو نے گمان کیا ہے کبھی کہ غار اور نوشتہ والے ہمارے نشانیوں میں سے عجیب ہیں ۔ ہم نے بنی آدم کو عزت دی ۔ میں نے اسکو بوسیدہ ہڈی کی طرح کر دیا ۔ طریقہ ان لوگوں کا جو کہ ہم نے بھیجے ہیں اور تو ہرگز ہمارے طریقہ کیلئے تغیر نہ پائے گا ۔ قائم کر نماز اور مت سستی کرو اور مت غم کھاؤ، تم ہی بلند یعنی غالب ہو، تو کہہ دے میرے رب میرا علم زیادہ کر)

اس کے اکثر حصص مرزا صاحب ہی کے متعلق ہیں چنانچہ آپ نے و اللّٰہ علیم بذات الصّدور (بالمفسدین) کی تصدیق ایک سراسر ناحق اختلاف وفساد کی بنیاد رکھنے اور ان تر ن انا اقلّ منک ما لاً و ولداً کی تصدیق اپنی جماعت کے اظہار فضیلت وکمالات اور عاجز کی کم لیاقتی و بے بضاعتی کو طرح طرح سے رسالہ ضرورۃ الامام میں بیان کر کے کر دی ہے ۔ گو خود اس کو محسوس نہ فرماویں اور ان کو معلوم بھی نہ ہو جیسا کہ اکثر ایسے مواقع پر کم توجہ لوگوں کا ایسا ہی حال ہوا کرتا ہے لیکن اگر غور فرماویں گے تو معلوم ہو جائیگا کہ ضرور ان الہامات کی تصدیق پوری ہوگئی ہے ۔ لہذا باقی حصہ الہام فعسی ربّی ان یوتین خیراً من جنّتک و یرسل علیھا حسبا ناً من السّماء فتصبح صعیداً زلقاً بہت توجہ وغور کے قابل ہے کیونکہ جب ایک جزو پورا ہو گیا تو بقیہ بھی انشاء اللہ پورا ہو کر رہے گا ۔ نیز کرّ منا بنی آدم .. جعلتہ کا لرّ میم ۔ انتم ا لا علو ن وغیرہ بھی قابل غور ہیں ۔ مطلب صاف وظاہر ہے اور اس کا وقوع لابد ہونا اس کی پرواز بنیاد سے ہی اظہر من الشّمس ہے ۔ ارادہ احکم الحاکمین ضرور ضرور ہو کر ہی رہتا ہے خواہ سارا جہان اس کا سدراہ و مانع ہو ۔

(ب) ۔ ایک اور الہام اس سے پہلے ۱۰ جنوری ۱۸۹۸ء کو ہوا یعنی:

قل ھل انبّئکم با لاخسرین ا عمالاً الّذین ضلّ سعیھم فی الحیوۃ الدّ نیا و ھم یحسبون انّھم یحسنو ن صنعاً (تو کہہ کیا میں تم کو ان لوگوں کی خبر دوں جو کہ اپنے عملوں میں خسارہ کرنے والے ہیں ۔ وہ وہی لوگ ہیں کہ ان کی کوشش دنیا کی حیاتی میں ضائع ہوگئی اور وہ گمان کرتے ہیں کہ اچھا کام کر رہے ہیں)

جس کی صداقت بذریعہ رسالہ کشف الغطا و دیگر اشتہارات مرزا اب ظہور میں آئی، غور طلب ہے ۔ حسن ظن کرنے والوں کو حسن ظنی کا پردہ بمصداق حدیث شریف حبّک الشّئی یعمی و یصمّ اس قدر حائل ہوا تھا کہ اگر کشف الغطا یہ پردہ نہ کھولتا تو وہم وگمان کی رسائی بھی وہاں تک نہ ہوتی اور اضطراب وحیرت میں پڑے رہتے ۔ مگر ہاں سچے الہام کا (خواہ نرمی سے ہو خواہ سختی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے) یہ ضرور خاصہ ہونا چاہیے کہ خود ملزم سے اپنی راستی کا اقبال کرادے ۔ پس کون جانتا تھا کہ مرزا کی انیس سالہ کاروائی خیر خواہی وامداد وتعریف مخلوق کیلئے تھی نہ کہ خدمت اعلاء کلمۃ اللہ وحصول رضائے خالق مولی کریم وسعادت عقبی کیلئے ، جس کے آپ ہمیشہ دعویدار رہے ہیں ۔ سو کشف الغطا وغیرہ نے ایک سربسر راز نہفقہ کا افشا کر کے ہاتھی کے دانتوں کی مثال کا نمونہ دکھلا دیا جس میں مرزا صاحب نے خود ان امور کا اعتراف فرمایا ہے چنانچہ اس کے سرورق پر تاج عزت جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کا واسطہ ڈال کر صفحہ ۳ سے شروع کیا ہے کہ

> یہ تو میرے باپ اور بھائی کا حال ہے اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ اور درویشانہ طور پر ہے اسلئے میں اسی درویشانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں قریباً انیس برس میں ایسی کتابوں کے شائع کرنے سے میں نے اپنا وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو سچے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہیے اور اپنی فرمان برداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھلانا چاہیے اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں ، بعض فارسی زبان میں اور ان کو دور دور ملکوں تک شائع کیا اور ان سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجوہ سے ان کو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل وجان اختیار کریں ۔ یہ کتابیں عرب اور بلاد شام ، کابل اور بخارا میں پہونچائی گئیں اگرچہ میں سنتا ہوں کہ بعض نادان مولویوں نے ان کے دیکھنے سے مجھے کافر قرار دیا ہے اور میری تحریروں کو اس بات کا ایک نتیجہ ٹھہرایا ہے کہ گویا مجھے سلطنت انگریزی سے ایک اندرونی اور خفیہ تعلق ہے اور گویا میں ان تحریروں کے عوض گورنمنٹ سے انعام پاتا ہوں ۔ انتہی

اس تحریر میں مرزا صاحب نے اپنی تصانیف کی غرض خود بیان فرمادی ہے لہذا اخلاص و للّٰہیت کے بارہ میں اب بحث کرنے کی ضرورت نہیں رہی ۔

اور یہ تو مرزا کی عبارت آرائی ہے کہ ایک امر کو دوسری شکل میں کر دیا۔ مرزا کی نسبت مسلمانوں کا ایسا خیال وگمان تو کبھی سننے میں نہیں آیا بلکہ ان کا اعتقاد وقول تو اس کے بالکل برعکس ہے ۔ وہ تو ایسا کہتے ہیں کہ مرزا صاحب ایسے ہوشیار پولٹکل ہیں کہ قانون دانی کے زور وحوصلہ سے ادھر تو مسلمانوں کو کہتے ہیں میں صلیبی اعتقاد کو توڑنے اور پاش پاش کرنے آیا ہوں اور یہ کام میرے ہاتھ سے ہو کر رہے گا چنانچہ یہ مضامین مع ردّ عقاید صلیبی وتحقیر وبے ادبی سیدنا مسیح جابجا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے کتب و رسائل واشتہارات میں درج ہیں، اور ادھر گورنمنٹ سے کہتے ہیں کہ یہ سب کاروبار میں آپ کی خیر خواہی اور امداد میں کر رہا ہوں ۔ (قاضی فضل احمد لدھیانوی نے کتاب کلمہ فضل رحمانی میں بھی اس امر کی کچھ تشریح کی ہے ۔ الٰہی بخش) پھر مرزا باوجود دعویٰ اسلام کے رسول اللہ ﷺ کے ان احکام کا کچھ خیال نہیں کرتے جو دو رخی کاروائی کی مذمت میں آئے ہیں:

قال رسول اللّٰه ﷺ لتجدنّ اشدّ النّا س یوم القیا مة ذو الوجھین الّذی یا تی ھؤلا بو جه و ھؤلاء بو جه ۔ متفق علیه ۔ (فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ، تو لوگوں میں بہت برا قیامت کے دن اس شخص کو پاویگا جو دو رخا ہو، ایک طرف کچھ، دوسری طرف کچھ کہے)

پھر جیسا کسر صلیب یعنی صلیب توڑنے کے اور سیدنا مسیح کی موت اور قبر کا پتہ وکھوج لگانے کے مرزا صاحب پیچھے پڑے ہیں ویسا ہی دیگر مسائل کی ترمیم و تنسیخ کے بھی درپے ہو کر اپنے من گھڑت مسائل کہ حضرت جبریل کا ہیڈ کوارٹر آفتاب ہے، شخصی وجود سے نزول ملائکہ سے انکار، لیلۃ القدر ظلمت کے زمانہ کا نام ہے، کواکب کی تاثیر، اپنے لئے ابن اللہ کہہ سکنا جائز، روح القدس روح الامین وغیرہ ان حالتوں کے نام ہیں جو خالق و مخلوق کی محبت کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہیں، وفات مسیح، مسیح کے معجزات کو مسمریزی تاثیر کہنا، بغیر مطابق ہونے وصادق آنے اوصاف احادیث ومتعلقہ کے خود مسیح موعود و مہدی مسعود بن بیٹھنے، خود بدولت کو خیر خواہ اور دوسرے مسلمانوں کو خونی مہدی و خونی مسیح کا منتظر کہہ کر سرکار کا بدخواہ قرار دینے اور جو کوئی آپ کی تابعداری و بیعت میں داخل نہ ہو اس کو جہنمی وغیرہ بنانے، اور ان مسائل کو دوسروں سے منوانے کے لئے دن رات مصروف و سرگرم ہیں ۔ ان ہی مسائل کے سبب مسلمان مرزا صاحب کے مخالف ہیں جیسا کہ فتویٰ میں درج ہے، نہ اس لئے کہ مرزا صاحب سرکار کی خیر خواہی کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ وہ خود بھی دیوانوں اور پاگلوں کی طرح خلاف احکام و تعلیم اسلامی ایسی سرکار کی بدخواہی ومخالفت کا خیال نہیں کرتے جس سے ان کو ادائے شعار اسلام میں بلا کسی روک ٹوک وممانعت کے ہر طرح آزادی ہے اور اس نعمت کے عوض وہ صحیح و جائز شکر گزاری سے بھی غافل نہیں ہیں ۔

پھر صفحہ ۶ میں مرزا قادیانی نے فرمایا کہ:

مجھے یقیناً معلوم ہوا ہے کہ بعض دانش مندوں کے دلوں پر ان تحریروں کا نہایت نیک اثر ہوا ہے اور انہوں نے ان وحشیانہ عقاید سے توبہ کی ہے جن میں وہ برخلاف اغراض اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گورنمنٹ کے مبتلا تھے۔ان نیک تاثیرات کے لئے میری مذہبی تحریریں جو پادریوں کے مخالف تھیں، بڑی محرک ہوئی ہیں ورنہ جس زور کے ساتھ میں نے مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے بلایا ہے اور جابجا سرحدی نادان ملاؤں کو جو ناحق آئے دن فتنہ انگیزی کرتے اور افغانوں کو مخالفت کے لئے ابھارتے ہیں، سرزنش کی ہے، یہ پرزور تحریریں گورنمنٹ انگریزی کی حمایت میں متعصب اور نادان مسلمانوں کیلئے قابل برداشت نہ تھیں، اور اب اہل عقل جب ایک طرف دینی حمایت کے مضمون میری تحریروں میں پاتے ہیں اور دوسری طرف میری یہ نصیحتیں سنتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کی خیرخواہی اور اطاعت کرنی چاہیے تو وہ میرے پر کوئی بدظنی نہیں کرسکتے۔

یہاں تنقید طلب امر یہ ہے کہ وہ کون دانش مند تھے جنہوں نے وحشیانہ عقائد سے توبہ کی ہے اور وہ کون اور کہاں متعصب نادان مسلمان تھے یا ہیں جن کو مرزا صاحب کی گورنمنٹ کی حمایت والی تحریریں قابل برداشت نہ تھیں۔ مرزا صاحب کے کشف الغطا میں تو لکھا ہے کہ بعض دانش مندوں کے دلوں پر ہماری تحریروں کا نہایت نیک اثر ہوا ہے، اور ستارہ قیصر میں، جو اس کے بعد قریب ہی شائع کیا گیا ہے اس میں، لکھا ہے کہ ہماری کتابوں کی اشاعت کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے غلط خیالات چھوڑ دیئے ہیں۔

دیکھئے کہاں بعض اور کہاں لاکھوں، اور ثبوت ہر دو میں ندارد۔ براہ مہربانی زیادہ نہیں اگر چند ہی ایسے اشخاص کا نام تحریر فرمایا ہوتا تو بہتر تھا، تاکہ سرکار اور دوسرے لوگ ان سے دریافت کرکے مرزا صاحب کے صدق اور راست بیانی کا یقین کرتے۔ بظاہر تو اس کا کچھ وجود نہیں ہے ان غریب مسلمانوں کو خود بدولت کے تراشیدہ مسائل وفات مسیح، لیلۃ القدر، نزول ملائکہ، تاثیر کواکب وغیرہ سے ناموافق بلکہ مخالف ہونے کے سبب مرزا صاحب خواہ نخواہ سخن سازی وزور تحریر سے دوسرے پیرایہ میں وحشی متعصب نادان مخالف اغراض گورنمنٹ بنا کر اور برا بھلا کہہ کر اپنا دل خوش کرتے ہیں، سو ان کا اختیار ہے، لیکن راستی اور خشیت اللہ مدنظر فرماویں۔

پھر آگے چل کر مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ:

اب گورنمنٹ غور فرما سکتی ہے کہ جس حالت میں میرا باپ گورنمنٹ کا ایسا سچا خیرخواہ تھا اور میرا بھائی بھی اسی کے نقش قدم پر چلا تھا اور میں بھی انیس برس سے یہی خدمت اپنی قلم کے ذریعہ سے بجالاتا ہوں تو پھر میرے حالات کیونکہ مشتبہ ہوسکتے ہیں۔ میری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تمام جوانی اسی راہ میں گذری اوراب دائم المرض اور پیرانہ سالی کے کنارہ پر پہنچ گیا ہوں اور ساٹھ سال کے قریب ہوں ۔ وہ شخص سخت ظلم کرتا ہے جو میرے وجود کو گورنمنٹ کے لئے خطرناک ٹھہراتا ہے۔

ناظرین توجہ فرمائیں کہ جو شخص مرزا کی کاروائی کا حال کچھ بیان کرے وہ تو سخت ظلم کرنے والا ہے، اورمرزا خود بدولت دوسرے تمام مسلمانوں کو وحشیانہ عقائد والے متعصب نادان وغیرہ الفاظ کہہ کرخونی مسیح وخونی مہدی کے، اپنی رائے اوراپنے منہ سے منتظر بنا کر گورنمنٹ کے لئے خطرناک ٹھہرا کر، آئے دن رسالے اشتہارات شائع کرتے رہنے سے بھی ظالم نہیں، بلکہ عادل اورمنصف ہی بنتے ہیں۔ یہ خوب انصاف اورخیرخواہی اسلام واسلامیان ہے۔

رسالہ کشف الغطا کے بعد مرزا صاحب نے ستارہ قیصر قادیان میں طبع کر کے شائع کیا۔ اس میں اپنا اخلاص، محبت، جوش اطاعت، حضور ملکہ معظّمہ اوران کے معزز افسروں کی نسبت، اور سچی محبت واخلاص کی تحریک سے جشن جوبلی پرخون دل سے لکھ کر تحفہ قیصریہ جناب ممدوحہ کی خدمت میں روانہ کرنا، اورقوی یقین سے اس کے جواب سے عزت دیئے جانا ،اور امید سے بڑھ کر سرفرازی کا موجب ہونا اور جواب کا منتظر رہنا، وغیرہ بیان کر کے فرمایا ہے کہ:

میں نے پچاس ہزار کے قریب (دوسری جگہ پچاس ہزار سے کچھ زیادہ، جسکا بظاہر کچھ ثبوت نہیں۔ الہی بخش) اپنے رسالہ مبسوط کتابیں اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک نیز دوسرے بلاد اسلامیہ تمام ملکوں میں یہاں تک کہ اسلام کے مقدس شہروں مکہ مدینہ روم قسطنطنیہ بلاد شام، مصروکابل افغانستان جہاں تک ممکن تھا، شائع کئے ہیں۔ روحانی انسان وکامل ریفارمر کے وجود کو عادل بادشاہ کی نیک نیتی ہمت وہمدردی عامہ خلائق پیدا کرتی ہے تیرے رحم کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ برپا کیا، خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری (ملکہ کی) نگاہیں ہیں۔ دو عیب وغلطیاں مسلمانوں میں ہیں، ایک تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں، دوسرا خونی مسیح وخونی مہدی کے منتظر ہیں ۔ان کے مقابل ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے وہ یہ کہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جسکو انجیل میں نور کہا گیا ہو، نعوذ باللہ لعنت کا لفظ اطلاق کرتے ہیں اور حضرت مسیح جو بقول ان کے خدا سے نکلا ، جو سراسر نور، جو آسمان سے ہے، جو علم کا دروازہ اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے اور روشنی بخشنے والا چاند، اس کی نسبت نعوذ باللہ یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال کہ وہ لعنتی ہوکر، خدا سے مردود ہوکر، خدا کا دشمن ہوکر، دل سیاہ ہوکر، خدا سے برگشتہ ہوکر، معرفت الٰہی سے نابینا ہوکر شیطان کا وارث بن گیا۔ مسلمانوں کا جہاد کا عقیدہ مخلوق کے حق میں بداندیشی اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ خدا کے حق میں بداندیشی ہے ہزار ہا مسلمان خدا کے عجیب اور فوق العادت نشانوں کو دیکھ کر میرے تابع ہوگئے اور خطرناک و وحشیانہ عقاید چھوڑ کر میرا گروہ ایک سچا خیرخواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا ہے۔

ایک جگہ مرزا نے کہا کہ میں اس قدر خدمت گورنمنٹ بائیس برس تک کرتا رہا ہوں، دوسری جگہ کہا کہ ہزار ہا مسلمانوں کے دل میری بائیس برس کی کوششوں سے صاف ہوگئے ہیں۔

جس طرح مرزا صاحب کے مسائل سب سے نرالے ہیں اسی طرح آپ کا حساب بھی سب سے نرالا انوکھا اور عجیب ہے۔ مثلاً کشف الغطا جو ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء کو طبع فرما کر شائع کیا اس میں سرکاری خدمت کا عرصہ انیس برس لکھا ہے اور اس کے بعد ستارہ قیصر جو ۲۴۔ اگست ۱۸۹۹ء کو طبع کرکے شائع فرمایا اس میں بائیس تیئس سال کی خدمات لکھی ہیں۔ غرض طبع رسالہ کشف الغطا اور رسالہ ستارہ قیصر میں عرصہ تو صرف آٹھ ماہ سے بھی کچھ کم گذرا، لیکن مرزا صاحب کی خدمات سرکار کا عرصہ ان چند ماہ میں تین چار برس کا زیادہ ہوگیا۔ اس کے بعد، حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست مرقومہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۹ء کے صفحہ ۲ میں مرزا قادیانی نے فرمایا ہے:

لیکن میں اس بات کا فیصلہ نہیں کرسکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیرخواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو، بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی عربی اردو انگریزی میں شائع کررہا ہوں۔

سبحان اللہ! کیا حافظہ ہے اور کیسا پکا وصحیح حساب کہ ایک سے دوسرا ہرگز نہیں ملتا اور پھر یہ رسائل انگریزی میں ترجمہ کراکر پیش اس سرکار کے کئے گئے ہیں جسکے افسر اقلیدس، جبر مقابلہ، علم ہندسہ وحساب وغیرہ کو بالاستیعاب تحصیل کرکے ملازمت میں بعد امتحان وکامیابی قدم رکھتے ہیں

مرزا صاحب کی میعادیں بھی شاید اسی حساب سے آٹھ ماہ سے کم کے عرصہ میں تین تین چار چار برس بڑھتی وزیادہ ہوتی ہیں۔ تو اس طرح بے شک ابھی کئی میعادیں مرزا کے الہامات کی باقی ہوسکتی ہیں۔ لہذا معترضین کو چاہیے کہ آئندہ اس نوایجاد حساب کا خیال رکھیں اور زبان وقلم کو طعن واعتراض سے روکیں۔ اور جو میعاد مشتہرہ مرزا صاحب ہو، اسے شش چند (چھ گنا) کرلیں کیونکہ حسب نظیر بالا مرزا صاحب کے نزدیک ساٹھ یوم برابر ایک سال کے ہوئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں پہنچ کر تقدیراً احادیث متضمن علامات بین یدی السّاعۃ، ذکر الدجال وبعثت ونزول مسیح ابن مریم کے دیکھنے کا اتفاق ہوا تو معلوم ہوا کہ احادیث سیر دجال والی میں بھی قریباً اسی طرح کا حساب ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ سال مثل مہینے کے اور مہینہ مثل جمعہ (ہفتہ سات دن) کے اور جمعہ مثل دن کے الخ ہوگا۔ اور مفصل حدیث نواس بن سمعانؓ میں ہے کہ ایک دن مثل سال کے اور ایک دن مثل مہینے کے اور ایک دن مثل جمعہ کے ہوگا۔ اس پر صحابہؓ نے جب عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا سال کے برابر دن میں ایک دن کی نماز ہم کو کافی ہوگی تو بجواب فرمایا کہ نہیں اوقات کا اندازہ کرنا۔ اس سے ان ملکوں میں جہاں کہیں دن بہت لمبا اور رات بہت چھوٹی اور اس کے مقابل قطب میں دن چھوٹا اور رات لمبی ہوتی ہے وہاں اگر آبادی انسانی ہو تو وہاں کے اوقات نماز کا مسئلہ بخوبی حل ہو جاتا ہے۔ بالآخر اگر یہ تحریریں مرزا صاحب کی راستی اور صدق دل سے ہیں تو مدعا حاصل والہام عاجز صحیح، اور اگر مرزا صاحب وان کے مریدین فرماویں کہ یہ کسی مصلحت سے ایسا کشف الغطا وستارہ قیصر وغیرہ میں بیان کیا ہے تو یہ اعتراض اس پر قائم ہوگا کہ یہ امر مہدویت عیسویت وامام الزمانی کے بالکل مخالف ہے کہ پولٹکل چال سے خلاف راستی ایسی بناوٹی بات لکھ کر شائع کی جاوے۔ راستی تو کسی حالت میں بھی مومن چھوڑ نہیں سکتا۔

(ج)۔ ایک اور ان سے بھی پہلے یعنی ۱۹ نومبر ۱۸۹۷ء یوم جمعہ کا رؤیا نہایت عجیب و غریب ہے۔ خواب میں دیکھا کہ سفید رنگ کے مضبوط بنائے ہوئے دو تین بڑے بڑے پتنگ مع ڈور میرے سر پر کٹ کر یا ٹوٹ کر آ پڑے (یعنی پتنگ تو سر سے اونچا اور ڈور میرے ساتھ آ لگی) میں نے اپنے اسسٹنٹ (معاون) کے سپرد کئے۔ پھر بہت ڈور کھینچتا رہا جو بہت مضبوط اور زور طلب تھی حتی کہ میرے معاون دوست نے بھی کچھ ذکر اس کا کیا اور میں نے کہا کہ ۳۰ تار کی ہے۔ اور جب پتنگ کو نیچے اتار رہا تھا تو سیدنا حضرت موسیٰ کے عصا کے ساتھ یہ کام کر رہا تھا جو اس وقت میرے قبضہ میں تھا۔ اس کے بعد الہام ہوا: لا یخاف لدیّ المرسلون سربلند۔

قابل توجہ ہے کہ ۱۸۹۷ء کا یہ رؤیا کیسا صحیح اسی طرح ظہور میں آیا۔ دو تین سفید جوڑے ہوئے پتنگ یعنی ایک پتنگ تو مرزا صاحب کا رسالہ ضرورۃ الامام، دوسرا مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کا خط، تیسرا کرامت نامہ معافی انکم ٹیکس تازہ نشان، جو سب برنگ سفید اور ایک ساتھ جڑے ہوئے ہیں، بذریعہ اشاعت اڑ کر عاجز کے سر پر آن پڑے اور لطف یہ کہ ضرورۃ الامام کے مضمون کے صفحہ بھی ۳۰ ہی ہیں جن پر وہ پتنگ مرزا صاحب نے بہت مضبوط کر کے اڑایا ہے لیکن اسکے مقابلہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر یہ عصائے موسیٰ جس نے ان کو بلندی سے نیچے کیا پھر الہام لا یخاف لدیّ المرسلون اور سر بلند، بھی بہت قابل غور ہیں، کہ رؤیا و الہامات اس طرح صریح واقعی طور پر واقع وظہور ہونے پر بھی عاجز کیونکر ان پر یقین نہ کرے اور خواہ مخواہ ان کی تکذیب کرے۔

ہاں اس خواب میں مرزا صاحب کے رسالہ کی پتنگ کے ساتھ مشابہت بہت ہی غور طلب ہے کیونکہ میں نے سنا ہوا ہے اور تجربہ بھی ہوا ہے کہ پتنگ کی تعبیر شاید بہ سبب کم حوصلگی وشیخی و بلند پروازی کے سفلہ وکمینہ ہوتی ہے اگرچہ مرزا صاحب نے اس کو ما اریکم الّا ما اری و ما اھدیکم الّا سبیل الرّشاد (نہیں دکھاتا میں تم کو مگر جو میں خود دیکھتا ہوں اور میں تم کو راہ بتاتا ہوں بھلائی کی) کا نسخہ اپنی جماعت مریدین کے لئے تجویز فرما کر اڑایا تھا۔

قادیان سے واپسی پر الٰہی بخش کے الہامات

الہامات متعلق ملاقات مرزا وغیرہ حسب اصرار وتاکید مرزا صاحب درج ذیل ہیں۔

ان الہامات کی بعض تفہیمات ایسی بھی ہیں جن کے بیان واظہار کو مرزا کا ادب ولحاظ تو اجازت نہیں دیتا لیکن بموجب ان کے اصرار وقسمیں دینے وتاکید اظہار کے ان کا اخفاء بھی خلاف دیانت وامانت معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا اظہار حقیقت حال وتعمیل حکم مرزا کی خاطر لکھ دیئے ہیں۔

ممکن ہے ان کے فہم میں کچھ خطا ہو کیونکہ شاید ذوالوجوہ مجازات واستعارات وغیرہ کے سبب سے ہی متقدمین نے الہامات کو ظنی قرار دیا ہے اور اسی لئے عاجز کو ان تفہیمات پر اصرار نہیں۔

۲۸ ستمبر ۱۸۹۸ء الہام۔ انّما انت منذر من یّخشاھا (اور تو اس شخص کے ڈرانے والا ہے جو ڈرتا ہے) اس سے عاجز کی علیحدہ منصب انذار پر خدمت کرنے سے مراد معلوم ہوتی ہے۔

مردوا علی النّفاق (خوگر ہو گئے ہیں اوپر نفاق کے) اپنے ضمیر کے خلاف محض اپنی فضیلت جتانے کو عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم کی نیز الہامات عاجز کے بے اصل توہین وحقارت اور ہم پر زور ڈالنے کی نسبت معلوم ہوتا ہے۔

کانتا رتقاً ففتقنا ھما (وہ دونوں آپس میں ملے ہوئے تھے پس ہم نے علیحدہ کر دیا ان دونوں کو)۔ مرزا صاحب ومولوی عبدالکریم کی علیحدگی کی تفہیم ہے جو مولوی صاحب کے مضمون خط بخلاف وردّ تحریر مرزا صاحب لکھنے پر کچھ تو ظاہر ہو چکی ہے اور شائد کچھ آئندہ بھی ہو اور جس کا ذکر اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالہ میں علیحدہ باب سوم میں ہوا ہے۔ خاکسار کو عجز و بشریت سے یہ خیال آیا کہ اپنے قبض کے باعث یا مرزا کی ناراضی سے شاید کچھ نقصان و الہام بند ہو، اس پر الہام ذیل میں حفاظت وسلامتی کی تسلی فرمائی گئی واللّٰہ خیر حافظاً و ھو ارحم الرّاحمین۔ فسلام لّک۔

۲۹ ستمبر جمعرات ۱۸۹۸ء۔ انّ اللّٰہ لا یھدی من ھو مسرف کذّاب (اللہ اس شخص کو جو مسرف اور کذاب ہے، ہدایت نہیں دیتا) یھدی سے مراد ہم کو اپنی راہ پر مجبور اور ہم پر غلبہ کرنا معلوم ہوا۔ مسرف سے اپنی اہلیہ کے پاس بعوض پانچ ہزار روپیہ کے جائداد تیس برس کیلئے بذریعہ رجسٹری رہن کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس سے اپنے شرعی وارثوں کو محروم کرنا بتلاتے ہیں۔

لوگوں نے جس مقصد و مراد کے واسطے روپیہ دیا اور بھیجا اس کو غیر محل مثلاً زیور و مکان بنوانے اور دیگر غیر جگہ صرف کرنا بھی اسراف ہے۔

سید عبداللہ غزنوی مرحوم پر افتراء اور ان کے الہام کا برعکس ظہور پذیر ہونا بیان کرنا، خود خطوط لکھ کر دوسروں کے نام سے بھجوانے، وعدہ خلافی براہین وسراج منیر وغیرہ کے بارے میں بھی کذب میں داخل ہے۔ نیز تدابیر وحیلہ وحوالہ الہامات پورا ہونے کے لئے کرنے اور تاویلات بے جا سے ان کی صداقت ثابت کرنا بھی ازیں قبیل ہیں، بلکہ غالباً و بلا ریب مرزا صاحب کے موجودہ دعاوی کی نسبت ہے جس کے اندر سب باتیں آجاتی ہیں۔

لا تستوی بآیات اللّٰہ (نہیں برابر ہوتی جماعت ساتھ آیات اللہ کے) معلوم ہوتا ہے جو آیات اللہ تعالیٰ نے خاکسار کیلئے مقرر فرمائی ہیں ان کی برابری مرزا کی جماعت کو نصیب نہیں

۳۰ ستمبر جمعہ۔ عسی ربّک ان یّبعثک مقاماً مّحموداً (شتاب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود میں کھڑا کرے گا) ہیچ قومی را خدا رسوانہ کرد۔ تادلی صاحب دلی نامد بدرد۔

الم یان للّذین آمنوا ان تخشع قلوبھم بذکر اللّٰہ (کیا نہیں آیا وہ وقت واسطے ایمان والوں کے کہ ڈریں دل ان کے اللہ کی یاد سے)

ھل اتی علی الانسان حین من الدّھر لم یکن شیئاً مذکوراً (کیا آیا ہے انسان پر زمانہ کا وقت کہ نہیں تھا کچھ چیز ذکر کیا گیا)

نزل من الحقّ۔ ابوداؤد کا حال بتلاؤ، کوکلاں کا حال بتلاؤ۔

ابوداؤد سے مرزا صاحب کی مرزا احمد بیگ والے معاملہ کے لئے سعی وکوشش کرنے کی نسبت ایماء پایا جاتا ہے۔ گو عاجز تو انبیاء کو معصوم ومحفوظ مانتا وجانتا ہے لیکن حسب قصہ مشہورہ جس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کہتے ہیں کہ سیدنا داؤدؑ نے ایک عورت کے واسطے سعی فرمائی تھی اسی طرح مرزا صاحب کی سعی درباره نکاح منکوحہ داماد احمد بیگ کے مشابہت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔

لفظ ابو، علی سبیل المحاورۃ شائد اس لئے ہو کہ مرزا صاحب کی سعی وحیلہ وحوالہ میں ناحق زیادتی وتشدد ہے کیونکہ اول جناب داؤدؑ کے قصہ کی روایات میں بہت اختلاف ہے جس سے اس کی صحت ثابت نہیں ہوتی ۔ دوم وہ شخص (اوریا) جو حضرت داؤدؑ کے زیرحکم و ماتحت تھا، بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس کا ابھی نکاح نہیں ہوا تھا، صرف خطبہ ہی تھا ۔ برخلاف اس کے مرزا صاحب کا کسی طرح کا بھی حکم وواسطہ اس شخص سے نہیں اور پھر اس (مرزا سلطان محمد) کا نکاح ہو کر وہ صاحب اولاد بھی ہو چکا ہے۔

پھر بموجب تفاسیر داؤد نے آگہی پر توبہ واستغفار بھی کی جیسا کہ و ظنّ داؤد انّما فتنّاہ فاستغفر ربّہ و خرّ راکعاً و اناب (اور داؤدؑ نے اس بات کا گمان کیا کہ ہم نے اس کی آزمائش کی پس اس نے اپنے رب سے بخشش مانگی اور رکوع میں گرا اور اپنے رب کی طرف رجوع کی) کی تفاسیر میں مفسر لکھتے ہیں ۔لیکن مرزا باوجود ناکامی کے اس امر پر بدستور مصرّ غرہ ونازاں ہیں ۔

کوکلاں، ایک بلند آواز خوش گلو، خاکی رنگ، پست قد ٹھنگنی چڑیا کا نام ہے جس کا آواز ایسا پسند ہے کہ موسیقی والے اظہار تعریف آواز کیلئے اپنے گویوں کا نام بھی کوکلاں رکھتے ہیں۔سو اس سے اس شخص کی آواز کی مشابہت ہے جو مرزا کی مدح سرائی میں غلو کرتا چلاّ چلاّ کر بولتا مختلف اور گوناگوں پیرایوں میں مثل کوکلان زبان کھولتا اور ثنا کرتا ہے ۔ یہ ہردو فقرہ، ابوداؤد وکوکلاں کیفیت اصلی حالت کے اظہار کیلئے الہام ہوئے معلوم ہوتے ہیں جن سے ایک صاحب کے طبعی. خیال کا حال ظاہر ہوتا ہے اور دوسرے صاحب کا یہ حال کہ سب سرمایہ جائداد ولیاقت صرف گویائی خوش آوازی لسانی اور زبان درازی مثل کوکلاں خوش آواز کے زبانی ہی زبانی ہے اور باطنی مذاق روحانیت اخلاص ومعرفت انس ومحبت سے بالکل مثل کوکلاں معرا ہیں۔ واللّٰہ اعلم

اور اسی لئے ایسے الہامات وتفہیمات کا شائع کرنا خاکسار کو ہرگز پسند نہ تھا کیونکہ علاوہ ناموافق طبیعت ونسبت عبودیت عاجز کے یہ پیرایہ نصیحت دینی و ہمدردی مخلوق الٰہی کے بھی مخالف ہے ،لیکن حسب تاکید اصرار اور اللہ تعالیٰ کی قسمیں دینے مرزا صاحب کے، عاجز نے بادل نخواستہ مجبوری سے ان کو لکھا ہے جس کے ذمہ دار خود مرزا صاحب ہیں ۔اور ہردو کا حال بتلانے سے بظاہر یہی مراد ہوسکتی ہے جیسا کہ اس کتاب میں حسب اصرار وتاکید مرزا صاحب کے ہر دو کا حال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بموجب منشاء الہام کے بتلایا وظاہر کیا گیا گویا کہ یہ الہام مرزا صاحب کے اصرار وتاکید وقسمیں دینے سے پورا واقع ہوگیا۔ واللّٰہ اعلم بالصّواب

- یکم اکتوبر ہفتہ۔ خوّا نا اً ا ثیماً ۔اس کی تشریح مسرف کذاب میں گذر چکی۔
- ۴۔اکتوبر، منگل۔ من کان فی ھذہ اعمی فھو فی ا لآخرۃ اعمی و اضلّ سبیلاً (جو شخص یہاں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور بہت گم گشتہ راہ) اس پر عاجز کو اضطراب وتردد ہوا کہ شائد یہ میری نسبت ہو۔ اس پر رات کو یعنی دوسرے روز بدھ کو الہام ہوا سلا م لّک ، (سلام ہے یا سلامتی ہے تیرے لئے) تغلبو ن (تم غالب ہوگے) یحلّ علیہ غضب فقد ھوی (اس پر اللہ کا عذاب اترا، یا اترے گا، پس تحقیق گر گیا)
- ۱۰۔اکتوبر، پیر۔ فا صدع بما تؤ مر۔ و اللّٰہ ذو الفضل العظیم (اللہ صاحب فضل عظیم کا ہے)۔ لقد آ ثرك اللّٰہ (تحقیق اللہ نے تجھے پسند کیا)
- ۱۵۔اکتوبر ہفتہ انّی مھین لّمن اراد ا ھا نتک (بے شک میں اس شخص کو جو تیری اہانت کرنے کا ارادہ کرے ذلیل کرنے والا ہوں)۔ فسیکفیکھم اللّٰہ (پس اللہ ان کو تیری طرف سے کفایت کرے گا)، انّ اللّٰہ بہ علیم (بے شک اللہ اس کے ساتھ جاننے والا ہے)۔ قل کلّ یّعمل علی شا کلتہ فر بّک اعلم بمن ھو اھدی سبیلاً (تو کہہ ہر ایک اپنے طریق پر عمل کرتا ہے۔ پس تیرا رب جانتا ہے اس شخص کو جو کہ بہت راہ پانے والا ہے) اڑ جائے گی۔ زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔
- ۲۷۔اکتوبر، جمعرات۔ رسالہ ضرورۃ الامام کے کھولنے ومطالعہ سے پہلے الہام ہوا۔ اللّٰھمّ افتح بیننا و بین قو منا با لحقّ و انت خیر الفا تحین (اے اللہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر اور تو اچھا فیصلہ کرنے والا ہے) یا ربّ انّ قو می اتّخذوا ھذا القر آن مھجوراً (اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا ہے)

بعد مطالعہ رسالہ مذکورہ کے الہام ہوا۔

- ۲۸۔اکتوبر جمعہ، قل لّو کنتم تملکو ن خزا ئن ر حمۃ ربّی اذاً لا مسکتم خشیۃ الا نفاق۔ کا ن ا لا نسا ن عجولاً (تو کہہ اگر تم میرے رب کے خزانوں کے مالک ہوتے تو البتہ خرچ ہوجانے کے ڈر سے بند رکھتے۔ انسان جلدی کرنیوالا ہے)۔

دیکھئے کہ ضرورۃ الامام کی کیفیت اس کی جلد بازی کا کیسا صریح بیان ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۹۔اکتوبر ہفتہ ۔ فا ستقم کما امر ت (تو جب حکم کیا گیا قائم رہ) ۔
یہ رسالہ کے دوبارہ پڑھنے سے پیشتر ہوا ۔

الر بّک البنا ت و لکم البنون (کیا تیرے رب کیلئے بیٹیاں ہیں اورتمہارے لئے ہیں بیٹے) ایک چھاؤنی کا مجمع دیکھا جس کا یہ اعتقاد ہے۔مرزا اور ان کی جماعت کا دوسرے خاکساروں کے الہامات کو بمقابلہ اپنے ناچیز ہیچ وحقارت سے دیکھنے کا جواب قابل توجہ ہے ۔اسی الہام کے ساتھ اورمواقع پر ما لکم کیف تحکمون (کیا ہےتم کو،تم کیا حکم کرتے ہو) بھی ہے

کہاں تک لکھوں ، الہام پر مشتمل صفحوں کے صفحہ ہیں۔اس واسطےکوئی کوئی مختلف اوقات میں سے درج کرکے بس کرتا ہوں۔

- اذا اراد شیئاً ان یّقو ل له کن فیکون (جب کسی شئے کا ارادہ کرتا ہےتو اس کیلئے کہتا ہے ہوجا، پس ہوجاتی ہے) یہ بھی مرزا کا عاجز کی تحقیر و بےعلمی پرنکتہ چینی کا جواب ظاہر ہے۔
- رجزاً مّن السّماء علی القریة الّتی کا نت حا ضرة (عذاب آسمان سے اس بستی پر جوکہ حاضرتھی)
- ر بّ زد نی علماً معرفت تامہ (اے میرے رب مجھےعلم زیادہ کر) ۔
- ننزّ ل من السّماء ما ھو شفاء و رحمةً للّعا لمین۔ (ہم آسمان سے وہ شئے اتارتے ہیں کہ اس میں شفا اوررحمت ہے جہان والوں کے لئے)
- و لا یز ید الظّا لمین الّا تباراً (اورظالموں کو ہلاکت ہی زیادہ کرتی ہے)
- لبئس ما قدّ مت یداہ
- لو سیّر ت به الجبال او کلّم به الموتی (اگراس کے ساتھ پہاڑ چلائے جاتے یا اموات کوکلام کرائی جاتی) ۔یہ حق کے مقابلہ پر چندہٹ کرنے والوں کی شان میں ہے ۔
- من یّعش عن ذکر الرّ حمن نقیّض له قریناً فساء قریناً ۔
- انّ اللّٰه ر بّی و ربّکم فاعبدوہ ھذا صرا ط مّستقیم ۔
- قل اعوذ بر بّ النّاس .. الخ ۔
- انّی جا علک للنّاس اما ماً (میں تجھے آدمیوں کے لئے امام بنانے والا ہوں)
- قل اعوذ بک من ھمزا ت الشّیا طین و اعوذ بک ربّ ان یّحضرون (کہہ اے پروردگار پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے وسوسہ ڈالنے والے شیطانوں سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے اے رب میرے یہ کہ وہ حاضر ہوں میرے پاس)

(انّی جا علک للنّاس اما ماً کے اول وآخر تعلیم اعوذ بظاہر اس لئے ہے کہ اس ارشاد و حکم انّی جا علک میں کسی قسم کے وسوسہ شیطانی کا شک وشبہ نہ ہو)۔

❀ تبارك الّذی بیده القر آن ما ثبت به فوا د ك (برکت والا ہے وہ جس کے ہاتھ میں قرآن ہے جس کے ساتھ ثابت کیا ہم نے تیرے دل کو)

❀ یاعیسی انّی متو فّیک و رافعک الیّ و جا عل الّذین اتّبعو ك فوق الّذین کفروا الی یوم القیا مة (اے عیسیٰ میں تجھے فوت کرنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانیوالا ہوں اور تیرے تابعداروں کو تیرے منکروں پر قیامت تک فوقیت دینے والا ہوں)

❀ انّما تو عدون لآت (تم جو وعدہ دیئے گئے ہو، وہ آنے والا ہے)

❀ ایک دن عاجز مغرب کے وقت ٹہل رہا تھا اور اپنی نسبت بدگمانی کی لہریں دل میں جوش زن تھیں حتی کہ میں نے اپنے تئیں شیخ چلی قرار دیا۔ اس رات الہام ہوا:

ن ۔ والقلم وما یسطرون ۔ ماا نت بنعمة ر بّک بمجنو ن ۔ انّ اللّه هو الرّزاق ذوالقوّة المتین ۔ فعّا ل لّما یرید (قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی کہ وہ لکھتے ہیں۔ تو ساتھ نعمت اپنے رب کے دیوانہ نہیں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ وہ ہے رزق دینے والا صاحب قوت مضبوط جو چاہے کرنیوالا)

❀ مرزا صاحب کے ایک مرید سے ۴ دسمبر ۱۸۹۸ء، اتوار کو کچھ باتیں ہوئیں جس میں انہوں نے علاوہ اور امور کے عاجز کے فہم کی غلطی بیان کی اور کہا کہ تم (عاجز) نے اپنی ہی چار پائی کے نیچے چاہ دیکھا ہے، لیکن انہوں نے یہ خیال نہ کیا کہ یہ چاہ اور گر جانے اور خوف کی جگہ قادیان مرزا صاحب کے مکان میں ہی ظاہر ہوئی، پہلے کبھی لاہور میں جو فی الحال جائے قیام وسکونت عاجز ہے کبھی دکھائی نہیں گئی۔

❀ نیز انہوں نے بلا لحاظ اس بات کے کہ یہ الہام تو بحالت موافقت ہوا ہے نہ بحالت مخالفت، یہ بھی کہا کہ دعھم سے مراد مخالفت کا چھوڑنا ہے نہ کہ مرزا صاحب وان کی جماعت کو۔ لیکن اس پر پھر وہی سوال آتا ہے کہ ملہم کو جو تفہیم ہوئی اس کو بالائے طاق رکھ کر ہر ایک مخالف اپنی حسب مرضی دوسرے کے الہام کے معنی کرنے و بنانے کا مجاز ہے جو کسی صورت میں کسی کو بھی قابل تسلیم نہیں ہوسکتا جیسا کہ خود مرزا نے اس امر پر بہت زور دے کر لکھا ہے جو عنقریب بیان ہوگا۔

❀ علاوہ ازیں عاجز کا کیا قصور کہ اس کو غلط تفہیم عطا فرما کر صحیح معنی دوسروں کو سمجھائے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاویں اور زیادہ تعجب یہ کہ الہام تو عاجز کو ہوا اور تفہیم دوسروں کو تلک اذاً قسمة ضیزی (یہ اس وقت قسمت ہے بے انصافی کی)

❁ اس کے بعد عاجز نے رات کو دعا کی یا اللّٰہ انت معبودی و انت مطلوبی و انت مقصودی ۔ اس پر ۵ دسمبر کو الہام ہوا: اللّٰہ ولیّ الّذین آمنوا یخرجھم من الظّلمات الی النّور (اللہ ان مومنوں کا دوست ہے اور انہیں ظلمت سے نور کی طرف نکالتا ہے)۔ ذکّرھم بایّام اللّٰہ۔ (ان کو اللہ کے وقائع یاد کرا کر نصیحت کر) ودّو لو تدھن فیدھنون۔

❁ ن والقلم و ما یسطرون ۔ ما انت بنعمت ربّک بمجنون ۔ ھوالرّزاق ذو القوّة المتین (قسم ہے قلم اور اس کی جو وہ لکھتے ہیں ۔ اپنی رب کی نعمت سے تو دیوانہ نہیں ۔ وہ ہے رزق دینے والا صاحب قوت مضبوط)

❁ نزل من الحق (نازل ہوا حق سے) (برائے طمانیت وتسکین خاکسار)

❁ ذرھم یخوضوا ویلعبوا حتّی یلاقوا یومھم الّذی کانوا یوعدون (چھوڑ ان کو بحث کریں اور کھیلیں یہاں تک کہ ملیں اپنے اس دن سے کہ وعدہ دیئے جاتے ہیں)

❁ الم یأتکم نبأ الّذین ذاقوا وبال امرھم مسّتھم البأساء و الضّرّاء و زلزلوا فاصبحت کالصّریم (کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جنہوں نے اپنے امر کا وبال چکھا۔ لگی ان کو تنگ دستی اور بیماری اور ہلائے گئے ۔ پس ہو گئے کٹی ہوئی کھیتی کی طرح)۔

❁ سیقول السّفھاء من النّاس ما ولّھم عن قبلتھم الّتی کانوا علیھا قل لّلّہ المشرق و المغرب اینما تولّوا فثمّ وجه اللّٰہ (عنقریب سفہاء کہیں گے کس نے ان کو اس قبلہ سے کہ جس پر وہ تھے پھیر دیا ہے، تو کہہ اللہ کے لئے ہے مشرق اور مغرب جس طرف تم منہ کرو اسی طرف ہے منہ اللہ کا) یہ لوگوں کے خیالات کے جواب میں ہے۔

❁ قل اتحاجّوننا فی اللّٰہ بعد اذ ھدیتنا و انتم مسلمون (تو کہہ کیا تم ہم سے جھگڑتے ہو اللہ کے بارہ میں بعد اس کے کہ راہ بتا دی تو نے ہم کو اور تم مسلمان ہو یعنی تسلیم کرتے ہو) یہ مرزا صاحب کے اور ان کے تابعان کیلئے الزامی جواب ہے ھدیتنا سے خاص مرزا صاحب کا اس طرز الہامی کے اظہار کا راستہ ڈالنا اور پھر آپ کا اور آپ کی جماعت کا اوروں کے (عاجز کے) الہامات پر جھگڑنا وتحقیر کرنا کیسا غور طلب ہے ۔ دوسرے مقام پر یہ الہام اس طرح ہے:

❁ قل اتحاجوننا فی اللّٰہ و قد ھدان (تو کہہ کیا تم ہم سے جھگڑتے ہو اللہ کے بارہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اور اس نے مجھے ہدایت کی ہے)

❁ بسا اوقات عاجز کو خیال آتا کہ اب مرزا صاحب اپنی تنزل حالت پر مطلع ہو کر توبہ و استغفار سے اللہ کو راضی کر لینگے، تو پھر کسی نصیحت وتحریر کی ضرورت نہ رہیگی، اس پر الہام ہوا:

ختم اللّٰه علی قلوبهم و علی سمعهم و علی ابصارهم غشاوة وّ لهم عذاب الیم (مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر، اور کانوں پر، اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے عذاب ہے دکھ دینے والا)

❁ جب مرزا صاحب کی طرف سے عاجز کو اظہار الہامات کا سخت تقاضا ہوا تو الہام ہوا:

یریدون لیطفئوا نور اللّٰه بافواههم و اللّٰه متمّ نوره ولو کره الکافرون (ارادہ کرتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ تعالی کے نور کو ساتھ مونہوں اپنے کے اور اللہ پورا کرنے والا ہے اپنے نور کو خواہ کافروں کو برا لگے)

❁ پھر مرزا صاحب نے جو بمقتضائے طبیعت اپنا وتیرہ بنا رکھا ہے کہ باوجود دعوی ہمدردی و خیر خواہی خلق اللہ ہمیشہ ان کو دھمکانے ڈرانے کیلئے برا کہنا، کوسنا اور بددعاؤں سے ان کی بدانجامی کی خبریں مشتہر کرتے رہنا، اس کی نسبت الہام ہوا:

جو اور کا چہیتے برا اس کا برا ہو جائے گا۔ سنسمه علی الخرطوم (شتاب داغ دیویں گے ہم اس کو اوپر ناک کے)

❁ اس کتاب کے تحریر کرنے میں جو ردّ و قدح ہو رہا تھا اس پر یہ الہام ہوا:

قصہ کوتاہ کرد ورنہ دردسر بسیار بود

اور جب عاجز پہلے مختصر مسودہ مرتبہ یار مددگار کی تکمیل ونقل کر رہا تھا اس پر الہام ہوا:

انّه من سلیمان و انّه بسم اللّٰه الرّحمن الرّحیم (تحقیق وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور تحقیق وہ ساتھ نام اللہ مہربان بخشنے والے کے ہے)۔

اور چند روز بعد ایتونی مسلمین بھی الہام ہوا۔ اور جب ختم کر چکا تو الہام ہوا
وما رمیت اذ رمیت و لکنّ اللّٰه رمی (نہ پھینکا تو نے لیکن اللہ تعالی نے پھینکا)۔

❁ غرض کہ یہ چند الہام بطور نمونہ متعلق ملاقات مرزا صاحب و علیحدگی طمانیت وتسکین عاجز خاکسار کے بارہ میں ہیں۔ نیز بعد شیوع رسالہ ضرورۃ الامام ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں، گو عاجز کی طرف سے تو یہاں تک خاموشی واخفا تھا کہ روانگی قادیان کی خبر بھی کسی کو نہیں کی گئی تھی لیکن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاصدع بما تؤمر وغیرہ الہام کے ظہور کے واسطے خود مرزا نے ضرورۃ الامام شائع فرما کر ایسی تحریک کی کہ مجلسوں اور گلی کوچوں میں خاکسار گمنام کا چرچا وجستجو شروع ہوگئی اور غیر شہروں سے خط آنے لگے، باوجودیکہ کمترین کو اپنی نسبت لفظ الہام کے بیان و استعمال سے بھی شرم آتی تھی۔ الحق!

ما شاء اللّٰه کان و ما لم یشاء لم یکن

جب یہ کتاب قریباً ختم ہو کر مسودہ سے مقابلہ ہو رہی تھی تو مرزا صاحب کے مریدوں میں سے بعض تو اپنے نفسانی الہام و اضغاث و احلام کے پیغام بھیج کر ڈراتے بعض عاجز کے رفقاء کو رفاقت سے باز رہنے کے خطوط بھیجتے اور بعض دیگر لغو افواہیں اڑاتے۔ ان سب کی کیفیت و ماہیت اس جامع الہام سے ظاہر ہوئی۔ الہام یہ ہے:

یہ لوگ دغا باز جفا جوئے رزالے کرتے ہیں ہر ایک بات میں کیا حیلے حوالے

یہ ۱۴ ستمبر ۱۸۹۹ء جمعرات کا واقعہ ہے۔

اکثر الہامات ایسے ہیں جن میں بعض بعینہ اسی صورت میں اور بعض بشمولیت وارتباط دیگر آیات وفقرات بہت تکرار سے ہوتے رہتے ہیں انکو حتی المقدور درج نہیں کیا اور اگر کوئی ہو گیا ہے تو عجز بشریت ہے ان الہامات پر خوب توجہ ونظر عمیق فرما کر عدل وانصاف سے سخن پروری اور ضد وتعصب سے دل کو خالی کر کے غور فرماویں کہ عاجز ان الہامات کو جن میں عاجز بے مقدار کا ذرہ بھی کچھ دخل وآرزو نہیں۔ معاذ اللہ! ہیچ پوچ سمجھ کر سب کو پس پشت ڈال کر اور سب کا انکار کر کے حسب منشاء وارشاد مرزا صاحب کے مولوی نور الدین صاحب کی کیونکر پیروی کر سکتا ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے ضرورۃ الامام کے صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے۔

اور اس درجہ کی بے ادبی، نافرمانی، گستاخی وناشکری اس عاجز خاکسار ذرہ بے مقدار سے کیونکر ہو سکے جب کہ ایک ادنی درجہ کے شک وشبہ پر فوراً زجر وتوبیخ صادر ہوتی ہے، اور پھر جو الہام ہوتا ہے اکثر آیات قرآن مجید میں ہوتا ہے اور پھر مثل روز روشن نصف النہار اسی طرح ظاہر و واقع بھی ہو جاتا ہے۔

اور تو اور خود مرزا صاحب نے بھی بحالت اختلاف عاجز کے کئی رؤیا والہاموں کی صداقت کا عملی ثبوت ظاہر فرمایا ہے پھر خاکسار ان کا انکار کیونکر کر سکے، عاجز معذور ہے اور دعا میں مصروف ہے۔ مرزا بھی اپنے حال پر خیال کر کے دعا کریں امید کہ فتاح وعلیم اپنے فضل وکرم سے خود فیصلہ فرماویگا۔ عاجز کو کسی سے بھی کسی قسم کا خدانخواستہ مقابلہ وضد ہرگز نہیں ہے لیکن الہامات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مخالفت کسی طرح نہیں کر سکتا کیونکہ شرعی معیار کی رو سے وہ ایسے نہیں کہ ان پر اعتبار نہ کیا جائے۔

جوابِ اعتراضات بسند اصول مسلّمہ مرزا

مرزا صاحب کی جماعت نے بعد مطالعہ ضرورۃ الامام کے بنظر توہین وتحقیر الہامات عاجز کے معنی وتفہیم اپنی سمجھ و پسندیدگی کے موافق مع اپنے الہام وکشف ومنامات وغیرہ کے الٹ پلٹ بیان کئے ہیں اور اب تک کرتے ہیں۔ گو عاجز کو اس کی ہرگز کچھ پرواہ نہیں کیونکہ مقصود وارادہ خداوندی تو کسی مخالف وموافق کی رائے ومعنی وفہم کے موافق وتابع نہیں ہوسکتا وہ تو بہرحال اپنی منشاء ومطلوب ومقصود کے مطابق ہی ہو کر رہے گا، اس میں ناراضگی ورنجیدگی اور ذہن آزمائی و رائے زنی کی کیا ضرورت ہے ما كا ن اللّٰه ليعجزه من فى السّما وات و لا فى الارض ۔ انّه كان عليماً قديراً (آسمان اور زمین کے رہنے والوں سے کوئی اللہ تعالی کو عاجز نہیں کرسکتا۔ تحقیق وہ صاحب علم وصاحب قدرت ہے)۔ لیکن یہ امر توجہ وغور طلب ہے کہ اگر ملہم کی اپنی تفہیم کو بالائے طاق رکھ کر ہر ایک شخص کو دوسرے کے الہامات کی تفہیم ومعنی بنانے وبیان کرنے کا اختیار ہے اور وہی قابل تسلیم ہیں تو پھر کسی ملہم اور اس کے الہامات کا کچھ اثر باقی نہیں رہتا۔ ہر مخالف اپنی مرضی کے موافق ایسا گھڑ بنالیگا کہ جس سے ملہم بے چارہ تحت الثری میں مردود، اور اسکے مخالف عرش بریں کے نزدیک مقبول تسلیم کئے جاویں وهذا عجب كل العجب۔

اور امید کہ مرزا صاحب خود بھی اس قاعدہ کو ہرگز قبول نہ فرمائیں گے اور مسلّم نہ مانیں گے کہ ان کے الہامات کے معنی ان کے مخالف اپنی مرضی و پسند کے مطابق خود کرلیں جیسا کہ مرزا نے اس اشتہار میں جو ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء مطابق ۱۶ ذی قعد ۱۳۰۴ھ جو بضمن و بعد اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۷ء مطابق ۲ رجب ۱۳۰۳ھ خوش خبری کے عنوان سے شائع فرمایا اس اشتہار کے اخیر آریوں کے اعتراضوں کی تردید میں خود لکھا ہے کہ:

> الہام کے وہ معنی ٹھیک ہوتے ہیں جو ملہم آپ بیان کرے اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالی سے خاص طاقت پاکر اس کے معنی کرتا ہے۔ کیا ملہم کا اپنے الہام کے معنی بیان کرنا یا منصف کا اپنی کسی تصنیف کے عقدہ کو ظاہر کرنا تمام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے لوگوں کے بیانات سے عندالعقل زیادہ معتبر نہیں ہے، بلکہ خود سوچ لینا چاہیے کہ ملہم جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعوی کر لیتا ہے تو وہ اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ وار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسا کوئی کسی مصنف کو کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنی نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔

اس تحریری فیصلہ مرزا قادیانی سے بھی ظاہر ہے کہ سوائے ملہم کے کوئی دوسرا اس ملہم کے الہام کے معنی اور تفسیر و تشریح کرنے کا ہرگز مجاز نہیں و بس۔ لہذا مریدین کو اپنے پیر کی رائے و فیصلہ کا لحاظ رکھنا چاہیے ہاں اگر مرید عرفان و معرفت میں اپنے پیر سے بھی سبقت لے گئے ہیں تو پھر ان کا اختیار ہے اور چونکہ مرزا صاحب کو اپنی فضیلت و بزرگی کے قائم رکھنے کیلئے اپنے مریدین کی تصدیق و سرٹیفکیٹ حاصل کر کے شائع کرنے کی آجکل ضرورت و حاجت پڑی ہے جیسا کہ اشتہارات مشتہرہ مریدین سے ظاہر ہو رہا ہے یہ امر ظاہر کرتا ہے کہ ان کا قدم معرفت میں ضرور کچھ مرزا صاحب سے بڑھا ہوا ہے۔ واللّٰہ اعلم بالصّواب

باب دوم بجواب ضرورۃ الامام

اگرچہ قیل و قال و بحث و مباحثہ سے عاجز نہایت متنفر ہے لیکن محض اس نظر سے کہ مرزا صاحب یہ خیال نہ فرمائیں کہ ہماری ناصحانہ تحریر ضرورۃ الامام کو بے ضرورت سمجھ کو دیکھا ہی نہیں،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہذا اس ثبوت میں کہ اس کو عاجز و رفقاء نے نہایت توجہ وغور سے مطالعہ کیا ہے اس کی نسبت ذیل میں کچھ عرض کرتا ہے۔ و ھو ھذا:

حدیث شناخت امام الزمان

اپنے رسالہ ضرورۃ الامام کے صفحہ ۲ پر مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

اما بعد واضح ہو کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کرے، اس کی موت، جاہلیت کی موت ہے۔ یہ حدیث ایک متقی کے دل کو امام الوقت کا طالب بنانے کے لئے کافی ہو سکتی ہے کیونکہ جاہلیت کی موت ایک ایسی جامع شقاوت ہے جس سے کوئی بدی و بدبختی باہر نہیں۔ سو بموجب اس نبوی وصیت کے ضروری ہوا کہ ہر ایک حق کا طالب امام صادق کی تلاش میں لگا رہے۔

جواب۔ احادیث کے صحیح و قابل حجت ہونے اور اسکے مواضع صدور منشاء و معانی وغیرہ میں گفتگو کرنا تو عالموں اور مولویوں کا منصب ہے لہذا اس امر کو ان پر موقوف رکھ کر عرض ہے کہ عاجز اس کو قبول و منظور کرتا ہے اور الحمد للہ کہ عاجز نے امام صادق کی طلب و تلاش میں کبھی کوتاہی نہیں کی اور الحمد للہ کہ بموجب وعدہ سراپا صدق والّذ ین جا ھدوا فینا لنھدینّھم سبلنا (اور جن لوگوں نے محنت کی ہمارے لئے البتہ دکھلا وینگے ہم ان کو راہ اپنی) امام صادق عبد من عباد الرّحمن برحق یعنی سید عبداللہ غزنویؒ کو پایا اور ان سے بیعت کی اور بہت انعام و اکرام و احسان ارحم الراحمین کے اس بیعت کی بدولت مشاہدہ کئے جنکا عاجز کچھ ذکر کر چکا ہے۔

ان کی رحلت کے بعد بھی جس کو ربانی و نورانی عباد الرحمٰن میں سے سنا اس کی خدمت کرنے اسکے پاس حاضر ہونے میں کبھی تساہل نہیں کیا چنانچہ اسی تلاش وطلب رضا معرفت الٰہی و طبعی مذاق کے باعث مرزا سے بھی ملاقات و موافقت ہوئی تھی اور خوب عرصہ تک سالہا سال رہی، اور طبعاً بلا ارادہ خود بخود سید عبد اللہ مرحوم کے اخلاق و عادات حالات فیض صحبت و اثر نورانیت و روحانیت و دوسری طرف مرزا صاحب کے اخلاق و عادات حالات اثر صحبت وغیرہ کا جو فرق معلوم ہوا کچھ تو عرض ہو چکا ہے اور کچھ آئندہ ہوگا جس کا ماحصل یہ ہے کہ بندہ عاجز نے صرفِ ہمت و تگ و دو میں حتی المقدور خود قصور نہیں کیا۔ اور مرزا صاحب کے دعاوی کے لحاظ سے شراب (شربت) عرفان مرزا صاحب کے ہاں خیال کر کے حسن ظن سے بہت قدم بازی کی لیکن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطع منازل ومراحل کے بعد جب سراب ہی نظر آیا تو لاچار مایوس ہوکر واپس آنا پڑا۔

الہام اور امامت

مرزا صاحب ضرورۃ الامام میں لکھتے ہیں:

یہ صحیح نہیں ہے کہ ہر ایک شخص جس کو کوئی خواب سچی آوے یا الہام کا دروازہ اس پر کھلا ہو، وہ اس نام سے موسوم ہوسکتا ہے بلکہ امام کی حقیقت کوئی اور امر جامع اور حالت کاملہ تامہ ہے جس کی وجہ سے آسمان پر اسکا نام امام ہے۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ صرف تقوی اور طہارت کی وجہ سے کوئی شخص امام نہیں کہلا سکتا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے و جعلنا للمتّقین اماماً۔ پس اگر ہر ایک متقی امام ہے تو پھر تمام مومن متقی امام ہی ہوئے، اور یہ امر منشاء آیت کے برخلاف ہے۔

جواب۔ اگر یہ امر حق ہے کہ سچی خواب یا الہام وتقوی وطہارت سے کوئی امام نہیں کہلا سکتا ہے تو مرزا صاحب اپنی مسیحیت ومہدویت مجددیت محدثیت امام الزمانی کی بنیاد پھر کیوں انہی امور ودعاوی پر قائم فرماتے ہیں؟ ہاں سوائے ان امور ودعاوی کے اگر کوئی خاص حکم الہی ہے تو ظاہر فرمائیں، لیکن وہ حکم بھی پھر الہام ہی میں داخل ہوگا۔

اور اگر مرزا صاحب کسی اور علامات کسوف وخسوف وغیرہ سے تمسک فرماویں تو یہ بھی خیال میں رہے کہ کیوں جائز نہیں کہ یہ علامات وغیرہ کسی دوسرے غریب مخلص شخص کے واسطے ہوں جو شیخی وریا کو بموجب حدیث شریف: ان یسیر الریا شرك (بے شک ریا تھوڑی سی شرک ہے)، شرک وگناہ جان کر حسب منشاء واحکام احادیث:

من سمّع سمّع اللّه به. ومن یرائی یرای اللّه به (جو شخص سناتا ہے اللہ اس کو سناویگا اور جو دکھاوا کریگا، اللہ اسکے عملوں کا دکھلاوا کریگا)

بحسب امری من الشّرك ان یّشار الیه بالاصابع فی دین و دنیا الّا من عصمه اللّه (آدمی کو برائی سے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی طرف دینی یا دنیاوی امور میں انگلیوں سے اشارہ کیا جاوے، مگر اللہ جس کو بچالے)

انّ اللّه یحبّ الابرار الاتقیاء الاخفیاء (بے شک اللہ ابرار اتقیاء اور پوشیدہ عمل کرنے والوں کو پسند رکھتا ہے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے اپنا حال ابھی خود نہ ظاہر کرنا چاہتا ہو اور جس کو اللہ تعالیٰ اسی زمانہ میں امام برحق بنانا چاہتا ہو اور وہ شخص کسی ایسی جگہ و حالت میں ہو جس کا ظہور خود بخود بغیر اس کی کوشش و اشتہار دینے کے خود وہ مالک و خالق کرے جیسا کہ احادیث میں ہے:

انّ اللّٰہ اذا احبّ عبداً دعا جبریل فقال انّی احبّ فلاناً فاحبہ۔ قال فیحبّہ جبریل۔ ثمّ ینادی فی السّماء فیقول انّ اللّٰہ یحبّ فلاناً فاحبّوہ فیحبّہ اھل السّماء ثمّ یوضع لہ القبول فی الارض .. الخ (جب اللہ کسی بندہ کو محبت کرتا ہے تو جبریل کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ پس جبریل اس کو محبت کرتا ہے پھر منادی کرتا ہے آسمانوں میں، پس کہتا ہے کہ اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی محبت کرو۔ پس اس کو پیار کرتے ہیں آسمان والے۔ پھر اس کے لئے قبولیت رکھ دی جاتی ہے زمین میں)۔

پھر اگر تقویٰ و طہارت لازمہ امامت نہیں ہے تو پھر کیا فسق و فجور، دغا، فریب، کبر، شیخی، عہد شکنی، خیانت، لازمہ امامت ہیں۔ ہرگز نہیں۔

تعجب ہے کہ اللہ تو تقویٰ اور تقویٰ والوں کے بارے میں فرماتا ہے:

و رحمتی وسعت کلّ شیء فسا کتبھا للّذین یتّقون (اور میری رحمت ہر شئے سے وسیع ہے۔ پس میں اس کو لکھوں گا ان لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں، تقویٰ کرتے ہیں)

الاانّ اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ الّذین آمنوا و کانوا یتّقون۔ لھم البشری فی الحیوۃ الدّنیا و فی الآخرۃ۔ لا تبدیل لکلمات اللّٰہ۔ ذلک ھو الفوز العظیم (بے شک اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کریں گے، جو ایمان لائے اور ڈرتے ہیں ان کے لئے بھی بشارت ہے دنیا کی حیاتی میں اور آخرت میں۔ اللہ کے کلمے بدلتے نہیں، یہی ہے مراد پانا بڑا)۔

و انجینا الّذین آمنوا و کانوا یتّقون (اور ہم نے ایمان والوں کو نجات دی اور وہ ڈرتے تھے)

ولاجر الآخرۃ خیر لّلّذین آمنوا وکانوا یتّقون۔ و من یتّق اللّٰہ یجعل لّہ مخرجاً وّ یرزقہ من حیث لا یحتسب (اور آخرت کا اجر ان لوگوں کیلئے ہے کہ ایمان لائے اور ڈرتے ہیں بہتر ہے جو شخص ڈرے اللہ سے، کرے گا اس کیلئے راہ نکلنے کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکل سے اور اس جگہ سے اس کو رزق دے گا جہاں سے اسے گمان نہیں ہوتا)

و من یّتق اللّٰہ یجعل لّہ من امرہ یسراً (اور جو شخص ڈرے اللہ سے، کرتا ہے اللہ اس کے کام میں آسانی)

و من یتّق یکفر عنہ سیاتہ و یعظم لہ اجراً (اور جو شخص ڈرے اللہ سے معاف کرے گا اس کی برائیاں اور بہت دے گا اس کو ثواب)

اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں ہے:

فا مّا المنجیا ت فتقوی اللّٰہ فی السّرّ والعلا نیّۃ (نجات دینے والی چیزوں میں سے ہے، اللہ سے ظاہر اور پوشیدہ ڈرنا)

عن ا بی ذر انّ رسول اللّٰہ ﷺ قا ل لہ انّک لست بخیر من احمر ولا اسود الا ان تفضلہ بتقوی (ابوذرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تو کسی احمر و اسود سے بہتر نہیں مگر یہ کہ تو اس پر تقوی سے فضیلت لے جاوے)

انّ اولی النّاس بی المتّقو ن من کا نوا و حیث کا نوا (تحقیق میرے سب سے قریبی وہ ہیں جو متقی ہیں خواہ کوئی ہوں، کہیں ہوں)

انّ اللّٰہ یحبّ الا برا ر الا تقیاء۔

اور مرزا صاحب بایں دعوی علم و امامت، تقوی و طہارت کو معمولی اور خفت کی نظر سے دیکھتے اور بیان کرتے ہیں۔ کیا اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے صریح احکام و ارشادات کی مخالفت لازمہ امامت ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کیونکہ تقوی ہی مدار نجات اور ہر مومن کا سرمایہ ہے۔

آیت کریمہ و جعلنا للمتّقین اماماً کی تفسیر بھی مرزا صاحب کی نرالی ہے کہ، اگر ہر ایک متقی امام ہے تو پھر تمام مومن متقی امام ہی ہوئے اور یہ منشاء آیت کے برخلاف ہے۔

آپ خیال کریں کہ اللہ تعالی نے جو اپنے فضل و کرم سے یہ دعا تعلیم فرمائی اس کا مطلب تو ظاہر و باہر ہے۔ امام پیش رو آگے چلنے والا ہوگا جو دوسرے ہمراہیوں سے افضل ہوگا۔ سو اس آیت کریمہ میں مومنین کو ترقی درجات کے لئے حثّ و ترغیب فرمائی کہ وہ دوسروں سے زیادہ تقوی و طہارت کی سعی کر کے بڑھنے اور امامت کے خواستگار ہوں کیونکہ امام تب ہی ہوسکیں گے جب دوسروں سے زیادہ تقوی و خشیت و انابت کریں گے نہ کہ زبانی باتیں بنانے سے۔ یہ صاف و سیدھی تفسیر ہے جس کو مرزا نے صرف اپنی ہی امامت ثابت کرنے کے خیال پر دوسری طرح کیا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تا کہ لوگ مغالطہ کھا کر اس آیت سے ہر ایک کا امام ہو جانا خیال کر کے اس کو محال جانیں اور آپ کی طرف رجوع کریں۔ خیال فرمایئے تقوی وخشیت اللہ مدنظر و معمول بہ نہ ہونے سے قرآن کی تفسیر میں شیخی، دلیری و بے باکی کے سبب ایسی ایسی لغزشیں ہوتی ہیں۔

مرزا صاحب کا یہ فرمانا کہ امام کی حقیقت کوئی اور امر جامع اور حالت کاملہ تامہ ہے جس کی وجہ سے آسمان پر اس کا نام امام ہے۔

اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ جو حالت کاملہ تامہ ظاہر ہے وہ تو معلوم ہو رہی ہے، دوسری حقیقت اور امر جامع جب تک معلوم نہ ہوں، عاجز مسلمان کیونکر سمجھیں۔ ہاں جب معلوم ہوں تو معیار اسلام قرآن مجید و حدیث شریف سے دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ یہ کیسے ہیں۔ آسمان پر نام وہ دیکھے جس کو اللہ پاک علیم وخبیر آسمان کے حال سے واقف کرے۔ بیچارے عاجز زمینی لوگ آسمان کا حال کیا جانیں۔ مرزا صاحب کو براہ مہربانی تکلّموا النّاس علی قدر عقولھم (لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق کلام کرو) مدنظر رکھ کر عام لوگوں سے ایسی بات کہنی چاہیے کہ وہ سمجھ سکیں کیونکہ ہدایت کا امر تو ہر خاص و عام کے واسطے عام اور آسان وسریع الفہم ہی ہونا چاہیے، دقائق اور آسمانی حال ہر ایک شخص کہاں سمجھ سکتا ہے اور پھر دین میں چیستاں کی ضرورت بھی نہیں۔

ہر ایک ملہم کے امام نہ ٹھہر سکنے کا جواب

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

> بموجب نص قرآن کریم کے ہر ایک ملہم اور صاحب رؤیا صادقہ امام نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ قرآن کریم میں عام مومنین کے لئے یہ بشارت ہے کہ لھم البشری فی الحیوۃ الدّنیا یعنی دنیا کی زندگی میں مومنین کو یہ نعمت ملے گی کہ اکثر سچی خوابیں انہیں آیا کریں گی یا سچے الہام ان کو ہوا کریں گے۔

جواب۔ جب یہ نعمت عام ہے تو پھر مرزا ان ہی عام نعمائے و دعاوی کی بنیاد پر کیوں خصوصیت کا دعوی کرتے ہیں۔ اس کو دلائل شرعیہ سے ثابت کریں کہ دوسرے غریب مومنین تو ان نعمتوں سے عام ہی رہے اور خود بدولت ان ہی کے سبب کیوں خاص ہو گئے۔ باوجودیکہ خود بدولت کے الہامات اور مشتہرہ پیش گوئیاں اس طرح پوری بھی نہ ہوں جن کے لئے بعد میں تاویلات رکیکہ کی آپ کو تکلیف اٹھانی پڑے اور دوسرے غریب ملہمین کے خواب والہامات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بفضلہٖ تعالی اسی طرح پورے ہوں اور ان کو ایسی کوئی تدبیر و تکلیف آپ کی طرح نہ کرنی پڑے۔

عام مومنوں کیلئے الہامات وخوابیں روحانی نعمت ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

انّ الّذین قالوا ربّنا اللّٰہ ثمّ استقاموا تتنزّل علیھم الملائکۃ الّاتخافوا و لا تحزنوا یعنی جو لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور پھر استقامت اختیار کرتے ہیں، فرشتے ان کو بشارت کے الہامات سناتے رہتے ہیں اور ان کو تسلی دیتے رہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسی کی ماں کو بذریعہ الہام تسلی دیئے گئے لیکن قرآن ظاہر کر رہا ہے کہ اس قسم کے الہامات یا خوابیں عام مومنوں کے لئے ایک روحانی نعمت ہے خواہ مرد ہوں خواہ عورت۔

جواب۔ یہ صحیح اور قرآن مجید کا ارشاد سراپا صدق و راست ہے۔ مرزا صاحب کی تحریر سے ظاہر ہے کہ ملہمین الہامات کے کیسے پابند و فرمان بردار ہوتے ہیں کہ ہرگز ان سے ان کا خلاف نہیں ہو سکتا جیسا کہ ام موسیٰؑ نے الہام الٰہی کی فرمان برداری کی کہ بموجب حکم الٰہی ان اقذفیہ فی التّابوت فاقذفیہ فی الیمّ (یہ کہ اس کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے) اپنے پارہ جگر و قرۃ العین کو دریا میں ڈال دیا۔ اور مرزا نے براہین صفحہ ۲۶۴ میں بھی لکھا ہے کہ:

جو امر بذریعہ الہام کسی پر نازل ہوا ہو، اس کے لئے اور ہر ایک کیلئے کہ کوئی وجہ یقین کرنے کی رکھتا ہے یا خدا نے کوئی نشان یقین کرنے کا اس پر ظاہر کر دیا ہے واجب العمل ہے۔ اور جو شخص جس کو الہام کی نسبت باور دلایا گیا ہے اس پر عمل کرنے سے عمداً دست کش ہو وہ مورد غضب الٰہی ہوگا بلکہ اس کے خاتمہ بد ہونے کا اندیشہ ہے۔

سو اسی طرح عاجز کا حال ہے کہ جو الہامات مرزا صاحب کی مخالفت میں ہوتے ہیں کسی طرح ان کی خلاف ورزی و نافرمانی نہیں کر سکتا ورنہ مرزا صاحب کو خوب معلوم ہے کہ عاجز کی طبیعت میں بفضلہٖ تعالی خواہ مخواہ کی شرارت و مقابلہ و مخالفت کا مادہ معاذ اللہ نہیں ہے۔

عام روحانی نعمت کا ذکر کچھ تو ہو چکا ہے اور کچھ آئندہ ہوگا اور آیت میں جو استقامت کا ذکر ہے اس پر مرزا توجہ فرمائیں کہ خود بدولت کی استقامت کا کیا حال ہے کہ چھوٹے چھوٹے امور میں بھی کس قدر تردّد و کوشش وسعی کرتے ہیں۔ استقامت حال تو کہاں، مجرد قال میں بھی اس کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام ونشان پایا نہیں جاتا۔ ایک جگہ کچھ، دوسری جگہ کچھ، تیسرے موقع پر ان کے مخالف لکھ دیتے ہیں اور کچھ پرواہ نہیں کرتے، جس کا کچھ حال باب اول میں گذرا اور کچھ انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

الہامات پانے سے امام وقت سے مستغنی نہ ہونا

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۳ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اوران الہامات کے پانے سے وہ لوگ امام وقت سے مستغنی نہیں ہو سکتے اور اکثر یہ الہامات ان کے ذاتیات کے متعلق ہوتے ہیں اور علوم کا افاضہ ان کے ذریعہ نہیں ہوتا اور نہ کسی عظیم الشان تحدی کے لائق ہوتے ہیں اور بہت سے بھروسہ کے قابل نہیں ہوتے بلکہ بعض وقت ٹھوکر کھانے کا موجب ہو جاتے ہیں اور جب تک امام کی دست گیری افاضہ علوم نہ کرے تب تک ہرگز ہرگز خطرات سے امن نہیں ہوتا اس امر کی شہادت صدر اسلام میں موجود ہے۔

جواب۔ جب مرزا صاحب کے نزدیک یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ الہامات کے سبب لوگ امام وقت سے مستغنی نہیں ہو سکتے تو مرزا صاحب یہ بھی تو فرماتے کہ خود بدولت نے کس امام وقت کی دست گیری سے علوم حاصل کئے ہیں اور اگر خود بدولت کو بلا دلیل اس سے مستثنیٰ فرماویں تو دوسرے غریبوں کو کیوں مستثنیٰ نہیں کرتے؟

مرزا صاحب قادیانی سے استغنا و ناموافقت کا باعث عاجز تو عرض کر چکا ہے کہ واقعی حالات، معاملات، تجارب اور الہامات کے سبب سے ہے۔

الہامات متعلق ذاتیات، سوالحمد للہ کہ عاجز کے الہامات ایسے نہیں، ذاتیات کے متعلق بھی ہوئے ہیں لیکن عظیم الشان امور و واقعات کی نسبت کثرت سے ہوتے ہیں اور قابل بھروسہ اس لئے کہ اسی طرح واقع وظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ عاجز ان میں امام بنایا جاتا ہے، بخطاب موسیٰ پکارا جاتا ہے۔ مرزا کی مخالفت میں بہت کچھ آتا ہے، اسلئے مجبوراً ومعذوراً ان الہامات کی نافرمانی وناشکری کے خوف سے مرزا کی دستگیری کا طالب نہیں ہوسکتا۔ اور بار بار حکم ہوتا ہے:

﴿ما لک من دون اللّٰہ من ولیّ وّ لا نصیر﴾ (اللہ کے سوا تیرا کوئی دوست اور مددگار نہیں)

﴿لا تتّخذوا من دونی اولیاء﴾ (میرے سوا کسی کو دوست نہ بناؤ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ الم نشرح لک صدرك ... الخ۔ (کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا)

﴿ الرّحمن۔ علم القرآن (رحمان نے قرآن سکھایا)

﴿ واللّٰه یجتبیک ربّک و یعلّمک من تاویل الاحادیث ۔ و اللّٰه غالب علی امره و لکنّ اکثر النّاس لا یعلمون (اور تیرا رب تجھے برگزیدہ کرے گا۔ حدیثوں کی تاویل یعنی خوابوں کی تعبیر سکھائے گا، اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے، لیکن بہت لوگ نہیں جانتے)

﴿ پھر افاضہ علوم جو مرزا صاحب کے مریدوں کو ہوا، وہ بظاہر تو بحث ومباحثہ، اپنی تعلّی اور دوسرے مسلمانوں کی تحقیر وتبرا بازی ہی دیکھنے میں آئی ہے جس کا نمونہ اخبار الحکم خاص کر ۹ و ۳۰ ستمبر ۱۸۹۹ء و دیگر خطوط میں موجود ہے اور مرزا صاحب نے خود بھی اعلان التوائے جلسہ دسمبر ۱۸۹۳ء اور پھر اشتہار ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء میں کچھ بیان کیا ہے۔

﴿ اور مرزا صاحب کا فرمان کہ:

نہ کسی عظیم الشان تحدی کے لائق ہوتے ہیں اور بہت سے بھروسہ کے قابل نہیں ہوتے بلکہ بعض وقت ٹھوکر کھانے کا موجب ہو جاتے ہیں،

بہت منصفانہ اور مطابق واقعہ والہامات خود بدولت مرزا کے ہے۔ مرزا صاحب انصاف اور تحمل وتامل سے خیال فرماویں کہ ان کے الہامات مذکورہ باب اول کی تحدیوں کا نتیجہ کیا ہوا اور وہ سب کس بھروسہ کے قابل ثابت ہوئے۔ ہاں یہ ظاہر ہے کہ ہٹ اور ضد کی قوت اور زور تحریر سے مرزا قادیانی نے ٹھوکر کو ٹھوکر زبان سے نہیں مانا۔ سو ایسی ہمت اور عالی حوصلگی بے شک نادر الوجود ہے اور غریب عام مسلمانوں ومومنوں سے ہونی مشکل ومحال ہے۔

﴿ مرزا نے چونکہ خود کسی کو امام نہیں بنایا اور نہیں مانا اور بے امام ہی کام چلایا ہے اسی واسطے مرزا قادیانی کو ایسی ناکامیوں کے خطرات سے امن نہیں ملا اور ٹھوکر پر ٹھوکر پائی اور اگر وہ خود زبان سے قبول نہ کریں لیکن دوسرے مسلمان تو جانتے اور دیکھتے ہیں۔

﴿﴾ ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

کیونکہ ایک شخص جو قرآن شریف کا کاتب تھا اس کو بسا اوقات نور نبوت کے قرب کی وجہ سے قرآنی آیت کا اس وقت میں الہام ہو جاتا تھا جب کہ امام یعنی نبی ﷺ وہ آیت لکھوانا چاہتے تھے۔ ایک دن اس نے خیال کیا کہ مجھ میں اور رسول میں کیا فرق ہے؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے بھی الہام ہوتا ہے۔اس خیال سے وہ ہلاک کیا گیا۔اور لکھا ہے کہ قبر نے بھی اس کو باہر پھینک دیا جیسا کہ بلعم ہلاک کیا گیا۔

جواب ۔کاتب وحی قرآنی اور بلعم کے قصہ کو یہاں کچھ تعلق و ربط نہیں کیونکہ نہ عاجز کبھی مرزا صاحب کے الہامات کا کاتب بنا اور نہ بلعم کی طرح معاذ اللہ کسی موسوی نسبت ونورانیت والے کے کبھی مقابل ہوا۔اور نہ کبھی الہامی وغیرہ شیخی کر کے دوسروں پر اپنی فضیلت ثابت کرنیکا ساعی ہوا۔جس شخص میں یہ امراض ہوں اور وہ بلعم کی طرح موسوی نسبت اور نورانیت والے کی مخالفت کرے اور مقابل ہو اس کو ضرو ڈرنا اور عبرت پکڑنا چاہیے۔

اور جو کوئی بدنصیب اس سید الاولین والاخرین ﷺ کی برابری کا حرف بھی زبان پر لائے یا بدبختی سے برابری وہمسری کا خیال کرے، یا اس امامت کا شریک بننا چاہے،اس کو قبر سے باہر پھینکنا کیا اور جو پاداش وسزا ملے وہ تھوڑی ہے۔اگر چہ یہ عقدہ وراز نہیں کھلا کہ مرزا صاحب خودکس حوصلہ سے مبشّراً برسول یّاتی من بعدی اسمہ احمد (خوش خبری دینے والا ایک رسول کہ آوے گا پیچھے میرے اس کا نام احمد ہے) کی تفسیر کرنے میں اور نبوت کی تقسیم کا ملہ ناقصہ بیان کر کے بڑے فخر سے خود بدولت کو اس کا مشار الیہ قرار دے کے رسالت ونبوت کی مسند پر تکیہ لگانے کا حوصلہ کرتے ہیں جو اور کسی مومن بندہ عاجز کا جگر وحوصلہ نہیں۔

زیادہ تعجب یہ کہ اس آیت قرآن مبشراً برسول .... الخ کا اشارہ مرزا کے اپنے حق میں مقرر کرنے سے جو اعتراض وارد ہوتے ہیں، یا تحقیر ونقص قرآن مجید وشریعت اسلامی کے لازم آتے ہیں،ان کی آپ نے پرواہ نہیں کی۔ مثلاً قرآن مجید میں اسم احمد آیا ہے اور مرزا قادیانی کا اصلی نام جو والدین نے رکھا ہے اور اب تک ایسا ہی مشہور ومعروف ہے اور آپ اپنے ہاتھ سے وہی کاغذات میں لکھتے ہیں وہ غلام احمد ہے۔تو پھر مرزا اس آیت کے مشار الیہ کیونکر ہو سکتے ہیں کیا مرزا کو غلامی احمد ﷺ سے ننگ وعار ہے کہ لفظ غلام کو دور کر کے مجرد احمد بنتے ہیں۔

قرآن مجید جس کی شان کتاب مبین ، تبیانا لّکلّ شئی ، و فصّلت آیاتہ ہے اور جس کے نازل فرمانے والے کی شان ہے و یعلم ما فی البرّ و البحر و ما تسقط من وّرقۃ الا یعلمھا ۔ ولا حبّۃٍ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الّا فی کتابٍ مبین (اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور بحر میں ہے،اور کوئی پتہ اس کے علم کے سوا نہیں گرتا،اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ہے جو نہیں کھلی کتاب میں)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس نے یہ ارشاد فرمایا و لقد یسّرنا القرآن للذّکر فھل من مّدّکر (ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کیا پس ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا) اس ذات باری نے کیا دوسرے احکام دین و مدار نجات امور تو نہایت روشن کھلے کھلے نازل فرما کر اس میں درج فرما دیئے اور اس اہم امر میں ایسا معمہ اور خفا رکھا کہ تیرہ سو سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک اس کو امت محمدی میں سے کسی نے نہ سمجھا اور چودھویں صدی میں مرزا کو اس کے اظہار و عقدہ کشائی کی تکلیف کرنی پڑی۔

قرآن مجید جو عام ہدایت خلق اللہ کے واسطے اس ہادی نے نازل فرمایا، کیا اس میں لفظ غلام بہمراہ لفظ احمد درج فرمانا اس خالق و مالک دو جہان کو معاذ اللہ کچھ دشوار تھا، یا مرزا کا نام صرف احمد اس قادر ذوالجلال کو رکھوا دینا معاذ اللہ کچھ مشکل تھا، یا نعوذ باللہ اس ارحم الراحمین کو ایسے اہم امر باعث ہدایت ونجات کو بدیہی وظاہر طور پر درج کتاب عزیز خود نہ فرما کر عاجز بندوں کو تذبذب ومشکلات میں ڈالنا منظور تھا۔ معاذ اللہ۔

پھر رسول اللہ ﷺ کو الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی (آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی) نازل فرما کر یہ بھی ارشاد فرمایا بلّغ ما انزل الیک من رّبّک و ان لم تفعل فما بلّغت رسالتہ (جو کچھ رب کی طرف سے تیرے پر نازل ہوتا ہے پہونچا دے۔ اگر تو ایسا نہ کرے تو تو نے اس کی رسالت نہیں پہونچائی) تو کیا انہوں نے بھی اور سب کچھ تو فرما دیا، پہنچا دیا، یہاں تک کہ استنجا، بول و براز وغیرہ ضروریات کے مسائل و ہدایات بھی فرما دیں اور یہ اہم مسئلہ ظاہر نہ فرمایا۔ اور ایسا ہی صحابہ کرام واہل بیت عظام وآئمہ مجتہدین بلکہ تمام امت پر صدہا سال تک یہ امر پوشیدہ رہا، اور اب صرف مرزا قادیانی پر ہی یہ راز ظاہر ہوا کہ اس آیت میں جس احمد کی بشارت ہے وہ خود بدولت ہیں، اور طرفہ تر یہ کہ جس قدر احمد یا غلام احمد اب تک ہوئے اور آئندہ ہوں گے ان سب بیچاروں کو محروم کر دیا۔

کیا اسلامی شریعت وقرآن مجید مرزا کے نزدیک ایسی چیستان ہیں کہ مدار نجات والے امور کی اول آسانی سے سمجھ ہی نہیں آ سکتی، یا آ سکتی ہے تو صدہا سال کے بعد ایسی مشکل سے۔ استغفر اللہ۔ اور آپ غور کریں کہ اس سے آپ ان کا نقص ثابت کر رہے ہیں یا کمال، اور ان کی تحقیر کر رہے ہیں یا عزت، توجہ وغور فرماویں۔ کیا یہ ہے خدمت اسلام ہے جس پر آپ کو فخر ہے۔

ایسے مسائل تراشنے میں مرزا تقوی وخشیت الٰہی کو مدنظر رکھ کر یہ تو خیال فرماتے کہ امت محمدی کیونکر ان بے اصل امور کو بغیر شہادت کتاب وسنت وغیرہ دلائل شرعی قبول کرے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا فرماتے ہیں کہ کاتب کو نورنبوت کے قرب کی وجہ سے اس آیت کا الہام ہو جاتا تھا ،لیکن عاجز کو تو نورانیت وروحانیت حسب فحوائے حدیث بخاری ،کتاب الذبائح والصید

عن ابی موسی عن النبی ﷺ قال مثل الجلیس الصالح و السوء کحامل المسک و نافخ الکیر ۔ فحامل المسک أما ان یحذیک و اما ان تبتاع منه و اما ان تجد منه ریحاً طیبة و نافخ الکیر اما ان یحرق ثیابک و اما ان تجد ریحاً خبیثة (ہم نشین نیک اور بد کی مثال کستوری کے اٹھانے والے اورلوہار کی دکان کے پھونکنے والے کی طرح ہے۔کستوری کا اٹھانیوالا تجھ کو مفت عطا کرے گا یا تو بقیمت اس سے خرید کریگا یا اس سے ویسے ہی اچھی خوشبو حاصل کرے گا۔اورلوہار کی دکان پھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دیگا ویا تو اس سے بدبو پاویگا)

وبمصداق خیارکم الذین اذا رأو ذکر اللّٰه (اچھے تمہارے وہ ہیں جن کو دیکھنے سے اللہ یاد آجائے) وغیرہ جیسا کہ سید عبداللہ غزنویؒ کی صحبت میں کرأی العین محسوس ومعلوم ہوا کرتا تھا مرزا صاحب کی صحبت میں کبھی ایسا معلوم ومحسوس نہیں ہوا۔ہاں یہ اثر ضرور دیکھنے میں آیا کہ جس شخص کا مرزا قادیانی سے خاص تعارف وبے تکلفانہ تعلق نشست وبرخاست ہوا، بہ شرطیکہ اس کو اور کسی قسم کی محتاجی وحاجت نہ ہو، وہی اخیر پر مرزا کی محبت صحبت وقبول دعاوی سے دستبردار ہوکر علیحدہ ہوگیا۔جیسا میر عباس علی ، فتح خان ، منشی غلام قادر فصیح وغیرہ اور حافظ حامد علی بھی جس کی نسبت یاد پڑتا ہے کہ مرزا فرماتے تھے کہ یہ اگر نبی کی صحبت میں بھی بیٹھے تو اس کی طبیعت کو اثر نہ ہوگا، اگرچہ اب پھر وہ مرزا کے بظاہر معتقدین میں سے ہے اور عاجز خاکسار تو معذور ہی ہے کیونکہ علاوہ دیگر تجارب کے الہامات بھی عدم موافقت مرزا پر زور دے رہے ہیں۔

سیدنا عمرؓ کا باوجود ملہم ہونیکے امامت حقہ میں شریک نہ بننا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

مگر عمرؓ کو بھی الہام ہوتا تھا۔انہوں نے اپنے تئیں کچھ چیز نہ سمجھا اور امامت حقہ جو آسمان کے خدا نے زمین پر قائم کی تھی اس کا شریک نہ بننا چاہا، بلکہ ادنی چاکر اور غلام اپنے تئیں قرار دیا،اس لئے خدا کے فضل نے ان کو نائب امامت حقہ بنا دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب۔ امیر المومنین سیدنا عمرؓ اس امامت حقہ کے کیونکر چاکر و غلام نہ بنتے جب کہ خداداد بصیرت مشاہدات، تجارب و اثر نور نبوت سے ان کو وہ امامت خدا پاک کی قائم کی ہوئی نظر آرہی تھی ۔ ایسا ہی اب بھی جس کو مرزا کی امامت اسی طرح حقہ ثابت ہو جاوے تو پھر کیوں اس کو قبول نہ کریگا۔ لیکن جس کو عرصہ دراز کا تجربہ ملاقات و معاملات اور پھر بغیر کسی تمنی و خیال مخالفت کے الہام مثل بارش اس کی تردید و مخالفت کریں وہ بے چارہ ملہم کیا کرے، باوجودیکہ وہ غریب عاجز ہو بھی بقول مرزا کے بے شر انسان، نیک بخت وغیرہ جیسا کہ مرزا نے خود اس کو تحریر کیا ہے۔

اپنی فضیلت جتانے کو کسی کا شریک بننا تو نادانی، بوالہوسی، تکبر و تعلّی میں داخل ہے۔ حافظ حقیقی اپنے عاجز بندگان کو ایسی مہلک امراض سے اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین۔

ہاں تمام دنیا کو اپنا ادنی چاکر و غلام بنانے کا مرزا صاحب کو بڑا عشق ہے اور اس امر کی بہت تمنا و آرزو ہے کہ کوئی بھی مرزا صاحب کے سامنے اپنے آپ کو کچھ چیز نہ سمجھے، جو کچھ سمجھے مرزا صاحب ہی کو سمجھے جس کے واسطے طرح طرح کے تدابیر و تحاریر ہوتی رہتی ہیں کہ کسی طرح کوئی شخص ان کی چاکری و غلامی سے باہر نہ ہو جاوے جو بظاہر خاصہ الوہیت ہے اور مخالف شان عبودیت ۔ اور الحمد للہ کہ عاجز حقیقتاً بلا تصنع اپنے آپ کو کچھ چیز نہیں سمجھتا اور یہاں جائز شرعی اطاعت و مرزا صاحب کو کچھ سمجھنے و ماننے میں بھی کوئی عذر نہیں بشرطیکہ مالک و محسن مولی کی اس میں رضا ہو اور وہ خود سمجھا وے اور اس کا حکم فرماوے اور وہ کتاب و سنت کے موافق ثابت ہو جاوے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ محض نیابت و جانشینی کی آرزو میں جس کا مرزا صاحب نے اشارہ کیا ہے، یا حب جاہ یا خورد و نوش بلا تکلیف جسمانی و یا سیدھے سادے بندگان الٰہی سے اپنے نفس کی خاطر خدمت و تواضع کرانے کے لئے کون مخلص مومن طالب رضائے الٰہی بغیر کسی برہان و دلیل شرعی کے صرف دیکھا دیکھی بے ثبوت و زبانی خشک تقریری امامت کو قبول کرسکتا ہے۔

اویس قرنی کا باوجود ملہم ہونیکے آفتاب نبوت کے سامنے نہ آنا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

اور اویس قرنی کو بھی الہام ہوتا تھا۔ اس نے ایسی مسکینی اختیار کی کہ آفتاب نبوت و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امامت کے سامنے آنا ہی سوئے ادب خیال کیا۔ سیدنا حضرت مصطفیٰ ﷺ بار ہا یمن کی طرف منہ کرکے فرمایا کرتے تھے کہ اجد ریح الرّحمن من قبل الیمن۔ یعنی مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوش بو آتی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اویس میں خدا کا نور اترا ہے۔

جواب۔ اس سراج منیر امام وسید المرسلین کا جس قدر کوئی بموجب حکم رب العالمین ادب کرے کم ہے، اور یہ ادب اس کی اپنی سعادت۔ لیکن مرزا صاحب غور کریں کہ یہ خوب ادب ہوا جس سے اویس قرنیؒ مرتبہ صحابیت رسول کریم ﷺ سے محروم رہ کر تابعین میں داخل ہوئے۔

مرزا نے ان کی حاضری کا مانع، ادب تحریر فرمایا ہے لیکن حدیث شریف میں تو ہے:

انّ رسول اللّٰہ ﷺ قال انّ رجلاً یاتیکم من یمن یقال لہ اویس لا یدع بالیمن غیر امّ لہ قد کان بہ بیاض فدعا اللّٰہ فاذھبہ الّا موضع دینارا و الدرھم فمن لقیہ منکم فلیستغفر لکم

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی یمن کی طرف ہے جس کا نام اویسؒ ہے۔ تمہارے پاس آوے گا یمن میں صرف اس کی ماں ہوگی اور اس کے بدن پر برص کی سفیدی تھی۔ اس نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دینار یا درہم کے برابر کی جگہ کے سوا باقی تمام بدن اچھا کر دیا جو تم میں سے اس کو ملے تو تمہارے لئے بخشنے کی دعا کرے)(مسلم: ۲۵۴۲)

ان میں تو ذکر واشارہ ادب کے سبب حاضر نہ ہونے کا نہیں ہے، حاضری کا مانع ان کی والدہ کی رعایت ظاہر ہوتی ہے۔

ہاں مرزا صاحب کو خود بدولت کے ادب کا خیال بہت رہتا معلوم ہوتا ہے۔ سو اگر حاضری اور زیارت میں بقول مرزا صاحب سوء ادب ہے، تو پھر مرزا صاحب اپنے مریدین کو ایسی سوء ادبی سے منع کیوں نہیں فرماتے؟ بلکہ ترغیب وحثّ زیارت وحاضری بذریعہ اشتہارات فرما کر ان کو سوء ادبی کا عادی ومشتاق کیوں بناتے ہیں۔ اگر فرماویں کہ وہ زیارت کو نہیں بلکہ ادائے چندہ ونذرانہ کے لئے آتے ہیں تو یہ کام وہ گھر بیٹھے بھی بذریعہ منی آرڈر کر سکتے ہیں خواہ نخواہ تکلیف سفر اٹھا کر گستاخ اور بے ادب بننے کی ان کو کیا ضرورت ہے۔

مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ سیدنا حضرت مصطفیٰ ﷺ بار بار یمن کی طرف منہ کرکے فرماتے اجد ریح الرّحمن من قبل الیمن یہ ایک باطنی حسّ اور روحانی بصیرت کا ذکر ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور بجائے کتابوں سے ایسے الفاظ واہل کمالات کے حال لکھے ہوئے دیکھ کر مجرد زبانی بیان کرنے سے انسان کی خوش بختی تو اس میں ہے کہ اللہ عزوجل اپنے فضل وکرم سے وجدانی طور پر یہ ذائقہ و حسّ روحانی عطا فرما کر کرأی العین اس بصیرت کا مشاہدہ کرائے۔ لیکن تعجب ہے کہ باوجود دعاوی فضائل بے شمار مرزا صاحب کی صحبت میں اس حسّ و بصیرت کا کبھی چرچا اور ذکر نہیں سنا اور نہ دیکھنے میں آیا، حالانکہ فقراء وذاکرین وصوفیاء منیبین جن کو کسی قسم کا بھی دعوی نہیں ان میں یہ حسّ و بصیرت اکثر پائی جاتی اور دیکھنے میں آتی ہے۔

اور زیادہ افسوس یہ کہ مرزا صاحب کو بجائے ایسی خوش بو آنے کے، ایسی ایذادہ بو آتی و محسوس ہوتی ہے کہ مرزا صاحب کو اس کے مقابل سبّ وشتم اور عربی میں نئی طرز کی لعنتیں (مثلاً علیه نعال لعن اللّٰه الف الف مرّة ، شیطان الاعمی ، و الغول الاغوی، وھو شقیّ کالامروھی من الملعونین) لکھنے کی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اگر احیاناً مرزا قادیانی کبھی اپنی اس حسّ وبصیرت باطنی و روحانی کے اظہار کی خاطر کسی بندہ خدا کو بوجہ اس کی خدمات واحسان کے تعریفی الفاظ مثل بے شر، متقی، پرہیزگار وغیرہ کہہ کر اس خوشبو کا محل قرار بھی دے دیں تو کچھ عرصہ بعد مجبور ہو کر خود ہی اس خوشبو کو رسوائی وذلت کی بد بو کہہ کر اپنے پہلے قول تکذیب وتردید کر دیتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قسام ازل نے حکمت کاملہ سے خود بدولت میں اس حسّ کا جوہر رکھا ہی نہیں کیونکہ جو شخص روحانی وباطنی خوشبو میں محو ہو، اس کو کسی ایسے بیجا وغیر شرع شغل سبّ وشتم ولعن طعن وغیرہ فضولیات میں مصروفیت کی گنجائش وفرصت ہی کہاں ملتی ہے۔

ضرورت امامت حقہ

امامت حقہ کی ضرورت نہ سمجھنے اور سلسلہ میں داخل نہ ہونیکا جواب

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

مگر افسوس کہ اس زمانہ میں اکثر لوگ امامت حقہ کی ضرورت کو نہیں سمجھتے اور ایک سچی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خواب آنے یا چند الہامی فقروں سے خیال کر لیتے ہیں کہ ہمیں امام الزمان کی حاجت نہیں، کیا ہم کچھ کم ہیں؟ اور یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ ایسا خیال سراسر معصیت ہے کیونکہ جب کہ ہمارے نبی ﷺ نے امام الزمان کی ضرورت ہر ایک صدی کے لئے قائم کی ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ جو شخص اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف آئے گا کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہیں کیا وہ اندھا آئے گا اور جاہلیت کی موت مرے گا۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے کسی ملہم یا خواب بین کا استثنا نہیں کیا، جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ملہم ہو یا خواب بین ہو اگر وہ امام الزمان کے سلسلہ میں داخل نہیں ہے تو اس کا خاتمہ خطرناک ہے، کیونکہ ظاہر ہے کہ اس حدیث کے مخاطب تمام مومن اور مسلمان ہیں اور ان میں ہر ایک زمانہ میں ہزاروں خواب بین اور ملہم ہوتے آئے ہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ امت محمدیہ میں کئی کروڑ ایسے بندے ہوں گے جن کو الہام ہوتا ہوگا۔

جواب ۔ مرزا صاحب کا افسوس اس لحاظ سے تو بجا ہے کہ سوائے قلیل گروہ مریدین کے دنیا کے دوسرے مسلمانوں نے مرزا صاحب کی امامت کو حقہ اور پھر اس کی ضرورت کو قبول نہیں کیا اور نہیں سمجھا، لیکن اس میں ان غریب مسلمانوں کا کچھ قصور نہیں، بلکہ جناب مرزا صاحب نے جو سمجھانے کا پیرایہ وطریقہ ہی خلاف شریعت ایسا اختیار فرمایا کہ جس سے شفا اور تسکین تو بجائے خود، وہ غریب سبّ وشتم، لعن طعن، حقارت وتوہین اور اس پر تفاخر وتعلیٰ مرزا صاحب کی سن اور دیکھ کر سمجھنے کو کبھی نزدیک بھی نہ آئیں بلکہ جو غریب لوگ سننے سنانے سے، یا حسن ظن سے بامید ظہور صداقت راغب بھی ہوں وہ بھی متنفر ہو جائیں۔

❁ اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ جو مسائل مرزا صاحب پیش کریں وہ صریح مخالف قرآن مجید وحدیث شریف وغیر سبیل المومنین ہوں جیسا کہ نزول ملائکہ، تعریف لیلۃ القدر، عمل درآمد تصویر وغیرہ ۔ اگرچہ ان اعمال سبّ وشتم، لعن طعن، توہین وتحقیر مومنین وتفاخر وتعلیٰ سے اور مسائل خلاف قرآن مجید واحادیث سے دوسری غریب مخلوق الٰہی وخصوصاً مسلمین ومومنین کو فائدہ ہی ہوا یعنی اس قادر کریم کے فضل وکرم سے یہی امور باعث پرہیز نجات ومخلصی از غیر سبیل المومنین ہو گئے

❁ ایک سچا خواب یا چند الہامی فقروں کی نسبت عرض ہے کہ عاجز خاکسار کی ایک یا دو سچی خواب نہیں اور نہ چند الہام ہیں، بلکہ دفتر کے دفتر جمع ہیں جن میں سے کچھ اس کتاب میں درج

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ہیں ۔ مرزا کا اختیار ہے کہ کسی دوسرے شخص اور اس کی منامات والہامات کو خود بدولت کے مقابل ہیچ و پوچ و لاشئے محض خیال فرماویں۔ لیکن عاجز پر اپنے شیخ و امام مرحوم کی نسبت عبودیت ایسی غالب ہے کہ واقعی بلا تصنع اپنے آپ کو خاکسار و بے مقدار سمجھتا ہے حالانکہ میرے محسن مولی کے بے حد و بے نہایت احسان و اکرام مجھ پر ہیں جن کا شکر بحکم ان تعدّوا نعمة اللّٰه لا تحصوھا (اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرو تو تم ان کو شمار نہیں کر سکتے) عاجز سے ہرگز ادا نہیں ہو سکتا اور یہ سب فضل و کرم اسی ذات پاک کا ہے کسی اور کا دخل نہیں۔

جو کوئی سچی خواب اور الہاموں سے شیخی اور تکبر میں ایسا از خود رفتہ ہو کر اپنے آپ کو سب کا امام بتائے، کسی دوسرے کو اپنا ثانی اور برابر نہ سمجھے، وہ ضرور عاصی اور خطا کار ہے اور اس کے واسطے شریعت میں اور کئی وعیدیں ہیں اور جو اپنے کو عاجز اور ہیچ سمجھے اس پر کوئی الزام نہیں آ سکتا۔

مرزا صاحب قادیانی نے فرمایا کہ

جس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ اندھا آئے گا۔

لیکن جو احادیث در بارہ امامت، مرزا صاحب نے درج رسالہ فرمائی ہیں ان میں تو ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جس کا ترجمہ، اندھا آئیگا، کیا جائے۔ ہاں موت جاہلیت کا ذکر ضرور ہے۔ معلوم نہیں کہ مرزا صاحب نے، اندھا آئیگا، کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے۔ یا محض وعید اور دھمکی کو اور قوت دینے کے واسطے یہ لفظ اپنی طرف سے لگا دیا ہے اور اگر یہ صورت ہے تو کیا امام الزمان کو قرآن مجید و حدیث شریف کے تفسیر و معنی میں اپنی طرف سے کم و زیادہ کر لینا جائز ہے؟

قرآن مجید میں بے شک آیت شریفہ ہے:

ومن اعرض عن ذکری فانّ له معیشةً ضنکاً ونحشره یوم القیامة اعمی ۔ قال ربّ لم حشرتنی اعمی و قد کنت بصیراً۔ قال کذ لک اتتک آ یا تنا فنسیتها و کذ لک الیو م تنسی.وکذ لک نجزی من اسرف و لم نومن با یات ربّه و لعذا ب ا لآخرة اشدّ و ابقی (اور جو شخص میرے ذکر سے اعراض کرے پس اس کے واسطے گذارہ تنگ ہے اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھاویں گے۔ کہے گا اے رب میرے! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا اور میں دیکھنے والا تھا۔ تو اللہ تعالی فرماویگا جیسا کہ تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں اور تو نے بھلا دیں، ایسا ہی آج تو بھلایا جاویگا، اور ہم اس شخص کو جو اسراف کرے اور اپنے رب کی آیتوں کے ساتھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان نہ لایا، ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اور عذاب آخرت البتہ سخت ہے اور ہمیشہ کیلئے ہے)

سو اگر مرزا صاحب فرمائیں کہ موت جاہلیت ایسی جامع شقاوت ہے جس سے کوئی بدی بدبختی باہر نہیں جیسا آپ نے شروع رسالہ میں فرمایا ہے اور فرماویں کہ موت جاہلیت سے بڑھ کر اور کیا اندھا پن ہوگا، تو آیت کریمہ کے جملہ کذلک اتتک آیا تنا فنسیتھا وکذلک الیوم تنسی کی بھی یہ تفسیر کیوں نہیں ہوسکتی ہے کہ جس شخص نے کسی مصیبت اور مقدمہ کے وقت خیر الحافظین کی حفاظت و کفایت و نصرت کی آیات کو نسیاً منسیاً کر کے التفات لغیر اللہ کیا، غیر اللہ سے واسطہ ڈال کر ملتجی رحم و مخلصی ہوا، وہ قیامت کو اسلئے اندھا آئے گا کیونکہ حافظ حقیقی کو چھوڑ اور بھلا کر کسی دوسرے کو مخلصی و حاجت کے لئے واسطے ڈالنے و پکارنے سے اور کیا زیادہ اندھا پن ہوگا؟

اس آیت شریفہ کے جملہ وکذلک نجزی من اسرف یعنی بے جا و فضول خرچ کرنیوالے کو بھی اس سزا میں داخل فرمایا ہے تو یہ امر بھی استفسار طلب ہوا کہ عرق کیوڑہ و بید مشک کی مسی وزنی گاگرین مسافت دور دراز سے زر کثیر صرف فرما کر تفریح نفس کے واسطے منگوانی،.. اسراف میں داخل ہے یا نہیں؟ کیونکہ امام الاولین والآخرین ﷺ جن کی ظاہری باطنی نیابت کے مرزا صاحب دعویدار ہیں اور جن کی نسبت براہین صفحہ ۲۶۱ میں خود لکھا ہے کہ سونے کیلئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کیلئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا اور کھانے کے لئے نان جو یا فاقہ اختیار کیا، دنیا کی دولتیں بکثرت ان کو دی گئیں، پر آنحضرت ﷺ نے اپنے پاک ہاتھوں کو دنیا سے آلودہ نہ کیا اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار کیا اور اس دن سے جو ظہور فرمایا، اس دن تک جو اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے، بجز اپنے مولیٰ کریم کے کسی کو کچھ چیز نہ سمجھا، ان کی دنیوی گذران و اوقات بسری کا حال اور انکے خلفائے راشدین المہدیین اور انکے بعد دوسرے مستند عباد الرحمٰن کی دنیوی گذران کا حال نہ فقط مسلمانوں ہی کو بلکہ مخالفین کو بھی معلوم ہے کہ یہ سب بزرگان کیسے زاہدانہ و بے تکلفانہ اس مسافر خانہ میں رہے اور کسی سے بھی اس درجہ کی خاطر و تواضع نفس، خوش گذرانی، اس قدر زیور بناتے رہنا، مکان وغیرہ کی فراخی و عمدگی کیواسطے آئے دن چندہ ہو کر اس کا اہتمام رکھنا، ہرگز مروی نہیں۔ پھر اس دعوی اتباع ظاہری و باطنی کی کس طرح ان سے مطابقت ہوسکتی ہے۔

رہا مرزا صاحب کا امام الزمان کے سلسلہ میں داخل نہ ہونے والے کا خاتمہ خطرناک بیان فرمانا وغیرہ، سو اس کی نسبت عاجز عرض کر چکا ہے کہ الہامات مانع ہو کر عاجز کو موجودہ حالت پر قائم رہنے کیلئے تاکید فرماتے ہیں جیسا فاستقم کما امرت۔ وغیرہ، جن کے سبب سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خاکسار معذور ہے اور عاجز سے الہامات کی مخالفت نہیں ہوسکتی۔

مرزا صاحب دوسرے کسی ملہم یا خواب بین کو اپنے امام الزمانی کے سلسلے میں داخل ہونے سے مستثنیٰ نہیں کرتے لیکن خود کسی کے سلسلہ میں داخل ہونا گوارا و پسند نہیں فرماتے حالانکہ سنت اللہ کے موافق خود رسول اللہ ﷺ بھی اس تعلیم و تعلم سے مستثنیٰ نہیں رہے جیسا کہ حدیث میں جبریل کا ان کو آکر معانقہ میں اقرأ باسم ربّک الّذی خلق (پڑھ اپنے اس رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا ہے) کہنے، آپ ﷺ کے ما انا بقارئ (میں پڑھ نہیں سکتا) فرمانے پر تین دفعہ دبانے اور چھوڑنے سے ظاہر ہے۔

سچی خواب یا الہام امام الزمان کے نور کا پرتوہ ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

> پھر ماسوا اس کے حدیث وقرآن سے یہ ثابت ہے کہ امام الزمان کے وقت میں اگر کسی کو کوئی سچی خواب یا الہام ہوتا ہے تو وہ درحقیقت امام الزمان کے نور کا ہی پرتو ہوتا ہے جو مستعد دلوں پر پڑتا ہے۔

جواب۔ بہتر ہوتا اگر مرزا صاحب آیت قرآن اور حدیث شریف اپنے اس قاعدہ تراشیدہ کے ثبوت میں لکھ دیتے لیکن خیر مرزا صاحب نے تو اس کی کبھی کچھ پرواہ ہی نہیں کی۔

اب غور فرماویں کہ بظاہر اور عندالعقل جو امر ثابت اور عندالمسلمین مسلّم ہے وہ تو یہ ہے کہ امام الزمان کا وقت بہ نسبت دوسرے زمانوں کے زمانہ مبارک نبوی کے ساتھ مشابہت و مناسبت تامہ رکھتا ہے لہذا اس میں دوسرے عامہ الہامات، منامات، کشوف وخوارق عادات کی چنداں حاجت وضرورت نہیں کیونکہ اس میں نور امام الزمان ایسا شعلہ زن وقوی التاثیر ہوتا ہے کہ اس قوی التاثیر انوار والہامات ومکالمات کے مقابل دوسروں کے الہامات ومکالمات وغیرہ کی کچھ ضرورت ہی نہیں ہوتی جس طرح کہ آفتاب کے سامنے ستاروں و چراغوں کی کچھ ضرورت و حاجت نہیں پڑتی۔ چنانچہ:

مدارج السالکین میں لکھا ہے:

> ذلک لبعد العھد بالنّبوّۃ و آثارھا۔ فتعرض المومنون بالرّؤیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و اما فی زمن قوّۃ نور النّبوّۃ ففی ظھور نورھا و قوّتہ ما یغنی عن الرّؤیا و نظیر ھذا الکرامات الّتی ظھرت بعد عصر الصّحابۃ و لم تظھر علیھم لاستغناءھم عنھا بقوّۃ ایمانھم و احتیاج من بعدھم الیھا بضعف ایمانھم و قد نصّ احمد علی ھذا المعنی (یہ بسبب دوری از زمانہ نبوت اور اسکے آثار کے ہے پس مومنوں میں خوابیں دی گئیں لیکن زمانہ قوت نور نبوت اور اسکے ظہور کے وقت ایسی رؤیا کی کچھ ضرورت نہ تھی اور اس کی نظیر صحابہ کے زمانہ کے بعد کراماتوں کا ظاہر ہونا ہے جو کہ ان پر ظاہر نہیں ہوئیں اسلئے کہ صحابہ کو قوت ایمانی کے باعث ایسی کراماتوں کے ظہور کی حاجت نہ تھی بخلاف انکے بعد آنیوالوں کے کہ ضعف ایمانی کے سبب وہ ایسی کرامات کے محتاج تھے اور احمدؒ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے)

ایسا ہی فرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان میں ہے:

و ممّا ینبغی ان یّعرف انّ الکرامات قد تکون بحسب حال الرّجل فاذا احتاج الیھا ضعیف الایمان و المحتاج اتاہ فیھا ما یقوی ایمانہ و یسدّ حاجتہ و لکن من ھو اکمل و لایتہ للّٰہ منہ مستغنیاً عن ذلک فلا یاتیہ مثل ذلک لعلوّ درجتہ و غناہ عنھا لا بنقص ولایتہ و لھذا کانت ھذہ الامور فی التّابعین اکثر منھا فی الصّحابۃ (اور یہ سمجھنے کے لائق ہے کہ کرامات حسب حال ہر انسان کے ہوتے ہیں۔ضعیف الایمان یا محتاج کو ان کی طرف حاجت ہوتی ہے تو کرامات میں سے ایسا اس کو ملتا ہے جس سے اس کا ایمان قوی اور حاجت براری ہو لیکن جو شخص اس سے ولایت میں اکمل ہے وہ اس سے مستغنی ہے اس کو کرامات کی حاجت نہیں بباعث اس کے علو درجات اور غنا کے، نہ بباعث نقص اس کی ولایت کے، اور یہ ہی سبب ہے کہ یہ امور بہ نسبت صحابہ کرام کے تابعین میں اکثر ہوئے)

اس سے ثابت ہے کہ زمانہ نبوت و زمانہ امامت علیٰ منہاج النبوۃ میں دوسرے مومنین کے منامات والہامات ومکالمات ومکاشفات کمتر ہوتے ہیں اس لئے کہ ایسے با برکت اور نورانی وقت میں ان کی کچھ ضرورت نہیں ہوتی لیکن ظلمت و جہالت کے وقت میں با برکت ونورانی زمانہ کی کی دوری کی وجہ سے الہامات ومکالمات ومکاشفات ومنامات کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا واہب العطیات ایسے وقت میں اپنے خاص بندگان کی تسکین وتسلی کے لیے، نیز اس لئے کہ قوت ایمانی میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترقی ہو اور بصیرت و بینائی حاصل ہو اور زمانہ نبوت کے برکات و انوار تازہ و یاد رہیں، الہامات و منامات کا سلسلہ جاری فرماتا ہے۔

زمانہ نبوت یا زمانہ امامت علی منہاج النبوۃ میں دوسروں پر الہامات وغیرہ کا دروازہ اس لئے بھی بند ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے تا کوئی نادان مقام نبوت و امامت کا مدعی نہ ہو، یا نبی یا امام برحق کی برابری و ہمسری کا خیال نہ کرے، اور نوبت نزاع ومخالفت نہ پہنچے۔اب دیکھئے کہ یہ قدیمی مسئلہ قوی مدلل ومعقول ہے یا مرزا کا محض اپنی فضیلت ثابت کرنیکے خیال والا نیا تراشیدہ مسئلہ

پھر عاجز کو تو مرزا صاحب کے دعوی واظہار امامت کے پہلے ہی رؤیا صادقہ ومکالمات کا سلسلہ شروع ہے یعنی جب سے کہ جناب مرزا سے واقفی و ملاقات ہی نہ تھی، اور فانی فی اللہ باقی باللہ یکہ تاز میدان توحید وتفرید وتجرید سید عبداللہ غزنویؒ زندہ تھے جن کی خدمت میں مرزا قادیانی بھی کئی دفعہ دعا کیلئے حاضر ہوئے تھے۔اس مرحوم کے فیض صحبت ونور سے اس کے ملنے والے بفحوائے واذکر اسم ربّک وتبتّل الیه تبتیلاً کے التفات لغیر اللہ وتعریف وتوصیف اہل دنیا کو شرک سمجھ کر مستغرق نسبت عبودیت ومداومت ذکر وتوجہ الی اللہ میں بفضل وکرم ارحم الراحمین ویسے رنگین وملہم ہوجاتے تھے تو پھر عاجز کیونکر اپنے آپ کو مرزا صاحب کا طفیلی سمجھے۔اور کیا امام الزمان کے نور کے پرتوہ سے امام الزمان ہی کے مخالف الہام ہوا کرتے ہیں؟ اگر امام الزمان کے نور کا پرتوہ ایسا راست وراست نما ہے کہ اسکے صدق کے اثر سے راست راست وسچ سچ خواب والہام اس کے طفیل دوسروں کو بھی ہوتے ہیں تو امام الزمان صادق کو ضرور لازم ہے کہ ان الہامات ومنامات کو خود بھی قبول کرے اور اگر اس نور وپرتوہ امام میں ایسی راستی کی تاثیر نہیں ہے تو پھر وہ نور وپرتوہ کس کارآمد وکس مرض کی دوا ہے۔اس پر غور کریں۔

☆ امام الزمان کے اوصاف وکمالات

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

حقیقت یہ ہے کہ جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزارہا انوار اس کے ساتھ آتے ہیں اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہو جاتی ہے اور انتشار روحانیت ونورانیت ہوکر نیک استعدادیں جاگ اٹھتی ہیں پس جو شخص الہام کی استعداد رکھتا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو سلسلہ الہام شروع ہو جاتا ہے اور جو شخص فکر وغور کے ذریعہ سے دینی تفقہ کی استعداد رکھتا ہے اس کے تدبر وسوچنے کی قوت کو زیادہ کیا جاتا ہے اور جس کو عبادات کی طرف رغبت ہو اس کو تعبد و پرستش میں لذت عطا کی جاتی ہے اور جو شخص غیر قوموں کے ساتھ مباحثات کرتا ہے اس کو استدلال اور اتمام حجت کی طاقت بخشی جاتی ہے اور یہ تمام باتیں درحقیقت اسی انتشار روحانیت کا نتیجہ ہوتا ہے جو امام الزمان کے ساتھ آسمان سے اترتی اور ہر ایک مستعد دل پر نازل ہوتی ہے۔

جواب۔ پرتوہ تاثیرات والہامات وغیرہ کا مسئلہ ابھی کچھ تو بیان ہو چکا ہے۔ گستاخی معاف یہ سبّ وشتم، لعن طعن، تحقیر و توہین سلف وخلف وعلماء فقراء سجادہ نشینان وغیرہ موجودہ زمانہ جن میں اکثر غریب مسکین مزاج وعابد ذاکرین ودرس گویان قرآن مجید واحادیث رسول اللہ بھی ہیں، جن کی عمریں ذکر وخدمت قرآن مجید وحدیث شریف میں گذریں اور جن کو مرزا صاحب نے اپنی تصانیف میں درج وذکر فرمایا ہے، کیا یہی وہ انوار ہیں یا ان انوار کا لازمہ ہیں، جو امام الزمان کے ساتھ آئے ہیں؟ کیونکہ ابھی تک تو یہی انوار عام وخاص پر ظاہر وروشن ہوئے ہیں۔

اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہو کر انتشار روحانیت ونورانیت ہو کر نیک استعدادوں کا جاگ اٹھنا بھی اکثر یہی ظاہر ہوا ہے کہ سواد اعظم وگروہ کثیر علماء ومولویان وغیرہ کی طرف سے مرزا صاحب وان کے دعاوی کے مخالف کتب ورسائل وغیرہ تحریریں اس انبساط و انتشار کے سبب ہو رہے ہیں اگرچہ مرزا صاحب کی طرف سے بھی ان سب کے مقابلہ میں باوجود حکم والہام فاصبر کما صبر اولو العزم من الرّسل (پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا) کچھ کمی وکوتاہی نہیں بلکہ خاطر خواہ زیادتی ہے۔

الہام کا سلسلہ، یہ بھی مرزا قادیانی کے ظہور ودعوی سے پہلے ہی شروع ہے۔ مرزا صاحب نے ابھی خود فرمایا ہے کہ مسلمانوں میں:

ہر ایک زمانہ میں ہزاروں خواب بین اور ملہم بھی ہوتے آئے ہیں۔

پھر کچھ خیال آنے پر فرمایا:

بلکہ سچ تو یہ ہے کہ امت محمدیہ میں کئی کروڑ بندے ایسے ہوں گے جن کو الہام ہوتا ہوگا۔

عاجز بھی ان کے اس قول سے متفق ہے اور دیکھا بھی ہے کہ مرزا قادیانی سے اول ہی سید عبداللہ غزنویؒ اور ان کے اصحاب میں نیز دیگر متبعان رسول اللہ ﷺ میں یہ سلسلہ جاری تھا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب یہ حال ہے تو پھر یہ قول مرزا صاحب کا کیسا ہوا کہ امام الزمان کی روحانیت و نورانیت سے مستعد شخصوں کو الہام کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے حالانکہ بقول مرزا صاحب کوئی زمانہ اس حال سے خالی نہیں رہا۔ جیسا کہ آپ کے لفظ، ہر ایک زمانہ، سے ظاہر ہے۔

❁ یہ بھی فرمایا کہ ہر ایک زمانہ میں ہزاروں خواب بین وملہم ہوتے آئے ہیں بلکہ سچ یہ ہے کہ کروڑوں ایسے امت محمدیہ میں ہوں گے، پھر اس کے برخلاف فرمایا کہ امام الزمان کے وقت میں جس کو بھی خواب یا الہام ہوتا ہے تو وہ درحقیقت امام الزمان کے نور کا ہی پرتوہ ہوتا ہے۔ یہ مرزا صاحب کے کمالات ہیں کہ توجہ نہیں فرمائی کہ جب ہر زمانہ میں یہ ہی حال ہے تو پھر امام الزمان کی کیا فضیلت اور اس کے زمانہ کی کیا خصوصیت ہوئی؟

❁ دینی تفقہ کا بھی یہی حال امت محمدیہ میں ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ بفضلہ تعالیٰ کسی زمانہ میں کمی نہیں ہوئی۔ ہاں آج کل اس طرف ایسے اشخاص کا قحط سا ہو گیا ہے اور کوئی تفقہ دینی والا مثل حضرات گذشتگان شیخ عبدالحقؒ، شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبدالعزیزؒ، مولوی اسماعیل شہیدؒ، مولوی محمد اسحاقؒ، مولوی عبدالحیؒ، نواب قطب الدین خانؒ، نواب صدیق حسنؒ کا مثل وہم پلہ مشکل سے ملتا ہے گو دوسرے ملکوں میں اب بھی لائق وفائق فقہاء موجود ہیں۔

❁ تعبد و پرستش میں لذت، اس کی نسبت مرزا صاحب خود ہی منصفی کریں عاجز چشم دید حالات عرض کر دیتا ہے۔ وہذا:

سید عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم کے سرسری ملنے والے اور صحبت قلیل میں بیٹھنے والے بھی کثرت سے احکام شرعیہ کے ایسے پابند ہوتے کہ کئی اشخاص ایک ہی صحبت و ملاقات میں سب کچھ چھوڑ کر ارشاد: و للّٰه على النّاس حجّ البيت من استطاع اليه سبيلاً (اور اللہ کے واسطے لوگوں پر حج ہے بیت اللہ کا جو شخص اس کی طرف رستہ کی طاقت رکھتا ہو) کی ایسی تعظیم و تکریم و تعمیل کی کہ استطاعت پر فوراً حج کو روانہ ہو گئے۔ نماز نوافل تہجد ذکر وغیرہ تو ان کی معمولی عادات میں داخل تھے اور اب تک مرحوم کے ملنے والوں کا یہی حال ہے اور شاید کوئی ہو گا جو استطاعت رکھ کر حج نہ کر آیا ہو حالانکہ عبداللہ غزنوی مرحوم بباعث مصروفیت ذکر و انابت الی اللہ کے کسی کو زبانی کم کہتے تھے لیکن ان کی محبت و اطاعت و اتباع شریعت کا ایسا تیز و برقی آلہ تھا کہ خود بخود ان کے پاس بیٹھنے اور ان کی زیارت سے دوسروں کو بھی یہی اثر پیدا ہوتا تھا۔

☆ برخلاف اس کے مرزا قادیانی خود بدولت کے فیض و اثر صحبت کی طرف خیال فرماویں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ خود بھی باوجود استطاعت بلکہ ہزار ہا روپیہ کی آمد وجائداد کے اور ایسا ہی دیگر مریدین واصحاب بلکہ خاص الخاص کو بھی باوجود کامل استطاعت کے حج کا خیال ہی نہیں حالانکہ بعض اہل استطاعت اس سفر حج سے بھی دور دراز کا سفر کرآتے ہیں لیکن اس طرف توجہ ہی نہیں اور نہ مرزا صاحب کبھی اس کی تیاری یا دوسروں کو تاکید وامر ہی فرماتے ہیں باوجودیکہ بقول مرزا صاحب ان کے مریدین آسودہ ومعزز اشخاص، اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، تحصیل دار، عہدیداران پولیس، ڈاکٹران، تجار ومنشیان وغیرہ کثرت سے ہیں۔ نہ معلوم اس میں کیا سرّ ومصلحت ہے۔ کیا حج اعظم ارکان اسلام سے نہیں یا کچھ اور سبب ہے، یا زیارت وملاقات امام الزمان ہی اس کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔

رہے مباحثات باقوام غیر اور استدلال اور اتمام حجت کی طاقت، سو یہ بھی اس امت مرحومہ میں ہمیشہ سے جاری رہی ہے۔ سلف کا حال تو کتب میں درج ہے ایک واقعہ اتمام حجت و باہمی مباحثہ کا بطور نمونہ اس جگہ ہدیہ ناظرین ہے۔ وہ یہ کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے بغیۃ المرتاد فی ردّ القائلین بالحلول والاتّحاد میں لکھا ہے کہ:

ہمارے پاس شہر دمشق میں ایک بڑا شیخ مشہور تھا جس کو ابن ہود کہتے تھے اور فرقہ اتحادیہ جن کو ہم نے دیکھا ان میں مادہ زہد ومعرفت وریاضت میں بہت بڑا تھا۔ ابن سبعین کی بہت تعظیم کرتا اور اس کو ابن عربی اور اسکے غلام ابن اسحاق پر فضیلت دیتا تھا اور اکثر بڑے اور چھوٹے اس کے حکم کی اطاعت کرتے تھے اور اس کے اصحاب خاص اس کے حق میں یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ابن ہود، مسیح ابن مریم ہے اور کہتے تھے کہ اس کی ماں کا نام بھی مریم ہے اور وہ نصرانیہ تھی اور نسبت حدیث نبوی ﷺ ینزل فیکم ابن مریم .. الخ یعنی اترے گا تم میں ابن مریم، ان کا عقیدہ تھا کہ وہ وہی ہے اور یہ کہ روحانیت عیسی اس پر نازل ہوئی ہے (چنانچہ مرزا صاحب کے مرید نے بھی یہی کہا ہے۔

روح القدس سے اس نے بھی تائید پائی ہے۔ عیسی میں جو روح تھی وہ ہی اس میں آئی ہے)

اور مجھ سے مناظرہ کیا۔ اس بارہ میں اس شخص نے جوان لوگوں کے نزدیک معرفت علوم فلسفہ وغیرہ میں افضل تھا، معہ اس کے دخل زہد وتصوف میں بھی۔ اس معاملہ میں میرے ان سے مخاطبات ومناظرات ہوئے جن کا ذکر طوالت ہے۔ یہاں تک کہ میں نے ان کے دعوی کا فساد احادیث صحیحہ سے جو نزول المسیح میں وارد ہیں، بیان کر دیا اور یہ کہ وہ وصف ابن ہود پر مطابق نہیں آتے، اور میں نے ان کے فساد قرمطہ کو جس میں وہ داخل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے تھے خوب واضح کر دیا، حتی کہ میرا ان کا مباہلہ قرار پایا، اور میں نے ان سے حلف کر کے کہد یا کہ جن امور کا تم اس شخص سے انتظار کرتے ہو، وہ ہرگز پورے نہ ہوں گے۔ اور اللہ ہرگز اس شیخ کا امر پورا نہ کرے گا۔ سو اللہ نے میری قسموں کو پورا کیا و الحمد للّٰہ ربّ العا لمین۔ یہ بھی اس لئے ہوا کہ وہ میری بھی تعظیم کرتے اور میرے حال سے خوب واقف تھے۔ ورنہ ان کا اعتقاد تھا کہ سب لوگ ان کی حقیقت اور باریک اسرار سے محجوب ہیں اور لوگ ان کے نزدیک چوپایوں کی طرح ہیں۔ انتہی

عربی عبارت طوالت کے لحاظ سے نہیں لکھی صرف ترجمہ ہی لکھ دیا ہے۔ یہ سلف کے استدلال و اتمام حجت کا نمونہ ہے اور خلف میں سے حال ہی میں مولوی رحمت اللہؒ، مولوی محمد علیؒ بچھراں والے، شیخ عبید اللہؒ، حافظ ولی اللہ لاہوریؒ، و امام فن مناظرہ دہلویؒ، سرسید بالقابہ وغیرہ یہ بھی مرزا صاحب سے اول ہی عمدۃ المناظرین و مباحثین موجود تھے اور اب بھی بہت اشخاص ہیں جن کی طرف سے کبھی کوئی آدمی دوسرے جانب مخالفین کے گروہ میں داخل ہوتا نہیں سنا جیسا کہ مرزا کے مباحثہ امرتسر کے بعد مرزا کے مریدین و معتقدین میں سے مرتد ہو کر دوسری طرف جا کر شامل ہو گئے۔ علاوہ ازیں ان سب سے بڑھ کر خود بدولت کے مباحثات کی مرزا صاحب نے کچھ اور ہی حکمت و علت غائی کشف الغطا میں بیان فرمائی ہے۔

ہاں یہ امر قابل پذیرائی و ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے اکثر مریدین میں مباحثات و استدلال کی قوت و مشق ایسی ترقی پر ہے کہ اقوام غیر تو بجائے خود باہم بھی اس کا ایسا چرچا و ذکر رہتا ہے کہ سب ذکر فکر انابت الی اللہ و اپنی فکر بالائے طاق رکھ کر اوقات خطبہ میں بھی، جس کے واسطے حکم ہے اذا قلت لصا حبک یوم الجمعۃ انصت و الامام یخطب فقد لغوت (جمعہ کے دن جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو اور تو اپنے ساتھی کو کہے کہ چپ کر، پس تم نے لغو کام کیا)، اشارہ و بات کبھی کبھی ہوتی رہتی ہے اور بعد فراغ نماز تو مجلس قیل و قال فوراً شروع ہو جاتی ہے بلکہ بعضے جلسوں میں تو یہاں تک اس کا شغل ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے بعض مریدین بعضے اکابرو اراکین و پیشوایان دین و اسلام مثل سیّد شبا ب اھل الجنّۃ امام حسینؓ کی شہادت میں بحث مباحثہ کر کے اپنی بے علمی و بے خبری سے اعتراضات شروع کر دیتے ہیں اور بیدھڑک کہہ دیتے ہیں کہ امام حسینؓ نے خواہ نخواہ سلطنت میں مداخلت کر کے مخالفت کی۔

اب مرزا صاحب حالات مذکورہ پر غور و تامل فرمائیں کہ سلسلہ الہام میں تفقہ تعبد و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرستش کی لذت میں بہ نسبت سابق کیا ترقی وزیادتی امام الزمان کے طفیل سے ہوئی اور مباحثات میں استدلال واتمام حجت کی طاقت بخشے جانے پر کہاں تک نتیجہ مرتب ہوا؟ بات وہ جو عمل سے ثابت ہو صرف زبان کے دعوی سے کیا ہوسکتا ہے۔

مرزا کے مریدین نے اپنی طبائع پر خیال کر کے ایسا ہی کلمہ امام ہمام علیہ السلام کی شان میں شاید ناواقفی سے کہا ہوگا دوسروں کا کیا ذکر خود مولوی نورالدین نے اپنے ایک خط ستمبر ۱۸۹۹ء میں ایک مولوی صاحب کو جواب میں لا یلدغ المومن من حجرٍ واحدٍ مرّتین (مومن ایک ہی سوراخ سے دو دفعہ زخم نہیں کھاتا)، و امر ھم شوری بینھم و شاورھم فی الامر (کام ان کا آپس میں مشورہ ہے اور ان سے مشورہ کرو کام میں) تحریر فرما کر امام حسینؓ کے حق میں فرمایا ہے کہ:

> جناب امام حسینؓ جو تجربہ کر چکے تھے کہ اہل عراق نے، سیما اہل کوفہ نے، جناب امیرالمومنین علیؓ سے بے وفائی کی، جناب سبط اکبر امام حسنؓ سے بدعہدی کے مرتکب ہوئے۔ اب اس حجر میں کیوں جا گھسے۔ پھر امام حسینؓ کو ابن عباسؓ و عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن عمرؓ نے منع فرمایا اور قطعاً مشورہ نہ دیا۔ آپ نے مشورہ کے خلاف کیوں فرمایا مگر اب تو ہم کہتے ہیں کہ امام حسینؓ کو آخر نصرت ملی اور یزید بدنام ہوا۔ انتہی

لیجئے ورنہ کون مسلمان سیدنا امام حسینؓ کی شان عالی وحالات ارفع سے واقف نہیں۔ بنت رسول ﷺ کے فرزند جن کی شان میں آپ ﷺ فرماویں:

> الحسن و الحسین ریحانی من الدّنیا (حسنین میری خوشبو ہیں دنیا میں)
>
> الحسن والحسین سیّدا شباب اھل الجنّه (حسنین سردار جوانان جنت ہیں)
>
> ھذان ابنای و ابناء بنتی اللھم انّی احبّھما و احبّ من یحبّھما (یہ میرے فرزند اور میری بیٹی کے فرزند ہیں، یاالٰہی میں ان کو محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر جو ان سے محبت کرے)

ایسے عالی شان پیشوایان اسلام کے حق میں اعتراض یا کلمہ بے ادبی وہ ہی کہتے ہیں جس کو کچھ ادب کی تعلیم وتاکید نہ ہو۔

ایک طرح سے تو مرزا صاحب کے مریدین معذور ہیں کیونکہ جب مرزا خود اصحاب کبار بلکہ انبیاء کے حق میں بھی کچھ کا کچھ کہہ دیتے ہیں تو مرید کیونکر نہ کہیں اور پھر ایسے فضول ولغو کلمات جدل ومباحثہ سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جن کو ان سے پرہیز کی تعلیم ہو یا وہ ذکر اللہ میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بموجب ارشاد باری کے مصروف ہو۔

اللہ نے تو جس کا دل اللہ کے ذکر سے غافل ہو، اس کیلئے فرمایا کہ اس کی بات مت مان و لا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکر نا (مت کہا مان جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنے ذکر سے)

ذکر کی تاکید میں فرمایا: فا ذکرو نی ا ذکر کم و اشکرو ا لی و لا تکفرو ن (یاد کرو مجھ کو میں تم کو یاد کرونگا، اور میرا شکر کرو، ناشکری نہ کرو)

یا آیها الّذین آ منوا اذکروا اللّٰه ذکراً کثیراً ۔ و سبّحو ه بکرةً وّ اصیلاً (اے ایمان والو یاد کرو اللہ کو بہت یاد کرنا اور اس کی پاکی بیان کرو صبح وشام)

وا ذ کر اسم ربّک وتبتّل الیه تبتیلاً (یاد کر نام اپنے رب کا اور منقطع ہو اسکی طرف منقطع ہونا)

ادعوا ر بکم تضرّ عاً و خفية (پکارو اپنے رب کو عاجزی سے و پوشیدہ)

و اذ کر ر بک فی نفسک تضرّعاً و خیفة و دون الجهر من القول با لغدو و الآصال و لا تکن من الغا فلین (ذکر کر اپنے رب کا اپنے جی میں عاجزی اور خوف سے اور نہ پکار کر، صبح اور شام، اور مت ہو غافلوں سے)

فلاح کا دارومدار ذکر پر فرمایا: و اذکروا اللّٰه کثیراً لعلّکم تفلحو ن (یاد کرو اللہ کو بہت تاکہ تم چھٹکارا پاؤ)

پھر ذاکرین کی تعریف میں فرمایا: و الذّ اکرین اللّٰه کثیراً و الذّاکرا ت اعدّ لهم مغفرة و اجراً عظیماً (اور ذکر کرنے والے اللہ کا بہت، اور ذکر کرنے والیاں، تیار کیا ہے اللہ نے ان کے واسطے بخشش اور اجر عظیم)

پھر عدم وکمی ذکر کو قساوت قلبی گمراہی نفاق اور عقوبت کی علامت فرمائی جیسے:

فو یل للقا سية قلوبهم عن ذکر اللّٰه او لئک فی ضلا ل مّبین ۔ اللّٰه نزّ ل احسن الحد یث کتا باً مّتشا بهاً مثا نی تقشعر منه جلود الّذین یخشو ن ر بّهم ثمّ تلین جلودهم و قلوبهم الی ذکر اللّٰه (وائے ہے واسطے ان کے جن کے دل سخت ہوگئے یاد اللہ سے۔ پس یہ لوگ گمراہی ظاہر میں ہیں۔ اللہ نے نازل فرمائی عمدہ بات، کتاب ہے بعض اس کے مانند دوسری کے جانے والے، بال کھڑے ہوتے ہیں اس سے ان کے جو ڈرتے ہیں رب اپنے سے، پھر نرم ہو جاتے ہیں جلد ان کی اور دل ان کے اللہ تعالی کے ذکر کی طرف)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و من اعرض عن ذکری فانّ له معیشۃً ضنکاً ونحشرہ یوم القیا مۃ اعمی (اور جو میرے ذکر سے اعراض کرے اس کی معیشت تنگ ہے اور اٹھاویں گے ہم اس کو دن قیامت کے اندھا)

ومن یّعش عن ذکر الرّحمن نقیّض له شیطاناً فھوله قرین (اور جو رحمان کے ذکر سے غفلت کرے ہم چھوڑتے ہیں اس پر ایک شیطان ۔ وہ اس کا ہم نشین ہوتا ہے)

یہ تو قرآن میں ذکر اللہ کے بارہ میں ہے، اب چند احادیث اس بارہ میں دیکھئے

قال رسول اللّٰه ﷺ لا یقعد قوم یذکرون اللّٰه الاّ خفّتھم الملا ئکۃ و غشیتھم الرّحمۃ و نزلت علیھم السّکینۃ و ذکرھم اللّٰه فیمن عندہ ۔(مسلم) (فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو جماعت ذکر اللہ کے واسطے بیٹھتی ہے اس کے اردگرد فرشتے آتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپتی ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ اپنے پاس والوں میں ان کا ذکر کرتا ہے)

مثل الّذی یذکر ربّه و الّذی لا یذکر کمثل الحیّ و المیّت ۔ متفق علیه (مثال اسکی جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ایسی ہے جیسے مثال زندہ اور مردہ کی)

یقول اللّٰه تعالی انا عند ظنّ عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی و ان ذکرنی فی ملأ ذکرته فی ملأ خیر مّنھم۔ متفق علیه (فرماتا ہے اللہ تعالی میرا بندہ جیسا مجھ پر ظن کرتا ہے میں اسی کے موافق اس سے کرتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے ۔ پس اگر جی میں ذکر کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے جی میں ذکر کرتا ہوں ۔ اور اگر وہ میرا ذکر جماعت میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر جماعت میں کرتا ہوں)

یقول اللّٰه تعالی و من تقرّب منی شبراً تقرّبت منه ذراعاً و من تقرّب منّی ذراعاً تقربت منه باعاً و من اتانی بمشی اتیته ھردلة ومن لقینی بقراب الارض خطیئة لا یشرك بی شیئاً لقیته بمثلھا مغفرۃ ۔(مسلم)۔(فرماتا ہے اللہ تعالی جو شخص میرے قریب ہوا، ایک بالشت، میں ایک ہاتھ اس سے قریب ہوتا ہوں۔ اور جو میرے قریب ہوا ایک ہاتھ میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ جو میری طرف معمولی رفتار سے آوے میں اس کی طرف تیز رفتار سے آتا ہوں اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو مجھ سے ملے زمین کے بھار گناہ لے کر لیکن میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو میں اس کو اسی قدر بخشش سے ملوں گا)

لا تکثر الکلا م لغیر ذکر اللّٰہ فان کثرۃ الکلا م لغیر ذکر اللّٰہ قسوۃ للقلب و ان ابعد الناس من اللّٰہ القلب القاسی ۔(ترمذی)(بغیر ذکر اللہ کے زیادہ کلام نہ کرو تحقیق زبانی کلام بغیر ذکر اللہ کے دل کو سخت کرتی ہے اور اللہ سے بہت دور سخت دل ہے)

انّ اللّٰہ تعا لی یقول انا مع عبدی اذا ذکرنی و تحرکت بی شفتاہ ۔ (بخاری)۔(اللہ تعالی فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور جب اس کے لب حرکت کرتے ہیں)

پھر ایک طویل حدیث ذاکرین کے باب میں ہے کہ ملائکۃ اللہ راستوں میں اہل الذکر کو تلاش کرتے ہیں ۔ جب جماعت ذاکرین کو پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ یہ ہے آؤ ۔پس اپنے بازوؤں سے ان کو احاطہ کرتے ہیں آسمان دنیا تک، پھر اللہ ان سے پوچھتا ہے (حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے) کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں ۔عرض کرتے ہیں ملائکہ کہ تیرا تقدس تیری بڑھائی تیری حمد تیری بزرگی کا ذکر کرتے ہیں ۔فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے ۔عرض کرتے ہیں کہ قسم ہے تیری تجھ کو نہیں دیکھا ۔ پھر فرماتا ہے کہ اگر دیکھیں تو، پس عرض کرتے ہیں کہ گر تجھ کو دیکھیں تو اس سے زیادہ تیری عبادت کریں زیادہ تعظیم اور زیادہ تسبیحیں کریں ۔ پھر فرماتا ہے کہ کیا سوال کرتے ہیں ۔عرض کرتے ہیں کہ تجھ سے بہشت مانگتے ہیں ۔فرماتا ہے کیا انہوں نے اس کو دیکھا ہے عرض کرتے ہیں قسم ہے یا رب نہیں دیکھا ۔پس فرماتا ہے اگر اس کو دیکھتے ؟ وہ عرض کرتے ہیں اگر اس کو دیکھتے تو اس کی بہت حرص اور سخت طلب اور عظیم رغبت کرتے ۔ پھر فرماتا ہے کس شئے سے پناہ مانگتے ہیں ۔عرض کرتے ہیں کہ آگ سے ۔فرماتا ہے کیا اس کو دیکھا ہے ۔عرض کرتے ہیں قسم سے یا رب اس کو نہیں دیکھا ۔فرماتا ہے اگر دیکھتے ؟ عرض کرتے ہیں کہ اگر دیکھتے تو نہایت خوف سے اس سے بہت بھاگتے ۔ پس اللہ فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ تحقیق میں نے ان کو بخش دیا ۔ ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ فلاں شخص ان میں کا نہیں وہ اپنی کسی حاجت کے سبب آیا تھا ۔اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایسی جماعت سے ہے کہ ان کا ہم مجلس شقی نہیں رہتا ۔الخ ۔(بخاری)

غرض فضائل ذکر اللہ بے حد و بے حساب ہیں ۔مسلمانوں کا تو یہی سرمایہ ہے ۔اگر یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہوتو کچھ بھی نہیں۔فحشاء اور منکرات سے روکنے والی ذکر اللہ سے بڑھ کر اور کوئی شئے نہیں جیسا اللہ خودفرماتا ہے: انّ الصّلوۃ تنھی عن الفحشاء و المنکر و لذکر اللّٰہ اکبر

افسوس ہے کہ اسی کی اجنبیت وقلت کے باعث مرزا صاحب کی مجلس اور ان کے مریدین میں بحث مباحثہ مجادلہ ومکابرہ شیخی وعجب یا فخر غیبت سبّ وشتم وغیرہ منکرات کا شغل و چرچا رہتا ہے۔کاش وہ اس طرف متوجہ ہوتے اور رسول اللہ ﷺ کے مبارک اعلیٰ وارفع حالات پر تعظیم و تکریم سے خیال کرتے جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کان رسول اللّٰہ ﷺ یذکر اللّٰہ علیٰ کل احیانہ۔ (مسلم)۔(رسول اللہ ﷺ ہر وقت ذکر اللہ کرتے)، یا کم سے کم ان کو خوش نصیبی سے کوئی خالص مخلص مطیعان ومتبعان ظاہری و باطنی پیروان سید الاولین و لآخرین کی مجلس و صحبت نصیب ہوتی تا وہ اس نعمت بے بہا سے کچھ حاصل کرتے اور ان کو معلوم ہوتا کہ عباد الرحمٰن کیسے وھم عن اللّغو معرضون کے پابند ہوکر چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر آن ہر لحظہ باتباع ہادی جن وانس ﷺ ذکر اللہ میں مصروف ومشغول رہتے ہیں۔

القصہ جو اہل دل اس مذاق کے راغب ومدعی ہیں ان سب میں کم وبیش علی قدر علم و واقفیت شرعی یہ نسبت ذکر ضرور پائی جاتی ہے گوطریقوں میں اختلاف ضرور ہے لیکن اس نسبت سے کوراپن مرزا صاحب اور ان کی جماعت ہی میں دیکھنے میں آیا ہے جہاں صرف زبانی بحث ومباحثہ قیل وقال تحقیر مومنین مسلمین وغیرہ پر سارا مدار رہتا ہے وبس، حالانکہ مرزا صاحب کو دعوی اس قدر ہے کہ سب ذاکرین وفقراء ان کے آگے ہیچ وگرد ہیں بلکہ خود بدولت کو صحابہ کرام وبعض انبیاء سے بھی افضل سمجھتے ہیں اور سید عبداللہ غزنویؒ جیسے مستغرق ذکر جس کو خود فرما چکے ہیں کہ

> مکالمات الٰہیہ سے مشرف بمرتبہ کمال اتباع سنت کرنے والے اور تقوی اور طہارت کے جمیع مراتب ومدارج کو ملحوظ ومرعی رکھنے والے ان صادقوں اور راست بازوں میں سے جن کو خداتعالی نے اپنی طرف کھینچا ہوا ہوتا ہے، پرلے درجے کے معمورالاوقات اور یادالٰہی میں محو اور غریق اور اسی راہ میں کھوئے گئے۔(ازالہ اوہام۔ص ۸۵)۔

اب مرزا صاحب ان سے اپنے مریدین مستغرق بحث ومباحثہ کو سو درجہ بہتر بقسم فرماتے ہیں۔ بات تب تھی جب انصاف سے اور اس نسبت ذکر اللہ سے واقف ہوکر پھر ایسا فرماتے۔

ذی قعد ۱۳۱۷ھ مطابق مارچ ۱۹۰۰ء میں جب یہ مضمون ذکر اللہ تعالی اس کتاب میں درج کیا گیا تو اس پر الہام ہوا: کتاب قد نصّ فیہ رجال لا تلھیھم تجارۃ وّ لا بیع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ذکر اللّٰہ جس کا ترجمہ ومطلب یہ ہے کہ یہ ایسی کتاب ہے جس میں خوب آشکارا ہوا ہے مضمون آیت کریمہ رجال لا تلھیھم .. الخ کا۔

مسیح موعود کے زمانہ کی خصوصیت کی وجہ سے انتشار نورانیت

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

اور یہ ایک عام قانون وسنت الہی ہے جو ہمیں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رہنمائی سے معلوم ہوا اور ذاتی تجارب نے اس کا مشاہدہ کرایا ہے مگر مسیح موعود کے زمانہ کو اس سے بھی بڑھ کر ایک خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ پہلے نبیوں کی کتابوں اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کرینگے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے۔

جواب۔ عام قانون وسنت الہی وذاتی تجارب کی نسبت کچھ ذکر ہو چکا ہے اب خصوصیت زمانہ مسیح موعود کے بارہ میں عرض ہے۔ کیا مرزا کو قرآن سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ عورتوں کو پہلے بھی الہام ہوتے رہے ہیں جیسے ام موسیٰ ومریمؑ کو۔ اور چونکہ حضور سید الاولین والآخرین ﷺ کا زمانہ خیر القرون ہونے کے باعث بدرجہا ان سے بہتر و بڑھ کر تھا تو اس میں بھی ضرور تھا کہ بقاعدہ مرزا صاحب ان سے بھی بڑھ کر الہامات ہوتے ہیں۔ پھر اگر حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں عورتوں کو الہام ہوں معمولی بات ہوئی نہ خاص۔ پس اس زمانہ کی بڑھ کر کیا خصوصیت ہوئی؟

جس حدیث میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں عورتوں کو الہام ہونے کا اور نابالغ بچوں کے نبوت کرنے کا ذکر ہے وہ حدیث مرزا صاحب نے درج نہیں فرمائی۔ کیا وجہ ہے؟ بہتر ہوتا کہ وہ حدیث بھی درج فرما دیتے تا کہ دعوی بادلیل اور آپ کا صدق ظاہر ہو جاتا۔

رسول اللہ ﷺ و دیگر انبیاء کے منصب نبوت کے لئے تو مرزا صاحب چالیس برس تعلیم وغیرہ کیلئے ضروری بیان فرماتے ہیں اور یہاں ارزانی فرما کر خود بدولت کی فضیلت کے ثبوت کو قوی کرنے کے لئے فرمایا کہ اس وقت نابالغ بچے نبوت کریں گے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے اور عجب یہ ہے کہ جن کتابوں کو خود اصلی نہیں مانتے اور بالکل ناقابل اعتبار کئی جگہ بیان کرتے اور لکھتے ہیں یہاں انہی کے لہجہ واقوال بے سند و بے دلیل پر تمسک کرتے ہیں کہ کسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کچھ ہاتھ پڑ جائے۔ اور یہ نہیں خیال کرتے کہ محرف کتب کا کون اعتبار کرتا ہے جن کی تحریف آئے دن معرض بحث میں رہتی ہے اور مسلمان دوسروں کو منوا کر چھوڑتے ہیں بہر حال اب تک بظاہر اس کا کچھ ثبوت وظہور نہیں ہوا۔

کیا اس تمہید سے مرزا صاحب کا اپنے کسی نابالغ بچہ کے لئے دعوی نبوت کی بنیاد و پٹڑی جمانا مرکوز خاطر ہے؟ مرزا صاحب پہلے بھی اپنے فرزند کی نسبت تعریفی الفاظ میں روح مقدس، پاک، نور اللہ، مبارک، مسیحی نفس، روح الحق، کلمۃ اللہ، مظہر الاول والآخر، مظہر الحق والعلا کانّ اللّٰہ نزل من السّماء نور، خدا کا روح، اسیروں کی رستگاری کا موجب وغیرہ مشتہر کر چکے ہیں

دیوار پر آفتاب کا سایہ پڑ کر منور ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

> اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی روحانیت کا پرتوہ ہوگا جیسا کہ دیوار پر آفتاب کا سایہ پڑتا ہے تو دیوار منور ہو جاتی ہے اور اگر چونہ اور قلعی سے سفید کی گئی ہو تو پھر اور بھی زیادہ چمکتی ہے اور اگر اس میں آئینے نصب کئے گئے ہوں تو ان کی روشنی اس قدر بڑھتی ہے کہ آنکھ کو تاب نہیں رہتی۔ مگر دیوار دعوی نہیں کر سکتی کہ یہ سب کچھ ذاتی طور پر مجھ میں ہے کیونکہ سورج کے غروب کے بعد پھر اس روشنی کا نام ونشان نہیں رہتا۔ ایسا ہی تمام الہامی انوار امام الزمان کا انعکاس ہوتا ہے۔

جواب۔ پرتوہ اور امام الزمان کے انوار کے انعکاس کا مسئلہ اور اس انعکاس سے امام الزمان ہی کے مخالف الہام ہونے کا بیان اور پھر انتشار روحانیت ونورانیت کا ذکر ہو چکا ہے۔

دیوار اگر پہلے بے نور ہو اور بعد میں نور سے منور ہو (نہ سایہ سے جیسا کہ مرزا صاحب نے فرمایا) تو بے شک وہ دیوار طفیلی ہوگی اور قبول کیا جاوے گا کہ یہ نور کسی اور کا ہے لیکن جس حالت میں وہ دیوار طلوع آفتاب مخیلہ مرزا سے پہلے ہی بفضل وکرم واہب العطیات نور السماوات والارض مہبط انوار رحمت خداوندی ہو تو وہ کیونکر اور کس طرح اپنے تئیں طفیلی سمجھے جیسا کہ اول ذکر ہوا۔

رہا زبانی دعوی تو وہ تو کلیتًا مرزا کے ملکیت واختیار میں ہے کسی دوسرے عاجز کا جو دیوار سے بھی اپنے آپ کو کمتر و ناچیز سمجھتا ہو، اس کا کیا مقدور وکیا حوصلہ کہ کسی قسم کے دعوی کا خیال دل میں یا حرف زبان پر لاوے۔ خیر مرزا نہ کریں لیکن خاکسار کو تو ہر دم اپنا عجز وعبودیت مدنظر ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی زبردستی سے مجرد دعوی ہے کہ الہامی انوار امام الزمان کے انوار کا عکس ہوتا ہے کیونکہ یہ انوار تو بقول مرزا صاحب قدیم ہی سے اس امت مرحومہ میں ہر ایک زمانہ میں بفضل وکرم مبداء فیوض وبطفیل اتباع ھادی جن وانس چلے آتے ہیں جیسا کہ آپ خود بھی بیان کر چکے ہیں پھر خواہ نخواہ بار بار اثبات فضیلت خود بدولت کے لئے امام الزمان کے انوار کا انعکاس بے دلیل کہے جانا کیا ضروری ہے؟ ہاں اس کی تصدیق تب ہوسکتی ہے جب بقول مرزا صاحب سورج غروب ہونے پر یعنی بساط نوری امام الزمان کے بعد ان انوار کا نام ونشان نہ رہے۔

امام الزمان کی خبر سن کر تعلق نہ پکڑنے سے سلب ایمان ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اگر کوئی قسمت کا پھیر نہ ہو اور خدا کی طرف سے کوئی ابتلاء نہ ہو تو سعید انسان جلد اس دقیقہ کو سمجھ سکتا ہے اور خدانخواستہ اگر کوئی اس الٰہی راز کو نہ سمجھے اور امام الزمان کے ظہور کی خبر سن کر اس سے تعلق نہ پکڑے تو پھر اول ایسا شخص امام سے استغنا ظاہر کرتا ہے، پھر استغنا سے اجنبیت اور پھر اجنبیت سے سوء ظن بڑھتا ہے، اور پھر سوء ظن سے عداوت پیدا ہوتی ہے، اور پھر عداوت سے نعوذ باللہ سلب ایمان تک نوبت پہنچتی ہے۔

جواب۔ جو امام برحق اور اس کی امامت علی منہاج النبوۃ ہو اس سے بے تعلقی اجنبیت استغنا بلاشک جرم ہے اعاذنا اللّٰہ منہا۔ لیکن جو امام بغیر اعمال کے مجرد زبانی دعوی امامت کرے اور اس آڑ میں مسائل مسلمہ شرعیہ نبویہ وقرآنیہ کی ترمیم وتنسیخ وردّ وبدل کر کے اپنے لچر، من گھڑت مسائل شائع کرے اور اوصاف امامت، زہد وقناعت، توکل، صبر، رضا، تبتل، انابت، تقوی، مصروفیت ذکر، وغیرہ کی بجائے تن آسانی، خوش گذرانی، حرص مال، محبت جاہ، ادب وریاست کا شیدا، ہو۔ التفات لغیر اللہ، خوش آمد، چاپلوسی اہل دنیا کر کے دنیاوی خطاب وعزت کا خواہاں و عاشق، ذراسی وہمی تکلیف پر دہڑا دہڑ واویلا، میموریل بھیجنے پر آمادہ، اپنے مریدین کو جمع رکھنے اور دیگر مردمان کو اپنا معتقد بنانے میں مصروف، دن رات غیبت، سبّ وشتم ولعن طعن مسلمین ومومنین میں مشغول، دوسرے مسلمانوں کو کافر بنانے کیلئے حیلہ حوالہ سے فتوی حاصل کرنے میں مشاق، طول امل میں تیس برس کے واسطے رجسٹری کرانے اور غیر سبیل المومنین اپنی وجماعت واہل بیت کی طرح طرح کی تصویریں اتروانے میں دلیر ہو، فرمایئے ایسے امام سے بے تعلقی، اجنبیت، استغنا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حصول رضائے رب العالمین بموجب قرآن وحدیث درست ہے یا نہ۔

نظر بریں حالات مرزا صاحب اول امامت باوجود موجودگی اوصاف وحالات متذکرہ بالا کے ادلہ شرعیہ سے ثابت کریں پھراس پر یہ تفریع اٹھاویں۔

یہ بھی غور فرمائیں کہ عوام کا تو کیا ذکر، خواص علماء محدثین فقہاء محققین صوفیہ کرام صاحب کشف وبشارات ومجاہدات اصحاب الہامات ومکالمات بلکہ قریباً سب اہل اسلام مرزا صاحب سے نہ صرف ناموافق بلکہ سخت مخالف ہیں اوراس لئے کہ خود بدولت میں سوائے مجرد دعوی اپنے تعلّی وشیخی وخودسری وغیرہ کے اورکوئی علامت امامت نہیں ہے آپ اسپر تدبر کریں۔

قریب قریب اسی طرز کے الفاظ اجنبیت، عداوت، ختم علی القلب وغیرہ مرزا صاحب نے رسالہ آسمانی فیصلہ میں بھی لکھے ہیں۔مرزا صاحب کوتو یہ ترکیب الفاظ مرغوب خاطر ہوئی اور جب تک ختم علی القلب اورسلب ایمان تک نوبت نہ پہنچے اورکل دھمکیاں اوردینی دنیاوی بلائیں خود بدولت سے تعلق نہ پکڑنے والے پر نازل نہ فرمالیں، بس نہیں فرماتے۔لیکن جن عاجزوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے ان کی حالت بھی مدنظر فرماویں کہ ان کوکیسی ایذارسانی ہے اوراسکا ان پر کیا اثر اورکیا نتیجہ ہوتا ہے۔کیونکہ مرزا کوتو ہمدردی خیرخواہی وبہبودی وفیض رسانی خلق اللہ اوررحمۃ للعالمین ہوکر تشریف لانے کا دعوی ہے اورعمل یہ کہ دوسری مخلوق الٰہی کے سلب ایمان، تباہی ہلاکت اورخود بدولت کی بہتری خطاب عزت درازی حیات کا وظیفہ اورجواشتہار وپیش گوئی ہو وہ بھی اسی مضمون کی، غرض یہی شفقت علی الخلق ورحمۃ للعالمینی مرزا صاحب سے ظاہر ہورہی ہے۔

بے شک بخیال مرزا تو قسمت کے پھیراورخدا کی طرف سے ابتلاء سے بری ومحفوظ ہوکر سعید انسان تب ہی ہوسکتا ہے جب مرزا کی چاکری غلامی وتابعداری میں داخل ہوکر بیعت کرکے مرزا صاحب کواپنے نفس معہ لوازم کا مالک بناوے۔لیکن مرزا صاحب نے صفحہ ۳ میں فرمایا ہے کہ:

جولوگ اللہ پرایمان لاتے اوراستقامت اختیار کرتے ہیں فرشتے ان کو بشارت کے الہامات سناتے رہتے ہیں اورتسلی دیتے رہتے ہیں اوراس قسم کے الہامات یا خوابیں عام مومنوں کے لئے روحانی نعمت ہیں۔،

اورصفحہ ۴ میں مرزا صاحب نے فرمایا ہے:

کہ امت محمدیہ میں کئی کروڑ ایسے بندے ہوں گے جن کوالہام ہوتا ہوگا مستعد دلوں پر پرتوہ پڑتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو جب الہامات ارحم الراحمین کی طرف سے فضل و رحمت و روحانی نعمت ہیں اور بیشک ضرور ہیں تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے صاحب نعمت وفضل کو باوجود استغراق و انابت الی اللہ و مسکنت عبودیت و انکساری، شکرگذاری نعماء واہب العطیات و اقرار و اعتراف قصورمحبت ولیاقت و استعداد خود کس لئے قسمت کا پھیر و ابتلاء ہو، اور امام کی شناخت سے محرومی اجنبیت سوءظن عداوت اور اخیر پر سلب ایمان کی بلا کیوں اس پر وارد ہوگی حالانکہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

انّ الّذین قالوا ربّنا اللّٰہ ثمّ استقاموا فلا خوف علیھم و لا ھم یحزنون اولئک اصحاب الجنّۃ خالدین فیھا جزاء بما کانوا یعملون (جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت رہے اوپر اس کے۔ پس ان پر نہ خوف ہے اور نہ غم کھاوینگے اور وہ صاحبِ بہشت ہیں اس میں ہمیشہ رہینگے، بدلہ اس چیز کا جو وہ کرتے تھے)

میں صریح اخیر خلود جنت تک کا وعدہ اس رحیم و کریم کا ہے۔ مرزا صاحب عاجزوں پر رحم فرمائیں اور اس شہنشاہ عالی جاہ ارحم الراحمین کی رحمت بے پایاں کے واسطے اسقدر تشدد سے ایسا محدود و تنگ پیمانہ حسب خیال و حوصلہ خود مقرر فرما کر غریب بندگان ارحم الراحمین کو ایسا ناامید و مایوس نہ فرمائیں اور یہ غور کریں کہ جس پر اللہ ایسا فضل و کرم کرے اس کو امام کی مخالفت کے ایسے الہام کیوں ہوں؟

ہاں اگر اس قادر مطلق احکم الحاکمین وغیاث المستغیثین و ہادی المضلین کا اس بے چارہ و بے گناہ عاجز ملہم کو بذریعہ الہام ہی تباہ و برباد کرنے کا ارادہ ہے تو انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون پھر کسی دوسرے کی کیا پیش جاسکتی ہے لیکن چونکہ اس ذات پاک ارحم الراحمین نے خود ہی فرمایا ہے:

ورحمتی وسعت کلّ شئی ۔ (اور میری رحمت نے سما لیا ہر شئے کو)

الا انّ اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون (خدا تعالیٰ کے دوستوں پر کوئی ڈر نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے)

الّذین آمنوا و کانوا یتّقون لھم البشری فی الحیوۃ الدّنیا و فی الآخرۃ ۔ لا تبدیل لکلمات اللّٰہ ذلک ھو الفوز العظیم (وہ جو ایمان لائے اور تھے پرہیزگاری کرتے، واسطے ان کے ہے خوش خبری زندگانی دنیا میں اور بیچ آخرت کے۔ نہیں بدلنا کلام خدا کی کو۔ یہ ہے مراد پانا بڑا)

اور حدیث شریف میں بھی انّ رحمتی سبقت غضبی (بے شک میری رحمت سبقت لے گئی ہے میرے غضب پر)، اور ایک روایت میں غلبت غضبی فرمایا ہے، اس لئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امید واثق و یقین کامل ہے کہ وہ ہرگز ایسا نہ کرے گا بلکہ بموجب ارشاد: انّ وعد اللّٰہ حقّ (بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے) کے روز بروز انعامات و احسانات فراواں درفراواں فرماوے گا۔

آنحضرت ﷺ کے وقت میں راہبوں کا ملہم ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے ظہور کے وقت ہزاروں راہب ملہم اور اہل کشف تھے اور نبی آخرالزمان کے قرب ظہور کی بشارت سنایا کرتے تھے لیکن جب انہوں نے امام الزمان کو جو خاتم الانبیاء تھے، قبول نہ کیا تو خدا کے غضب کے صاعقہ نے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کے تعلقات خدا تعالی سے بکلی ٹوٹ گئے۔ اور جو کچھ ان کے بارہ میں قرآن شریف میں لکھا گیا اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ وہی ہیں جن کے حق میں قرآن شریف میں فرمایا گیا و کانوا یستفتحون من قبل اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ یہ لوگ خدا تعالی سے نصرت دین کے لئے مدد مانگا کرتے تھے اور ان کو الہام اور کشف ہوتا تھا۔

جواب۔ جن بدبختوں نے امام الزمان خاتم الانبیاء کو قبول نہ کیا انہوں نے تو اللہ کے صاعقہ غضب سے ضرور ہلاک ہونا ہی تھا اور سب ایسے متکبر حق کو قبول نہ کرنیوالے ہلاک ہو گئے اور ان کے تعلقات بھی خدا سے بکلی ٹوٹ گئے اور یہ ضروری تھا، لیکن یہاں تو معاملہ ہی اس کے برعکس ہے۔ یعنی جو لوگ مجدد دعویدار امام الزمانی کو نہیں قبول کرتے بلکہ ان دعاوی کو بنظر کراہت دیکھتے ہیں اور نہ صرف خود بلکہ اوروں کو بھی ان کے قبول کرنے سے مانع ہوتے ہیں انکا کچھ حرج و نقصان بظاہر نہیں ہوا، اور نہ ان پر غضب کا صاعقہ گرا، نہ ان کے تعلقات خدا تعالی سے ٹوٹے اور باوجود آپ کے بزبان خود مستجاب الدعوات ہونے کے بھی ان کا کچھ نہیں بگڑتا، بلکہ ان کی ہر حال میں بظاہر تو ترقی ہی ہے۔ شعائر اسلام عبادات ذکر الٰہی وغیرہ میں وہ بدستور مشغول و مصروف ہیں جیسا کہ جماعت سید عبداللہ مرحوم غزنوی و مولوی عبدالحق وغیرہ جن کو مرزا کے خلاف الہام بھی ہوتے رہتے ہیں۔ مولوی سید نذیر حسین دہلوی و مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ جو باوجود ضعف و کبرسنی کے درس و تدریس قرآن مجید و احادیث رسول رب العالمین وغیرہ اوراد میں ویسے ہی مصروف فراہمی وذخیرہ عاقبت ہیں، اور ایسا ہی مولوی محمد ابراہیم و دیگر عالمان و مولویان کا حال ہے۔ مرزا قادیانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خیال فرماویں کہ ان کے کون سے تعلقات خدا تعالی سے ٹوٹے ہیں۔..

اور عاجز خاکسار تو اس امر کا قائل ہے اور اس کا ذاتی تجربہ ومشاہدہ کر رہا ہے کہ مرزا کی ملاقات وارتباط کے سبب جو کچھ قبض وغفلت لاحق حال رہتی تھی وہ ان کی علیحدگی سے مبدل بہ بسط ہو کر انعامات تقرب الٰہی میں بہت ہی ترقی وافزونی ہوئی ہے اور اس پر الہامات کی اس قدر زیادتی ہوئی کہ کچھ حد نہیں الحمد للّٰہ کثیراً طیّباً مبارکاً فیہ کما تحبّ ربّنا و ترضی

چونکہ مرزا صاحب علم وفضل وقرآن وحدیث کے حقائق ومعارف کے بزبان خود دریا بلکہ سمندر ناپیدا کنار ہیں لہذا ان کے دعوی علم وحقائق معارف کی نسبت بھی کچھ بیان کرنا ضروری ہے۔ سو وہ یہ کہ اول تو لفظ راہب صیغہ واحد بجائے صیغہ جمع رہبان کے مرزا صاحب نے لکھا ہے دوم رہبان تو نصاری تھے جیسا کہ قرآن میں آیا ہے بانّ منهم قسّسين و رهبانًا و انّهم لا يستكبرون (ان میں عالم اور راہب ہیں، اور وہ تکبر نہیں کرتے) چنانچہ معالم التنزیل میں ہے و الرّهبان من النّصارى اصحاب الصّوامع (راہب نصاری کے وہ لوگ تھے جو عبادت خانوں میں رہتے تھے) لکھا ہے اور كانوا من قبل يستفتحون والے یہود تھے جیسا کہ اکثر تفاسیر میں ہے۔ تفسیر معالم التنزیل میں ہے:

> و كانوا يعنى اليهود من قبل مبعث محمد ﷺ يستفتحون يستنصرون على الّذين كفروا على مشركى العرب (یہودی، رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے کے ساتھ طلب فتح کی یعنی مدد مانگا کرتے تھے ان لوگوں پر جو کافر تھے یعنی عرب کے مشرکوں پر)

ایسا ہی تفسیر جامع البیان میں ہے:

> و كانوا اليهود و الواو للحال من قبل، قبل نزوله، يستفتحون على الذين كفروا، يستنصرون على المشركين يقولون اللّهم انصرنا بنبىّ آخر الزمان المنعوت فى التوراة (حالانکہ یہود اس کے نزول سے پہلے کافروں پر فتح طلب کرتے تھے اور مشرکوں پر مدد مانگتے تھے، اے اللہ تعالی ہمیں بواسطہ نبی آخرالزمان، جو کہ توراۃ میں صفت کئے گئے ہیں، مدد کر)

تو اب خیال کریں کہ یستنصرون کے یعنی نصرت مانگنے والے تو یہود تھے اور مرزا صاحب نے لکھ دیا ہے کہ راہب تھے یعنی نصاری تھے، اس کی کیا وجہ ہے؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر پارہ اول قرآن مجید کی یہ آیت وکانوا من قبل یستفتحون کو بھی صحیح نہیں لکھا، بلکہ الٹ پلٹ کر کے وکانوا یستفتحون من قبل لکھ دیا ہے حالانکہ انّی متوفّیک ورافعک کے معنی پس وپیش خیال کرنے والوں کو مرزا طعن وملام کا نشانہ بنایا کرتے ہیں۔

مرزا صاحب نے اخیر عبارت میں فرمایا ہے کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ یہ لوگ خدا تعالی سے نصرت دین کے لئے مدد مانگا کرتے تھے اوران کو الہام اور کشف ہوتا تھا۔

اس آیت کے ماقبل و مابعد کو بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں یہودیوں کے استکبار تکذیب کفر بے ایمانی و بغاوت وغیرہ کا ذکر ہے۔کوئی ایسا لفظ نہیں جس کے معنی الہام وکشف ہوں۔نہ معلوم مرزا صاحب نے الہام وکشف کس لفظ و جملہ کے معنی وتفسیر کی ہے؟

یا بنظر و بدلیل وسیع الاختیاری ومناصب امام الزمان باوجود موجودگی احکام:

من قال فی القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النّار (جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کہے پس وہ اپنی جگہ دوزخ میں طیار کرے)

من قال فی القرآن برأیہ واصاب فقد اخطا (اور جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کہے اور صواب کو پہنچے تو بھی غلط کیا)

مرزا صاحب نے اپنی طرف سے یہ معنی وتفسیر اپنا الہامی جوہر دکھلانے کو بڑھادی ہے جیسا کہ علماء امت کے معنی وتفسیر میں لفظ، اندھا آئیگا، بڑھا دیا تھا۔

ایسا ہی مرزا کی یہ بھی عادت ہے کہ اپنے بیان وتحریر کے وقت اثبات مدعا کیلئے خواہ وہ موقوف، منقطع، شاذ، منکر، معلل، مرسل، مدلس، مضطرب، مدرج، وغیرہ کیسی ہی ہو لیکن مرزا اکثر لفظ حدیث صحیح اپنی طرف سے ضرور لگا دیا کرتے ہیں اور مقابلہ میں دوسروں سے صحیح بخاری جس کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے اس کی احادیث کو بھی قبول کرنے میں چون و چرا وتعامل وغیرہ پیش فرمایا کرتے ہیں اور پھر عمل کے وقت وہ تعامل بھی نسیاً منسیاً جیسا کہ خود بدولت و جماعت وغیرہ کی کئی قسم کی تصویریں اترانے کے وقت کسی تعامل وحکم وغیرہ کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی۔

عیسائیت میں مخلوق پرستی ملنے کے باعث یہودیوں کی بریت

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اگرچہ وہ یہودی جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی نافرمانی کی تھی خدا تعالی کی نظر سے گر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے تھے لیکن جب عیسائی مذہب بوجہ مخلوق پرستی کے مرگیا اور اس میں حقیقت و نورانیت نہ رہی تو اس وقت کے یہود اس گناہ سے بری ہو گئے کہ وہ عیسائی کیوں نہیں ہوتے۔ تب ان میں دوبارہ نورانیت پیدا ہوئی اور اکثر ان میں سے صاحب الہام اور صاحب کشف پیدا ہونے لگے اور انکے راہبوں میں اچھے اچھے خیالات کے لوگ تھے اور ہمیشہ اس بات کا الہام پاتے تھے کہ نبی آخرالزمان اور امام دوراں جلد پیدا ہوگا۔ وغیرہ الخ

جواب۔ عیسائی مذہب میں مخلوق پرستی تو بعد میں نادانوں نے ملائی، مذہب کا اس میں کوئی ذمہ نہیں۔ یہودی سیدنا مسیح کی نافرمانی و انکار کی وجہ سے بجائے خود ان کی دشمنی و بدزبانی سے کبھی باز نہ آئے۔ کم سے کم مسیح کا عناد اور ان کے حق میں دشنام دہی اور طرح طرح کے اتہام تو چھوڑتے، لیکن یہ بھی نہ چھوڑا۔ اب تک بدستور ویسے ہی ہیں۔ تو پھر ان میں نورانیت اور خدا تعالی کی خوشنودی اور رضامندی کے علامات و برکات یعنی الہامات و کشوف کیسے آ گئی اور وہ گناہ سے بغیر توبہ بلکہ باوجود اصرار وہٹ کے کیسے بری ہو گئے۔ اور ان کے راہبوں میں اچھے اچھے حالات کے نورانی صاحب الہام و کشف کس طرح ہو گئے (مرزا بایں دعوی فضل وعلم فصاحت و بلاغت بار بار راہب کو یہودی ہی لکھتے ہیں، راہب تو نصاری تھے ان کو یہود سے کیا تعلق؟) کیا کسی مومن کے نزدیک معاذ اللہ عناد و توہین و تحقیر سیدنا مسیح بھی کبھی کسی وقت باعث و موجب نورانیت و الہام و کشف وغیرہ علامات و خوشنودی رب غیور ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

مرزا کا ابھی تو اس بات پر زور تھا کہ تمام الہامی انوار و مکاشفات منامات و برکات وغیرہ امام الزمان کا انعکاس ہوتا ہے اور یہاں پہنچ کر حافظہ نہ باشد والی مثال کے موافق ظلماتی متمرد و سرکش و یقتلون النّبیّین بغیر الحق (نبیوں کو ناحق قتل کرتے ہیں) کے مصداق یہودیوں کو جو امام الزمان سے بہت دور تر پیدا ہوئے تھے ان کو صاحب الہام مکاشفات نورانیت و اچھے اچھے حالات والے بیان کیا ہے۔ اب فرماویں کہ یہ کس کا انعکاس تھا؟

مسیح کے انکار عداوت دشمنی و مخالفت میں تو ان بدقسمتوں پر یہ انعامات خداوندی ہوئے اگر مرزا صاحب کی طرح وہ سیدنا مسیح کے خیر خواہ و ثنا خوان ہوتے تو نہ معلوم کہ پھر وہ کن انعامات کے مستحق ہوتے۔ سبحان اللہ۔ مرزا صاحب کے حقائق و معارف میں، جن پر آپ اور آپ کے مریدین دلدادہ ہیں، ذرا انصاف سے ان پر توجہ و غور فرماویں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی موعود کے وقت راہبوں کا ہلاک و سیہ دل ہونا

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۶ پر مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

مگر جب وہ نبی موعود، اس پر خدا کا سلام، ظاہر ہوگیا تب خود بینی و تعصب نے اکثر راہبوں کو ہلاک کر دیا اور ان کے دل سیہ ہو گئے مگر بعض سعادتمند مسلمان ہو گئے اور انکا اسلام اچھا ہوا۔ پس یہ ڈرنے کا مقام ہے۔ خدا کسی مومن کی بلعم کی طرح عاقبت نہ کرے، الٰہی تو اس امت کو فتنوں سے بچا اور یہودیوں کی نظیریں اس سے دور رکھ آمین

جواب۔ واقعی خود بینی اور تعصب یعنی انا خیر منه و، ہم چو ما دیگرے نیست کہنا عام مخلوق الٰہی اور امت خیر الوری کو بنظر توہین و تحقیر دیکھنا، اپنی فضیلت و بزرگی ہر پہلو سے ثابت و قائم کرنے کی تدابیر میں مصروف رہنا، بے ضرورت منصوبجات کو ناجائز حیلہ حوالہ کر کے اپنے اقوال کی تصدیق کرنا، یا فتوی حاصل کرنے اور قرآن و احادیث کی عبارت کے معنی و تفسیر میں یحرّفون الکلم عن مواضعه (بدل ڈالتے ہیں کلموں کو اپنی جگہوں سے) کے مصداقوں کی طرح اپنی طرف سے اپنے مفید مطلب کمی زیادتی کرنی وغیرہ، یہ سب بے شک ایسے امراض ہیں جن سے انسان سیاہ دل ہو کر ہلاک اور آخر بصورت منیب و تائب نہ ہونے کے خود بدعاقبت ٹھہرتا ہے۔ حافظ حقیقی اپنے فضل و کرم سے اس امت کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور ہم عاجز بندوں کو ہمارے عیوب اور اغلاط اور زلات پر بصیرت و اطلاع بخش کر ان سے تائب ہونے و پرہیز کی توفیق بخشے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں: جب کہ وہ نبی موعود، اس پر خدا کا سلام، ظاہر ہوگیا تب خود بینی و تعصب نے اکثر راہبوں کو ہلاک کر دیا اور ان کے دل سیاہ ہو گئے۔

لیکن اللہ تعالی پاک قرآن میں فرماتا ہے:

لتجدنّ اشدّ النّاس عداوةً للّذین آمنوا الیهود والّذین اشرکوا و لتجدنّ اقربهم مودّةً للّذین آمنوا الّذین قالوا انّا نصاری۔ ذلک بانّ منهم قسّیسین و رهبانًا۔ و انّهم لا یستکبرون۔ و اذا سمعوا ما انزل الی الرّسول تری اعینهم تفیض من الدّمع ممّا عرفوا من الحقّ یقولون ربّنا آمنّا فاکتبنا مع الشّاهدین۔ و ما لنا لا نومن باللّه و ما جائنا بالحقّ و نطمع ان یّدخلنا ربّنا مع القوم الصّالحین۔ فاثابهم اللّه بما قالوا جنّات تجری من تحتها الانهار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالدین فیھا و ذلک جزاء المحسنین ۔(مومنوں کے ساتھ دشمنی کرنے میں سب لوگوں سے زیادہ یہود اور مشرکوں کو تو پاوے گا ۔اور مومنوں کے ساتھ دوستی میں زیادہ قریب ان لوگوں کو پاوے گا جنہوں نے کہا ہم نصاری ہیں ۔ یہ اس لئے کہ ان میں علماء اور رہبان گوشہ نشین ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے ۔اور جب وہ چیز جو رسول اللہ ﷺ کی طرف اتاری گئی ہے سنتے ہیں،تو ان کی آنکھوں کو دیکھتا ہے کہ حق کے پہچاننے سے آنسو بہاتے ہیں ، کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے ہیں پس ہم کو شہادت دینے والوں کے ساتھ لکھ اور ہم اللہ اور اس کے ساتھ جو ہمارے پاس آیا ہے کیوں کر ایمان نہ لاویں حالانکہ ہم طمع کرتے ہیں کہ اللہ ہم کو قوم صالح میں داخل کرے ۔پس اللہ نے ان کو اس کہنے کے عوض بہشت بدلہ دیا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بدلہ ہے نیکوکاروں کا)

مدعا یہ کہ مرزا صاحب راہبوں کو خود بین،متعصب ،سیاہ دل بتاتے ہیں اور اللہ پاک ان کو بہت قریب از روئے محبت مومنین سے ، قسیسین اور رہبان غیر متکبر،حق سن کر اور پہچان کر رونے والے، ایمان کا اقرار کرنے والے،قوم صالحین میں داخل ہونے کی آرزو کرنے والے،اور پھر ان کو ثواب جنت جزاء المحسنین دینا ،فرماتا ہے ۔ دیکھئے کس قدر فرق پڑ گیا۔یعنی اللہ تعالی تو نصاری کے مذہب کی قرآن مجید میں اسقدر تعریف فرماتا ہے اور مرزا صاحب ان کو سرکش،منکر، مغضوب علیہ یہود سے نسبت دیں جو مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں جیسے قرآنی الفاظ لتجدنّ اشدّ النّاس عدوا للذین آمنوا الیھود میں صریح ارشاد ہے ۔

اسلام میں تو جو آئے گا ،ضرور سعادت سے حصہ لیگا۔لیکن اسلام کے معنی کیا کرتے ہیں: گردن نہادن ،فرمان بردار ہونا،احکام کو قبول کرنا،

اور مرزا صاحب نے بھی گو اور طرح سے حقائق و معارف سے رنگین کر کے معنے کئے ہیں لیکن مطلوب مقصود میں کچھ ایسا فرق نہیں ۔لیکن مشکل تو یہ ہے کہ جس شخص کو دوسری تمام مخلوق کو اپنا فرمان بردار بنانا اور سب کی گردنیں اپنے حکم کے آگے جھکوانا اور سب کے نفس کا معہ لوازم مالک بننا منظور اور مدنظر ہو، وہ اپنی گردن کیونکر جھکائے گا،اور اسلام کو گو زبان سے اچھا کہے،اس کی فرمان برداری کیونکر قبول کرے گا۔اور یہ ہی سخت ڈرنے کا اور خوف کا مقام ہے اور اسی واسطے اخیر پر عاجز، مرزا صاحب کی دعا پر بھی آمین ثم آمین کہتا ہے۔

مرزا صاحب نے اول تو فرمایا کہ الہامی انوار و برکات، مکاشفات،منامات وغیرہ امام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الزمان کے انوار کا انعکاس ہوتا ہے پھر اس قول کی پرواہ نہ کر کے ان ظلماتی، متمرد، سرکش و نافرمان مخالف و مقابل انبیاء یہود کو جو زمانہ امام الزمان سے بہت دور تر پیدا ہوئے تھے ان کو صاحب الہامات مکاشفات ونورانیت بنایا، اب یہاں آ کر ان کو پھر اس کے برعکس تحریر کر دیا کہ سید الاولین و الآخرین ﷺ برحق امام الزمان کے بابرکت ونورانی عہد کے وقت راہب ہلاک اور سیہ دل ہو گئے گویا کہ حضرت مسیح کے بعد زمانہ فترۃ میں تو الہامات بند ہو کر وہ ملہمین مردود مغضوب علیھم ہو گئے۔ سبحان اللہ مرزا صاحب کسی جگہ قرار واستقامت تو فرماویں ہر بات پر حاشیہ نشینان واہ واہ کرنے والے موجود ہیں، لہذا مرزا صاحب کو ان اختلافات انقلابات کی پرواہ نہیں ہے اور روحانیت کے مذاق کی کمی کے سبب ان پر نظر نہیں پڑتی۔

❁ دیکھئے خلاف منشاء کلام رب عزیز و شریعت اسلامی اپنی طرف سے من گھڑت قاعدہ تراشنے میں بموجب حکم والہام لو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً (اور اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے) کے انسان کہاں کا کہاں ٹکریں مارتا پھرتا اور کیسی حیرانی واختلافات میں سرگشتہ وسرگردان ہوتا ہے۔ مرزا و مریدین غور فرمائیں۔

امام الزمان کی علامات

ضرورۃ الامام میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

اب ایک ضروری سوال یہ ہے کہ امام الزمان کس کو کہتے ہیں اور اس کی علامات کیا ہیں اور اس کو دوسرے ملہموں اور خواب بینوں اور اہل کشف پر کیا ترجیح ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ امام الزمان اس شخص کا نام ہے کہ جس کی روحانی تربیت کا خدا تعالی متولی ہو کر اس کی فطرت میں ایک ایسی امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے کہ وہ سارے جہان کے معقولیوں اور فلسفیوں سے ہر ایک رنگ میں مباحثہ کر کے ان کو مغلوب کر لیتا ہے وہ ہر ایک قسم کے دقیق در دقیق اعتراضات کا خدا سے قوت پا کر ایسی عمدگی سے جواب دیتا ہے کہ آخر ماننا پڑتا ہے کہ اس کی فطرت دنیا کی اصلاح کا پورا سامان لے کر اس مسافر خانہ میں آئی ہے اس لئے اس کو کسی دشمن کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا پڑتا۔

جواب۔ اگرچہ اس سوال کا مختصر اور مرزا صاحب کا پسند خاطر تو اسی قدر جواب تھا جو انہوں نے (رسالہ ضرورۃ الامام کے) صفحہ ۲۳ میں بقلم جلی تحریر فرمایا ہے، کہ امام الزمان میں ہوں،۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن مرزا صاحب نے اسی پر بس نہیں فرمائی اور انصاف یہ ہے کہ حالات ہی ایسے ہیں جن سے مرزا صاحب معذور ہیں یعنی حاشیہ نشینان فدائیان ہی ایسے مل گئے ہیں کہ ما ھذہ التّماثیل الّتی انتم لھا عاکفون (کیا ہیں یہ مورتیں کہ تم واسطے ان کے اعتکاف کرنے والے ہو) کی طرح سرنگوں یا تاثیر ادویات مقویات ومعجونات واشغال اطعمہ واشربہ گوناگوں کی طاقت سے داد دینے اور لوٹ پوٹ ہو کر، اہا اہا، کیا عرفان اور معرفت کے سمندر پلٹ دیئے، کہنے کو حاضر وموجود ہیں جس کا نمونہ کسی اہل اللہ وربانی کی مجلس میں نہ دیکھا نہ سنا۔

اور اس پر مرزا صاحب کو فرصت کثیر عمر بھر کے عادت تحریر طبیعت میں بحث مباحثہ کا مذاق خود بدولت سخن آرائی کے مشتاق مضامین کی آمد قلم ہاتھ میں غرض سب سامان موجود۔ پس جو پسند خاطر ہوا بلا تامل تحریر فرما دیا کون مزاحم و مانع ہوسکتا ہے۔ اور انہی اسباب کی وجہ سے مرزا نے علامات امام الزمان وعلامات الہام میں بہت کچھ خامہ فرسائی فرمائی ہے۔ مناسب تو یہ تھا کہ ما یلفظ من قولٍ الّا لدیہ رقیب عتید (نہیں بولتا کوئی بات مگر اس کے پاس ہے نگہبان تیار) کے ارشاد کو ایسے اہم وضروری امور میں مدنظر رکھتے بالخصوص بدعوی سپہ سالاری افواج محمدیہ ﷺ۔

کیونکہ یہ اسلامی (محمدی) فوج کچھ بے آئینی و بے قانونی وخودسر ہرگز نہیں، عام ہو یا خاص، سپاہی یا افسر سپہ سالار، رعیت ہو خواہ حاکم خودمختار، آقا ہو یا غلام، غرض ہر ایک کے لئے اس کے ہر ایک امر دینی ودنیاوی معاد ومعاش کے واسطے ایسا کامل وغیر مبدل پاک قانون موجود ہے جس میں ضوابط وقوانین شارع ﷺ کے وقت سے مقرر ومنضبط ہو چکے ہیں اور چونکہ وہ دستور العمل قوانین الٰہی ربانی ہیں، لہذا تغیر وتبدل نسخ وترمیم کو ان میں دخل وگنجائش نہیں۔ اور تیرہ سو برس سے زیادہ کا تجربہ اس پر شاہد ہے کہ اس عالی شان بابرکت محکم قانون کی پیروی و پابندی مثمر حسنات کونین اور اس سے انحراف وروگردانی منتج سیئات دارین یعنی خسر الدّنیا و الآخرۃ ہے، لہذا لازم تھا کہ جو کچھ ہدایت وبہتری اسلام واسلامیان کے نام سے خواہ اوصاف امام خواہ شرائط الہام کچھ ہی ہوتا اگر تحریر فرماتے تو ان کو مسنداً مرفوعاً انہیں ضوابط وقوانین کی قید وحوالہ سے تحریر فرماتے کیونکہ یہاں مطلق العنانی نہیں چل سکتی اور ہر ایک متنفس مطیعان متبعان آنحضرت ﷺ سے مجاز ہے اور حق رکھتا ہے کہ بہ حکم فان تنازعتم فی شئی فردّوہ الی اللّٰہ و الرّسول (اگر تم کسی شئے میں تنازعہ کرو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیرو) کے طالب دلیل وسند اس قانون الٰہی کا ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس اگر یہ اوصاف امام وشرائط الہام وغیرہ اس پاک قانون میں درج ہیں اور اس ہادی وافسر سراپا صدق واعتبار وسپہ سالار فوج عزیز الغفار سے مروی ومنقول ہیں تو کسی کا کیا مقدور کہ آمنّا و صد قنا نہ کہے، ورنہ یہ سب بے سند و بے دلیل من گھڑت خود تراشیدہ باتیں مردود و مطرود ہیں اور ہرگز اس آئینی فوج کے لائق التفات نہیں کیونکہ بحکم خداوندی الیو م اکملت لکم د ینکم و ا تممت علیکم نعمتی و ر ضیت لکم ا لاسلا م دیناً (آج کے دن میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور اسلام تمہارے لئے دین پسند کیا) دین اسلام اپنے سب اصولوں اور فروعات میں کامل و پورا ہو چکا ہے۔ کون سی صداقت، کون سا امر دینی و دنیوی ہے، جو اس پاک وکامل اسلامی قانون میں درج نہیں ہے۔ شقی ازلی و بد بخت لم یزلی ہے وہ شخص جو اس کو کامل واکمل نہ مانے، اپنی خود ساختہ تشریحات ودلائل کا اس کو محتاج جانے۔

مرزا صاحب نے علامات امام الزمان میں فرمایا ہے کہ اس کی روحانی تربیت کا خدا تعالیٰ متولی ہو کر اس کی فطرت میں امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے۔

جواباً گذارش ہے کہ اول بھی عرض ہو چکا ہے کہ امر ہدایت سہل وآسان وسریع الفہم ہونا ضروری ہے تا کہ عام وخاص اس کو سمجھ کر فائدہ اٹھا سکیں، لیکن مرزا صاحب کی طبیعت عادت مستمرہ کے باعث دقائق کو نہیں چھوڑ سکتی، گو وہ عام بیچاروں کے واسطے چیستاں ہو جاویں۔ سواب سوال یہ ہے کہ دوسرے بندگان کی تربیت کا کون متولی ہوتا ہے۔ کیا سوائے رب العالمین کے کوئی اور ہے جو کسی کی ربوبیت کرے اور تربیت کا متولی ہو۔ جواب یہی ہو گا کہ نہیں، تو پھر فرماویں کہ اس میں امام الزمان کی کیا خصوصیت ہوئی؟

اور اگر مرزا صاحب کی مراد واشارہ اس تربیت کی طرف ہے جس کا ذکر جناب پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی فتوح الغیب کے صفحہ ۲۳۲ میں کیا ہے جو اکثر مرزا صاحب کے مطالعہ میں ہوتی تھی تو ان کی دوسری عبارت کی طرف بھی نظر فرمانی چاہیے۔ جناب پیر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ سالک کی چوتھی حالت میں وہ ایسا ہوتا ہے:

فھوالعبد الّذی کفت یدہ من جلب مصا لحہ و منا فعہ و عن ردّ مضارہ و مفاسدہ کا لطّفل الر ضیع مع الظئرۃ و المیّت الغسیل مع الغا سل فیتولی یدا القدر تربیتہ من غیر ان یّکو ن لہ ا ختیار و تد بیر فان عن جمیع ذلک لاحا ل و لا مقا م و لا ارادۃ بل القیام مع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القدر تارةً ببسطه و اخری بقبضه و تارةً بغنی و تارة بفقر ولا یختار و لا یتمنی زوال ذلک و تغیره بل الر ضی الدا ئم و المو افقة ا لا بد یة فهو آخر ما ینتهی الیه ا حوال ا لا و لیاء و الا بدا ل ۔ (پس وہ ایسا بندہ ہے کہ اپنی بہتری اور نفع کی چیزوں کے لینے اور ضرر دینے اور فساد ڈالنے والی چیزوں کے روکنے سے اس ہاتھ بند ہوتے ہیں جیسا کہ لڑکا شیرخوار دایہ کے ساتھ یا میت غسل والی نہلانے والے کے ساتھ ہوتی ہے۔ پس تقدیر کا ہاتھ اس کی تربیت کا متولی ہو جاتا ہے، سوا اس کے کہ اس میں اس کا کچھ اختیار اور تدبیر ہو، فانی ہوتا ہے ان تمام سے، نہ حال ہوتا ہے اور نہ اس کا ارادہ بلکہ اس کا قیام تقدیر کے ساتھ ہوتا ہے جو کبھی اسے کھولتی ہے اور کبھی اس کو بند کرتی ہے کبھی اس کو غنی کرتی ہے اور کبھی محتاج کرتی ہے اور وہ اس کے زوال اور تغیر کو پسند اور خواہش نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ کی رضا اور ابدی موافقت کو چاہتا ہے اور یہ اخیر درجہ ہے جس کی طرف اولیاء اللہ ابدال کے احوال کا انتہا ہے)

اب مرزا حالات خود بدولت تدابیر حصول فتوی امرتسر، انصرام مقدمہ گورداسپور، تحاریر و خطوط خود لکھ کر مخالفوں کو دوسروں کے نام سے بھجوانے (جیسا کہ خود عاجز ورفیق عاجز سے کئی مرتبہ کہا کہ ہم مسودہ لکھ دیتے ہیں تم اپنے نام سے مولوی محمد حسین کو بھیج دینا)، مطبع خاص اپنا اور کلیتًا اپنے کام کے واسطے، لیکن دکھلانے کو نام حکیم فضل دین صاحب کا، دنیوی طرح کا خطاب حاصل کرنے کیلئے جو برسوں سے سعی وکوشش کر رہے ہیں اور تدابیر جلسہ جوبلی، جلسہ طاعون کر کے تحریریں بھیج رہے ہیں کبھی تبلیغ، تحفہ قیصریہ، کشف الغطا، نالہ درد، خلاصۃ البلاغ، راز حقیقت، ستارہ قیصریہ انگریزی ترجمہ کرا کر قیمتی جلدیں بندھوا کر ولایت روانہ فرما رہے ہیں اور ان کے شکریہ کی امید پر الہامات، قیصر ہند کی طرف سے شکریہ، ایک عزت کا خطاب لک خطا ب العزّت۔ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا، وغیرہ مشتہر فرما رہے ہیں اور چونکہ یہ سب کاروائی مرزا صاحب بہت احتیاط سے کرتے ہیں اور عام لوگوں کو اس کی خبر نہیں لہذا خود بدولت تجاہل عارفانہ کر کے اشتہار ۲۲۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء اور اخبار الحکم ۳۱۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں فرماتے ہیں کہ،

ایک دوسرا الہام متشابہات میں سے ہے جو ۴۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مجھے ہوا، وہ یہ ہے کہ قیصر ہند کی طرف سے شکریہ۔ اب یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے۔ کیونکہ میں ایک گوشہ گزیں آدمی ہوں اور ہر ایک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے تئیں مردہ سمجھتا ہوں، میرا شکریہ کیسا۔ سوایسے الہامات متشابہات میں سے ہوتے ہیں جب تک خود خدا ان کی حقیقت کو ظاہر نہ کرے۔

بظاہر یہ سب کچھ اس واسطے اور اس خیال پر معلوم ہوتا ہے کہ ہم (مرزا) جو برسوں سے اپنے والد اور بھائی کی خدمات بہم رسانی پچاس سواران بایام غدر جتلا رہے ہیں (اس امر کی تردید میں کلمہ فضل رحمانی کے صفحہ ۲۵ میں بحوالہ تحفہ مرزائیہ درج ہے کہ مرزا غلام مرتضی صاحب نے بعہد سکھاں تلاش معاش میں کوئی دوسرا روزگار نہ ملنے پر جمعدار محمد بخش ککے زئی دھرم کوٹی کے فرزندان کی تعلیم پر بمشاہرہ پانچ روپیہ و نان نفقہ کے چند مدت گذاری۔ بعہد سرکار انگریزی ڈپٹی گوپال سہائے نے ملکیت اراضی قاضیان مغلاں کے نام کردی۔ بایام غدر اپنے پاس سے ایک سوار بھی نوکر رکھ کر مدد سرکار میں نہیں دیا۔ اس وقت ان کے پاس فقط ایک گھوڑی چھوٹی سی سرخی اپنے زیر سواری تھی) اور اپنی انیس برس کی خدمات پیش کر کے احسان جتلا رہے ہیں جن کی معمولی شکریہ کے الفاظ میں رسید آنے کی امید و کچھ خبر ہے۔ سو جس وقت وہ آ گیا تو لوگ جو اس ہماری محنت و مشقت وسعی کے واقف نہیں ہیں ان پر ہمارے الہامات کا صدق ثابت ہو جاوے اور وہ ہم کو مان جائیں گے۔ لیکن صدق اور راستی تو اس میں تھی کہ یہی امر ظاہر کھلے لفظوں میں بیان ہو جاتا کہ ہم محنت وسعی کر رہے ہیں اور ہم کو شکریہ وخطاب کی امید ہے۔ اگرچہ اس پر یہ اعتراض پھر بھی قائم رہتا کہ ابتداء اسلام سے کوئی امام، مجدد ومہدی، نائب رسول ایسا بھی ہوا ہے جس کی یہ کاروائی ہو اور دنیوی خطابوں اور عزتوں کے واسطے اس نے ایسی مشقت و جان کاہی کی ہو وغیرہ۔

اب ان سب کو حالات مذکورہ بالا جناب پیر جیلانیؒ سے مقابلہ فرماویں اگر وہ حالات خود بدولت ایسے ہی ثابت ہوں یعنی:

> وہ بندہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے طفل شیر خوار گود دایہ میں، یا میت غاسل کے ہاتھ میں، نہ اس کا کچھ اختیار و تدبیر ہوتی ہے بلکہ ان سب سے فانی، نہ اس کا کچھ حال نہ مقام نہ ارادہ بلکہ شاکر بتقدیر جو کبھی اس کو بسط و کبھی قبض کرتی، کبھی غنی کبھی فقیر کرتی ہے اور وہ کچھ اختیار نہیں کرتا اور نہ آرزوئے زوال وتغیر حالت کی کرتا ہے بلکہ ہمیشہ راضی و موافق اپنے مولی کی تقدیر کے رہتا ہے اور یہ اخیر درجہ احوال اولیاء وابدال کا ہے۔

اور چونکہ مرزا صاحب کا دعوی تو اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہے اس لئے مرزا صاحب کے حالات تو اور بھی زیادہ ارفع واولی ہونے چاہییں۔ پس اگر یہ ثابت ہو جاوے تو بے شک مرزا صاحب اس تربیت کا ذکر کریں، ورنہ بغیر حالت کے خالی نام وقال سے کیا فائدہ۔ اور نیز جناب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیر جیلانی صاحبؒ کے ان اقوال کی طرف بھی توجہ فرمائیں:

کیف یخرق لک العوائد و انت ما خرقت من نفسک العوائد و طالب الحظّ لیس بصادق فی محبّته و ولایته فمن اختار مع اللّٰه غیرہ فھو کذّاب (کس طرح علیحدہ ہوں تم سے رکاوٹیں درآنحالیکہ تو نہیں دور کرتا اپنے نفس سے رکاوٹوں کو، حظ کا طالب، محبت الٰہی اور اپنی ولایت میں سچا نہیں۔ اور جو شخص اللہ کے سوا اس کے غیر کو اختیار کرے وہ بڑا جھوٹا ہے)

❁ مرزا قادیانی کا قول ہے: فطرت میں امامت کی روشنی رکھنا۔

سو اس کو وہی جانے وقبول کرے جو اندرونی روشنی وشمع کو دیکھے یا معلوم کر سکے۔ ہاں صوفیاء وفقراء جن میں اس حس وبصیرت وکشف وغیرہ کا چرچا ودعوی ہے وہ تو قریباً کل کے کل مرزا صاحب کے حالات ادعائیہ سے سخت متنفر ومنکر ہیں اور ثقہ ومعتمد فقراء اہل کشف جن کے کشف کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے وہ تو یہی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے یہاں کچھ بھی روشنی ونورانیت نہیں، خالی بانگ دہل ودعوی ہے اور یہی سبب ہے کہ ایسے اہل باطن وکشف میں سے آج تک کوئی بھی مرزا سے مانوس ومتفق نہیں ہوا۔ اور ایسا ہی ملہمین کا حال ہے۔

❁ دوسرے اکثر ناخواندہ وکم علم اور فقراء اہل اللہ کے حالات سے ناواقفوں کے قبول و رجوع کا کچھ اعتبار واعتماد نہیں کیونکہ وہ تو ہر ایک نئی چیز کے پیچھے ہو لیتے ہیں۔ دیکھئے چیت رام کی جماعت جو صلیبی شکل لاٹھی پر قرآن مجید لٹکائے داڑھی مونچھ صفا مانگتے پھرتے ہیں اور اسی طرح کھیڑو والوں کا مجمع جو مالیرکوٹلہ وغیرہ کے گردونواح میں اکثر خاکروبوں کا ہے اور مرزا صاحب کو بابا مرزا کہہ کر ادب کرتے ہیں ایسا ہی دوسری تکالیف شرعیہ سے بھاگنے والوں چارآبرو کی صفائی و دیگر فسق وفجور ومحرمات شرعیہ میں منہمک رہنے والوں کا حال ہے۔ اور ایسا ہی بعض کچھ پڑھے لکھے ذائقہ ولذت اسلامی سے ناواقف عجز وانکسار عبودیت پر بباعث نیچریت و فلسفہ مضحکہ اڑانے والے صرف زبانی خشک وخالی تقریروں کے دلدادہ جو ذراسی زبانی تعریف قرآن مجید واسلام کو سن کر بمقابلہ اپنے معلومات وبے مذاقی کے غنیمت جاننے والے ہیں وہ بے چارے بھی ناواقفوں ہی میں داخل ہیں۔ پس ایسوں کا دیکھا دیکھی مان لینے اور اعتماد کر لینے اور ہاں میں ہاں ملانے کا کیا اعتبار اور کیا وقعت ہوسکتی ہے۔

❁ مرزا صاحب کا فرمان ہے: وہ سارے جہان کے معقولیوں وفلسفیوں سے ہر ایک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رنگ میں مباحثہ کر کے ان کو مغلوب کر لیتا ہے۔

جواباً گزارش ہے کہ مباحث تو بہت ہیں اور ہر ایک مباحثہ کر سکتا ہے۔ ہاں خصم کو مغلوب کر کے منوا لینا کچھ کام ہے لیکن جو کچھ مرزا صاحب کے مباحثات کا اب تک نتیجہ ہوا وہ بظاہر یہی ہے کہ مخالفین اسلام تو اول بھی مخالف ہی تھے لیکن مرزا صاحب نے نمک مرچ لگا کر ان کی اور ان کے معبودوں کی خبر لینے سے ان کو اسلام و ہادی اسلام کے مقابلہ میں سبّ وشتم کرنے، سخت سست کہنے و لکھنے کا حوصلہ بڑھا دیا و موقع دیا۔ متبعان و معتقدان اسلام میں سے جن کے ساتھ مرزا صاحب کا باوجود طرح دینے وٹالنے کے مباحثہ ہوا ان کا حال بھی ظاہر ہے۔ ان کا مغلوب ہونا تو کہاں انہوں نے جو کتب وغیرہ مرزا صاحب کے مخالف لکھی ہیں ان کا مرزا کبھی جواب نہیں دیتے اور کئی مولوی صاحبان مثل مولوی عبدالحق و مولوی عبدالمجید دہلوی وغیرہ ایسے ہیں جن کے اصرار و ملتجی ہونے پر بھی مرزا نے ان سے گفتگو کرنی منظور نہیں کی۔ ہاں سارے جہان کے معقولیوں و فلسفیوں میں سے ایک مولوی حکیم نورالدین تو بے شک مرزا صاحب کے مغلوب یا ہم مذاقی کی وجہ سے مسخر ہوئے ہیں۔ سو عاجز دعا کرتا ہے کہ اللہ پاک ان کا ہادی ہو کر ان کی دست گیری فرمائے۔ آمین۔

❁ مرزا قادیانی کہتے ہیں، دقیق در دقیق اعتراضات کا خدا تعالی سے قوت پاکر عمدگی سے جواب دیتا ہے۔ جواباً عرض ہے کہ ہر ایک انسان، چرند پرند، بلکہ ذرہ ذرہ اسی مبدء فیوض قوت پاتا ہے اس میں بھی امام الزمان کی کچھ خصوصیت نہیں۔ اور مرزا صاحب کے عمدگی سے جواب دینے کا بظاہر تو یہی ثمرہ ہوا ہے کہ بعد مباحثہ امرتسر، مرزا قادیانی کے مریدین میں سے دو کس کی تو خبر ہے کہ مرتد ہو کر دوسری طرف جا ملے۔

❁ مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں: اس کی فطرت دنیا کی اصلاح کا پورا سامان لے کر اس مسافر خانہ میں آئی ہے۔ جواباً عرض ہے کہ یہ اصلاح کا سامان بھی ایسا عمدہ ہے کہ باستثنا مریدین مرزا قادیانی دوسرے جملہ علماء و فقراء سجادہ نشینان وغیرہ غرض قریباً کل اہل اسلام سے جنگ و مخالفت ہے۔ جب اول سامان اصلاح میں یہ حالت ہے تو دیکھئے خود اصلاح کیا کرشمہ دکھاتی ہے۔ حافظ حقیقی اپنی کل مخلوق خصوصاً امت محمدیہ ﷺ کو ایسی اصلاح سے جو سراسر منتج الشر والفتن ہو محفوظ و مامون رکھے۔

❁ مسافر خانہ کے جواب میں مرزا صاحب ملاحظہ فرمائیں:

ہادی جن وانس ﷺ نے فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدّ نیا سجن المومن و جنّۃ الکا فر۔ اذا رأیت اللّٰہ عزّ و جل یعطی العبد من الدّ نیا علی معا صیہ ما یحبّ فانّما ھو استدراج ثمّ تلی رسول اللّٰہ ﷺ فلمّا نسوا ما ذکرو بہ فتحنا علیھم ابوا ب کلّ شیء حتّی اذا فر حوا بما اوتوا اخذ نا ھم بغتۃ فا ذا ھم مبلسون (دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے واسطے بہشت ہے، جب تو دیکھے کہ اللہ تعالی، آدمی کو باوجود اس کی نافرمانیوں کے وہ چیزیں جو کہ وہ پسند کرتا ہے، دیتا ہے تو یہ اس کیلئے استدراج ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ ترجمہ: پس جب وہ اس شئے کو کہ اس کے ساتھ نصیحت کئے گئے تھے، بھول گئے تو ان پر دروازے ہر شئے کے کھول دیئے یہاں تک کہ وہ اس شے سے کہ دیئے گئے خوش ہو گئے تو ہم نے ان کو ناگہاں پکڑ لیا پس اس وقت وہ ناامید ہو گئے)۔

و عن انس انّ رسو ل اللّٰہ ﷺ کا ن لا ید خر شیئاً لغد (حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کوئی شئے روز فردا کے واسطے نہیں رکھتے تھے)

اور استراحت کے بارے میں جب جسد اطہر و مبارک پر بوریہ کے نقش دیکھ کر فرش بچھانے کی اجازت مانگی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

وما لی و الدّ نیا و ما انا و الدّ نیا الّا کرا کب استظلّ تحت شجرۃٍ ثمّ را ح و تر کھا۔ عر ض علیّ ر بّی لیجعل بطحاء مکہ ذھباً فقلت لا یاربّ و لکن اشبع یو ماً و اجوع یو ماً فا ذا جعت تضرعت الیک و ذکر تک و اذا شبعت حمد تک و شکر تک (مجھے دنیا سے کیا تعلق؟ میں تو دنیا میں اس سوار کی طرح ہوں جو درخت سے سایہ پکڑتا ہے اور اس کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ میرے رب نے مجھ پر پیش کیا کہ مکہ کا بطحا (میدان) سونا کر دے۔ میں نے کہا اے رب یہ منظور نہیں، لیکن میں ایک دن سیر ہوں ایک دن بھوکا رہوں۔ پس جب بھوکا رہوں تو تیری طرف عاجزی کروں اور جب سیر ہوں تو تیرا حمد اور شکر کروں)

غرض کہ آنحضرت ﷺ نے باوجود موجودگی زبردست و عالی شان سلطنت کے جس طرح اس دار ناپائدار میں گذران کی وہ سب کو اظہر من الشّمس ہے۔ اور ایسا ہی حال صحابہؓ کا تھا

و عن ابن عمر قا ل کنّا جلو ساً مع رسو ل اللّٰہ ﷺ فقا ل رسو ل اللّٰہ ﷺ من یعودہ (سعد بن عبادہ) منکم فقا م و قمنا و نحن بضعۃ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عشر و ما علینا نعا ل و لا خفاف و لا قلا نس و لاقمص فمشی فی تلک المسا خ حتی جئناہ .. الخ (ابن عمرؓ سے روایت ہے، کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ پس فرمایا تم میں سے کون اس، یعنی سعد بن عبادہؓ، کی عیادت کرنے جاتا ہے۔ پس آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہم کچھ اوپر دس آدمی تھے اور ہمارے پاس نہ پاپوش تھے۔ اور نہ موزے اور نہ ٹوپیاں اور نہ کرتے۔ ہم اس شورزمین میں چل کر آئے یہاں تک کہ حضرت سعد بن عبادہؓ کے پاس داخل ہوئے)

یہ عاشقان الٰہی کے حال ہیں۔ غرض دنیا کو مسافر خانہ کہنا تو انہیں کو زیبا تھا جو مسافر خانہ جان کر مسافروں والا گذارہ کرتے تھے لیکن وہ اہل دول کس منہ و زبان سے مسافر خانہ کہہ سکتے ہیں جو دن رات کیوڑہ، بید مشک، ہوائی پانی برف، خس ٹٹی، مرغی، انڈا، مشک، پلاؤ، زردہ، پشمینہ، قالین، لحاف وغیرہ میں منہمک و مستغرق ہیں اور ہزارہا روپئہ کی جائداد و زیور رکھتے ہیں اور طول امل کا یہ حال ہے کہ تیس برس کے واسطے رہن جائداد کا معاہدہ ہوتا ہے۔

مرزا کہتے ہیں کہ اس (امام الزمان) کو کسی دشمن کے سامنے شرمندہ ہونا نہیں پڑتا۔ جواباً عرض ہے اس بارہ میں مرزا صاحب کی الہامی پیش گوئیاں و میعاد مقررہ و تفہیم مشہورہ مندرجہ باب اول کی نسبت جو کچھ ظہور میں آیا وہی بہت ہے، زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ ہاں ان واقعات پر مرزا صاحب کا حوصلہ، ہٹ و ایستادگی بے شک قابل داد ہیں۔

امام الزمان کا فوج محمدی کا سپہ سالار ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

وہ روحانی طور پر محمدی فوجوں کا سپہ سالار ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر دین کی دوبارہ فتح کرے۔

جواب۔ سپہ سالاری کے فرائض منصبی بھی ایسی عمدگی سے ادا ہوئے ہیں کہ سوائے چند سپاہیان خانہ بدوشاں حاضر باشاں خدمت والا کے دوسری کل فوج ناراض متنفر بلکہ برسر مقابلہ، حالانکہ اکثر ان میں کے ذاکرین دعا گو بے شر بقول مرزا صاحب و استخارہ کناں کہ اللہ عزوجل ان کو اس سپہ سالار کی طرف، اگر وہ واقعی من جانب اللہ ہے، راغب و مائل کرے، لیکن تقدیر الٰہی و لیاقت سلوک مرزا صاحب سے یوماً فیوماً مخالفت ہی بڑھتی جاتی ہے بلکہ جو حسن ظن کے سبب متامل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومنتظر تھے ان کو بھی اصل حالات سے آگاہی و اطلاع بذریعہ مخالف الہامات کے شروع ہوگئی ہے۔

❁ فوج کی ناراضگی کے کئی وجوہ ہوتے ہیں مثلاً:

اول، یہ کہ افسر کو لیاقت و تجربہ کثیر التعداد فوج سنبھالنے کا نہ ہو۔

دوم، فوج کی طاقت و وسعت وفہم سے زیادہ کام و بوجھ اس پر ڈالا جائے۔

سوم، اپنی تعظیم و تکریم ادب و قواعد میں اس پر تشدد و جبر و بدسلوکی کی جاوے۔ وغیرہ۔

اب مرزا صاحب خود ہی غور و فکر فرمائیں کہ ان میں سے کون سا سبب و وجہ ہے۔

❁ مرزا صاحب تو سپہ سالاری وافسری کے بہت عاشق و دلدادہ ہیں جو کوئی جناب حضور حضرت اقدس وغیرہ کہہ کر آپ سے کچھ عرض کرے اور اپنے آپ کو خادم، غلام، چاکر کہے اس پر آپ خوش رہتے اور مسرور الوقت ہوتے ہیں ولیکن براہ ہربانی ان احادیث و احکام و فرامین ہادی اسلام کو بھی جو افسری کے متعلق ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

اللّھمّ من ولی من امر امتی شیئا فشقّ علیھم فاشقق علیه و من ولی من امر امتی شیئاً فر فق بھم فار فق به ۔ قال اتدرون من المسابقو ن الی ظلّ اللّه عز وجل یوم القیا مة، قا لوا اللّه و رسوله اعلم ۔ قال الّذین اذا اعطوا الحقّ قبلوه و اذا سئلو ہ بذ لوہ و حکموا للنّاس کحکمھم لا نفسھم قا ل مامن رجل یلی امر عشرہ فما فوق ذلک الّا اتی اللّه عز وجل مغلولاً یوم القیامة یدہ الی عنقه فکه برہ او او بقه ا ثمه او لھا ملا مة و اوسطھا ندا مة و آخرھا خزی یوم القیا مة (اے اللہ جو شخص میری امت کے کسی امر پر والی ہو اور ان پر مشقت ڈالے تو تو بھی اس پر مشقت ڈال اور جو شخص میری امت کے کسی امر پر والی ہو اور اس کے ساتھ نرمی کرے تو اس کے ساتھ نرمی کر۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ قیامت کے دن اللہ کے سایہ کی طرف کون سبقت لے جانے والے ہیں؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول اچھا جانتے ہیں۔ فرمایا وہ لوگ ہیں کہ جب حق دیئے جاویں تو قبول کریں اور جب حق سے سوال کئے جاویں تو خرچ کریں اور لوگوں پر اسی طرح کا حکم کریں جس طرح اپنے نفسوں پر کرتے ہیں۔ فرمایا کوئی آدمی نہیں جو دس یا دس سے زیادہ آدمیوں پر والی ہو، مگر قیامت کے روز اللہ کے پاس ہاتھ جکڑے ہوئے لے کر آئے گا۔ اس کو اس کی نیکی چھڑاوے گی، یا گناہ اس کو ہلاک کرے گا۔ اول اس کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملامت ہے، اوسط اس کا ندامت اور اخیر اس کا قیامت کے دن خواری ہے)

و عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللّٰه ﷺ ان افضل عباد اللّٰه عند اللّٰه منز لة یوم القیامة اما م عادل رفیق وان شرّ النّاس عند اللّٰه منزلة یو م القیا مة اما م جا ئر خر ق (حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہا کہ قیامت کے دن تمام بندوں سے اس کے نزدیک مرتبہ میں افضل، امام عادل رفیق یعنی نرمی اور لطف کرنے والا ہے اور سب سے برا مرتبہ میں قیامت کے روز امام ظالم ..ہے)

ابوموسی اشعریؓ و معاذؓ کو یمن کی طرف روانہ فرمانے پر آپ ﷺ نے فرمایا:

یسّرا ولا تعسّرا و بشّرا ولا تنفّرا و تطا وعا ولا تختلفا (تم دونوں لوگوں کے ساتھ آسانی کرنا، سختی و تنگی نہ کرنا اور بشارت دینا، بھگانا نہیں اور ایک دوسرے کی تابعداری کرنا، اختلاف نہ کرنا)

و عن عمر بن الخطاب انه کان اذا بعث عمّا له شر ط علیهم ان لّا ترکبوا برذونا ولا تا کلوا ... و لاتلبسوا ر قیقاً و لا تغلقوا ابوا بکم دون حوا ئج النّاس فان فعلتم شیئاً من ذلک فقد حلّت بکم العقو بة ثم یشیعهم (حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ تحقیق جب وہ اپنے عاملوں کو بھیجتے تو ان پر یہ شرطیں کرتے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوں، اور میدہ نہ کھاویں، اور باریک کپڑا نہ پہنیں اور لوگوں کی حاجتوں کیلئے اپنے دروازے بند نہ کریں۔ پس اگر تم نے اس میں سے کوئی شئے کی تو تمہیں ضرور سزا ملے گی یا تم پر عذاب اترے گا۔ پھر کچھ دور جا کر رخصت کرتے)

امام اور سپہ سالار کے فرائض منصبی میں غور فرمائیں کہ جب کوئی شخص ان احکام کی بالکل مخالفت کر کے سپہ سالاری اور امامت بغیر اوصاف واعمال کے زبانی قائم کرلے تو اسلامی سپاہ اس افسری وسپہ سالاری کو کہاں قبول کرسکتی ہیں۔ آپ اسلامی عقاید واحکام کی پابندی شروع کریں پھر دیکھیں کہ کیسی کامیابی ہوتی ہے لیکن عملاً ہو، زبانی جمع وخرچ سے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور دین کی دوبارہ فتح کرنے کی نسبت یہ عرض ہے کہ فتح کسی نتیجہ سے ظاہر متحقق صحیح وثابت ہوتی ہے۔ یہ قانون مسلّم ومشاہدہ شدہ ہے کہ فاتح ہمیشہ ہر امر میں غالب ومعزز و بارعب ہوتا ہے اور مغلوب اس کی عزت کرتا، ڈرتا اور مودب اور دب کر رہتا ہے حتی کہ کوئی کلمہ اور امر بے ادبی و منافی شان فاتح مغلوب سے سرزد نہیں ہوتا۔ سو اگر مرزا صاحب کے زمانہ میں بھی نوبت وحالت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی ایسی ہوگئی ہے تو لا ریب فتح صحیح وحق ہے اور اگر مغلوب و بے باک و بے خوف دلیر و دریدہ دہن ہوکر بدزبانی گندسبّ وشتم کے فوارے بن گئے ہیں تو مرزا صاحب خود انصاف فرمائیں کہ کیسی فتح ہوئی۔ مجرد خوش اعتقاد مریدین کی تعریف وتوصیف پر خیال نہ کر کے بحکم استفت قلبک ولو افتاك المفتون (اپنے دل سے فتوی پوچھ اگرچہ مفتی تم کو فتوی دے چکیں) اپنے دل سے فتوی پوچھیں کہ اس کا نام فتح یا شکست؟

امام الزمان کے جھنڈے تلے آنیوالوں کو اعلیٰ قوای بخشے جانا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

اور وہ تمام لوگ جو اس کے جھنڈے کے نیچے آتے ہیں ان کو بھی اعلیٰ درجہ کے قوای بخشے جاتے ہیں اور وہ تمام شرائط جو اصلاح کے لئے ضروری ہوتے ہیں اور وہ تمام علوم جو اعتراضات کے اٹھانے اور اسلامی خوبیوں کے بیان کرنے کے لئے ضرور ہیں اس کو عطا کئے جاتے ہیں۔

جواب۔ مرزا صاحب نے یہ کیفیت وتعریف بیان نہیں فرمائی کہ کس کام وعمل کیلئے اسے اعلیٰ قوای بخشے جاتے ہیں۔ خیر کچھ ہی ہو بہرحال مرزا کے مریدین سے جو کچھ آج تک ظہور میں آیا ہے وہ تو یہی جنگ وجدال، قیل وقال، اظہار فضیلت خود بر دیگر بندگان رب العالمین وتحقیر وتوہین پیشوایان و بزرگان دین متین واکل وشرب وخوش گذرانی ہی ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے خود ہی ان کی تعریف شہادۃ القرآن کے اخیر ودیگر اشتہارات میں مفصل فرمائی ہے۔ پھر کسی میں بھی ذکر وفکر، مسکنت، انکساری وانابت الی اللہ وفکر حج وغیرہ ارکان اسلام کی نسبت بظاہر دیکھائی نہیں دیتی اور غیب کا حال عالم الغیب والشہادۃ کو معلوم ہے۔ شرائط اصلاح واعتراضات اٹھانے کا حال عرض ہو چکا ہے علاوہ ازیں امام صاحب سے تو کسی صورت میں مریدین آگے بڑھ ہی نہیں سکتے پس امام صاحب کے حالات ہی ان کے حالات کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے۔

مرزا قادیانی کی بدزبانی

ضرورۃ الامام کے صفحہ پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

اور بایں ہمہ چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کو دنیا کے بے ادبوں اور بدزبانوں سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی مقابلہ پڑے گا، اس لئے اخلاقی قوت بھی اعلیٰ درجہ کی اس کو عطا کی جاتی ہے۔

جواب۔ اعلیٰ درجہ قوت اخلاقی میں توحید، توکل، تبتل، توبہ، انابت، صبر، شکر، خوف، رجا، فقر، زہد، محبت وشوق رضائے الٰہی، نیت واخلاص وصدق اور طول امل کو چھوڑ کر فکر موت و تیاری عقبیٰ وغیرہ بھی داخل ہیں اور ان اوصاف کا امام میں جو مخلوق الٰہی کی اصلاح وہدایت کے واسطے مامور ہو، ہونا ضروری ہے اور بے شک امام میں یہ اوصاف ضرور ہوتے ہیں۔ لہٰذا دیکھنا چاہیے کہ مرزا صاحب میں بھی یہ اوصاف موجود ہیں؟ سوان ہر ایک میں جو مرزا صاحب کا عمل درآمد رہا ہے جس کا اس عرصہ کی ملاقات میں مشاہدہ وتجربہ ہوا اور جو مرزا کا ان اخلاق میں درجہ و رتبہ ہے وہ مع شواہد ونظائر قابل ذکر تھا لیکن چونکہ مرزا نے بے ادبوں اور بدزبانوں کے مقابلہ پر صرف خوش اخلاقی ہی کو مراد لیا اور ذکر کیا ہے لہٰذا اس جگہ مرزا کی خوش اخلاقی وشیریں کلامی کا جو انہوں نے اپنے کتب واشتہارات میں ظاہر فرمائی ہے اور جس کا بالاستیعاب ذکر تو مشکل وطول ہے لیکن بطور نمونہ چند الفاظ وکلمات وفقرات اظہار حقیقت کے لئے بترتیب حروف تہجی بادل نخواستہ لکھتا ہوں اور ان کے نقل کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ وبخشش مانگتا ہوں۔

الف: اے بدذات فرقہ مولویاں تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا، وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا؛ اندھیرے کے کیڑو؛ ایمان وانصاف سے دور بھاگنے والا؛ اندھے؛ نیم دہریہ؛ ابو لہب؛ اسلام کے دشمن؛ اسلام کی عار مولویو؛ اے جنگل کے وحشی؛ اے نابکار؛ ایمانی روشنی مسلوب ہوئے؛ احمق مخالف؛ اے پلید دجال؛ اسلام کے بدنام کرنے والے؛ اے بدبخت مفتریو؛ اعمیٰ؛ اشرار؛ اول الکافرین؛ اوباش؛ اے بدذات خبیث دشمن اللہ اور رسول کے؛ ان بے وقوفوں کے بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔

ب۔ بے ایمان اندھے مولوی؛ بلید طبع؛ بدذات جھوٹا؛ بدگوہری ظاہر نہ کرتے؛ بے حیائی سے بات بڑھانا؛ بددیانت بے حیا انسان؛ بدذات فتنہ انگیز؛ بدقسمت منکر؛ بدچلن؛ بخیل ؛بداندیش؛ بدظن؛ بدبخت قوم؛ بدگفتار؛ بدباطن نکتہ چیں؛ باطنی جذام؛ بخل کی سرشت والے؛ بیوقوف جاہل؛ بے ہودہ۔

ت۔ تمام دنیا سے بدتر؛ تنگ ظرف؛ ترک حیا؛ تقویٰ ودیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا؛ ترک تقویٰ کی شامت سے ذلت پہنچ گئی؛ تکفیر ولعنت کی جھاگ منہ سے نکالنے کے لئے۔

ث۔ ثعلب (لومڑی جیسے) ایّھا الشّیخ الضّال والدّجال البطال۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج ۔ جھوٹ کی نجاست کھائی؛ جھوٹ کو گونہہ کھایا؛ جاہل وحشی؛ جادہ صدق وثواب سے منحرف و دور؛ جعل ساز؛ جیتے ہی مرجاتا۔

چ ۔ چوہڑے؛ چمار۔

ح ۔ حمار؛ حمقاء؛ حق وراستی سے منحرف؛ حق پوش۔

خ ۔ خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیرا اپنے اندر رکھتے ہیں؛ خنزیر سے زیادہ پلید؛ خطا کی ذلت انہی کے منہ پر؛ خالی گدھے؛ خائن؛ خباثت پیشہ؛ خاسرین خالیۃ من نور الرحمٰن؛ خام خیال؛ خفاش؛ خوش شدہ آید کہ حق و دین را باطل کنید۔

د ۔ دل کے مجذوم ۔ دھوکہ دہ ۔ دیانت امانت راستی سے خالی ۔ دجال۔ دروغ گو۔ ڈوموں کی طرح مسخرہ ۔ دشمن سچائی۔ دشمن قرآن ۔ دلی تاریکی۔ دروغ شما تا کنار ہائے بغداد منتشر خواہد شد

ذ۔ ذلت کی موت ۔ ذلت کے ساتھ پردہ دری ۔ ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کردیں گے۔

ر ۔ رئیس الدجالین ۔ ریش سفید کو منافقانہ سیاہی کے ساتھ قبر میں لے جائیں گے۔ روسیاہ ۔ روباہ باز ۔ رئیس المتصلفین ۔ راس المعتدین۔ راس الغادین۔

ز ۔ زہرناک مادے والے ۔ زندیق۔

س ۔ سچائی چھوڑنے کی لعنت انہیں پر برسی ۔ سفلی ملا بے بصر۔ سیاہ دل منکر۔ سخت بے حیا ہوگا جو اس فوق العادت سلسلہ سے انکار کرے ۔ سیاہ دل فرقہ کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے ۔ سادہ لوح، سانپ، سفلہ، سفہاء، سلطان المتکبّرین الّذی اضاع دینہ بالکبر والتّوھین ۔ سگ بچگان۔

ش ۔ شرم و حیا سے دور۔ شرارت وخباثت ۔ شیطانی کاروائی والے ۔ شریف از سفلہ نمی ترسد بلکہ از سفلگی او مے ترسد۔ شریر مکار۔ شیخی سے بھرا ہوا۔ شیخ نجدی۔

ص ۔ صم عمی ۔ صدر القناۃ نیوش صدرک ضربہ ۔ و ریک رمانی بحار دماء۔

ض ۔ ضال ۔ ضررھم اکثر من ابلیس اللّعین

ط ۔ طالع منحوس۔ طبتم نفساً بالغاء الحقّ و الدّین

ظ ۔ ظالم ۔ ظلمانی حالت۔

ع ۔ علماء السوء ۔ عداوت اسلام، عجیب دیندار، عدو العقل النّھی، عقارب، عقب الکلب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

غ۔ غول الاغوی۔ غدار سرشت۔ غالی۔ غافل

ف۔ فیمت یا عبد الشّیطان الموسوم بہ۔ فریبی۔ فن عربی سے بے بہرہ، فرعونی رنگ۔

ق۔ قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے۔ قست قلوبھم کما ھی عادۃ النوکی۔ قد سبق الکلّ فی الکذب و المین۔

ک۔ کتے۔ کینہ ور۔ کمینہ۔ کہماء (مادر زاد اندھے)۔ کج دل قوم۔ کوتاہ نظر۔ کھوپڑی میں کیڑا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مر جاویں گے۔

گ۔ گدھا۔ گندے اور پلید فتوی والے۔ گندی کاروائی والے۔ گندی عادت۔ گندے اخلاق۔ گندہ دہانی۔ گندے خیال والے ذلت سے غرق ہو جاتا۔ گندی روحو۔

ل۔ لاف و گذاف والے۔ لعنت کی موت۔

م۔ مولویت کو بدنام کرنے والو۔ مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لئے۔ منافق۔ مفتری۔ مورد غضب۔ مفسد۔ مرے ہوئے کیڑے۔ مخذول۔ مہجور۔ مجنون درندہ۔ مغرور۔ منکر۔ محجوب مولوی۔ مکس طینت مولوی کی بک بک۔ مردار خور مولویو۔

ن۔ نجاست نہ کھاؤ۔ نااہل مولوی۔ ناک کٹ جائے گی۔ ناپاک طبع لوگوں نے۔ نابینا علماء۔ نمک حرام۔ مفسانی۔ ناپاک نفس۔ نابکار قوم ابھی تک حیا و شرم کی طرف رخ نہیں کرتی۔ نفرتی و ناپاک شیوہ۔ نادان متعصب۔ نالائق۔ نفس امارہ کے قبضہ میں۔ نااہل حریف۔ نجاست سے بھرے ہوئے۔ نادانی میں ڈوبے ہوء۔ نجاست خوری کا شوق۔

و۔ وحشی طبع۔ وحشیانہ عقاید والے۔

ھ۔ ہامان۔ ہالکین۔ ہندو زادہ۔

ی۔ یک چشم مولوی۔ یہودیانہ تحریف۔ یہودی سیرت۔ یا ایّھا الشّیخ الضّال و المفتری البطّال۔ یہود کے علماء۔ یہودی صفت۔

مرزا صاحب کی کتب وغیرہ تو ان کلمات سے لبالب ہیں لیکن بہت ہی اختصار کر کے ضمیمہ رسالہ انجام آتھم اور دوسرے اوراق سے جو الفاظ سرسری دیکھنے سے نظر سے گذرے، ان میں سے بھی بہت سے چھوڑ کر یہ لئے ہیں۔ مرزا صاحب نے ان کو اکثر ان مسلمان علماء اہل قبلہ پابند صوم و صلوۃ حجاج حافظان قرآن، حدیث رسول کے نام لے کر استعمال فرمایا ہے جو اکثر خدمت قرآن مجید و حدیث شریف و اپنے وظائف و اوراد ذکر اللہ میں شب و روز مصروف ہیں اور ان میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بہت ایسے ہیں کہ جن کی مجلس میں مرزا صاحب کا ذکر بھی مشکل سے ہوتا ہے اور مرزا صاحب نے بعض جگہ تو کل قوم کو ہی مخاطب کیا ہے۔

پھر ان ہی الفاظ پر کفایت و بس نہیں کی بلکہ اپنی طرف سے عربی عبارت میں عجیب لعنتیں تصنیف کر کے لکھی ہیں مثلاً:

۱۔ رئیس الدجالین، اور اس کا تمام گروہ علیھم نعال لعن اللّٰہ الف الف مرّۃ ۔ (قدرت قادر مرزا صاحب کی زبان وقلم سے بجائے درود، ہزارہ، ہزار لعنتیں نکلی ہیں یعنی مسلمین مومنین تو درود ہزارہ پڑھتے ہیں اور مرزا صاحب ہزار لعنتوں کا ورد کرتے ہیں۔ اپنا اپنا نصیب ہے)

۲۔ آخرھم شیطان الاعمی۔ الغول الاغوی یقال لہ۔
وھو کالامروھی من الملعونین۔

۳۔ مخالف ومکذبوں پر وہ لعنت پڑی جو دم نہیں مار سکتے۔ لعنت ہے ایسی خوشی پر۔ مکذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت،

۴۔ پس میں نے اشتہار دے دیا ہے جو شخص اس کے بعد سیدھے طریق پر میرے ساتھ معاملہ نہ کرے اور نہ تکذیب سے باز آئے وہ خدا کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام صلحاء کی لعنت کے نیچے ہے۔

دوسری قوموں کا یہاں ذکر نہیں جن کے واسطے ہزار لعنت پوری کر کے اپنی کتاب میں شائع کی ہے۔ اب تعجب یہ ہے کہ مرزا صاحب نے بایں علم وفضل و نیابت نبوت آنحضرت ﷺ سید الاولین والآخرین کے ارشادات ذیل کا کیوں خیال ولحاظ نہ کیا:

۱۔ لا یکون المومن لعاناً۔ لیس المومن بالطّعان ولا باللّعّان ولا الفاحش ولا البذی۔ لا تلاعنوا بلعنۃ اللّٰہ۔ انّ اللّعّانین لا یکونون شھداء یوم القیامۃ۔ لا ینبغی لصدیق ان یکون لعّاناً۔ (مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔ مومن طعن اور لعنت کرنے والا اور فحش اور بے ہودہ بکنے والا نہیں ہوتا اللہ کی لعنت کے ساتھ لعنت نہ کرو بے شک لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہ نہ بنیں گے۔ صدیق کو لائق نہیں کہ لعنت کرنے والا بنے)

۲۔ انّ العبد اذا لعن شیئاً صعدت اللّعنۃ الی السّماء فتغلق ابواب السّماء دونھا ثمّ تھبط الی الارض فتغلق ابوابھا دونھا ثمّ تاخذ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمیناً و شما لاً فا ذا لم تجد مسا غاً ر جعت الی الّذی لعن فا ن کا ن ذلک ا ھلاً و الّا ر جعت الی قا ئلھا (تحقیق بندہ جب کسی پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف بڑھتی ہے تو آسمان کے دروازے اس کے آگے بند کئے جاتے ہیں۔ پھر زمین کی طرف اترتی ہے تو اس کے دروازے اس کے آگے بند کئے جاتے ہیں۔ پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے تو جب کوئی رستہ گذرنے کا نہیں پاتی تو ملعون کی طرف لوٹتی ہے اگر وہ لعنت کے قابل ہوتا ہے ورنہ کہنے والے کی طرف واپس آتی ہے)

۳۔ من لعن شیئاً لیس لہ با ھل ر جعت ا للّعنۃ علیہ (جو شخص ایسی شئے کو لعنت کرتا ہے جو کہ لائق لعنت نہیں تو وہ لعنت اسی کی طرف لوٹتی ہے)

۴۔سبا ب المسلم فسوق و قتا لہ کفر۔ المسلم من سلم المسلمون من لسا نہ و یدہ۔مسلمان کو گالی دینی فسق ہے اور اس سے لڑائی کرنی کفر ہے۔مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان و ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں)

پھر یہ تو مرزا صاحب کا عام غریب مومنین مسلمین کے ساتھ سلوک ہوا۔اب اس سے بڑھ کر صحابہ کرام، میں سے صدیق اکبر کی شان میں مرزا صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

میں وہی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے،تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا، وہ تو بعض انبیاء سے بھی افضل ہے۔

پھر ابن مسعودؓ کی نسبت ازالہ اوہام صفحہ ۵۹۶ میں لکھتے ہیں:

حق بات یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا، نبی اور رسول نہیں تھا۔اس نے جوش میں آکر غلطی کھائی تو کیا اسکی بات کو ان ھو الّا وحی یّو حی میں داخل کیا جائے

یہ مرزا صاحب نے اول بحالت انکار مباہلہ ابن مسعود کی درخواست مباہلہ کی نسبت کہا تھا لیکن بعد میں خود ہی مباہلہ پر مصر ہو گئے۔یعنی جب آپ مباہلہ کرنا نہیں چاہتے تھے تو صحابہ کرام تک لے دے کر دی اور پھر بعد میں جب خود طیار ہوئے تو اس کے واسطے اصرار کر کے لوگوں کو دعوت کی اور مباہلہ نہ کرنے والوں کو بہت سخت سست کہا۔

پھر اسی جگہ ازالہ اوہام میں سب صحابہ کرام کی نسبت فرمایا کہ:

صحابہ کے مشاجرات واختلافات پر نظر ڈالو۔حضرت معاویہ بھی تو صحابی تھے جنہوں نے خطا پر جم کر ہزاروں آدمیوں کے خون کرائے۔اگر ابن مسعود نے خطا کی کون سا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غضب آ گیا اور بے شک اس نے اگر جزئی اختلاف میں مباہلہ کی درخواست کی تو سخت خطا کی۔

جواب۔آخر مرزا کو بھی وہی خطا کرنی پڑی اور سخت خطا کی اور وہی بات کہی من عیّر اخاہ بذنبٍ لم یمت حتی یعملہ (جو شخص کسی اپنے بھائی مسلمان کو کسی گناہ کے ساتھ طعنہ دے تو جب تک خود اس گناہ پر عمل نہ کرے،نہیں مرے گا) مرزا نے صحابہ کا اختلاف بیان کر کے لکھا ہے:

> کہ اب کیا یہ سارے سچ پر تھے اور جب ایک قسم کی کسی سے غلطی ہوئی دوسری قسم کی بھی ہوسکتی ہے۔یہ کیا جہالت ہے کہ صحابی کو بکلی غلطی اور خطا سے پاک سمجھا جائے اور اس کے مجرد اپنے ہی قول کو ایسا قبول کیا جاوے جیسا نبی ﷺ کا قول قبول کرنا چاہیے۔

مسلمانو! خدا سے شرماؤ۔

اصحاب انبیاء پر بھی بس نہ کر کے خود انبیاء کی شان عالی میں کچھ کا کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔چنانچہ حضرت مسیح کی نسبت جو الفاظ ناگفتنی لکھے ہیں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں اکثر لوگوں کو معلوم ہیں اور اس کتاب میں بھی ذکر ہوا ہے۔پھر خاتم النبیین وسید المرسلین ﷺ کی شان مبارک میں بھی ایسی دلیری و بے باکی سے فرق نہیں کیا۔اور ازالہ اوہام صفحہ ۶۹۱ میں لکھ دیا کہ کئی امور کی حقیقت و کیفیت ان پر تہ عمیق تک وحی الٰہی سے نہیں کھلی۔گویا اپنی واقفیت و حقیقت شناسی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سمجھتے ہیں،معاذ اللہ۔

اب ان امور سے ظاہر ہے کہ اس خلق کی جو مرزا صاحب نے ظاہر کیا ہے ان میں قوت تو بے شک ہے اور بہت ہے،آمد مضامین ہی ظاہر کر رہی ہے کہ دریا موج زن کی طرح مرزا سے یہ کلمات نکلتے چلے جاتے ہیں اور مرزا بھی دلیری سے بے دھڑک جو سامنے آیا اس کے واسطے لکھ کر شائع کرتے جاتے ہیں۔اور یہ بھی عیاں ہے کہ مرزا اس قوت اخلاقی کو منافی شان امامت نہیں جانتے بلکہ اس کا لازمہ خیال کرتے ہیں۔چنانچہ اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ:

> اخلاقی قوت سے یہ مراد نہیں کہ ہر جگہ وہ امام خواہ نخواہ نرمی کرتا ہے کیونکہ یہ تو اخلاقی حکمت کے اصول کے برخلاف ہے۔ہاں وقت اور محل کی مصلحت سے کبھی معالجہ کے طور پر سخت الفاظ بھی استعمال کر لیتے ہیں لیکن اس استعمال کے وقت نہ ان کا دل جلتا ہے اور نہ طیش کی صورت پیدا ہوتی ہے نہ منہ پر جھاگ آتی ہے۔اگر کوئی سخت لفظ سوختہ مزاجی اور مجنونانہ طیش سے نہ ہو اور عین محل پر چسپاں اور عندالضرورت ہو تو وہ اخلاقی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت کے منافی نہیں ہے۔

مرزا صاحب نے اپنی اس قوت اخلاقی کے جواز کے ثبوت میں سید الاولین والآخرین ﷺ کو سخت الفاظ استعمال کرنے کی نسبت کی ہے جس کا جواب کافی اسی جگہ دیا گیا ہے کہ اس کا ہرگز کچھ ثبوت نہیں ہے۔ پہلے ازالہ اوہام میں بھی سخت الفاظ کے استعمال کی حمایت میں بہت کچھ لکھ کر کہا ہے کہ دشنام دہی اور چیز ہے اور بیان واقعہ کا خواہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو دوسری شئے ہے۔ پھر کہا ہے کہ ہمیں دشنام دہی سے منع کیا گیا ہے نہ یہ کہ اظہار حق سے روکا گیا ہو۔ پھر لکھا ہے:

آنحضرت ﷺ نے حق کی تائید کیلئے صرف الفاظ سخت ہی استعمال نہیں فرمائے بلکہ بتوں کو جو ان کی نظر میں خدائی منصب رکھتے تھے اپنے ہاتھ سے توڑا بھی ہے۔

پھر مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ:

زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت کہتا ہے، جیسا کہ فرماتا ہے اولئک علیھم لعنۃ اللّٰہ والملائکۃ والنّاس اجمعین۔ خدا تعالی نے قرآن شریف میں بعض کا نام ابولہب، بعض کا کلب اور خنزیر کہا اور ابوجہل خود مشہور ہے ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں، استعمال کئے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے: فلا تطع المکذّبین ودّوا لو تدھن فیدھنون ولا تطع کل حلّاف مھین ھمّاز مشّاءٍ بنمیم منّاعٍ للخیر معتدٍ اثیم عتلّ بعد ذلک زنیم سنسمہ علی الخرطوم۔ ازالہ اوہام صفحہ ۲۷۔ (اس کے بعد مرزا صاحب نے یہ دعا کی ہے کہ) اے خدا قادر مطلق ہماری قوم کے بعض لمبے ناک والوں کے ناک پر بھی استرار کھ۔

جو کچھ مرزا صاحب نے اخلاقی قوت واستعمال سخت الفاظ میں لکھا ہے اس کا جواب اسی جگہ عرض ہوا ہے امید ہے کہ ناظرین دیکھ کر انصاف فرمائیں گے۔ باقی جو عبارت ازالہ اوہام کے حوالہ سے درج ہوئی ہے اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ مرزا صاحب نے خود اقبال کیا ہے کہ دشنام دہی سے ہمیں منع فرمایا گیا اس لئے یہاں یہی سوال ہے کہ پھر دشنام دہی کیوں کی گئی؟

بیان واقعہ کی نسبت یہ عرض ہے کہ اللہ تعالی تو عالم الغیب والشہادۃ اور خالق کلّ شیء ہونے کے باعث ہر ایک کے واقعی اور اصلی حالات سے محرم و واقف ہو کر اپنی حاکمیت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالقیت ربوبیت کے استحقاق حقہ سے جو کسی کی نسبت فرماوے، بجا ہے۔لیکن مرزا صاحب چونکہ ایسے حالات وکسی کے انجام سے واقف نہیں اور نہ ایسے (خدائی) حقوق رکھتے ہیں تو وہ کیونکر کسی کو جو اصلاً حلال زادہ ہو، حرام زادہ کہہ سکتے ہیں۔

لعنتوں اور ولید بن مغیرہ کی نسبت آیت کریمہ میں دیکھ لیجئے، کوئی کسی کا نام نہیں ہے۔ لعنتوں میں بھی یہی ہے کہ جو صدق و راستی ومخلوق الٰہی کے دین و دنیا کی فلاح کے مخالف اور اپنی جانوں کے دشمن ہو کر ظالم اور مرتکب جرائم ہیں ان پر اللہ تعالی کی پھٹکار ہے ان میں نام کسی کا نہیں۔غرض برے افعال اور ان کے کرنے والوں کی مذمت ہے۔ابولہب کا نام اس واسطے آ گیا کہ اس نے پیغام الٰہی جو سراسر فلاح دارین کے واسطے تھا ایک مقبول و مسلّم صادق ﷺ سے سن کر اور راستی کا دشمن بن کر گستاخی سے تبّ لک زبان سے نکالا اس کی سزا میں وہی کلمہ معہ اس کے نام کے رب غیور نے بطور یادگار اپنی کتاب عزیز میں نازل فرمایا۔ نہ وہ ایسا کرتا، نہ سزا پاتا۔ پھر سوائے ابولہب کے اور کسی ایسے معتوب کا نام قرآن مجید میں نہیں جو دیگر نام مثل فرعون و ہامان وغیرہ آئے ہیں صرف ان کے حالات وقصص عبرت کے لئے مذکور ہوئے ہیں حالانکہ مرزا صاحب نے ذرا ذرا سے اختلاف اور اپنی ذات کی خفیف بے ادبی پر نام لے لے کر خوب دشنام ولعنتیں اپنی تصانیف میں درج کی ہیں۔ دیکھئے کس قدر فرق عظیم ہے۔

بابی وامی رسول اللہ ﷺ کی سخت الفاظی کسی کی نسبت بھی مروی نہیں۔سرور کائنات کے حلم ونرمی عفو ودرگذر کی نظیر کہیں بھی نہیں ہے کچھ قدرے قلیل ذکر اسکا عرض ہوتا ہے۔

بتوں کا ہاتھ سے توڑنا دوسری بات ہے وہ تو ضروری تھا کیونکہ معبود باطلہ کا نابود کرنا تردید شرک و اثبات توحید میں داخل ہے اور خاص واصل مدعا بعثت انبیاء۔ بلکہ آج کل تو دشنام دہی کو برا جاننے والے خود بت پرست عقل خداداد کے باعث بت شکنی ومورتی کھنڈن پر آمادہ ہیں اور توڑتے ہیں۔لیکن بات تو دشنام دہی وسخت کلامی پر ہے جو اس مخاطب بخطاب انک لعلی خلقٍ عظیم سے ہرگز مروی نہیں۔ چنانچہ آپ نے مشرکین پر بددعا کرنے کے سوال پر خود فرمایا انّی لم ابعث لعانا انّما بعثت رحمۃ (تحقیق میں لعنت کرنے والا نہیں بھیجا گیا میں تو رحمت بھیجا گیا ہوں) پس جب وہ ذات مبارک دوسروں کو ایسے لعن طعن وفحش کی باتوں سے منع کر کے ارشاد فرمائے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ تو وہ ذات بابرکات مطہر خود کیونکر اور کس طرح ان امور کو پسند وگوارا کر کے فاعل ہوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔اور لعنت کی ممانعت میں تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے بہت تاکید و وعید فرمائی ہے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

اب یہ امر فیصلہ طلب رہا کہ مرزا صاحب تو اس خلق کو خلق عظیم میں داخل کر کے اس کو جائز و مباح بلکہ لازمہ امامت قرار دیتے ہیں اور دوسرے مسلمان بحوالہ قرآن مجید و حدیث شریف و عمل باجماع خلف و سلف استعمال لعن طعن سبّ و شتم کو اخلاق رذیلہ میں سمجھتے ہیں لہذا بحکم:

فان تنا زعتم فی شئی فردّوہ الی اللّٰہ و الرّسول ان کنتم تومنون با للّٰہ و الیوم الآخر ۔ ذلک خیر و احسن تاویلاً ۔ فلا و ربّک لا یومنون حتّی یحکّموک فیما شجر بینھم ثمّ لا یجدوا فی انفسھم حر جاً مّمّا قضیت و یسلّموا تسلیماً (پس اگر تم کسی شئے میں جھگڑا کرو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیرو۔ اگر تم اللہ اور آخرت کے دن کے ساتھ ایمان رکھتے ہو یہ اچھا ہے اور انجام میں بہتر ہے۔ پس قسم ہے تیرے رب کی وہ ایمان والے نہیں ہوتے جب تک تجھے اپنے اختلاف میں حاکم نہ بناویں اور پھر تیرے فیصلہ سے اپنے دل میں ذرا تنگی نہ پاویں اور پورے طور پر تسلیم کرلیں)

اس کا فیصلہ قرآن و مجید و حدیث شریف سے ہونا چاہیے تاکہ اختلاف رفع ہو۔ پس مرزا صاحب آیات قرآن مجید:

ادفع بالّتی ھی احسن ۔ فا عف عنھم و اصفح ۔ ولیعفوا و لیصفحوا فا صفح الصفح الجمیل۔ ا لا تحبّو ن ان یغفر اللّٰہ لکم ۔ و الکا ظمین الغیظ و العا فین عن النّاس ۔ و لا تسبّو الّذین .. الخ (تو اس طریقہ سے دفع کر جو کہ اچھا ہے۔ ان سے معاف کر اور درگذر کر۔ ان کو چاہیے کہ معاف کریں اور درگذر کریں۔ پس تو اچھے طور پر درگذر کر۔ کیا تم یہ دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہیں بخشے، اور غصہ کے کھانے والے اور درگذر کرنے والے)

وغیرہ کو جو دربارہ عفوو درگذر وغیرہ ہیں، کو مع حدیث:

لم یکن رسو ل اللّٰہ ﷺ فا حشاً و لا متفحشاً و لا سخا باً فی ا لا سواق ولا یجز ی السیئۃ با لسیئۃ و لکن یّعف و یصفح (رسول اللہ ﷺ نہ تو فاحش تھے اور نہ فحش کا ارادہ کرنے والے اور نہ بازاروں میں غل کرتے اور نہ بدی کا بدلہ بدی سے دیتے بلکہ معاف اور درگذر فرماتے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو مدنظر رکھ کر اس طرح نام بنام لعن طعن سبّ وشتم کرنے کا ثبوت کتاب اللہ وسنت سے فرماویں اور کسی ربانی امام برحق کی جس نے ان کو جائز ومباح سمجھ کر استعمال کیا ہو معتبر کتب سے معہ دلائل نظیر بتلاویں تا کہ اس مسئلہ کے اختلاف کا فیصلہ ہو جائے۔

عاجز ایک رات اس مضمون کی مزید تکمیل کے لئے ضمیمہ انجام آتھم میں مرزا کی گوہر افشانی دیکھ کر ان کے جوہر وکمال در بارہ ایجاد واظہار دشنام پر حیران تھا، اس رات (۷ رمضان ۱۳۱۷ھ) مرزا کے انجام پر اور انکے زیر مشق مسبوب غریب مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوئے:

. فيمت و هو كا فر ۔ ردّت اليه لعا نه ۔ و ازلفت الجنّة للمتّقين غير بعيد (خاتمہ بحالت کفر ہوگا۔ اس کی لعنتیں اسی کی طرف لوٹائی گئیں ۔ اور نزدیک کی جاوے گی جنت واسطے متقین کے)۔

بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی امام الزمان کے دل میں ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

اور بنی نوع کی سچی ہمدردی اس (امام الزمان) کے دل میں ہوتی ہے۔

جواب ۔ بے شک سچی ہمدردی انسانی خاصیت ولازمہ ہے لیکن كل اناء يتر شّح بما فيه (جو کچھ برتن میں وہی اس سے نکلتا ہے یعنی، بالفاظ دیگر جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان سے نکلتا ہے) کے موافق جو الفاظ مرزا صاحب نے مسلمانوں مومنوں، عالموں، فقراء سجادہ نشینوں وغیرہ کے حق میں استعمال وتحریر فرمائے ہیں، کیا یہ بھی اسی سچی ہمدردی کا جوش ہے۔

اگر مرزا فرماویں کہ یہ سب کچھ ہمدردی سے کہا گیا ہے تو پھر اسکے نتیجہ کی نسبت یہ سوال ہوگا کہ بجائے موافقت ومحبت کے جو اصلاح اور ہمدردی کے لازم وملزوم ہیں مخالفت وعناد ودشمنی جو مرزا صاحب کی اصلاح وسچی ہمدردی سے چاروں طرف پھیلی ہوئی نظر آ رہی ہے اس کا کیا سبب ہے کیونکہ عطایائے ربانی یعنی اصلاح وہمدردی منزلہ آسمانی کے ایسے خراب وتباہ کن نتائج تو کبھی نہیں ہوئے اور نہ کسی نے دیکھے نہ سنے بلکہ ایسا ہوتا رہا ہے جیسا قرآن مجید میں فرمایا:

و اذ كروا نعمة اللّه عليكم اذ كنتم اعداءً فا لّف بين قلو بكم فاصبحتم بنعمته ا خوا ناً (اور یاد کرو اللہ کی نعمت جو کہ تم پر ہے جب کہ تم دشمن تھے پس تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پس تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہوگئے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا مبارک نتیجہ واثر بھی بلا درنگ تمام دنیا پر ظاہر و ثابت ہو گیا۔ پھر مرزا صاحب کی اصلاح و ہمدردی کا نتیجہ جو اس کے برخلاف ظہور پذیر ہوا ہے اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اس کو حسب منشاء قانون الٰہی نہیں برتا۔ کیا یہ ممکن تھا کہ ادع الی سبیل ربّک بالحکمۃ و الموعظۃ الحسنۃ و جادلھم بالّتی ھی احسن (تو لوگوں کو اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور نیک وعظ کے ساتھ بلا اور ان سے احسن طریق سے مناظرہ کر) کے مطابق تعامل و کاروائی ہو پھر ناکامی ہو؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

ہاں مرزا صاحب کی طرف سے یہ عذر ہوسکتا ہے کہ، میں نے تو یہ لکھا ہے، کہ بنی نوع کی سچی ہمدردی اس کے دل میں ہوتی ہے، سو ہمارے دل میں سچی ہمدردی بھری ہوئی ہے۔

اور اسی طرح اصلاح کے بارے میں فرمادیں کہ،

> ابھی اس کا پورا سامان لے کر اس مسافر خانہ میں آئے ہیں اور ایسا ہی تمام ضروری شرائط اصلاح اور اعلیٰ درجہ کی قوت اخلاقی ہم کو عطا ہوئی ہے اور یہ سب کچھ سچی ہمدردی وضروری شرائط اصلاح اعلیٰ درجہ کی قوت اخلاقی ہمارے پاس موجود ہیں۔،

تو براہ مہربانی فرماویں کہ بیس برس بلکہ ۲۳، ۲۴ برس تو مرزا صاحب کو بقول خود اپنا منصبی کام شروع کئے ہوئے گذر چکے ہیں تو اصلاح قوت اخلاقی اور سچی ہمدردی وغیرہ مرزا صاحب کب شروع فرماویں گے کیونکہ عاجز مخلوق الٰہی عموماً اور اہل اسلام خصوصاً تو ان امور کے از بس حاجت مند محتاج حقدار اور خواہاں ہیں۔

اخلاقی قوت سے نرمی مراد نہ ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

> اور اخلاقی قوت سے یہ مراد نہیں کہ ہر جگہ وہ خواہ مخواہ نرمی کرتا ہے کیونکہ اخلاقی حکمت کے اصول کے برخلاف ہے، بلکہ مراد یہ ہے کہ جس طرح تنگ ظرف آدمی دشمن اور بے ادب کی باتوں سے جل کر اور کباب ہو کر جلد مزاج میں تغیر کر لیتے ہیں اور ان کے چہرہ پر اس عذاب الیم کے، جس کا نام غضب ہے، نہایت مکروہ طور پر آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اور طیش اور اشتعال کی باتیں بے اختیار اور بے محل منہ سے نکلتی چلی جاتی ہیں، یہ حالت اہل اخلاق کی نہیں ہوتی۔ ہاں وقت اور محل کی مصلحت سے کبھی معالجہ کے طور پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت لفظ بھی استعمال کر لیتے ہیں لیکن اس استعمال کے وقت نہ ان کا دل جلتا، نہ طیش کی صورت پیدا ہوتی، اور نہ منہ پر جھاگ آتی ہے۔

جواب۔ غالباً مرزا صاحب کو خود بدولت کی درافشانی اور سخت الفاظ استعمال کرنے کی یاد بظاہر اس قاعدہ کے وضع کی محرک معلوم ہوتی ہے۔ مرزا صاحب نے تو اس خصلت کو بہت عالی شان اور کم یاب خیال فرما کر امام الزمان کے اوصاف میں درج فرمایا ہے لیکن کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آج کل تو اس خصلت و عادت والے پولیٹکل لوگوں سے دنیا بھری پڑی ہے۔ ولایت تو اس وصف کے اشخاص کا مخزن ہی ہے لیکن یہاں پنجاب میں بھی ریاستوں کا یہی حال ہے کہ اکثر اہل کاران بلالحاظ مذہب اسی خصلت و اوصاف کے ہیں۔ ان کی باہم کیسی ہی دشمنی، ناچاقی و عناد و بغض ہو لیکن باہمی مکالمہ و گفتگو میں خواہ کیسی ہی مخالفت پر ہو، کیا مقدور کہ چہرہ پر تغیر غضب طیش اور اشتعال وغیرہ کا کچھ بھی اثر نمایاں ہو۔ خندہ پیشانی اور ہنستے ہنستے ہی اپنے مخالف کو بہت کچھ کہہ لیں گے اور اس کا کام تمام کر دیں گے۔ تو مرزا صاحب فرماویں اس خصلت سے وہ سب امام الزمان بن جاویں گے؟ اسلام میں حسن اخلاق کی تاکید بے شک ہے لیکن سخت الفاظ کا استعمال جو مرزا صاحب جائز و مباح کر کے خود بلا تامل استعمال کر لیتے ہیں اس کا ہرگز حکم نہیں ہے بلکہ نرمی اور رفق سے پیش آنے کا ارشاد ہے۔

اس قاعدہ مرزا سے تو ہر ایک بدلگام، سخت زبان، باتباع نفس و شیطان خندہ پیشانی و بناوٹی ہنسی سے کسی کو لعنت ملامت سبّ وشتم کہہ کر اور اس طرح ارمان و جوش نکال کر بعد میں صاحب اخلاق فاضلہ بننے کے واسطے بدستاویز قاعدہ موصوفہ مرزا کہہ سکتا ہے کہ میں نے اخلاقی حکمت کے اصول کی مخالفت نہیں کی، کیونکہ نہ میں جل کر کباب ہوا، نہ مزاج میں تغیر ہوا، نہ طیش نہ اشتعال نہ بے اختیار و بے محل بات منہ سے نکالی بلکہ یہ سب کچھ محل و مصلحت کے سبب معالجہ کے طور پر سخت الفاظ استعمال کئے ہیں، میرا دل اندر سے بڑے آرام و انبساط و خوشی میں ہے۔ تو مرزا صاحب انصاف سے فرماویں کہ وہ ایسی منافقانہ بات وحیلہ سے اپنی بدزبانی و دشنام دہی وغیرہ کے جرم سے بری ہو گیا؟ اور اگر ایسا ہی ہے تو یہ بہت عمدہ نسخہ کسی غریب کو جوش نفس سے بے آبرو کر کے پھر بری ہو جانے کا ہے۔ لیکن یہ بھی خیال رہے کہ شریعت اسلامی ایسے لغو خود تراشیدہ اوصاف و قواعد کو کہاں تک پسند و جائز رکھتی ہے؟

مرزا قادیانی، خاندانی طبیب بھی ہیں۔ وقت و محل کی مصلحت معالجہ کا طریق ان سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہتر کون جان سکتا ہے اور مسلمانوں کا بھی ایمان ہے کہ معالجہ بموافق حکمت الٰہی وطب نبوی ﷺ کے ہووے تو ممکن نہیں کہ کارگر وشفائے کامل نہ ہووے۔ پھر تعجب ہے کہ مرزا صاحب نے بدعوی طب جسمانی و روحانی موقعہ محل کی مصلحت کو پس پشت ڈال کر نہ صرف مخالفوں بلکہ دوسرے غریب موافقوں خیر خواہوں کو بھی ایسے سخت مسہل دیئے ہیں کہ انکا اصلی حالت پر آنا مشکل بلکہ محال ہو گیا ہے جو بظاہر نتیجہ مخالفت ارشاد ادع الی سبیل ربّک بالحکمة و الموعظة الحسنة کا ہے۔

رعب دکھلانے کیلئے بناوٹی غصہ ظاہر کرنا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

ہاں کبھی بناوٹی غصہ رعب دکھلانے کے لئے ظاہر دیتے ہیں اور دل آرام اور انبساط اور سرور میں ہوتا ہے۔

جواب۔ سبحان اللہ یہ وصف امام الزمان کا تو مرزا نے پہلے سے بھی بڑھ کر وضع کر کے تحریر فرمایا ہے۔ براہ مہربانی اس تراشیدہ و بناوٹی وصف پر غور فرماویں کہ دل آرام وانبساط وسرور میں اور ظاہر میں زبان اور چہرہ سے بناوٹی غصہ اور وہ بھی خالی رعب دکھلانے کیلئے، غرض اندر کچھ باہر کچھ، تو مرزا غور کریں کہ اس میں اور نفاق اور تقیہ میں بظاہر کیا فرق ہے؟ اور کیا یہ خصلت دوسرے امور کو بھی ساقط الاعتبار نہیں کرتی کیونکہ ہر موقع تحریر وتقریر پر اس بناوٹی عادت سے شک وشبہ ہوسکتا ہے کہ یہ امر واقعی صحیح و سچ نہیں، شائد بناوٹی ہو۔

غرض عادت تقیہ کی طرح کسی بات وفعل کا اعتبار نہیں ہوسکتا اور لطف یہ کہ مرزا صاحب چونکہ بزبان خود امام الزمان ہیں اور یہ وصف امام الزمان کا لازمہ ہے تو جو کچھ آپ نے آج تک اپنی زبانی تحریر وتقریر میں نصیحت فرمائی یا غصہ سے نہی عن المنکر فرمایا اس پر بھی یہی شک ہوسکتا ہے کہ وہ غصہ مرزا صاحب اور نہی عن المنکر بناوٹی اور رعب دکھلانے کے لئے ہوگا نہ حقیقی طور پر، اور مرزا کا دل آرام وسرور میں تھا اور دراصل اس میں کراہت، غصہ وغیرہ کچھ نہ تھا۔ اب مرزا فرماویں کہ اس وصف وخصلت کا اثر کہاں تک پہنچا اور یہ قابل تعریف ہوئی یا قابل مذمت ونفرت۔

آنحضرت ﷺ وصحابہ کبار کا ایسے اشخاص سے جن کو وہ دل سے پسند نہ فرماتے لیکن پھر بھی ان سے حسن اخلاق سے پیش آنا مروی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

عن عروة عن عا ئشه انّ رجلاً استاذن علی النّبیّ ﷺ فلمّا رآه

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال بئس اخو العشيرة و بئس ابن العشيرة ۔ فلمّا جلس تطلق النبی ﷺ فی وجهه و انبسط الیه فلمّا انطلق الرّجل قالت له عائشه یا رسول اللّٰه ﷺ حین رأیت الرجل قال قلت له کذا و کذا ۔ ثم تطلقت فی وجهه و انبسطت الیه فقال رسول اللّٰه ﷺ یا عائشه متی عهدتنی فاحشاً؟ ان شرّ النّاس عند اللّٰه منزلة یوم القیامة من ترکه النّاس اتّقاء شرّه (بخاری: ۲۰۳۲)

اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جن سے دلی الفت نہ ہو ان سے بھی رفق وخوش خلقی سے ملنا پیش آنا اخلاق حسنہ اور مطابق ارشاد الٰہی مندرجہ ذیل ہے:

ادفع باﻟّتی هی احسن فاذا الّذی بینک و بینه عداوة کانّه ولیّ حمیم ۔ وما یلقّاها الّا الّذین صبروا و ما یلقّاها الّا ذو حظٍ عظیم (دور کر بدی کو اس طریق سے جو کہ احسن ہے ۔ پس اس وقت وہ شخص کہ تیرے اور اسکے درمیان عداوت ہے ایسا ہو جائے گا کہ گویا دوست حمایت کرنے والا اور اس خصلت کو وہی لوگ پاتے ہیں جو کہ صابر ہیں اور اس کو سوا اس شخص کے جو بڑا نصیب والا ہے دوسرا کوئی نہیں پا سکتا)

یعنی اخلاق فاضلہ کے لئے نفس کی مخالفت کر کے مخلوق الٰہی کی خیر خواہی مدنظر رکھ کر ان کو اچھا نمونہ دکھلانا عین عبادت احکم الحاکمین ، و اتباع سید المرسلین ﷺ مخاطب بخطاب انّک لعلی خلقٍ عظیم ہے، لیکن مرزا کا قاعدہ و وصف تو اس کے بالکل مخالف و برعکس ہے یعنی خلاف تعلیم اسلام خلق ذمیمہ یعنی غصہ بناوٹی کا اظہار اور وہ بھی نہ خدا کے بلکہ مجرد اپنا رعب دکھلانے کے لئے جو کسی طرح بھی شریعت اسلامی میں جائز نہیں ۔ افسوس اور تعجب تو یہ ہے کہ مرزا کے دام افتادہ مرید ان کے ان امور کو بھی حقائق و معارف میں داخل کر کے قربان ہوئے جاتے ہیں ۔

حضرت عیسیٰؑ کی طرف سخت الفاظ کی نسبت کرنا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

یہی وجہ ہے کہ اگرچہ حضرت عیسیٰؑ نے اکثر سخت لفظ اپنے مخاطبین کے حق میں استعمال کئے ہیں جیسا کہ سور، کتے ، بے ایمان، بدکار وغیرہ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ نعوذ باللہ آپ اخلاق فاضلہ سے بے بہرہ تھے کیونکہ وہ تو خود اخلاق سکھلاتے اور نرمی کی تاکید

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ بلکہ یہ لفظ جو اکثر آپ کے منہ پر جاری رہتے تھے یہ غصہ کے جوش اور مجنونانہ طیش سے نہیں نکلتے تھے بلکہ نہایت آرام اور ٹھنڈے دل سے اپنے محل پر یہ الفاظ چسپاں کئے جاتے تھے۔

جواب۔ معاذ اللہ سخت الفاظ کی نسبت سیدنا عیسیٰؑ کی طرف عاجز ہرگز باور و قبول نہیں کرسکتا کیونکہ قرآن مجید جس میں سیدنا مسیح و دیگر انبیاء کی مدح وثنا اللہ پاک فرماتا ہے اور مومنین کو تعظیم وتکریم کرنے کو یہ ارشاد صداقت وہدایت بنیاد ہے:

آمن الرّسول بما انزل الیه من رّبّه والمومنون ۔ کلّ آمن باللّٰه و ملائکته وکتبه ورسله لا نفرّق بین احدٍ مّن رّسله وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربّنا والیک المصیر (رسول اس چیز کے ساتھ ایمان لایا جو اس کی طرف اس کے رب کے پاس سے نازل ہوئی اور مومن بھی، ہر ایک اللہ اور فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں کے ساتھ ایمان لایا۔ اور کہا کہ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے...)

اس قرآن مجید میں تو اسکا کچھ ذکر نہیں ہے۔

بلکہ اس کے برخلاف قرآن میں تو مسیح کی نرم مزاجی اور ہرناپسندیدہ اخلاق وصفت سے سلامتی کے بارہ میں یہ ارشاد ہے:

وبِرّاً بوالدتی ولم یجعلنی جبّاراً شقیّاً والسّلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیّاً (اور اپنی ماں کے ساتھ سلوک اور احسان کرنے والا، اور مجھے جبار بدبخت نہیں بنایا۔ اور سلامتی ہے مجھ پر اس دن کہ میں پیدا ہوا اور جس دن کہ میں مروں گا اور جس دن میں زندہ ہو کر اٹھایا جاؤنگا)

پھر مخبر صادق ﷺ نے بھی حضرت مسیح کے ایسے سخت الفاظ کی نسبت کچھ نہیں کہا بلکہ فرمایا:

لیس المومن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش البذی۔ ان شرّ النّاس منزلة یوم القیامة من ترکه الناس اتقاء فحشه۔ (مومن طعنہ اور لعنت کرنے والا اور فحش بے ہودہ گو نہیں ہوتا یعنی مومن میں یہ خصلتیں نہیں ہوتیں۔ بے شک بدترین لوگوں کا منزلت میں قیامت کے روز وہ شخص ہے کہ لوگ اس کو اس کے فحش سے ڈر کر چھوڑ جاویں)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن سے ثابت ہے کہ لعن طعن فحش بدگوئی بدزبانی اللہ کو نہایت ناپسندیدہ ومبغوض ہے اسی واسطے کسی مومن کا یہ شعار نہیں ہے۔ پس جب مومن کے یہ شایان حال نہیں اور وہ ان رذائل سے پاک کیا جاتا ہے تو انبیاء جو ہدایت کے منصب پر اخلاقی وروحانی وغیرہ تعلیم کے واسطے اخلاق فاضلہ کے ساتھ رحمت الٰہی سے دنیا میں تشریف لاتے ہیں وہ بدرجہ اولی ان رذائل سے پاک ہوتے ہیں۔ سخت بے ادبی وتوہین ہے اگر کوئی نافہمی سے ایسے امور کی نسبت ان عالی شان مطہرین معصومین کی طرف کرے اعاذنا اللّٰہ منہا۔ نظر براں مسلمانوں کی کیا مجال اور ان کو کیا حاجت کہ محرف کتب کے حوالہ سے ایسے کلمات کی نسبت جماعت انبیاء مقربین الٰہی کی طرف قبول کرلیں۔

❁ یہ تو مرزا صاحب ہی ہیں کہ اس نبی معصوم کی نسبت حوصلہ سے کچھ نہ کچھ تحریر فرماتے رہتے ہیں اور یہاں بھی نہ معلوم کہ ان کی جگہ گدی نشینی کی ضرورت سے یا خود بدولت کی درافشانی سبّ وشتم کو جائز ومباح قرار دینے کے لئے محرف کتب کی دستاویز پر دلیری وبے خوفی سے فرما دیا کہ، یہ لفظ اکثر آپ کے منہ پر جاری رہتے تھے۔ عاجز نہ مولوی، نہ مباحث، نہ کسی کی جگہ گدی نشینی کا حاجت مند وخواہش مند، لہذا عاجز تو ان کی بلکہ کسی نبی کی شان میں بے ادبانہ کلمات کا اعادہ ونقل کرنا بھی معصیت اور موجب ناراضی وسخط رب غیور جانتا اور ڈرتا ہے۔

❁ پھر مسلمانوں کو تو انّک لعلی خلقٍ عظیم کے مخاطب نبی ﷺ کے اخلاق فاضلہ ومبارکہ کی پیروی واتباع کا بموجب ارشاد ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتّبعونی یحببکم اللّٰہ حکم ہے تو پھر ان کو کسی اور کے اخلاق کے نمونہ کی اور وہ بھی بے سند بے دلیل وغیر معتبر کتب کے حوالہ سے جن کو مرزا صاحب خود بے اصل فرما چکے ہیں، کیا حاجت؟

❁ اخلاقی حالت میں اماموں کا باکمال ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

غرض اخلاقی حالت میں کمال رکھنا اماموں کیلئے لازمی ہے اور اگر کوئی سخت لفظ سوختہ مزاجی اور مجنونانہ طیش سے نہ ہو اور عین محل پر چسپاں اور عندالضرورت ہو تو وہ اخلاقی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت کے منافی نہیں ہے۔

جواب۔ یہ صحیح ہے کہ اخلاقی حالت میں کمال اماموں کیلئے لازمی ہے لیکن مرزا صاحب خود بدولت کے کمال کا پتہ ونشان بتلا دیں کہ کہاں اس کا ظہور ہوا ہے؟ اور اب تک جو کچھ مرزا کی طرف سے کمال اخلاق ظاہر ہوا اس کا ذکر ابھی ہو چکا ہے جو کسی طرح امام تو کہاں عام مومن کے شایان حال نہیں ہے ہاں اگر مرزا صاحب کمال کے معنی ومراد زیادتی وفراوانی لیتے ہیں یعنی اگر کوئی ایک کہے تو اس کے مقابل ارشاد وجزاء سیّئةٍ سیّئة مثلها فمن عفا و اصلح فا جره علی اللّٰه انه لا یحبّ الظالمین۔ کونظر انداز کر کے اس کو اس کی دو چندسہ چند کہہ کر بلکہ عاجز کم زبان بے گناہ اور کچھ بھی نہ کہنے والے کی بھی خبر لیتے لیتے بس نہ کرنا، تو یہ کمال مرزا صاحب کا اظہر من الشّمس ہے اور سب جانتے ہیں۔

اگر مرزا صاحب کے نزدیک جب بسوخت مزاجی ومجنونانہ طیش نہ ہوتو جس قدر کوئی لعن طعن سبّ وشتم اپنے مخالف کو کرنا چاہے وہ سب جائز ومباح ہے تو براہ مہربانی قرآن مجید و حدیث شریف سے اس کی سند بیان فرماویں اور کیا ارشاد و لیعفوا و لیصفحوا ... ان یغفر لکم و اللّٰه غفور رّحیم ۔ و ان السّا عة لآ تیة فا صفح الصفح الجمیل انّ ربّک هو الخلاق العلیم بھی مرزا صاحب کے نزدیک کچھ قابل لحاظ وعمل ہیں یا نہیں۔

یہ بھی غور فرمائیں کہ سوائے قلیل گروہ مریدین مرزا جو کسی سبب سے مرزا کی درافشانی سبّ وشتم سے بچ رہے ہیں کیا دوسرے تمام خاص وعام مسلمین مومنین ان لعن طعن کا ہی محل ہیں اور انہی غریبوں پر ان کو چسپاں کرنے کی مرزا صاحب کو اشد ضرورت تھی اور کس لئے۔ کیا اس لئے کہ وہ بے چارے مرزا صاحب کے پاس حاضر ہو کر یہ فیض وکمالات اخلاقی نہ اڑا لے جائیں۔

جنکو خدا امام بناتا ہے انکی فطرت میں قوت امامت رکھا جانا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اور یہ بات بیان کر دینے کے لائق ہے کہ جن کو خدا تعالی کا ہاتھ امام بناتا ہے ان کی فطرت میں امام کی قوت رکھی جاتی ہے اور جس طرح الٰہی فطرت نے بموجب آیہ کریمہ اعطی کل شئی خلقه ہر ایک چرند پرند میں پہلے سے وہ قوت رکھ دی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جس کے بارہ میں خدا تعالی کے علم میں یہ تھا کہ اس قوت سے اس کو کام لینا پڑے گا اسی طرح ان نفوس میں جن کی نسبت خدا تعالی کے ازلی علم میں یہ ہے کہ ان سے امامت کا کام لیا جائے گا منصب امام کے مناسب حال کئی روحانی ملکے پہلے سے رکھے جاتے ہیں اور جن لیا قتوں کی آئندہ ضرورت پڑے گی ان تمام لیا قتوں کا بیج ان کی پاک سرشت میں بویا جاتا ہے۔

جواب ۔ بار بار وہی بات کبھی فطرت میں امامت کی روشنی کہہ دینا ،کبھی فطرت میں امامت کی قوت رکھی جانا ، خیر یہ مرزا صاحب کی عادت مستمرہ ہے کہ عبارت میں اعادہ تکرار کی کبھی پرواہ نہیں کرتے لیکن عاجز اسی جواب پر اکتفا کرتا ہے جو عرض ہو چکا ہے۔

خدا تعالی کا ہاتھ امام بنا تا ہے۔، کی نسبت عرض ہے کہ اور مخلوق کو کون بنا تا ہے۔

یہ امر ظاہر ہے کہ جب کسی قوت کا ظہور ہوتا ہے تب ہی دوسروں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوت اس کی فطرت میں ہے جس طرح مرزا صاحب جب عدالت انگریزی کے شغل میں اور اپنے مقدمات وغیرہ میں مصروف تھے اس وقت کسی کو کیا معلوم تھا کہ ان میں مہدویت، مسیحیت وغیرہ کی قوتیں بھی ہیں۔اسی طرح کسی اور عاجز بندہ کی فطرت میں وہی قوتیں امام الزمانی وغیرہ کی اگر خالق نے رکھی ہیں جن کا ظہور بوقت ظہور کام ومنصب کے ہوتا ہے تو مرزا صاحب ان کو خود بدولت کے سامنے کیوں محال خیال فرماتے ہیں۔ امامت، منصب نبوت تو نہیں کہ اس کو ختم ہوئے تیرہ سو سے کچھ زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور اللہ کا ایسا خزانہ نہیں کہ اس میں کسی شئے کی کمی ہو۔

آیت شریف اعطی کلّ شیء خلقه ثمّ هدی مرزا نے پوری کیوں نہیں تحریر فرمائی ۔کیا اس کا آخری جملہ ثمّ هدی مرزا کے کچھ مخالف پڑتا ہے۔

اماموں میں بنی نوع کے فائدہ کیلئے چند قوتوں کا ضروری ہونا

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۸ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اور میں دیکھتا ہوں کہ اماموں میں بنی نوع کے فائدہ وفیض رسانی کے لئے مندرجہ ذیل قوتوں کا ہونا ضرور ہے۔

جواب ۔غور فرمائیں کہ ایک شخص واحد کی مفروضہ قوتیں تمام جہان کیلئے کیونکر موافق و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسند خاطر ہوسکتی ہیں۔ مثلاً اگر مرزا صاحب فرماویں کہ امام میں ایسی قوت کا ہونا ضروری ہے کہ اس کے گھر میں ہزار ہا روپیہ کا زیور ہو، تا کہ امام جب چاہے اپنی جائیداد کو جس میں اور ورثاء کا بھی حق ہے اس کے عوض رہن کرکے اس کو لے لے، جیسا مرزا صاحب نے خود رہن زمین باغ میں عمل کیا ہے تو فرماویں کہ دوسرا غریب مفلس امام الاولین والآخرین ﷺ کے قدم بقدم چلنا پسند رکھتا ہو وہ یہ قوت کہاں سے بہم پہونچاوے۔

❀ اسی طرح اگر مرزا صاحب فرمائیں کہ امام میں ایسی قوت ہونی ضروری ہے کہ اس کے واسطے عرق کیوڑہ بید مشک کی گاگرین خس کی ٹٹی مشک وغیرہ اشیاء مسافت دور دراز سے چلی آویں جیسا مرزا صاحب کے واسطے آتی ہیں تاکہ لوگوں کو اس طرح کی خاطر تواضع امام کے ثواب سے فیض پہنچے تو فرماویں کہ دوسرا غریب آدمی جو امیر المومنین عمرؓ کی طرح شہد کا شربت بھی جو بلا درخواست و بلا اشراف نفس آیا ہو پینا پسند نہ کرے، کیونکر اس کو پسند ومنظور کریگا۔ یا آپ کہیں کہ امام قانون دان ایسی قوت والا صاحب حوصلہ ہو کہ طرح طرح کے اقرار و مدارا اور وعدہ کرکے روپیہ قیمت کتب وقبولیت دعا عطائے فرزند وغیرہ کے نام واعتبار پر پیشگی حاصل کرکے اپنے قبضہ وتصرف میں لے آوے اور پھر وعدہ وغیرہ کو بالائے طاق رکھ کر پیچھے مریدین سے مشتہر کرادے کہ امام وقت وخلیفہ اللہ کو بنیوں بقالوں تنگ دلوں زر پرستوں کے سے حساب کتاب سے کیا کام۔ گویا جو کچھ امام کئی وعدے کرکے لے وہ مثل مال غنیمت کے ہے جیسا اخبار الحکم میں شائع ہوا۔ مگر جو شخص توکل علی اللہ اور کسب حلال کو فرض سمجھے اور ہاتھ کی مزدوری سے کما کر کھانے کو بموجب حدیث:

ما اکل احد طعاماً قطّ خیراً من ان یّاکل من عمل یدیه و انّ نبیّ اللّٰه داؤد کان یاکل من عمل یدیه (دونوں ہاتھ سے کما کر کھانے سے کوئی کھانا بہتر نہیں۔ داؤدؑ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے)

پسند کرے اور حق العباد کے مواخذہ سے ازبس خائف وترساں ہو تو اس بے چارہ سے یہ کام اور حوصلہ کیونکر ہوسکے۔ وغیرہ۔ اسی طرح اور بہت نظائر ہیں لیکن بخوف طوالت بس کرتا ہوں۔

❀ ہاں سیدھے طریق سے بجائے اپنے ایجاد طبع ومجوزہ اوصاف وقوتوں کے اگر یہ کہدیں کہ امام میں ظاہری باطنی اتباع سید الاولین والآخرین ﷺ کی قوت ووصف ہو تو اس کو بے چون وچرا مسلمان مان لیں گے وبس۔

❀ ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول قوت اخلاق چونکہ اماموں کو طرح طرح کے لوگوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرہ بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام الزمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے، آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں، وہ کسی طرح امام الزمان نہیں ہوسکتا، لہٰذا اس پر آیت انک لعلیٰ خلقٍ عظیم کا پورے طور پر صادق آجانا ضروری ہے۔

جواب۔ اخلاق کا ذکر مرزا صاحب پہلے بھی کر چکے ہیں پھر اسی کو بار بار تحریر فرماتے ہیں اگرچہ جواب عرض ہو چکا لیکن بقیہ اب عرض ہے۔ مرزا صاحب کا اختیار ہے کہ یہ درافشانی تو خود بدولت کریں اور دوسرے غریبوں کو اوباش سفلہ بدزبان اور جو چاہیں بنا دیں لیکن انصاف سے سوچیں کہ جو جو سخت الفاظ ضعیف العمر مولویان عالمان مصروف درس قرآن مجید وحدیث شریف اور اوراد وظائف وذاکرین اللہ فقراء وغیرہ کی نسبت مرزا صاحب کی زبان وقلم سے نکلے ہیں ویسے یا ان سے نصف وربع ہی ان میں سے کسی نے بھی اپنی زبان سے کبھی نکالے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

❁ اگر مرزا فرماویں کہ ہمارے فتویٰ میں انہوں نے کافر دجال وغیرہ الفاظ لکھے ہیں تو اس کی نسبت عرض ہے کہ وہ ایک شرعی مسئلہ کے متعلق ہیں کہ جس کے عقاید خلاف اسلام، قرآن مجید و حدیث شریف ہوں وہ ایسا ہے۔ ورنہ مرزا کی طرح سبّ وشتم لعن وطعن فواحش وغیرہ جو آپ نے نام بنام درافشانی کی ہے ایسے ہرگز نہیں علاوہ ازیں مرزا صاحب تو انک لعلیٰ خلق عظیم کے دعویدار ہیں، لہٰذا برداشت وصبر ہی مناسب تھا، نہ یہ کہ اس سے سو درجہ زیادہ کہہ کر بھی بس نہ ہو اور آئے دن لکھتے ہی رہیں۔ اور لطف یہ کہ یہ عمل درآمد نہ قابل شرم ہو، نہ اخلاق رذیلہ میں شمار ہو ، نہ کچی طبیعت والے بنیں اور اس پر اعلیٰ درجہ کی قوت اخلاقی اللہ عزوجل کی دوستی تحمل وامام الزمانی غرض کسی میں بھی ذرہ فرق نہ آئے بلکہ انک لعلیٰ خلقٍ عظیم کے مصداق بنے رہیں۔

❁ اس نسخہ سے تو تبرائی لوگوں کو بھی اچھا حیلہ وبہانہ ہاتھ آتا ہے وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم جو کچھ کہتے اور کرتے ہیں محل ومصلحت وقت سے کرتے ہیں۔ ہمارا دل آرام وانبساط وسرور میں ہوتا ہے کیونکہ ہم کو اسی تبرہ بازی میں سرور ہے لہٰذا ہم اصول حکمت اخلاقی کی کچھ مخالفت نہیں کرتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نسخہ مرزا کا ان حضرات کو شکر گزار ہونا چاہیے کہ اہل سنت والجماعت کے ایک بڑے بھاری اعتراض سے ان کو بچا دیا، گو محتاط اہل علم اول بھی اس قابل شرم عمل تبرہ بازی کو برا جانتے تھے۔ ایسے اختیارات سوائے امام الزمان کے کون عمل میں لا سکتا ہے۔

دوسرے غریب مسلمان بھی جو انّک لعلی خلقٍ عظیم سے حصہ حاصل کرنے کی خاطر طرح طرح کے مجاہدات سعی وکوشش کیا کرتے ہیں وہ بھی اس نسخہ سے اچھا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں کہ جو زبان پر آوے، گالی گلوچ وغیرہ، کسی کو کہہ لیں لیکن طیش مجنونانہ جوش نہ ہو اور زبان سے کہہ دیں کہ دل آرام میں ہے۔

ضرورۃ الامام میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

دوم قوت امامت ہے جس کی وجہ سے اس کا نام امام رکھا گیا ہے یعنی نیک باتوں اور نیک اعمال اور تمام الٰہی معارف اور محبت الٰہی میں آگے بڑھنے کا شوق، یعنی روح اس کی کسی نقصان کو پسند نہ کرے، اور کسی حالت ناقصہ پر راضی نہ ہو، اور اس بات سے اس کو درد پہنچے اور دکھ میں پڑے کہ وہ ترقی سے روکا جائے۔ یہ ایک فطرتی قوت ہے جو امام الزمان میں ہوتی ہے اور اگر یہ اتفاق بھی پیش نہ آوے کہ لوگ اس کے علوم و معارف کی پیروی کریں اور اس کے نور کے پیچھے چلیں تب بھی وہ بلحاظ اپنی فطرتی قوت کے امام ہے۔ غرض یہ دقیقہ معرفت یاد رکھنے کے لائق ہے کہ امامت ایک قوت ہے کہ اس شخص کے جوہر فطرت میں رکھی جاتی ہے کہ جو اس کام کے لئے ارادہ الٰہی میں ہوتا ہے اور اگر امامت کے لفظ کا ترجمہ کریں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ قوت پیشروی۔ غرض یہ کوئی عارضی منصب نہیں جو پیچھے سے لگ جاتا ہے بلکہ جس طرح دیکھنے کی قوت اور سمجھنے کی قوت ہوتی ہے اسی طرح یہ آگے بڑھنے اور الٰہی امور میں سب سے اول درجہ پر رہنے کی قوت ہے اور انہیں معنوں کی طرف امامت کا لفظ اشارہ کرتا ہے۔

جواب۔ بات تو مختصر ہے جس کو مرزا نے خواہ نخواہ بے ضرورت عبارت طول کر کے لکھا ہے۔ کہیں آگے بڑھنے کا شوق، نقصان پسند نہ کرنا، حالت ناقصہ پر راضی نہ ہونا، ترقی کے روکے جانے سے درد پہنچنا، کہیں دقیقہ یاد رکھنے کے لائق بنا دیا وغیرہ۔ غرض ایک ہی مطلب کو بار بار دوسرے الفاظ میں بیان کر کے بے فائدہ تحریر کا حجم بڑھایا ہے۔ یہ تو مسلّم ہے کہ مرزا کو فرصت اور فراغت اور ثنائے خود بخود گفتن کا عشق ہے لیکن اس تکرار وطوالت فضول سے کیا حاصل؟ بات وہ جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظہور میں آوے۔سو جو کچھ قوت امامت آج تک مرزا صاحب سے ظہور میں آ چکی ہے اس کا ذکر تو اس تحریر میں اکثر ہے اور خاص امور کا ذکر اپنی اپنی جگہ ہوا ہے آئندہ جو کچھ ظاہر ہوگا دیکھا جاویگا۔

ہاں مرزا صاحب فرما سکتے ہیں اور فرمایا ہے کہ امام دوسروں سے آگے بڑھا ہوا ہوتا ہے سو ہم نے (یعنی مرزا صاحب نے) جو کچھ ایفائے عہد امانت دیانت حصول فتوی میں عمل کیا یا جو تدابیر کیں یا مولوی عالمان وفقراء سجادہ نشینان وغیرہ مخلوق الٰہی کی جو خاطر کی اور خبر لی اور تحریریں فرمائیں یہ دوسرے لوگوں سے بڑھ کر ہے یا نہ؟

تو ان امور میں مرزا صاحب کی امامت بے شک قابل تسلیم ہے لیکن پھر یہ مشکل پیش آوے گی کہ عمل درآمد و اظہار قوت امامت جن جن امور میں مرزا صاحب سے ہوا یہ نیک باتوں نیک اعمال الٰہی معارف اور محبت وتقرب الٰہی ونور وغیرہ میں کیونکر داخل ہوسکتا ہے؟

مرزا صاحب کو کمالات فصاحت و بلاغت وحقائق دقائق کا بڑا دعوی ہے۔ یہ تو غور کریں کہ جو دقیقہ یادرکھنے کے لائق مرزا صاحب نے فرمایا ہے وہ کیا دقیقہ ہے اور اس کے یادرکھنے سے کیا حاصل، وہ تو کئی مرتبہ آپ کہہ چکے ہیں۔صفحہ ۷ میں آپ نے کہا ہے، جس کو خدا تعالی کا ہاتھ امام بناتا ہے ان کی فطرت میں امامت کی قوت رکھی جاتی ہے،۔ مدعا اور مطلب تو ایک ہی ہے صرف لفظ دوسروں میں لکھ کر یادرکھنے کے لائق بنادیا ہے۔

پھر ہر ایک جانتا ہے کہ تمام مخلوق کی جبلت وفطرت کا یہی حال ہے۔انسان، حیوان، روباہ، کوا، بھیڑیا، بچھو، مکار، دغا باز وغیرہ سب مخلوق اپنی اپنی فطرت کے موافق کام کرتے ہیں۔ اور عاجز کا اس پر ایمان ہے اعطی کل شیء خلقه ثم هدی یعنی بعد تخلیق خالق ومحسن نے جو چاہا ہدایت کی۔اس کو ہر طرح سے اختیار ہے اور قرآن مجید سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے:

فهدی اللّه الّذ ین آ منوا لما اختلفوا فیه من الحقّ باذنه ۔ و اللّه یهدی من یّشاء الی صرا طٍ مستقیم ۔ فر یقاً هدی و فر یقاً حقّ علیهم الضّلا لة ۔ انّهم اتّخذوا الشّیا طین او لیاء من دون اللّه و یحسبو ن انّهم مهتدون۔ ولقد بعثنا فی کل امةٍ رسو لاً ان اعبدوا اللّه و اجتنبوا الطّاغوت فمنهم من هدی اللّه و منهم من حقّت علیه الضّلا لة ۔ ان تحر ص علی هدا هم فانّ اللّه لا یهدی من یّضلّ و ما لهم من ناصر ین۔ وا ضلّ فر عو ن قو مه وما هدی (پس اللہ نے ہدایت کی ان لوگوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کہ ایمان لائے اس حق کی طرف جس میں لوگوں نے اختلاف کیا اور اللہ سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے جسے چاہتا ہے۔ ایک فریق کو ہدایت کی اور ایک فریق پر گمراہی ثابت ہوئی اسلئے کہ انہوں نے شیطان کو دوست پکڑا سوا اللہ کے اور گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں اور تحقیق ہم نے ہر ایک امت میں رسول بھیجا اور اس نے کہا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔ پس ان میں سے بعض وہ تھے جنہیں اللہ نے ہدایت کی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوئی۔ اگر تو انکی ہدایت پر حرص کرے پس اللہ ہدایت نہیں کرتا جو گمراہی اختیار کرتا ہے اور انکے واسطے کوئی مددگار نہیں۔ اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور ہدایت نہیں کی)

❁ نہ معلوم مرزا صاحب اس پر کیوں زور دیتے ہیں اور بار بار لکھتے ہیں کہ فطرت ہی میں ہر شئے رکھی جاتی ہے۔ مرزا صاحب کا اس سے کیا مدعا حاصل ہوتا ہے؟ کیا یہ خود بدولت اول ہی سے امام بنے بنائے دنیا میں تشریف لائے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو تب بھی امامت تو کاموں سے ثابت ہوگی۔ دیکھئے کئی نسب سے سید ہوتے یا عام انسانی نسل سے افضل ہونے کے دعویدار ہوتے ہیں لیکن فضیلت و بزرگی تو تب ہی ہوگی جب سیدوں اور انسانوں والے کام ظاہر ہوں گے۔ اور اگر کوئی خشیت الٰہی کو خیر باد کہہ کر فسق و فجور حیلہ وحوالہ ناجائز وسائل سے پیٹ پالنے میں مصروف ہو یا انسان ہو کر تکبر و تعلّی و درندگی اور ایذا رسانی مخلوق میں مشغول ہو، تو اس کی جبلت اور فطرت کی عمدگی کے دعوی کا کیا فائدہ اور کیا نتیجہ؟

❁ علاوہ ازیں اگر یہ مان بھی لیں کہ ہمہ قدرت ہمہ اختیار والا جو چاہے اور جب چاہے، اول یا بعد میں، تو اس میں کیا حرج ہے۔ بلکہ ارشاد: و للّٰہ الا مر من قبل ومن بعد و اللّٰہ غالب علی امرہ (اللہ تعالی کے لئے ہیں سب کام پہلے اور پچھلے اور اللہ اپنے سب کاموں پر قابو رکھتا ہے) کے عین مطابق ہے۔

❁ عاجز انسان کو تو ایسا سمجھایا گیا ہے کہ علیم بذات الصّدور نے جو قرآن مجید میں آمنوا کے ساتھ عملوا الصّالحات کی برابر قید و تاکید لگائی ہے اس میں یہی حکمت ہے کہ مخلوق الٰہی کسی کی فرضی فطرتی جوہرداری کے مجرد دعوی سے دھوکہ میں نہ آجائے بلکہ اس کے اعمال سے اس کے دعوی کو جانچیں اور پرکھیں اور انجیل مروجہ میں بھی (گو وہ بوجہ تحریف مسلّمہ قابل سند نہیں) جس کے حوالہ سے مرزا صاحب نے حضرت مسیح پر دشنام دہی کے عادی ہونے کا الزام لگایا ہے، یہی ہے کہ درخت پھل سے پہچانا جاتا ہے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ آمنوا کے ساتھ و عملوا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصّالحات کا ہونا لازمی ولابد ہے تاکہ اگر جنگلی آک کا زہریلا کڑوہ ثمر آم کے ہم شکل ہمرنگ ہونے کے باعث اصلی شیریں آم ہونے کا دعویدار ہو، تو کھانے والے کو ضرور ہے کہ اول اچھی طرح سوچ سمجھ کر تشخیص کرلے، ایسا نہ ہو کہ اس کی شکل وشباہت سے دھوکہ کھا کر اس کو اصلی پیڑ آم کا ثمر سمجھ کر بعد میں پشیمانی اٹھائے۔

پھر مرزا فرماتے ہیں کہ اگر اس امام کی کوئی پیروی نہ کرے تب بھی بلحاظ فطرت وہ امام ہے،۔ یہ عجیب فلاسفی بھی توضیح کے قابل ہے کہ جب ایک شخص تنہا ہو تو اس کو پیشرو (امام) یا پس رو سے تعبیر کرنا کون سی عقل مندی ہے۔ پس وپیش کی تمیز جب ہی ہوسکتی ہے جب آگے یا پیچھے کوئی ہو۔ اور جب بے چارہ اکیلا ہو تو کیا معلوم کہ دوسرے کے مقابلہ پر آگے چلنے والا ہے یا پیچھے رہ جانے والا؟ انبیاء والی مثال یہاں مطابق نہیں ہوسکتی کیونکہ ان کی نبوت رسالت اور امامت تو اللہ کی طرف سے مسلّمہ ہے اور انہوں نے فرائض منصبی بھی ادا کر دیئے، خواہ بدبختی سے کوئی انکی پیروی نہ کرے وہ تو ضرور بہرحال نبی رسول ہی ہیں، لیکن یہاں تو ابھی یہی امر ثبوت طلب ہے کہ امامت مستدعویہ، مرزا کی اپنی خودساختہ ہے یا اللہ کی طرف سے ہے۔ اگرچہ خدا کی طرف سے نہ ہونے پر مشاہدہ تجربہ دیرینہ ملاقات ومعاملات اور پھر الہامات سے خاکسار کی تو پوری تسلی وتشفی ہوچکی ہے۔

پھر مرزا صاحب نے فرمایا، کہ یہ کوئی عارضی منصب نہیں۔

بجواب عرض ہے کہ مستقل وقدیمی کہاں سے ہوا؟ جب نہ فقط آدمی بلکہ سب دنیا ہی عارضی ہے تو منصب کیا چیز ہے؟ اور اگر یہ مطلب ہے کہ تازیست ضرور آدمی کے ساتھ ہر حال میں رہتا ہے تو یہ بھی نہیں۔ آیات کریمہ:

واللّٰہ غالب علی امرہ (اللہ اپنے امر پر غالب ہے)

واللّٰہ علی کلّ شیء قدیر (اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے)

یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید (اور جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے)۔

یمحو اللّٰہ ما یشاء ویثبت ((اور جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے)

صاف فرما رہی ہیں کہ مالک قادر کا ہر طرح سے ہر چیز پر کامل اختیار ہے جو چاہے کرے۔ دیکھو اس زندگی میں آدمی کی آنکھ کان ودیگر اعضا موہوبہ ناشکری وشامت اعمال سے چھن کر وہ ان سے محروم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح روحانی ملکات ومناصب اگر تغیر حالت ناشکری تعلّی وتفاخر ایذا وتحقیر مخلوق الٰہی کے باعث چھن جائیں تو کیا تعجب۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے افامنوا مکر اللّٰہ فلا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا من مکر اللّٰہ الّا القوم الخا سرو ن (کیا پس نڈر ہو گئے تد بیرالٰہی سے۔پس نڈر نہیں ہو تے تد بیرالٰہی سے مگر قوم خسارہ پانے والی)۔اب خیال فر ما ویں کہ اس حالت میں منصب عا رضی ہوا یا مستقل قدیمی مستقل ۔قدیم لم یزل لا یزال حی و قیوم تو ایک ہی ذات پاک منزہ ہے وبس۔

ہاں اگر مسلمان اپنے اصلی منصب عبودیت کو مدنظر رکھ کر فرمان بردار وحلقہ بگوش احکام قرآنی وتعلیمات وہدایات روحانی سرورکا ئنات ﷺ ہمیشہ رہیں اور کسی حالت پر فخر تکبر وتعلّیٰ نہ کر کے مدام قولاً وفعلاً

ر بّنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و تر حمنا لنکو ننّ من الخاسرین
(اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر تو ہم پر بخشش و رحم نہ کرے تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جا ئیں گے)

اللّٰھم احینی مسکیناًوامتنی مسکیناً واحشرنی فی زمرۃ المساکین
(اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مار،اور مسکینوں کے زمرہ میں میرا حشر کر)

والی حالت میں مصروف رہیں تو اس کے فضل وکرم پر امید واثق ہے کہ ایسے منا صب بھی وہ ذات پاک دوامی طور پر برقرار رکھے اور یہ سب اسی کی توفیق واحسان پر موقوف ہے ورنہ انسان بے چارہ کی کیا حقیقت وہستی ۔

ضرورۃ الا مام کے صفحہ ۹ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

تیسری قوت بسطت فی العلم جو امامت کے لئے ضروری اور اس کا خاصہ لازمی ہے ۔چونکہ امامت کا مفہوم تمام حقائق و معارف اور لوازم محبت اور صدق اور وفا میں آگے بڑھنے کو چاہتا ہے اس لئے وہ اپنے تمام دوسرے قوی کو اسی خدمت میں لگا دیتا ہے اور ربّ زد نی علماً کی دعا میں ہر دم مشغول رہتا ہے اور پہلے سے اس کے مدارک اور حواس ان امور کے لئے جو ہر قابل ہو تے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ کے فضل سے علوم الٰہیہ میں اس کو بسطت عنایت کی جاتی ہے۔

جواب ۔علم کے بارہ میں کچھ باب اول میں شرط عالم وخاندانی کے ذیل میں اور کچھ آئندہ بذیل حقائق ومعارف وصرفی نحوی غلطیاں وغیرہ کے جوعرض ہوا اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

قل ربّ زدنی علماً کی تعلیم مع الرّ حمن علّم القرآن، و اللّٰہ یجتبیک ربّک و یعلّمک من تاویل الا حا دیث (اور اللہ تجھ کو برگزیدہ کریگا اور تجھ کو باتوں کی تعبیر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکھائے گا) واللّٰه غالب علی امره ولکنّ اکثر النّاس لایعلمون (اور اللہ اپنے کام، یا ارادے، پر قادر ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے) وغیرہ عاجز کو الہام ہوتی رہتی ہیں گو عاجز کو کسی قسم کا دعوی نہیں لیکن بفضلہ تعالی یہ یقین کامل ہے کہ یہ احسانات وانعامات واحکام بے وجہ عبث نہیں۔

قرآنی معارف، کمالات افاضہ واتمام حجت میں یکتا ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

> اوراس کے زمانہ میں کوئی دوسرا ایسا نہیں ہوتا جو قرآنی معارف کے جاننے اور کمالات افاضہ اور اتمام حجت میں اس کے برابر ہو۔

جواب۔ زبان اور قلم سے ہر ایک جو دعوی چاہے کر لے اور اپنے آپ کو بنا لے، لیکن بات وہ جو محض قول ہی نہ ہو بلکہ فعل سے ثابت وظاہر ہو جاوے مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآنی معارف جاننے میں کوئی دوسرا اس کے برابر نہ ہو۔ بہت اچھا! رسالہ ضرورۃ الامام میں چند آیات قرآن مرزا صاحب نے تحریر فرمائی ہیں:

اول۔ وکانوا من قبل یستفتحون کو وکانوا یستفتحون من قبل تحریر فرما دیا۔

دوم۔ اعطی کلّ شیء خلقه، آخری جملہ ثمّ هدی نہ معلوم مخالف مدعا ہونے یا کسی اور سبب سے بالکل چھوڑ دیا۔ لکھا ہی نہیں۔

سوم۔ واللّٰه اعلم حیث یجعل رسالته، کو اللّٰه یعلم حیث یجعل رسالته لکھا

چہارم۔ احبار ورہبان میں امتیاز نہ کر کے راہب کو یہود لکھ دیا جو دراصل نصاری ہوتے ہیں۔

پنجم۔ ترجمہ وتفسیر آیات واحادیث میں جو حسب پسند خاطر کمی بیشی فرمائی، نیز آیات جو شہادت القرآن میں مفید مدعا وخلاف کبراء امت جس کا ذکر دوسرے موقع پر ہے وہ علاوہ رہی۔

اب غور فرماویں کہ یہی قرآنی معارف ہیں جن میں کوئی دوسرا مرزا صاحب کے برابر نہیں۔ معارف تو بجائے خود آیات بھی صحیح نہیں لکھیں اور عام فہم امور بھی درست نہیں بیان کئے۔ عاجز تو کوئی عالم مولوی نہیں اور نہ ایسے امور کی طرف توجہ لیکن ایسے عام فہم امور کہ عام کم علم مسلمان قرآن خوان بھی ان کو جانتے اور سمجھتے ہیں اور ایسی غلطیوں کو کلام اللہ میں گناہ جانتے ہیں۔

مرزا صاحب شائد یہ فرماویں کہ یہ سہو کاتب ہیں وغیرہ، لیکن لطف تب ہے کہ وہ اصل مسودہ دستخطی خود بدولت اس کے ثبوت میں اطمینان معترضین کے لئے پیش کریں جس سے ثابت ہو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ بے شک سہو کا تب ہے۔ اگر چہ احبار یہود کو بار بار راہب لکھنا وغیرہ تو کسی صورت میں سہو کا تب نہیں ہوسکتا۔ یا سیدھا صاف مومنین اہل اللہ کی طرح اعتراف کرلیں کہ ہم سے ہی ایسا ہوا ہے لیکن یہ امر بموجودگی دعاوی بے شمار بظاہر خیلے مشکل و دشوار معلوم ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف ربّنا ظلمنا انفسنا .. الخ کے اقرار کرنے والے کی اولاد ونسل کے لئے کچھ مشکل و دشوار بھی نہیں ہے کیونکہ بنی آدم انسان سے غلطیاں ہوتی ہیں پھر مرزا صاحب سے ہونا کیا تعجب وکیا جرح؟ ہاں غلطی کا اعتراف اوراس سے توبہ لازمی وفرض انسانی ہے اوراس پر ہٹ واصرار نسبت شیطانی۔

رہا کمالات افاضہ واتمام حجت، ان کا بھی ان ہی امور پر قیاس کرنا چاہیے اوران کی نسبت پہلے کچھ عرض بھی ہو چکا ہے۔

اس کی رائے کا درست ہونا، دوسروں کے علم کی تصحیح کرنا

ضرورۃ الامام میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اس (امام الزمان) کی رائے صائب دوسروں کے علوم کی تصحیح کرتی ہے۔

جواب۔ جس کو اپنی غلطیوں کا ہی پتہ نہ لگے اورسال ہا سال تک صحیح نہ کرسکے جیسا کہ مرزا صاحب نے ایام الصلح میں خود اعتراف کیا ہے اور نہ غلطی سے بچ سکے، وہ دوسرے کے علوم کی کیا تصحیح کرے گا؟ ہاں اگر زبردستی خدا کا خوف چھوڑ کر اپنی غلطی کا اقرار نہ کرے اور خواہ مخواہ فضیلت جتانے کو دوسروں کی غلطیاں بتا کر ان کی تصحیح کرتا جائے اس کو کیا کہیں اوراس کا کیا علاج۔ مثلاً جو کوئی لیلۃ القدر، کو جس اللہ جل جلالہ خیر مّن الف شھر (بہتر ہے ہزار ماہ سے) فرماوے اور رسول اللہ ﷺ بھی اس کی نہ صرف تعریف فرمائیں بلکہ حکم دیں تحرو لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان (تم لیلۃ القدر کی تلاش کرو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں) اوراس میں دعا اللّٰھم انّک عفوّ تحبّ العفو فاعف عنا (اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے اور دوست رکھتا ہے معافی کو پس معاف کر مجھے) پڑھنے کی ہدایت کریں اور دیگر فضیلتیں بیان فرمائیں، لیکن وہ بہادر بے خوف بے ضرورت اس کو ظلمت کا زمانہ قرار دے جیسا کہ مرزا صاحب نے فتح اسلام صفحہ ۵۴ میں لکھا ہے:

> تم کہتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے، لیلۃ القدر اس ظلماتی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہونچ جاتی ہے، درحقیقت یہ رات نہیں یہ زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رات کا ہم رنگ ہے۔

اب غور و انصاف فرماویں کہ یہی رسول اللہ ﷺ کی پیروی و محبت ہے کہ وہ فرماویں وہ رات ہے اس کو عشرہ آخر کے وتر رمضان میں تلاش کرو، اور آپ (مرزا) مخالفت اور مقابلہ سے حقیقت فہم بن کر کہیں کہ درحقیقت یہ رات نہیں یہ زمانہ ہے۔ کیا آنحضرت ﷺ سے آپ معاذ اللہ زیادہ حقیقت جانتے ہیں۔ اور زور سے، درحقیقت، لکھ کر ان کی مخالفت کرتے ہیں۔

اور ایسا ہی نزول ملائکہ میں ان کے شخصی وجود کے ساتھ زمین پر اترنے سے انکار اور حضرت جبریل کا اپنا نورانی سایہ ڈال کر مستعد کے دل میں اپنی عکسی تصویر رکھ دینا۔

روح القدس، روح الامین، شدید القوی ذوالافق الاعلی ان حالتوں کے نام ہیں جو خالق اور مخلوق کی محبت کے جوڑ سے متولد و پیدا ہوتی ہیں۔

دجال سے مراد ہر ایک حق پوش دجال دنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا۔

اسی طرح دوسرے شرعی و دینی مسائل کو اپنے مطلب و مدعا کے لئے استعارات۔

اور مسیح کے معجزات والی آیات قرآن مجید کو متشابہات، معجزات کو مسمریزم کی تاثیر کہے

صریح احادیث رسول اللہ ﷺ میں خلاف سلف و خلف کبراء امت خواہ نخواہ کچھ کا کچھ لکھے، تو کیا تصحیح علوم و رائے صائب ہونے کی یہ ہی علامات و نتائج ہیں۔ شائد حصول فتوی امرتسر والہ میں جس میں الہام خود بدولت جزاء سیّۃ ... الخ کے مرزا صاحب نے صداقت ثابت کی ہے اس میں بلحاظ ظاہر خیال کرتے ہوں کہ ہماری رائے صائب پڑی ہے، اس حیلہ سے فتوی حاصل کر لیا، لیکن خوش قسمتی سے کسی کے علوم کی صحت کا باعث پھر بھی نہیں ہوئی بلکہ مسلمانوں کے لئے باعث حیرانی و افسوس ہوئی کہ یہ دعاوی صدق و راستی کے اور یہ کار خلاف حق۔

دینی حقائق کے بیان میں حق اسی کی طرف ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

اگر دینی حقائق کے بیان میں کسی کی رائے اسکی رائے کے مخالف ہو تو حق اسی کی طرف ہوتا ہے کیونکہ علوم حقہ کے جاننے میں نور فراست اسکی مدد کرتا ہے اور وہ نوران چمکتے ہوئی شعاعوں کیساتھ دوسروں کو نہیں دیا جاتا ذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یّشاء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب ۔ یہ عبارت گذشتہ کا اعادہ وتکرار ہے۔ بہر حال مجرد دعوی سے اور زبانی کہنے سے کہ حق ہماری طرف ہے، ہرگز حق ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ دلائل و براہین سے اور سب سے بڑھ کر اللہ عزوجل کی کلام پاک سے ثابت ہوتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

و یحقّ اللّٰہ الحقّ بکلماتہ ولو کرہ المجرمون ۔ ویمح اللّٰہ الباطل و یحقّ الحقّ بکلماتہ انّہ علیم بذات الصّدور (ثابت کرتا ہے اللہ حق کو اپنے کلموں کے ساتھ اگرچہ یہ برا لگے مجرموں کو۔ اور مٹاتا ہے اللہ باطل کو اور ثابت کرتا ہے حق کو اپنے کلموں سے ، بے شک وہ جاننے والا ہے سینہ کی باتوں کا)

یہ عمدہ اور خوشی کی بات ہے کہ اس امر کا فیصلہ ہو جاوے کہ حق مرزا کی طرف ہے ۔سو اگرچہ امور تو بہت ہیں اور حقائق دینی بھی اعلیٰ علوم ہیں لہذا ان سب کو دوسرے مواقع کے واسطے رکھ کر سردست زیادہ نہیں دو آیات قرآن کی فقط عبارت ہی کی نسبت جو عام مسلمان اور کم علم حافظان قرآن مجید بھی سمجھ سکتے ہیں اور قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی دینی حقائق بھی نہیں ہو سکتے اور جن کی نسبت عاجز نے بھی سابقاً اور نزول و رؤیت ملائکہ کی نسبت بحوالہ احادیث بجواب عبارت ضرورۃ الامام عرض کیا ہے، ان میں اگر مرزا صاحب خود بدولت کی طرف حق ثابت کر دیں یعنی وہ آیات اسی طرح ثابت ہوں جس طرح مرزا صاحب نے اپنے رسالہ میں تحریر فرمائی ہیں اور نزول ملائکہ بدلائل شرعیہ وارشاد آنحضرت ﷺ ویسا ہی متحقق ہو جاوے جیسا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے تو ان میں حق ان کی طرف مان کر بعد میں دوسرے امور و دینی حقائق بیان فرمودہ مرزا صاحب استفسار کریگا اور خدا کرے کہ اسی طرح دیگر اختلافات بھی رفع ہو کر فیصلہ ہو جاوے۔

نور فراست اور چمکتی ہوئی شعاعوں کا حال بھی اس میں کھل جائے گا۔ اگرچہ کچھ نور فراست کا حال مرزا صاحب نے خود ہی کتاب ایام الصلح کے صفحہ ۴۱ میں یوں بیان کیا ہے:

اس جگہ یاد رہے کہ میں نے براہین احمدیہ میں غلطی سے توفّی کے معنی ایک جگہ پورا دینے کے کئے ہیں وہ میری غلطی ہے، الہامی غلطی نہیں۔ میں بشر ہوں اور بشریت کے عوارض سہو ونسیان غلطی تمام انسانوں کی طرح مجھ میں بھی ہیں۔ گو میں جانتا ہوں کہ کسی غلطی پر مجھے خدا تعالی قائم نہیں رکھتا مگر یہ دعوی نہیں کرتا کہ میں اپنے اجتہاد میں غلطی نہیں کر سکتا۔ خدا کا الہام غلطی سے پاک ہوتا ہے مگر انسان کا کلام غلطی کا احتمال رکھتا ہے کیونکہ سہو ونسیان لازمہ بشریت ہے۔ میں نے براہین احمدیہ میں یہ بھی اعتقاد ظاہر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ پھر واپس آئیں گے مگر یہ بھی میری غلطی تھی جو اس الہام کے مخالف تھی جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا کیونکہ اس الہام میں خدا تعالی نے میرا نام عیسی رکھا اور مجھے اس قرآنی پیش گوئی کا مصداق ٹھہرایا جو حضرت عیسی کے لئے خاص تھی اور آنے والے مسیح موعود کے تمام صفات مجھ میں قائم کئے۔

اب مرزا صاحب خود ہی انصاف کریں کہ قرآنی حقائق معارف تو کہاں، خود اپنے الہام ہی کے سمجھنے میں کیسی غلطیاں کھائیں اور نور فراست کا کیا حال ہوا اور رائے صائب کیسی ضعیف و ناتواں رہی اور کس قدر سال ہا سال کے بعد ان غلطیوں پر آپ کو اطلاع ہوئی۔ اب بھی کیا دلیل ہے کہ غلطی پر اطلاع ہوئی یا غلطی پر اور غلطی ہوگئی اور یہی امر بظاہر متحقق ہے۔ بہر حال اس عاجز کو بہت خوشی ہوئی کہ الحمد للہ آخر اپنے بارے کچھ سہو اور نسیان و غلطی کو قبول فرمایا۔ یہ بھی غنیمت ہے بمقابلہ اس افضلیت تکبر والوہیت و تفاخر و تعلّی کے جسکا اظہار اب تک مرزا صاحب کرتے رہے شکر ہے کہ اب ذرا تنزل فرما کر بشریت و لوازم بشریت کو منظور فرمایا ہے۔

امید کہ مرزا صاحب اگر انابت سے دعا اور غور کریں گے تو ان کو یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ الہام میں کسی نبی و رسول کے نام پر پکارے جانے ہی سے وہ ملہم امت سے نکل کر وہی نبی و رسول ہرگز نہیں بن جاتا کیونکہ نبوت و رسالت ختم ہوچکی ہے۔ اور یہ بھی غور کا مقام ہے کہ مرزا نے اپنے الہامات میں دوسرے بھی انبیاء کے نام سے اپنے تئیں مخاطب ہونا لکھا ہے مثلاً آدم، ابراہیم، یوسف، داؤد، سلیمان، موسیٰ، بلکہ ایک جگہ مریم بھی لکھا ہے، تو کیا اس سے آپ یہ سب کچھ بن گئے اور اگر آپ کے نزدیک یہ امر مسلّم ہے تو پھر یہ خصوصیت سے حضرت مسیح بننے میں کیا حکمت ہے۔ کیا اس لئے کہ ان کی جگہ واسامی زمین پر خالی تھی اور مسلمان وغیرہ ان کے منتظر تھے۔

مرزا کے فہم و اجتہاد کی غلطیاں اور بھی بہت ہیں جن میں سے کچھ عاجز نے مختصر طور پر عرض کی ہیں۔ مرزا قادیانی ان پر نیز اس امر پر کہ الہام میں باسم و خطاب انبیاء پکارے جانے سے کوئی ملہم، وہ نبی، نہیں بن سکتا اگر تامل و غور و ٹھنڈے دل سے بلا طیش و جوش نظر فرمائینگے اور سلف صالحین کی تحقیق و تحریر در بارہ الہام توجہ سے دیکھیں گے تو امید ہے کہ بہ شرط اخلاص و انابت بہت فائدہ ہوگا اور کیا عجب کہ اپنے دعاوی پر نظر ثانی کر کے غلطی دور کرنے کی اللہ توفیق عطا فرماوے اور اس طرح سارے اختلاف کلیۃً رفع ہو جاویں۔ غلطی ہو جانا کچھ بھی عجب نہیں خصوصاً جب کوئی بے امام و بلا رہبر و پیر اس کوچہ میں قدم رکھے اور اللہ تعالی کے قانون کی خلاف ورزی کرے۔ لیکن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رجوع وتوبہ سے سب کچھ معاف ہوکر واہب العطیات کے انعام کے دروازے کھل جاتے ہیں اور درجات میں ترقی ہوتی ہے۔ اللہ پاک اپنے فضل وکرم سے توفیق رفیق کرے۔ آمین

مرزا قادیانی نے ضرورۃ الامام صفحہ ۳ میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یمن کی طرف سے مامور خدا کی خوش بو کا آنا بیان فرمانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اویس میں خدا کا نور اترا ہے۔ پھر صفحہ ۴ میں مرزا حب نے فرمایا کہ امام الزمان کے ساتھ ہزار ہا انوار آتے ہیں اور انتشار روحانیت ونورانیت ہوکر نیک استعدادیں جاگ اٹھتی ہیں مگر مسیح موعود کے زمانہ کو اس سے بھی بڑھ کر خصوصیت ہے۔ الخ

اب یہاں پہنچ کر مخالف فرمودہ سابق فرماتے ہیں:

وہ نور ان چمکتی ہوئی شعاعوں کے ساتھ (بغیر امام) دوسروں کو نہیں جاتا۔ انتہی۔

سبحان اللہ! گویا آج کل جو کچھ ہیں مرزا صاحب ہی ہیں دیگر مخلوق ہیچ و بے نور۔ یہ ہی عجیب خصوصیت سب سے بڑھ کر خود بدولت کے عہد کو ہوئی۔

مرغی کا انڈوں کو پروں کے نیچے لے کر بچے بنانا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

> پس جس طرح مرغی انڈوں کو اپنے پروں کے نیچے لے کر ان کو بچے بناتی ہے اور پھر بچوں کو پروں کے نیچے رکھ کر اپنے جوہر ان کے اندر پہنچا دیتی ہے اسی طرح یہ شخص اپنے علوم روحانیہ سے صحبت یابوں کو علمی رنگ سے رنگین کرتا رہتا ہے اور یقین اور معرفت میں بڑھاتا جاتا ہے۔

جواب۔ یہاں تو مرزا صاحب نے توحید وخالقیت وتربیت الٰہی کو حد تک پہو نچادیا انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ عالم تو بجائے خود عام مسلمانان بھی خلق وتربیت وغیرہ کو خالق و مالک بدیع السّماوات و الارض و ما بینھما کی طرف ہی منسوب کرتے ہیں، کاش مرزا صاحب نے، قدرت الٰہی سے، کا جملہ مرغی کے بچے بنانے وغیرہ کے ساتھ لکھ دیا ہوتا۔ مرغی بیچاری خاک اور اپنا سر بناتی ہے اور خاکستر جوہر پہنچاتی ہے، وہ پہلے اپنے آپ کو تو بنائے۔ مرض، بلی، کتے کی گرفت اور پھر ذبح وغیرہ سے تو بچائے۔ یہ سب اسی خالق مالک کی صفت ربوبیت ہے جو ہو رہا ہے۔ ہر چرند پرند انسان حیوان بلکہ ذرہ ذرہ اس قادر، حیّ، قیوم لم یلد و لم یولد کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم اذن وتحت میں خدمت کر رہا ہے اگر کوئی بوجہ نادانی شیخی سے اپنی ٹانگ اڑائے یا ان خاص صفات خالق کی نسبت کسی دوسری مخلوق کی طرف کرے تو اس کی کم فہمی و نادانی ہے۔

خیر جس طرح سے عوام ناواقفی و شیخی سے کہا کرتے ہیں کہ ہم نے یہ کیا، وہ کیا، اسی طرح مرزا صاحب نے بھی بلا خیال مرغی کو بچہ بنانے والی، جو ہر پہنچانے والی، اور خود بدولت کو علوم روحانیہ سے رنگین کرنے والا اور یقین ومعرفت بڑھانے والا فرما دیا، لیکن یہ امر دعوی مشاہدہ جمال الٰہی وعرفان اور معرفت کے نہایت منافی ومخالف ہے اور محل تعجب۔ اس قادر وخالق کی مشیت قدرت واختیار وغیرہ، مدنظر رکھنے کے واسطے قرآن مجید میں حکم ہے کہ آئندہ کا کوئی وعدہ کرتے وقت انشاء اللہ ضرور کہو جیسا فرمایا و لا تقولنّ لشیء انّی فا عل ذلک غداً الّا ان یّشاء اللّٰہ (اورمت کہہ کسی شئے کے لئے کہ میں کل کرونگا مگر کہ اللہ تعالی نے چاہا تو) اور اسی لئے عام مومنین ہر امر پر اللہ تعالی کے قدرت واختیار کو بات چیت میں زبان پر لاتے ہیں۔ مرزا صاحب کو تقرب و مشاہدہ جمال الٰہی کا دعوی تمام جہان سے بڑھ کر ہے پھر تعجب ہے کہ بایں دعاوی پیدائش وخلق بچہ ہائے مرغی پر بھی خالق مالک کا اسم مبارک یاد نہیں فرماتے۔

کیا آیات قرآن مندرجہ ذیل کی طرف مرزا صاحب نے توجہ نہیں فرمائی یا شاید وہ دل سے محو ہوگئی ہیں جیسا کہ مقام عبودیت اور اپنی حد سے بڑھنے والوں کا حال ہوا کرتا ہے:

لا الٰہ الّا ھو خا لق کلّ شئی فاعبدوہ و ھو علی کلّ شیء وکیل (نہیں کوئی معبود مگر وہ پیدا کرنیوالا ہر شئے کا، پس اسکی عبادت کرو اور وہ ہر شئے پر نگہبان ہے)

قل أئنکم لتکفرون بالّذی خلق الارض فی یومین و تجعلون لہ انداداً ذلک ربّ العا لمین (تو کہہ کیا تم کفر کرتے ہو اس اللہ کے ساتھ جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا، اور اس کے واسطے شریک بناتے ہو، وہ ہی رب ہے جہانوں کا)

قل اللّٰہ ینجیکم منھا ومن کل کربٍ ثمّ انتم تشرکون (تو کہہ اللہ نجات دیتا ہے تم کو اس سے اور ہر سختی سے پھر تم شریک مقرر کرتے ہو)۔

قل من یّرزقکم من السّماء والارض (تو کہہ کون رزق دیتا ہے تمکو آسمان اور زمین سے)

ام من یملک السّمع و الابصار و من یّخرج الحیّ من المیّت و یخرج المیّت من الحیّ و من ید بّر الا مر۔ فسیقو لو ن اللّٰہ فقل افلا تتقو ن۔ فذ لکم اللّٰہ ر بکم الحقّ فما ذا بعد الحق الّا الضّلال فانّی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصر فو ن (یا کون مالک ہے کانوں اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے اور کون تدبیر کرتا ہے امر کی۔ پس شتاب کہیں گے اللہ۔ پس تو کہہ کیا پس تم نہیں ڈرتے۔ پس اللہ تمہارا رب سچا ہے۔ پس نہیں ہے حق کے پیچھے مگر گمراہی۔ پس کس طرف پھرے جاتے ہو تم)

قل هل من شركاء كم من يبدؤالخلق ثم يعيده ـ قل اللّه خا لق كل شئى وهو الوا حد القهّار۔ هل من خا لق غير اللّه يرزقكم من السّماء و الارض لا اله الّا هو فانّى توفكو ن ـ اللّه خا لق كلّ شىء و هو على كلّ شئى وكيل (تو کہہ کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ خلقت کو پیدا کرے اور پھر لوٹا وے۔ تو کہہ اللہ ہر شئے کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ایک ہے غالب۔ آیا کوئی پیدا کرنے والا سوا اللہ کے ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دے۔ نہیں کوئی معبود مگر وہی، پس کس طرف پھرے جاتے ہو۔ اللہ ہر شئے کا پیدا کرنیوالا ہے اور وہ ہر شئے پر وکیل ہے)

پھر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثمّ الّذين كفروا بربّهم يعدلو ن (پھر جو لوگ کافر ہوئے وہ، دوسروں کو، اپنے رب کے ساتھ برابر کرتے ہیں) ایسا ہی تجرید التوحید میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں شرک کرنے والوں میں وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا پیدا کرنے والا ثابت کرتا ہے، اگرچہ اللہ تعالیٰ کے برابر اس کو نہ کہے۔ اور یہ قدریہ مجوسیہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ حیوان کے افعال کا پیدا اور پرورش کرنے والا نہیں۔ الخ۔

نہایت تعجب ہے کہ مرزا صاحب بایں دعاوی حقائق و معارف کے مرغی کو بچے بنانیوالی و جو ہر پہنچانے والی اور خود بدولت کو رنگین کرنے والا فرماتے ہیں۔ ایسی ایسی باتوں سے اس صادق موحد و خالص متوکل اغنی سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے توحیدی حالات و مقالات یاد آتے ہیں جن کی صحبت بابرکت بزبان حال بھی وعظ کرتی تھی

تشهد با نّ اللّه جلّ جلا له متفرد بالملک و السّلطا ن
و هو القدير فكلّ شىء فهو مقدو ر له طوعا بلا عصيا ن
و عموم قدر ته تدلّ با نّه هو خا لق الافعا ل للحيوان

(تم شہادت دو اس امر کی کہ اللہ جل جلالہ، ملک اور بادشاہت میں اکیلا ہے۔ اور وہ قادر ہے اور ہر شئے اس کے واسطے طوعاً بغیر نافرمانی کے مقدور ہے، اور اس کی عموم قدرت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیوانوں کے واسطے افعال کا پیدا کرنے والا ہے)

خیر یہ تو عالی حالات وطبقہ کی باتیں ہیں یہاں تو بڑا تعجب ہے کہ با وجود دعوی علوم تمام جہان مرزا کو یہ بھی خبر نہیں کہ اب ایسی ایسی کلیں ایجاد ہوگئی ہیں جن میں قدرت الٰہی سے انڈوں سے بچے بدون محنت وہمت مرغی بن جاتے ہیں اور وہ جو ہر بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور عرصہ بھی کم لگتا ہے اور نہ فقط یہ مصنوعی کلیں ہی بلکہ دوسری بے جان اشیاء مثل روئی وبھوسہ وغیرہ بحکم الٰہی یہ کام ایسے حسن وخوبی سے دیتے ہیں کہ خود مرغی سے ہر گز نہیں ہوسکتا کیونکہ اکثر مرغیاں اپنی نافہمی و بے تمیزی سے سارے انڈوں کو سمیٹنے کی لیاقت و طاقت نہ رکھ کر ان کو پراگندہ وتتر بتر کر کے خراب و گندہ کر دیتی ہیں اور بعض بد خصلت خود غرض ایسی بھی ہوتی ہیں کہ چونچوں سے توڑ کر کھا جاتی ہیں۔ اب دیکھئے کہ جب مرزا صاحب نے مرغی کو صفت خالقیت وحدہ لاشریک میں شریک کر دیا تو ان مصنوعی اشیاء کو کن صفات خالق و مالک کا عدیل قرار دیں گے۔

مرزا صاحب نے بقول خود مرغی کی طرح بچے بنا کر پروں کے نیچے رکھ کر اپنے جوہر پہنچا کر علوم روحانیہ سے صحبت یابوں کو علمی رنگ میں رنگین اور یقین ومعرفت میں جیسا بڑھایا ہے اس کا کچھ مختصر حال دوسری جگہ عرض ہوا ہے اور کچھ مرزا صاحب نے براہ مہربانی آگاہی مخلوق کے لئے خود بھی اپنے رسالہ شہادۃ القرآن کے اخیر پر التوائے جلسہ کے اعلان میں اور اس کے بعد اشتہار ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء میں تحریر فرمایا ہے جو قابل ملاحظہ ہے۔

پھر یہ بھی حل طلب ہے کہ جو اصحاب سال ہا سال سے صحبت کا فیض اٹھا کر علوم روحانیہ سے علمی رنگ میں رنگین ویقین ومعرفت میں اس عرصہ دراز میں کامل اور فارغ التحصیل ہو چکے ہیں ان کاملوں کو دوسری مخلوق الٰہی کے فائدہ پہو نچانے کی خاطر رخصت کیوں نہیں ملتی؟ اگر وہ طالبان سال ہا سال وعرصہ دراز میں اب تک کمال کو نہیں پہنچے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لائق نہیں ہوئے تو وہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا طالبان ہی غبی طبیعت وسنگ مزاج ہیں جن پر سعدی کا مصرعہ، تربیت نااہل را چوں گردگان برگنبد است، صادق آئے گا، یا اثر صحبت وتعلیم ہی خود کمزور وناقص ہے۔ بہر حال یہ ہر دو امور ایسے جلیل الشان دعوی امامت کیلئے باعث کسر شان ہیں جب دعا کا اثر بجلی کی طرح ہو، آسمانوں میں غلغلہ، ملائک میں شور واضطراب پڑے، تقدیریں بدلیں، الٰہی ارادہ اور رنگ پکڑیں، تموج والا کن کبھی خطا نہ جائے، (جیسا کہ مرزا نے ضرورۃ الامام کے صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے) تو وہاں جوہر پہنچانے اور تاثیر صحبت میں اس قدر عرصہ اور دیر کے کیا معنی؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے ملہموں کیلئے بسطت علم ضروری نہیں

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

مگر دوسرے ملہموں وزاہدوں کے لئے اس قسم کی بسطت علم ضروری نہیں کیونکہ نوع انسان کی تربیت علمی ان کے سپرد نہیں کی جاتی اور ایسے زاہدوں اور خواب بینوں میں اگر کچھ نقصان علم و جہالت باقی ہے تو چنداں جائے اعتراض نہیں کیونکہ یہ کسی کشتی کے ملاح نہیں ہیں، بلکہ خود ملاح کے محتاج ہیں۔ ہاں ان کو ان فضولیوں میں نہیں پڑنا چاہیے کہ ہم اس روحانی ملاح کی کچھ حاجت نہیں رکھتے ہم خود ایسے اور ایسے ہیں۔

جواب۔ بسطت علم کی نسبت عرض ہو چکا ہے۔ نوع انسان کی تربیت علمی جب مالک خالق علیم کسی کے سپرد کرتا ہے اس کے سب سامان بھی آپ ہی اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے اس کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں اور نہ سامان ہی ختم ہو چکے ہیں۔

نعماء الٰہی میں جو بلا لحاظ و بلا استحقاق ہر قسم ادنی اعلی مخلوق پر واہب العطیات ومنزل البرکات کے فیضان عام سے مثل باراں ہر جہت ہر آن ہر لحظہ نازل ہو رہی ہیں ان میں اس قدر امساک وبخل وحسد کی کیا ضرورت ہے۔

کبھی مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ تقوی طہارت سے کوئی شخص امام نہیں کہلا سکتا، کبھی ہر ایک ملہم صاحب رؤیا صادقہ امام نہیں ٹھہر سکتا، کبھی دوسرے عاجزوں کے الہام کی تحقیر کہ ان سے افاضہ علوم نہیں ہوتا، نہ کسی تحدی کے لائق ہوتے ہیں، بلکہ ٹھوکر کا موجب ہوتے ہیں، خطرات سے امن نہیں، کبھی امامت کی شرکت سے ترہیب، کبھی امامت کی ادنی چاکری وغلامی کی ترغیب، کبھی امامت کی حاجت نہ سمجھنے کے خیال کو سراسر معصیت فرمانا، کبھی امام کی شناخت نہ کرنے پر اس کو اندھا اٹھنا فرمانا، کبھی غلامی وسلسلہ میں داخل نہ ہونے والے کا خاتمہ خطرناک بتانا، کبھی مومنین کے رؤیا والہامات کو امام کے نور کا پرتوہ کہنا، کبھی الہام فکر غور تفقہ دینی کی استعداد تدبر سوچنے کی قوت رغبت عبادات مباحثات استدلال اتمام حجت کی طاقت خود بدولت امام ہی کی طفیل عطا ہونا، کبھی قسمت کا پھیر لگا کر غریبوں کے سلب ایمان تک نوبت پہنچانا، بلعم کی مثال دے کر ڈرانا، کہیں امام الزمان کو حسب پسند وخود تراشیدہ اوصاف سے متصف کرنا، کہیں جہان کے معقولیوں وفلسفیوں کو ہر رنگ میں مباحثہ کر کے مغلوب کرنا، دقیق در دقیق اعتراضات کا عمدگی سے جواب دینا، کسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمن کے سامنے شرمندہ نہ ہونا، کبھی محمدی فوجوں کی سپہ سالاری، کبھی دین کی دوبارہ فتح، کبھی اس کے جھنڈے کے نیچے آنیوالوں کو اعلیٰ درجہ کے قوای عطا ہونا، امام کا قوت اخلاقی میں کمال فطرت میں امامت کی روشنی وقوت جو درشت بات کا متحمل نہ ہوسکے وہ کسی طرح امام الزمان نہیں ہوسکتا، الٰہی امور میں سب سے اول درجہ رہنے کی قوت، اس کے زمانہ میں کوئی دوسرا ایسا نہ ہونا جو قرآنی معارف جاننے وکمالات افاضہ اتمام حجت میں اس کے برابر ہو۔اس کی رائے صائب دوسروں کے علوم کی تصحیح کرتی ہے۔حق اسی کی طرف ہوتا ہے۔غرض جس قدر عمدگی وبہتری افضلیت وکمال وغیرہ میں وہ سب خود بدولت کیلئے اور جو نقصان علم جہالت کمی وغیرہ ہے وہ سب دوسرے عاجزوں کے لئے تجویز فرمانا۔۔ اب مرزا براہ مہربانی ان سب کا جواب جو عاجز کو الہاماً تعلیم ہوا ہے انصاف سے اس پر غور فرمائیں کہ کیسا باصواب وکامل ہے۔یعنی ضرورۃ الامام کے مطالعہ کے بعد الہام ہوا قل لو کنتم تملکون خزائن رحمۃ ربّی اذا لا مسکتم خشیۃ الا نفاق (تو کہہ کہ اگر تم مالک ہو میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے تو اس وقت تم خرچ ہونے سے ڈر کر بند کر رکھو) اور مرزا نے سرورق رسالہ پر جو اظہار افضلیت کر کے لکھا ہے کہ،صرف ڈیڑھ دن میں طیار ہو کر مطبوع ہوا، اس کی نسبت الہام ہوا وکان الانسان عجولاً (ہے انسان جلدی کرنیوالا)۔

❁ کشتی کا ملاح بننے کا الہام بھی عاجز کو ہوتا ہے اور کشتی کی تیاری کا حکم بھی الہاماً ہو کر پھر الہام ہوا بسم اللّٰہ مجریھا و مرسا ھا انّ ربّی لغفور رحیم۔(اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا اور ٹھہرنا بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے) پھر الہام ہوا انّ الّذین ظلموا انھم مغرقون (تحقیق وہ لوگ کہ ظلم کیا انہوں نے وہ ہی غرق کئے جاویں گے) جن کے ظہور کی قادر قدیر کے فضل وکرم سے امید واثق ہے۔ یہ بھی الہام بہت دفعہ ہوا ساوریکم آیاتی فلا تستعجلون (قریب دکھلاؤں گا میں تمہیں اپنی نشانیاں پس تم جلدی نہ کرو)۔

❁ جب عاجز اپنے آپ کو ناچیز محض ذرہ بے مقدار سمجھتا ہے اور کسی قسم کے علوم مرتبت فضلیت ولیاقت کا دعویدار نہیں تو فضولیوں میں پڑنے کا کیا ذکر؟

❁ یہ بھی قابل غور ہے کہ ہادی المضلین وارحم الراحمین جب ایک عاجز شخص کو محض اپنے فضل وکرم سے کسی مجرد زبانی دعویدار ملاح کو گرداب ضلالت میں خود غوطہ کھاتا ہوا اور ڈوبتا ہوا اور کشتی کو مع سواران غیر مامون و الٹے راستہ پڑنے کے سبب معرض ہلاکت میں اور درصورت توبہ و استغفار کر کے ہوش سنبھال کر اپنی مخلصی ونجات کا فکر نہ کرنے کے قریب الغرق دکھلاوے تو پھر وہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاجز شخص کیونکر اس غوطہ کھانے والے اور ڈوبنے والے ملاح اور اس کی ناقص و پرخطر کشتی کی طرف التفات و نظر کر سکتا ہے؟ ہاں اگر اللہ پاک اس کو توفیق و ہمت دے گا تو ڈوبنے والوں کے بچانے کی حتی الوسع کوشش کرے گا۔ و ما توفیقی الّا باللّٰہ

امام کی حاجت ایسا ضروری ہونا جیسے عورت کو مرد کی

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اور ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ ضرور ان کو حاجت ہے جیسا کہ عورت کو مرد کی حاجت ہے خدا نے ہر ایک کو ایک کام کے لئے پیدا کیا ہے پس جو شخص امامت کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اگر وہ ایسا دعوی زبان پر لائے گا تو وہ لوگوں سے اسی طرح ہنسی کرائے گا جیسا کہ ایک نادان ولی نے بادشاہ کے روبرو ہنسی کرائی تھی۔

جواب۔ اگر یہ قاعدہ مرزا صاحب کا ایسا ہی کلیہ وضروری ہے کہ اس امر میں دوسرے کی حاجت لابد ہے جیسا کہ بقول مرزا صاحب عورت کو مرد کی، تو مرزا صاحب بھی تو فرماتے کہ آپ نے ایسی حاجت کے وقت کس مرد خدا کی طرف رجوع فرمایا تھا؟ اور اگر خود بدولت کو اس سے مستثنیٰ فرماویں تو دوسرے کسی عاجز کے حق میں اس استثنا کو بلا دلیل خود غرضی سے کیوں محال فرماتے ہیں ۔کیا وہ قاعدہ استثنا مثل نبوت ختم ہو چکا ہے یا بطور ٹھیکہ دوامی مرزا صاحب تک ہی محدود ہو چکا ہے۔

حاضر باشاں دربار خود بدولت کی مدح وثنا و چاپلوسی پر اعتماد نہ فرماویں ذرا دوسروں کی تصانیف وتقاریر بھی دیکھیں سنیں اور پھر سوچیں کہ مرزا پر ان کے طبع زاد، نو ایجاد مسائل تراشیدہ و خود پسندیدہ حقائق معارف کے سبب کس قدر ہنسی و اعتراض ہو رہے ہیں۔ دوسروں پر ہنسی ہونے سے تکلیف نہ اٹھاویں اول خود بدولت پر ہنسی کا فکر و تدارک فرماویں۔ سید الاولین والآخرین کے حال مبارک کی طرف غور کریں کہ باوجود اس عظمت وشان کے کیا فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ فرمایا:

ما احبّ انی حکیت احدا و ان لی کذا و کذا (مجھے پسند نہیں کہ میں کسی کی نسبت بات کروں اور میرے لئے ایسا ایسا ہو)

و اللّٰہ لا ادری و اللّٰہ لا ادری و انا رسول اللّٰہ ما یفعل بی و لا بکم ..الخ (قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا، قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا، اور میں اللہ کا رسول ہوں، کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوذرؓ کو وصیت میں فرمایا: لیحجزك عن النّاس ما تعلم من نفسک (تجھے اپنے نفس کا فکر لوگوں سے باز رکھے)

اور خود بدولت بدعوی نیابت نبوت دوسرے غریبوں کے لے دے میں مصروف ہو کر اپنی حالت سے ایسے غافل اور بے فکر۔

ایک ولی مگر بے علم وفضول گو کا قصہ

ضرورۃ الامام کے صفحہ۱۰ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اور قصہ یوں ہے کہ کسی شہر میں ایک زاہد تھا جو نیک بخت اور متقی تو تھا مگر علم سے بے بہرہ تھا اور بادشاہ کو اس پر اعتقاد تھا اور وزیر بوجہ اس کی بے علمی کے اس کا معتقد نہیں تھا ایک مرتبہ وزیر اور بادشاہ دونوں اس کے ملنے کے لئے گئے اور اس نے محض فضولی کی راہ سے اسلامی تاریخ میں دخل دے کر بادشاہ کو کہا کہ اسکندر رومی بھی اس امت میں بڑا بادشاہ گذرا ہے۔تب وزیر کو نکتہ چینی کا موقع ملا اور فی الفور کہنے لگا کہ دیکھئے حضور فقیر صاحب کو علاوہ کمالات ولایت کے تاریخ دانی میں بھی بہت کچھ دخل ہے۔

جواب۔مرزا کے دربار میں ہر بات بجا و بے جا پر واہ واہ تعریف و مدح ثنا کرنیوالے لوگ موجود ہیں اور مدح وثنا کا اثر ونتیجہ ضروری و لازمی ہے۔ لہذا حاضر باشان کی بیجا، و بے ضرورت،خودغرضانہ مدح وثنا کا یہ اثر ونتیجہ ہے کہ مرزا صاحب کو خیال ہی نہیں رہا کہ اور لوگ ایسے بے سرو پا ولغو قصص سن کر پسند کریں گے یا فضول سمجھ کر کشیدہ وکبیدہ خاطر ہوں گے؟

کیا مرزا صاحب کو معلوم نہیں کہ ایسے قصے کہانیاں کون سننا پسند کرتا ہے؟ موجودہ وقت میں تو ایسے بناوٹی وتراشیدہ قصص آماج گاہ اعتراضات ہوتے ہیں لہذا مرزا صاحب کا ہر موافق و مخالف وغیرہ کا خود بدولت کے حاشیہ نشینان پر قیاس فرمانا صحیح نہیں اور نہ یہ اہل اللہ معمور الاوقات کی شان ہے کہ ایسے فضول قصے اپنی فضیلت کے ثبوت میں تراش کر لوگوں کو سنائیں۔

اب دیکھئے کہ یہ کیسا لغو قصہ تراشا ہے اور آیا اس لائق ہے کہ ضرورۃ الامام میں درج ہو کر اس کی تقویت کا باعث ہو؟ ایک زاہد تھا،جس کو پہلے نادان و بے علم قرار دیا، نیک بخت اور متقی تو تھا، پھر فضولی کی راہ سے اسلامی تاریخ میں دخل بھی دے دیا۔ مرزا صاحب غور کریں کہ یہ کیا تقوی اور نیک بختی ہوئی اور نیک بخت متقی سے ایسا کب ہوسکتا ہے کہ فضولی کی راہ چلے؟ معلوم ہوتا ہے کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کوئی خود بدولت کے شرف صحبت سے فیض یافتہ ولی ہوگا جہاں دخل درمعقولات، خودنمائی، شیخی و فضولیات کے سوا آج کل اور کچھ نہیں ہوتا ورنہ اگر اللہ کی طرف سے وہ ولی پیروسلف صالحین ہوتا تو وہ فضول بات کی دلیری کیوں کر کرسکتا؟ مومن متقی نیک بخت تو ارشاد عن اللّغو معرضين (اور وہ بے ہودہ کاموں سے کنارہ کشی کرتے ہیں) کونصب العین رکھ کر فضول باتوں سے پرہیز کرتے بچتے اور امن میں رہتے ہیں جیسا کہ قرآن میں مومنوں متقیوں اور اولیاء کے واسطے آیا ہے۔

❁ مرزا صاحب کو شاق ضرور گذرے گا مگر عرض کئے بغیر رہا نہیں جاتا کہ سید عبداللہ غزنویؒ کے فیض صحبت کی یہ تاثیر تھی کہ ان کے اکثر ملنے والے حدیث و من حسن اسلام المرء ترکه ما لا يعنيه (عمدگی اسلام آدمی سے یہ ہے کہ بیہودہ باتوں کو چھوڑ دے) کے نہ فقط عالم بلکہ جید عامل تھے۔ لغو بے جا کام تو کہاں فضول لفظ بھی زبان پر نہ لاتے۔ اب فرمایئے کہ جب ولی کے دیکھنے والوں کا یہ حال ہو تو خود ولی ایسے بے ہودہ کام کا مرتکب کب ہوسکتا ہے؟

❁ پھر وزیر بھی کوئی قرب و جوار مرزا کا باشندہ حقیقی نورانیت و روحانیت کا دشمن اور فقط بے نفع خشک علم سوکھی و خام تقاریر کا عاشق ہوگا جو اس ولی زاہد نیک بخت متقی کا باعث بے علمی معتقد نہ تھا جس طرح کوئی کم بخت بدقسمت وخشک علم والا سیدنا بلالؓ کا بجائے حیّ علی الصّلوة، ھی علی الصلوة کہنے کے سبب معتقد نہ ہو لیکن معروف بمعلم الملکوت وبلعم کا باعث بے نفع و جہنم رسان علم کے معتقد ہو۔

❁ مرزا صاحب کسی کی نکتہ چینی سے ناراض و درہم برہم ہوں لیکن وہ اہل اللہ و بندگان الٰہی جن پر عبودیت، انابت، استغراق کا غلبہ ہے ان کو کسی ناواقف نادان کی نکتہ چینی کی پرواہ ہی کیا ہے

❁ مرزا صاحب تو متانت و ذہانت فہم وذکا دوراندیشی کے بڑے دعویدار ہیں اور ان کا ایسا حال پہلے کبھی دیکھنے میں بھی نہیں آیا لیکن اب تو تصدیق مدعا کیلئے کیسے کیسے لغو قصص و الفاظ ان کی زبان وقلم سے نکلتے ہیں اور خود بدولت کو ان کا کچھ خیال و پرواہ نہیں ہوتی کہ یہ کیسے ہیں اور ان کا نتیجہ کیا ہوگا۔ وہی بات حق ہوئی انّ اللّه لا يغيّر ما بقوم حتّى يغيّروا ما بانفسهم۔

❁ علمی قوت کی ضرورت کو الہامی ضرورت پر ترجیح

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

سو امام الزمان کو مخالفون اور عام سائلوں کے مقابلہ پر اس قدر الہام کی ضرورت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں جس قدر علمی قوت کی ضرورت ہے کیونکہ شریعت پر ہر ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ طبابت کی رو سے، ہیئت کی رو سے، طبعی کی رو سے، جغرافیہ کی رو سے اور کتب مسلمہ اسلام کی رو سے عقلی بنا پر اور نقل کی بنا پر بھی (اسکے بعد پھر خود بدولت کی مدح وثنا کی طرف خیال چلا گیا اور فرمایا) امام الزمان حامی بیضہ اسلام کہلاتا ہے۔ اس باغ کا خدا تعالیٰ کی طرف سے باغبان ٹھہرایا جاتا ہے اس پر فرض ہوتا ہے کہ ہر ایک اعتراض کو دور کرے اور ہر ایک معترض کا منہ بند کر دے ۔ اسلام کی خوبی اور خوبصورتی بھی دنیا پر ظاہر کر دے نہائت قابل تعظیم و کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے کیونکہ اس کے وجود سے اسلام کی زندگی ظاہر ہوتی ہے۔ وہ اسلام کا فخر اور تمام بندوں پر خدا تعالیٰ کی حجت ہوتا ہے۔ کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس سے جدائی اختیار کرے ۔ وہ اسلام کی عزت کا مربی، تمام مسلمانوں کا ہم درد، کمالات دینیہ پر دائرہ کی طرح محیط ہوتا ہے ۔ اسلام و کفر کی کشتی گاہ میں وہی کام آتا ہے اسی کے انفاس طیبہ کفر کش، وہ بطور کل کے باقی سب اس کے جز ہوتے ہیں۔

او چو کل وتو چو جزئی نے کلی تو ہلاک استی گر از وے بگسلی

جواب ۔ مرزا کا اختیار ہے کہیں علمی قوت کی ضرورت کو بڑھا دیں کہیں الہام کے مقابل علم و فضل کو کو ہیچ ٹھہرا دیں۔ اگر چہ ہر ایک مطلق العنان و شریعت اسلامی سے آزادی پسند کا نفسِ امارہ کسی ضابطہ و قاعدہ کی پابندی کو خلل انداز خود مختاری سمجھ کر اس کا متحمل ہونا گوارا نہیں کرتا لیکن دعویداران اسلام و متبعان شریعت پر تو ضرور پابندی ضوابط ولحاظ قول خود لازم ولابد ہے۔

مرزا صاحب نے اول خود ہی براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۵ سے الہام کی مدح وثنا شروع کر کے طول طویل بحث سے اس کی فضیلت ثابت فرمائی ہے۔ پھر صفحہ ۱۶۱ میں فرمایا ہے:

ہماں بہتر کہ ما آں علم حق از حق بیاموزم کہ ایں علمے کہ ما داریم صد سہو و خطا دارد

پھر فرمایا ہے: الہام کے بغیر مجرد عقل کی پیروی میں صرف ایک نقصان نہیں بلکہ یہ وہ آفت ہے کہ کئی آفات اس سے پیدا ہوتی ہیں۔

پھر صفحہ ۱۹۵ میں فرمایا:

جو شخص صرف براہین منطقیہ کے زور سے راہ راست کی طرف کھینچنا چاہتا ہے اگر اس کی مغز زنی پر کچھ ترتیب اثر بھی ہو تو صرف ان ہی خاص طبیعتوں پر ہوگا جو بوجہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم یافتہ لائق وفائق ہونے کے اس کی عمیق ودقیق باتوں وفلاسفری تقریر کو سمجھ سکیں

پھر ازالہ اوہام میں بھی بہت اس کی تعریف لکھی ہے ۔ اب اس اپنی سب تحریر و تو صیف کو منسوخ و ہیچ کر کے علم کو بڑھا دیا ۔ اس طرح پھر کسی دوسرے موقع ضرورت پر سلطان القلمی کے زعم سے الہام کو بڑھا دیں گے ، تو فرمایئے کہ اعتبار اور قیام کس پر ہوا؟

علمی قوت کا ذکر ہو چکا ۔ علم ہو لیکن ربّ زدنی علماً کے ساتھ دعا آنخضرت ﷺ اللّٰھمّ انّی اعوذ بک من علم لا ینفع و قلب لا یخشع و نفس لا تشبع و دعاء لا یسمع بھی ہو ۔ یعنی اس علم سے جس پر تفاخر تعلّی کر کے معروف معلم الملکوت و بلعم وغیرہ متکبر خود بین تباہ و ہلاک ہوئے اس سے ہر آن اللہ کی پناہ و حفاظت کا سوال ہو۔

بے سمجھ معترضین نے اس پاک ربانی دین پر اعتراض کر کے آج تک کیا بنایا ہے جو آگے بناوینگے؟ طبابت، ہیئت، طبعی ، جغرافیہ وغیرہ کی رو سے جس کا جی چاہے زور لگا لے، اعتراض کر لے ۔ اس کا کسی اعتراضوں سے کچھ نہیں بگڑ سکتا ۔ اس کا بنانے والا خود اس کا حافظ و حامی ہے اور مرزا صاحب نے معترضین کا منہ بند کیا ہے یا ان کو بہ نسبت سابق دہن دریدہ و زیادہ زبان دراز بنانے کا فرض ادا کیا ہے؟ خود ہی انصاف فرماویں۔

اس پاک دین اسلام کی خوبصورتی و خوبیاں اس کی پاک کتاب کی ہدایات موافق و مناسب فطرت انسانی لا یکلّف اللّٰہ نفساً الّا وسعھا (اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسی قدر جسے اٹھا سکنے کی اس میں طاقت ہو) بخوبی روشن و ظاہر ہیں ۔ اگر کسی خفاش سیرت کو ضعف بصارت و نابینائی و دیگر علل سے وہ نظر نہ آویں تو اس کا اپنا قصور ہوگا اس کا کچھ حرج نہیں ۔ یہ کسی دوسرے کی مدد کا محتاج و دست نگر نہیں ہے ، اس کی خوبصورتی کا ظہور اور اس کی زندگی کا مدار کسی کے وجود پر کیا منحصر اور کوئی بے چارہ اس کا فخر اس کی عزت کا مربی کیا ہو سکتا ہے بلکہ جو طالب رضائے الٰہی ہو اس کی خود اس میں زندگی اور اسی میں اس کی عزت و فخر ہے کہ وہ اس کا خادم و چاکر بن کر رہے ۔ اس کا مالک مجیب عزیز حکیم و قادر ہے اس نے اس کی خدمت نہ صرف عالی شان جماعت انبیاء سے کرائی ہے بلکہ مخالف دشمن سے اور فاجر فاسق سے ۔ غرض جس سے چاہے اس کی خدمت لے لیتا ہے جیسا کہ مخبر صادق ﷺ نے فرمایا انّ اللّٰہ تعالیٰ یؤیّد الدّین بالرّجل الفاجر (اللہ فاجر کے ساتھ دین کی مدد کرتا ہے) پھر جس خدمت پر مرزا فخر و ناز فرماتے ہیں اس کی کیفیت تو الہام قل ھل انبّئکم بالاخسرین اعمالاً (کہو کیا خبر دوں میں تم کو ساتھ بہت نقصان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھانے والوں کے از روئے عملوں کے) میں گذر چکی ہے اور خود بدولت نے بھی کشف الغطاء میں اعتراف فرمایا ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے اور ظاہر تو یہ ہے کہ مرزا نے اسلامی خدمت کی آڑ میں اپنے تصرف و مداخلت سے اسلام و اسلامیان کی بہت تحقیر و توہین کی ہے جس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

خدا کی طرف سے اسلامی باغ کا باغبان ہونا، منصب تو بہت عالی ہے لیکن غور کریں کہ مرزا صاحب کو کیا یہی حکم ملا ہے کہ تمام بڑے بڑے معمر مثمر سایہ دار مبارک درخت جن سے ہزار ہا نے فیضان اسلام یعنی قرآن مجید و حدیث شریف حاصل کیا، ایسے درختوں پر آپ دن رات نہ صرف چھانٹ وتراش کا ہاتھ چلا دیں بلکہ سبّ وشتم ولعن کے تیر سے ان کو جبراً اس اسلامی باغ سے کاٹ کر باہر پھینکتے رہیں؟ اور قصور صرف یہ کہ مرزا صاحب کی چاکری و غلامی میں داخل ہو کر ہر بات خانہ ساز و موضوعہ پر خواہ کیسی ہی مخالف قرآن و حدیث ہو آمنا وصدقنا کیوں نہیں کہتے۔ یہ عجائب باغبانی تو ضرور دیکھنے میں آئی ہے کیونکہ ابھی تک کوئی عمدہ پودہ تو باغ میں نہیں لگا، جو لگے ہیں وہ ایسے خار دار ناہموار ہیں کہ پاس سے گذرنے والوں بلکہ محسنوں کے لباس عزت وآبرو کا ان سے محفوظ رہنا مشکل ہے۔ اس کاٹ چھانٹ و تیر اندازی سے اگر مرزا صاحب کا یہ مقصود دلی ہے کہ اصل دین آوردہ رسول امین ﷺ کو تقویم پارینہ قرار دے کر اور مد منقولات میں جیسا کہ آپ اکثر کہا کرتے ہیں داخل کر کے ایک نیا دین بمصداق کلّ جدید لذیذ حسب خواہش و تمنائے نفس وضع کر کے خود بدولت کو اس کے بانی مبانی ہونے کا فخر و مرتبہ حاصل کریں تو ان کا اختیار ہے لیکن یہ خیال رہے کہ حسب وعدہ نحن نزّلنا الذکر و انّا لہ لحافظون (ہم نے اتارا ہے اس کو اور ہم ہی اس کے حافظ ونگہبان ہیں) کے وہ اس پاک محکم دین کا ہرگز کچھ نقصان نہ کر سکیں گے بلکہ اپنا ہی نقصان کریں گے۔

طلب تعظیم و تکریم جو ایک شاخ الوہیت ہے حسب ارشاد قرآن مجید و لہ الکبریا فی السّماوات و الارض و ھو العزیز الحکیم (اسی کے واسطے ہے بزرگی آسمان اور زمین میں اور وہ غالب ہے حکمت والا)۔ نہ معلوم مرزا صاحب اس تعظیم سے کب سیر ہوں گے۔ نفس تو ضرور ھل من مزید کہنے والے کی طرح سیر ہونے والا نہیں لیکن عارفان الٰہی تو ان امور سے خوب واقف ہوتے ہیں اور اس کی اصلاح کے فکر مند رہتے ہیں۔ کیا خیر القرون والاعمل درآمد یعنی اظہار عبودیت کے لئے اپنی تعظیم و تکریم پسند نہ کرنا اور اپنی مدح وثنا سن کر ناراض ہونا اب بخیال مرزا صاحب قابل اتباع و پیروی نہیں رہا کہ آپ ہمیشہ اسی کی طلب وخواہش میں رہتے ہیں۔ اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی تحریر و تصانیف میں اسی کی تاکید کرتے ہیں۔

❁ کبریت احمر میں اب کیا کسر باقی رہ گئی ہے روپئہ، زیور، مکانات وغیرہ، جائداد میں اس دام گستری واشتہار بازی وغیرہ کی بدولت کچھ کمی نہیں رہی لیکن مرزا صاحب کو ارشاد:

زیّن للنّاس حبّ الشّهوات من النّساء و البنین و القناطیر المقنطرة من الذّ هب و الفضّة و الخیل المسوّ مة و الانعام و الحرث ذلک متا ع الحیوة الدّ نیا واللّه عنده حسن المآ ب (زینت دی گئی لوگوں کے لئے محبت خواہشوں کی ،عورتوں سے بیٹوں سے اور خزانے جمع کئے ہوئے سونے اور چاندی سے اور گھوڑے نشان دار اور چار پائے اور کھیتی سے۔ یہ فائدہ ہے زندگانی دنیا کا اور اللہ تعالی کے پاس اچھی بازگشت ہے)

کا خیال کرنا چاہیے نیز ان احادیث شریفہ پر جن میں آنحضرت ﷺ کی معاش مبارک کے حالات ہیں اور جن کی ظاہری و باطنی پیروی و محبت کا آپ کو بڑا دعوی ہے ان سب پر نظر چاہیے۔

❁ مرزا کا کہنا ہے کہ، اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس (امام) سے جدائی اختیار کرے،

جواباً گذارش ہے کہ ایک طرف ارشاد شارع ﷺ وعلماء ربانی دوسری طرف فقراء صوفیہ کرام اور پھر الہامات ملہمین سال ہا سال کے چشم دید حالات ، پھر معاملات مشاہدات تجارب وغیرہ سب یک زبان ہو کر ایسے زبانی فرضی خودغرض مخالف مسائل اسلامی امام سے جدائی وہجرت کی تاکید اکید فرماویں تو پھر اتفاق کیوں کر ہو؟ ہاں اگر کوئی معاذ اللہ ان سب کو بھلا کر اور عقل سلیم کو جواب دے کر مجنونانہ حبّک الشّی یعمی و یصمّ (تیرا ایک شیئ کو دوست رکھنا اس کے عیوب دیکھنے سے اندھا اور سننے سے بہرا کر دیتا ہے) کا مصداق بنا رہے تو امر دیگر ہے۔ علاوہ ازیں:

(الف) نسبت ناری تکبر وعلو واستکبار انا خیر منه والی، ونسبت ترابی عبودیت وانکسار ربّنا ظلمنا انفسنا کے اقرار والی میں بوجہ ناجنسیت میل جول کس طرح ممکن ہے۔

(ب) پھر بلحاظ اغراض دنیوی جس کو اللہ تعالی نے اپنے فضل وکرم سے حاجت ادویہ مقویات و اکل وشرب وغیرہ کی ضروریات سے مستغنی کیا ہو، اس کو غلامی و چاکری اور خلاف شریعت ہاں میں ہاں ملانے کو حاضر باشی کی تکلیف مالا یطاق اٹھانے کی کیا ضرورت؟

(ت) جو عاجز فضول امور سے متنفر اپنی فکر عقبی میں مصروف اور طلب رضائے الہی میں مشغول ہو اس کو تحقیر و توہین مومنین بحث مباحثہ وردوقدح والی مجلس سے کیوں کر اتفاق ہوسکتا ہے؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض دور کرنے اور معترضین کا منہ بند کرنے، مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرنے، کمالات دینیہ پر محیط ہونے، اسلام و کفر کی کشتی گاہ میں کام آنے وغیرہ کا حال دوسرے مواقع پر عرض ہوا ہے۔

۱۱۔ اخیر پر جو فرمایا، تو ہلاک استی گراز وے بگسلی ۔، سو یہ تو ہر ایک کیلئے جو مرزا صاحب کی غلامی اختیار نہ کرے اسکی ہلاکت کا وظیفہ تو معمولی طور پر ان کے ورد زبان رہتا ہے اس کا ذکر بھی اور جگہ آیا ہے۔ تعجب ہے کہ بایں دعوی ہمدردی مسلمانان ایسے کو سنے تباہی ہلاکت ذلت وغیرہ آزاردہ خلاف شریعت الفاظ منہ وقلم سے نکالتے وقت مرزا صاحب حدیث قال رسول اللّٰه ﷺ اذا قال الرّجل هلک الناس فهو اهلکهم (فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب آدمی کہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے) پر کیوں خیال نہیں فرماتے؟

قوتِ عزم کا جواب اور اس کی نظیریں

ضرورۃ الامام میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

چوتھی قوت عزم ہے جو امام الزمان کے لئے ضروری ہے اور عزم سے مراد یہ ہے کہ کسی حالت میں نہ تھکنا، نہ نو امید ہونا، اور نہ ارادہ میں سست ہو جانا۔ بسا اوقات نبیوں اور مرسلوں اور محدثوں کو جو امام الزمان ہوتے ہیں ایسے ابتلاء پیش آ جاتے ہیں کہ وہ بظاہر ایسے مصائب میں پھنس جاتے ہیں کہ گویا خدا نے ان کو چھوڑ دیا ہے اور ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ اور بسا اوقات ان کے وحی والہام میں فترت واقع ہو جاتی ہے کہ ایک مدت تک کچھ وحی نہیں ہوتی۔ اور بسا اوقات ان کی بعض پیش گوئیاں ابتلاء کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں اور عوام پر ان کا صدق نہیں کھلتا۔ اور بسا اوقات ان کے مقصود کے حصول میں بہت کچھ توقف پڑ جاتی ہے اور بسا اوقات وہ دنیا میں متروک اور مخذول اور ملعون اور مردود کی طرح ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک شخص جو ان کو گالی دیتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ میں بڑا ثواب کا کام کر رہا ہوں۔ اور ہر ایک ان سے نفرت کرتا اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے اور نہیں چاہتا کہ سلام کا بھی جواب دے لیکن ایسے وقتوں میں ان کا عزم آزمایا جاتا ہے وہ ہرگز ان آزمائشوں سے بیدل نہیں ہوتے اور نہ اپنے کام میں سست ہوتے ہیں یہاں تک کہ نصرت الٰہی کا وقت آ جاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب ۔قوت عزم تو اللہ عز وجل نے کارخانہ دنیا چلانے کے واسطے ہر ایک میں حسب حیثیت رکھی ہے جب تک عزم نہ ہو کوئی کام اچھا ہو یا برا ہو نہیں سکتا۔ دیکھئے ڈاکوؤں ورہزنوں میں کیسی اعلیٰ قوت عزم ہوتی ہے کہ مرنے مارنے سے بالکل نہیں ڈرتے۔ ایسا ہی چور، جعلساز، دغاباز و دیگر جرائم پیشہ کا حال ہے کہ باوجود تنبیہہ وسزایابی بھی اپنے شیوہ دل خواستہ سے باز نہیں آتے۔ اسی طرح کئی دھوکہ باز بذریعہ اپنی چالوں وتقاریر کے ناخدا ترسی سے لوگوں کو ٹھگنے اور لوٹنے میں دن رات اپنے عزم میں مصروف وسرگرم ہیں جیسا کہ مرزا خود براہین صفحہ ۲۱۳ میں فرماتے ہیں کہ:

صالح آدمی نیک راہ میں فکر کر کے نیک باتیں نکالتا ہے اور چور نقب زنی کے باب میں فکر کر کے کوئی عمدہ طریق نقب زنی کا ایجاد کرتا ہے۔

تو پس کیا یہ سب ناخداترس اس قوت عزم سے بموجب قادیانی قاعدہ، امام الزمان بن جاویں گے۔ ہر گز نہیں ۔غرض ہر جاندار حصول مدعا کے واسطے ایسا ہی عزم بالجزم رکھتا ہے اس میں امام الزمان کی کیا خصوصیت ہے۔

اگر مرزا صاحب نے تصنیفات امام حجت الاسلام محمد غزالیؒ وغیرہ سے فائدہ اٹھایا ہوتا تو آپ جانتے کہ حبّ جاہ وقبولیت خلق، جس میں خود بدولت بظاہر مبتلا ہیں، ایسے عزم طلب امور ہیں کہ ان کے حصول میں ہلاکت کا سامنا بھی ہیچ ہے۔ اس کے عشق ونشہ میں بعض نادان لوگ اپنے دست و بازو و دیگر اعضاء خشک و بیکار کر دیتے ہیں بعض عضو کاٹ دیتے ہیں، بعض ناخن نہیں کاٹتے بال نہیں کترتے، بعض کھڑے رہتے ہیں بیٹھتے نہیں، بعض آہنی میخوں پر بیٹھتے اور لیٹتے ہیں اور بعض بےعقل زندہ درگور ہو جاتے ہیں حالانکہ ظاہر ہے کہ ان امور کو رضائے خالق و مالک سے کچھ تعلق نہیں۔ اس کی رضا تو اس میں ہے کہ انسان اپنے تمام قویٰ واعضائے ظاہری و باطنی جو موہوبہ الٰہی ہیں ان سب کو اسی کے حکم کے موافق اس کی رضامندی کے کاموں میں لگائے اگر کوئی ناسمجھی سے ان نعمتوں کی ناقدری کر کے بیجا تکلیف اپنے اوپر ڈال کر مصیبت میں پڑے گا تو محنت رائیگاں۔ اسی طرح کوئی کم فہمی سے اپنے روحانی ملکات وعزم کو کسی دنیوی فانی لذات وغیرا خلاص وغیرہ کے قصد سے صرف کرے گا تو وہ بھی ان نعماء کا ناشکر وخاسرین میں شمار ہوگا۔ اس غنی وصمد کو ایسے اعمال کی کچھ پرواہ وحاجت نہیں۔

لیکن افسوس یہ کہ مرزا صاحب اپنے خیال و پندار میں ایسے محو وسرشار ہیں کہ کسی کو خاطر میں ہی نہیں لاتے چنانچہ عاجز کو خوب یاد ہے کہ جب آپ لاہور میں تالاب کے پاس فروکش تھے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو بندہ نے بطور خوش خبری خدمت والا میں عرض کیا کہ محمد دب صاحب نے احیاء العلوم انگریزی ترجمہ کے واسطے منگوائی ہے تو آپ نے چیں بجبیں ہو کر فرمایا کہ اس زمانہ میں سوائے تالیفات خود بدولت کے کسی غیر کی تصنیف کارآمد ولائق التفات نہیں۔

اقوام یورپ کو دیکھئے کیسے اولوالعزم ہیں کہ مشیت الٰہی سے صدہا برسوں سے اپنے عزم بالجزم میں مضبوط وکامیاب ہیں اور جس کام کو شروع کرتے ہیں صدیوں کا نتیجہ پہلے سوچ لیتے ہیں اور ایک ایک فرد ان کا اپنے دھن میں ایسا پختہ و جاں نثار ہوتا ہے کہ اپنے فنون، علوم، ایجادات، انکشاف امور میں اپنی عزیز جان کو ورطہ ہلاکت میں ڈالنے کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتا۔ کوئی چاندکی، کوئی قطب جنوبی کی سیر کو روانہ ہو پڑتا ہے۔ حتی کہ اس عزم غیر متزلزل میں بہت جانیں بھی تلف ہو جاتی ہیں جنکے حالات اخبارات میں اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کی قوت عزم میں ذرہ فرق نہیں آتا۔ سو اگر ایسے جانباز صاحبان عزم کو آپ فہرست امام الزمانوں میں حسب قاعدہ خود جگہ نہ دیں تو ترجیح بلامرجح معلوم ہوتی ہے کیونکہ مشاہدہ سے بڑھ کر اور کیا ثبوت و دلیل ہوسکتی ہے

تعریف نہ تھکنے ونومید نہ ہونے کی، اگر مرزا صاحب ذات خود بدولت تک ہی محدود رکھتے تو فضیلت وعلو شان کے سبب مضائقہ نہ تھا دوسروں کو اس مرتبہ خاصہ میں شامل کرنا شہادت مخالف ومعکوس کا طالب بننا ہے کیونکہ دیگر انبیاء ومرسلین اولوالعزم برگزیدگان و بندگان خاشعین عباد الرحمٰن کی نسبت تو قرآن مجید میں یوں ارشاد ہے حتّی اذا استأیس الرّسل و ظنّوا انّھم قد کذبوا (یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے رسول اور گمان کیا انہوں نے کہ وہ جھٹلائے گئے ہیں) تو گویا مرزا صاحب لفظ، نہ نومید ہونا، لکھ کر خود بدولت کو اس عالی شان جماعت رسل سے بھی زیادہ صاحب حوصلہ و صاحب یقین ہونا ظاہر کرتے ہیں۔ پس جب عالی شان و برگزیدگان جماعت رسل کا یہ حال ہے تو دوسرے بے چاروں کی کیا حقیقت۔ اور یہ تو مرزا صاحب کی معمولی بات ہے کہ خود بدولت کو دیگر انبیاء مرسلین کے ہم پلہ کرکے ان کے حالات واوصاف کے ساتھ ہی اپنی مدح وثنا کرتے رہتے ہیں اس کا حساب عند ربّہ ہے۔

ابتلاء بھی دنیا میں معمولی بات ہے اس سے کوئی ہی دنیا میں محفوظ رہتا ہوگا امام الزمان کی کیا خصوصیت ہے۔

جب حسب قول مرزا صاحب پیشگوئیاں بسا اوقات ابتلاء کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں اور عوام پر ان کا صدق نہیں کھلتا، تو پھر مرزا صاحب اپنی ان پیش گوئیوں کو جن کا صدق غریب عوام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر نہیں کھلا ، بلکہ یہ خود مرزا صاحب پر بھی بباعث سہو ونسیان وغلطی، جیسا ایام الصلح میں فرمایا، نہیں کھلا تو راستی سے ایسا قبول کیوں نہیں کرتے کہ یہ ابتلائی رنگ میں ظاہر ہوئی ہیں؟ اور غریب مخلوق کو جن کے مشاہدہ میں وہ موافق تفہیم و میعاد مقررہ ومشتہرہ مرزا پوری نہیں ہوئیں ان کو سبّ وشتم کر کے دین وایمان سے کیوں فارغ کرتے اور لعنتیں ڈالتے رہتے ہیں اور زور دیتے رہتے ہیں کہ یہ اسی طرح پوری ہوگئی ہیں۔اور مخلوق الٰہی اس سے حیران ہوتی اور گھبراتی ہے کہ مرزا جبر سے برا بھلا کہہ کر خلاف واقع وخلاف مشاہدہ لوگوں سے، پوری ہوگئیں، کہلواتے اور منواتے ہیں ۔مرزا صاحب مخلوق پر رحم اور دل میں انصاف فرمائیں۔

کیا مرزا صاحب نے ملعون ومردود کے اس جگہ بھی وہی مفہوم ومعنی لئے ہیں (یعنی خدا اس کا دشمن، اور وہ خدا کا دشمن۔ خدا اس سے بےزار اور وہ خدا سے بیزار، وغیرہ) جیسا بجواب سوالات سراج دین عیسائی مطبوعہ ۲۲ جون ۱۸۹۷ء صفحہ ۶ میں بمقابلہ عیسائیاں کے آپ نے لئے ہیں؟ (سراج دین بحالت تذبذب تخمیناً دو ماہ مرزا صاحب کی صحبت میں رہ کر عیسائیت کے قبول کرنے پر مستعد ومحکم ہوگیا چنانچہ اس کے اپنے الفاظ جو معتبر ذریعہ سے معلوم ہوئے ہیں کہ قادیان میں رہنے سے عیسائی مذہب میرے دل میں گھر کرتا گیا۔الٰہی بخش) کیونکہ یہ تو انصاف نہیں کہ سیدنا مسیح پر لے دے کرنے کے واسطے آپ اس لفظ کے معنی کچھ کریں اور خود بدولت کے لئے کچھ۔

ایسے ایسے صفات و اقوات وابتلایات کا ذکر واشاعت مرزا صاحب کے مدعا کیلئے حکمتاً وعلاجاً بے شک نہایت ضروری معلوم ہوتا ہوگا تاکہ ایسے شرائط وپیش بندی سے مریدین ومذبذبین کچھ عرصہ کے لئے تو تھمے وجمے رہیں اور لمبی لمبی میعادوں مثل ہفت سال وسہ سال وغیرہ مشتہرہ مرزا صاحب کے منتظر رہیں اور پھر جب وقت قریب الاختتام ہو تو دوسری تاریخ پڑ سکتی ہے۔

قوتِ اقبال علی اللہ

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

پانچویں قوت اقبال علی اللہ ہے جو امام الزمان کے لئے ضروری ہے اور اقبال علی اللہ سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ مصیبتوں اور ابتلاؤں کے وقت اور نیز اس وقت کہ جب سخت دشمن سے مقابلہ آپڑے اور کسی نشان کا مطالبہ ہو اور یا کسی فتح کی ضرورت ہو اور یا کسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہمدردی واجبات سے ہو خدا تعالی طرف جھکتے ہیں اور پھر ایسے جھکتے ہیں کہ ان کے صدق واخلاص اور محبت اور وفا اور عزم لا ینفک سے بھری ہوئی دعاؤں سے ملاء اعلی میں ایک شور پڑ جاتا ہے اور انکی محویت کے تضرعات سے آسمانوں میں ایک دردناک غلغلہ پیدا ہو کر ملائک میں اضطراب ڈالتا ہے پھر جس طرح شدت کی گرمی کی انتہا کے بعد برسات کی ابتداء میں آسمان پر بادل نمودار ہونے شروع ہو جاتے ہیں اسی طرح ان کے اقبال علی اللہ کی حرارت یعنی خدا تعالی کی طرف سخت توجہ کی گرمی آسمان پر کچھ بنانا شروع کر دیتی ہے اور تقدیریں بدلتی ہیں اور الہی ارادہ اور رنگ پکڑتے ہیں یہاں تک کہ قضا وقدر کی ٹھنڈی ہوائیں چلنی شروع ہو جاتی ہیں اور جس طرح تپ کا مادہ خدا تعالی کی طرف سے پیدا ہوتا ہے اور پھر مسہل دوا بھی خدا تعالی کے حکم سے ہی اس مادہ کو باہر نکالتی ہے ایسا ہی مردان خدا کے اقبال علی اللہ کی تاثیر ہوتی ہے۔

آن دعائے شیخ نے چوں ہر دعا است   فانی است و دست او دست خدا است

جواب۔ سبحان اللہ واللہ اکبر فرمان تو یہ کہ قوت اقبال علی اللہ امام الزمان کیلئے ضروری ہے اور اس پر عمل یہ کہ مرزا صاحب کو اپنی درشتی وسختی وزیادتی کے سبب اگر ذرا سا مقدمہ آپڑتا ہے تو اس قدر فکر وتردد کرتے ہیں کہ بذریعہ تار برقی فوراً وکلا مریدین کو مسافت دور دراز سے بلا کر فراہم کر کے صلاح مشورہ تدابیر و پیروی مقدمہ میں ہمہ تن مصروف ہو جاتے ہیں (اگر چہ بہ سبب لیاقت قانونی ومقدمات کے کسی غیر کی امداد کی چنداں آپ کو ضرورت نہیں۔ الہی بخش) اور شب وروز مجلس عالی میں یہی ذکر اذکار تا اختتام مقدمہ ہوتا رہتا ہے۔

تعجب یہ ہے کہ اقبال علی اللہ توکل تسلیم رضا الہی وغیرہ صفات جن میں مرزا صاحب کو سب مسلمانان گذشتہ وموجودہ سے اعلی وارفع بلکہ بعض انبیاء سے بھی افضل ہونے کا دعوی ہے لیکن موقعہ وقت پر ذرہ بھر بھی ان اخلاق وصفات کا مرزا صاحب سے ظہور نہیں ہوتا بلکہ اوسط درجہ کے مسلمانان جن کو کسی فضیلت و بزرگی کا کوئی دعوی نہیں ان کے قال وحال کے موافق بھی کچھ منصب ظہور میں نہیں آتا۔ مثلاً شیخ تقی الدین احمد بن علی المقریزی نے جو رسالہ تجرید التوحید میں لکھا ہے:

فان التّوحید حقیقة ان تری الامور کلّها من اللّه تعالی رویة لقطع الالتفات عن الاسباب والوسائط فلا تری الخیر والشر الّا منه تعالی و هذا المقام بثمر التّوکل و ترك شکایة الخلق و ترك

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الملا مة والرضّاء عن اللّه تعا لی و التّسلیم لحکمه و یخرج عن هذا التّو حید السخط علی الخلق و الا لتفات الیهم فان من یری الکل من اللّه کیف یسخط علی خیره او بأ مل سواه و هذا التّو حید مقا م الصّدّ یقین ۔ (پس توحید کی حقیقت یہ ہے کہ سب امور کو اللہ کی طرف دیکھے اور اسباب و وسائل کی طرف نگاہ کرنے سے منقطع کرے پس نہ دیکھے تو نیک اور بد کو مگر اللہ کی طرف سے، اور مقام کا ثمرہ توکل ہے۔ اور خلقت کی شکایت اور ملامت کو ترک کرنا اور اللہ سے راضی اور اسکے حکم کا تابعدار ہونا، اور اس توحید کے سبب آدمی دوسری خلقت پر غصہ کرنے اور انکی طرف متوجہ ہونے سے نکل جاتا ہے کیونکہ جو شخص اللہ کی جانب سے ہر بات کو دیکھے وہ اس کے غیر پر کیوں غصہ ہو یا اس کی خیر کی امید رکھے گا اور یہ توحید صدیقوں کا مقام ہے)

پس یہاں بھی ان حالات کا کچھ تو پتہ نشان وظہور ہونا چاہیے۔ یا یہ سب حالات و مقامات صرف زبانی ہی طے ہو جاتے ہیں۔

مرزا صاحب سے جو کچھ ظہور میں آیا وہ تو یہ ہے کہ مقدمات گذشتہ میں بجائے اقبال علی اللہ کے اقبال علی الوکلاء یہاں تک ہوا کہ نہ ایک، نہ دو، بلکہ اکٹھے چار وکلاء یعنی تین دیسی اور ایک انگریز اور جب ایک مرتبہ لاہور سے وکیل کے جانے میں ذرا دیر و تامل ہوا تو مرزا صاحب نے تردد و ناراضگی سے ایسا فرما بھیجا کہ اگر کسی مرد خدا کو خرچ وکلاء کی تکلیف معلوم ہو اور اس میں تامل ہو تو ہم اپنا زیور فروخت کر کے اخراجات وکلاء ادا کریں گے، وکلاء ضرور آویں۔ پس اسپر خود بخود سوال پیدا ہوتا ہے کہ قول وہ اور فعل یہ کیوں لم تقو لو ن ما لا تفعلون ۔ کبر مقتاً عند اللّه ان تقو لوا ما لا تفعلو ن کے نیچے نہیں آ سکتا۔

ہاں مرزا صاحب کی طرف سے یہ جواب ہوسکتا ہے کہ ہم نے اس قوت اقبال علی اللہ کا امام الزمان کے لئے ہونا ضروری لکھا ہے نہ یہ کہ اس کا عمل درآمد بھی ضرور ہے، یا یہ کہہ سکتے کہ یہ مصیبت اور ابتلاء کا وقت نہ تھا۔ سخت دشمن سے مقابلہ نہ تھا صرف دوستوں کے ساتھ ایک ہنسی اور خوش طبعی کا مشغولہ تھا۔ کسی نشان کا مطالبہ نہ تھا۔ فتح کی ضرورت نہ تھی اور اپنی ہمدردی بھی واجبات سے نہ تھی کیونکہ ہم راضی برضاء الٰہی ہیں، یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے صدق و اخلاص محبت وفا وعزم لا ینفک سے بھری ہوئی دعاؤں سے ہم نے ملاء اعلیٰ میں شور ڈالنا اور آسمانوں میں اضطراب ڈالنا اور تقدیروں کا بدلنا اور الٰہی ارادوں کا دوسرے رنگ میں کرنا (جیسا کہ مرزا صاحب نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھا ہے) پسند نہیں کیا، لیکن ان جوابات پر بھی صدق و راستی میں ان ہی آیات قرآن لم تقولو ن ما لا تفعلو ن وغیرہ کا لحاظ رکھنا ہوگا اور یہ بھی سمجھانا ہوگا کہ پھر ثلث درجن وکلاء، اس قدر تردد و تدابیر کرنے کی اور بمعیت مریدین دعاؤں کی کیا ضرورت تھی۔ خیال فرماویں کہ صرف زبانی حساب کتاب اور منہ کی باتوں سے کیا ہوسکتا ہے۔اور کیا کام چل سکتا ہے جب تک عملی نمونہ اور عملی نظیر اس کے ہمراہ نہ ہو۔ ہاں شاید عملی نمونہ و نظیر کی اس لئے بھی پرواہ نہ ہو کہ سب کام صرف تحریر و تقریر ہی پر چل نکلا ہے و ذلک مبلغھم من العلم (یہ ہے رسائی ان کی علم سے)۔

مرزا صاحب نے فتح کی ضرورت دشمن سے مقابلہ نشان کے مطالبہ یا کسی کی ہمدردی کے وقت جو صدق و اخلاص کی دعاؤں، محویت کے تضرعات سے آسمانوں میں غلغلہ ملائک میں اضطراب، تقدیریں بدلنا، الٰہی ارادوں کا دوسرا رنگ پکڑنا بیان کرنے کے پیرایہ میں خود بدولت کی تعریف کر کے اور مریدین کو ہمدردی کی امید اور دوسری جگہ اپنے مخالفوں کو ہلاکت کی دھمکی دی اور ایسا ہی بعض دوسری مخلوق کی حد سے بڑھ کو مدح وثنا کی ہے نہ معلوم اس وقت اسلامی توحید کی، جس کے ضمن میں علماء سلف نے حسب ذیل لکھا ہے، کیوں پرواہ نہیں کی:

فلا ولیّ و لا حکم و لا ربّ الّا اللّٰہ و الّذی من عدل بہ غیرہ فقد اشرك فی ا لالوھیتہ و لو وحد ربو بیّتہ۔ فمن نعاظم و تکبّر و دعی النّاس الی طیرا نہ و رجا ئہ و مخا فتہ فقد تشبّہ با للّٰہ و نا زعہ فی ربو بیّتہ و ھو حقیق بان یھینہ اللّٰہ غایۃ الھوان و یجعلہ کا لذّرّ تحت اقدام خلقہ و فی الصّحیح عنہ ﷺ انّہ قال یقو ل اللّٰہ عزّوجلّ العظمۃ ازاری و الکبر یاء ردائی فمن نازعنی فی وا حد مّنھما عذ بتہ و اذا کا ن المصوّر الّذی یصنع الصّور بیدہ من اشدّ النّاس عذا باً یوم القیا مۃ تشبھہ با للّٰہ فی مجرد الصّنعۃ فما الظّن بالمشبہ باللّٰہ فی الرّ بوبیّۃ و الا لھیۃ کما قال ﷺ اشدّ النّاس عذا باً یوم القیامۃ المصوّرون یقال لھم ا حیوا ما خلقتھم ۔ الخ ۔قو لہ تعا لی ثمّ الّذین کفروا بر بّھم یعد لون ۔ فمن ا حبّ غیر اللّٰہ تعا لی و خا فہ و رجاہ و ذلّ لہ کما یحبّ اللّٰہ تعا لی و یخا فہ و یرجوہ فھذا ھو الشّرك الّذی لا یغفرہ اللّٰہ فکیف بمن کان غیر اللّٰہ ...؟ عندہ و احبّ الیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

واخوف عنده و هو فی مرضاته اشدّ سعیاً منه فی مرضاة اللّٰه فاذا کان المسوی بین اللّٰه و بین غیره مشرکاً فما الظّن بهذا فعیاذاً باللّٰه من ان ینسلخ القلب من التّوحید و الاسلام کانسلاخ الحیّة من قشرها و هو یظنّ انّه مسلم موحد۔ و من الاشراك قول القائل لاحدٍ مّن النّاس ما شاء اللّٰه و شئت، کما ثبت عن النّبیّ ﷺ انّه قال رجل ما شاء اللّٰه و شئت۔ قال اجعلتنی للّٰه نداً ،قل ما شاء اللّٰه وحده هذا من انّ اللّٰه تعالی قد اثبت للعبد مشیّته کقوله تعالی: لمن شاء منکم ان یّستقیم ، فکیف لمن یّقول انا متوکّل علی اللّٰه و علیک و انا فی حبّ اللّٰه و حبّک و ما لی الا اللّٰه و انت، هذا من اللّٰه و منک۔ و هذا من برکات اللّٰه و برکاتک و اللّٰه لی فی السّماء و انت لی فی الارض وزن بین هذه الالفاظ الصّادرة من غالب النّاس الیوم و بین ما نهی عنه من ما شاء اللّٰه و شئت ثمّ انظر ایّها فحش یتبیّن لک ان قائلها اولی بالبعد من ایّاك نعبد و بالجواب من النّبیّ ﷺ القائل تلک الکلمة۔ (پس کوئی ولی اور حاکم اور رب اللہ کے سوا نہیں۔ اور جس نے اللہ کے غیر کو اس کے ساتھ برابر کیا تو اس نے اس کی الوہیت میں شریک بنایا اگرچہ اس کو ربوبیت میں ایک نہ مانے۔ پس جو شخص بڑا بنے اور متکبر ہو اور لوگوں کو اپنی امید اور خوف کی طرف بلاوے پس تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشابہت دی اور اس کے ساتھ ربوبیت میں منازعت کی اور وہ اس لائق ہے کہ اللہ اس کو نہایت خوار کرے اور اس کو چیونٹی کی طرح اپنی مخلوق کے قدموں کے نیچے کرے۔ اور صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ عظمت میری ازار اور بڑائی میری چادر ہے۔ پس جو شخص ان دونوں میں سے ایک میں بھی میرا مقابلہ کرے تو میں اس کو عذاب دوں گا۔ اور جب کہ وہ مصور جو تصویر کو اپنے ہاتھ سے بناتا ہے لوگوں میں سخت عذاب والا ہو قیامت کے دن مجرد صنعت میں مشابہت سے ساتھ اللہ کے، تو ربوبیت اور الٰہیت میں مشابہت دینے والے کے حق میں کیا گمان ہوسکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سخت عذاب والے لوگوں میں قیامت کے دن مصور ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو فرماوے گا جو تم نے پیدا کیا ہے اس کو زندہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا قول کہ پھر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ لوگ جو کافر ہوئے اپنے رب کے ساتھ برابر کرتے ہیں۔ پس جو شخص اللہ کے غیر کو دوست رکھے اور اس سے خوف اور امید کرے اور اس کے آگے عاجز ہو جیسے کہ اللہ کو دوست رکھتا ہے اور اس سے ڈرتا اور امید رکھتا ہے پس وہ شرک ہے جس کو اللہ نہیں بخشتا ۔ پس اس شخص کا کیسا حال ہے جس کے نزدیک اللہ کا غیر نہایت درجہ ؟، غایت پیارا اور خوفناک ہو اور وہ اس شخص کی رضا میں اللہ کی رضا سے زیادہ ساعی ہو کیونکہ جب اللہ اور اس کے غیر کے درمیان مساوات کرنے والا مشرک ہے تو ایسے کے حق میں کیا گمان ہے۔ پس اللہ پناہ دے اس سے کہ دل توحید اور اسلام سے اس طرح نکل جائے جیسے سانپ اپنے پوست سے نکل جاتا ہے، حالانکہ وہ شخص گمان کرتا ہو کہ میں مسلمان موحد ہوں۔ اور شرک کی نوع سے ہے کسی قائل کا کسی انسان کے حق میں کہنا کہ جو اللہ اور تو چاہے جیسا کہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ ایک آدمی نے کہا جو اللہ اور آپ چاہیں، پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا، تو کہہ کہ جو صرف اللہ ایک چاہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا باوجودیکہ اللہ نے بندہ کی مشیت ثابت کی ہے جیسا کہ فرمایا کہ، اس شخص کے واسطے جو تم میں سے چاہے کہ مستقیم ہو۔۔ پس کیا حال ہے اس شخص کا جو کہے کہ میں اللہ اور تجھ پر بھروسہ کرنے والا ہوں، اور میں اللہ اور تیری محبت میں ہوں، اور میرے واسطے اللہ اور تیرے سوا کوئی نہیں، اور یہ اللہ اور تجھ سے ہے، اور یہ اللہ اور تیری برکات سے ہے، اور اللہ میرے واسطے آسمان میں ہے اور تو زمین میں۔ اور وزن کران لفظوں میں جو کہ اکثر لوگوں سے صادر ہوتے ہیں آج کے دن، اور اس سے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ یعنی ما شاء اللّٰه و شئت میں کیا فرق ہے اور دیکھ کہ ان میں زیادہ فاش کون ہے تو تیرے لئے ظاہر ہوگا کہ ان کا قائل ایّاك نعبد سے بہت دور ہے اور اس سے جو نبی ﷺ نے جواب دیا ہے ایسے کلمات کے کہنے والے کے)

عجب ہے مرزا صاحب حیات مسیح واستدراجات دجال مذکورہ احادیث کو تو منافی توحید اسلامی کہہ کر دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں اور خود بایں دعوی امام الزمانی خود بدولت و دیگر مخلوق کی شان میں وہ وہ الفاظ تراش کر مدح وثنا میں لکھے ہیں کہ تراب کو رب الارباب کے برابر بنا دیا ہے۔ اور پھر مسلمان موحد بلکہ ساری مخلوق کے امام۔

مرزا صاحب کے لفظ اقبال علی اللہ سے اس عبد صالح، بے ریا، سراپا صدق وصفا جو اس کا مجسم معانی وروح رواں تھا اعنی سید عبداللہ غزنویؒ کا حال یاد آ گیا۔ اگرچہ اس کا استماع مرزا کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناگوار تو ضرور گذرے گا لیکن کیا کروں رہا نہیں جاتا۔ سنیئے۔

اول۔ جب سید عبداللہ غزنوی صاحبؒ دہلی میں سماعت حدیث شریف کیلئے وارد تھے ہنگامہ غدر ۱۸۵۷ء ایک میم کا حالت بے کسی میں ان کو ملنے کا اتفاق ہوگیا تو انہوں نے بحکم آیت کریمہ و ان احد مّن المشرکین استجارك فاجره حتّی یسمع کلام اللّٰه ثمّ ابلغه مأمنه (اور اگر کوئی ایک مشرکوں میں سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دی جاوے تاکہ اللہ کی کلام سنے پھر اس کو اس کے امن کی جگہ پہنچاوے) اس بیچاری بیکس میم کو بہ معیت وحفاظت مرید خود اس کے قیام گاہ و جائے امن تک پہنچا دیا۔ اس پر اس میم کے شوہر انگریز نے جو ایک فوجی افسر تھا، خوش وشکر گذار ہوکر بلا درخواست، خود بخود اس خیر خواہی و خدمت جمیلہ کی چٹھی بطور سند لکھ بھیجی تاکہ فتنہ فرو ہونے کے وقت اس کا صلہ دیا جائے۔ اس مرید نے جب وہ چٹھی یا سارٹی فیکیٹ پیش کیا تو آپ نے فرمایا، مرا اللہ بس ست، یعنی اس سند کی ضرورت نہیں، جس اللہ تعالی کی رضا کے واسطے میں نے یہ کام کیا ہے وہ ہی میرے لئے کافی ہے۔ دیکھئے اقبال علی اللہ اس کو کہتے ہیں۔

ثانی۔ ایک دفعہ عاجز کی موجودگی میں ایک شخص لودہانہ سے امرتسر میں حضرت موصوف کی خدمت میں دہشت زدہ متفکر آیا اور اس نے کہا کہ تمہاری اور تمہارے فرزند کی نسبت مخبری ہوئی ہے کہ تم سرکار کے مخالفین کے پاس جاتے ہو اور ان کو مدد دیتے ہو۔ یہ سن کر تحیر سے فرمانے لگے

من کے رفتہ ام من ایں جا نشستہ ام

پھر اس شخص نے کہا کہ تمہاری ایذا رسانی و تکلیف دہی کے واسطے یہ کام کیا گیا ہے۔ اس پر بے فکر ہوکر فرمایا حسبنا اللّٰه نعم الوکیل (کافی ہے ہم کو اللہ بہت عمدہ کارساز)

ثالث۔ بظاہر اور لوگوں کو معلوم ہی ہے کہ انہوں نے محض لوجہ اللہ اپنے وطن کے حاکموں اور مولویوں وغیرہ سے کس قدر تکلیف اٹھائی حتی کہ وطن گھر بار خویش اقارب جائداد وغیرہ سے علیحدہ کئے گئے لیکن باوجود اس ظلم وتشدد دشمناں کے جب کوئی ان کے روبرو اس قصہ یعنی زمانہ مصیبت وموذیان کا ذکر کرتا تو آپ ناراض ہوکر فرماتے: تو بہ بکن شکایت مولی میکنی

اور پھر بارہا ان دشمنان ایذا دہندگان کے واسطے دعا خیر بھی کرتے۔ سبحان اللہ

لا تسبّوا الدّهر فانّی انا الدّهر بیدی الامر اقلّب اللّیل و النّهار (تم زمانہ کو گالی نہ دو، میں زمانہ ہوں۔ میرے ہاتھ میں ہے امر، میں رات دن کو پھیرتا ہوں)

من لم یصبر علی بلائی و لم یرض بقضائی فلیخرج من بین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارضی و سمائی و لیطلب ربّاً سوائی (جو شخص میری بلاء پر صبر نہ کرے، اور میری قضا پر راضی نہ ہو اس کو چاہیے کہ میری زمین اور آسمان سے نکل جائے اور میرے سوا کوئی دوسرا رب تلاش کرے)

پر کیسی اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے جس میں علاوہ اقبال علی اللہ کے التّعظیم لامر اللّٰہ والشفقۃ لخلق اللّٰہ کا بھی انتہائی درجہ کا نمونہ ہے جس سے ان کی کمال معرفت، باریک بینی، رموز دانی، لطائف وحقائق فہمی بھی ظاہر ہے، اور نہ محض علمی بلکہ عملی بھی۔ یہ حالات و واقعات ایسے پر اثر کالنّقش فی الحجر ہیں کہ کسی صورت عاجز ورفیقان عاجز کے دل سے محو نہیں ہو سکتے اور انہی کے خیال پر مرزا صاحب سے بھی میل ملاقات رہی۔ اگر ان کا نمونہ یا کچھ شائبہ بھی یہاں موجود ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ آپ سے موافقت نہ ہوتی۔

اب ہر سہ واقعات بالا پر غور فرمائیں کہ بصورت اول اگر خود بدولت کو ایسا سارٹیفکیٹ وچٹھی ملنے کا اتفاق ہوتا تو اس کو حرز جان بنا کر کتنی دفعہ چھپواتے اور سرکار پر احسان گراں جماتے جیسا کہ آپ ایک دو معمولی چٹھیوں کے شائع کرنے میں اکثر کرتے رہتے ہیں۔

بصورت دوم یعنی بخوف مخبری وشکایت کتنے میموریل و کاغذی رسالہ گوناگوں مضامین کے بنا کر ترجمہ کرا کر شائع و پیش کرتے اور کتنے وکلاء کی تقرری کیلئے سعی وکوشش وفکر و تجویز فرماتے جیسا کہ آپ کا دستور و معمول ہے۔

بصورت سوم صرف زبانی اختلاف پر جو خود بدولت کا عمل درآمد سبّ وشتم یعنی دشنام دہی ودعا ہلاکت مخالفین ہے وہ ایسا اظہر من الشّمس ہے کہ محتاج بیان نہیں، خدانخواستہ اگر کچھ زیادہ اختلاف ہو تو نہ معلوم آپ کا غصہ کہاں تک پہونچائے۔ اقبال علی اللہ تو بہت دور کا مقام ہے۔

اور کسی نشان کا مطالبہ ہو، وغیرہ، معلوم ہوتا ہے کہ ان الفاظ کی تحریر کے شعر ذیل

دھوم اتنی ترے دیوانے مچا سکتے ہیں کہ ابھی عرش کو چاہیں تو ہلا سکتے ہیں

شاید مرزا صاحب کے خیالات میں گونج رہا ہوگا ورنہ قرآن میں تو آنحضرت ﷺ کو تفکر و آیت طلبی پر یوں خطاب موجود ہے و ان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقاً فی الارض او سلّماً فی السّماء فتاتیھم بآیۃ و لو شاء اللّٰہ لجمعھم علی الھدی (اور اگر تجھ کو ان کا اعراض بڑا معلوم ہوتا ہے تو اگر تو طاقت رکھتا ہے تو زمین میں سرنگ لگا کر یا آسمان میں سیڑھی لگا کر ان کے لئے نشانی لا۔ اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھئے جب آنحضرت ﷺ کے ساتھ یہ معاملہ ہے تو پھر کسی دوسرے عاجز خاکسار امتی کو ایسی دلیری وشیخی نشان وغیرہ دکھلانے کی اور بایں عجز و بے بضاعتی اس خالق وقادر مطلق پر اپنا اختیار وحکومت جتلانی کب لائق وشایان حال عبودیت ہے۔

این دعاء شیخ نے چوں ہر دعاست فانی است و دست او دست خدا است

کا ظہور اور ثبوت بھی تو کچھ ہونا چاہیے۔ دست او دست خدا است، اگر تھا تو عبداللہ آتھم والی میعاد، پٹی والے داماد مرزا احمد بیگ کی میعاد، شیخ مہر علی کے مقدمہ کی میعاد، امیر شاہ رسالدار میجر سردار بہادر کے گھر فرزند ہونے کی میعاد، وغیرہ مقررہ مشتہرہ مرزا صاحب کوئی تو پوری ہوتی۔ نیز اپنے فرزند موعود بشیر کی نسبت باوجود یکہ دعائیں ملاء اعلیٰ میں شور ڈالنے والی، آسمانوں میں دردناک غلغلہ پیدا کر کے ملائک میں اضطراب ڈالنے والی، تقدیریں بدلنے والی ہونے میں کچھ فرق وکمی نہیں ہوئی۔ آتھم کی موت کے واسطے تو اعتکاف میں مریدین کی جماعت سمیت آہ وزاری ونالہ و بیقراری کو بزعم خود آسمان وملائک تک پہونچایا گیا، رسالدار میجر سردار بہادر کے پانچ سو روپیہ تو اسی شرط اور قسم پر ہی لئے تھے کہ کوئی دقیقہ جدوجہد وغیرہ کا باقی نہ رکھا جائے گا۔ بشیر فرزند کی صحت کیلئے نہ فقط دعاؤں وتوجہ کی گرمی بلکہ تمام میسر آمدہ دواؤں کی حرارت بھی پہونچائی گئی لیکن آسمان کو دردتک نہ پہنچا۔ پٹی والے معاملے کی حسرت ویاس سے اب تک دن رات جو مرزا صاحب کا جو حال ہے وہ روشن ہے بلکہ خواب بھی اسی کے آتے ہیں جیسا کہ عاجز کے روبرو مرزا صاحب نے پٹی سے اشتہار آنے کا خواب اپنا بیان کیا تھا، پھر فرماویں کہ دست او دست خدا، کیسا ہوا؟ کیا دست خدا ایسا ہی ہوتا ہے کہ گریہ وزاری وفکر واپس طلبی اجرت کی بے قراری کی فریاد پر خیال ہی نہیں کرتا اور تقدیروں کو نہیں بدلتا۔ اور ارادوں کو دوسرے رنگ میں نہیں کرتا؟ مسلمان تو اس کے قائل نہیں بلکہ ان کا تو یہ دین وایمان ہے کہ اللہ عزوجل عموماً سب مخلوق پر اور خصوصاً اپنے فرمان بردار اور خالص بندگان پر نہائت ہی مہربان رحیم وکریم اور اخلاص وانابت والی جائز دعاؤں کو ہرگز ردّ نہیں فرماتا بلکہ ان بندگان کی یہاں تک رعایت فرماتا ہے کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھالیں تو ان کی قسم پوری کرتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

ربّ اشعث مد فوع بالا بواب لو اقسم علی اللّٰہ لا برّہ (بہت پراگندہ بال ہیں جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے، اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کریں تو اللہ ان کو حانث نہیں کرتا، یعنی ایسا ہی کرتا ہے جیسا وہ کہتے ہیں)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت فنا مرزا و مریدان حاشیہ نشینان کی تو اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ عرق کیوڑہ جے پور سے، بید مشک برف پردہ ٹٹی خس وغیرہ لاہور سے اور دیگر نعماء انواع و اقسام دوسرے مقامات سے برابر قادیان پہنچتے رہتے ہیں لیکن حالت فنا ایسی کامل ہے کہ اس میں بالکل افاقہ و کمی نہیں ہوتی اور ادھر رسول اللہ ﷺ جن کی ظاہری و باطنی اتباع وقدم بقدم چلنے کا مرزا صاحب کو دعوی ہے ان کا فرمان ہے ایّاك و التّنعم فانّ عبا د اللّٰه لیسو بالمتنعّمین (تو اپنے آپ کو تنعم سے بچا اسلئے کہ اللہ کے بندے متنعم نہیں ہوتے) سبحان اللہ کیسی فرمان برداری وتابعداری ہے۔ بات تو زبان سے بن جاتی ہے لیکن مرزا براہ مہربانی ایسے طریق و پیرایہ کو اختیار فرماویں کہ عاجز مخلوق الٰہی اس کو سمجھ سکے، نہ ایسا کہ ان اقوال وافعال میں بعد المشرقین دیکھ کر حیران و پریشان ہوتے پھریں۔

امام الزمان کے اقبال علی اللہ کی دیگر اولیاء سے تیزی

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۱۲ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اور امام الزمان کا اقبال علی اللہ یعنی اس کی توجہ الی اللہ تمام اولیاء اللہ کی نسبت زیادہ تر تیز اور سریع الاثر ہوتی ہے جیسا کہ موسیٰؑ اپنے وقت کا امام الزمان تھا اور بلعم اپنے وقت کا ولی تھا جس کو خدا تعالیٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ نصیب تھا اور نیز مستجاب الدعوات تھا، لیکن جب موسیٰؑ سے بلعم کا مقابلہ آ پڑا، تو وہ مقابلہ اس طرح بلعم کو ہلاک کر گیا کہ جس طرح ایک تیز تلوار ایک دم میں سر کو بدن سے جدا کر دیتی ہے اور بدبخت بلعم کو چونکہ اس فلاسفی کی خبر نہ تھی کہ گو خدا تعالیٰ کسی سے مکالمہ کرے اور اس کو اپنا پیارا اور برگزیدہ ٹھہراوے مگر وہ جو فضل کے پانی میں اس سے بڑھ کر ہے، جب اس شخص سے اس کا مقابلہ ہوگا تو بے شک یہ ہلاک ہو جائے گا اور اس وقت کوئی الہام کام نہیں دے گا اور نہ مستجاب الدعوات ہونا کچھ مدد دے گا اور یہ تو ایک بلعم تھا مگر میں جانتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں اسی طرح ہزاروں بلعم ہلاک ہوئے جیسا کہ یہودیوں کے راہب عیسائی دین کے مرنے کے بعد اکثر ایسے ہی تھے..الخ

جواب۔ امام الزمان کی توجہ کی زیادہ تر تیزی و سریع الاثری کا حال فصل گذشتہ میں عرض ہو چکا ہے کہ برسوں گذر گئے اثر کا نام ونشان بھی نہیں۔ اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

سیدنا موسیٰؑ و بدبخت بلعم کے مقابلہ کی نظیر جب انشاء اللہ تعالیٰ حسب وعدہ والہام قائم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگی تو نہ فقط مرزا صاحب بلکہ عام مخلوق دیکھے گی ۔ مرزا جلدی نہ فرماویں امید واثق و یقین کامل ہے کہ سنت اللہ کے موافق سرکش متمرد ہم چو من دیگرے نیست کہنے والے کو انشاء اللہ ضرور ناکامی و شکست نصیب ہوگی ۔ کیونکہ قانون الٰہی یہی ہے جیسا اس نے فرمایا ہے:

انّہ لا یحبّ المستکبرین (تحقیق اللہ تعالیٰ متکبروں کو دوست نہیں رکھتا)

قیل ا د خلوا ابوا ب جھنّم خا لدین فیھا فبئس مثوی المتکبّر ین (کہا گیا کہ داخل ہو دوزخ کے دروازوں میں ہمیشہ رہنے والے اسی میں، پس بری ہے جگہ متکبروں کے لئے)

کذا لک یطبع اللّٰہ علی کلِ قلب متکبر جبّار۔ (ایسا ہی مہر کرتا ہے اللہ تعالیٰ متکبر اور سرکش کے دل پر)

اس وقت متکبر تعلّیٰ و شیخی پسند کو سوائے یلیتنی کنت ترا باً (اے کاش میں مٹی ہوتا) کہنے کے اور کچھ نہ سوجھے گا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور عاجز بندگان پر جو اس کے فضل و کرم اور اس کی رضا کے سوا کسی شئے کے طالب و خواہش مند نہیں اپنی نظر عنایت و حفاظت رکھے ۔ آمین ۔

یہ بھی مرزا صاحب کی عجیب طبع زاد فلاسفی ہے کہ اللہ پاک کسی کو اپنا پیارا اور برگزیدہ ٹھہراوے، مستجاب الدعوات کرے، الہام کرے اور پھر وہ اس کے برگزیدوں و مقبولوں سے مقابلہ کرنے والا ہو اور پھر اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے ۔ سبحان اللہ کیا الفاظ کو ترکیب دی ہے لیکن یہ تو غور فرماویں کہ وہ ولایت و بزرگی مکالمت مخاطبت قبولیت دعا اللہ عزوجل کی کیسی ہوئی ۔ معاذ اللہ گویا برگزیدگی کے وقت یہ معلوم ہی نہ ہوا کہ یہ شخص ایسا ناپاک و بدسرشت ہے کہ میرے مقرر کردہ امام الزمان سے مقابلہ کرے گا نعوذ باللّٰہ من ھذہ العقیدۃ البا طلۃ ۔ اس قصہ میں شاہ عبدالقادر دہلویؒ نے موضح القرآن میں لکھا ہے کہ:

سیدنا موسیٰؑ کی مخالفت سے اس کو باطن سے منع ہوا۔ پھر بادشاہ نے اس کی عورت کو مال کی طمع دی، اس نے اس کو راضی کر کر بھیجا۔

(پھر لکھا ہے کہ) شائد ہانپتے کتے کی مثال اس میں ہو کہ جب تک وہ حرص سے خالی تھا اس کو باطن سے صحیح معلوم ہوا، جب دل میں حرص بیٹھی تو باطن سے معلوم نہ ہوا، یا ہوا تو مجمل معلوم ہوا اس کو اپنی طبع کے موافق سمجھ لیا۔

معالم التنزیل میں بھی لکھا ہے کہ:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلعم نے اول بد دعا کرنے سے انکار کیا پھر اسکی قوم نے ہدیہ دے کر اور کہہ کر اس کو فتنہ میں ڈالا۔

غرض اس کی ہلاکت کے یہ اسباب بیان ہوئے ہیں لہذا جس شخص کے حالات کی ان حالات سے مشابہت ہو مثلاً اپنی عورت کی مراعاۃ میں حق کا مخالف ہو کر دوسروں کا حق زائل کرتا ہو یا حرص وغیرہ کے باعث جو باطن سے مجمل معلوم ہو اس کو اپنی طبع کے موافق سمجھ کر طرح طرح کے دعاوی کرتا ہو، آمدنی ہدیہ و مال کی خاطر حق کا مخالف ہو کر نئے نئے خلاف سلف وخلف مسائل نکالتا ہو اس شخص کے لئے یہ قصہ قابل عبرت ہے۔ مرزا صاحب اس پر غور وتوجہ فرمائیں خصوصاً اس لئے بھی کہ جس شخص کی تحقیر ومخالفت کے آپ درپئے ہیں اسکا نام بھی الہامات میں اکثر موسی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

پھر وہی غلطی ،اللہ جل جلالہ تو راہب عیسائیوں کو فرما وے اور مرزا صاحب یہودیوں کے راہب ہی کہتے جاویں، امام الزمان جو ہوئے ،اس تکرار سے اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کو بایں دعوی علم وفضل احبار ورہبان کا فرق بھی معلوم نہیں۔ اظہار حقیقت حال کے لئے مناسب ہے کہ مرزا صاحب قسم کھا کر اعلان کر دیں کہ ہم جانتے تو تھے لیکن اس استغراق یا مخالفین کے اعتراض وغیرہ سننے کی خاطر عمداً ہماری قلم سے بار بار بجائے احبار کے راہب ہی نکلتا چلا گیا تا کہ لوگوں ومریدوں کو آپ کا علم تو ظاہر ہو جاوے اور کچھ تو فیصلہ ہو۔

کشوف والہامات کا سلسلہ اور انکی کیفیت وکمیت کا اعلی ہونا

ضرورت الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

چھٹے کشوف والہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزمان کیلئے ضروری ہوتا ہے امام الزمان اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالی سے علوم اور حقائق اور معارف پاتا ہے۔ سو اس کے الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ کیفیت وکمیت میں اس اعلی درجہ پر ہوتے ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور ان کے ذریعہ سے علوم کھلتے ہیں اور قرآنی معارف معلوم ہوتے ہیں اور دینی عقدے اور معضلات حل ہوتے ہیں اور اعلی درجہ کی پیش گوئیاں جو مخالف قوموں پر اثر ڈال سکیں، ظاہر ہوتی ہیں۔ غرض جو لوگ امام ہوں ان کے کشوف اور الہام صرف ذاتیات تک محدود نہیں ہوتے بلکہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصرت دین وتقویت ایمان کے لئے نہایت مفید اور مبارک ہوتے ہیں۔

جواب ۔کشوف والہامات تو دوسرے بندگان الٰہی کو بھی ہوتے ہیں اور صرف ذاتیات تک محدود بھی نہیں ہوتے۔ علوم ومعارف بھی واہب العطیات عطا فرماتا ہے اور ایسا ہی وہ علیم و خبیر کئی واقعات سے قبل محض اپنے فضل وکرم سے عاجز بندگان کو آگاہی بخشتا ہے گو وہ فضیلت وشیخی کو ریا و گناہ سمجھ کر غلبہ عبودیت سے ان امور کو شائع ومشتہر نہیں کرتے ۔پس ان میں امام الزمان کی کچھ خصوصیت وترجیح نہ ہوئی۔

❁ امام الزمان کے الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہو سکتے وہ کیفیت وکمیت میں اس اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں ۔، یہ محض زبانی دعویٰ ہی دعویٰ ہے کچھ ثبوت ودلیل اس پر نہیں۔

❁ مرزا صاحب کے علوم قرآنی معارف دینی عقدے حل ہونے، اعلیٰ درجہ کی پیش گوئیاں نصرت وتقویت دین کے لئے مبارک ومفید ہونے کا ذکر کئی جگہ ہو چکا ہے۔

❁ کیفیت وکمیت اور اعلیٰ درجہ جس سے بڑھ کر ممکن نہیں وغیرہ۔ ،سو مرزا صاحب نے اس کا کچھ معیار ومحک اور ثبوت بیان نہیں کیا ہے۔اس طرح تو ہر ایک اپنے واسطے ایسا ہی دعویٰ کر سکتا ہے تو پھر تصفیہ کیونکر ہو؟

اس کا جواب یہی ہوگا کہ نتیجہ اور اثر سے ثابت اور ظاہر ہو جاوے گا جس طرح کہ مرزا صاحب کے الہامات پیش گوئیوں وحقائق معارف کا حال ہوا۔ پس جائے غور وانصاف ہے کہ ان سے مخالف قوموں پر کیا اثر پڑا ہے؟ اور نصرت دین کے لئے کیا مبارک ومفید ہوئے ہیں؟ اور دینی عقدے کیا کھلے ہیں؟ آخر ہر ایک امر ثبوت اور نتیجہ سے مانا جاتا ہے اور پھر یہاں جب عقدہ کھلتا ہے تو یہی کھلتا ہے کہ مسائل مخترعہ موضوعہ مرزا صاحب خلاف قرآن وحدیث وامت اسلامی ہوتے ہیں جیسے لیلۃ القدر، نزول ملائکہ، مسئلہ تصویر وغیرہ یا حیلہ حوالہ سے فتویٰ حاصل کر کے یا محض تقریر وتحریر سے مخالفوں پر اپنی فتح کے طول طویل اشتہارات دینے وغیرہ۔

❁ خدا سے صفائی سے مکالمہ کرنا، غیب کو ہر پہلو سے قبضہ کر لینا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اور خدا تعالیٰ ان سے نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے ان کی دعا کا جواب دیتا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور بسا اوقات سوال اور جواب کا ایک سلسلہ منعقد ہو کر ایک ہی وقت میں سوال کے جواب اور پھر سوال کے بعد جواب ایسے صفا اور لذیذ اور فصیح الہام کے پیرایہ میں شروع ہوتا ہے کہ صاحب الہام خیال کرتا ہے کہ گویا وہ خدا تعالی کو دیکھ رہا ہے اور امام الزمان کا ایسا الہام نہیں ہوتا کہ جیسے ایک کلوخ انداز در پردہ ایک کلوخ پھینک جائے اور بھاگ جائے اور معلوم نہ ہو کہ وہ کون تھا اور کہاں گیا، بلکہ خدا تعالی ان سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے۔ اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی بلکہ وہ تو بسا اوقات اپنے تئیں ایسا پاتے ہیں کہ گویا ان سے کوئی ٹھٹھا کر رہا ہے۔ اور امام الزمان کی الہامی پیش گوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں، یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے اور یہ قوت اور انکشاف اس لئے ان کے الہام کو دیا جاتا ہے تا ان کے پاک الہام شیطانی الہاموں سے مشتبہ نہ ہوں اور تا دوسروں پر حجت ہو سکیں۔

جواب۔ مرزا صاحب حسب عادت خود بدولت کی تعریف وثنا جو زبان وقلم پر آوے، فرماتے جائیں اور دلیل وثبوت ندارد۔ اللہ تعالی کا مکالمہ ہمیشہ صفائی سے ہے مرزا صاحب کو کیونکر معلوم ہوا کہ وہ رحمٰن ورحیم دوسرے عاجز بندگان سے معاذ اللہ غیر لذیذ غیر فصیح وغیر صفائی والا یا دوسرے الفاظ میں لکنت ونقص والا کرتا ہے۔ معاذ اللہ وہ ذات پاک دوسرے خاکساران سراپا عجز کی دعاؤں کا بھی محض رحمت وکرم سے جواب عنایت فرماتا ہے۔

❁ سوال وجواب کے سلسلہ والے ملہم سید عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم ودیگر اہل اللہ کے اصحاب میں کئی ہیں۔

❁ کلوخ اندازی وٹھٹھے والا الہام مرزا صاحب کو ہوتا ہوگا جس سے ان کو یہ طرز وکیفیت معلوم ہوئی، عاجز تو اس سے آگاہ نہیں اور نہ کسی کتاب سلف وخلف صالحین میں الہام کا ایسا وصف لکھا ہوا دیکھنے میں آیا ہے۔

❁ قرب رب العالمین ارحم الراحمین وراء الوراء ثم الوراء ایک حالی کیفیت ہے نہ قالی، اس میں اپنی واقفیت وفضیلت جتانے کو قیل وقال کرنا مرزا کا حصہ ہے دیگر عاجز بندگان کو سوائے تسلیم و طلب رضائے مولی کریم کے دوسری طرف خیال نہیں۔ وہ تو ایسے امور میں اتباع سید المرسلین کچھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بولتے۔ پھر دیکھئے امام ربانی مجدد الف ثانی جلد اول مکتوب سی و یکم میں فرماتے ہیں:

احاطہ وقرب اوتعالی علمی است چنانچہ مقرّرِ اہل حق است شکر اللہ تعالی سعیہم۔ واوسبحانہ تعالی باہیچ متحد نیست ....آنچہ درآفاق وانفس دیدہ میشود آیاتِ اویند سبحانہ وتقدس و قطب دائرہ وولایت یعنی حضرت خواجہ نقشبند قدّس اللہ تعالی سرہ الاقدس فرمودہ اند کہ ہر چہ دیدہ شد وشنیدہ شد ودانستہ شد آنہمہ غیر است بحقیقۃ کلمہ لا نفی آن باید کرد:

در تنگنائی صورت معنے چگونہ گنجد — درکلبہ گدایاں سطان چہ کار دارد
صورت پرست غافل معنی چہ داند آخر — گویا جمال جاناں پنہاں چہ کار دارد

❁ مکالمات الہیہ کہہ کر پھر ان کوٹھٹھا کہنا مرزا کا حوصلہ ہے کسی دوسرے کی کیا مجال۔

❁ غیب کو ہر پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لینا جس طرح چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے، یہ بھی مرزا صاحب کرتے ہوں گے اگر چہ اس کا ثبوت وظہور تو کبھی نہیں ہوا۔ دوسرا کوئی مسلمان تو ایسا دعوی نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

قل لایعلم من فی السّماوات والارض الغیب الّا اللّٰہ وما یشعرون ایّان یبعثون (اورنہیں جانتا کوئی آسمانوں اور زمینوں میں غیب کو مگر اللہ، اورنہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے)

وعندہ مفاتیح الغیب لایعلمھا الّا ھو (اور اس کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی، نہیں جانتا ان کو مگر وہ)

وللّٰہ غیب السّماوات والارض (اور اللہ کیلئے ہے غیب آسمانوں اور زمین کا)

لہ غیب السّماوات والارض (اسی کے واسطے ہے غیب آسمانوں اور زمین کا)

اور آنحضرت ﷺ کو فرمایا:

قل لّا املک لنفسی نفعاً ولا ضرّاً الّا ما شاء اللّٰہ. ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسّنی السّوء ان انا الّا نذیرٌ وّبشیر لّقوم یؤمنون۔

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللّٰہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انّی ملک۔ (کہہ نہیں کہتا میں کہ میرے پاس خزانے اللہ کے ہیں اورنہیں جانتا میں غیب کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ کہتا ہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں)

غرض قرآن مجید جس کے حقائق و معارف کا مرزا صاحب کو بڑا دعویٰ ہے اس میں تو غیب جاننے کی نسبت یہ احکام ہیں اور مرزا صاحب اس کے برعکس و مقابلہ پر غیب کو ہر پہلو سے چابک سے گھوڑے کی طرح اپنے قبضہ میں کرنے کی فضلیت لوگوں پر ظاہر کر رہے ہیں گویا ہر بات نرالی وانوکھی ہے۔ ہاں اگر وہ ذات پاک محض اپنے فضل و کرم سے کسی امر کی کچھ آگاہی بخش دے تو وہ اس کی عنایت لطف و مسکین نوازی ہے عاجز بندہ کی کیا شیخی۔

مرزا صاحب کے الہامات جیسے دوسروں پر حجت ہوئے ہیں ان کا ذکر تو ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں اپنے الہامات کی تعریف کر کے ان کو دوسروں پر حجت ٹھہرانا بھی مرزا صاحب ہی کا اپنا مسئلہ ہے ورنہ اکابر امت سلف و خلف صالحین تو اس امر کے بالکل مخالف ہیں۔ الہامات کا دوسروں پر حجت ہونا تو کجا وہ تو بغیر مطابقت کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کے الہام کو خود ملہم پر بھی حجت قبول نہیں فرماتے چنانچہ مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں :

چہ الہام و کشف بر غیر حجت نیست ۔کشوف و الہامات را تا بر محک کتاب و سنت نزنند یہ نیم؟ جوئے نمی پسندند۔ الہام مثبت حلّ و حرمت نبود و کشف ارباب باطن اثبات فرض وسنت نماید کلّ حقیقۃ ردتھا الشّریعۃ فھو زندقۃ (جس حقیقت کو شریعت ردّ کرے وہ زندقہ ہے)

پیران پیر سید عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:

کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے ہرگز علیحدگی نہ کر اگر کوئی خطرہ یا الہام پاوے تو کتاب اللہ و سنت پر عرض کر۔ اگر ان میں اس کی حرمت ہو تو اس کو دفع کر اور اس سے مہاجرت کر اور ہرگز اس پر عمل نہ کر اور یقین جان کہ وہ شیطان رجیم سے ہے اور اگر کتاب و سنت میں اس کی اباحت ہو یعنی وہ امر مباح ہو مثل کھانے پینے ولباس و نکاح و غیرہ کے تب بھی اس کو چھوڑ دے اور سمجھ کہ یہ الہام نفس اور اس کی خواہشوں کا ہے اور تحقیق تجھ کو نفس کی مخالفت کا حکم ہے۔ اور اگر اس امر کی کتاب و سنت میں نہ حرمت ہو، نہ اباحت ہو، یعنی نہ ممانعت ہو اور نہ اجازت ہو، بلکہ وہ ایسا امر ہو کہ تجھ کو معلوم نہیں مثلاً کسی جگہ یا کسی مرد صالح کی ملاقات کرنا، حالانکہ تجھ کو وہاں جانیکی حاجت نہیں اور نہ ملاقات اس شخص صالح کی ضرورت ہے بباعث اس کے کہ تجھ کو عطا فرچکا ہے اللہ علم و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معرفت ،پس اس امر میں بھی توقف کر اور ایسا جلد باز نہ ہو کہ تو کہے کہ یہ الہام اللہ کی طرف سے ہے، بلکہ اختیار و برگزیدگی و فعل حق عز و جل کا منتظر رہ تا کہ پھر اس کا امر ہووے یا نشانی ظاہر ہووے، جس کو اولیا اور مؤیدوں ابدالوں میں سے جانتے ہیں اور ہرگز جلدی نہ کرنی چاہیے کیونکہ تجھ کو معلوم نہیں کہ اس کا انجام کیسا ہوگا اور معلوم نہیں کہ اس میں فتنہ و ہلاکت و تدبیر امتحان الٰہی ہے۔ پس صبر کر کہ اللہ خود اس کا فاعل بنے۔

اور پھر فرمایا کہ یہ بھی اس حالت میں کہ جب وہ امر مباح ہو اور شرع میں اس کی مخالفت نہ ہو۔ انتہی ۔ کیونکہ پیر صاحب قدس سرہ نے بھی فرمایا ہے کلّ حقیقۃ لا یشھد لھا الشّرع فھی زندقۃ (جو حقیقت شریعت سے ثابت نہ ہو وہ کفر و الحاد ہے)

پھر امام الملہمین امام المحدثین امیر المومنین عمر بن الخطاب ؓ کا حال دیکھئے جن کی شان میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پہلی امتوں میں محدث تھے اور میری امت میں عمرؓ بن خطاب ہے ۔ دوسرے طریق سے حدیث میں ہے کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل میں سے اشخاص تھے جن کا مکالمہ ہوتا تھا بغیر اس کے کہ وہ انبیاء تھے اور میری امت میں ان میں سے عمرؓ ہے۔ عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ بن خطاب ہوتا۔ پھر فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ، عمرؓ کی زبان اور دل پر حق جاری کرتا ہے۔

غرض باوجود ان فضائل کے ملہم محدث و امام الزمان ہونے کے آپؓ فرماتے:

(اول) کہ عہد رسول اللہ ﷺ میں لوگوں کا حال وحی سے معلوم ہو جاتا تھا اور اب وحی منقطع ہو چکی ہے۔ اب ہم ظاہر اعمال لے لیتے ہیں جو ہم کو بظاہر اچھا معلوم ہو اس کا اعتبار کرتے اور قبول کرتے ہیں اور اس کے پوشیدہ حالات سے کچھ تعلق نہیں اس کے باطن کا حساب اللہ جانے۔ اور جو ہم کو برا معلوم ہو اس کو ہم نہیں مانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں خواہ وہ کہے کہ میرا اندرونی حال اچھا ہے۔

(دوم) ۔آپؓ خطبہ میں لوگوں کو فرماتے کہ اگر کسی نے قرآن مجید کا سوال پوچھنا ہو تو حضرت ابی بن کعبؓ سے پوچھے ، اگر حلال حرام کا مسئلہ پوچھنا ہو تو حضرت معاذ بن جبلؓ سے پوچھے۔ فرائض کا سوال کرنا ہو تو حضرت زیدؓ بن ثابت سے کرے۔ اور مال کا سوال مجھ سے کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو خازن بنایا ہے۔

(سوم) ایک حاملہ پر رجم کا حکم دیا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے کہا کہ اس پر تو آپ حکم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا سکتے ہیں مگر جو اس کے پیٹ میں ہے اس پر آپ کا اختیار نہیں۔ اس پر اس حکم سے رجوع کیا اور فرمایا کہ اگر معاذؓ نہ ہوتا تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔

(چہارم) پھر ایک اور عورت پر رجم کا حکم دیا تو حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا کہ تین شخصوں سے قلم اٹھائی گئی ہے۔ ایک مجنون جب تک وہ صحیح و تندرست نہ ہو۔ دوسرا لڑکا جب تک وہ بالغ نہ ہو۔ تیسرا سویا ہوا جب تک وہ بیدار نہ ہو۔ یہ سن کر آپؓ نے فرمایا کہ ہاں درست ہے مگر ان امور کا یہاں کیا تعلق؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا یہ عورت مجنونہ ہے، فلاں قبیلے سے۔ اس پر آپ نے فرمایا اگر علیؓ نہ ہوتا تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔

(پنجم) ایک قتل عمد کے مقدمہ میں قاتل کے قتل کا حکم دیا اور باوجود مقتول کے بعض ولیوں کے معاف کرنے کے بھی حکم قتل بحال رکھا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ یہ بالکل ان کے اختیار میں تھا جب انہوں نے معاف کر دیا ہے تو آپ بھی جانے دیں۔ آپؓ نے فرمایا تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے کہا کہ میرے نزدیک قاتل کے مال سے دیت مقرر کر کے جنہوں نے معاف کیا ہے ان کا حصہ وضع کر کے دیت دلوائی جائے۔ اس پر آپ نے اسی پر فیصلہ فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو بعض فیصلوں پر فرماتے کہ تم خزانہ علم ہو۔

(ششم) ایک روز منبر پر جب آپؓ نے فرمایا کہ عورت کے مہر میں غلو (زیادتی) نہ کرو، تو ایک عورت نے کہا ہم آپ کے قول کو پکڑیں یا اللہ کا فرمان جس میں فرمایا ہے و آتیتم احداھنّ قنطاراً فلا تأ خذوا منه شيئاً۔ (تم دے چکے ایک عورت کو خزانہ پس اس سے کچھ واپس نہ لو) اس پر آپؓ نے منبر سے اتر کر فرمایا کہ سب آدمی عمرؓ سے زیادہ جاننے والے ہیں حتی کہ بوڑھی عورتیں بھی۔

(ہفتم) بلکہ حق طلبی راستی و عدل کے ایسے شائق تھے کہ لوگوں سے پوچھتے کہ اے جماعت مسلمین اگر میں دنیا کی طرف جھکوں اس وقت تم کیا کرو گے؟ تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر تلوار کھینچ کر کہا کہ ہم اس تلوار سے کہیں گے، اور اس سے کاٹ ڈالنے کا اشارہ کیا۔ اس پر فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے شکر ہے اللہ کا جس نے میری رعیت میں ایسے شخص بنائے کہ اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھ کو سیدھا کر دیں گے۔

اب جائے غور کہ قبول نصح، اعتراف علی نفسہ، تعظیم و تکریم احکام قرآن و حدیث میں ان کا کیسا حال و عمل تھا۔ مرزا صاحب کی طرح انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ہم امام الزمان ہیں، ہم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے حقائق معارف میں بڑھ کر ہیں ہمارے الہامات و مکاشفات تم پر حجت ہیں، ہم حقائق بیان کرتے ہیں، حق ہماری طرف ہے کیونکہ جو نور فراست ہم کو دیا گیا ہے وہ چمکتی ہوئی شعاعوں کے ساتھ دوسروں کو نہیں دیا گیا، ہماری بسطت فی العلم سب سے اعلی ہے، ہماری رائے صائب دوسروں کی رائے کی تصحیح کرتی ہے، ہم محمدی فوج کے سپہ سالار ہیں وغیرہ، باوجودیکہ واقعتاً وحقیقتاً یہ سب اوصاف بلکہ ان سے کہیں زیادہ اللہ جل جلالہ نے سیدنا عمرؓ میں جمع فرمائے تھے لیکن اظہار فضیلت وخودستائی میں کبھی کچھ زبان پر نہیں لائے۔

بلکہ احقاق مسائل میں یہاں تک فروتنی واہتمام تھا کہ محمد ابن زبیر ایک بہت ضعیف مرد سے راوی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک مسئلہ میں استفسار کیا اور کہا میرے ساتھ آ حتی کہ علیؓ کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا مرحبا یا امیر المومنین اور جب مسئلہ کا ذکر آیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آپ نے مجھے کیوں نہ بلا لیا تو بجواب فرمایا کہ آپ کے پاس آنا میرا ہی حق تھا۔

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ جب عمر بن الخطابؓ ملک شام میں آئے اور لشکر ان کو ملا تو اس وقت آپ کا لباس ایک چادر ایک عمامہ اور پاؤں میں مسّیاں تھیں اور اپنی سواری کی لگام ہاتھ میں لے کر پانی عبور کرتے ہوئے مسیاں اتار کر بغل میں دبائی ہوئی تھیں۔لوگوں نے کہا کہ یاامیر المومنین لشکر اور بطارقہ شام ابھی آپ سے ملنے والے ہیں اور آپ اس حالت میں ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ اللہ نے ہم کو اسلام سے معزز فرمایا ہے ہم اس کے غیر سے عزت کے خواہاں نہیں

یہ تو اسلامی امامت وامام الزمان کا حال تھا، اب یہاں مرزا، ان سے بلکہ بعض انبیاء سے بھی افضل وامام الزمان بزبان خود دعویدار ہو کر دنیوی خطابوں اور عزت کے واسطے کس قدر سعی وکوشش وخون دل سے کتابیں لکھ رہے ہیں، خطاب والے اشتہار شائع کر رہے ہیں جن کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ اس زبانی امامت کو ان اسلامی اماموں سے کہاں تک مناسبت ومطابقت ہے۔

دیکھئے جب عام مسلمانوں کو ایسے حقانی ربانی امام الزمانوں کی امامت کے یہ حالات واقعات معلوم ومدنظر ہیں تو وہ ان کے مقابل مرزا کی خودتراشیدہ علو وتعلّی والے نرالے اوصاف امامت کی طرف کب ملتفت ہو سکتے ہیں اور کیوں کر قبول کر سکتے ہیں؟ پھر جو صاحب خصوصیت سے اپنے تئیں حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کریں اور ان کو اپنا بزرگ جانیں وہ اگر ان کے پیرایہ وطریق امامت کے مخالف کسی مقابل ومغائر امامت کے فریفتہ ودلدادہ ہو کر اس کے حقائق ومعارف کے گرداب موج میں آ گئے ہوں تو ان کو آیت انّه لیس من اھلک انّه عمل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر صالح (وہ تیرے اہل سے نہیں کیونکہ اسکے عمل غیر صالح ہیں) کی طرف غور وفکر کرنی چاہیے
خود بدولت کی تو ہر بات اور ہر امر کو اعلیٰ واولیٰ وارفع اور دیگر عاجزوں کی ہر چیز کو ردی وناقص قرار دے کر مرزا صاحب بہت خوش ہوتے ہیں کیا یہی انصاف ورحمت وشفقت علی الخلق ہے؟ ذرا شارع ﷺ کے درج ذیل ارشادات پر توجہ فرماویں۔:

و الّذی نفسی بیده لا یو من احد کم حتّی یحبّ لا خیه المسلم ما یحبّ لنفسه (قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ہرگز بندہ ایمان والا نہیں ہوتا تاوقتیکہ دوست رکھے اپنی بھائی مسلمان کے واسطے وہ چیز جو اپنے نفس کے لئے دوست رکھتا ہے)

المسلم اخو المسلم لا یظلمه و لا یخذله و لا یحقره۔ التّقوی ههنا و یشیر الی صدره ثلاث مرار، بحسب امرء من الشّرّ ان یحقر اخاه المسلم ۔ کلّ المسلم علی المسلم حرام دمه و ماله و عرضه (مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ ظلم کرے اس پر اور نہ رسوا کرے اس کو اور نہ حقارت کرے اس کی ۔تقویٰ یہیں ہے اور اشارہ کرتے اپنے سینہ کی طرف تین بار ۔کافی ہے آدمی کے لئے برائی میں سے یہ کہ تحقیر کرے اپنے بھائی مسلمان کی ۔مسلمان کا سب کچھ مسلمان پر حرام ہے، اس کا خون اس کا مال اور اس کی آبرو)

شیطانی ورحمانی الہامات

شیطانی الہام ہونا ،حق اور پاکوں کو شیطانی وسوسہ پر بلا توقف مطلع کیا جانا۔ آنحضرت ﷺ پر جبریل کی توجہ کا ذکر ۔الہام پر حضرت محدث الامۃ عمرؓ کی احتیاط

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا صاحب ضرورۃ الامام میں لکھتے ہیں:

واضح ہو کہ شیطانی الہامات ہونا حق ہے اور بعض ناتمام سالک لوگوں کو ہوا کرتے ہیں اور حدیث نفس بھی ہوتی ہے جس کو اضغاث احلام کہتے ہیں اور جو شخص اس سے انکار کرے وہ قرآن شریف کی مخالفت کرتا ہے کیونکہ قرآن شریف کے بیان سے شیطانی الہام ثابت ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک انسان کا تزکیہ نفس پورے اور کامل طور پر نہ ہو تب تک اس کو شیطانی الہام ہو سکتا ہے اور وہ آیت علی کل افاك اثیم کے نیچے آ سکتا ہے، مگر پاکوں کو شیطانی وسوسہ پر بلا توقف مطلع کیا جاتا ہے۔

جواب۔ عاجز کا اس پر ایمان ہے تنزل الشیاطین، تنزل علی کل افاك اثیم (اترتے ہیں شیطان او پر جھوٹ باندھنے والے گنہگار کے) ہوتا ہے اور یقولون ما لا تفعلون (کہتے ہیں وہ جو نہیں کرتے) والوں کا بھی اس کے ساتھ ہی ذکر ہے جس کے مرزا صاحب ابتدائے اشاعت براہین سے عادی و مشتاق ہیں لیکن الحمدللہ محض فضل و کرم و عنایت مولیٰ سے عاجز کے الہامات ایسے نہیں کیونکہ زیادہ تر آیات قرآن مجید ہوتی ہے اور عاجز چونکہ بحث مباحثہ و مطالعہ کتب کا عادی نہیں، عربی پڑھا ہوا نہیں، صرف ونحو سے ناواقف۔ اپنی لیاقت سے فقرہ تو کجا حروف و کلمات کو باترتیب جمع کرنے پر قادر نہیں۔ قرآن مجید کا حافظ نہیں۔ پھر قرآن مجید کے متفرق و مختلف عبارات کا یکجا ہونا اور کبھی دیگر الفاظ غیر معلوم کا اظہار مدعا کے لئے ان کے ساتھ شامل ہونا، اس امر کی بین شہادت ہے کہ یہ انشاءاللہ شیطانی اور حدیث نفس نہیں ہیں کیونکہ شیطان ہرگز غیب دان اور علیم بذات الصدور نہیں ہے۔

علاوہ ازیں جب ارحم الرّاحمین: ادعونی استجب لکم، اجیب دعوۃ الدّاع اذا دعان، (پکارو مجھ کو میں جواب دونگا، قبول کرتا ہوں میں پکار پکارنے والے کی جب وہ مجھ کو پکارتا ہے) وغیرہ کا اپنے فضل و کرم سے وعدہ دینے اور فرمانیوالے سے تضرع و زاری سے پناہ مانگی جائے اور اس کی حفاظت کا بخشوع و خضوع سوال کیا جائے، اور تکبر و تعلّی سے جو حسب ارشاد ساصرف عن آیاتی الّذین یتکبّرون فی الارض بغیر الحقّ (عنقریب پھیر دونگا میں نشانیوں اپنی سے ان لوگوں کو کہ تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق) نعمائے الٰہیہ کے سدّ راہ ہیں ہزار بار توبہ کی جائے، شہرت ریا و اظہار فضیلت سے نفرت، مرید بنانے اور ان کو فراہم رکھنے کی کوشش سے بیزاری اللہ عطا فرماوے اور محض اپنی رحمت فراواں و شفقت بیکراں سے ایسے سلسلہ کی آمدنی پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گذارہ کا مدار نہ ہو تو پھر شیطانی دخل سے بفضلہٖ تعالیٰ مامون و محفوظ رہنے کی ہر طرح امید ہے۔

حدیث نفس، اضغاث احلام بھی ہرگز نہیں و امّا بنعمة ربّک فحدّث کی تعمیل کی نظر سے عرض ہے کہ جن امور میں عاجز دن بھر مشغول و مصروف رہتا ہے ان کا خطرہ دل پر کبھی نہیں گذرتا اور جن دینی امور میں جب کبھی تمنی کا دخل ہو ان میں ہرگز کامیابی نہیں ہوتی ۔ یعنی میلان طبیعت کے موافق جواب ہی نہیں ملتا، اور نہ وہ خیالات بفضلہٖ تعالیٰ سر میں گونج کر دماغ کو ایسا پریشان کرتے ہیں کہ جن کی ماحصل کو مرزا کی طرح الہام الٰہی قرار دیا جاوے بلکہ بفضلہٖ تعالیٰ ایسے خیالات دل سے بالکل محو کیئے جاتے ہیں اور اس میں اللہ کی یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ تا اس عاجز خاکسار پر فتنہ و ابتلاء کے دروازہ بند رہیں کیونکہ تمنی کے ساتھ شیطانی دخل ہونا قرآن سے ثابت ہے و ما ارسلنا من قبلک من رّسول و لا نبیّ الّا اذا تمنّی القی الشّیطان فی امنیّته .. الخ (اور نہیں بھیجا ہم نے پہلے تجھ سے کوئی رسول اور نبی مگر جس وقت آرزو کرتا تھا ڈال دیتا تھا شیطان بیچ آرزو اس کی کے ...) پس جب رسل انبیاء کی نسبت یہ ارشاد ہو تو اور کسی عاجز کی کیا حقیقت ہے ؟ ہاں یہ سچ ہے کہ نص کے موافق ان معصوموں کو اللہ ایسے واقعات پر فوراً مطلع فرما کر حفاظت فرماتا رہتا ہے لیکن دوسروں کے واسطے اس عصمت و حفاظت کا حکم و وعدہ کہاں ہے؟

جب کہ عاجز یہ مضمون صاف کر کے لکھ رہا تھا اچانک مجھ پر منکشف ہوا کہ عاجز کو کئی بار پہلے الہام ہو چکا ہے لن تجد لسنّتنا تحو یلاً (ہرگز نہ پاویگا واسطے عادت ہماری کے بدلنا) اس کے معنی کی رو سے مرزا کا دعوی حصول تقرب و طے منازل سلوک بلا واسطہ مرشد و رہبر سنت اللہ کے خلاف ہے اور اس لئے قابل پذیرائی نہیں کیونکہ سنت اللہ کے مطابق جب تک کوئی کسی اہل اللہ پیر کامل کی محبت وحصول رشد وفیض کے لئے جدو جہد نہ کرے تب تک کوئی رتبہ حاصل نہیں ہوسکتا چنانچہ آیت قرآن مجید لیس للا نسا ن الّا ما سعی (نہیں ہے واسطے کسی کے کچھ مگر وہ جو اس نے سعی کی) بھی اسی امر پر دال ہے اور پھر اس سنت اللہ سے اور کسی کا تو کیا ذکر خود سرور کائنات کو بھی مستثنی نہیں رکھا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

فجاء ہ الملک فقال اقرأ فقال ما انا بقاریء۔ قا ل فا خذ نی فغطنی حتّی بلغ منّی الجھد ثمّ ارسلنی فقال اقرأ۔ فقلت ما انا بقاری۔ فغطنی الثّا نیة حتّی بلغ منّی الجھد ثمّ ار سلنی فقا ل اقرأ فقلت ما انا بقا ری فغطنی الثّا لثة حتّی بلغ منی الجھد ثمّ ار سلنی فقال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقرأ باسم ربّک الّذی خلق۔ خلق الا نسا ن من علق۔ اقرأ و ربّک الاکرم الّذی علّم بالقلم۔ علّم ا لا نسا ن ما لم یعلم ۔ فر جع بھا رسول اللّٰہ ﷺ یر جف فواده فد خل علی خد یجة فقا ل زمّلو نی زمّلو نی زمّلو نی فز مّلوه حتّی ذھب عنه الروع ۔الحد یث۔

(آ یا ان کے پاس فرشتہ ۔پس کہا پڑھ ۔ پس میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوانہیں ہوں۔فر مایا کہ مجھے پکڑ کر دبایا حتی کہ مجھے مشقت معلوم ہوئی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھ ۔میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوانہیں ہوں ۔ پھر مجھے دوسری بار پکڑ کر دبایا حتی کہ مجھے مشقت معلوم ہوئی ۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھ۔ میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوانہیں ہوں ۔ پھر تیسری مرتبہ مجھے پکڑ کر دبایا حتی کہ مجھے مشقت معلوم ہوئی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھ ساتھ اسم اپنے رب کے جس نے پیدا کیا انسان کو علق سے (علق کہتے ہیں خون بستہ کو اور جونک کو جو صورت اول نطفہ کی ہوتی ہے) پڑھ اور رب تیرا بہت عزت والا ہے جس نے قلم کے ساتھ علم سکھایا انسان کو جو کچھ نہیں جانتا تھا۔ پس واپس ہوئے رسول اللہ ﷺ ..اور خدیجہؓ کے پاس آئے اور فرمایا مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ، مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ ۔پس کپڑا اوڑھایا آپ کو حتی کہ آپ سے خوف دور ہوا...)

اور اسی کو سورہ اقرأ کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے مفصل بیان فرمایا ہے۔

پھر الہام ہوا:

ہر آں کاریکہ بے استاد باشد　　　یقین می داں کہ بے بنیاد شد

❁ اگر مرزا صاحب فرماویں کہ اللہ جل شانہ قادر مطلق ہے، بلا وساطت استاد و پیر مرشد یہ نعمت عطا کر سکتا ہے تو جواب ظاہر ہے کہ بے شک یہ سچ ہے اور عاجز کا خیال بھی اب سے پہلے یہی تھا کہ قادر مطلق کو کسی کی حاجت نہیں بلاواسطہ سب کچھ عطا کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس بنا پر مرزا صاحب کے اس قول کو جو انہوں نے ابتداء زمانہ میں بزبان خود عاجز کو کہا تھا کہ اگر کوئی میرا پیر و مرشد ہوتا تو میرے ہونے و دعوی کی کیا ضرورت تھی ؟ اس کو کچھ محل اعتراض نہیں سمجھتا تھا اگر چہ اور لوگ اس خیال عاجز کی مخالفت کرتے تھے ۔سو الحمد للہ علی احسانہ کہ اس اثنا میں اس خیال کی درستی کیلئے یہ القاء ہوا کہ قدرت اور شئے ہے اور عادت اور سنت اللہ اور شئے ہے، اور اس کے ساتھ ہی یہ مصرع الہام ہوا۔:　　قدرت تو ہے و لے نہیں عادت خدا کی یہ

❁ الہامات و منامات عاجز بفضلہٖ تعالی بعینہ اسی طور پر واقع و ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ کسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاویل وتدبیر کی بفضلہ تعالی ضرورت وحاجت نہیں پڑتی۔ اس صورت میں عاجز ان کو کیونکر الہام شیطانی وحدیث نفس واضغاث احلام خیال کرے۔ بایں ہمہ اس بارے میں عاجز خاکسار کا عقیدہ حسب احتیاط اعتقاد وعمل حضرت عمرؓ کے ہے جیسا کہ مدارج السالکین میں لکھا ہے:

و امّا ما یقوله کثیر من ارباب الخیالات و الجهالات حدّثنی قلبی عن ربّی فصحیح انّ قلبه حدثه عن من عن شیطانه او عن ربّه فاذا قال حدّثنی قلبی عن ربّی کان مسند الحدیث الی من لم یعلم انّه حدثه به و ذلک کذب و محدث الامة لم یکن یقول ذلک و تفوه به یوما من الدّهر و قد اعاذه اللّٰه من ان یّقول ذلک بل کتب کاتبه یوماً هذا ماارى اللّٰه اميرالمومنين عمربن الخطاب فقال لا امحه و اکتب ما رای عمر بن الخطاب فان کان صواباً فمن اللّٰه و ان کان خطأ فمن عمر و اللّٰه و رسوله عنه بری.

(وہ جو کہتے ہیں بہت خیالات و جہالات والے کہ تحدیث کی دل میرے نے رب کی طرف سے۔ پس صحیح ہے کہ دل اس کے نے تحدیث تحدیث کی لیکن کس کی طرف سے؟ شیطان کی طرف سے یا اس کے رب کی طرف سے؟ جب کہتا ہے کہ تحدیث کی دل میرے نے رب سے، تو وہ نسبت کرتا ہے اس بات کی طرف ایسے شخص کے کہ نہیں جانتا اس کو جس نے بات کی اور یہ جھوٹ ہے۔ کہا کہ محدث الامت کبھی ایسا نہ کہتا تھا اور نہ کبھی منہ سے ایک دن بھی ایسا نکالا۔ اور تحقیق اللہ نے بچایا اس کو اس سے کہ ایسا کہے، بلکہ ایک دن اس کے کاتب نے لکھا کہ وہ ہے جو دکھلایا اللہ نے امیر المومنین عمر بن خطابؓ کو، تو فرمایا کہ مٹا دے اس کو اور لکھ کہ یہ دیکھا عمر بن الخطابؓ نے۔ پس اگر صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو عمرؓ کی طرف سے، اور اللہ اور رسول اس سے بری ہیں)

لہذا عاجز ہمیشہ بین الخوف والرجاء رہ کر دعوی سے دور بھاگتا ہے اور کل امور دین ودنیا میں قرآن مجید وسنت رسول اللہ کو کافی وافی سمجھ کر لیل ونہار خدا سے دعا مانگتا ہے:

اللّٰھمّ الھمنی رشدی و اعذنی من شرّ نفسی (اے اللہ میرے دل میں ڈال میری بھلائی اور بچا مجھ کو شرارت نفس سے)

کسی عاجز مسلمان کا تو کیا مقدور کہ قرآن مجید کی مخالفت کا خیال بھی دل میں لائے،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تو مرزا ہی کا حوصلہ ہے کہ دوسرے عاجزوں کے الہامات آیات قرآنی کو شیطانی الہامات قرار دے کر ان کی تحقیر کریں اور کبھی آیت قرآن کا خود بدولت کو مشارالیہ بنا کر الٹ پلٹ مسائل مثلاً جس کو قرآن میں خیر من الف شھر کہے اس کو ظلمت کا زمانہ اور جس غیب کو خاصہ خدا بیان کرے اس کو آپ ہر پہلو سے قبضہ میں کرنا وغیرہ میں بیان کر کے علانیہ مخالفت کریں۔

مرزا صاحب نے جو بحوالہ فرمان الٰہی کہ جب تک انسان کا تزکیہ نفس پوری و کامل طور پر نہ ہو تب تک شیطانی الہام ہوسکتا ہے، ساتھ یہ بھی تو فرماتے کہ شیطانی الہام کی کیا علامت ہے؟ بظاہر یہی جواب ہوگا کہ وہ دھوکہ وجھوٹا ہوتا ہے اور پورا نہیں ہوتا۔ پس اگر مرزا صاحب کا اس جواب سے اتفاق ہو تو الہامات خود بدولت مذکورہ سابق کی طرف نظر کر کے توجہ فرمائیں کہ خود بدولت کے تزکیہ میں کیا نقص تھا اور کیا کسر تھی کہ ان کا یہ حال ہوا؟ یا تزکیہ سے شائد مرزا صاحب یہی مراد لیتے ہوں گے کہ بغیر کسی ریاضت ومجاہدہ کے مجرد اپنی مدح وثنا اور تزکیہ کرنے سے تزکیہ پورا ہو جاتا ہے کیونکہ اپنی تعریف ومدح واظہار فضیلت کو بھی تزکیہ ہی بولتے ہیں اور چونکہ مرزا صاحب احبار ورہبان میں بھی فرق نہیں جانتے اس لئے خیال آتا ہے کہ یہاں بھی آپ نے تزکیہ کو بھی ایسا ہی سمجھا ہے۔ انسان عاجز ہے کچھ غلطی ہونا تعجبات سے نہیں۔

مرزا نے کہا ہے: مگر پاکوں کو شیطانی وسوسہ پر بلاتوقف مطلع کیا جاتا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ مرزا کو مدت مدید کے بعد بھی مطلع نہیں کیا گیا۔ کئی امور کی معیادیں گذر کر عرصہ دراز منقضی ہوگیا۔ چنانچہ مرزا صاحب نے سال ہا سال کے بعد ایام الصلح میں بعض امور میں اپنے سہو ونسیان کا خود اقبال فرمایا ہے۔ عبداللہ آتھم والی تفہیم موت پندرہ ماہ ختم ہونے کے شاید چند ساعات ہی پہلے مرزا نے شرط رجوع کی طرف رجوع فرمایا تھا۔ اگر مرزا فرماویں کہ وہ وسوسہ شیطانی نہ تھا، تاکہ ہم کو مطلع کیا جاتا، تو پھر خود ہی انصاف فرمائیں کہ وہ تفہیم موت والی جس پر مرزا صاحب اور کل جماعت قائم وجمی رہی بلکہ شرطیں لگاتے رہے، کیوں اسی طرح پوری نہ ہوئی؟ اور اخیر پر آپ کو دوسرے پہلو یعنی شرط رجوع کو پکڑ کے دفع الوقتی کی خاطر ایک حیلہ بنانا پڑا۔ یہ خیال رہے کہ یہاں نفس الہام پر اعتراض نہیں بلکہ تفہیم مقررہ ومشتہرہ مرزا صاحب پر ہے جس کے واسطے آپ کی جماعت زور شور سے دعائیں کرتے رہے اور پھر بھی اس کے برخلاف ہی ظہور میں آیا۔ یہاں غرض میعاد پندرہ ماہ اور مرزا صاحب کے جملہ، بلاتوقف مطلع کیا جاتا ہے، کے موازنہ سے ہے۔ علی ہذا القیاس، پیش گوئی دختر مرزا احمد بیگ والی کو بارھواں سال ہے، کیونکہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشتہار کی تاریخ دہم جولائی ۱۸۸۸ء ہے مگر باوجود اتنے سالوں کے توقف کی بھی اب تک اس کی غلطی یا عقدہ یا پیچ پر مرزا صاحب کو اطلاع نہیں ہوئی دیگر امور بھی کئی ہیں جن کا ذکر دوسرے مواقع پر ہوا۔ پس جب یہ حال ہے تو مرزا صاحب کا یہ فرمانا کیسا ہوا کہ ان کو بلا توقف مطلع کیا جاتا ہے۔

عیسیٰؑ کو شیطانی الہام ہونا اور ایسی تفسیر سے مرزا کا بدن کا نپنا

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۱۳۔۱۴ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

افسوس کہ بعض پادری صاحبان نے اپنی تصنیفات میں حضرت عیسیٰؑ کی نسبت اس واقعہ کی تفسیر میں کہ جب ان کو ایک پہاڑی پر شیطان لے گیا، اس قدر جرأت کی ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ یہ کوئی خارجی بات نہ تھی جس کو دنیا دیکھتی اور جس کو یہودی بھی مشاہدہ کرتے، بلکہ یہ تین مرتبہ شیطانی الہام حضرت مسیح کو ہوا تھا جس کو انہوں نے قبول نہ کیا۔ مگر انجیل کی تفسیر سننے سے ہمارا تو بدن کانپتا ہے کہ مسیح اور پھر شیطانی الہام، ہاں اگر اس شیطانی گفتگو کو شیطانی الہام نہ مانیں اور یہ خیال کریں کہ درحقیقت شیطان نے مجسم ہو کر حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات کی تھی تو یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر شیطان نے، جو پرانا سانپ ہے، فی الحقیقت اپنے تئیں جسمانی صورت میں ظاہر کیا تھا اور وجود خارجی کے کے ساتھ آدمی بن کر یہودیوں کے ایسے متبرک معبد کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا تھا جس کے اردگرد صدہا آدمی رہتے تھے، تو ضرور تھا کہ اس کے دیکھنے کے لئے ہزاروں آدمی جمع ہو جاتے۔ بلکہ چاہیے تھا کہ حضرت مسیح آواز مار کر یہودیوں کو شیطان دکھلا دیتے جس کے وجود کے کئی فرقے منکر تھے۔ اور شیطان کا دکھلا دینا حضرت مسیح کا ایک نشان ٹھہرتا جس سے بہت سے آدمی ہدایت پاتے اور رومی سلطنت کے معزز عہدہ دار شیطان کو دیکھ کر اور پھر اسکو پرواز کرتے ہوئے مشاہدہ کر کے ضرور حضرت مسیح کے پیرو ہو جاتے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ یہ کوئی روحانی مکالمہ تھا جس کو دوسرے لفظوں میں شیطانی الہام بھی کہہ سکتے ہیں مگر میرے خیال میں یہی آتا ہے کہ یہودیوں کی کتابوں میں بہت سے شریر انسانوں کا نام بھی شیطان رکھا گیا ہے چنانچہ اس محاورہ کے لحاظ سے مسیح نے بھی ایک اپنے بزرگ حواری کو جس کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجیل میں اس واقعہ کی تحریر سے چند سطر ہی پہلے بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں، شیطان کہا ہے۔ پس یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ کوئی یہودی شیطان ٹھٹھے اور ہنسی کے طور پر حضرت مسیح کے پاس آیا ہوگا اور آپ نے جیسا کہ پطرس کا نام شیطان رکھا اس کو بھی شیطان کہہ دیا ہوگا۔ اور یہودیوں میں اس قسم کی شرارتیں بھی تھیں اور ایسے سوال کرنا یہودیوں کا خاصہ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سب قصہ ہی جھوٹ ہو عمداً یا دھوکہ کھانے سے لکھ دیا ہو۔

جواب۔ جب مرزا صاحب کا غیرت ایمانی سے ایسی تفسیر سننے سے بدن کانپتا ہے، کہ مسیح اور پھر شیطانی الہام، تو پھر تعجب ہے کہ آپ ورقوں کے ورق اسی مضمون پر مزہ لے کر نمک مرچ لگا کر اور کئی اعتراض اپنی طرف سے گھڑ کر کیوں سیاہ فرما رہے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں، چاہیے تھا کہ حضرت مسیح آواز مار کر یہودیوں کو شیطان دکھلا دیتے، کبھی لکھتے ہیں کہ جو فرقے شیطان کے وجود سے منکر تھے ان کو دکھلا دینا حضرت مسیح کا نشان ٹھہرتا، پھر رومی سلطنت کے معزز عہدہ دار شیطان کو پرواز کرتے ہوئے مشاہدہ کر کے حضرت مسیح کے پیرو ہو جاتے، مگر ایسا نہیں ہوا، وغیرہ۔

پس ایسی زبان درازی کرنی اور ایسے لغو و بےسروپا قصص ایک عالی شان نبی برگزیدہ بارگاہ رحمٰن کی تحقیر کے لکھنے میں سوائے سخط رب غیور حاصل کیا؟

مرزا صاحب کے اعتراضوں کا جواب ظاہر ہے کہ آیات طلبی پر مرزا صاحب خود تو انما الآیات عند اللّٰہ (نشانیاں اللہ ہی کے پاس ہیں) پڑھ کر الگ ہو جاتے ہیں اور دوسروں اور سیدنا مسیح پر وہی اعتراض کہ ایسا کیوں نہ کیا، ویسا کیوں نہ کیا؟

پھر یہ بھی خیال نہیں فرمایا کہ کیا سیدنا مسیح، رومی سلطنت کے عہدہ داران و یہودیان کو کسی دنیوی غرض سے نشان دکھلانے کے لئے کسی عاشق دنیا کی طرح دن رات مریدین کی فراہمی کی فکر میں حیران تھے؟ معاذ اللہ انبیاء کا منصب ہے تبلیغ دین الٰہی بنظر خیر خواہی مخلوق، سو اگر کوئی قبول کرے اس کی خوش قسمتی ورنہ اس کے نصیب۔ مرزا صاحب براہ مہربانی اس برگزیدہ جماعت انبیاء کی پاک مبارک اعلیٰ اولی وارفع اور خیر خواہی مخلوق الٰہی کے انتہائی درجہ کے حالات کا قیاس فریفتگان و دلدادگان دنیا کے حالات و خیالات پر نہ کریں کیونکہ انبیاء کی تمام ہمت و محنت و کاروائی کی علت غائی ہوتی ہے تبلیغ احکام الٰہی وحصول خوشنودی و رضائے رب العالمین، نہ کہ کسی دنیوی اموال و اولاد و چندوں کی اگراہی، جن کو دنیا دار بڑا کمال اور آسمانی جلال سمجھ کر بڑا ناز و فخر کرتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، اشتہارات شائع کرتے ہیں اور اپنی فضیلت کا نشان و مدار کا رقرار دیتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں ان کے حق میں حکم موجود ہے:

انّما اموا لکم و اولا دکم فتنۃ (بے شک تمہارے مال و اولاد فتنے ہیں)

قل لا اسئلکم علیہ اجراً (کہہ میں تم سے اس پر بدلہ یا اجرت نہیں مانگتا)

ایسی تفسیر سننے سے اگر آپ کا بدن کانپتا ہے تو پھر آپکو اس امر کے یقین ہونے کی، کہ یہ کوئی روحانی مکالمہ تھا جسکو دوسرے لفظوں میں خود ہی بدن کانپنے والا شیطانی الہام، کہنے کی کیا ضرورت اور حاجت تھی؟ یہ تو بظاہر وہی قدیمی عادت توہین و تحقیر مسیح اور اظہار فضیلت خود بدولت معلوم ہوتی ہے کہ خود بدولت کو تو نہیں لیکن سیدنا مسیح کو شیطانی الہام ہوا تھا گو انہوں نے قبول نہ کیا

مسیح کی مدح و ثنا و معجزات کا ذکر جو اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے اس پر غور فرمائیں:

و آتینا عیسی بن مریم البیّنا ت و ایّد ناہ بروح القدس (اور دیا ہم نے عیسی بیٹے مریم کو بینات یعنی نشانیاں ظاہر اور تائید کی ہم نے اسکو ساتھ روح القدس کے)

اسمہ المسیح عیسی بن مریم و جیھاً فی الدّ نیا والآخرۃ و من المقرّ بین یکلّم النّاس فی المھد و کھلاً و من الصّا لحین (نام اس کا مسیح، عیسی بیٹا مریم کا عزت والا دنیا اور آخرت میں، اور مقربوں سے ہے، باتیں کرتا لوگوں سے بیچ گود کے اور بڑی عمر کے، اور ہے نیکوں میں سے)

انّما المسیح عیسی بن مریم رسول اللّٰہ و کلمتہ القا ھا الی مریم و روح مّنہ (سوائے اس کے نہیں کہ مسیح بیٹا مریم کا رسول، اللہ کا ہے، اور کلمہ اس کا ڈالا اس کو طرف مریم کے اور روح اسی کی طرف سے)

اذ قال اللّٰہ یا عیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک و علی والدتک اذ ایّد تّک بروح القدس . تکلّم النّاس فی المھد و کھلاً و اذ علّمتک الکتا ب و الحکمۃ و التّوراۃ و الا نجیل (جس وقت فرمایا اللہ نے اے عیسی بن مریم یاد کر میری نعمت جو تجھ پر اور تیری ماں پر ہے، جب میں نے تائید کی تیری ساتھ روح القدس کے۔ تو کلام کرتا تھا لوگوں سے بیچ گود کے اور بڑی عمر کے اور جب سکھائی تجھ کو حکمت اور توراۃ اور انجیل) و اذ تخلق من الطّین کھیئۃ الطّیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیراً با ذنی و تبری الا کمہ و الا برص

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باذنی واذ تخرج الموتی باذنی۔ واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبیّنات ۔ فقال الّذین کفروا منھم ان ھذا الّا سحر مّبین

(اور جب بناتا تھا تو مٹی سے مانند شکل جانور کے ساتھ حکم میرے کے، پس پھونکتا تھا تو بیچ اس کے، پس ہو جاتے تھے جانور ساتھ حکم میرے کے۔ اور تو اچھا کرتا تھا مادرزاد اندھوں کو اور برص والوں کو اور جب نکالتا تھا تو مردوں (اموات) کو میرے حکم سے اور جب روکا یعنی بنی اسرائیل کو تجھ سے جب لایا تھا تو ان کے پاس نشانیاں ظاہر پس کہا ان لوگوں نے جو منکر ہوئے ان میں سے، نہیں ہے یہ مگر جادو ظاہر)

گویا کہ جس طرح مرزا صاحب نے معجزات مسیح کو مسمریزم و عمل الترب کہا ہے اور ایسا ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے بینات کو کافروں نے ان ھذا الّا سحر مّبین کہا۔ اب مرزا غور فرماویں اور دیکھیں کہ سحر مبین کہنے والوں کے اقوال میں اور آپ کے مسمریزم عمل الترب کہنے میں کچھ فرق ہے؟

مرزا صاحب نے ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۸ میں لکھا ہے:

یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے کہ الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے

پھر مرزا صاحب نے لکھا ہے:

اگر یہ عاجز اس عمل کو قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

پھر مرزا صاحب نے صفحہ ۳۱۰ پر لکھا ہے:

جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی دلی ودماغی طاقتوں کو خرچ کرتا ہے وہ اپنی روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن وتزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواباً عرض ہے کہ اس تحریر میں مرزا صاحب نے بہت زیادتی دلیری اور اسلامی احکام کی مخالفت کی ہے۔اول کہا کہ قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکا ہے، اس کا کچھ ثبوت بیان نہیں کیا اور نہ کچھ ادلہ شرعیہ میں سے اس کے ثبوت میں لکھا ہے۔اس پر کوئی دلیل بھی نہیں دی۔ یہ تو محض مرزا صاحب کا اپنا رائے وخیال ہے۔

دوم۔سیدنا مسیح کو الیسع نبی کے درجہ کاملہ سے کم کہنے میں مرزا صاحب نے لا نفرّق بین احدٍ مّن رّسله (ہم رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے) اور ارشاد رسول اللہ ﷺ فی روا یة عن ابی سعید لا تخیروا بین الانبیاء ۔ متفق علیه و فی روایة ابی ھریرہ لا تفضلوا بین انبیاء اللّه (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ بڑھاؤ پیغمبروں کو ایک دوسرے سے، نہ فضیلت دو درمیان نبیوں اللہ تعالی کے) کی صریح مخالفت کی ہے۔

سوم۔مرزا صاحب نے خود ہی کہا کہ، باذن وحکم الٰہی اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے۔، پھر خود ہی اس اذن وحکم الٰہی والے عمل کو خود بدولت کا مکروہ وقابل نفرت سمجھنا بیان کیا ہے۔

چہارم۔خود بدولت کی محض فضیلت میں اور انبیاء سے بھی قدم آگے رکھنے کے لئے لکھا ہے کہ عاجز ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

ازالہ اوہام صفحہ ۲ میں فرما چکے ہیں: میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔،

سبحان اللہ کیسا شان ہے۔

پنجم۔ برگزیدہ رسول اللہ سیدنا مسیح کو جو رحمت رحیم وکریم سے خاص ہدایت تبلیغ وتعلیم توحید کے واسطے اللہ کی طرف سے منصب نبوت پر مامور ہو کر تشریف لائے تھے ان کی نسبت کس جرأت وبے خوفی سے لکھا ہے کہ، ہدایت توحید دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ایسے کم رہے کہ قریب قریب ناکام رہے۔،

معاذ اللہ، تعجب یہ کہ خود ہی ازالہ اوہام صفحہ ۲ میں فرما چکے ہیں کہ:

مسیح ابن مریم نے انجیل میں توریت کا صحیح خلاصہ اور مغز اصلی پیش کیا تھا۔مسیح صرف اسی کام کے لئے آیا تھا کہ توریت کے احکامات شدومد کے ساتھ ظاہر کرے۔

پس جب مسیح اپنا فرض منصبی تبلیغ احکام الٰہی بقول مرزا شدومد سے کر چکے تو پھر ناکامی کے کیا معنی؟ پھر مرزا نے توہین معجزات وغیرہ میں جو کچھ لکھا ہے اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے محض

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود بدولت کا مخالفت کے باعث خیال ہی خیال ہے ۔ لہذا غور فرماویں کہ آپ کے ایسے حقائق و معارف کوئی مسلمان متبع قرآن و اسلام کیونکر بلا دلیل شرعی مان کر آپ سے اتفاق کرسکتا ہے؟

نہایت افسوس یہ ہے کہ اللہ تو حضرت مسیح کو وجیھاً فی الدّنیا و الآخرۃ و من المقرّبین والصّالحین رسول اللّٰہ و کلمتہ (صاحب وجاہت دنیا وآخرت میں اور مقربین اور صالحین میں سے ، رسول ، اللہ تعالی کا اور کلمہ اس کا) فرما کر ان کے کمالات مؤیّد بروح القدس معلّم الکتاب و الحکمۃ و التّوراۃ و الانجیل (مؤید ساتھ روح القدس کے معلم کتاب و حکمت وتوراۃ وانجیل کا) ہونے کے اور ان کے معجزات کے خلق میں من الطّین کھیئۃ الطّیر باذنہ و نفخ فیھا باذنہ ۔ ابرء الاکمہ و الابرص باذنہ ۔ اخرج الموتی باذنہ وغیرہ بینات کی قرآن مجید میں تعریف فرماوے ، اور رسول اللہ ﷺ فرماویں:

من شھد ان لا الہ الّا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و انّ محمّداً عبدہ و رسولہ و انّ عیسی عبد اللّٰہ و رسولہ و ابن امّہ کلمۃ القاھا الی مریم و روح مّنہ و الجنّۃ و النّار حقّ ادخلہ اللّٰہ الجنّۃ علی ما کان من العمل ۔ متفق علیہ (جس نے گواہی دی کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالی اکیلا ، نہیں کوئی شریک اس کا اور یہ کہ محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے ، اور یہ کہ عیسیٰؑ بندہ اور رسول اس کا ، اور اس کی لونڈی کا بیٹا ، اور کلمہ اس کا ہے کہ ڈالا اس کو طرف مریمؑ کے اور روح اس کی طرف سے ، اور یہ کہ جنت اور دوزخ حق ہیں ، داخل کرے گا اللہ تعالی اس کو بہشت میں اس کے عمل کے مطابق)

اور مرزا صاحب بدعوی اسلام ان فضائل فرمودہ خدا و رسول کی مخالفت وحقارت کریں ۔

پھر رسول اللہ ﷺ فرماویں کہ کل بنی آدم کے اجساد کو ولادت کے وقت شیطان مسّ کرتا ہے لیکن عیسیٰؑ بن مریم کے جسد کو اس نے مسّ نہیں کیا جیسا کہ حدیث میں فرمایا:

کلّ بنی آدم یطعن الشّیطان فی جنبہ باصبعیہ حین یولد غیر عیسی ابن مریم ذھب یطعن فطعن فی الحجاب ۔ متفق علیہ ۔

اب دیکھئے اللہ نے تو طفلی میں بھی ان کی ایسی حفاظت مسّ شیطان سے فرمائی اور مرزا ان کے ایسے مثیل ومشابہ بنے ہیں کہ ان کی جوانی ورشد میں ان کو شیطان کا الہام کرنا ، ان کے پاس آنا ، ان کو پہاڑ پر لے جانا ، بے سروپا لغو فضول و بے سند قصص کی بنیاد پر اس کے واسطے ثابت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ بھلا اس میں حاصل و فائدہ کیا؟ اور اسلام و مخلوق خدا کی اس میں کیا بہتری ہے؟

پھر مرزا صاحب کو کبھی یقین، کبھی خیال، کبھی قرین قیاس، کبھی احتمال، تھا، اور بدن کا کانپنا، لوگوں کو خوش کرنے کو۔ علاوہ براں تو پھر ان بے بنیاد احتمالات خیالات وقیاسات پر اس بے بنیاد قصہ پر طول طویل بحث کرنی اور اوراق لکھ کر تضیع اوقات کرنے کی کیا ضرورت؟ مومن کی تو ہرگز شان نہیں کہ فضول اور لغو بے بنیاد امر میں مصروف ہو خصوصاً جس سے انبیاء و اصحاب انبیاء کی توہین وتحقیر کا خواہ نخواہ مرتکب ہو کر مجرم بنے۔

موجودہ اناجیل مسیح کی اناجیل نہیں

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۱۴ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

کیونکہ یہ انجیلیں حضرت مسیح کی انجیلیں نہیں ہیں اور نہ ان کی تصدیق شدہ ہیں بلکہ حواریوں نے یا کسی اور نے اپنے خیال اور عقل کے موافق لکھا ہے اسی وجہ سے ان میں باہمی اختلاف ہے لہذا کہہ سکتے ہیں کہ ان خیالات میں لکھنے والوں سے غلطی ہوگئی۔

جواب۔ جب یہ خیال ہے کہ نہ انجیلیں اصلی، نہ تصدیق شدہ اور پھر اختلاف سے پر، تو پھر ان کی شہادت پر ایسے بے سروپا قصص لکھ کر بلکہ بدعوی مسلمانی اپنی طرف سے نئے اعتراض تراش کر ایک عالی شان نبی اور اس کے اصحاب کے حق میں برا بھلا کہہ کر خلاف قرآن مجید و حدیث شریف توہین وتحقیر کرنی مرزا صاحب جیسے صاحب علم وفضل وحقائق و معارف مسیحیت مجددیت مہدویت امام الزمانی بلکہ بعض انبیاء سے افضلیت کے دعویدار کا ہی کام ہے۔

انجیل نویسوں کی غلطی کہ مسیح صلیب پر فوت ہوئے

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۱۵ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

جیسا کہ یہ غلطی ہوئی کہ انجیل نویسوں میں سے بعض نے گمان کیا کہ گویا حضرت مسیح صلیب پر فوت ہو گئے ہیں۔

جواب۔ خود بدولت مرزا قادیانی بھی ان کی حیات کے کب قائل ہیں؟ آپ بھی تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی موت اوران کی قبر کی کھوج لگانے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں حالانکہ قرآن میں اللہ تعالی ان کی صلیب وقتل کی صریح نفی کر کے فرماتا ہے:

و ما قتلوه و ما صلبوه و لكن شبّه لهم و انّ الّذين اختلفوا فيه لفي شكٍ مّنه ما لهم به من علم الّا اتّباع الظّنّ و ما قتلوه يقينا بل رّفعه اللّه اليه و كا ن اللّه عزيزاً حكيماً ۔ ہرگز اس کو قتل نہیں کیا اور نہ صلیب پر مارا لیکن ایک شبیہ ان کو ملا اور جو اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ شک میں ہیں اس کا کچھ علم ان کو نہیں صرف ظن کا اتباع کرتے ہیں اور ان کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کو اٹھالیا اپنی طرف اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

عزیزاً حکیماً کا ارشاد ظاہر معلوم ہوتا کہ اس لئے فرمایا کہ مرزا صاحب وغیرہ جیسے لوگ فلسفیانہ مذاق سے اوران کے رفع اللّه اليه میں اپنے من گھڑت وتراشیدہ خیالات سے حیل وحجت اور چون و چرا کرتے وقت اس ارشاد خداوندی کی عظمت کا خیال کر کے ایسے توہمات واہیات سے باز رہیں لیکن باوجود اس صریح آیت شریفہ کے مرزا صاحب پھر بھی ان کوخواہ مخواہ صلیب پر چڑھا کران کے زخموں کی مرہم کے نسخے مشتہر فرمارہے ہیں اور مہربانی سے اس قدر کہتے ہیں کہ، صلیب پر فوت نہیں ہوئے لیکن زخمی ہوئے اور بعد میں فوت ہوئے ،۔ گویا صلیب پر چڑھانے میں تو مرزا صاحب اور انجیل نویس متفق ہیں، فرق اس قدر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ صلیب پر فوت ہوگئے اور آپ کہتے ہیں کہ صلیب پر زخمی ہوئے اور بعد میں فوت ہوئے۔ گویا فوت ہونے میں بھی اتفاق ہے، پھر مرزا صاحب ان پر اس خفیف سے اختلاف پر اعتراض کیوں کرتے ہیں؟

مرزا صاحب سیدنا مسیح کا صلیب پر میخوں سے زخمی ہونا بیان کر کے اس کے ثبوت میں مرہم عیسی کا نسخہ جو پیش کرتے ہیں اس سے تعجب ہوتا ہے کہ باوجود دعوی اسلام آپ قرآن کی آیات کو کس اعتقادونظر سے دیکھتے ہیں؟ کیا مرزا یہ خیال نہیں کرتے کہ اگر مسیح یہودیوں کے قابو میں آکر صلیب پر چڑھائے گئے تو قرآن کی آیات و اذ كففت بنى اسرا ئيل عنك (اور جب کہ ہم نے بنی اسرائیل کو تم پر دست اندازی کرنے سے روکا)۔ اذ ايّد تّك بروح القدس (جب ہم نے روح القدس سے تیری مدد کی) کے کیا معنی ہوئے اور کیسا ظہور ہوا؟ کیونکہ اذ كففت صاف ظاہر کر رہا ہے کہ یہود کا کسی طرح کا قابو وہاتھ آپ پر نہیں پڑا۔ ظاہر ہے کہ جس چیز کو وہ قادر قدیر خود بند کرے اور روکے تو اس کے مقابل عاجز مخلوق کی کیا مجال کہ اس کو کھول کر دست درازی سے کسی قسم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ضرر پہنچا سکے چنانچہ موضح القرآن میں شاہ عبدالقادرؒ نے بھی اس آیت کے یہی معنی لکھے ہیں: بنی اسرائیل کو روکا تجھ سے یعنی قتل کرنے نہ دیا۔ اور ایسا ہی ایّدتّک بروح القدس کی تائید بھی اسی امر پر دال ہے ورنہ تائید و نزول روح القدس تو جملہ انبیاء پر ہوتا ہی رہا ہے اس جگہ خصوصیت سے ارشاد و اظہار کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر اگر میخوں سے زخمی بھی ہو گئے تو ارشاد و مطھّرك من الّذین کفروا (اور پاک کرنیوالا ہوں تم کو کافروں سے) کا کیا ظہور ہوا؟ کیونکہ طہارت ایمانی و اعتقادی تو عام مومنوں کو بھی دوسرے کفار سے حاصل ہے۔ اسی طرح آیت و السّلام علیّ یوم ولدتّ و یوم اموت و یوم ابعث حیّاً (اور مجھ پر اللہ کی امان جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مرونگا اور جس دن میں زندہ اٹھا کر کھڑا کیا جاؤنگا) دلالت کرتی ہے کہ ان کو زخم میخوں صلیبی موت وغیرہ کی ایذاء سے بفضلہٖ تعالیٰ بالکل سلامتی رہی ہے۔ پس ان آیات سے صاف ثابت وظاہر ہے کہ بدبخت یہودیوں نے مسیح کی ایذا رسانی توہین تحقیر کی کوشش تو بہت کی لیکن اللہ قادر مطلق حافظ و ناصر نے کفار کے منصوبے و تدابیر کو بند و ناکام کر کے یہود کی دست برد سے مسیح کو پاک صاف بچا کر تائید فرما کر بامن و امان اپنی طرف اٹھا لیا جیسا کہ قدیمی اسلامی اعتقاد و مسئلہ ہے اور مرزا صاحب کا اس کے مخالف بیان کرنا صریحاً بے دلیل و خود غرضی اور بے وقری کلام الٰہی ہے جس سے اللہ ہر مسلمان کو بچائے۔ آمین۔ ان آیات کی تفسیر میں مفسروں نے اور بھی بہت کچھ لکھا ہے لیکن جو معنی یہاں لئے ہیں وہ بھی معتمد و معتبر تفاسیر میں موجود ہیں۔

حواریوں کی غلطیاں، حالات ناقصہ، موٹی عقل

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

ایسی غلطیاں حواریوں کی سرشت میں تھیں کیونکہ انجیل ہمیں خبر دیتی ہے کہ ان کی عقل باریک نہ تھی ان کے حالات ناقصہ کی خود مسیح گواہی دیتے ہیں کہ وہ فہم اور درایت کی قوت میں بھی کمزور تھے۔

جواب۔ بقول مرزا جب انجیل اصلی نہیں اور نہ تصدیق شدہ اور اختلافات علاوہ براں، پھر اس کی شہادت پر اعتبار کرنا اور اس کو مسیح کی گواہی قرار دینا کس فہم و فراست و درایت کا کام ہے اور پھر ایسے مومنین اصحاب مسیح کے حق میں جن کی نسبت قرآن کی شہادت من انصاری الی اللّٰہ (کوئی ہے جو اللہ طرف سے ہو کر میری مدد کرے) فرمانے پر ان مومنین نے کہا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال الحواریّون نحن انصار اللّٰہ آمنّا باللّٰہ واشہد بانّا مسلمون ۔ ربّنا آمنّا بما انزلت واتّبعنا الرّسول فاکتبنا مع الشّاھدین

(حواریوں نے جواب دیا کہ اللہ کے طرف دار ہم ہیں، ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیے کہ ہم تابعدار ہیں ۔ اے رب ہمارے ایمان لائے ہم ساتھ اس کے جو اتارا تو نے اور تابعداری کی ہم نے رسول کی ۔ پس تو ہم کو ان کے تصدیق کرنے والوں میں لکھ رکھ)

اب دیکھئے اللہ جل شانہ تو ان بزرگوں کی کیسی تعریف فرماتا ہے اور مرزا صاحب ان کی کیسے کیسے الفاظ میں دلیرانہ توہین وتحقیر کرتے اور برا بھلا کہتے ہیں، توجہ وغور فرماویں ۔ کیا یہ ہی مرزا صاحب کے فضل وکمال وحقائق ومعارف کا نتیجہ ہے؟

پاکوں کے دل میں شیطانی خیال مستحکم نہ ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

بہر حال یہ سچ ہے کہ پاکوں کے دل میں شیطانی خیال مستحکم نہیں ہوسکتا اور اگر کوئی تیرتا ہوا سرسری وسوسہ ان کے دل کے نزدیک آہی جائے تو جلدتر وہ شیطانی خیال دور اور دفع کیا جاتا ہے اور ان کے پاک دامن پر کوئی داغ نہیں لگتا ۔

جواب ۔ سچ ہے پاکوں کا تو ایسا ہی حال ہے لیکن مرزا صاحب خود بدولت کی طرف خیال فرماویں کہ سال ہا سال تک غلطیوں کی خبر ہی نہیں ہوتی جیسا خود ایام الصلح میں اقبال فرمایا ہے جس کا دوسری جگہ ذکر ہوا ہے ۔

شیطان کا مسیح کے دل میں وسوسہ ڈالنے کا ارادہ کرنا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اور ممکن ہے کہ شیطان لعین نے حضرت مسیح کے دل میں اس قسم کے خفیف وسوسہ ڈالنے کا ارادہ کیا ہو اور انہوں نے قوت نبوت سے اس وسوسہ کو دفع کر دیا ہو، اور ہمیں یہ کہنا اس مجبوری سے پڑا ہے کہ یہ قصہ صرف انجیلوں میں ہی نہیں بلکہ ہماری احادیث صحیحہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی ہے ...(جیسا کہ لکھا ہے) شیطان، عیسیٰؑ کے پاس آیا اور کہا کیا تو گمان نہیں کرتا کہ تو سچا ہے۔اس نے کہا کیوں نہیں ۔شیطان نے کہا اگر یہ سچ ہے تو اس پہاڑ پر چڑھ جا اور پھر اس پر سے اپنے تئیں نیچے گرا دے۔حضرت عیسیٰؑ نے کہا تجھ پر واویلا ہو، کیا تو نہیں جانتا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ اپنی موت کے ساتھ میرا امتحان نہ کر کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔

جواب ۔مرزا صاحب ایسے صاحب حوصلہ ہیں کہ باوجود ایسے قصص سے بدن کا نپنے کے بھی اس مضمون سے سیر نہیں ہوتے اور بس نہیں کرتے۔طرح طرح کے خیالات و جزئیات نکال کر شوق سے لکھتے چلے جاتے ہیں اور ماخذ وہی کتب جو اصلی نہیں اور آپ کو ان پر اعتماد بھی نہیں ۔بہرحال عاجز کو ان بے ثبوت قصص سے کچھ تعلق نہیں ..۔اس تمام ادھیڑبن و جانکاہی سے مقصد تو مرزا صاحب کا صرف اظہار فضیلت خود ہے اور وہ بھی عادت کے سبب اور محض توہین وتحقیر حضرت مسیح کے لئے جو کسی مومن کے شایان حال نہیں لہذا یہ سب کچھ مرزا صاحب ہی کا حصہ سمجھ کر عاجز تو توہین وتحقیر انبیا و اصحاب انبیاء کو گناہ جانتا ہے اور ارشاد و من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه پر کاربند ہونا سعادت ۔

❁ مجبوری سے کہنے کے کیا معنی ۔معاذ اللہ کسی نے مرزا صاحب کو دھمکایا یا جبراً حکم دیا ہے کہ آپ حضرت مسیح اور ان کے اصحاب پر طرح طرح کے اعتراض کر کے ان سب کی توہین و تحقیر کریں؟ معاذ اللہ ہرگز نہیں ۔یہ تو بظاہر مرزا صاحب کا نفس اور وہی وسوسہ ڈالنے والا آپ کو مجبور کرتا ہے جس کے مغالطہ پر آپ کو نظر و توجہ نہیں۔

❁ فن حدیث میں بھی مرزا صاحب کی دسترس اور مہارت و کمال کا حد و حساب نہیں ۔چنانچہ آپ نے جو حدیث صحیح کر کے لکھی ہے وہ صرف قول ابوہریرہؓ کا ہے اور انہی تک موقوف ہے اوپر جناب رسول اللہ ﷺ تک نہیں پہنچتا ۔اسی کو حدیث صحیح کہہ دیا ہے گویا معلوم ہی نہیں کہ صحیح، حسن، منقطع، مرسل، موقوف کس کو کہتے ہیں ۔پھر راویوں میں آپ ہمیشہ عینیہ کو عینیہ ہی فرماتے اور لکھتے بھی ایسا ہی ہیں چنانچہ اس روایت بھی ویسا ہی لکھا ہے ۔یہ مرزا صاحب کا فضل وکمال ہے۔

نزول جبریل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۱۶ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اب ظاہر ہے کہ شیطان ایسی طرز سے آیا ہوگا جیسا کہ جبریل، پیغمبروں کے پاس آتا ہوگا کیونکہ جبریل ایسا تو نہیں آتا جیسا انسان کسی گاڑی میں بیٹھ کر یا کسی کرایہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر اور پگڑی باندھ کر اور چادر اوڑھ کر آتا ہو، بلکہ اس کا آنا عالم ثانی کے رنگ میں ہوتا ہے۔

جواب۔ یہ تو ہرگز قرین قیاس نہیں کہ ایک مردود ذلیل لعین جس کو تکبر نافرمانی و انا خیر منه پر بارگاہ عالی جناب سے و انّ علیک لعنتی الی یوم الدّین (اور روز جزا تک تجھ پر میری پھٹکار) کا عتاب ہو، اور دوسرا جو مقبول اور معزز اور موصوف باوصاف ومخاطب بخطاب رسول کریم ذی قوّۃٍ عند ذی العرش مکین مطاعٍ ثمّ امین (پیغام پہنچانے والا، بزرگ قوت والا نزدیک صاحب عرش کے مرتبہ والا، کہا مانا گیا اس جگہ باامانت) ہو، پھر ان دونوں کا آنا ایک جیسا ہو، ظاہر ہے کہ یہاں بھی ایک متکبر، اکڑباز مختال فخور (تکبر اور فخر کرنیوالا) کی رفتار و آنا اور ایک غریب مسکین ارشاد و عباد الرحمن الّذین یمشون علی الارض ھوناً و اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً (اور بندے رحمان کے وہ ہیں کہ چلتے ہیں اوپر زمین کے آہستہ اور جس وقت بات کرتے ہیں ان سے جاہل تو کہتے ہیں کہ سلام ہے) کو بسر وچشم قبول کر کے اس پر عمل کرنے والے کی رفتار و آنا کب یکساں ہوتا ہے؟ فکر وغور فرمائیں کہ آپ کے منہ سے اب کیسی باتیں نکلنی شروع ہوگئی ہیں اور ان کا کیا سبب ہے۔

مرزا قادیانی فرماتے ہیں، کہ جبریل انسان کی طرح گاڑی میں بیٹھ کر یا کسی کرایہ کے گھوڑے پر پگڑی باندھ کر اور چادر اوڑھ کر نہیں آتا۔ انتہی۔ لیکن سیدنا عمرؓ وابوہریرہؓ تو فرماتے ہیں کہ جبریل نہایت سفید لباس میں اور بہت سیاہ بالوں والے جن پر سفر کا اثر نہ تھا، اور ہم میں سے کوئی اور پہنچانتا نہ تھا، ہمارے سامنے آ کر رسول اللہ ﷺ کے زانو بزانو بیٹھ گئے اور باتیں کرتے رہے اور ہم تعجب کرتے رہے جیسا کہ بخاری مسلم کے حوالہ سے مشکوۃ میں کتاب الایمان میں ہے:

عن عمر بن الخطاب قال بینما نحن عند رسول اللّٰه ﷺ ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثّیاب شدید سواد الشّعر لا یری علیه اثر السّفر ولا یعرفه منّا احد حتّی جلس الی النّبیّ ﷺ فاسند رکبتیه الی رکبتیه و وضع کفّیه علی فخذیه و قال یا محمد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخبرنی عن ا لاسلام ۔ قا ل ا لا سلا م ان تشهد ان لا اله ا لّا اللّه و ان محمّداً رسول اللّه و تقیم الصّلوۃ و تؤتی الزّ کوۃ و تصوم رمضان و تحجّ البیت ان استطعت الیه سبیلاً ۔ قال صدقت۔ فعجبنا یسأله و یصدقه ۔ قال فا خبرنی عن الایمان۔ قال ان تؤمن با للّه و ملا ئکته و کتبه و رسله و الیوم الآخر و تؤمن بالقدر خیره و شرّه ۔ قال صدقت۔ قال فاخبر نی عن الاحسا ن۔ قال ان تعبد اللّه کا نّک تراه فان لم تکن ترا ه فا نّه یرا ك۔ قال فاخبرنی عن السّا عة۔ قال ما المسئول عنها باعلم من السّا ئل ۔ قال فا خبرنی عن امارا تها۔ قا ل ان تلد الامة ر بّها و ان تر ی الحفا ۃ العرا ۃ .. رعاء الشا ء یتطاولو ن فی البنیان ۔قال ثم انطلق فلبثت ملیا ثمّ قال لی یا عمر اتدری من .. السائل قلت اللّه و رسوله اعلم۔ قا ل فانّه جبرائیل اتا کم یعلّمکم د ینکم ۔ (روایت ہے عمرؓ سے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ ظاہر ہوا ہم پر ایک شخص نہایت سفید کپڑوں اور سیاہ بالوں والا جس پر سفر کا اثر نہ معلوم ہوتا تھا اور نہ اس کو ہم سے کوئی پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ بیٹھ گیا حضرت رسول کریم کے پاس زانو بزانو اور رکھا اپنی ہتھیلیوں کو اس کی رانوں پر اور فرمایا اے محمد ﷺ مجھے بتاؤ اسلام کیا ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد، اللہ کا رسول ہے۔ اور قائم رکھے نماز اور دیوے زکوۃ اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے اللہ کے گھر کا اگر زادراہ کی طاقت ہو۔ سائل نے کہا کہ آپ نے سچ کہا۔ پس تعجب ہوا ہم کو اس کے پوچھنے اور تصدیق کرنے پر۔ پھر کہا ایمان کیا ہے؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تو مانے اللہ کو اس کے فرشتوں کو اس کی کتابوں کو اس کے رسولوں کو، آخرت کے دن کو۔ اور ایمان لاوے تو ساتھ قدر خیر اور شر کے۔ سائل نے کہا کہ آپ نے سچ کہا۔ پھر سائل نے پوچھا کہ احسان کیا ہے؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے یہ کہ تو عبادت کرے اللہ کی گویا تو اس کو دیکھتا ہے۔ اگر تو اس کو نہیں دیکھتا پس تحقیق وہ تجھ کو دیکھتا ہے۔ پھر سائل نے کہا کہ مجھے خبر دیں قیامت کی۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر سائل نے پوچھا کہ اس کی نشانیاں بتاؤ۔ فرمایا نبی ﷺ نے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور یہ کہ دیکھے تو برہنہ پا اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ننگے بدن والوں بھوکوں بکریاں چرانے والوں کو بڑائی کرنے والے ۔ پھر سائل چلا گیا۔ تھوڑی دیر گذری تو نبی ﷺ نے فرمایا ، اے عمرؓ کیا تجھے معلوم ہے کہ سائل کون تھا؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول کا بہت جانتا ہے ۔فرمایا کہ یہ جبریل تھا۔ اسلئے تمہارے پاس آیا تا کہ سکھلاوے تمہیں دین تمہارا)

پھر رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کبھی فرشتہ بشکل انسان متمثل ہو کر مجھ سے کلام کرتا ہے جیسا اس حدیث میں ہے:

عن عائشه انّ الحارث بن هشام سأل رسول اللّه کیف یأتیک الوحی۔ فقال رسول اللّه ﷺ احیاناً یأتینی مثل صلصلة الجرس و هو اشدّه علیّ فیفصم عنی وقد وعیت عنه ما قال و احیاناً یمتمثل لی الملک رجلاً فیکلّمنی فاعی ما یقول۔ قالت عائشه و لقد رأیته ینزل علیه الوحی فی الیوم الشّدید البرد فیفصم عنه و ان جبینه لیتفصّد عرقاً متفق علیه ۔(بخاری:۲)

پھر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ یوم احد ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں دو آدمی جن پر سفید لباس تھا سخت جنگ میں مصروف تھے کہ ہم نے پہلے اور بعد ان کو نہیں دیکھا۔یعنی جبریل ومیکائیل ۔جیسا کہ اس حدیث میں ہے:

عن سعد بن ابی وقاص قال رأیت عن یمین رسول اللّه ﷺ و عن شماله یوم احد رجلین علیهما ثیاب بیض یقاتلان کاشدّ القتال ما رأیتهما قبل و لا بعد یعنی جبریل و میکائیل۔ متفق علیه ۔(میں نے رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں احد کے روز دیکھے دو شخص جن پر سفید پوشک تھی سخت لڑائی کرتے ہوئے ۔ میں نے ان کو پہلے اور بعد میں نہیں دیکھا۔یعنی جبریل ومیکائیل)

و عن ابن عباس قال بینما جبریل قاعد عند النّبیّ ﷺ سمع نقیضاً من فوقه فرفع رأسه فقال هذا باب من السّماء فتح الیوم لا یفتح قط الّا الیوم فنزل منه ملک فقال هذا ملک نزل الی الارض لم ینزل قط الّا الیوم فسلّم فقال ابشر بنورین اوتیتهما لم یوتهما نبیّ قبلک فاتحه الکتاب و خواتیم سورة البقره لن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقرأ حرف منهما الّا اعطیته (ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہمارے روبرو جبریل بیٹھے تھے نبی ﷺ کے پاس، اوپر سے آواز آئی۔ پس اس نے سر اٹھایا اور کہا کہ یہ دروازہ آسمانوں میں سے آج کھولا گیا ہے، آج کے سوا ہرگز نہیں کھلا۔ پس اترا اس میں سے ایک فرشتہ۔ فرمایا کہ وہ فرشتہ اترا ہے طرف زمین کے کہ کبھی نہیں اترا سوائے آج کے۔ سلام کہا فرشتہ نے اور کہا میں خوش خبری دیتا ہوں دو نوروں کی جو آپ کو دیئے گئے، کسی نبی کو پہلے نہیں ملے، اور وہ سورۃ فاتحہ اور خاتمہ سورۃ بقرہ ہیں۔ نہیں پڑھا جاتا کوئی حرف ان میں سے مگر کہ عطا ہوتا ہے)

❁ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ کرایہ کے گھوڑے پر سوار نہیں ہوتا، اس سے امید ہوتی ہے کہ آپ کو کرایہ کے گھوڑے سے انکار ہے ان کے اصلی اپنے گھوڑے سے انکار نہیں۔ بہرحال اس کی نسبت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبریل ہیں اپنے گھوڑے کی عنان تھامے ہوئے معہ سامان حرب کے جیسا کہ اس حدیث میں ہے:

انّ النّبیّ ﷺ قال یوم بدر هذا جبریل اخذ براس فرسه علیه اداة الحرب، رواه البخاری (نبی ﷺ نے بدر کے دن فرمایا یہ جبریل ہے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اور اس پر لڑائی کا سامان ہے)

مرزا صاحب اب غور فرمائیں کہ آپ اب بھی جبریل کا گھوڑے پر آنا قبول کرتے اور مانتے ہیں یا نہیں؟ یا اب بھی فرماتے رہیں گے کہ جبریل کا ہیڈ کوارٹر آفتاب ہی ہے۔

❁ سابقاً جو حدیث شریف ذکر ہوئی جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاخذنی فغطنی (ای ضغطنی و ضمنی و عصرنی) یعنی معانقہ میں گلے اور چھاتی سے لگا کر زور سے گھونٹا اور بھینچا، جس سے آپ ﷺ فرماتے ہیں حتّی بلغ منی الجهد تو کیا اس وقت آفتاب بھی جبریل کے ساتھ ہی غار حرا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگیا تھا؟ اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ یہ بھی ضرور بیان فرماتے جیسا کہ اور کل حال مفصل بیان فرمایا ہے۔ اور پھر قرب آفتاب سے گرمی و حرارت کے سبب اس خطہ کا جو اول ہی بہت گرم ہے کیا حال ہوتا؟

❁ ایسا ہی اور بھی حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام نے نزول ملک بچشم خود دیکھا جیسا کہ حدیث میں ہے عن ابن عباس انّی رأی جبریل مرّتین۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے جبریل کو دو مرتبہ دیکھا ہے اور آوازیں سنیں اور جبریل کے سوط اور گھوڑے کی آواز سنی چنانچہ جبریل کا اپنے گھوڑے کو اقدم حیزوم کہتے سنا۔ حیزوم، جبریل کے گھوڑے کا نام ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ و دیگر بزرگان عظام سے جو جلیل الشان تھے ایسا مروی ہونا کیا تعجب ہے جب عاجز ناچیز ہیچ میرز جیسے نالایق نے بھی عالم رؤیا میں دو دفعہ اس کو بصورت انسان مختلف ہیئت میں ایک دفعہ آسمان سے نازل ہوتے اور ایک دفعہ باہر سے آکر اپنے گھر میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔ اب غور فرماویں کہ غریب مسلمان متبع قرآن مجید، مرزا کی بات مخالف و مقابل ارشاد رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرام جو چشم دید واقعہ اور اپنا مشاہدہ بیان فرماتے ہیں کیوں کر سنیں اور قبول کریں۔

مسلمانوں کو اپنے دینی احکامات و ہدایات جن کو وہ بموجب ارشاد الیوم اکملت لکم دینکم ورضیت لکم الاسلام دیناً کے کامل مکمل سمجھتے اور یقین کرتے ہیں ان کی ترمیم و تنسیخ اور ان میں کسی کی کسی طرح کی بھی مداخلت قیامت تک بھی ان کو گوارا نہیں اور نہ وہ انشاء اللہ کبھی سنیں گے۔ سرسید بہ بالقابہ نے اگرچہ خیر خواہی و خدمت کی جب کہ ڈاکٹر ہنٹر بالقابہ کی کتاب انڈین مسلم لکھنے پر مسلمانوں خصوصاً اہل حدیث پر پکڑ دھکڑ شروع ہوئی تو سرسید نے سینہ سپر ہو کر ایک کتاب لکھی جس میں ڈاکٹر ہنٹر کی اغلاط و غلط فہمی مفصل بیان کر کے ولایت میں پیش کی تو اس پر فوراً پکڑ دھکڑ اور سوء ظنی نسبت مسلمین موقوف ہوگئی، باوجود اس خدمت و خیر خواہی کے بھی جب سرسید نے اسلامی مسائل میں کچھ مداخلت کر کے خلاف متقدمین تفسیر وغیرہ تحریر کی تو دیکھئے مسلمان کس قدر افروختہ ہو کر ان کے مخالف ہوئے اور ان کی تفسیر پر کس قدر ردّ لکھے۔ لیکن سرسید نے مرزا صاحب کی طرح کبھی مخالفوں مسلمانوں کو برا بھلا سخت سست نہیں کہا اور خود بدولت سے سر سید جیسی خدمت تو کہاں بلکہ ان تمام مسلمانوں کو آئے دن اپنی طرف سے خونی مہدی، خونی مسیح کا منتظر ٹھہرا کر اور صرف خود بدولت و جماعت چند مریدین کو خیر خواہ سرکار قرار دے کر دوسرے تمام مسلمانوں کو جو آپ کے دعاوی قبول نہیں کرتے ان کو پکڑوانے اور سزا دلوانے کے لئے درخواستیں بھیجتے رہتے ہیں، سو خدانخواستہ سرکار دور اندیش معاملہ فہم وزیرک اور لوگوں کے ذاتی خود غرضانہ مقاصد سے واقف نہ ہو تو مرزا صاحب کے کہنے اور واویلا پر تمام مسلمانوں روئے زمین کو پھانسی دے کر برباد کر دے اور جو مرزا صاحب کی مسیحائی پر ایمان نہ لاوے اس کے لئے قانون سزا مقرر کر دے۔ تب مرزا صاحب راضی ہوں۔ پس جب مرزا صاحب کی خیر خواہی مسلمانان کی نسبت یہ ہے تو پھر مسلمانان مرزا صاحب کی ترمیم تنسیخ و بے جا مداخلت دینی ہدایات و احکامات کو کیوں اور کب سننے لگے: ایں خیال است ومحال است وجنون

مرزا صاحب اس خیال میں نہ رہیں کہ مسلمان ہمارا مجرد دعوی زبانی خادم اسلام ہونے کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سن کر ہماری بات مان لیں گے اور فریفتہ ہو جائیں گے ایسا ہرگز نہیں ہو گا انشاء اللہ۔ آپ ناحق تکلیف اٹھاتے پھرتے ہیں بہتر ہے ترمیم و تنسیخ مسائل سے باز آئیں۔

سب کو معلوم ہے کہ ہدایات ہادی اسلام و فرمان رسول ﷺ چیستاں نہیں ہیں، صاف صاف کھلے کھلے موافق محاورہ بول چال اور مروجہ عوام الناس کے ہیں تاکہ عام مخلوق الٰہی اس کو سمجھ کر دینی فائدہ اٹھاویں اور ہدایت پاویں پھر ان صریح دینی احکامات و ہدایات میں خواہ مخواہ اپنے حقائق و معارف کی ٹانگ اڑا کر دینی فضیلت اور علم جتلا کر مخلوق الٰہی خصوصاً غریب مسلمانوں کو ان کے پرانے مسلّمہ و مقبولہ اعتقادات و خیالات سے اکھاڑنے اور اپنے نو تراشیدہ خیالات کی طرف پھیرنے کی کوشش سے حیران و متردد و متفکر کرنے کی کیا ضرورت و کیا حاجت ہے؟

ظہور و وساوس شیطانی

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

پھر شیطان جو کم تر و ذلیل تر ہے کیونکر انسانی طور پر کھلے کھلے آ سکتا ہے۔

جواب۔ اگر شیطان ایسا کمتر و ذلیل تر ہے تو مرزا اس کے آنے کو ایک عالی معزز بارگاہ رحمان جبریل کے آنے کے ساتھ ہم پلہ مساوی و مشابہ کیوں کر اور کس دلیل سے کہتے ہیں؟

پھر صحیح بخاری کی ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے حفظ زکوۃ رمضان یعنی صدقہ فطر پر مقرر فرمایا تو ایک دن کوئی آ کر اس طعام سے مٹھی بھرنے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھ کو رسول اللہ ﷺ تک لے چلوں گا۔ وہ کہنے لگا میں محتاج عیال دار ہوں اور سخت حاجت مند ہوں۔ اس پر میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ مجھ کو نبی ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ گذشتہ شب والا اسیر کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے حاجت شدید اور عیال داری کی شکایت کی، میں نے اس پر رحم کر کے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تجھ کو جھوٹ کہا وہ پھر آئے گا۔ میں منتظر رہا وہ پھر آیا اور طعام سے مٹھی بھر رہا تھا کہ میں نے اس کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ تک پہنچانے کو کہا، تو اس نے کہا مجھے چھوڑ دے میں محتاج عیال دار ہوں پھر نہیں آؤں گا۔ پھر میں نے رحم کر کے چھوڑ دیا۔ پھر صبح اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرما کر وہی فرمایا۔ پھر میں منتظر تھا کہ وہ آئے گا۔ پھر وہ آ کر طعام لینے لگا۔ پھر میں نے اس کو پکڑ کر رسول اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ تک پہنچانے کا کہا، تو اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تم کو کلمات بتا تا ہوں اللہ ان سے تجھ کو نفع دے گا۔ جب تم اپنے بستر پر سونے لگو تو آیت الکرسی پڑھو، ہمیشہ اللہ کی طرف سے تم پر حفاظت ہو گی اور شیطان تمہارے نزدیک نہیں آئے گا حتی کہ فجر ہو۔ پھر میں نے اس کو جانے دیا۔ صبح کو پھر مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ویسا ہی دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ اس نے مجھے کلمات سکھلائے جن سے اللہ مجھے نفع دیوے۔ فرمایا اس نے سچ کہا اگرچہ وہ جھوٹا ہے اور تم جانتے ہو کہ یہ تین رات باتیں کرنے والا کون تھا۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا یہ شیطان تھا۔

پیران پیر سید عبدالقادرؒ جیلانی فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں شیطان کو دیکھا اور میں نے اس کے قتل کا قصد کیا۔ اس نے کہا مجھے کیوں مارتے ہو میرا کیا گناہ ہے؟ اگر اللہ کی تقدیر میں بدی ہے تو میں اس کو تغیر کر کے نیکی نہیں کر سکتا، اور اگر تقدیر میں خیر ہے تو میری قدرت نہیں کہ اس کو شر کر سکوں، اور کیا شئے میرے ہاتھ میں ہے؟

پیر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو نرم کلام، چند بال زنخدان پر، حقیر صورت ،زشت رو دیکھا گویا کہ تبسم کرتا تھا، میرے سامنے شرمگیں وترسناک۔ اور یہ شب دواز دہم شہر ذی الحج ۴۹۱ھ کا واقع ہے۔

اب دیکھئے کھلے کھلے طور پر ابو ہریرہؓ کے پاس شیطان آیا یا نہ آیا؟ مرزا صاحب کو ان امور کے بدلانے اور ان میں اپنے حقائق و معارف ظاہر کرنے میں فائدہ کیا؟

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

> اس تحقیق سے بہرحال اس بات کو ماننا پڑتا ہے جو ڈریپر نے بیان کی ہے لیکن یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے قوت نبوت اور نور حقیت کے ساتھ شیطانی القاء کو ہرگز ہرگز نزدیک آنے نہیں دیا اور اس کے ذب اور دفع میں فوراً مشغول ہو گئے۔

جواب۔ یہ تحقیق ہی کیا ہے؟ خواہ نخواہ بےضرورت مخالف ہدایات شارع ﷺ و بے دلیل دعاوی و باتیں۔ مرزا صاحب کا اختیار ہے کہ ڈریپر کا بیان مانیں یا بریڈلا، یا کسی اور جنٹل مین غیر مسلموں کا۔ مسلمانوں کو اپنے گھر میں وہ سلسلہ تحقیق و تدقیق قائم اور ایسا سامان دینی امور کی صداقت و حفاظت کا مہیا اور موجود ہے جو کسی غیر مذہب کو نصیب بھی نہیں ہوا، تو ان کو کسی دوسرے کے بیان سننے یا ماننے کی نہ کبھی ضرورت و حاجت ہوئی اور نہ ہو گی۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا بھی غنیمت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے شیطانی القاء کو نزدیک نہیں آنے دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نورانی لوگوں کا شیطانی تسلط سے مستثنیٰ ہونا

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۱۶۔۱۷ پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

جس طرح نور کے مقابل ظلمت نہیں ٹھہر سکتی اسی طرح شیطان اس کے مقابل ٹھہر نہیں سکا اور بھاگ گیا۔ یہی انّ عبادی لیس لک علیھم سلطان کے صحیح معنی ہیں کیونکہ شیطان کا سلطان یعنی تسلط درحقیقت ان پر ہے جو شیطانی وسوسہ اور الہام کو قبول کر لیتے ہیں لیکن جو لوگ دور سے نور کے تیر سے شیطان کو مجروح کرتے ہیں وہ کچھ بکے جائے اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ شیطانی تسلط سے مستثنیٰ ہیں۔ مگر ضروری ہے کہ ملکوت السّماوات والارض دیکھنے میں مخلوقات کے مشاہدہ کا دائرہ پورا کرنے کے لئے وہ اس عجیب الخلقت وجود کا چہرہ دیکھ لیں اور کلام سن لیں جس کا نام شیطان ہے اس سے ان کے دامن تنزہ اور عصمت کو کوئی داغ نہیں لگتا۔

کیا بادشاہوں کے حضور کبھی بدمعاش کلام نہیں کرتے؟ سو ایسا ہی روحانی طور سے شیطان نے یسوع کے دل میں اپنا کلام ڈالا۔ یسوع نے اس شیطانی الہام کو قبول نہ کیا، بلکہ ردّ کیا، سو یہ قابل تعریف بات ہوئی اس سے کوئی نکتہ چینی کرنا حماقت اور روحانی فلاسفی سے بے خبری ہے۔ ملخصاً

جواب۔ شیطان کا تسلط و سلطان ضرور ان پر ہوتا ہے جو شیطانی خصلت انا خیر مّنه والی کو پسند و قبول کر کے اپنی شیخی و تکبر کے اظہار میں دن رات مصروف رہتے ہیں کیونکہ ہم جنسی کا یہ لازمی خاصہ ہے، دیگر عاجز مسکین عبادالرحمٰن تفاخر شیخی و تکبر سے متنفر بے شک فضل و کرم ارحم الراحمین انّ عبادی لیس لک علیھم سلطان (تحقیق میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہیں) کے مستحق و مصداق ہیں۔ اللّٰھم اجعلنا منھم بفضلک و رحمتک۔

❊ مرزا صاحب نے ابھی فرمایا شیطان، جبریل کی طرح آیا ہوگا، پھر کہا شیطان کیونکر انسانی طور پر کھلے کھلے آ سکتا ہے۔ اب فرماتے ہیں کہ مستثنیٰ لوگ ضرور ہی اس کا چہرہ دیکھ لیں۔ غور فرماویں کہ ایسے غیر مقرر متضاد و بے سروپا بیانات و تحریرات کس وقر کے لائق ہیں۔

❊ طرفہ تر یہ کہ اپنے رسالہ فتح مسیح میں مسیح کو خوب دل کھول کر برا کہہ کر دشنام دہی فحش گالیوں کا تختہ مشق بنا کر پھر لوگوں کے دل رکھنے کو عذر کیا ہے کہ یہ ہم مسیح کو نہیں کہتے بلکہ یسوع کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں جس کا نام قرآن میں نہیں ہے اور یہاں پھر حافظ نباشد کے مصداق کی طرح مسیح و یسوع کو ایک جان کر اور مان کر فرمایا کہ شیطان نے یسوع کے دل میں اپنا کلام ڈالا اس نے شیطانی الہام کو قبول نہ کیا۔ اب انصاف فرماویں کہ وہ سبّ وشتم مرزا کا مسیح کے حق میں ہوا یا کسی اور کے؟ مرزا کو تو کچھ پرواہ نہیں لیکن مسلمانوں کو ایسی اندھی بے ضروری فلاسفی وفضول بے سروپا قصص، بے اصل قیل وقال کے سنانے کی کیا حاجت ہے۔ کبھی کچھ تو غور وانصاف فرمائیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کو شیطانی الہام ہونا

ضرورت الامام کے صفحہ ۱۷ پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

> لیکن جیسا کہ یسوع نے اپنے نور کے تازیانہ سے شیطانی خیال کو دفع کیا اور اس کے الہام کی پلیدی فوراً ظاہر کر دی ہر ایک زاہد وصوفی کا یہ کام نہیں۔ سید عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شیطانی الہام مجھے بھی ہوا تھا۔ شیطان نے کہا اے عبدالقادر تیری عبادتیں قبول ہوئیں، اب جو دوسروں پر حرام ہے تیرے پر حلال، اور نماز سے بھی فراغت ہے جو چاہے کر۔ تب میں نے کہا اے شیطان دور ہو، وہ باتیں میرے لئے کب روا سکتی ہیں؟ جو رسول اللہ ﷺ پر روا نہیں ہوئیں۔ تب شیطان مع اپنے سنہرے تخت کے میری آنکھوں کے سامنے گم ہو گیا۔

جواب۔ سیدنا مسیح کے ارفع واولی شان کی نسبت وغیرہ عرض ہو چکا ہے۔ سید عبدالقادر جیلانی جن کی فضیلت وشان در باب توحید وتفرید وانابت ورضا برضاء الٰہی واتباع سنت وغیرہ پر ان کی کتاب فتوح الغیب وغیرہ اور آپکے حالات وکرامات پر کتاب بہجۃ الاسرار جس میں بسند متصل بڑی تحقیق سے آپکے حالات درج ہیں، شاہد ہیں۔ ان کی اور سیدنا مسیح کی نسبت مرزا نے تحریر فرما دیا کہ شیطان نے الہام کیا لیکن خود بدولت کی نسبت کہیں نہیں فرمایا کہ ان کا بھی کبھی اسکے ساتھ سابقہ پڑا یا نہ۔ اگرچہ جو تفہیمات ومیعاد مقررہ مرزا اسی طرح پوری نہیں ہوئیں ان میں تو ضرور بالضرور بیقین کامل اسکا دخل مان لینا چاہیے جیسا کہ آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر وروشن ہے۔

مرزا کا یہ بیان کہ جب شیطان نے یہ کہا کہ اے عبدالقادر دوسروں پر حرام تجھ پر حلال، نماز سے بھی اب تجھے فراغت ہے جو چاہے کر، وغیرہ، تو پیران پیر نے صاف کہا کہ دور ہو ..الخ، یہ جواب وسرزنش نہایت صحیح ودرست ہے اور کاملین اہل اللہ کی یہی شان ہے۔ جیسا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ پیر صاحبؒ کے اقوال سے بھی ظاہر ہے کہ جو حقیقت شریعت سے ثابت نہ ہو وہ کفر و الحاد ہے۔ اصل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہے، اعمال کتاب و سنت پر عرض کرنے چاہیے۔ کتاب و سنت امام بنا اور ان میں تامل و تدبر کے ساتھ نظر کر اور ان کے مطابق عمل کر۔ سلامتی کتاب و سنت کے ساتھ ہے وغیرہ۔ انتہی۔ تو پھر وہ بایں فضل و کمال ایسا صریح خلاف شریعت شیطانی الہام کیوں کر قبول کرنے لگے تھے؟ علاوہ ازیں وہ کامل مشائخ و مرشدوں کی صحبت دیکھے ہوئے تھے اور شیطانی مکر و فریب سے خوب واقف تھے۔

یہ صحیح ہے کہ اس کے دھوکہ و فریب سے بچنا محفوظ رہنا بقول مرزا ہر ایک زاہد و صوفی کا کام نہیں اور ایسا ہی تعلیٰ پسند، ہوا پرست، خودغرض کم تجربہ ملہم کا بھی شیطانی دھوکہ کو پہچان کر اس سے بچنا مشکل بلکہ ناممکن ہے اور خاص ایسے دھوکہ و مغالطہ کی شناخت کیلئے ہی رہبر کامل و مرشد اکمل کی سخت حاجت ہے اور اسی لئے خادمان دین نے کتابیں تلبیس ابلیس وغیرہ کے نام سے تصنیف فرمائی ہیں لیکن مرزا تو ان کی پرواہ ہی نہیں کرتے اپنے ہی علم پر نازاں ہیں۔ کاش وہ متقدمین کی تصانیف دیکھتے یا کسی کامل مرشد کی صحبت میں چندے فیض یاب ہوتے تو کچھ ان امور کی واقفی ہو جاتی۔

اب پیران پیرؒ نے جو شیطان کو جواب دیا، اسی کو محک قرار دے کر مرزا خود بدولت کے حال و دعاوی فضل و کمال پر نظر عمیق و توجہ فرمائیں کہ پیران پیرؒ نے ایسے الہام کو فوراً شیطانی سمجھ کر ردّ کر کے جواب دیا، دور ہو، لیکن مرزا نے اسی مضمون کے اپنے الہام اعمل ماشئت فانی قد غفرت لک۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق، براہین احمدیہ صفحہ ۵۶۰ (تو جو چاہے کر پس میں نے تجھے بخش دیا۔ میری طرف سے تیرا ایسا مرتبہ ہے کہ خلقت نہیں جانتی) پر باوجود پیر صاحب و تمام امت سلف و خلف بلکہ بعض انبیاء سے بھی افضلیت کے دعوے دار ہونے کے جو عمل کیا وہ تو بظاہر یہی ہے کہ تعظیم و تکریم شریعت و احادیث نبوی کا کچھ لحاظ نہ کر کے اسلامی مقبولہ و مسلّمہ تفسیر آیات و مسائل وغیرہ کی خوب دل کھول کر مخالفت شروع کر دی۔ دیوانوں اور مجذوبوں کے اقوال کی سند سے نعوذ باللہ قرآن کی غلطیاں نکالنے کے ذکر والے مضمون شائع کرنے لگے۔ کہیں بدعوی حقائق معارف، آیات و احادیث کی الٹ پلٹ خودغرضانہ تفسیر و تشریح حسب پسند خاطر کی جن کی چند نظیریں مختلف مقامات میں بطور نمونہ درج ہیں۔ کہیں آیات قرآن کو اپنے اوپر چسپاں کر کے خود بدولت اسمه احمد کے مصداق بن بیٹھے۔ کہیں مسیح کی دلیرانہ حقارت و توہین کر کے ان کی حیات و نزول کو جو آیات قرآن و احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ملیا میٹ کیا اور ان کی مسند پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود رونق افروز ہوگئے اور پھر حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے پر کمر باندھی:

تحلیل حرام: ۱۔ اپنی اہلیہ ثانیہ کی خاطر شرعی ورثاء کو محروم الارث کرنے کے لئے جائداد کو اس کے پاس رہن رکھ دیا۔ جائے غور ہے کہ یہ عمل علاوہ اتباع وتقلید بلعم ہونے کے کیوں تحلیل حرام میں داخل نہیں ہوسکتا؟

۲۔ایسا ہی پہلی بیوی سے اولاد کو عاق کرنا۔

۳۔اظہار علمی فضیلت و فخر میں حضرات انبیاء ومعجزات و بزرگان دین ومومنین کی تحقیر ومخالفت کرنا

۴۔خلاف احادیث صحیحہ وعمل سلف وخلف وکبرائے امت کے باتباع غیر سبیل اللہ اپنی طرح طرح کی تصویر اتروانا اور مریدین کے لئے اس کو مباح کرنا، وغیرہ۔

تحریم حلال:۔اس پر بھی راضی نہ ہونا بلکہ معاذ اللہ انبیاء بلکہ خود رسول کریم ﷺ کے خاصہ میں ہاتھ ڈالنا، یعنی ازواج مطہرات امہات المومنین کا درجہ اپنی اہلیہ کو دے کر اخبار الحکم وغیرہ میں اس کو ام المومنین کے خطاب سے مشتہر کرانا۔ پھر جب ایک دوست نے حج فرض کے لئے مشورہ پوچھا تو فالنامہ موسوم بہ قرعہ شریفہ شیخ الاکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ (جن کی تصنیفات زیر مطالعہ مرزا اکثر رہتی تھیں) دیکھ کر فرمانا کہ اس سال جانا مناسب نہیں۔اسی طرح ایک دوست کو عند المشورہ فرمانا کہ اس سال حج کو جانے کی نسبت نہ جانا بہتر ہے۔

تحلیل حرام وتحریم حلال ہر دو: پھر دختر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کا اپنی الہامی بیوی قرار دینے میں تحریم حلال، وتحلیل حرام دونوں جمع ہیں۔ یعنی اگر وہ آسمانی نکاح کے موافق سے مرزا صاحب کی جائز وشرعی زوجہ ہوگئی ہے تو اس کے خاوند اصلی پر اس کی ظاہری شرعی منکوحہ زوجہ کو حلال سے حرام کرنا ہے، اور اگر احکام مسلّمہ شرع شریف وہ خاوند حال کی زوجہ ہے جیسا کہ واقعی ہے تو اس کو خود بدولت کے لئے جائز قرار دینا حرام کو حلال قرار دینا ہے۔ زیادہ تشریح سے شرم مانع ہے۔

اب ذرہ خوف خدا کو دل میں جگہ دے کر تدبر فرمائیں کہ محک وکسوٹی متذکرہ بالا کی رو سے مرزا صاحب کا کیا رنگ ظاہر ہوا اور اس میں آپ کھرے وکامل نکلے یا کھوٹے وناقص؟ اور آپ کے حال ودعاوی کا کیا حال ہوا؟

جیلانی کو جب شیطانی الہام ہوا تو عامۃ الناس کب بچ سکتے ہیں

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب جب کہ سید عبدالقادر جیلانی جیسے اہل اللہ و مرد و فرد کو شیطانی الہام ہوا تو دوسرے عامۃ الناس جنہوں نے ابھی اپنا سلوک بھی تمام نہیں کیا وہ کیونکر اس سے بچ سکتے ہیں اور ان کو وہ نورانی آنکھیں کہاں حاصل ہیں تا سید عبدالقادر جیلانی اور حضرت مسیح کی طرح شیطانی الہام کو شناخت کر لیں۔

جواب۔ مختصر تو اسی قدر کافی ہے کہ عامۃ الناس بے شک نہیں بچ سکتے اور نہیں شناخت کر سکتے جیسا کہ مرزا کے حالات سے ظاہر ہے جسکا ذکر ہو چکا ہے۔ پھر عاجز ظلوماً جہولاً انسان کی کیا ہستی ہے اور کیا حقیقت ہے، اور کیا کائنات کہ بغیر فضل و کرم حافظ و مالک حقیقی کے اس سے بچ سکے تاوقتیکہ وہ ذات پاک اس کا خود حافظ و ناصر و مربی نہ ہو جاوے۔ اور ظاہر ہے کہ جب اللہ جل جلالہ کسی بندہ کو اپنے فضل و کرم سے ایسے امور کے لئے پسند فرماتا ہے اور کسی خاص کام کے واسطے منتخب کرتا ہے تو وہ اس کو ضرور بصیرت و شناخت بھی عطا فرماتا ہے اور ایسی بلاؤں سے بمصداق ارشاد کذلک لنصرف عنه السّوء و الفحشاء انّه من عباد نا المخلصین (ایسا ہی ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں اس لئے کہ وہ ہمارے مخلص بندوں کیلئے ہے) و غیرہ محفوظ بھی رکھتا ہے جیسا کہ سیدنا پیر صاحبؒ نے بھی فرمایا ہے:

بل اللّه اکرم و لیّه واعزّ علیه عن ان یّد خله فی مقام النّقص و القبح فی شرعه و دینه بل یعصمه من جمیع ماذکر و یصرف عنه و یحفظ دینه لحفظ الحدود (اللہ تعالی کا دوست بہت عزت والا ہے اس سے کہ اللہ تعالی اس کو مقام نقص اور قبح میں ڈالے بلکہ اس کو تمام مذکورہ چیزوں سے بچاتا ہے اور دین کی حفاظت اور حدود شرعیہ کے لئے محفوظ رکھتا ہے)

ہاں بندہ پر لازم فرض ہے کہ انعام و احسان الٰہی کی شکر گذاری میں رطب اللسان رہے تاکہ شکر باعث زیادتی و افزونی نعماء ہو حسب ارشاد لئن شکر تم لا زیدنکم .. الخ اور ایسی بلیات سے محفوظ رہنے کیواسطے اپنی عبودیت و بیچارگی پیش کر کے اس حافظ حقیقی کی حفاظت و پناہ کا ہر دم بعجز و انکسار خواہاں رہے۔

باقی رہا سلوک، سو وہ تو بخیال مرزا تب ہی تمام ہو سکتا ہے جب مرزا کی بیعت میں داخل ہو، اپنے نفس کو مع لوازم بیچ دے۔ علاوہ ازیں خود بدولت مرزا و جماعت مریدین میں مصروفیت و مداومت ذکر اللہ و توجہ الی اللہ و استغراق فی اللہ و غیرہ سلوک کی نسبت تاکید اول تو ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی نہیں جس کی تصدیق اس الہام مولوی عبدالرحمٰن لکھو کے سے بخوبی ہوتی ہے جو انہیں در بارہ مرزا صاحب ہوا تھا و لا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا و اتّبع هواه و كان امره فرطاً (اور تو تابعداری مت کر جس کے دل کو ہم نے ذکر سے غافل کر کیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے لگا ہوا ہے)اور ظاہری حالت بھی اسی کے مطابق ہے ۔ پس جہاں یہ حال ہو وہاں سلوک کہاں؟

ہاں اگر کچھ سلوک ہو تو تقریر بحث مباحثہ بے شک ہے جو مخالفین اسلام کے ساتھ حسب وارشاد ادع الى سبيل ربّك بالحكمة و الموعظه الحسنة و جا دلهم بالّتي هي احسن (اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور موعظ حسنہ سے بلا اور احن طریق سے مباحثہ کر) اگر ہو تو مضائقہ نہیں۔ اور اس طرح تو تقریری مشق سے دنیاوی وکلاء وغیرہ بھی ملکہ و سلوک بحث مباحثہ کا تھوڑے عرصہ میں حاصل وتمام کر لیتے ہیں جو عاجز کی طبیعت ونسبت کے ہرگز موافق نہیں ۔ کیونکہ عاجز کو تو کبھی کبھی یہ حکم الہاماً ہوتا ہے

صد کتاب وصد ورق در نار کن جان ودل را جانب دلدار کن

از دروں شو آشناؤ از بروں بیگانہ وش ایں چنیں زیبا روش کم دیدہ ام اندر جہاں

اس لئے عاجز ایسے سلوک کے حاصل وتمام کرنے سے عاری ومعذور ہے۔

اور مرزا صاحب نے خود بھی اپنے مریدین و جماعت کے سلوک کا حال پہلے اخیر رسالہ شہادۃ القرآن بذیل مضمون التوائے جلسہ ۱۸۹۳ء لکھا ہے اس کی نسبت شاید کہا جاوے کہ اس کو عرصہ ہو گیا ہے اور اب فیض صحبت میں بہ نسبت سابق بہت ترقی ہے تو اس کے ثبوت میں مرزا صاحب کا اشتہار ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء جس میں آپ نے بعد تنبیہ ونصیحت اخیر پر مختصراً، نماز میں حاضر نہ ہونا، مجلس میں ٹھٹھا ہنسی، حقہ نوشی، فضول گوئی کا شغل، پرہیز گاری کے اصول پر قائم نہ ہونا، وغیرہ لکھا ہے، کافی ووافی شہادت ہے کہ حاضر باشان صحبت والا کو عرصہ دراز میں سلوک اتمام کر کے کیا کیا کمالات حاصل ہوتے ہیں۔

بالآخر مرزا کے اپنے الہام اعمل ما شئت (کر تو جو چاہے) مذکورہ فصل گذشتہ و دیگر الہامات متذکرہ باب اول فصل ۱۰، نیز وہ الہام جن کے سال ہا سال تک نہ سمجھنے کا ایام الصلح میں مرزا صاحب نے خود اعتراف کیا ہے وغیرہ ان سب کی شناخت میں جو خود بدولت مرزا صاحب کی نورانی آنکھوں نے کام کیا ہے اس پر بھی تدبر وتامل فرمائیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاہنوں کو شیطانی الہام اور چارسو نبی کی جھوٹی پیشگوئی

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۱۷۔۱۸ پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

یاد رہے کہ وہ کاہن جو عرب میں آنحضرت ﷺ کے ظہور سے پہلے بکثرت تھے ان لوگوں کو بکثرت شیطانی الہام ہوتے تھے اور بعض وقت وہ پیش گوئیاں بھی الہام کے ذریعہ کرتے تھے اور تعجب یہ کہ ان کی بعض پیش گوئیاں سچی بھی ہوتی تھیں . الخ۔

جو شخص شیطانی الہام کا منکر ہے وہ انبیاء کی تمام تعلیم کا انکاری ہے اور نبوت کے تمام سلسلہ کا منکر ہے۔ بائبل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چارسو نبی کو شیطانی الہام ہوا تھا اور انہوں نے الہام کے ذریعہ سے جو ایک سفید جن کا کرتب تھا ایک بادشاہ کی فتح کی پیش گوئی کی۔ آخر وہ بادشاہ بڑی ذلت سے اسی لڑائی میں مارا گیا اور بڑی شکست ہوئی اور ایک پیغمبر جس کو حضرت جبریل سے الہام ملا تھا اس نے بھی خبر دی تھی کہ بادشاہ مارا جائے گا اور کتے اس کا گوشت کھائیں گے اور بڑی شکست ہوگی۔ سو یہ خبر سچی نکلی مگر اس چارسو نبی کی پیش گوئی جھوٹی ظاہر ہوئی۔

جواب۔ زیادہ تعجب تو مرزا یہ کریں کہ ان کاہنوں کے شیطانی الہام والی پیش گوئیاں پوری ہوں اور یہاں دعویدار مسیحیت مجددیت وافضلیت بر بعض انبیاء کے تحدی اور مقابلہ والے الہامات تفہیمات اور میعاد مقررہ ومشتہرہ جن کو ربانی اپنے صادق وکاذب ہونے کا محک قرار دیا گیا ہو وہ بھی سچی وپوری نہ نکلیں اور بعد میں بات بنانے وبحالی جماعت کے لئے تاویلات رکیکہ سے تمسک کر کے مشقت وتکلیف اٹھانی پڑے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ یہ مقام تو بڑی عبرت و استغفار کا ہے کہ باوجود علم کے آدمی نہ سمجھے اور جن کے کرتب کو نہ پہچانے لیکن بباعث کبر وتعلّی ختم اللّٰه علی القلب پر جیسا کہ عاجز کو الہام ہوا ہے کسی کی کیا پیش کی جا سکتی ہے؟

اول تو مرزا صاحب اختلافات الہامات کا خود انکار فرما چکے ہیں چنانچہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۵ میں فرمایا:

یہ وہم کہ اگر الہام اولیاء شریعت حقہ محمدیہ کے مخالف ہو تو پھر کیا کریں، یہ ایسا ہی قول ہے جیسا کوئی کہے کہ اگر ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام کے مخالف ہو تو پھر کیا کریں، پس ایسے وساوس کا جواب یہ ہے کہ ایسا کامل النور الہام جس کی ہم نے اوپر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعریف لکھی، ممکن نہیں کہ شریعت محمدیہ کے مخالف ہو اور اگر کوئی کم فہم کچھ مخالف سمجھے تو وہ اس کی سمجھ کا قصور ہے۔

اور اب فرماتے ہیں کہ انبیاء کو مخالف الہام ہوا ہے۔ اس پر خود بخود یہ سوال آتا ہے کہ مرزا صاحب کا پہلا قول حق ہے یا یہ دوسرا؟

❁ انبیاء کی تعلیموں اور تمام سلسلہ نبوت کا وہی منکر کہلائے گا جو ان تعلیموں اور مسائل شرعیہ میں خواہش نفس سے مداخلت کر کے ان کو ردّ و بدل کر کے شائع کریگا جو کسی مومن کا حوصلہ و کام نہیں

❁ جب بائیبل اور انجیل موجودہ کو مرزا اصلی انجیل نہیں مانتے (صفحہ ۱۴ ضرورۃ الامام) تو پھر اسکے ایسے بے ثبوت قصص پر جن میں تحقیر و توہین انبیاء ہو ان کی صداقت مشتبہ ہو انکے الہامات کو شیطانی اور سفید جن کا کرتب کہا گیا ہو، ان پر بے ضرورت و بلا دلیل اعتماد کر کے وعید قرآن ومن یّشاقق الرّسول من بعد ما تبیّن له الهدی و یتّبع غیر سبیل المومنین نولّه ما تولّی و نصله جهنم و ساءت مصیراً کا مصداق بننا کیا ضرور ہے؟

❁ مرزا صاحب چاہے محرف کتب کے ایسے فضول و بے بنیاد قصوں کو قبول و تصدیق کریں لیکن چونکہ مسلمان انبیاء کو نزول وحی و تبلیغ رسالت میں بالکل معصوم مانتے ہیں لہذا وہ ایسے قصص ہرگز قبول نہیں کرتے۔

❁ مرزا صاحب کو تائید دین اسلام و حمایت انبیاء کا خصوصیت سے بڑا دعوی ہے لہذا سوال یہ ہے کہ چارسو نبیوں کو شیطانی جھوٹا الہام ہونے والا مسئلہ بار بار اپنی کتابوں میں درج کرنے میں دین اسلام کی کیا تائید اور انبیاء کی کیا حمایت مرزا صاحب نے کی ہے؟ بظاہر تو اس پاک و برگزیدہ جماعت کی وحی و رسالت کو ساقط الاعتبار اور ان کی توہین کر کے تمام مسلمانوں کا دل دکھایا ہے۔

❁ مرزا نے یہ مسئلہ انبیاء کو جھوٹا الہام ہونے والا، اپنے رسالہ ضرورۃ الامام و ازالہ اوہام میں تو بظاہر دوسرے غریب عاجز مسلمین ملہمین کے الہامات کو خفیف و بے اعتبار ثابت کرنے کے واسطے درج کیا ہے، بایں مدعا کہ جب ایک گروہ کثیر انبیاء بھی دھوکہ و دستبرد شیطانی سے بچ نہیں سکا تو دوسرے غریبوں کی کیا حقیقت ہے؟ لیکن یہ خیال نہیں کیا کہ جب یہی حال ہے تو پھر خود بدولت کے الہامات و تفہیمات جو پورے بھی نہیں ہوئے، ان کے شیطانی دخل سے مامون و محفوظ رہنے پر کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ اور مجرد زبانی دعوی کہ نبیوں کو اور دوسرے مسلمین مومنین کو تو شیطانی الہام ہوتے ہیں لیکن ہم (مرزا) کو نہیں ہوتے، اس کا کیا ثبوت ہے؟ اور کون صاحب عقل سلیم اس کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاثبوت و دلیل قبول کر سکتا ہے؟ یا مرزا صاحب نے اس لئے اس مسئلہ کو لکھا ہے کہ لوگ یہ امر سن کر اور جان کر کہ نبیوں کے الہام بھی پورے نہیں ہوتے لہذا وہ خود بدولت مرزا صاحب کے الہامات پر جو الوپ گئے اور پورے نہیں ہوئے، کچھ خیال نہ کریں اور ان پر کچھ متردد و متعجب نہ ہوں۔ لیکن یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ انبیاء کی نسبت تو مسلمانان کا ہرگز ایسا اعتقاد نہیں کہ ان کے الہام و پیش گوئیاں کبھی بھی خطا جائیں، بلکہ وہ دوسرے مومنین ملہمین متبع سید الاولین والآخرین کے الہامات کو بھی جب دیکھتے ہیں کہ بفضلہ تعالی وتقدس بغیر کسی تاویل وحیلہ حوالہ کے برابر اسی طرح پورے ہوتے ہیں تو اس صورت میں وہ مرزا صاحب کے اس خیال کے کبھی موافق نہیں ہو سکتے۔ یا مرزا صاحب ایسے بے بنیاد قصص کو اپنے حقائق و معارف میں شمار کرتے ہوں گے سو اس کا یہ حال ہے کہ جن کتب سے مرزا صاحب نے یہ حقائق و معارف لکھے ہیں اول تو بقول مرزا صاحب وہ اصلی اور بالکل قابل اعتماد ہی نہیں۔ اور ان کو دیکھا بھی جاوے تو مرزا صاحب کے فہم و فراست و دقیقہ رسی و معنی شناسی کا حال دگرگوں ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اس قصہ کے متعلق توراۃ موجودہ و مروجہ سے تو یہی ظاہر و ثابت ہوتا ہے کہ وہ چارسو نبی جن کی پیش گوئی جھوٹی نکلی وہ بت پرست و مندروں کے نبی یا مہنت پجاری تھے، نہ کہ خدا عزوجل کے برحق نبی جیسا کہ مرزا صاحب نے سمجھا اور لکھا ہے۔...

❁ مزید براں نہایت قابل غور یہ امر ہے کہ مرزا صاحب جیسے بناوٹی نبی تو بدعوی مسیحیت بزبان خود ساری دنیا وروئے زمین کے واسطے اکیلے کافی ہوں اور وہاں اکٹھے چارسو برحق نبی کی ایک ہی جگہ ایک ہی وقت میں جمع کرنے کی یک لخت ضرورت پڑی۔

❁ پھر جب بموجب قاعدہ مسلمہ مرزا صاحب کو پاکوں کو شیطانی وسوسہ پر بلاتوقف مطلع کیا جاتا ہے (ضرورۃ الامام، صفحہ ۱۳): جلدتر وہ شیطانی خیال دور و دفعہ کیا جاتا ہے اور ان کے دامن پر کوئی داغ نہیں لگتا (صفحہ ۱۵ رسالہ ضرورۃ الامام): شیطانی دخل کبھی انبیاء ورسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے مگر وہ بلاتوقف نکالا جاتا ہے (ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۸)۔ چونکہ یہ شیطانی الہام دفعہ اور دور نہیں کیا گیا اور نہ اس پر ان کو مطلع کیا گیا حتی کہ وہ واقعہ پورا ہو گیا اور نہ ان کا دامن داغ سے صاف رہا تو اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ وہ جھوٹی پیشگوئی کرنے والے برحق و پاک نبیوں سے نہ تھے بلکہ مندروں کے پجاری ہی تھے۔ غرض ہر طرح سے کما حقہ ثابت ہے کہ وہ جھوٹے پیش گوئی کرنے والے بتوں و بچھڑوں کے مندر کے نبی تھے، نہ اللہ جل شانہ وعم نوالہ کے۔

❁ قاضی محمد سلیمان صاحب نے بھی غایت المرام حصہ دوم میں اسی مسئلہ کی نسبت لکھا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس پر بحمایت مرزا صاحب مولوی حکیم نورالدین نے اپنے خط مورخہ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء مشتہرہ اخبار الحکم ۲۴ نومبر ۱۸۹۹ء میں قاضی صاحب پر بہت لے دے کر کے ان کی غایت المرام کو لکھا ہے کہ :

ہیچ نیست واعتراض ہیچ نیست

بعل وغیرہ کے نبیوں کا ذکر اس پیش گوئی کے متعلق تو صریحاً توراۃ میں کئی جگہ درج ہے ،لیکن نہایت تعجب یہ امر ہے کہ مولوی حکیم نورالدین نے تاریخ، باب ۱۸ کی نقل کے اخیر پر کیونکر اس امر کی نفی کر کے بیان فرما دیا ہے کہ:

کہاں نبیان بعل کا ذکر ہے اور سلیمان نے کیسا دھوکہ دیا اور ٹھوکر کھائی۔ انتہی۔

یہ تجاہل عارفانہ وانکار مولوی صاحب جیسے نوردین وصاحب علم وفضل سے نہایت ہی باعث حیرت ہے۔

مولوی نورالدین صاحب نے اپنے خط کے خاتمہ پر لکھا ہے:

ذرہ غور کرو کہ وہ بعل کے نبی تھے یا خداوند کے اور وہ روح خدا تعالی کے حضور سے پروانگی لے کر ان انبیاء کے پاس آئی تھی یا بعل سے، پھر اس راست باز نبی نے بھی پہلے انبیاء کی ہاں میں ہاں ملائی تھی یا نہیں؟

سو اس کا جواب کہ وہ بعل کے نبی تھے یا خداوند کے، توراۃ سے بخوبی عیاں ہے کہ وہ خدا کے نبی نہ تھے۔ دوسری بات کہ وہ روح کہاں سے پروانگی لے کر آئی تھی سو اگر مولوی صاحب بجائے کسی دوسرے سے غور کرانے کے خود ہی غور فرما کر توجہ دلی سے قرآن مجید کی طرف التفات کرتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ وہ روح وہیں سے آئی تھی جہاں سے شیطان رجیم آیا جہاں سے اور بدکار بے ایمان خالق و مالک کی نافرمانی کرنے والے وسوسہ ڈالنے والے آتے ہیں جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا ہے:

قال اذھب فمن تبعک منھم فانّ جھنم جزاء کم جزاءً موفوراً۔ واستفزز من استطعت منھم بصوتک واجلب علیھم بخیلک ورجلک وشارکھم فی الاموال والاولاد وعدھم۔ وما یعدھم الشّیطان الّا غروراً۔ (فرمایا جا جو تیری پیروی کرے گا ان میں سے پس تحقیق دوزخ ہے سزا تمہاری پوری اور بہکا جس کو بہکا سکے ان میں سے اپنی باتوں سے اور چڑھا لا ان پر اپنے سوار اور پیادے اور شریک ہو ان کے مال واولاد میں، اور وعدہ دے ان کو، اور نہیں وعدہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ان کو شیطان مکر فریب کا)

و من یّعش عن ذکر الرّ حمن نقیّض له شیطا ناً فھوله قر ین (اور جو کوئی رحمان کی یاد سے منہ پھیرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان تعینات کرتے ہیں اور وہ اس کے ساتھ رہتا ہے)؛ و انّ الشیا طین لیو حو ن الی او لیا ء ھم (شیطان وحی کرتے ہیں اپنے دوستوں کی طرف)؛ ھل انبّئکم علی من تنزّ ل الشّیا طین ۔ تنزّل علی کل افا كٍ ا ثیم (کیا میں تم کو بتلاؤں کہ کس پر نازل ہوتے ہیں شیطان ۔ نازل ہوتے ہیں اوپر ہر جھوٹ باندھنے والے گنہگار کے)

اب ناظرین غور فرمائیں کہ مسئلہ کے متعلق دھوکہ کس نے دیا اور ٹھوکر کس نے کھائی ہے اور آیا راستی کو دھوکہ قرار دینا نور دینی وفراست ایمانی کا کام ہے یا اس سے برعکس؟

افسوس کہ مرزا نے اپنی نا کام پیشگوئیوں کی تقویت اور دوسرے عاجز مومنین کے الہامات کی تحقیر اور خود بدولت کے اظہار فضیلت کی خاطر یہ قصہ لکھ کر اور اس قصہ کی باتباع یحرّفون الکلم عن موا ضعه (پھیرتے ہیں باتوں کو ان کی جگہ سے) والوں کے اصل تشریح اور حقیقت ظاہر نہ کر کے غریب مسلمانوں کو حیرانی میں ڈالا لیکن بفضلہٖ تعالی حسب ارشاد والعاقبة للمتّقین الخ (اور انجام بخیر متقیوں کا ہے)۔ مسلمانوں کو فائدہ ہی ہوا کہ ان کو اصل قصہ دیکھ کر مرزا صاحب کی راستی صداقت و دیانت وفہم وفراست حقائق شناسی و دقائق رسی کا حال معلوم ہو گیا۔

جب یہ مسئلہ تحقیق ہو رہا تھا تو مرزا صاحب کے ایک معتبر مرید صاحب ۱۸ فروری ۱۹۰۰ء کو اول رفیق عاجز کو زبانی اور پھر عاجز کی عدم موجودگی میں عاجز کے مکان پر مرزا صاحب کا پیغام ذیل تحریر کر کے دے آئے:

...حضور (مرزا صاحب) نے جب مجھ سے منشی عبد الحق اور آپ کا بسبب ہمسائیگی منشی صاحب کے پوچھا تو بندہ نے عرض کی کہ میرے ساتھ تو فقط گفتگو بعل کے نبیوں اور دیگر انبیاء زادوں کی جنھوں نے پیش گوئی تھی گفتگو دو تین روز کچھ عرصہ کیلئے ہوتی رہی جس میں ان کے اعتراض جیسے کہ تھے عرض کیئے تو آپ (مرزا) نے بڑی لمبی بسیط تقریر فرمائی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اعتراضات ان کی کتاب زیر طبع میں ایسے ہی ہیں ان کیلئے آپ کو میرا پیغام پہنچا دو کہ اگر ایسا ہی انہوں نے لکھا ہے تو چونکہ وہ ایک عرصہ دراز کیلئے میرے ملاقاتی رہ چکے ہیں اس لئے میں نہایت درد سے کہتا ہوں کہ وہ اگر کچھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایسے طبع کرا چکے ہیں تو اس کو ضائع کر دیں اور سرکشی سے مجتنب رہیں ورنہ یاد رکھیں اور ضرور یاد رکھیں کہ ان کی سخت پردہ دری ہوگی اور سخت رسوا و ذلیل ہوں گے سخت ذلیل ہونگے سخت ذلیل ہوں گے اور پھر ان کے وہ مولوی جن پر ان کا انحصار ہے ان کی دست گیری نہیں کر سکیں گے ۔ انتہی بلفظہ

مولوی نور دین کے خط ۳ جولائی ۱۸۹۹ء اسمی حافظ محمد یوسف (مندرجہ رسالہ خلاف بیانی) باستدعا برس چھ مہینے مخالفت چھوڑ کر خاموش رہنے کے مطالبہ پر جیسے عاجز کو الہام ہوئے تھے یعنی:

اتّبع ھواہ وکان امرہ فرطاً (وہ اپنی ہواء نفس کا تابع ہوا ہے اور اسکا کام حد سے بڑھا ہوا ہے)

فاصدع بما تومر (جو تجھ کو امر ہوا وہ آشکارا کر دے)

ایسے ہی اس پیغام مرزا صاحب کے مطالعہ کے پہلے و مابعد بھی الہامات ذیل ہوئے:

(پہلے) اللّھمّ افتح لی ابواب رحمتک (یا اللہ اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول)

اللّھمّ طھّر بیتی للطّائفین (یا اللہ میرے گھر کو زائرین کے واسطے پاک رکھ)۔ وغیرہ

(مابعد) انّ صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للّٰہ ربّ العالمین و بذلک امرت و انا اوّل المسلمین ۔ (تحقیق میری نماز، میری تمام عبادت، میرا جینا مرنا، سب اللہ رب العالمین کے واسطے ہے اور مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے اور میں اس کے پہلے فرمان بردار بندوں میں ہوں)

ان الہامات میں مرزا صاحب کے پیغام کا کافی جواب ہے اور ان سے ثابت ہوتا ہے کہ تحقیقات مسائل باعث کشادگی دروازہ ہائے رحمت طہارت اندرونی عاملین و عجز و ناکامی مزاحمین مانعین تحقیق ہے جن کو تقوی کا حکم کر کے حاضری یوم آخرت بحضور اللہ تعالی اور ہر ایک نفس کو حسب اعمال پوری جزا ملنے کی نصیحت ہے ۔ پھر دھمکی کا جواب ہے کہ ہمارا تو سب کچھ اللہ تبارک و تعالی کا ملک و مال ہے ہماری عزت و ذلت کیا، اس کے بعد مرزا صاحب کے پیغام پر وعید ہے جو قابل توجہ ہے اور ان سے یہ بھی ظاہر و بین ہے کہ جس امر کو مرزا صاحب اپنی لغت میں اپنے حالات و معاملات و واقعات کے موافق ذلت قرار دیتے ہیں وہ عین عزت ہے اور مسائل کو صمّ بکم ہو کر بلا تحقیق مان لینا و یا تحقیق و تنقید سے مانع ہونا و ڈرنا اصل ذلت ہے یا سوائے ایمانی عزت کے کوئی دوسری عزت سمجھنا بموجب اس ارشاد قرآن مجید کے وللّٰہ العزّۃ و لرسولہ و للمؤمنین و لکنّ المنافقین لا یعلمون (اور عزت اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافقین نہیں جانتے) منافقانہ سمجھ و فہم ہے کہ اندر کچھ ہو اور باہر کچھ جیسا کہ مرزا صاحب نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے اخلاق امام الزمان کا وصف بیان فرمایا ہے۔

پھر دنیا میں کون صاحب عقل سلیم وتقوی اللہ اس امر کا قایل ہے کہ تحقیق مسائل دینی میں ذلت ورسوائی و پردہ دری ہے ہاں جس کی بناوٹ خودغرضی وجھوٹ اس تحقیق میں ظاہر ہو اس کی پردہ دری وذلت تو ضرور ہے۔ قرآن میں تو اللہ اچھی طرح عقل سے مسائل نہ سمجھنے والوں کے حق میں فرماتا ہے انّ شرّ الدّواب عند اللّٰہ الصمّ البکم الّذین لا یعقلون۔ اور تحقیق و تفقہ مسائل کی تاکید فرماتا ہے: فلو لا نفر مّن کلّ فرقۃٍ مّنھم طائفۃ لیتفقّھوا فی الدّین و لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلّھم یحذرون (ایسا کیوں نہ کیا کہ ان کی ہر ایک جماعت میں کچھ لوگ نکل کر دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپسی پر اپنی قوم کو ڈراتے تاکہ وہ حذر کرتے) ان جاءکم فاسق بنبا فتبیّنوا (اگر آوے تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لیکر، تو تحقیق کرلو) وغیرہ۔ اور مرزا صاحب حقائق و معارف کے دعویدار ہو کر اس کے مخالف تحقیق وتنقید سے روکتے و مانع ہوتے ہیں۔ اگر فرماویں کہ یہ مسئلہ دینی مسائل میں سے نہ تھا کہ اس کی تحقیق ضروری ہوتی تو اس پر یہ سوال ہوگا کہ پھر خود بدولت نے بدعوی امام الزمانی وسراپا حمایت دینی اس کو کیوں بابار لکھا ہے؟

یہ امر مسلّم واظہر من الشّمس ہے کہ جس شخص کے جواہرات ومتاع سچے کھرے نفیس بیش بہا ہوں وہ تو بآواز بلند نقارہ کی چوٹ سے خریداروں کو یہی کہتا ہے کہ خوب پرکھو۔ جانچو، آزماؤ، آنچ دے کر دیکھو، کسوٹی پر لگاؤ، جس قدر زیادہ تفتیش وامتحان کروگے اسی قدر انکو اصلی اعلی وکامل المعیار پاؤگے اور جوہری مالک کی قدر بڑھ کر اس کی عزت وصدق کا اعتبار دوبالا ہوگا۔ ہاں جس کو اپنی ملمع سازی دھوکہ اور اپنے مال کے کھوٹا وجھوٹا ہونے کا کھٹکا ودھڑکا ہو تو ضرور اپنی قلعی کھلنے کے ڈر وخوف سے خریدار کو ہرطرح تحقیق وآزمائش سے روکنے اور تنقید و پرکھنے سے باز رکھنے کی سعی و کوشش کرے گا۔ پس مرزا کو اگر اپنے صادق اور اپنی تحقیق وتصانیف وکلمات سراسر حق ہونے کا یقین ہے جیسا کہ اوصاف امام میں ان کو بیان کیا ہے تو ان کو خوش ہونا چاہیے کہ لوگ جوں جوں تحقیق وتفتیش وآزمائش کریں گے توں توں اس کا صدق واعتبار بڑھے گا اور لوگ انکے مطیع ہونگے نہ یہ کہ اسکے برعکس کشف حالات وتحقیق وتنقید سے ڈریں اور گھبراویں اور اس کو روکیں اور اپنی جماعت مریدین میں بھی اپنے ادب وتعظیم وتکریم کی اس قدر مبالغہ واصرار سے تاکید وعمل درآمد رکھیں کہ ان کی ہر بات بلاچون وچرا بسروچشم قبول کر کے مریدین آمنا وصدقنا ہی کہتے رہیں۔ اور کسی امر ومسئلہ کے استفسار وتحقیق وتفتیش کی ہرگز جرأت نہ کریں جیسا کہ آج کل ان کا عمل ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ مرزا صاحب کے مع اپنے مریدین کی تصویر کھنچوانے پر جب دوسرے مریدین نے کچھ سوالات واعتراضات کئے تو مرزا صاحب کے ایک غالی مداح مرید نے ان کے جواب میں اس کو کورانہ تقلید کی وجہ سے شورش پیدا ہونا اور ضعف قلب کی وجہ سے مزید اطمینان یا شرح صدر کے لئے اس پر نصوص سے دلائل چاہنا کہہ کر اخبار الحکم ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء میں لکھا ہے کہ:

میں اس وقت موقعہ نہیں دیکھتا کہ تصویر کی نسبت نقلی مباحثات کے الجھیڑے میں پڑوں مگر میں ایک عظیم الشان دلیل جس کے ذوق سے میرا سراپا مسرور ہے ایسی پاتا ہوں کہ اس کے بعد ان کے لئے خصوصاً جو کسی طرح حضرت اقدس کو امام الزمان موید من اللہ مان چکے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی اگر وہ طبع سلیم رکھتے ہوں اس سے زیادہ صاف اور قوی دلیل نہیں ہوسکتی اور وہ کیا ہے خود حضرت موید من اللہ مکلم اللہ مقرب اللہ کا عمل اور حضرت حکم عدل کا فعل۔

پھر نصیحت کی ہے کہ:

اب ان لوگوں کا فرض کیا ہے جو ایک امام یا لیڈر کو اس کے پورے معنی میں تسلیم کر چکے ہیں یہی کہ اس کی ہر حرکت ہر سکون ہر فعل غرض اس کی ہر ادا کے ساتھ انہیں کلی صلح اور پوری موافقت ہو جائے اور دل کے کسی گوشہ میں اس کے کسی فیصلہ پر کوئی اعتراض اور نکتہ چینی باقی نہ رہے۔

پھر آیت کریمہ فلا و ربّک لا یؤمنو ن حتّی یحکّمو ك فیما شجر بینھم (قسم ہے تیرے رب کی یہ لوگ ہرگز ایمان دار نہ ہوں گے جب تک کہ اپنے جھگڑوں میں تجھ کو حاکم نہ بنائیں) وغیرہ کے خلاصہ کے طور پر تشریح کر کے کہا ہے کہ:

میں بار بار کہونگا کہ شرط استفاضہ یہی ہے اور خدا کی خوشنودی اسی میں ہے کہ ایمان میں اپنے تئیں قرآن مجید کی اس آیت کے مصداق بنائیں اور اس کی سب باتوں کو روح اور راستی سے قبول کریں اور اس علم حق کے مقابل اپنے علم خشک کی پگڑیاں اتار دیں۔

بعدہ لکھا ہے:

کیا اسی طرح ہماری روحیں محسوس کرتی ہیں کہ ہماری دلی اور لذیذ اعتقاد کی تکیہ گاہ امام زمان ہے اور اس سہارے کو محسوس کر کے واقعی طمانیت اور سکینت انہیں حاصل ہوگئی ہے اگر یہ ہے تو مبارک ورنہ ایمان کی اور زندہ ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ مردہ ایمان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مذہب ایمان اور ظلمتوں کی تحت الثری میں گرا ہوا ایمان کیا نفع پہنچا سکتا ہے، ملخصاً

اس تحریر میں دوتین آیات قرآن مجید تو لکھی ہیں لیکن نفس مضمون چونکہ متضمن شرک فی الرسالۃ ہے اس لئے کہ اس میں آیت فلا و ربّک لا یومنون .. الخ کو سوائے سید الاولین و الاخرین ﷺ کے کسی دوسرے کے حق میں بھی اعتقاد کیا اور اسکو ویسا ہی حکم وعدل مانا ہے اور مضمون شرک فی الالوہیۃ ہے اسلئے کہ اس میں سوائے خالق و مالک ورب العالمین اللہ سبحانہ وتعالی کے کسی دوسری مخلوق کو دلی اعتقاد کی تکیہ گاہ اور سہارا بنا کر ومحسوس کر کے طمانیت وسکینت حاصل کرنے کی تعلیم ہے لہذا یہ خلاف کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ وسراسر خلاف عقائد اسلامی ہے۔ اور اگر طوالت وعلیحدگی از اصل مقصد کا خیال نہ ہوتا تو عاجز ہر ایک ان کی خود تراشیدہ دلیل کا اظہار حق کی خاطر جواب اسی جگہ لکھتا۔

افسوس یہ کہ مریدین مرزا صاحب کے ایسے ایسے پیغام واحکام وتدابیر وغلو سے بھی سبق حاصل کر کے حقیقت حال سے واقف ہونے کی سعی نہیں کرتے بلکہ مسائل کی تحقیق سے روکنے والی دھمکیوں کی تائید وتصدیق کر کے ان کو پیش گوئیاں مانتے وسمجھتے ہیں۔ اور یہ خیال نہیں کرتے کہ احقاق حق کی مخالفت تقاضائے نورِ دین ہے یا خفائے سیرتی واخفائے حق ودین؟

مرزا صاحب کی دھمکی ذلت کا ایک پہلو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عاجز ورفیقان عاجز کی مرزا صاحب سے اس عرصہ دراز تک حسن ظن سے ملاقات کیوں رہی اور ان کی حمایت میں کیوں رہے؟ ابتدائے ملاقات میں اول ہی ان کے اصل حال ومآل سے آگاہ ہوکر فوراً ان سے علیحدگی مہاجرت وکنارہ کشی کیوں نہیں کی؟ اس کی پاداش میں اگر سزا وذلت ورسوائی وغیرہ ضروری ہے تو عاجز ورفقاء اپنی حسن ظنی کے قصور کے معترف ہوکر اب بدرگاہ غافر الذنوب توبہ واستغفار کرتے ہیں۔

بالآخر مرزا صاحب خود بدولت مقدمات وغیرہ معاملات میں جیسا کہ اپنے مریدین سے دستگیری وحمایت کے طالب ہوکر انہیں کی امداد پر انحصار سمجھا کرتے ہیں سو اسی خیال پر عاجز و رفیق عاجز کو بھی فرمادیا ہے کہ، پھر وہ مولوی جن پر انحصار سمجھا کرتے ہیں ان کی دست گیری نہیں کر سکیں گے،۔ یا شائد بہ تقلید ان لوگوں کے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے و قال الّذین کفروا ان ھذا الّا افک ن افتراہ و اعانہ علیہ قوم آخرون (اور کافر کہتے ہیں کہ یہ تو نرا جھوٹ اس نے گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس گھڑت میں اس کی مدد کی ہے) ایسا فرمایا ہے جس کا جواب قرآن مجید میں فقد جاء وا ظلماً و زوراً (پس تحقیق یہ لوگ سرتا سر ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

) آ چکا ہے لہذا اس پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں اور الحمد للّٰہ علی احسانہ کہ خالق مالک محسن مولی رحیم و کریم نے عاجز و رفیق عاجز کے کسی دینی و دنیوی امر کا کسی مخلوق پر انحصار نہیں رکھا اور نہ سوائے اپنی ذات پاک مبارک علی کلّ شیء قدیر کے اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ و اتباع و طریق سلف و خلف صالحین امت مرحومہ کے کسی ایسے ویسے مولوی فقیر یا بزبان خود مصنوعی امام وغیرہ کی دستگیری کی حاجت رکھی ہے بلکہ عاجز کو الہاماً ارشاد فرمایا ہے اذا استعنت فاستعن باللّٰہ جیسا کہ حضرت عبداللہ صاحب غزنویؒ تعلیم و تاکید فرمایا کرتے تھے۔

کثرتِ شیطانی الہام کی وجہ سے امان کا اٹھنا

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۱۸ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کہ اس کثرت سے شیطانی الہام بھی ہوتے ہیں تو پھر الہام سے امان اٹھ جاتا ہے اور کوئی الہام بھروسہ کے لائق نہیں ٹھہرتا کیونکہ احتمال ہے کہ شیطانی ہو، خاص کر جب کہ مسیح جیسے اولوالعزم نبی کو بھی یہی واقع پیش آیا تو پھر اس سے تو ملہموں کی کمر ٹوٹتی ہے تو الہام کیا ایک بلا ہو جاتی ہے اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بیدل ہونے کا کوئی محل نہیں۔ دنیا میں خدا تعالی کا قانون قدرت ایسا ہی واقع ہوا ہے کہ ہر ایک عمدہ جوہر کے ساتھ مغشوش چیزیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ دیکھو ایک تو وہ موتی ہیں جو دریا سے نکلتے ہیں اور دوسرے وہ سستے موتی ہیں جو لوگ بنا کر بیچتے ہیں۔ اب اس خیال سے کہ دنیا میں جھوٹے موتی بھی ہیں، سچے موتیوں کی خرید و فروخت بند نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ جوہری جن کو اللہ نے بصیرت دی ہے ایک ہی نظر سے پہچان جاتے ہیں کہ یہ سچا اور یہ جھوٹا ہے۔ سو الہامی جواہرات کا جوہری امام الزمان ہوتا ہے، اس کی صحبت میں رہ کر انسان جلد اصل اور مصنوعی میں فرق کر سکتا ہے۔

جواب۔ جب امام الزمان کو اپنی ہی غلطیوں کا پتہ بقول خود سالہا سال کے بعد لگے جیسا ایام الصلح میں مرزا صاحب نے خود مانا ہے تو دوسروں کے اصلی اور مصنوعی کا کیا فرق کر سکے گا؟

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ شیطانی الہام وغیرہ سے بے دل ہونے کا کوئی محل نہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب عادت کے سبب بے دل نہ ہوں لیکن دیگر مسلمانان تو نفس و شیطان کی مداخلت سے ہمیشہ اللہ عزوجل کی پناہ و حفاظت کے سائل اور لا حول و لا قوۃ الا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

با للّٰہ ، قل اعوذ بربّ الفلق .. الخ ۔ قل اعوذ بربّ النّاس ..وغیرہ کے ورد میں مصروف رہتے ہیں اور مرزا صاحب شائد اس لئے بے دل نہیں ہوتے کہ ایسی تقاریر سے دوسرے غریب مسلمانوں کے الہامات کو شیطانی بنا کر ان کا بیدل کرنا مرزا صاحب کا عین مقصود ہوتا ہے اور خود بدولت اس لئے بھی بظاہر بے دل نہیں ہوتے کہ اول تو ایسے الہامات کے عادی ہیں، دوم بروقت ناکامی وگذرنے میعاد ایسے الہامات کے تاویلات رکیکہ کی تراش خراش سے ان کو بزبان خود سچا کرنے میں بزعم خود استعداد ومہارت کامل ہے ۔سوم، اگر بے دل ہوں تو یہ سلسلہ جماعت و معیشت فراخی وتیاری مکانات وزیور وغیرہ کیونکر قائم رہے ۔

پھر اپنے آپ ہی کثرت الہامات شیطانی، ان سے امان اٹھنے، بھروسہ کے لائق نہ ہونے، ملہموں کی کمر ٹوٹنے کا سوال فرما کر خود ہی جھوٹے سچے موتیوں کی خرید و فروخت کی مثال و جواب لکھ کر خود بدولت و حاشیہ نشینان کو اس کا شناسندہ جوہری قرار دے کر مطمئن وخوش ہو گئے ۔ سبحان اللہ! اس طرح تو ہر ایک کا اختیار ہے کہ اپنے گھر میں جو چاہے بزبان خود بن بیٹھے لیکن انصاف تو تب تھا جب مرزا صاحب دوسرے غریب مسلمانان ملہموں سے بھی جو بفضل تعالی اظہار دعاوی مرزا صاحب کے پہلے ہی سے اس نعمت سے مالا مال اور تقوی وطہارت خشیت اللہ راست بازی وصدات میں بھی مقبول خاص وعام تھے ان سے بھی اس بارہ میں رائے ومشورہ لے کر ان کے دلائل واعتراضات کو توڑ کر مطمئن وصحیح جوہری ثابت ہوتے، نہ یہ کہ گھر میں زبانی سب کچھ پورا کریں اور اپنی ہی متاع کو باوجود امتحان میں کبھی سچا ثابت نہ ہونے کے بھی زبردستی سے اسی کو سچا اور دوسروں کے متاع اخلاص وعبودیت والے کو باوصف مطابقت کتاب وسنت وکامل المعیار ہونے کیا آپ بلا دلیل ومصنوعی جھوٹا اور ستا بناتے رہیں اس کو کون قبول کر سکتا ہے؟

لکھوی اور غزنوی الہامات درحق مرزا

مرزا صاحب تو کسی دوسرے مسلمان ملہم کا نام اور اس کی رائے اور شہادت درباره خود بدولت سننے کی اب تکلیف شاید ہی گوارا فرمائیں اگرچہ اپنے اشتہار ۱۵ جولائی ۱۸۹۷ء میں صلحاء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشائخ اہل اللہ و مسلمانوں کو ایسی شہادت کے اظہار کیلئے قسمیں دی ہیں، لیکن عاجز بہ تعمیل الدّین نصیحة (دین خیر خواہی ہے) و بنظر خیر خواہی و تعمیل امر مندرجہ اشتہار چند ملہموں کی چند الہامی شہادات و رائے در بارہ مرزا صاحب پیش کرتا ہے، ملاحظہ فرماویں اور وہ ملہمین ہیں بھی حسب شرائط مرزا صاحب مسلمان امت و پیروان و خادمان محمد ﷺ اهدنا الصّراط المستقیم صراط الّذین انعمت علیهم (دکھا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان کی جن پر تو نے انعام کیا) نمازوں اور دیگر اوقات میں پڑھنے والے، پاک چشمہ دین اسلام کے فیض یاب سچے دین پر ثابت قدم اور قائم اور سچے دل سے قرآن شریف کو خدا تعالیٰ کا کلام جاننے والے، صدق و اخلاص سے اس پر عمل کرنے والے، حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا سچا اور کامل پیغمبر اور سب پیغمبروں سے افضل اعلیٰ بہتر اور خاتم الرسل اور اپنا ہادی و رہبر سمجھنے والے، جیسا مرزا صاحب نے خود براہین احمدیہ صفحہ ۲۱۵ میں یہ شرائط مقرر فرما کر لکھا ہے کہ یہ مبارک الہام ان عزت دار بندوں میں پایا جاتا ہے جو امت محمدیہ میں داخل اور خدام آنحضرت ﷺ ہیں جن کے الہامات کو مرزا صاحب نے قطعی یقینی سچے بابرکت علم قطعی کا موجب واقعی اور یقینی صداقت واجب التعمیل قرار دے فرمایا ہے کہ جو شخص جسکو اس الہام کی نسبت باور دلایا گیا ہے اس پر عمل کرنے سے عمداً دست کش ہو وہ مورد غضب الٰہی ہوگا بلکہ اس کے خاتمہ بد ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۴)۔

اور مولوی نورالدین نے بھی اپنے خط اسمی مولوی فاضل عبدالجبار مشتہرہ اخبار الحکم ۳۱۔ اگست ۱۸۹۹ء میں ان ملہموں کے صادق ہونے کی نہایت وثوق سے شہادت دی ہے۔

الہامات مولوی عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ درحقِ مرزا

(جن کے زہد و تقویٰ، طہارت، محبت و خشیت الٰہی، اتباع سنت و احتیاط سے ایک زمانہ واقف و قائل ہے اور جو اخیر توفّنا مع الابرار کے مصداق ہو کر شہادت کی مرض سے مدینہ میں قیامت تک مقیم ہوئے)۔

ا۔ خلاصہ خط مندرجہ اشتہار ۱۷ شعبان ۱۳۰۸ھ۔ اصحاب رسول اللہ ﷺ جیسے حامیان الفاظ قرآنیہ کے تھے ویسے ہی حافظان معانی قرآنیہ تھے۔ ھکذا فی الاحادیث هم حافظوها و مبلغوها

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و سا معو ھا و نا صرو ھا و فا ھمو ھا و دا ئمو ھا (وہ اسکے حافظ، اس کے پہنچانے والے، اسکے سننے والے، اس کی نصرت کرنیوالے، اس کے سمجھنے والے، اس کو ہمیشہ پڑھنے والے تھے)

میں نے مرزا صاحب کی بیعت کا خیال فکر کیا تو یہ الہام ہوا:

اتستبد لو ن الّذی ھو اد نی با لّذی ھو خیر (کہ جو چیز بہتر ہے کیا تم اس کے بدلے ایسی چیز لینا چاہتے ہو جو گھٹیا وادنی ہے)۔

و لن تفلحوا اذاً ابداً (اورتم اس وقت ہرگز خلاصی نہ پاؤ گے)۔

انّکم اذاً مّثلھم (تحقیق تم اس وقت ان کی مثل ہوگے)۔

اور ایک روز بیعت کا فکر کیا تو الہام ہوا:

و لئن اتّبعت اھواء ھم بعد الّذی جاء ك من العلم ما لک من اللّه من و لیّ و لا نصیر۔ (اور اگر تو ان کی خواہشوں کی اتباع کرے گا اس کے بعد کہ تیرے پاس علم آچکا ہے تو تیرے لئے اللہ سے کوئی دوست اور مددگار نہ ہوگا)

و ما یعد ھم الشیطا ن ا لّا غرو راً۔ (شیطان ان کو فریب ہی کا وعدہ دیتا ہے)

اور بعضے وقت میں یہ الہام ہوا:

و اتّخذوا آ یا تی و رسلی ھز واً (اورانھوں نے میری آیتوں اور رسولوں کو ہنسی بنایا)

و من یکن الشّیطا ن لہ قر ین فساء قر یناً (اور جس کا قرین شیطان ہو تو بہت ہی برا قرین، ساتھی، ہے)۔

و ان تد عھم الی الھد ی فلن یھتدوا اذاً ابداً (اور اگر تو ان کو ہدایت کی طرف بلاوے تو وہ ہرگز کبھی ہدایت نہ پاویں گے)۔

و انھم یکیدو ن و ضلّوا فا ضلّو (وہ مکر کرتے ہیں، اور گمراہ ہوئے پس گمراہ کیا)

(و قو لہ تعا لی) یر یدو ن لیطفئوا نور اللّہ با فوا ھھم۔ (وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں)

(و قو لہ تعا لی) و کذّ بوا بآ یا تنا کذّا باً (اورانھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا)

دعا کردم: یا اللہ حکم تو در بارہ مرزا چیست۔ الہام شد او لئک ھم الکا فرو ن حقاً۔ (وہ لوگ پکے کافر ہیں)

خط مندرجہ اشتہار ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا قادیانی نے سرالخلافہ میرے پاس بھیجی۔ مہر ڈاک سے معلوم ہوا کہ ۲۵ جولائی کو وہاں سے روانہ ہوئی تھی جس تاریخ تک مرزا نے مولوی محمد حسین صاحب (بٹالوی) کو اپنے زعم میں بھگا دیا اور سب علماء کو ملزم بنا دیا۔ مقابلہ کی اطلاع ہم کو پیچھے دی اور فتح پہلے چھاپ دی۔ ماشاء اللہ پہلی دفعہ دیکھنے پر ہی یہ الہام ہوا:

و لا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكر نا و اتبع هواه و كان امره فرطاً

اور سونے کے وقت دعا کی یا خبیر اخبرنی کہ مرزا کا کیا حال ہے؟ خواب میں یکم ماہ صفر ۱۳۱۲ھ کو یہ الہام ہوا:

انّ شانئک هوا لا بتر۔ انّ فرعون و هامان و جنودهما كانوا خاطئين

بعض مرزائیوں نے کہا کہ مرزا دین کی مدد اور نصاریٰ کا ردّ کرتا ہے فی الفور الہام ہوا:

و قدمنا الى ما عملوا من عمل فجعلناه هباء منثوراً

وہاں مرزائیوں کی شورش سنی ہے کیا وجہ ہے یہ الہام ہوا:

جند ما هنالک مهزوم من الاحزاب (بڑے بڑے لشکر اس جگہ شکست پا گئے ہیں فرقوں میں سے)۔

مورخہ ۲۱۔ اگست ۱۸۹۴ء انتہی۔

یہ الہامات بہت ہی توجہ کے لائق ہیں کیونکہ مرزا کی کاروائی حصول فتح و تعلّی و تفاخر وغیرہ کا ان میں صاف صاف حال ہے اور مولوی عبدالرحمٰن لکھویؒ مرزا صاحب کی طرف ایسے رجوع و مائل تھے کہ مرزا سے بیعت کرنے اور مرید ہونے کے فکر و خیال میں تھے جیسا کہ خود انہوں نے اپنے خط میں تحریر فرمایا ہے لیکن حافظ حقیقی جل جلالہ نے ان کی حفاظت فرما کر اس امر سے بچایا اور مرزا صاحب کی طرف جانے سے ان کو روکا۔

الہامات حافظ حاجی مولوی عبدالحق درحقِ مرزا

و ما كيد فرعون الّا فى تباب (نہیں تدبیر فرعون کی مگر ہلاکت میں)

من شذ شذ فى النّار۔ (جو اکیلا ہوا، اکیلا ہوا دوزخ میں)

سيصلى نا راً ذات لهب (عنقریب آگ شعلہ مارنے والی میں داخل ہوگا)

و اللّٰه معكم ولن يتركم اعما لكم (اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے عملوں کا نقصان نہ ہوگا)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انّ شا نئک ھو الا بتر (بے شک تیرا دشمن ابتر ہے)

و نری فرعون و ھا مان و جنود ھما منھم ما کا نوا یحذرون (اور ہم نے فرعون اور ہامان اوران کے لشکر کو وہ شئے کہ اس سے ڈرتے تھے، دکھائی)

انّا علی ان نریک ما نعد ھم لقا درون (اور ہم تجھ کو وہ شئے جس کا ہم ان کو وعدہ کرتے ہیں، دکھانے پر قادر ہیں)

فجعلنا ھا نکالاً لما بین ید یھا و ما خلفھا و موعظةّ للمتّقین (پس ہم نے اس کو موجودہ لوگوں اور پچھلوں کے لئے عبرت بنا دیا اور پرہیز گاروں کے لئے نصیحت)

فقطع دا بر القوم الّذین ظلموا و الحمد للّٰہ ربّ العا لمین (پس اس قوم کی کہ انہوں نے ظلم کیا جڑ قطع کی گئی۔ پس سب تعریف اللہ کے واسطے ہے جو رب ہے تمام عالموں کا)۔

سنسمه علی الخرطوم (عنقریب اس کے ناک پر نشان لگاویں گے)

انّھم یکیدون کیداً و اکید کیداً فمھّل الکا فرین امھلھم رو یداً (تحقیق وہ مکر کرتے ہیں اور میں بھی تدبیر کرتا ہوں پس کافروں کو مہلت دے تھوڑی دیر)

کان لّم تغن بالا مس۔ (گویا کہ وہ کل نہ تھا)

و یسئلونک عن الجبا ل۔ فقل ینسفھا ربّی نسفاً۔ فیو مئذٍ لا تنفع الشّفا عة۔ انّما یر ید اللّٰہ ان یصیبھم ببعض ذنو بھم (وہ تجھ سے پہاڑوں کی بابت سوال کرتے ہیں تو کہہ میرا رب ان کو پراگندہ کر دے گا۔ پس اس دن شفاعت نفع نہ دے گی۔ اللہ چاہتا ہے کہ ان کو پہنچاوے بدلہ ان کے بعض گناہوں کا)

و ما رمیت اذ رمیت و لکنّ اللّٰہ رمی (نہیں پھینکا تو نے جب پھینکا مگر اللہ نے پھینکا)

رأیت کہ عبداللہ غزنوی را الہام شدہ کہ عاقبت قادیانی خراب خواہد شد

رأیت کہ عبداللہ گوید کہ قادیانی دعوی پیغمبری خواہد کرد

مندرجہ اشتہار ۱۷ شعبان ۱۳۰۸ھ ہے:

جب میں نے مرزا کے بارہ میں استخارہ کیا اور دل میں کچھ خوف تھا تو دیکھا سلام لک حتی مطلع الفجر (سلامتی واسطے تیرے طلوع فجر تک) اور مرزا کے بارہ میں گفتگو ہونے سے پہلے یہ الہام ہوا: جواب جاہلاں باشد خاموشی۔

بار دیگر جب کچھ قلق دل میں ہوا تو یہ الہام بے حساب ہوا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انّی معک حیث ما کنت فلا تخف و لا تحز ن (تحقیق میں ساتھ تیرے ہوں جہاں کہیں تو ہو۔پس نہ ڈر اور نہ غم کر)

اناجلیسک وانیسک فلا تخف ولا تحزن (میں تیرا جلیس و انیس ہوں،خوف اور غم نہ کر)۔

فلا تھنوا و تد عوا الی السّلم و انتم الاعلو ن و اللّٰہ معکم (پس سست نہ ہو اور بلاؤ ان کو سمع کی طرف اور تم ہی غالب ہو، اللہ تمہارے ساتھ ہے)

جب مرزا کے مقابلہ میں کچھ سستی کی صورت ہوئی تو الہام ہوا:

و لنبلو نّکم حتی نعلم المجا ھد ین منکم و الصّا بر ین ونبلوا ا خبارکم (اور ہم تمہیں آزمائیں گے یہاں تک کہ ظاہر کر دیں ہم تم سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو، اور آزمائیں تمہاری خبریں)۔

یہ بھی دیکھا: انّ ولیّ اللّٰہ الّذی نزّ ل الکتا ب و ھو یتو لّی الصّا لحین (تحقیق میرا کارساز دوست اللہ ہے جس نے کتاب کو اتارا اور وہی دوستی کرتا ہے صالحوں سے)۔

یہ بھی دیکھا کہ عیسی علیہ السلام نے خود فرمایا: السلا م علیکم۔میں نے ابتدائے بیداری میں بآواز بلند کہا: و علیکم السّلا م اور میری زبان سے بے اختیار یہ جواب نکلا۔

اور خوف کی حالت میں یہ بھی نظر آیا: و لن یّجعل اللّٰہ للکا فر ین علی المومنین سبیلاً (اللہ کافروں کو مسلمانوں پر ہرگز راہ نہ دے گا)۔

اور یہ بھی دیکھا: انّ ربک یقضی بینھم با لحقّ و ھو العزیز العلیم۔ فتوکّل علی اللّٰہ انّک علی الحقّ المبین۔انّک لا تسمع الموتی و لا تسمع الصّم الدّعا (تیرا رب ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کریگا اور وہی غالب ہے جاننے والا۔پس تو اللہ پر توکل کر، تحقیق تو حق ظاہر پر ہے، تو مردے کو نہیں سناتا اور نہیں سناتا بہروں کو پکارتا ہوا)

جب کچھ خوف کی صورت نظر آئی اور دل کو نہایت قلق ہوا تو یہ الہام ہوا:

سلا م علیکم من ربّ العا لمین۔

اور یہ بھی دیکھا:

حاصل دادہ حۃ میزان۔یوحدیث دہ بل قران۔ (ترجمہ: حاصل یہ ہے کہ میزان ایک تو حدیث ہے اور دوسرا قرآن ہے)

فلا تکفرو لا تحز ن۔(پس ناشکری نہ کر اور غم نہ کھا)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ن و القلم و ما یسطرو ن ما انت بنعمة ر بّک بمجنو ن ۔

و اصبر لحکم ر بّک فا نّک با عیننا (اور اپنے رب کے حکم پر جمارہ۔ تحقیق تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے)

له ما بین اید ینا و ما خلفنا و ما بین ذا لک و ما کا ن ربّک نسیّا ،ای تار کاً لک ، (واسطےاس کے ہے جو آگے ہے اور پیچھے ہے،اور جواس کے درمیان ہے ،اور تیرا رب بھولنے والانہیں)

اتی نصر اللّه و اللّه عز یز حکیم (آئی مدداللہ کی اوراللہ عزیز وحکیم ہے)

لا تخف انک انت ا لا علی ۔

ان سب مخالف الہا مات پر اگر بحالی و برقراری جماعت کی خاطر یا کسی اور وجہ و ضرورت کے سبب کسی حاشیہ وغیرہ چڑھانے کی ضرورت وارادہ ہوتو مرزا صاحب براہ مہربانی قاعدہ مسلمہ خود بدولت مشتہرہ اشتہار ے۔اگست ۱۸۸۷ء متذکرہ باب اول فصل ۳۴ بھی مدنظر رکھیں۔

یہ الہامات خاص کر کے اس لئے بھی بہت توجہ وغور طلب ہیں کہ ان تمام مسلّمہ ملھمین و دیگر مشائخ وصلحاء کو جو مرزا صاحب کی طرف رخ کرنے سے بھی روکا جاتا ہے تو کیا ارحم الراحمین جل شانہ وعم نوالہ نے اس میں ان غریبوں کی ہلاکت تباہی و بربادی ونیست و نابود کرنے کا ارادہ فرمایا ہے؟ اور کس جرم پر؟ کیونکہ بظاہر تو انہوں نے اطاعت اللہ تعالی ورسول اللہ ﷺ و پابندی و فرمان برداری احکام شریعت اسلام میں حسب استطاعت خود کسی طرح کوتاہی وکمی نہیں کی ہےاور چونکہ ان پر نیستی و مسکینی عاجزی وانکساری بباعث غلبہ نسبت عبودیت غالب تھی اور ہے لہذا تکبر تعلّیٰ شیخی یا اظہار فضیلت تو بفضلہٖ تعالی وتقدس ان کے نزدیک کیوں آنے لگا، بلکہ اپنے نفس پر یہاں تک بدگمانی ہے کہ مطمئن ہونے کے لئے الہامات منامات وکشوف کو بار بار کتاب وسنت پر عرض کیا جاتا ہے ۔لہذا مرزا صاحب ومریدین ان پر ضرور غور فرمائیں اوران شہادات کو حسب وعدہ مندرجہ اشتہار تفکر وتدبر سے وزن کریں۔

اول تو مرزا صاحب الہامات کی مدح وثنا وفضیلت میں فرماتے رہے کہ:

علوم ربانی اوراسرار آسمانی مسلمانوں پر بذریعہ الہام یقینی وقطعی منکشف ہوتے ہیں۔

(براہین احمدیہ۔صفحہ ۲۲۳)۔

مسلمانوں کے سچے وبابرکت الہام۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۸)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولیاء اللہ کے الہام کو جو علم قطعی کا موجب نہ سمجھے بلکہ علم ظنی کا موجب سمجھے اس کا قول ایک وسوسہ ہے جس پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی قائم نہیں ہوسکتی بلکہ تجربہ صحیحہ ومتواترہ وآیات محکمہ فرقانی اس کے ابطال پر دلائل قائم کرتے ہیں اور درحقیقت ایسے وساوس انہیں لوگوں کے دلوں میں اٹھتے ہیں جو الہام الٰہی کی کامل روشنی سے بے خبر ہیں اور علم لدنی کی قدر شناسی سے بے بہرہ۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۹)۔

پہلے اس نے اظہار علی الغیب کی نعمت اور علم لدنی یقینی قطعی کی دولت اپنے برگزیدوں رسولوں کو دی مگر پھر تعلیم اھد نا الصّرا ط المستقیم۔ صرا ط الّذین انعمت علیھم دے کر تمام سچے طالبوں کو خوش خبری دی کہ وہ اپنے رسول مقبول کی تبعیت سے اس علم ظاہری اور باطنی تک پہونچ سکتے ہیں جو بالاصالت خدا کے نبیوں کو دیا گیا، انہیں معنوں کر کے تو علماء وارث الانبیاء کہلاتے ہیں۔ (براہین احمدیہ۔ صفحہ ۲۳۱)۔

الہام ایک واقعی اور یقینی صداقت ہے جس کا مقدس اور پاک چشمہ دین اسلام ہے اور خدا جو قدیم سے صادقوں کا رفیق ہے دوسروں پر یہ نورانی دروازہ ہرگز نہیں کھولتا اور اپنی خاص نعمت غیر کو نہیں دیتا۔ (براہین احمدیہ۔ صفحہ ۲۵۹)۔

الہام میں عنایات حضرت احدیت اس کے حال پر مبذول ہوتے ہیں اور مقبولین میں شمار کیا جاتا ہے۔ (براہین احمدیہ۔ صفحہ ۲۷۲)۔

الہام واجب التعمیل ہے اس پر عمل کرنے سے عمداً جو دست کش ہو وہ مورد غضب الٰہی ہوگا بلکہ اس کا خاتمہ بد ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۴)۔

اور اب یک دفعہ ہی یہ تغیر حالت کہ اس سب تعریف ثنا وفضیلت قرار داد خود بدولت کو نسیاً منسیاً فرما کر دوسرے عاجز مسلمانوں کے الہامات کو ساقط الاعتبار و بمقابلہ خود بدولت محض ہیچ ٹھہرانے کی خاطر شیطانی الہامات کے صیغہ اور سلسلہ پر زور ڈالدیا اور ثبوت میں سیدنا مسیحؑ وسید عبدالقادر جیلانیؒ جیسے اکابر کی طرف ان کی نسبت فرمائی ہے۔

❁ مرزا صاحب نے الہامی جواہرات کا جوہری ہونا خود بدولت تک اور اصل ومصنوع میں فرق کرنا خود بدولت کے صحبت یافتوں پر منحصر فرما کر دوسرے تمام ملہمین کو بے بصیرتوں میں داخل فرمایا ہے لیکن کچھ تو اس دعویٰ بلا دلیل کی کوئی وجہ ثبوت تحریر فرماتے یا محض عاجز کے الہام لو کنتم تملکون خزائن رحمت ربّی اذا لا مسکتم خشیت الا نفاق (اگر میری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمت کے خزانوں کے تم مالک ہوتے تو خرچ ہو جانے کے ڈر سے تم ان کو بند رکھتے) کی تصدیق کے لئے ہی اس کا اظہار فرمایا ہے۔

یہ بھی فرماویں کہ مرزا صاحب نے سوائے خود بدولت و جماعت مریدین کے کسی دوسرے عاجز کے الہاموں کو بھی پرکھ کر سچا قرار دیا ہے؟ اگر فرماویں کہ ایسا موقع کبھی نہیں آیا تو اب جو الہامات درج کتاب ہذا ہوئے ہیں ان پر غور فرما کر رائے انصاف وخشیت اللہ سے دیں جس سے عام پر آپ کا عدل وانصاف وامانت ودیانت ظاہر و متحقق ہو جاوے۔

☆ سچے الہامات: خصائص وعلامات

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

ای صوفیو! اوراس مہوسی کے گرفتارو، ذرہ ہوش سنبھال کر اس راہ میں قدم رکھو اور خوب یاد رکھو کہ سچا الہام جو خالص خدا تعالی کی طرف سے ہوتا ہے مندرجہ ذیل علامتیں اپنے ساتھ رکھتا ہے۔

جواب۔ یہ مرزا صاحب نے کیا فرمایا، ذرہ ہوش سنبھال کر اس راہ میں قدم رکھو۔ کیا انکے اس ڈرانے وخوف دلانے سے یہ مراد ہے کہ عبادت الہی، اتباع قرآن مجید و پیروی شریعت کوئی نہ کرے کہ آپ کا یہ خیال ہے کہ انسان اپنے آپ آرزو وخواہش سے اس الہام کی راہ میں قدم رکھتا ہے؟ شاید مرزا صاحب نے اپنی حالت وحکمت عملی ودوراندیشی حیل وتدابیر پر قیاس فرما کر المرء يقيس على نفسه (آدمی اپنے نفس کے موافق دوسروں کا قیاس کرتا ہے) کے موافق دوسروں کو اپنی طرح سنبھل کر چلنے کا ارشاد کیا ہے لیکن یہ ہرگز صحیح نہیں کیونکہ عبادت تو فرض انسانی ہے بموجب ارشاد و ما خلقت الجنّ و الا نس الّا ليعبدون (میں نے جن وانسانوں کو عبادت کرنے کے لئے ہی پیدا کیا ہے) اور جو صدق ومحبت سے اس کو فرض سمجھ کر اقرار الوہیت خالق واظہار عبودیت خود کرنے کو اس میں مصروف ہوگا اس پر لازمی نتائج کشوف الہام ودیگر انعام و اکرام موعودہ ضرور مبدء فیوض حقیقی کی طرف سے مترتب ہوں گے، خواہ کوئی ہوش سنبھالے یا نہ سنبھالے۔ ہاں اگر کوئی خلاف احکام یا سوائے نیت حصول ورضا وتعمیل حکم خالق کسی اور نیت عجب و ریا ویا الہام پانے یا اور کچھ بننے کی خاطر عبادت کریگا تو وہ ضرور خسر الدّنيا و الآخرة ہوگا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامت اول: دل آتش درد سے پانی کی طرح بہنا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

(۱) وہ اس حالت میں ہوتا ہے کہ جب کہ انسان کا دل آتش درد سے گداز ہو کر مصفا پانی کی طرح خدا تعالی کی طرف بہتا ہے..الخ

جواب۔ اگر کسی دوسرے عاجز کا الہام اسی طرح اسی حالت کا ہوگا تو مرزا اس کو سچا مان کر قبول فرماویں گے؟ اول اس کا فیصلہ فرماویں تو پھر کچھ عرض ہوگا۔ مرزا اول قبول کر چکے ہیں کہ ہر ایک زمانہ میں امت محمدیہ میں کئی کروڑ ملہم ہوتے ہیں تو کیا جو لوگ آپ سے کچھ تعلق نہیں رکھتے ان میں سے اس کثیر التعداد میں اب ایک بھی ایسا نہیں جس پر یہ حالت ہو؟ اس نفی پر کیا دلیل ہے۔

علامت دوم: لذت سرور، فولادی میخ کی طرح

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

سچا الہام اپنے ساتھ ایک لذت و سرور کی خاصیت لاتا ہے اور نامعلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے۔ اور اس کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے۔

جواب۔ وہی پہلا جواب کافی ہے۔ علاوہ اس کے یہ کہ مرزا صاحب کے الہامات کی عبارت تو فصیح اور غلطی سے پاک نہیں ہے جیسا کہ آپ کے انگریزی وعربی الہامات کی غلطیوں سے ظاہر ہے۔ تعجب یہ کہ ابھی تک مرزا صاحب کو اپنی غلطیوں کا علم ہی نہیں اور نہ انگریزی دان مریدوں نے ہی مطلع کیا۔ اور وہ بے چارے کیوں کر کریں جب کہ بڑے انتظام اور زور سے ان کی قوت فکر یہ ونظریہ کو نیست و نابود کرنے کا اہتمام ہر وقت ہے اور وعظ اور خطبہ وغیرہ تحریر کے ذریعہ ان کو یہی نصیحت وتاکید ہوتی رہتی ہے کہ امام کی ہر ادا و ہر امر، ہر بات سے موافقت کرنی چاہیے اور اس کو قبول کرنا چاہیے اور ہرگز کوئی اعتراض اور چون چرا نہیں چاہیے۔ افسوس یہی تعلیم اول ہندو برہمنوں و دیگر ناواقف خودغرض وخود پرست فرقوں کی اپنی قوم کو تھی کیونکہ اعتراض وتفتیش وتحقیق اغراض نفسی کے حارج و مانع ہے اور حق اور پاک دین اسلام میں یہ تعلیم ہرگز نہیں بلکہ خوب اچھی طرح عقل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تفقہ دینی کی تاکید ہے۔مریدین مرزا صاحب برائے خدا آنکھیں کھولیں۔

علامت سوم: شوکت رعب

ضرورۃ الامام کے صفحہ۱۹ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

سچے الہام میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مضبوط ٹھوکر لگتی ہے اور قوت اور رعب ناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے مگر جھوٹے الہام میں چوروں اور مخنثوں اور عورتوں کی سی دھیمی آواز ہوتی ہے کیونکہ شیطان چور اور مخنث اور عورت ہے

جواب۔ یہ عبارت بڑھانے کیلئے نمبر دو گزشتہ کا دوسرے الفاظ میں اعادہ ہے۔ہاں بجائے شوکت و بلندی شو کا پن یعنی تعلیٰ اور بلند پروازی تو مرزا صاحب کی طرف سے بے شک ظاہر ہوئی ہے اور ناکامی و ہزیمت وغیرہ سے مضبوط ٹھوکریں بھی دل پر ضرور لگتی ہوں گی۔لیکن ضد وہٹ و دیگر اغراض نے مرزا صاحب کو اقبال نہیں کرنے دیا۔جھوٹے الہام کی تعریف یعنی چوروں مخنثوں و عورتوں کی سی دھیمی آواز والا کیونکہ شیطان چور مخنث و عورت ہے وغیرہ، جو مرزا صاحب نے فرمایا ہے اس سے ظاہر ہے کہ خود بدولت اس سے خوب ماہر ہیں اور آپ کو شیطان کے ساتھ خوب رابطہ خلط ملط ہے جبھی تو اس کی طرز وہیئت اپنے ذاتی تجربہ سے بیان فرمائی ہے۔

علامت ۴: اس کے اندر خدا کی طاقتوں کا اثر ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضروری ہے کہ اس میں پیش گوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔

جواب۔مرزا صاحب کے الہام و پیش گوئیوں کا چشم دیدہ حال بہت جگہ کئی صورتوں میں بیان ہو چکا ہے ان مقامات کا ملاحظہ فرما کر اس علامت کے ساتھ انصاف وغور سے موازنہ کریں کہ الٰہی طاقتوں کا اثر ایسا ہی ہوتا ہے؟

علامات ۵۔۶: انسانوں کو نیک بنانا، نئی زندگی و روشنی پیدا ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچا الہام انسان کو دن بدن نیک بنا تا جا تا ہے اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے۔ .... سچے الہام پر انسان کی تمام اندرونی قوتیں گواہ ہو جاتی ہیں اور ہر ایک قوت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے اور انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے اوس کی پہلی زندگی مر جاتی ہے اور نئی زندگی شروع ہوتی اور وہ بنی نوع کی ایک عام ہمدردی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

جواب۔ گستاخی معاف یہاں تو سارا معاملہ اس کے برعکس ہوا ہے جس سے ثابت ہے کہ سچا الہام نہ تھا، یا مداخلت نفس وتمنی و یا عجب وریا، و یا تکبر وتعلّٰی و یا توہین وتحقیر انبیاء و عاجزان اہل اسلام وغیہ مخلوق کے باعث ایسا ہوا ہے جن کی نظیریں جا بجا اس کتاب میں موجود ہیں۔ چنانچہ کچھ تو بضمن خوش اخلاقی مرزا صاحب بقید حروف تہجی پہلے بیان ہو چکا ہے اور کچھ نیابت نبوت کے ذیل میں آئندہ آئے گا۔ اگر اسی کو دن بدن نیک بننا، اندرونی کثافتوں اور غلاظتوں سے پاک ہونا اور اخلاقی حالتوں کی ترقی کہتے ہیں، تو بے شک مرزا صاحب کے یہاں ان سب کا بحر مواج چل رہا ہے اور کچھ کمی نہیں۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ قانون الٰہی و شریعت اسلامی نے ان امور کی تحسین تو کیا بلکہ نفرین کر کے ان کو مورد غضب الٰہی بتلایا ہے جس سے ہر ایک مسلمان و غیر مسلم پناہ مانگتے ہیں۔

اندرونی قوتوں کی گواہی ان پر نئی اور پاک روشنی پڑنے کی بیرونی غریبوں کو کیا خبر؟ ہاں تبدیلی اور پہلی زندگی عبودیت ونرمی وخوش اخلاقی والی مر جانی اور نئی زندگی تکبر وتعلّٰی شیخی و الوہیت و درشتی سبّ وشتم والی شروع ہو جانی، تو اظہر من الشّمس اور سب کو معلوم ہے اور بنی نوع کی ہمدردی کا حال پہلے گذر چکا ہے۔ پوشیدہ حالات واسرار کا واقف تو اللہ عالم الغیب والشہادۃ ہے ظاہری حال جو کوئی دیکھے گا وہی کہے گا۔

علامت ۷: سچے الہام کا ایک آواز پر ختم نہ ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا غلام احمد لکھتے ہیں:

سچا الہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے وہ نہایت ہی حلیم ہے جس کی طرف توجہ کرتا ہے اس سے مکالمات کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے ایک ہی مکان اور ایک ہی وقت میں انسان اپنی معروضات کا جواب پاسکتا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گو اس مکالمہ پر کبھی فترت کا زمانہ بھی آجاتا ہے۔

جواب ۔ اس کا جواب وہی ہے جو نمبر ایک کی ذیل میں عرض ہوا۔اس حلیم وکریم ورحیم کے حلم ورفق پر مرزا صاحب بھی تو کچھ توجہ فرماویں کہ ادنی اعلی مخلوق پر کس درجہ کا حلم فرما رہا ہے اور پھر خود بدولت کے حلم ودرگذر پر بھی نظر فرمائیں کہ تخلّقوا با خلا ق اللّٰه (اخلاق میں اللہ کے اخلاق کا اقتداء مدنظر رکھو) کا کیسا نمونہ ہے اور ہر مخالف موافق کے ساتھ گو کیسا ہی محبّ ومخلص ہو بحالت اندک اختلاف بھی خواہ خواب ہی میں ہو کیسا لٹھم لٹھا سلوک کرتے ہیں اور پھر انک لعلی علی خلقٍ عظیم کے ساری دنیا سے بڑھ کر دعویدار ہیں۔

علامت ۸ : بزدل نہ ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

> سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ سے اگرچہ وہ کیسا ہی مخالف ہو، نہیں ڈرتا۔ جانتا ہے کہ میرے ساتھ خدا ہے اور وہ اس کو ذلت کے ساتھ شکست دے گا۔

جواب ۔ بہت اچھا خود بدولت اپنے اس قاعدہ پر قائم رہیں۔مرزا کے اس قاعدہ کی رو سے مولوی عبدالحق غزنوی ومولوی عبدالرحمٰن لکھوی مرحوم اور حافظ اندھا جو مرگیا، اور ملا محمد بخش، یہ سب جو مرزا صاحب سے نہیں ڈرے، سچے الہام والے ہوئے اور عبدالحق غزنوی اور ملا محمد بخش تو اب تک خم ٹھونک کر مقابلہ پر اسی طرح قائم ہیں۔تو انصاف یہ ہے کہ اب انکے سچے الہامات کو قبول فرمایا جاوے۔اگر مرزا صاحب فرماویں کہ نہیں یہ ہمارے مقابلہ والے گو دلیر ہیں بزدل نہیں لیکن سچے الہام والے ہرگز نہیں جیسا کہ ان کوئی مرتبہ وہ تحریر فرما چکے ہیں تو پھر خیال فرماویں کہ وہ قاعدہ تراشیدہ کہاں گیا اور مرزا صاحب نے کیوں اور کیسے مقرر فرمایا ہے؟ کیا محض اس لئے کہ دوسرے غریب کم زبان عاجزوں کے الہامات کو بہ مقابلہ اپنے الہامات کے جھوٹا کہا جاوے؟

پھر کیا جرأت ودلیری وقوی دلی اسی کا نام ہے کہ خیر الحا فظین کی حفاظت کو بالائے طاق رکھ کر ایک ادنی سی تکلیف موہوم پر ضعیف مخلوق اور مصنوعی اشیاء کے واسطے وذریعہ ڈالے جائیں اور رحم ومہربانی کے واسطے پکارا جائے؟ اور اخیر پر باوجود دعوے سچے وفوق واعلی درجہ کے الہام کے جب کوئی ذرہ سا ڈر وخطرہ پیش آوے تو الٰہی الہامات واحکام کو بند رکھنے حتی کہ اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس دعا بھی نہ کرنے کا عہد کیا جاوے؟ حالانکہ دعوی یہ ہو کہ خدا ہمارے ساتھ ہے وہ ہر مخالف کو ذلت کے ساتھ شکست دیگا۔

کسی دوسرے عاجز کم سمجھ کم علم سے ایسا امر منافی توکل وخلاف آیات قرآن مجید ہونا تعجبات سے نہیں لیکن مرزا صاحب جو ماشاء اللہ امام الزمان ہونے کے دعویدار و آیات قرآن مجید و احادیث کے حقائق و معارف جاننے سکھلانے اوران کے عمل کرنے کرانے کے تمام جہان سے بڑھ کر دعویدار ہیں، انہوں نے درج ذیل ارشادات پر غور کیا ہوگا:

یا ایّھا النّا س ضرب مثل فا ستمعوا لہ۔ انّ الّذ ین تد عون من دون اللّٰہ لن یّخلقوا ذبا باً و لو اجتمعوا لہ و ان یّسلبھم الذّ با ب شیئاً لا یستنقذو ہ منہ ضعف الطّا لب و المطلو ب ۔ ما قدرو اللّٰہ حقّ قد رہ۔ انّ اللّٰہ لقویّ عز یز ۔(اے لوگو ایک مثال بیان کی گئی ہے پس اس کو تم سنو۔ تحقیق وہ معبود کہ تم سوائے اللہ کے پکارتے ہو، ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ سب جمع ہو جاویں۔ اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے جاوے تو اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ ضعیف ہے طالب اور مطلوب ۔نہیں قدر کیا انہوں نے اللہ کا حق اس کی قدر کا۔ تحقیق اللہ صاحب قدرت وغلبہ ہے)

و من النّاس من یّعبد اللّٰہ علی حر فٍ فان ا صا بہ خیر ن ا طمأنّ بہ و ان ا صا بتہ فتنۃ ن انقلب علی و جھہ ۔ خسر الدّ نیا و الآ خرۃ ۔ذا لک ھو الخسرا ن المبین۔ ید عو من دون اللّٰہ ما لا یضرّ ہ و ما لا ینفعہ۔ ذا لک ھو الضّلا ل البعید (اور بعض آدمیوں سے وہ شخص ہے جو عبادت کرتا ہے اللہ کی ...اگر اس کو بھلائی پہنچے تو اس کے ساتھ مطمئن ہوتا ہے اور اگر فتنہ پہنچے تو اپنے منہ پر پھر جاتا ہے۔ دنیا وآخرۃ میں خسارا پایا۔ یہی ہے خسارہ ظاہر۔ پکارتا ہے اللہ کے سوا اسے جو نہ نفع دے سکتا ہے نہ اسے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ یہی ہے گمراہی بڑی)

ید عو لمن ضرّہ اقر ب من نفعہ لبئس الو لی ولبئس العشیر ۔ ان یّمسسک اللّٰہ بضرّ فلا کا شف لہ ا لاّ ھو و ان یّمسسک بخیرٍ فھو علی کلّ شیء قد یر ۔ و ھوالقاھر فوق عبا دہ و ھو الحلیم الخبیر۔

ان یّمسسک اللّٰہ بضرّ فلا کا شف لہ الاّ ھو و ان یر دك بخیر فلا راد لفضلہ یصیب بہ من یّشاء من عبا دہ و ھو الغفور الرّ حیم ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اگر اللہ تجھے تکلیف دے تو اس کے سوا کوئی کھولنے والا نہیں اور اگر تیرے ساتھ نیکی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو کوئی ردّ کرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے فضل پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے)

حدیث شریف: یا غلام احفظ اللّٰہ یحفظک، احفظ اللّٰہ تجدہ تجاھک فاذا سئلت فسئل اللّٰہ و اذا استعنت فاستعن باللّٰہ و اعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوك بشیء لن ینفعوك الا بشیء قد کتب اللّٰہ لک و لو اجتمعوا علی ان یضروك بشیء لم یضروك الا بشیء قد کتبہ اللّٰہ علیک رفعت الاقلام و جفت الصحف۔ (اللہ کو اے لڑکے یاد رکھ، اللہ تیری حفاظت کرے گا۔ اللہ کو یاد رکھ، تو اس کو اپنا ساتھی پائے گا۔ اور جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر، اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ سے مدد مانگ۔ اور جان لے کہ اگر تمام مخلوق اس بات پر جمع ہو کہ تجھے کچھ نفع ہووے تو سوا اس کے کہ اللہ نے تیرے واسطے لکھا ہے، کچھ نفع نہیں دے سکتے، اور اگر اس بات پر جمع ہوں کہ تجھے کچھ ضرر پہنچائیں تو سوا اس کے کہ اللہ نے تجھ پر لکھا ہے، کچھ تکلیف نہیں پہنچا سکتے۔ قلمیں اٹھ چکیں اور صفحے پورے ہو گئے)

پھر ایسے وقت اس ارشاد کو کیوں نظر انداز کیا گیا؟ اگر ارشاد ہو کہ رعایت اسباب سنت ہے تو براہ مہربانی صدر اسلام سے کسی امام الزمان کے ایسی بے طرح پھسل کر رعایت اسباب کرنے کی نظیر بیان فرماویں۔ عاجز کو تو معلوم نہیں بلکہ صلحاء امت کا حال مطابق آیات قرآن کے کتب میں پڑھا ہے اور آنکھوں سے بھی دیکھا ہے جس میں اس کم حوصلگی و بزدلی کا ہرگز نام ونشان بھی نہیں ہے۔

علامت ۹: اکثر علوم ومعارف کے جاننے کا ذریعہ ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

سچا الہام اکثر علوم ومعارف کے جاننے کا ذریعہ ہوتا ہے کیونکہ خدا اپنے ملہم کو بےعلم اور جاہل رکھنا نہیں چاہتا۔

جواب۔ مرزا صاحب کے علوم ومعارف کا حال بہت جگہ اس کتاب میں عرض ہوا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامت ۱۰: سچے الہام کیساتھ برکات اور غیب سے عزت ملنا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

سچے الہام کے ساتھ اور بھی بہت سی برکتیں ہوتی ہیں اور کلیم اللہ کو غیب سے عزت دی جاتی ہے اور رعب عطا کیا جاتا ہے۔

جواب: بجائے فقرہ ، اور بھی بہت برکتیں ، کے لفظ وغیرہ کافی تھا اور عزت اور رعب مرزا صاحب کا حال کچھ تو ان رسائل و کتب سے معلوم ہوتا ہے جو ان کے مخالف شائع ہو چکے ہیں اور کچھ آئندہ انشاء اللہ العزیز ظاہر ہو جاوے گا اور عاجز خاکسار کو خدانخواستہ آپ کی عزت اور رعب سے کسی قسم کا حسد و بخل نہیں بلکہ ارشاد ذیل پر کامل ایمان ہے:

قل اللّھمّ مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعزّ من تشاء و تذلّ من تشاء بیدک الخیر انّک علی کلّ شیء قدیر۔ تولج اللّیل فی النّھار و تولج النّھار فی اللّیل و تخرج الحیّ من المیّت و تخرج المیّت من الحیّ و ترزق من تشاء بغیر حساب (تو کہہ یا خدا تو مالک الملک ہے، تو ملک عطا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے تو ہی ملک لے لیتا ہے جس سے چاہے، تو جس کو چاہے عزت دے، تو جس کو چاہے ذلیل کرے، تیرے ہاتھ میں بہتری ہے۔ تحقیق تو ہر شئے پر قادر ہے۔ تو رات کو دن اور دن کو رات کرتا ہے تو مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ نکالتا ہے اور تو جس کو چاہے بے حساب رزق دیتا ہے)

پھر مرزا صاحب کے عزت و رعب کا حال جو کچھ عاجز پر بذریعہ الہام منکشف ہوا ہے اس کا ذکر بھی اس جگہ مقتضائے محل ہے، وھو ہذا۔

عاجز کو مرزا کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے ایک دو بار اور وہاں سے واپسی پر بیشمار بار مختلف صورتوں میں الہام ہوتا رہا: انّی مھین لمن اراد اھا نتک (میں ضرور اس کو ذلیل کرونگا جو تیری ذلت کا ارادہ کرے) اس کی تصدیق جس جس طرح ظہور میں آئی قابل غور ہے۔

اول اہانت کندہ معلوم نہ تھا کیونکہ بفضلہ تعالیٰ عاجز کا کسی سے ایسا معاملہ ہی نہ تھا سو مرزا صاحب نے بے ضرورت عجلت و جوش میں آکر برائے نام رسالہ ضرورۃ الامام جس میں سوائے مدح سرائی، تعلّی، شیخی خود بدولت اور مضمون بہت کم ہے۔ اور اس میں عاجز کی نالیاقتی ہیچ میرزی اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی فضیلت وکمالات اوصاف اور بہت طاقتوں اور خواصوں کا اظہار پیٹ بھر کر فرمایا۔ اور چونکہ توہین کے بعد انّی مھین والا مضمون پورا ہونا تھا لہذا اس رسالہ کی اشاعت کے بعد ہی اللہ تعالی نے مرزا کو ایک مقدمہ میں مبتلا فرمایا تاکہ ان قوتوں وخواص واوصاف ادعائیہ کا حال جو مرزا نے اپنی صداقت وفضیلت میں بیان فرمائیں عملی طور پر عام مخلوق پر ظاہر وثابت ہو جائے کہ وہ سب موضوعہ وتراشیدہ زبانی ہیں اور آپ میں ان کے عملی مادہ کا تخم بھی نہیں۔ چنانچہ دوران مقدمہ میں جو جوغلط بیانات وخلاف واقعات اپنی بریت کیلئے مرزا نے چھپوا کر پیش کیے جس میں بعض پیش گوئیوں مشتہرہ وزبانی سے بھی انکار فرمایا ان کا حال مرزا صاحب ومحرم رازان خود بدولت اپنے منہ گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں۔ وہ افسوس وشرمناک کاروائی جو الحرب خدعة (لڑائی دھوکہ بازی ہے) کی آڑ میں حصول فتوی تکفیر مولوی محمد حسین بٹالوی والے میں کی گئی جس کا حال باب اول میں مفصل درج ہوا ہے اور جس میں بجائے تین اشخاص اور بہت سے الہامات کو ترک کر کے صرف سیۃ بمثلھا کو پورا فرمایا، یہ بھی کچھ کم عجائبات وعبرتناک امور سے نہیں۔

پھر مقدمہ کے فیصلہ کی نسبت اشتہار ۲۶ فروری ۱۸۹۹ء میں جو مرزا صاحب نے اپنی صدق بیانی ظاہر فرمائی کہ مولوی محمد حسین (جو گواہ تھے) پر مقدمہ ہونا لکھا۔ اقرار نامہ یا مچلکہ کا نام نوٹس رکھا۔ رہا، کو بری کہا، وغیرہ۔ اس سے جو عزت وعظمت ہوئی بخوبی عیاں ہے اور اخیر پر اقرار نامہ یا مچلکہ دے کر رہا ہوئے جس میں الہامات وغیرہ جن کو خود بدولت احکام الہی فرماتے ہیں، بند رکھنے کا عہد کیا، اور وہ ذلت والی پیش گوئیاں واپس لیں جن کے واسطے ایک دوست کے لکھنے پر انکار فرما چکے تھے کہ، الہی امور کو ہم کیوں کر واپس لے سکتے ہیں۔ غرض وہ ذلت والا الہام جو مرزا صاحب نے مولوی محمد حسین (بٹالوی) صاحب کی نسبت مشتہر فرمایا، وہ اہانت کی پاداش میں الٹا خود بدولت پر پڑا۔ اب غور فرماویں کہ یہ سب امور باعث رعب وعزت ہوئے یا باعث ذلت وخفت؟

اسی دوران مقدمہ میں عاجز کو یہ بھی الہام ہوا:

عزیز یکہ از درگہش سر بتافت بہر درکہ شد ہیچ عزت نیافت

سو اس کی تصدیق کشف الغطاء واقرار نامہ کے ملاحظہ سے ظاہر ہے۔ علاوہ یہ ذلت ہوئی کہ مولوی محمد حسین (بٹالوی) صاحب کا خواب جس میں انہوں نے شروع جنوری ۱۸۹۹ء میں ایک شخص کو انک انت الاعلی، الق ما فی یمینک تلقف ما صنعوا انّما صنعوا کید ساحر و لا یفلح السّاحر حیث اتی (تحقیق تو ہی غالب ہے۔ ڈال دے جو تیرے داہنے ہاتھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہے، وہ نگل جاوے گا جسے بنا کر کھڑا کیا ہے انہوں نے کیونکہ جو بنا کر کھڑا کیا ہے وہ جادو کا کرتب ہے اور جادوگر ہرگز فلاح نہیں پاتے) کہتے ہوئے سنا، پورا ہوا ۔ کید بظاہر مرزا صاحب کے الہامات کی نسبت ہے جیسا کہ آپ کے ان کو واپس لینے سے صاف ظاہر ہے اور عجب یہ ہے کہ ان کلمات میں بھی آپ کے لئے وہی نسبت فرعونی موجود ہے جو دیگر ملہمین کے الہامات میں ہے جو بظاہر نتیجہ تکبر و تعلّی و تفاخر بے جا کا ہے۔

لا تسبّو الدّ ھر

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۱۹۔۲۰ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

آج کل ایسا ناقص زمانہ ہے کہ اکثر فلسفی طبع اور نیچری و برہمواس الہام سے منکر ہیں اسی انکار میں کئی اس دنیا سے گذر بھی گئے ہیں۔

جواب ۔کوئی ناخواندہ جاہل عام مسلمان ناواقفی سے زمانہ کو ناقص یا برا کہے تو کوئی محل تعجب نہیں لیکن مرزا سے بدعوی علوم لدنی حقائق و معارف افضل المسلمین فخر اسلام و اسلامیان امام الزمانی وغیرہ کے ایسا کلمہ صادر ہونا اور زمانہ کو ناقص کہنا نہایت ہی تعجب و قابل افسوس ہے۔کیا مرزا صاحب کو یہ حدیث معلوم نہیں:

عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ قال اللّٰہ تعالی یو ذینی ابن آدم یسبّ الدّھر و انا الدّھر بیدی الامر اقلّب اللّیل و النھار۔ متفق علیہ ۔(اللہ فرماتے ہیں کہ ایذاء دی ابن آدم نے مجھ کو، برا کہا زمانہ کو اور میں زمانہ ہوں، میرے ہاتھ میں حکم ہے پھیرتا ہوں رات اور دن کو)

بجائے زمانہ کو ناقص کہنے کے مرزا صاحب یہ فرما دیتے کہ آج کل فلسفی طبع و نیچری و برہمو نافہمی یا بدقسمتی سے اس صداقت وسچائی یعنی الہام سے منکر ہیں ۔خلاف ہدایت اسلام کلمہ قلم یا زبان سے نکالنا کیا ضرور ہے؟ اور ہاں اس پر بھی تو غور فرماویں کہ خود بدولت بھی تو سوائے اپنے چند مریدوں کے الہامات کے دوسرے عاجز ملہمین کے الہام سے منکر ہیں ۔فلسفی طبع نیچری و برہمو کل سے منکر ہیں آپ جزء سے سہی، انکار تو دونوں میں موجود ہے۔ جیسے برہمو اپنے الہام کے قائل اور دوسروں کے منکر ہیں ایسا ہی مرزا صاحب کا حال ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچائی کو سچائی ماننا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

لیکن اصل امر یہ ہے کہ سچائی سچائی ہے۔ (پھر خدا تعالی کو مان کر خدا تعالی کے کلام والہام سے انکار والوں کی غلطی کے بیان میں منکرین صفات الٰہی پر افسوس کر کے کہا ہے کہ:) خدا تعالی کی تمام صفات مان کر ان میں سے ایک ضروری حصہ کاٹ کر پھینک دیتے ہیں۔

جواب۔ سچائی کو سچائی ماننے کے لئے مرزا صاحب بھی فکر کریں ایسا نہ ہو کہ بے خیالی یا کسی اور سبب سے خواہ نخواہ ایک سچائی کے مکذب بنیں اور عاقبت میں خدانخواستہ حسرت سے لو کنّا نسمع او نعقل ما کنّا فی اصحاب السّعیر (اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے) کہنے والوں کے ساتھ ہونا پڑے۔ باقی حصہ کچھ جواب طلب نہیں۔

آریوں کا وید تک اور عیسائیوں کا مسیح تک الہام پر مہر لگانا

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۲۰۔۲۱۔۲۲ پر مرزا صاحب فرماتے ہیں:

افسوس کہ آریوں نے تو وید تک ہی خدا تعالی کی کلام پر مہر لگا دی تھی مگر عیسائیوں نے بھی الہام کو بے مہر نہ رہنے دیا، گویا حضرت مسیح تک انسانوں کو ذاتی بصیرت اور معرفت حاصل کرنے کیلئے چشم دید الہاموں کی حاجت تھی وغیرہ، تو یہ ہم نے مانا کہ فرد فرد میں ہونا ضروری نہیں۔ لیکن یہ ہم قبول نہیں کر سکتے کہ الہام کی سرے سے صف ہی الٹ دی جائے اور ہمارے ہاتھ میں صرف ایسے قصے ہوں جن کو ہم نے بچشم خود نہیں دیکھا۔

پھر آگے فلسفی طبع کراماتوں پر ٹھٹھا کرنیوالوں کا ذکر، وید پر ٹھٹھا کرنیوالوں کا ذکر، جین مت کا سکھوں کا ہندوؤں سے الگ ہونا، اوران کا اقرار کہ ہم وید کے ہرگز پیرو نہیں، وغیرہ لغایۃ یہ قصہ اس جگہ کے لائق نہیں ہے ملخصا۔

جواب۔ آریوں اور عیسائیوں کی خدا تعالی کی کلام والہام پر مہر لگانی اسی کے مشابہ ہے جیسے مرزا صاحب نے سوائے خود بدولت کے دوسرے غریب عاجزوں کے لئے سچے اور قابل بھروسہ الہام ہونے کی مہر لگائی ہے جب بزبان خود امام الزمان کا یہ حال ہوا تو غیر قوموں کو کیا کہا جاوے؟ اگر مرزا صاحب الہام کی سرے سے صف الٹنا قبول نہیں کرتے تو دوسرے عاجزوں کے واسطے سچے اور قابل بھروسہ الہاموں کی صف بلا دلیل و بلا وجہ کیوں الٹتے ہیں؟ بقیہ قصہ کچھ جواب طلب نہیں نہ اس سے کچھ تعلق ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان تازہ رکھنے کیلئے تازہ الہامات کی ضرورت

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

ہمارا اصل مطلب تو یہ ہے کہ بنی نوع انسان کا ایمان تازہ رکھنے کے لئے تازہ الہامات کی ہمیشہ ضرورت ہے اور وہ الہامات اقتداری قوت سے شناخت کر لئے جاتے ہیں کیونکہ خدا کے سوا کسی شیطان جن بھوت میں اقتداری قوت نہیں ہے۔

جواب ۔ مرزا صاحب کا اصل مطلب یہ ہے کہ بنی نوع انسان کا ایمان تازہ رکھنے کے لئے تازہ الہامات کی ضرورت ہے جزاہ اللّٰہ الھدایۃ و الاستقامۃ لیکن اس کی کیا ضرورت ہے کہ بنی نوع انسان میں سے فقط ایک فرد بشر یعنی فقط خود بدولت مرزا صاحب ہی کو ہوں، دوسرے غریب منیب متوجہ الی اللہ اس نعمت الٰہی سے محروم رہیں۔

مباحثہ امرتسر میں تو فرمایا کہ ہمارا دعوی اقتدار کا نہیں اور یہاں الہامات کے ہمراہ اقتداری قوت لگا دی۔ بہر حال جو کچھ مرزا صاحب کے اقتداری الہامات کا حال ہے اس کا ذکر متفرق جگہ اس تحریر میں ہو چکا ہے۔

پیش گوئیوں کو مرزا صاحب بڑی کرامت و مدار قرار دیتے ہیں اور اسی ضرورۃ الامام میں ایک جگہ آپ نے شیطان کے اقتداری دخل کا نمونہ بیان کر کے تعجب سے فرمایا:

شیطانی الہام والی پیش گوئیاں سچی بھی ہوتی تھیں۔

اور یہاں پہنچ کر شیطان کی اسی اقتداری قوت کا جھٹ انکار بھی کر دیا۔ مرزا صاحب کا حافظہ اول تو ایسا نہ تھا اب کیا ہو گیا؟ غالباً تغیر حالت یعنی تعلّی تکبر سرکشی کی تاثیر معلوم ہوتی ہے جس کا علاج ان سے توبہ و باز آنا ہے۔

امام الزمان کے الہام سے باقی الہام کی صحت ثابت ہونا

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اور امام الزمان کے الہام سے باقی الہامات کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

جواب ۔ جب امام الزمان کے اپنے ہی الہامات کی صحت کا پتہ سال ہا سال تک نہ لگے جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے ایام الصلح میں قبول کیا ہے اور ان کے پورا نہ ہونے پر طرح طرح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شرمناک تاویلیں کرنی پڑیں تو وہ دوسروں کے الہامات کی صحت کا کیونکر معیار ہوسکتی ہیں؟ مرزا صاحب کسی محکم اور بین دلیل سے اس کو ثابت کریں جس پر کچھ اعتراض نہ ہو سکے ورنہ بلا دلیل و خلاف مشاہدہ اس کو کون مان سکتا ہے؟

امام الزمان کی جبلت میں قوت امامت ہونا

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۲۲۔۲۳ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام الزمان اپنی جبلت میں قوت امامت رکھتا ہے۔

جواب۔ جبلت میں قوت امامت کا ذکر قبل ازیں گذر چکا ہے۔ مدح اور خودستائی کا جواب ضروری نہیں کیونکہ مرزا صاحب کو اس میں سیری نہیں، بلکہ اس میں حظ مزہ وراحت جان ہے اس لئے اس فضول مضمون پر کوئی اپنا وقت عزیز کیوں ضائع کرے؟ تاہم ستاروں اور سورج کا ذکر بذیل تفسیر مرزا صاحب اذا الشّمس کوّرت وغیرہ میں آئندہ آتا ہے ملاحظہ فرماویں۔ چونکہ یہ دنیا دارالعمل ہے اور اصلی دارالجزاء نہیں، اور آدمی کے قول وفعل پر حلیم کریم وشدید العقاب فوراً مواخذہ نہیں کرتا اس لئے مرزا صاحب نے دلیرانہ وبے باکانہ لعنت کو اپنا ورد وظیفہ بنا لیا ہے ورنہ اس کے اثر سے تفرقہ اندازوں اور لعنت خواہوں کا جو حال ہوتا سب لوگ دیکھتے۔ غریبوں کو تفرقہ پسند بناتے ہیں لیکن اپنی تفرقہ اندازی وتعلّی کی طرف نظر نہیں کرتے کہ کسی سے بھی اتفاق ہی نہیں جب تک وہ خود بدولت کا ماتحت نہ ہو اور خود بدولت کو تو کسی دوسرے کی ماتحتی باعث کسر شان و مخالف نفس ہونے کے سبب کسی صورت جائز نہیں۔

اولوالامر کی قادیانی تشریح

ضرورۃ الامام میں مرزا صاحب فرماتے ہیں:

حالانکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرّسول و اولی الامر منکم (تابعداری کرو اللہ کی، اس کے رسول کی، اور ان حکام کی جو تم میں سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں)۔ اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔

جواب۔ اللہ جل شانہ کا فرمان آمنّا و صدقنا۔ لوگوں سے اطاعت کرانے کا مرزا صاحب کو بڑا عشق ہے لیکن دوسرے عاجز تو خائف ہیں کہ منصب مطاع تو بجائے خود، مطیع ہونا ہی پورا ہو جاوے تو غنیمت ہے۔ اب رہا خود بدولت کا تراشیدہ قاعدہ کہ، جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے، اس پر غور فرمایئے کہ جو مسلمان جموں، کشمیر، فریدکوٹ، نابھہ، جنید، پٹیالہ، گوالیار، جے پور، جودھ پور، بڑودہ، نیپال وغیرہ ہندو ریاستوں میں رہ کر اپنے نماز، روزہ وغیرہ بلا روک ادا کر کے مذہبی فائدہ حاصل کرتے ہیں تو اس سبب سے وہ سب ہندو سکھ راجہ رئیس جن میں اکثریت بت پرستی و مورتی پوجن وغیرہ کو اپنا آبائی قدیمی دھرم موجب مکت جان کر خوشی وشوق سے بلا اکراہ کرتے اور اس پر فخر کرتے ہیں کیا وہ سب کے سب اپنی اس مسلمان رعایا کے اولی الامر ہوئے؟

پھر جب مسلمان رعایا ریاست ہائے ہنود و رعایائے سرکار انگریزی حج کے واسطے جاتے ہیں اور کوئی روسی اگبوٹ اور کوئی فرانسیسی، کوئی جرمن، کوئی ڈچ، کوئی امریکی، کوئی چینی، کوئی جاپانی جہازوں وغیرہ پر سوار ہو کر جاتے ہیں اور ان میں اذان نماز جماعت وغیرہ ارکان اسلام بخوشی و بآزادی بجالا کر اخیر اعظم رکن اسلام حج سے مشرف ہو کر دینی فائدہ حاصل کرتے ہیں تو مرزا قادیانی کے قاعدہ کی رو سے وہ روسی جرمن ڈچ چینی جاپانی و امریکہ والے ان مسلمانوں کے اولی الامر واجب الاطاعت ہو گئے اور وہ ان میں سے ہو گئے؟ سبحان اللہ کیا عمدہ قاعدہ تراشا ہے جس سے تمام دنیا کی ہندو وغیرہ ریاستیں مسلمانوں کے لئے اولی الامر بن گئیں اور منکم میں داخل ہو گئیں۔ اس قدر وسعت وفراخی وسہولت سوائے مرزا صاحب کے اور کون کر سکتا ہے؟ لیکن باوجود اس قدر ارزانی کے امام الزمان پھر بھی ایک ہی رہا، تا کہ خود بدولت کی وحدت میں شرکت نہ ہو۔

غالباً مرزا صاحب نے خود بدولت ومریدین کو تمام دنیا و جہان سمجھ کر یہ قاعدہ وضع فرمایا ہوگا لیکن ذرہ نظر اٹھا کر خیال نہیں فرمایا کہ آبادی دنیا دور دراز حصہ تک پہنچی ہوئی ہے اور ہمارے اس قاعدہ کا اثر کہاں تک پہنچے گا۔ مرزا صاحب اور ان کی جماعت اس قاعدہ کو قبول کر لیں، ان کا اختیار ہے لیکن تمام دنیا کے مسلمان و دیگر مذاہب والے اس کو ہرگز قبول نہ کریں گے کیونکہ اب لوگ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے ناواقف نہیں ہیں۔

اگر مرزا صاحب نے سرکار انگریزی کی خوش آمد و راضی کرنے کے خیال سے یہ قاعدہ ایجاد کیا ہے جیسا کہ عبارت آئندہ میں تصریحاً فرمایا ہے تو سرکار کا اس سے خوش ہونا اور مرزا کے قاعدہ کو صحیح مان لینا بھی ہرگز قرین قیاس نہیں ہے۔ اس خام خیالی کو دل سے دور رکھیں کیونکہ جن کو اللہ تعالی نے سلطنت اور لیاقت بادشاہت اور فرمان روائی عطا فرمائی ہے اور جو معاش امور میں آئے دن طرح طرح کی ایجادیں کرتے وضوابط بناتے اور بال کی کھال اتارتے ہیں ہر مذہب کی کتب سے واقفیت حاصل کرنے کے واسطے ان کے تراجم اپنی زبان میں کرتے کراتے اور اپنے پاس رکھتے ہیں، دن رات اسی دھن میں سرتوڑ لگے ہوئے ہیں، نئے علوم اور معلومات کے لئے کسی قسم کی کوتاہی سستی اور تساہل نہیں کرتے۔ حتی کہ جانیں دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ پس ایسوں پر کم فہمی اور مغالطہ کھانے کا گمان کرنا اپنی کوتاہ اندیشی اور غلط فہمی ہے۔

مرزائیوں کو انگریزوں کی اطاعت کی نصیحت

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

> اس لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں کیونکہ وہ ہمارے دینی مقاصد میں حارج نہیں ہیں بلکہ ہم کو ان کی وجہ سے آرام ملا ہے (پھر کچھ اسلامی بادشاہوں کی کوتاہ ہمتی غفلت، سکھوں کی متفرق حکومتوں کے وقت میں دین پر مصیبتیں، پھر انگریزی سلطنت میں مذہبی آزادی واحسان بیان فرما کر اخیر میں فرمایا کہ): انگریزوں کے برخلاف بغاوت کی کھچڑی پکاتے رہنا خدا تعالی کی نعمتوں کو فراموش کرنا ہے۔

جواب۔ مرزا صاحب کی دانشمندانہ و دور اندیشانہ نصیحت و اولی الامر منکم کا مسئلہ فصل گذشتہ میں عرض ہو چکا ہے کہ سرکار ایسی کم فہم و ناواقف نہیں کہ مرزا کی حکمت عملی نہ سمجھے۔ خصوصاً جب آپ یہ بھی مشتہر فرما چکے ہوں کہ خود بدولت کے بدولت ہی یہ سلطنت قائم ہے۔

مرزا نے اپنے مریدین کو تو نصیحت فرمائی ہے کہ سرکار انگریزی کو اولی الامر سمجھ کر سچائی سے مطیع رہیں۔ لیکن یہ تو فرماویں کہ خود بدولت نے اس پر کیا عمل کیا اور کیا عملی نمونہ دکھایا ہے؟ عیسائیوں کی اطاعت تو بجائے خود سیدنا مسیح پر بھی لے دے، برا بھلا کہہ کر خلاف ہدایت اسلام جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انہیں کے سبب ان کی خبر لی ہے کیا یہی اولوالامر ماننے اور سچائی سے اطاعت کا نتیجہ ہے؟ اگر مرزا فرماویں کہ وہ خبر اس واسطے لی ہے کہ عیسائیوں نے بھی ہمارے مذہب کو برا بھلا کہا ہے تو پھر یہ فرماویں کہ بموجب ارشاد قرآن مجید:

و لتسمعنّ من الّذین او تو الکتا ب من قبلکم و من الّذین اشر کوا اذی کثیراً و ان تصبروا و تتّقوا فا نّ ذا لک من عز م الا مور (اور تم ان سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور مشرکین سے بہت سی ایذاء کی باتیں سنو گے اور اگر صبر اور پرہیز گاری کرو تو بے شک یہ بہت ہمت کے کام ہیں)

کے آپ نے صبر کیوں نہیں کیا؟ جس کے واسطے خود اپنے اشتہار میں اسی آیت شریفہ سے تمسک کر کے صبر کی تاکید فرمائی ہے۔ یہ کیسا انصاف و عدل ہے کہ آپ محض زبانی ہی حکم فرماویں اور اس کا عمل دوسروں کے ذمہ ڈالیں۔

یہ امر اظہر من الشّمس ہے کہ مسلمان ہر حالت یعنی سلطنت و رعایا والی سے خوب واقف ہیں ابتدائے زمانہ میں ان کے سلف غیر سلطنتوں میں رہ چکے ہیں اور آیت شریفہ:

و لتجد نّ اشدّ النّاس عداوۃ للّذین آ منوا الیھود و الّذ ین اشر کوا و لتجدنّ اقربھم مودّۃً للّذین قالوا انّا نصاری ذ لک با نّ منھم قسّیسین و ر ھبا نا و انّھم لایستکبرو ن (مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کے اعتبار سے یہود اور مشرکین کو تم سب لوگوں میں سخت پاؤ گے، اور مسلمانوں کے ساتھ دوستی کے اعتبار سے سب لوگوں میں ان کو قریب تر پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاری ہیں، اس سبب سے کہ ان میں علماء اور گوشہ نشین ہیں اور یہ کہ وہ تکبر نہیں کرتے)

بھی بوقت تلاوت قرآن مجید ان کے زیر مطالعہ رہتی ہے۔ تو ایسی حالت میں جو آرام و مذہبی آزادی وغیرہ ان کو سلطنت انگریزی میں میسر ہے اس کو یہ ہرگز نہیں بھول سکتے۔ ہاں بے جا طاہرداری کی منافقانہ خوش آمد نہ سرکار کو پسند ہے اور نہ مسلمانوں کو اس کی حاجت ہے۔

یہ مرزا صاحب کی ناخدا ترسی ناانصافی خود غرضانہ حکمت بلکہ کینہ وری بد اندیشی و بغض باطنی ہے کہ اپنی خیر خواہی جتانے کو خوانخواہ بغاوت کی کھچڑی پکانی اور نعمتوں کے فراموش کرنے کا الزام و اشارہ دوسرے غریب مسلمانوں پر کرتے رہتے ہیں۔.. سیدھا صاف آپ یوں کیوں نہیں فرماتے کہ جو آپ کو مسیح مان کر اطاعت نہ کرے اور اپنے نفس کو مع لوازم آپ کے ہاتھ بیچ کر آپ کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاکر وفرمانبردار نہ بنے وہ باغی اور تمام سزاؤں کا مستوجب ہے۔

امام الزمان کی اطاعت

ضرورۃ الامام کے صفحہ۲۳۔۲۴ پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

پھر اصل کلام کی طرف عود کر کے کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے جیسا کہ جسمانی تمدن کے لئے یہ تاکید فرمائی ہے کہ ایک بادشاہ کے زیر حکم ہوکر چلیں یہی تاکید روحانی تمدن کے لئے بھی اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالی یہ دعا سکھلاتا ہے اھد نا الصرّاط المستقیم۔ صراط الّذین انعمت علیھم وغیرہ۔ لہذا اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں پر اکمل واتم طور پر نعمت روحانی کی بارش ہوئی ہے ان کی راہوں کی ہمیں توفیق بخش تاکہ ہم ان کی پیروی کریں۔ سو اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ تم امام الزمان کے ساتھ ہو جاؤ۔

جواب۔ الفاظ اگرچہ اور ہیں مگر مدعا وہی خود بدولت کی ثنا، اپنی حکومت اکمل واتم طور پر نعمت روحانی کے بارش کے محل اور اخیر پر حکم الٰہی اھد نا الصّراط المستقیم کو بھی فراہمی جماعت پر چسپاں کر دیا کہ اس میں یہی اشارہ ہے کہ تم امام الزمان کے ساتھ ہو جاؤ۔ مرزا معذور ہیں، جب کسی چیز کا عشق ہو جاتا ہے تو یہی حال ہوتا ہے کہ مطلوب کے سوا اور کچھ نہیں سوجھتا۔

قرآن مجید پر بھی مرزا نے ایسا قبضہ و دخل کیا ہے کہ اس کی آیات کی تفسیر و معنی جس طرح منشاء کے موافق و پسند خاطر ہوں بلا تامل کر لیتے ہیں چنانچہ براہین احمدیہ صفحہ۲۳۱ میں فرمایا:

یہ تعلیم دے کر کہ اھد نا الصّراط المستقیم۔ صراط الّذین انعمت علیھم تمام سچے طالبوں کو خوشخبری دی کہ وہ اپنے رسول مقبول کی تبعیت سے اس علم ظاہری و باطنی تک پہنچ سکتے ہیں،

اب فرمادیا کہ اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ تم امام الزمان کے ساتھ ہو جاؤ۔،

براہین احمدیہ میں دوسری جگہ اس کی کچھ اور تفسیر و معنی کر دیئے ہیں۔ بے شک مرزا کی دلیری آزادی وحوصلہ کی ہمسری کسی دوسرے مسلمان سے ہونا محال و غیر ممکن ہے بلکہ کوئی فری تھنکر بھی ایسے دل وگردہ والا شاید ہی نکلے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام الزمان ہونیکا قادیانی دعوی مع تردید

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

یادر ہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی، رسول، محدث، مجدد، سب داخل ہیں، مگر جولوگ ارشاد اور ہدایت خلق اللہ کے لئے ماموز نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات ان کو دی گئی وہ گو ولی ہوں یا ابدال ہوں، امام الزمان نہیں کہلا سکتے۔

جواب۔ جب یہ سب مناصب بزعم مرزا صاحب خود بدولت ہی کے قبضہ وقدرت میں آگئے اور کل ارشاد ہدایات وکمالات آپ تک ہی محدود ہو کر قفل بند ہو گئے، تو پھر کسی دوسرے کی کیا مجال کہ اس امر میں کچھ حرف زبان پر لاوے۔اور مرزا صاحب کے نزدیک کیا مجرد کہلانے ہی سے سب کچھ بن جاتا و پورا ہو جاتا ہے؟ مثلاً لوگوں میں غنی وساہوکار کہلاوے خواہ گھر میں ایک کوڑی بھی نہ ہواور چوہے بھی قلابازیاں کھاتے ہوں؟ لیکن عاجز کے نزدیک تو منصب وعہدہ وہی ہے جو اللہ عز وجل کی طرف سے عنایت ہو۔

مرزا صاحب اس امر کا بھی خیال رکھیں کہ خزائن الہیہ (ارشاد ہدایت علوم ولایت الہامات کشوف وغیرہ) کو محدود یا خرچ وختم شدہ جاننا یا اللہ تعالی واہب العطیات کو ایسے بے شمار بلا احصی خزائن کا مالک نہ جاننا بموجب آیت ذیل کے کن لوگوں کا فہم وسمجھ ہے:

و للّٰه خزائن السّماوات و الارض و لکنّ المنافقون لا یفقھون (اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے خزانے اللہ کے ہی پاس ہیں مگر منافقوں کو اتنی سمجھ نہیں)

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔سواس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالی کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزمان میں ہوں اور مجھ میں خدا تعالی نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے جس میں سے ۱۵ برس گذر بھی گئے۔

جواب۔اگر قرآن مجید وحدیث شریف نیز حالات ومعاملات مرزا صاحب سے آپ کا امام الزمان ہونا اور ان کی پیروی خدا تعالی کی طرف سے تمام مسلمانوں پر فرض قرار دیا جانا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہو جاوے تو کسی مسلمان کا کیا مقدور و مجال کہ اس سے انحراف کر کے مجرم بنے ۔ یہ بدیہی امر ہے کہ ہر ایک کا منصب و رتبہ احکام حاکم سے یا اس کے اپنے حال و اعمال سے ہی متحقق و ظاہر ہوتا ہے لیکن گستاخی معاف یہاں تو احکام، حال و اعمال دونوں میں صفر ہے ۔

چنانچہ آپ کا حال و اعمال تقوی، طہارت، راستی، امانت، دیانت، توکل علی اللہ وغیرہ حالات معاملات جو پندرہ برس سے پہلے کے اور اس پندرہ برس کے مشاہدہ و معاملات سے ظاہر ہوئے ہیں وہ تو امامت بجائے خود مقتدی و عام متقی خشیت اللہ والے مسلمان کے برابر بھی ثابت نہیں ہوئے جن کا مختصر حال اس تحریر میں حسب اصرار مرزا صاحب درج ہوا ہے ۔

در باب احکام متعلق امامت احادیث ذیل پر تحمل و تامل سے توجہ فرماویں کہ امام صادق و ہادی برحق ﷺ کا درباره امامت تو قطعی فیصلہ یہ ہے:

الا ئمة من قریش ۔ (امام قریش سے ہیں)

النّاس تبع لقریش فی هذا الشّان، مسلم تبع لمسلمهم و کافرهم تبع لکافرهم۔(متفق علیه) ۔(لوگ اس امر میں قریش کے تابع ہیں ان کے مسلمان، مسلمان کے تابع ہیں، اور ان کے کافر، کافر کے تابع ہیں)

لا یزال هذا الامر فی قریش ما بقی منهم اثنان ۔(متفق علیه)(یہ امر ہمیشہ قریش میں رہے گا جب تک ان میں سے دو آدمی بھی باقی رہیں گے) ۔

انّ هذا الامر فی قریش لا یعادیهم احد الا کبه اللّه علی وجهه ما اقام الدّین۔(بخاری)۔(یہ امر قریش میں ہے اور ان کے ساتھ کوئی عداوت نہیں کرتا مگر اللہ اس کو منہ کے بل گراوے گا، جب تک وہ دین کو قائم رکھیں)

ابتدائے اسلام سے اب تک یہی اصول تمام مسلمانوں میں مسلّم و مقبول رہا ہے مرزا صاحب فرماویں کہ اب اس وقت یہ کیونکر منسوخ ہوکر الا ئمة من الفارس او من المغل او من نسل جنجیز خان (امام فارس سے یا مغل سے یا نسل چنگیز خان سے)اسکی جگہ قائم ہوسکتا ہے؟

اگر مرزا فرماویں کہ وہ جسمانی امارت کے واسطے ہے اور روحانی امارت و امامت میں کسی غیر قریش کا امام ہونا لا باس ہے، تو عرض ہے کہ اول تو احادیث شریفہ موصوفہ بالا میں کوئی خصوصیت جسمانی و روحانی امامت و امارت کی نہیں ہے اور اگر زبردستی بلا دلیل مرزا صاحب خواہ نخواہ اپنی طرف سے خصوصیت و استثناء لگالیں تو پھر فرماویں کہ دوسرے غریب مسلمانوں کے واسطے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو بلا وجہ کیوں محال و نا جائز خیال فرماتے ہیں؟

عام مسلمان بھی منصب امامت کو قریش کا حق مان اور سمجھ کر ان سے سند نیابت حاصل کرتے اور نذرانہ بھیجتے رہتے اور یہاں نذرانہ تو کہاں بغیر کسی قطعی الدلالت نص قرآن مجید و حدیث شریف کے صرف گلاب شاہ فقیر مجذوب مرفوع القلم کے بیان پر جس کا ذکر کریم بخش جمالپوری کے اظہار مندرجہ کتاب نشان آسمانی دوسرا نام شہادت الملہمین صفحہ ۲۱۔۲۲ میں ہے یا خود بدولت کے الہامات پر جن کا حال و مآل کچھ اس تحریر میں عرض ہوا ہے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو ایسا امام الزمان قرار دیا ہے کہ سید و قریش و غیر قریش بلکہ تمام مسلمانان دنیا پر اپنا اتباع و پیروی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض ٹھہرا دی ہے۔ اور اس امر کا کچھ خیال نہیں فرمایا کہ جو بات بے دلیل اور خلاف سنت ہو اس کی قدر خرافات سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے؟ اور مسلمان اس کو قبول کر کے محرمات شرعی مثل تصویر کھچوانے، شرعی ورثاء کو محروم کرنے، حق العباد قیمت کتاب وغیرہ ادا نہ کرنے، ایفاء عہد کی پیروی نہ کرنے وغیرہ مسائل خلاف شریعت میں آپ کی پیروی کیونکر کر سکتے ہیں؟..

اپنی زبان سے اپنی مدح و ثنا بیان کرنے کی نسبت یہ عرض ہے کہ اگرچہ یوم حنین میں سید الاولین والآخرین شارع علیہ افضل الصلوات والتحیات سے مروی ہے کہ آں حضرت ﷺ نے خلق اللہ کو حق پہنچانے کے لئے، نہ فخر سے، فرمایا تھا: انا النّبیّ لا کذب انا ابن عبد المطلب (میں نبی ہوں جھوٹ نہیں، میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں)۔ اور دوسرے موقع پر انا سیّد ولد آدم و لا فخر (میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور فخر سے نہیں کہتا) وغیرہ۔ نیز حضرات صحابہ کرام کے مناقب بھی کبھی کبھی سراپا صدق بیان فرمائے لیکن ایسے مواقع بہت نہیں اور پھر ان کے ساتھ اپنی ذات مبارک واطہر ﷺ کے لئے جو واقعاً صحیح و سچے طور پر مجمع فضائل وصفات حمیدہ وکمالات پسندیدہ و برگزیدہ تھے جب کسی ایک نے خیر البریّۃ کہا تو جواب میں: ذاك ابراھیم (وہ ابراہیم تھے) اور فرمایا:

> لا تطرونی کما اطرت النّصاری ابن مریم فانّما انا عبدہ فقولوا عبد اللّٰہ و رسولہ۔ (میری مدح میں ایسا مبالغہ نہ کرو جیسا نصاریٰ نے ابن مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا، میں فقط اس کا بندہ اور اس کا رسول ہوں)

> اور وفد بنی عامر کے انت سیّدنا (تو ہمارا سردار ہے) کہنے پر فرمایا السیّد اللّٰہ

پس ان حالات کا یہاں مرزا صاحب کے حالات سے قیاس، قیاس مع الفارق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے وہاں اپنی مدح وتعریف ناگوار اور یہاں یہی پسندیدہ وخوشگوار۔ وہاں اس کی ممانعت یہاں حث وترغیب واجازت۔ وہاں اپنی مدح تو بجائے خود ایک کو دوسرے کی مدح وثنا سے بھی پرہیز وتحذیر میں اصرار، یہاں اکثر کتب واشتہارات کا یہی مضمون اور اسی پر دار ومدار۔

شاید کثرت وغلو فی المدح میں مرزا صاحب اس لئے خود بدولت کو معذور ومجبور خیال فرماتے ہوں کہ آپ کی ایک جان اور متعدد مناسب۔ مثیل مسیح، عیسی بن مریم موعود، مہدی مسعود، مجدد، محدث، امام الزمان، مرسل من اللہ وغیرہ۔ سو اگر ہر ایک منصب کے لئے ایک ایک بھی مدح ہو تو لاچارگی مناقب کا مجموعہ ہو جاتا ہے۔ لیکن غور طلب یہ امر ہے کہ اپنی مدح سرائی وخودستائی کی کوئی حد بھی مقرر ہے یا نہیں۔ ہادی جن وانس ﷺ وصحابہ کرام کا تو ارشاد فلا تزکّوا انفسکم ھو اعلم بمن اتّقی (پس تم اپنی بڑائی نہ کرو۔ وہ اس کو جس نے تقوی کیا، اچھا جانتا ہے) پر یہاں تک عمل درآمد تھا کہ ایک شخص کی ثنا کے موقع پر فرمایا اھلکتم او قطعتم ظھر الرّجل (ہلاک کیا تم نے یا اس آدمی کی پیٹھ کاٹ ڈالی)۔ و یحک قطعت عنق اخیک او صاحبک (افسوس تو نے اپنے بھائی یا دوست کی گردن کاٹ ڈالی) ایک شخص نے امیر المومنین عثمانؓ کی مدح کی تو حضرت مقدادؓ نے اس کے منہ میں مٹی ڈال دی۔ اس پر امام المسلمین سیدنا عثمانؓ نے دریافت فرمایا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا حکم اذا رأیتم المدّاحین فاحثوا فی وجوھھم التّراب (جب تم مدح کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے مونہوں میں مٹی ڈالو) سنا دیا۔

امیر المومنین وامام المسلمین حضرت عمرؓ نے فرمایا المدح ھو الذّبح یعنی کسی کی مدح کرنا اس کو ذبح کرنا ہے۔ ایک شخص نے آپ کی ثنا کی تو آپ نے فرمایا کہ، تو مجھ کو اور اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے،۔ اور آپ اس امر میں ایسے محتاط تھے کہ اگر کوئی مدح وثنا کر بیٹھے تو اس کا اثر زائل کرنے کے فکر وعلاج میں مصروف ہو جاتے چنانچہ زیدؓ بن ثابت فرماتے ہیں کہ عمرؓ کو سات پیوند ان کی چادر پر لگے ہوئے دیکھ کر میں بحالت گریہ اپنے گھر کو آیا پھر جب گھر سے نکلا تو راستہ میں عمرؓ کو مشک پانی کی کاندھے پر اٹھائے ہوئے لئے جاتے دیکھ کر میں کہا یا امیر المومنین! اس پر آپ نے مجھے فرمایا کہ کچھ نہ بولو میں تمہیں بتلاؤنگا۔ پس میں ان کے ساتھ ہو لیا حتی کہ آپ نے وہ پانی ایک بڑھیا کے گھر ڈال دیا۔ پھر ہم آپ کے مکان کو پھرے اور اس بارہ میں ان سے ذکر کیا تو آپ نے کہا کہ تمہارے جانے کے بعد میرے پاس ملک روم اور فارس کے وکیل آئے اور انہوں نے کہا کہ یا عمر تمہاری نیکی اللہ کے لئے ہے اور بے شک لوگ تمہارے علم وفضل اور عدل پر متفق ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب وہ (یہ تعریف و مدح کر کے) چلے گئے تو مجھ میں جیسا کہ بشر میں داخل ہوتا ہے (عجب) داخل ہوا۔ پس میں اٹھا اور (علاجاً) اپنے نفس سے ایسا معاملہ کیا۔

حدیث شریف

عن ابی ھریرہ انّ رسول اللّٰہ ﷺ قال ثلاث منجیات و ثلاث مھلکات۔ فامّا المنجیات فتقوی اللّٰہ فی السّرّ و العلانیّۃ و القول بالحقّ بالرّضاء والسّخط والقصد فی الغنی والفقر۔ وامّا المھلکات فھو متبع و شح مطاع و اعجاب المرء بنفسہ وھی اشدّ ھن

(ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاکت والی۔ پس موجب نجات اللہ کا تقوی ہر حال میں کھلے چھپے، قول حق بحالت رضا وغصہ، میانہ روی غنا اور فقر میں۔ موجب ہلاکت اتباع ہواء، بخل، عجب انسان کا اپنے نفس کے ساتھ اور یہ سب سے سخت ہے)

کی ہدایت کے مطابق حضرت عمرؓ عجب نفس کے علاج کی طرف اہتمام سے اکثر متوجہ رہتے تھے جیسا کہ محمد بن عمر المخزومی نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے الصّلوۃ جامعۃ کی منادی کرائی جب لوگ جمع ہوئے اور کثرت ہوئی تو آپؓ نے منبر پر چڑھ کر اللہ تعالی حمد و ثنا جس کے وہ لائق ہے کی اور محمد ﷺ پر صلوۃ بھیج کر فرمایا اے لوگو! تحقیق تم نے مجھ کو دیکھا ہے کہ میں اپنی خالات بنی مخزوم کا نوکر چرواہا تھا وہ مجھ کو مٹھی بھر کھجور خشک و منقی دیتیں اور میں ایام گذاری کرتا۔

یہ کہہ کر آپ منبر سے اتر آئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا یا امیر المومنین آپ نے سواء ذلت اپنے نفس کے اور کچھ نہیں کہا۔ اس کے جواب میں فرمایا، اے ابن عوفؓ خلوت میں میرے نفس نے مجھ سے کہا، تو امیر المومنین ہے پس تجھ سے یہاں کون افضل ہے۔ اس لئے میں نے چاہا کہ نفس کو اس کی اصل سمجھا دوں تا کہ وہ پہچانے۔

انہی سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس حج سے واپسی پر جس کے بعد پھر آپ نے حج کا موقع نہیں پایا فرمایا کہ، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جس کو جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ میں اس وادی ضجنان میں خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا اور وہ تیز و سخت مزاج تھے۔ میرے کام پر مجھ کو عتاب بھی کرتے اور قصور پر مجھ کو مارتے بھی، اور اسی طرح میں صبح و شام گذارتا اور سوا اللہ تعالی کے کوئی نہ تھا جس سے خطاب ڈرتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ حج میں میر قافلہ ہوتے ۔کبھی خیمہ وشامیانہ ساتھ نہ رکھا جہاں ٹھہرے کسی درخت پر چادر کپڑا ڈال کر اس کے سایہ میں پڑ رہتے ۔

اب مرزا اور ان کے مرید غور فرمائیں کہ یہ حالات احتیاط و تعظیم امر اللہ وخشیت اللہ و زہد فی الدنیا وغیرہ جوان برحق وصادق امام الزمانان موصوف الصدر میں متحقق ہیں ان کے نام و نشان کا شائبہ بھی کبھی مرزا کی امام الزمانی میں پتہ لگا ہے؟ یا کبھی کچھ بھی ظہور ہوا ہے؟ ہر گز نہیں ۔ بلکہ جو کچھ ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ مرزا نے بزبان خود بدعاوی وبتقاریر گوناگوں امام الزمان بن کر یہاں تک بلند پروازی کی کہ دنیا میں کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاتے ۔ امام الزمانی کی لاٹھ اوٹھا کر سب کو بھیڑ بکری کی طرح آگے رکھ لیا ہے ۔ اور دن رات تحقیر و توہین سبّ وشتم لعن وطعن مومنین و مسلمین و دیگر مخلوق وفراہمی مال وجائداد میں مصروف ہیں ۔کوئی تو غور و تامل سے سوچے ۔

بزبان خود امام صاحب تو خیر بہت عالی حوصلہ اور اس مدح وثنا کے مصنف و موجد اور اپنے ہاتھوں سے اس کو لکھنے والے ہیں لیکن مریدین بھی ماشاء اللہ ہر ایک ارشاد مرشد کو خواہ موافق شریعت ہو خواہ مخالف آمنّا و صدقنا کہہ کر نوش جان فرماتے جاتے ہیں ۔اور کوئی بھی اپنے نفس سے مطالبہ نہیں کرتا کہ یہ میری مدح وثنا صحیح ہے کہ نہیں ؟ اور مجھ کو اس سے نفع ہے کہ نقصان ؟اس میں شک نہیں کہ پیر کی نسبت عادات و اخلاق کا اثر مریدین پر ضرور ہوتا ہے لیکن جو صاحب اپنے آپ کو ماہر قرآن وحدیث و عالم جانتے ہیں یا اس نام سے پکارے جاتے ہیں ان کو تو ضرور آنکھیں کھولنی چاہئیں کہ آیا یہ امور موافق تعلیم و ہدایت قرآن مجید و حدیث شریف ہیں یا نہ؟

ہاں اباحت مدح میں بھی احادیث وارد ہیں لیکن وہ کمال ایمان و یقین وریاضت نفس و معرفت تامہ والوں کے واسطے ہیں جو فتن نفس سے واقف و مامون ہوں ۔ سو یہاں کل جماعت کا ایسا ہی اعلیٰ وارفع حال ہوتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا لیکن بظاہر تو اس کا کچھ ثبوت و وجود نہیں بلکہ معاملہ برعکس ہے ۔ خود امام صاحب کے جوش طبیعت کی یہ حالت ہے جو بیان ہو چکا ہے اور قریب کا ذکر ہے کہ ایک قدیمی مخلص و خیر خواہ دوست کی محض بنظر خیر خواہی و محبت مجرد اتنا لکھنے پر کہ، نفس امارہ کو چھوڑ دو، برافروختہ و مشتعل ہو گئے اور اب اس دوست کی خدمات واحسانات سب فراموش کر کے مخالف ہو کر علانیہ تبرا بازی بذریعہ اشتہارات شروع کر دی ہے ۔ سبحان اللہ! احکام شرعی کی کیسی رعایت ہے ۔اور مریدین تعظیم و تکریم میں اس قدر غالی و بڑھے ہوئے ہیں کہ برملا بے دھڑک کہتے ہیں کہ ، ہیں حضرت میں نفس ہے، ۔ معاذ اللہ یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ تمام جہان کے حضرات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حضرت ہادی علیہ السلام تو خود دعا فرماویں اللّٰھمّ رحمتک ارجوا فلا تکلنی الی نفسی طرفة عین و اصلح لی شانی کلّه لا اله الّا انت (یا اللہ میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں، مجھ کو ایک طرفۃ العین بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر، اور میرے سب کام سنوار دے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں)۔ اور یہاں ان کے امام صاحب کو نفس سے نسبت کرنا ہی نہایت گناہ ہے۔ یہ بھی عجب فہم واتباع رسول اللہ ﷺ ہے۔

ایک دوسرے موقع خیر خواہی و درخواست پر کہ مولوی نورالدین ایک دوروز کے واسطے یہاں تشریف لے آویں۔ اس پر مرزا نے خفگی سے فرمایا کہ لکھدو اعملوا علی مکا نتکم انّی عامل فسوف تعلمون من تکون له عاقبة الدّار (تم اپنی جگہ کام کرو، میں بھی کرتا ہوں پس شتاب معلوم کروگے تم کس کیلئے عاقبت ہے) اگرچہ یہ جواب ایام گذاری و جماعت مریدین کی استقامت سے جمے رہنے کے لئے تو عمدہ سبق ہے لیکن ارادہ الٰہی ہرگز کسی سے رک نہیں سکتا۔ ایک تیسرا موقع وہ ہے جہاں ایک خواب ونوم کی حالت بے اختیاری فقرہ پر اس قدر ناراضگی فرمائی کہ ایک کتاب تحریر کر کے شائع فرمادی۔ سب جوش وغصہ بظاہر نتیجہ مدح وثنا کے عادی ہونے کا ہے کہ ذرا سا خلاف نفس بھی گوارا نہیں ہوسکتا۔ ورنہ اہل اللہ تو نہایت صاحب وقار بردبار متحمل و صابر وعفودرگذر کرنیوالے ہوتے ہیں جیسا کہ مرزا کو بزبان خود ان سب اخلاق فاضلہ کا دعوی ہے۔

پس جب خود امام صاحب کا یہ حال ہے تو دوسرے مریدین کا اسی پر قیاس کر لینا چاہیے کہ مدح وثنا ان کے حق میں اور ان کے تزکیہ نفس کے لئے کس قدر مفید وضروری ہے؟ نفوس کو تو مدح وثنا ضرور خوش آمد ہے لیکن مسلمانوں کو شارع ﷺ کے احکام مذکورالصدر کی تعظیم وتکریم وتعمیل تو ضرور مدنظر ہو کر اس سے پرہیز چاہیے۔

غلط اعتقادات دور کرنے کیلئے حکم ہونیکا دعوی مع تردید

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۲۴۔۲۵ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اور ایسے وقت میں، میں ظاہر ہوا ہوں کہ جب کہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے تھے اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا ایسا ہی مسیح کے نزول کے بارہ میں نہایت غلط خیال پھیل گئے تھے اور اس عقیدے میں اختلاف کا یہ حال تھا کہ کوئی حضرت عیسی کی حیات کا قائل تھا اور کوئی موت کا اور کوئی جسمانی نزول مانتا تھا اور کوئی بروزی نزول کا معتقد تھا کوئی دمشق میں اون کو اتار رہا تھا اور کوئی مکہ میں اور کوئی بیت المقدس میں اور کوئی اسلامی لشکر میں اور کوئی خیال کرتا تھا کہ ہندوستان میں اتریںگے۔ پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حکم کو چاہتے تھے سو وہ حکم میں ہوں میں روحانی طور پر کسر صلیب کیلئے اور نیز اختلافات کے دور کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں ان ہی دونوں امروں نے تقاضا کیا کہ میں بھیجا جاؤں۔ میرے لئے ضروری نہیں تھا کہ میں اپنی حقیقت کی کوئی اور دلیل پیش کروں کیونکہ ضرورت خود دلیل ہے۔

جواب۔ جیسے خیالات اول سے چلے آتے ہیں اور جو جزوی اختلافات مسائل میں ہیں وہ اب تک بدستور ویسے ہی ہیں۔

مرزا صاحب اپنے اختلافات پر بھی نظر کریں کہ پہلے مسیح کے دوبارہ دنیا میں ظاہری و جسمانی طور پر خلافت سے آنے کے آپ قائل تھے (ازالہ اوہام۔ ص ۱۹۷۔۱۹۸)۔

جس کو اب دوسرے قالب میں ڈھال کر خود بدولت کو ان کی جگہ آیا ہوا بیان کر کے پہلے قول کو رد کیا ہے۔ ازالہ اوہام۔ صفحہ ۲۷۔۳۷ میں لکھا ہے کہ:

میرا یہ دعوی نہیں کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جاوے۔

پھر ازالہ اوہام صفحہ ۱۹۹۔۲۰۰ میں کہا ہے:

میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعوی کیا ہے میرا یہ بھی دعوی نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آ جائیں۔ ہاں اس زمانہ کے لئے میں مثیل مسیح ہوں اور ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں ایسا مسیح بھی آ جائے جس پر حدیثوں کے الفاظ صادق آ سکیں کیونکہ یہ عاجز دنیا کی بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔

چنانچہ مولوی نورالدین صاحب نے بھی اپنے خط ملحقہ اخیر ازالہ اوہام صفحہ ۱۱۔۱۲ میں اس مثیل مسیح ہونے کی تصدیق کی ہے اور لکھا ہے کہ:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تب میں نے (مرزا) سے عرض کیا کہ ایسی صورت میں احادیث کے باعث لوگ کیوں اشکال میں پھنسے ہوئے ہیں۔

اب اس مثیل ہونے کو چھوڑ کر اصل مسیح موعود ہونے کے دعویدار ہیں۔ منارہ جس کا ذکر احادیث میں ہے اس کو قادیان میں تعمیر کرنے کی فکر میں ہیں۔ اور ابھی نہ معلوم آگے چل کر کیا کیا تغیر و تبدل کرتے رہیں گے؟ اس تذبذب واختلافات کو غور سے دیکھیں کہ جب خود بدولت کو کسی جگہ استقامت وقیام وقرار ہی نہیں تو آپ دوسروں کے اختلافات کا کیونکر اور کس طرح فیصلہ کریں گے؟ مرزا صاحب فرماویں کہ خود بدولت نے کونسا غلط خیال اور کون سا اختلاف دور فرمایا اور کس عقیدے کو اختلاف سے خالی کیا؟ بظاہر تو آپ نے بے چارے مسلمانوں کے حال پر یہ مہربانی کی ہے کہ ان کے قدیمی مسلمہ اصول جو نصوص بینہ پر مبنی تھے اور جن کی تصدیق قرآن مجید و حدیث شریف کرتے تھے مرزا صاحب نے خواہ نخواہ ان کی مخالفت میں اپنے تراشیدہ حقائق و معارف بیان کر کے اور بیسیوں اختلافات ان میں ڈال کر ان کی جنگا مشتی باہم کرادی ہے جسکے لئے وہ غریب ان کو دعائیں دیتے ہیں کہ اللہ تعالی آپ کو اس کی جزادیوے۔

اللہ جل جلالہ نے جب کبھی کسی مرسل کو کسی کام کے پورا کرنے کو بھیجا ہے تو وہ کام ضرور بالضرور اس بزرگ کے ہاتھ سے اللہ تعالی نے پورا کرا کے اس کی صداقت وعزت ثابت و قائم فرمادی ہے۔ اب مرزا فرماویں کہ جب آپ کسر صلیب واختلافات دور کرنے کیلئے بھیجے گئے ہیں تو پھر اب تک ایک اختلاف بھی دور کیوں نہیں ہوا، بلکہ اور ان میں زیادتی کیوں ہوئی، اور کسر صلیب کا پتہ ونشان دیں کہ کہاں ہوئی؟ یا وہ محض زبانی برا بھلا کہنے اور سیدنا مسیح کی تحقیر و بے ادبی کو کسر صلیب سمجھتے ہیں؟ معاذ اللہ۔ بظاہر تو بجائے کسر کے وہ قوی ومضبوط دکھلائی دیتی ہے اور یہ تو ترقی معکوس والا الٹا اثر پڑا، حالانکہ ربانی والٰہی احکام وارادوں میں تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔

یہ دلیل بھی مرزا صاحب نے عجب بیان فرمائی ہے کہ ضروری نہیں کہ میں اپنی حقیت کی کوئی اور دلیل پیش کروں کیونکہ ضرورت خود دلیل ہے۔،

توجہ فرماویں کہ ایک شئی کی ضرورت سے کیا وہ شئے بھی موجود ہو جاتی ہے؟ اور کیا ایسا قبول کیا جاتا ہے۔ مثلاً:

۱۔ ایک نابینا کو بینائی کی ضرورت ہے تو کیا اس ضرورت سے اس کی بصیرت و بینائی موجود ہوگئی؟

۲۔ خشک سالی میں پانی و باران رحمت کی کس قدر ضرورت ہوتی ہے؟ تو فرمائیے کہ مجرد ضرورت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے سے بغیر پانی و بارش کے وہ خشک سالی رفع ہو جاتی ہے؟

۳۔ یا ایک ضال و مضل کو ہدایت کی ضرورت ہے تو کیا بمجرد اس ضرورت کے ہونے سے وہ بغیر توبہ واستغفار و آمنوا و عملوا الصّالحات کے ہدائت یافتہ کہا جاوے گا؟

۴۔ یا حقیقی مثال سردار بہادر سید امیر علی شاہ رسالدار میجر کی ضرورت فرزند کی لے لیجئے کہ ان کو کیسی آرزو وضرورت ہے کہ امید د ہندگان کے طمع پورے کرنے سے بھی انہوں نے اپنی نیکی فیاضی و فراخ حوصلگی کو دریغ نہ کیا تو کیا اس ضرورت سے قبل اس کے کہ علی کلّ شیء قدیر ان کو فرزند عطا فرماوے، تو ان کے فرزند موجود ہو گیا، کہا جاوے گا؟ غور فرماویں۔

۵۔ پھر دور نہ جائیں خود اپنے خاص الخاص مرید و حاضر باش مصاحب کے ہی حال پر نظر کریں کہ ان کو ایک چشم وایک ٹانگ کی درستی کی کیسی سخت حاجت وضرورت ہے، تو کیا مجرد اس ضرورت کے باعث ان کی بصارت ورفتار درست ہو کر شکایت رفع ہو گئی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ کی تواضع و خاطر داری کی بدولت ان کا جسم بھاری ہو کر تکلیف اور زیادہ ہو گئی ہے۔

۶۔غور کیجئے مجرد ضرورت سے اس شئے کا وجود متحقق نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب نے تو خود اس امر پر ہونا چاہیے اور ہے، میں بڑا فرق ہے، اپنی براہین احمدیہ میں طول طویل بحث کر کے لکھا ہے کہ عقل زیادہ سے زیادہ ایک چیز کی ضرورت ثابت کرتی ہے لیکن یہ اس کی وسعت نہیں کہ وہ دکھلاوے کہ وہ شئے دراصل موجود بھی ہے۔

پھر اب یہ کیسا تغیر وتبدل ہوا کہ اس اپنی دلیل کو باطل ٹھہرا کر مجرد ضرورت ہی کو اس کے موجود ہونے کی دلیل ٹھہرایا۔

❁ ضرورۃ الامام کے صفحہ ۲۵ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

> لیکن پھر بھی میری تائید میں خدا تعالیٰ نے کئی نشان ظاہر کئے ہیں اور میں جیسا کہ اور اختلافات میں فیصلہ کرنے کے لئے حکم ہوں ایسا ہی وفات حیات کے جھگڑے میں بھی حکم ہوں اور میں امام مالک وابن حزم اور معتزلہ کے قول کو مسیح کی وفات کے بارہ میں صحیح قرار دیتا ہوں اور دوسرے اہل سنت کو غلطی کا مرتکب سمجھتا ہوں۔ سو میں بحیثیت حکم ہونے کے ان جھگڑا کرنے والوں میں یہ حکم صادر کرتا ہوں کہ نزول کے اجمالی معنوں میں یہ گروہ اہل سنت کا سچا ہے، کیونکہ مسیح کا بروزی طور پر نازل ہونا ضروری تھا، ہاں نزول کی کیفیت بیان کرنے میں ان لوگوں نے غلطی کھائی ہے وغیرہ،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مسیح کی وفات کے مسئلہ میں معتزلہ و امام مالک و ابن حزم وغیرہ ہمکلام ان کے سچے ہیں کیونکہ بموجب نص صریح آیت کریمہ فلمّا تو فّیتنی کے مسیح کا عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے وفات پانا ضروری تھا۔ یہ میری طرف سے بطور حکم فیصلہ ہے۔ اب جو شخص میرے فیصلہ کو قبول نہیں کرتا وہ اسکو قبول نہیں کرتا جس نے مجھے حکم مقرر فرمایا۔

جواب ۔ مرزا صاحب کے تائیدی نشانوں کا ذکر کچھ تو عرض ہو چکا ہے اور کچھ آئندہ ہوگا ان کا اختیار ہے کہ اپنے منہ کچھ بن کر جو چاہیں کہیں ۔ معتزلہ وغیرہ کو سچے اور گروہ اہل سنت و جماعت کو غلطی کا مرتکب سمجھیں، کون روک سکتا ہے؟ آزادی ہے۔ اور وفات حیات ونزول میں بھی جو دل پسند و موافق مدعا ہو حکم صادر فرمائیں ۔ لیکن یہ تو سوچیں کہ جب مسلمانوں کو آپ کی قوت و لیاقت فیصلہ در بارہ نزول ملائکہ جبریل وغیرہ نیز آمد شیطان، تعریف لیلۃ القدر جواز مسئلہ تصویر وغیرہ امانت و دیانت معلوم ہو چکی کہ سراسر خلاف احادیث صحیح و مشاہدہ عینیہ و عمل در آمد صحابہ کرام ہیں، تو پھر وہ فیصلہ مرزا صاحب کو جس وقعت کی نگاہ سے دیکھیں گے؟ خصوصاً درانحالیکہ قرآن مجید و احادیث شریف وسواد اعظم امت مرحومہ بھی مرزا صاحب مخالفت میں ان کے ہمراہ ہو۔

سیدنا مسیح کے حیات ونزول وغیرہ کے متعلق بھی کچھ عرض ہو چکا ہے ۔ پھر حسب مدعا و پسند خاطر فیصلے اپنے و اپنے متعلقین کے حق میں جس طرح مرزا کرتے ہیں کہ کل فضائل و کمالات و مناصب محدثیت مجددیت مسیحیت مہدویت افضلیت بر بعض انبیاء وغیرہ سب کچھ اپنی ہی ذات کیلئے خاص و محدود کرنے، اگر کچھ باقی بچے تو وہ بھی اپنے ہی گھر اپنے صاحبزادہ کے واسطے رہیں جیسا:

۱۔ کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت والا آسمان سے اترے گا، زمین والوں کی راہ سیدھی کرے گا، اسیروں کو رستگاری بخشے گا، شبہات کی زنجیروں کے مقیدوں کو رہائی دے گا، فرزند دلبند گرامی وارجمند مظہر الحق والعلا کان اللّٰہ نزل من السّماء (ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۶)۔

۲۔ اپنے بھائی صاحب کو بعد وفات قرآن مجید میں انّا انزلناہ قریباً مّن القادیان پڑھنے والا اور اس طرح اپنے گاؤں قادیان کا نام بھی قرآن مجید میں مثل مکہ شریف و مدینہ منورہ دائیں صفحہ پر شاید نصف کے قریب ہونا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۷۷)

۳۔ اپنی اہلیہ ثانیہ کے واسطے مثل ازواج مطہرات رسول اللہ ﷺ کے ام المومنین کا لقب اخباروں میں مشتہر فرمانا وغیرہ،

سب کچھ اپنے ہی حق میں فیصلہ کرنا کچھ امر نہیں اور ایسے فیصلے تو ہر کس و ناکس بآسانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرسکتا ہے لیکن مدح وتعریف کے لائق تو وہ فیصلے ہیں جو کتاب وسنت کو مقدم کر کے خواہ اپنے نفس ومتعلقین کے خلاف اور باعث تکلیف ہی ہوں کئے جاویں جیسا کہ امیر المومنین وامام المسلمین سے کئی ایسے فیصلہ مروی ہیں مثلاً ایام خلافت امیر المومنین عمرؓ میں ابی بن کعبؓ نے زید بن ثابت کے پاس مقدمہ دائر کیا۔ حضرت عمرؓ بحیثیت مدعا علیہ جواب دہی کو حاضر ہوئے۔ زیدؓ نے تعظیم دی تو آپؓ نے فرمایا کہ یہ پہلی بے انصافی ہے جو تم نے کی۔ یہ کہہ کر آپ اپنے فریق مخالف کے برابر بیٹھ گئے۔ مقدمہ میں کچھ ثبوت نہ تھا اور عمر کو دعوی سے انکار تھا۔ ابیؓ کے حسب قاعدہ حضرت عمرؓ سے قسم چاہنے پر زیدؓ نے ان کے رتبہ کا پاس کر کے ابیؓ سے درخواست کی کہ امیر المومنین کو قسم سے معاف رکھو۔ اس پر عمرؓ اس طرف داری سے نہایت رنجیدہ ہوئے اور زید کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جب تک تمہارے نزدیک ایک عام آدمی اور عمرؓ برابر نہ ہوں تم منصب قضا کے قابل نہیں سمجھے جا سکتے

❁ عبید اللہ بن عباسؓ راوی ہیں کہ حضرت عباسؓ کا ایک پرنالہ (مخرج آب) حضرت عمرؓ کے راستہ پر تھا۔ جمعہ کے روز حضرت عمرؓ لباس پہن کر نکلے۔ اس روز حضرت عباسؓ کے واسطے ایک چوزہ ذبح ہوا تھا۔ جب اس میزاب (پرنالہ) کے برابر پہنچے تو پانی وخون چوزہ کا حضرت عمرؓ کے کپڑوں پر پڑا، تو آپ نے اس میزاب کو اکھاڑ دینے کا حکم دیا اور خود واپس آ کر کپڑے بدلے اور آن کر لوگوں کے ساتھ جمعہ پڑھا۔ بعدہ حضرت عباسؓ نے آن کر کہا کہ واللہ وہ میزاب اسی جگہ تھا جہاں رسول اللہ ﷺ نے اس کو رکھا تھا۔ یہ سن کر عمرؓ نے ان کو قسم دی کہ آپ کسی اور کام سے پہلے اس کو اسی جگہ لگا لیں جہاں رسول اللہ ﷺ نے اس کو رکھا تھا پس حضرت عباسؓ نے ویسا ہی کر لیا۔

❁ و عن عمرؓ انه فرض لاسامةؓ فی ثلاثة آلاف و خمس مأة و فرض لعبد الله بن عمر ثلاثة آلاف۔ فقال عبد الله بن عمر لابیه لم فضلت اسامة علیّ فو الله ما سبقنی الی مشهد قال لانّ زیداً کان احب الی رسول الله علی حبی ۔ رواه الترمذی (حضرت عمرؓ نے اسامہ بن زیدؓ کیلئے ساڑھے تین ہزار مقرر کئے اور عبداللہ بن عمرؓ کیلئے تین ہزار مقرر کئے تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے باپ سے کہا کہ اسامہؓ کو مجھ پر آپ نے کیوں فضیلت دی، واللہ وہ مجھ سے کسی موقعہ میں آگے نہیں بڑھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ اسلئے کیا ہے کہ زیدؓ (اسامہؓ کا باپ) رسول اللہ ﷺ کے نزدیک تیرے باپ سے زیادہ پیارا اور اسامہؓ تجھ سے زیادہ عزیز تھا۔ پس میں نے رسول اللہ ﷺ کی محبت کو اپنی محبت پر ترجیح دی ہے)۔

❁ غور فرمایئے کہ انصاف والے حق و بے رورعایت والے فیصلہ یہ ہیں۔ اور مرزا صاحب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو عمرؓ چھوڑ، ابوبکرؓ سے بھی خود بدولت کو کہیں اعلیٰ بتاتے ہیں، تو پھر عدل وانصاف بھی بدرجہا ان سے بڑھ کر چاہیے ۔ اور مفید مطلب و دل پسند فیصلوں کی مثال تو ایسی ہے جیسے ایک نادار شخص کے دعویٰ رسالت ونزول وحی پر ایک رئیس نے اس کو بھوکا سمجھ کر باورچی خانہ میں رہنے کا حکم دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کو پوچھا کہ اب کیا وحی آتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اب تو یہی حکم ہوتا ہے کہ باورچی خانہ سے باہر مت نکلو۔ سو ایسے فیصلہ تو نہایت آسانی سے ہر ایک حاجت مند کرسکتا ہے۔

حیات و وفات کے بارہ میں مرزا قادیانی نے مولوی محمد بشیرؒ، قاضی محمد سلیمانؒ، شیخ حسین بن محسن انصاریؒ یمانی، مولوی عبدالاحدؒ خانپوری، مولوی محمد حسین بٹالویؒ وغیرہ کے دلائل بھی ملاحظہ فرمائے ہیں یا نہیں؟ کاش اور نہیں تو رفع اعتراض کے لئے ہی ان کے دلائل کو بغور ملاحظہ فرما کر ان کا معقول جواب دے کر یہ فیصلہ فرماتے تو ایک بات تھی، لیکن اپنے مطلب کے مخالف تو خود بدولت نہ کچھ سنتے ہیں اور نہ پرواہ کرتے ہیں۔ مولوی محمد بشیر نے رسالہ الحق الصریح اور قاضی محمد سلیمان نے غایت المرام ہر دو حصص کس نرمی سے لکھے ہیں اور شیخ حسین یمانی کی الفتح الربانی وغیرہ لیکن جواب ندارد۔ اور اخیر پر السیف المسلول اگرچہ مولوی عبدالاحد خانپوری نے جوش اور تیزی میں لکھی ہے لیکن اس کے دلائل کا جواب تو ضرور دینا چاہیے تھا۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اپنے موافق تو مرفوع القلم مجذوبوں کا کلام کا لوحی مان کر مشتہر کیا جائے اور اپنے مخالف محقق عالموں کی با دلائل کلام سے بھی نفرت وگریز ہو۔

حکم ہونیکے ثبوت میں دلائل ونشان پیش کردہ کا جواب

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

> اگر یہ سوال پیش ہو کہ تمہارے حکم ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس زمانہ کے لئے حکم آنا چاہیے تھا وہ زمانہ موجود ہے اور جس قوم کی صلیبی غلطیوں کی حکم نے اصلاح کرنی تھی وہ قوم موجود ہے اور جن نشانوں نے اس حکم پر گواہی دینی تھی وہ نشان ظہور میں آچکے ہیں اور اب بھی نشانوں کا سلسلہ شروع ہے۔ آسمان نشان ظاہر کررہا ہے، زمین نشان ظاہر کررہی ہے اور مبارک وہ جن کی آنکھیں اب بند نہ رہیں۔

جواب ۔ زمانہ موجود اور صلیبی قوم کا موجود ہونا تو وہ ہی دلیل ہے جیسا آپ نے ضرورت کو دلیل گردانا ہے جس کا جواب ابھی عرض ہو چکا ہے۔ کسر صلیب کی جگہ اب صلیبی غلطیوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اصلاح کرنی لکھ دیا ہے۔ ماشاء اللہ آپ فہیم بہت ہیں لیکن براہ مہربانی کوئی ایسی حدیث تو لکھ دیتے جس کا مضمون صلیبی غلطیوں کی اصلاح کرنا ہوتا۔ بہرحال کسر صلیب یا صلیبی غلطیوں کی اصلاح کا کہیں پتہ ونشان نہیں ہے اس کی نسبت اول بھی عرض ہو چکا ہے۔

نشانوں کی نسبت تو مرزا صاحب ازالہ اوہام صفحہ ۲۰۰ میں لکھ چکے ہیں کہ:

بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آ جائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آ سکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا

جس سے عیاں ہے کہ نشان مذکورہ فی الاحادیث جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے وہ آئندہ صادق مسیح کے آنے پر ظاہر ہوں گے۔ جب یہ حال ہے تو اب خواہ نخواہ کے مصنوعی نشان اپنے حق میں کیسے زبانی بنا رہے ہیں؟

پھر نشانوں کے سلسلہ میں امثال عشرہ جو باب اول وغیرہ میں تحریر ہوئے ہیں، کافی ہیں کیونکہ یہ نشان تو بے شک لوگوں نے دیکھے ہیں اور جو کچھ ان نشانوں نے مرزا صاحب کی صداقت وعزت ونصرت پر گواہی دی ہے وہ بھی سب کو بخوبی معلوم ہے اور آئندہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ بھی سارا جہان انشاء اللہ العزیز دیکھے گا۔

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

میں یہ نہیں کہتا کہ پہلے نشانوں پر ہی ایمان لاؤ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر میں حکم نہیں ہوں تو میرے نشانوں کا مقابلہ کرو۔ میرے مقابل پر جو اختلاف عقائد کے وقت آیا ہوں، اور سب بحثیں نکمی ہیں صرف حکم کے بحث میں ہر ایک کا حق ہے جسکو میں پورا کر چکا ہوں۔

جواب۔ نشانات مرزا صاحب کا جو مذکور ہو چکے ہیں کون مقابلہ کر سکتا ہے اور کون ان کو مان سکتا ہے۔ ایسی جسارت کا سوائے مرزا صاحب کس کو مقدور ہے۔

مرزا صاحب کا قول کہ، میں اختلاف عقائد کے وقت آیا ہوں، بھی کیسا نرالا وعجائب ہے؟ بھلا زمانہ بعثت انبیاء سے لے کر آج تک کسی ایسے وقت کا نام و پتہ تو بتلا دیں کہ جس میں تمام دنیا میں کسی جگہ کبھی اختلاف عقائد نہ ہوا ہو؟ کاش مرزا صاحب اپنی یہ فضیلت وخصوصیت لکھتے وقت قرآن مجید کی آیت کریمہ و لو شاء ربّک لجعل النّاس امّۃ واحدۃ و لا یزالون مختلفین الّا من رّحم ربّک و لذالک خلقھم ۔ ... الخ (اگر تیرا رب چاہتا تو لوگوں کو ایک امت کر دیتا، اور یہ ہمیشہ اختلاف کرتے ہیں مگر جن پر تیرے رب نے رحم کیا۔ اور اسی لئے ان کو پیدا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے) کو ہی دیکھ لیتے ۔

خود بدولت کی بحث کا حال بھی معلوم ہے کہ جب کبھی کوئی مولوی مفتی محمد عبداللہ ٹونکیؒ ، مولوی محمد بشیر سہسوانیؒ ، مولوی عبدالمجید دہلویؒ ، مولوی سید نذیر حسین دہلویؒ وغیرہ بحث کیلئے آئے اور میر عباس صاحب مرحوم وغیرہ روبرو فیصلہ کیلئے مستعد ہوئے اور اخیر پر گنگا بشن جب نشان کے لئے مستعد ہوا تو مرزا صاحب حیلہ وحوالہ سے ٹالنے پر ہی زور دیتے رہے ، یا ایسی پیچیدہ و غیر ممکن شرائط پیش کرتے رہے جن کا پورا ہونا اور کرنا محال ہے ۔ آخر الذکر کے ساتھ اشتہار بازی پر تو آپ کے بعض معتقدین بھی اس بات کے طوعاً وکرہاً قائل ہوگئے تھے کہ مرزا صاحب ٹلاتے ہیں جس پر مرزا نے ان کو جماعت سے خارج کرنے کی دھمکی دی تھی ۔ پھر جب کبھی کوئی کچھ لکھے مثل غایت المرام ، و ، الحق الصریح ، و ، سیف المسلول ، و ، الفتح الربانی وغیرہ تو ان کا جواب ندارد بلکہ ادھر رخ بھی نہیں کرتے اور یوں دکھلانے کو مریدین وغیرہ کے سامنے ہر طرح سے زبانی مستعد وطیار ۔

نشانات مرزا قادیانی مع تردید

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۲۵ پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے :

خدا نے مجھے چار نشان دیئے ہیں :

ا ۔ میں قرآن کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت وفصاحت کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اسکا مقابلہ کر سکے ۔

جواب ۔ مرزا کی فصاحت و بلاغت کے بارہ میں ایک جید فاضل عالم باعمل مستند سے کئی علماء کی رائے باب اول میں عرض ہو چکی ہے ۔ نیز کئی عالموں نے مرزا کی غلطیوں کی فہرستیں لکھیں اور بعض نے چھاپ دیں ۔ عاجز تو کوئی مولوی عالم نہیں کہ اس امر میں رائے زنی کا مجاز ہو البتہ ظاہر ظاہر عبارت کلام رب عزیز وحکیم پر نظر و خیال کرنے سے جو عیاں ہے اس کی رو سے تو بیشک مرزا صاحب کے دعوے فصاحت و بلاغت وحقائق و معارف کا کوئی ہم پلہ نہیں ہوسکتا کہ و اللّٰہ اعلم کو و اللّٰہ یعلم اور کانوا من قبل یستفتحون کو و کانوا یستفتحون من قبل لکھے اور احبار و رہبان میں تمیز نہ کر سکے ۔ اور پھر اس برتے پر اپنے تئیں مقابلہ میں لاثانی قرار دے ۔ بھلا کلام الٰہی کو الٹ پلٹ کرنے کا مقابلہ وحوصلہ کسی مسلمان سے کب ہوسکتا ہے ؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۲۶ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

۲۔ میں قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

جواب۔ مرزا کے اسلامی دنیا سے وخلاف کبرائے امت سلف وخلف حقائق معارف کا مقابلہ کرنے میں کسی منیب مسلمان عبدالرحمٰن کو تضیع اوقات کر کے مجرم بننے کی کچھ ضرورت نہیں۔ مرزا نے تو ایسے خودغرضانہ حقائق معارف میں بے خوف ہو کر ورقوں کے ورق سیاہ کر دیئے ہیں لیکن دوسرا کوئی مسلمان متبع قرآن ایسی مخالفتوں کو زبان پر لانا ہی گناہ سمجھتا ہے۔ اور اسلئے نمونہ کے طور پر آگاہی مخلوق کے لئے بادل ناخواستہ مرزا کے چند حقائق معارف لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ قرآن مجید جس کو خیر مّن الف شھر (ہزار مہینوں سے بہتر) فرماوے اس کو حقائق ومعارف میں ڈھال کر در حقیقت ظلمت کا زمانہ کہتے ہیں۔

۲۔ سید العارفین والمحققین شارعؑ کے حقائق ومعارف سے بھی اپنے حقائق ومعارف کو در بارہ ابن مریم، دجال، یاجوج ماجوج، دابۃ الارض وغیرہ ترجیح دیتے ہیں۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۹۱)۔

۳۔ آیت قرآن مجید و مبشّراً بّرسو لٍ یّا تی من بعدی اسمہ احمد (اور بشارت دینے والا اس رسول کی جو میرے بعد آوے گا اس کا نام احمد ہے)

ھو الّذی ار سل رسو لہ با لھدی و دین الحقّ لیظھرہ علی الدّ ین کلّہ (وہ ذات مبارک ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ساتھ ہدایت ودین حق کے تاکہ غالب کرے اس کو کل ادیان پر) کو بلا دلیل اپنے حق میں اور آیت

و آ خر ین منھم لمّا یلحقوا بھم (اور دوسرے لوگوں کو ان میں سے جو ابھی ان سے نہیں) کو اپنے واپنی جماعت کے حق میں

اور سبحان الّذی اسری بعبدہ لیلاً مّن المسجد الحرا م الی المسجد الا قصٰی الذی بار کنا حو لہ (پاک ہے وہ ذات مبارک جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک) کو اپنی مسجد واقع موضع قادیان کے حق میں حقائق ومعارف سے بیان کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ سے مراد اس جگہ یروشلم والی مسجد نہیں بلکہ مسیح موعود کی مسجد ہے۔

شہادۃ القرآن صفحہ ۲۳ میں مرزا نے و اذا النّجو م انکد رت کی تفسیر کی ہے: اور جس وقت تارے گدلے ہو جاویں یعنی علماء کا نور اخلاص جاتا رہے گا۔

www.KitaboSunnat.com

و اذا الکواکب انتثرت کی تفسیر کی ہے: اور جس وقت تارے جھڑ جاویں گے یعنی ربانی علماء فوت ہو جاویں گے۔

اذا الشّمس کوّرت کی تفسیر کی ہے: جس وقت سورج لپیٹا جاوے گا یعنی سخت ظلمت جہالت و معصیت کی دنیا پر طاری ہو جاوے گی، وغیرہ۔

یہ مرزا صاحب کے حقائق و معارف ہیں۔

ان سب آیات کو مرزا اپنے عہد امامت و زمانہ سے متعلق فرماتے ہیں جس کی برکات و نشان میں حج کا بند ہونا، طاعون کا ملک میں پھیلنا۔ اور بہت نشانوں کا ظاہر ہونا ضرورۃ الامام کے صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے۔ پھر اشتہار منارہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ صفحہ ج میں اپنے عہد کی تعریف میں لکھا ہے:

آنحضرت ﷺ کا زمانہ شوکت اسلامی کا زمانہ تھا اس کا اثر غالب تھا کہ حضرت موسیٰ کی طرح مومنوں کو کفار کے حملہ سے نجات دی لیکن زمانہ برکات کا جو مسیح موعود کا زمانہ ہے اسکا یہ اثر ہے کہ ہر قسم کے آرام زمین میں پیدا ہو جائیں اور نہ صرف امن بلکہ عیش رغد بھی حاصل ہو۔

پھر صفحہ ح میں بہت تعریف لکھی ہے کہ:

طرح طرح کے آراموں سے اس قدر برکتیں پھیل جائیں گی جو اس سے پہلے کبھی نہیں پھیلی ہوں گی۔ ریل کے ذریعہ مشرق مغرب کے میوے اور تار کے ذریعہ ہزاروں کوسوں کی خبریں پہنچ جاتی ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ جب یہ آیات بقول مرزا صاحب اسی زمانہ کے متعلق ہیں جس میں یہ آرام وراحتیں ہیں تو حضرت عمرؓ باایں فہم وفراست خداداد اور نزول قرآن مجید کی شہادت والے اور ماہر ہو کر اذا الشّمس کوّرت تلاوت کرتے ہوئے جب اذا الصّحف نشرت پر پہنچے تو (خشیت اللہ سے) غش کھا کر کیوں گر پڑے؟ اور کئی روز تک ان کی عیادت بیمار پرسی ہوتی رہی جیسا کہ معتمد محققین نے لکھا ہے۔ اگر ان آیات میں بقول مرزا قادیانی اس زمانہ کا ذکر تھا تو حضرت عمرؓ کو ایسے آرام وآسائش مسلمین سے خوش ہونا چاہیے تھا، نہ کہ خوف ودہشت سے غش کھا کر گر پڑنا۔

اذا الشّمس کوّرت و اذا النّجوم انکدرت وغیرہ کی تفاسیر اپنا زمانہ و مدعا ثابت کرنے کو خلاف سلف صالحین تو کی ہے لیکن ظاہری ربط کا بھی کچھ لحاظ نہیں رکھا کیونکہ اذا الشمس کوّرت کی جو تفسیر مرزا صاحب نے کی ہے وہ انکدار نجوم و انتشار کواکب کی تفسیر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بالکل بے ربط و غیر موزوں ہے اس لئے کہ شمس بمقابلہ دیگر نجوم و کواکب کے نیر اعظم ہے اور بمنزلہ ان کے بادشاہ کے ہے جیسا مرزا صاحب نے خود اپنے مدعا کے موافق ضرورۃ الامام صفحہ ۲۳ میں ایسا لکھ کر کہا ہے کہ:

اسی طرح خدا تعالی عام مومنوں کو ستاروں کی طرح اور امام الزمانوں کو ان کا سورج قرار دیتا ہے۔

جب یہ حال ہے تو جس طرح مرزا نے تارے گدلے ہو جانے سے علماء کا نور اخلاص جاتا رہنا، اور تارے جھڑ جانے سے ربانی علماء کا فوت ہو جانا، تفسیر لکھا ہے تو اسکے موافق اذا الشّمس کوّرت کی تفسیر بساط نوردی امام الزمان یا تکویر کے سبب اس کا ظلمت و معصیت میں پڑ کر تیرہ و بے نور ہونا کیوں تفسیر نہیں کی؟ جس سے انکدار نجوم و انتشار کواکب کی تفسیر کے ساتھ موافقت و ربط تو ہو جاتا اور اس تفسیر بساط نوردی امام الزمان سے آیات کریمہ کا مفہوم و منشاء و متعلق بھی جو ظاہر یوم الآخرۃ سے ہے وہ بھی صحیح و درست ہو جاتا۔

پھر اثبات مدعا کے لئے فراہمی آیات قرآن میں بھی مرزا نے کمال بے خوفی و بیباکی کی ہے یعنی اذا الشّمس کوّرت و اذا النّجوم انکدرت کو سورۃ تکویر سے لے کر اس کا مابعد و اذا السّماء کشطت و اذا الجحیم سعّرت و اذا الجنّۃ ازلفت علمت نفس مّا احضرت کو مخالف مدعا ہونے کے سبب نہیں لیا۔ اور اسی طرح و اذا الکواکب انتثرت کو سورۃ الانفطار سے لے کر اس کا مابعد واذا القبور بعثرت علمت نفس مّا قدمّت و اخّرت مخالف مطلب سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ ان سے بوضاحت تمام ثابت ہے کہ یہ آیات کل متعلق یوم الآخرت ہیں۔ سو مرزا صاحب نے ان میں کوئی کوئی جملہ لے کر دلیرانہ حسب مدعا تفسیر کر کے ٹخنوں سے کان گانٹھنے کی مثال کے مطابق ان کو اپنے زمانہ پر چسپاں کیا ہے اور انکے ساتھ ہی جن آیات میں صریحاً ذکر آخرت ہے ان کو عمداً چھوڑ دیا۔ گویا قرآن مجید کلام رب عزیز کو اپنے گھر کی چیز و تماشا بنا لیا ہے۔ براہ مہربانی ذرا اس سورۃ کا نام و پتہ تو بتلا دیں جس میں اذا الشّمس کوّرت و اذا النّجوم انکدرت و اذا الکواکب انتثرت ایک ہی جگہ اسی طرح آیا ہو؟ اگر نہیں تو کچھ خوف خدا کریں اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد من قال فی القرآن برأیہ فلیتبوّأ مقعدہ من النّار کا لحاظ فرماویں اور سوچیں کہ قرآن مجید کو جولان گاہ و تختہ مشق رائے خود و حقائق معارف و تفسیر گوناگوں بنانا، کسی جگہ کچھ و کسی جگہ کچھ تفسیر ہر موقعہ پر حسب مدعا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود حوصلہ و دلیری سے کر لینی کہاں تک مباح ہے اور اس کا انجام کیسا ہے؟

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

(۳) میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں، اور ان کا ثبوت میرے پاس موجود ہے۔

جواب۔ اللہ سبحانہ وتعالی تو بے شک وشبہ مجیب الدعوات وقاضی الحاجات ہے اور تمام عاجز مخلوق کی دعائیں قبول فرماتا اور حاجات برلاتا ہے مرزا نے جو قبول ادعیہ کے بارہ میں لکھا ہے شائد ایسا ہو اور صرف صفروں ہی کا فرق ہو اور ثبوت کی بھی کیا ضرورت ہے جب خود بدولت کے مورد عتاب وہدف بددعا والے اشخاص صحیح وسالم خوش وخرم نمونہ موجود ہیں۔ زیادہ نہیں رسالدار میجر سردار بہادر سید امیر علی شاہ والی دعا جس کے واسطے مرزا صاحب نے ۵۰۰ روپیہ لے کر برابر ایک برس تک اپنے اوقات صافیہ میں جدوجہد ودعا کا حلفی عہد کیا تھا وہی نمونہ قبولیت کا کافی ہے۔ پھر عبد اللہ آتھم والی دعا جس میں تمام جماعت مریدین بھی مصروف وسرگرم رہی، اس کا حال بھی سب کو معلوم ہے۔ اور بھی بہت نظائر وثبوت اس میں مذکور ہوئے ہیں۔ اور رب رحیم کریم تو اپنی جمیع مخلوق یعنی نہ فقط فرمان برداروں ہی کا بلکہ فاسقوں فاجروں گنہگاروں، حشرات الارض کیا بلکہ اپنے منکروں کا بھی فریاد رس وروزی رساں ہے جیسا کہ اس نے خوب فرمایا:

امن یّجیب المضطرّ اذا دعاہ۔ کون ہے جو اجابت کرتا ہے بیقرار کیلئے جب وہ اس کو پکارتا ہے

و ما من دابّۃٍ فی الا رض الّا علی اللّٰہ رزقھا (کوئی جاندار زمین پر چلنے پھرنے والا ایسا نہیں مگر اللہ پر اس کا رزق ہے)۔

رزق ہی میں سارے حاجات آجاتے ہیں۔

۲۔ ہاں اگر کتابوں کے الفاظ (جیسا مرزا نے عاجز ورفیق عاجز کے روبرو بیان فرمایا تھا ایک ایک لفظ) قبولیت دعا کا نتیجہ ہے تو بے شک مرزا مستجاب الدعواتی کے دعویدار ہو سکتے ہیں اور اسی بنا پر دوسرے سب صاحب تصانیف ومنشی بھی یہی دعوی کر سکتے ہیں۔ یا اگر نذرانے وصدقات دینے والوں کو بھی اجابت دعا کا محل قرار دیا گیا ہے تو دنیا میں بہت ایسے حاجت مند اور اللہ تعالی کا نام لے کر صدا کرنے والے موجود ہیں جن کی قبولیت دعا کی تعداد مرزا صاحب سے کہیں زیادہ نکلے گی۔ لیکن اس اصول پر بڑا اعتراض یہ ہوگا کہ اگر کسی حسن ظن ونیک نیتی سے دینے والوں کا دل قادر قدیر پھیر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے اور مرزا صاحب کے زبردست جوش وخروش والی توجہ دردناک بجلی کی اثر والی دعا الٹا اثر کرے تو اس کو خود بدولت خذ لا ن مانیں گے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کس وجہ وعذر سے؟

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

(۴) میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے یہ خدا تعالی کی گواہیاں میرے پاس ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئیاں میرے حق میں چمکتے ہوئے نشانوں کی طرح پوری ہوئیں۔

آسمان بارد نشان الوقت میگو ید زمین　　　این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

جواب۔ مشکل تو یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنی سلطان القلمی جتلانے کو بار بار ایک ہی بات کو مختلف پیرایوں میں اظہار کر کے رائی کا پہاڑ بنا دیتے ہیں۔ وہ کون سے غیبی اخبار ہیں جن سے ان کے علو شان کا ظہور ہوا؟ چند مثالیں تو اس کتاب میں بھی پیشکش ہوئی ہیں، جو مرزا کے دعوی اخبار غیبیہ پر ناکامی و بدانجامی کا حکم دینے کو قطعی الدلالت ہیں۔ بلکہ ایسا دھبہ و داغ لگانے والی ہیں کہ نجومی جوتشی، رمال، کاہن، بھی ایسا واقع ہونے پر باوجود عدم دعوی علم غیب نادم وشرمندہ ہوں کیونکہ ان کی کامیاب پیش گوئیوں کا شمار فیصدی کچھ تو ہوتا ہے اور مرزا کا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ اس ثبوت میں ذاتی تجربہ وعینی شہادت والے کئی گواہ موجود ہیں جن میں سے سب سے پہلے مرزا کے سارٹیفکیٹ یافتہ وہی منشی فضل حق معروف بابو پیراں بخش ہیں جن کی معتبری کی نسبت خود بدولت نے مباحثہ لدھیانہ کے اشتہار میں شہادت دی ہے کہ یہ ڈپٹی کے برابر تنخواہ پاتے ہیں وہ اپنے ذاتی تجارب سے کئی رمال، پنڈتوں، سادھوؤں کے ایسے واقعات سنانے کو تیار ہیں اور ان کے بعد اور بہت۔ پھر اگر کوئی بات اٹکل سے کہی ہوئی اسی طرح پوری ہو بھی جائے جیسے صدہا عام لوگوں کی اکثر ہو جاتی ہے تو بھی یہ امر کچھ باعث فضیلت و بزرگی ہرگز نہیں ہے۔

ضرورۃ الامام میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

مدت ہوئی کسوف خسوف رمضان میں ہو گیا۔

جواب۔ رمضان شریف میں کسوف خسوف کا جس قول میں ذکر ہے وہ اس مہدی کے واسطے ہے جس مہدی کا حدیث میں بیان ہے لیکن مرزا صاحب تو اس مہدی کے منکر ہیں اور اس کو خونی بنا کر اس سے بیزاری ظاہر فرماتے ہیں جیسا کہ اسی مضمون کے استفتاء والے اشتہار کے صفحہ ۱۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ایسے مہدی کے اعتقاد کو کچھ اپنی طرف سے نمک مرچ لگا کر بالکل لغو باطل اور جھوٹا عقیدہ لکھا ہے۔ تعجب ہے کہ اس مہدی سے تو انکار و بے زاری ظاہر فرماویں اور اس کی علامت کسوف خسوف کو جھٹ اپنے واسطے لے لیں یہ تو بعینہ نو من ببعض و نکفر ببعض والا حال ہوا اور زیادہ تعجب یہ کہ پھر یہ حکمت اپنی مریدین پر ظاہر ہونے اور کھلنے نہ دیں۔ الحق یہ مرزا کا ہی حصہ ہے۔

اس تحریر کے بعد جو ایک دن مابین خاکسار و رفیق اس مضمون کا ذکر آیا تو عاجز کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مجیب الدعوات علام الغیوب کی بارگاہ سے اس نشان کی حقیقت معلوم ہونے کیلئے دعا والتجا کرنی چاہیے۔ سو ان دعاؤں کا نتیجہ مختصراً یہ ہوا کہ اول بحالت خواب بہت سی عبارت دکھلائی گئی جس کے قلب (وسط) کی عبارت کے مطلب میں سے عاجز کے دل پر فقط اتنا ہی نقش باقی رہا کہ مرزا صاحب کے اقوال واستدلال اس باب میں غلط ہیں، پھر الہام ہوئے:

فلمّا نسوا ما ذکّروا به فتحنا علیهم ابوا ب کلّ شیء حتّی اذا فرحوا بما اوتوا ا خذ نا هم بغتةّ فاذاهم مبلسون (جب بھول گئے جو کچھ کہ نصیحت کئے گئے تھے ساتھ اسکے کھول دیئے ہم نے ان پر دروازے ہر چیز سے یہاں تک کہ جب خوش ہوئے ساتھ اسکے جو دیئے گئے تو پکڑ لیا ہم نے انکو یکبارگی پس وہ اس وقت ناامید ہو گئے)

لا تطع من ا غفلنا قلبه عن ذکر نا و اتّبع هوا ه و کا ن امره فر طاً (پس مت کہا مان اس شخص کا کہ غافل کیا ہم نے اس کو اپنے ذکر سے اور وہ تابع ہوا اپنی خواہش کے اور اس کا کام حد سے بڑھا ہوا ہے)

انّا اعتد نا للکا فر ین سلا سل واغلا لاً وّ سعیراً (تحقیق ہم نے تیار کیا ہے واسطے کافروں کے زنجیر اور طوق اور جہنم)

غور کا مقام ہے کہ ان میں مرزا کی احکام الٰہی سے فراموشی، اتباع ہواء اور پھر قرآن مجید واحادیث مبارک کو اپنی جولانی طبع و ذہن آزمائی کا تختہ مشق بنانے کا (جن کا نام خود بدولت نے حقائق و معارف رکھا ہے، پھر اس کو تصرف بے جا سے کھینچ گھسیٹ کر اپنے اوپر لگانے کا، اخیر پر ان کے انجام کار کا) کیسا ہو بہو نقشہ و حال ہے؟ دیگر الہامات اسی کے متعلق یہ ہیں:

انّما علی رسو لنا البلا غ المبین (سوائے اس کے نہیں کہ ہمارے بھیجے ہوئے پر ظاہر پہنچا دینا ہے)

قل آ ت الحقّ من ر بّکم فمن شا ء فلیکفر (تو کہہ تحقیق آیا سچ تمہارے رب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف سے پس جو چاہے انکار کرے)

قل جاء الحق و زھق الباطل انّ الباطل کان زھوقاً (تو کہہ آیا حق اور گیا باطل تحقیق باطل گم ہو جانے والا ہی تھا)۔

قل لست مرسلاً (کہہ دے کہ تو فرستادہ نہیں ہے)

یہ جولائی ۱۸۹۹ء کے اخیر ثلث کا واقع ہے۔

ان الہامات سے صاف ظاہر ہو گیا کہ یہ سب مرزا کے بناوٹی وخود غرضی کے استدلال ہیں اور غفلت ذکر، اتباع خواہش نفس اور افراط وتفریط کا نتیجہ ہے جیسا کہ الہام لا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا و اتّبع ھواہ و کان امرہ فرطاً ۔گواہی دیتا ہے جو پہلے ہی ان کی نسبت مولوی عبدالرحمٰن لکھویؒ کو ہوا تھا اور اب عاجز کو بھی ہوا جس میں مرزا کی اطاعت یعنی اس غلط استدلال کے ماننے کی سخت ممانعت ہے اور جب خود بدولت پر ابواب کلّ شیء وا ہو گئے تو جو چاہیں کھل کھیل کریں وہ کب لائق التفات ہیں؟ چنانچہ ایک اور الہام ذرھم یخوضوا و یلعبوا حتّی یلاقوا یومھم الّذی کانوا یوعدون (چھوڑ ان کو بکنے اور کھیل کرنے دے تاوقتیکہ وہ دن آپہنچے جسکا وعدہ دیئے گئے ہیں) بھی انکے اس کھل کھیل کی گواہی دیتا ہے

ضرورۃ الامام میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

حج بھی بند ہوا اور بموجب حدیث کے طاعون بھی ملک میں پھیلی اور بہت سے نشان مجھ سے ظاہر ہوئے جس کے صدہا ہندو مسلمان گواہ ہیں جن کو میں نے ذکر نہیں کیا۔

جواب۔ کچھ قلیل عرصہ ملک کے لوگوں کو کچھ شرائط کے سبب حج سے رکاوٹ ہوئی تھی لیکن پھر بھی جو حیلہ وبہانہ جو نہ تھے ان کو کسی نے نہ روکا، وہ بدستور جاتے ہی رہے۔اوران کے حق میں کوئی بندش نہ تھی۔تس پر بھی اگر مرزا صاحب اس کو اپنی مہربانی اور کرامت میں داخل فرماتے ہیں تو جزاک اللہ آپ جیسے شخص کی امامت میں یصدّون عن سبیل اللّٰه کا خاصہ ضرور ہونا چاہیے تاکہ حقیقی وبناوٹی میں التباس نہ ہو جائے۔

اب تو کچھ رکاوٹ کا باعث بھی ہے۔جب بالکل ہی نہ تھا، تب بھی مرزا قانون و فراست کی سند پر حج کے التوا کا حکم دیتے تھے جس کی نظیریں بیان ہو چکی ہیں۔ اگر مرزا شروع ہی سے اپنی امامت کے ایسے خواص ظاہر فرما دیتے تو خواہ نخواہ عالمان دین اسلام کیوں آپ سے پرخاش کرتے اور اسلامی تعلیم کی رو سے کیوں تردید عقاید والا کی زحمت اٹھاتے؟ مرزا صاحب کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقط اتنا ہی مشتہر کر دینا کافی تھا کہ حج بند، صدقات، زکوۃ، اضحیہ (قربانی کی کھالوں) وغیرہ مصرف زبانی امام الزمان اوراس کا کارخانہ۔ عقاید منصوصہ، واحکام شرعیہ سے آزادی، عملی تکالیف سے معافی، خود بدولت کی حلقہ بگوشی اور زبانی اقرار پرنجات کا دارمدار۔ یہ موٹی موٹی باتیں تھیں جن کو نفوس امارہ بخوشی و بآسانی قبول کرتے لیکن حقائق معارف ودقائق و باریکیوں سے مرزا صاحب نے ان کو پیچیدہ گورکھ دھندا بنا کرالجھاؤ ڈال دیا۔

☆ دوسرا نشان مستدعویہ طاعون بھی شاید مرزا صاحب کے دعوی رحمۃ للعالمینی کی صداقت پرشہادت دینے کو اللہ تعالی نے بھیجی ہے اور چونکہ مرزا صاحب نے اس جزوی نمونہ کو جوشامت اعمال سے اسی ملک ہندوستان میں اور پھر خاص پنجاب کے اس ضلع ہوشیار پور میں جس کو مرزا نے اپنا زاد بوم بتلا کر فرمایا تھا کہ:

خلوت کے لئے میں لاہور اس واسطے نہیں گیا کہ اس کے شروع میں لا آتا ہے اور اس جگہ ہوشیار پور سے از روئے نام وزاد بوم ہونے کے مجھ کو خاص تعلق ہے۔

غرض پنجاب میں اسی ضلع کے گردونواح میں اس کا ظہور وقیام ہے جس کا مرزا صاحب سے ایسا تعلق ہے اور شائد اسی لئے مرزا صاحب اس کو اپنا نشان بتلاتے ہیں لیکن مرزا صاحب کو یہ بھی خیال ومعلوم رہے کہ ان کے پہلے بھی کئی ایسے مبارک ومسعود اشخاص ہو چکے ہیں جن کے وجود باجود سے لوگوں پر ایسے مصائب آئے ہیں۔ مثلاً ایک طاعون تو ۱۳۴۸ء میں انگلستان میں آئی۔ جب اڈورڈ سوم حکمران تھا۔ دوسری ۱۶۶۵ء میں اسی ملک میں بعہد حکومت چارلس دوم واقع ہوئی۔ تیسری اسی ہندوستان میں عہد جہانگیر بادشاہ نازل ہوئی۔ تو اس حساب سے بھی مرزا صاحب کا درجہ چوتھا ہوا۔ یا اگر فقط دوسرے ملکوں کو چھوڑ کر فقط ملک ہندوستان کو ہی لیں تو بھی خود بدولت کو زیادہ سے زیادہ ثنی ومثیل دوم و یا بدرجہ دوم مان سکتے ہیں کیونکہ اصلی واول تو وہ ہوا جسکے قدوم سے یہ بلا عہد جہانگیر میں اتری، اور اس میں جس قدر کسر شان وابطال دعوی مرزا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

☆ یوں ہی بلا تحقیق ایسی لچر باتیں بیان کرنے سے آدمی کو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ لازم تھا کہ طاعون مستدعویہ کے معانی پر از روئے وسعت ومحل وخصوصیت قسم وتاثیر کے مرزا صاحب خوب تامل وفکر فرماتے کیونکہ ایک خاص علامت کا تکرار تو اس کو خصوصیت سے ساقط الاعتبار کر دیتا ہے یعنی وہ نشان مخصوص نہیں رہتا۔ اس تحریر کے بعد رسالہ طاعون دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ وبا اور بھی بہت دفعہ کئی جگہ واقع ہوئی ہے، تو کیا اس سبب سے مرزا صاحب ان سب کو جن کے عہد میں یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاعون وغیرہ شامت اعمال سے آئی مسیح مہدی وامام الزمان قبول کرلیں گے؟

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

ان تمام وجوہ سے میں امام الزمان ہوں اور خدا میری تائید میں ہے اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائے گا۔ دیکھو میں نے وہ حکم پہنچا دیا جو میرے ذمہ تھا اور یہ باتیں اپنی کتابوں میں کئی مرتبہ لکھ چکا ہوں۔

جواب۔ مرزا صاحب کی امام الزمانی کی نسبت تو پہلے عرض ہو چکا ہے لیکن اب یہ غور طلب ہے کہ آیا تمام زمانہ کے کمالات اوصاف اور فضیلتوں (مثل غیبی اخبار یعنی غیب دانی قبول دعا، حقائق معارف، فصاحت، بلاغت وغیرہ صفات) کا طرح طرح سے خود بدولت ہی کو موصوف قرار دینا مرزا صاحب کے اپنے فیصلہ وقرارداد مندرجہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۱۴ کے کہاں تک مطابق وموافق ہے جہاں لکھا ہے کہ:

اس سے زیادہ تر اور کیا کفر ہوگا کہ انسان ایسا خیال کرے کہ جس قدر خدا کے پاس خزائن علم وحکمت واسرار غیب ہیں وہ سب ہمارے ہی دل میں موجود ہیں اور ہمارے ہی دل سے جوش مارتے ہیں وبس۔ دوسرے لفظوں میں اس کا خلاصہ تو یہی ہوا کہ حقیقت میں ہم ہی خدا ہیں اور بجز ہمارے اور کوئی ذات قائم بنفسہ اور متصف بصفاتہ موجود نہیں جس کو خدا کہا جائے کیونکہ اگر فی الواقع خدا موجود ہے اور اس کے علوم غیر متناہی اسی سے خاص ہیں جن کا پیمانہ ہمارا دل نہیں ہوسکتا تو اس صورت میں کس قدر یہ قول غلط اور بے ہودہ ہے کہ خدا کے بے انتہاء علوم ہمارے ہی دل میں بھرے پڑے ہیں اور خدا کے تمام خزائن حکمت ہمارے ہی قلب میں سمارہے ہیں۔ گویا خدا کا علم اسی قدر ہے جس قدر ہمارے دل میں موجود ہے۔ پس خیال کرو اگر یہ خدائی دعوی نہیں تو اور کیا ہے۔ لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ انسان کا دل خدا کے جمیع کمالات کا جامع ہو جاوے۔ کیا جائز ہے کہ ایک ذرہء امکان آفتاب وجود بن جائے؟ ہرگز نہیں ہم پہلے ابھی لکھ چکے ہیں کہ الوہیت کے خواص جیسے علم غیب اور احاطہ دقائق حکمیہ اور دوسرے قدرتی نشان انسان سے ہرگز ظہور پذیر نہیں ہوسکتے۔ انتہی بلفظہ

اب مرزا صاحب غور فرماویں کہ خود بدولت کے پہلے خیالات وحالات عبودیت والے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تھے۔ اور وسعت و فارغ البالی و قبولیت و قلیل گروہ مریدین ہونے سے وہ کہاں مفقود ہو کر ان کی جگہ کیسے متضاد خیالات و دعاوی آن کر قائم ہوئے ہیں؟ فتدبر و تفکر

یہ امر بھی ثبوت و وضاحت طلب ہے کہ اگر خدا تعالیٰ مرزا کی تائید میں تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے، تو جن لوگوں نے مرزا کی نسبت کفر و دجال وغیرہ کے فتوی دیئے ہیں، مخالفت میں کتابیں لکھیں اور بعض سال ہا سال سے جنگ و مقابلہ پر مستعد و کمر بستہ ہیں مثلاً عالمان و حامیان دین اسلام مثل مولوی محمد حسین بٹالوی، منشی محمد سعد اللہ لدھیانوی، مولوی سید محمد نذیر حسین دہلوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی عبد الجبار غزنوی، مولوی ابراہیم، مولوی عبد الحق غزنوی، مولوی محمد بشیر سہسوانی، مولوی قاضی محمد سلیمان منصور پوری، قاضی فضل احمد لدھیانوی، ملّا محمد بخش جعفر زٹلی، سید ابوالحسن تبتّی۔ یہ سب صاحبان نیز دیگر مولویان فقراء سجادہ نشینان بلکہ نصاری و سکھ و آریہ وغیرہ جن کی مخالفت میں مرزا بھی کبھی کوتاہی نہیں کرتے، تو پھر وہ تلوار کا اثر ان پر کیوں ظاہر نہیں فرماتا؟ یا وہ عالم الغیب و عادل ان سب کو مرزا صاحب کا دشمن و شرارت سے مقابل پر کھڑا ہونے والے نہیں جانتا، بلکہ ان کو حق پر اور مرزا کا خیر خواہ اور اپنے دین کا مؤید و حمایتی جانتا ہے، اور اسی لئے ان کی تائید و حمایت کرتا ہے جس کا مفصل ذکر ہو چکا ہے۔

مرزا صاحب کی دھمکی ذلت و موت کا مفصل جواب و ذکر فصل آئندہ میں تحریر ہو چکا ہے۔ رہا یہ کہ یہ باتیں اپنی کتابوں میں کئی مرتبہ لکھی ہیں، سو مرزا صاحب کو سوائے ان امور کے اور شغل ہی کیا ہے؟ اپنی مدح و ثنا و فضیلت اور دوسرے غریب مسلمانوں کی تحقیر و توہین و اہانت۔

ضرورۃ الامام کی وجہ تالیف اور کشف حقائق

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۲۶۔۲۷ پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

مگر جس واقعہ نے مجھے ان امور کے لکھنے کی تحریک کی وہ میرے ایک دوست کی اجتہادی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلطی ہے جس پر اطلاع پانے سے میں نے ایک نہایت دردناک دل کے ساتھ اس رسالہ کو لکھا۔ تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ان دنوں یعنی ماہ ستمبر ۱۸۹۸ء جو مطابق جمادی الاول ۱۳۱۶ھ ایک میرے دوست، جن کو میں ایک بے شر انسان اور نیک بخت متقی اور پرہیزگار جانتا ہوں، اور ان کی نسبت ابتداء سے میرا بہت نیک گمان ہے و اللّٰہ حسیبہ، مگر بعض خیالات میں غلطی میں پڑا ہوا سمجھتا ہوں، اور اس غلطی کے ضرر سے ان کی نسبت اندیشہ بھی رکھتا ہوں، وہ تکالیف سفر اٹھا کر اور ایک اور میرے عزیز دوست کو ہمراہ لے کر قادیان میں میرے پاس پہنچے اور بہت سے الہامات اپنے مجھ کو سنائے۔ پس اس سے مجھ کو بہت خوشی ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے ان کو الہامات کا شرف بخشا ہے مگر انہوں نے سلسلہ الہامات میں ایک خواب بھی اپنی مجھے سنائی کہ میں نے آپ کی نسبت کہا ہے کہ میں ان کی کیوں بیعت کروں بلکہ انہیں میری بیعت کرنی چاہیے۔

جواب۔ اول تو مرزا صاحب نے تحریک کا الزام ناحق خاکسار کے ذمہ لگایا ہے کیونکہ یہ تحریک تو خود بدولت کے اس قرین کی ہے جو شروع سے ہر وقت آپ کو اکساتا رہتا ہے کہ اپنی فضیلت و بے مثلی کے اشتہارات ہمیشہ دیتے رہو، آخر کوئی نہ کوئی تو آنکھ کا اندھا اور گانٹھ کا پورا پھنس جاوے گا، خواہ کتنے ہی عرصہ کے لئے ہو، بہرصورت کچھ فائدہ ہی ہوگا، جیسے بعض سوداگران و پیٹنٹ دواساز اپنی اشیاء کی تعریف میں بے حد بے شمار اشتہارات بصرف کثیر شائع کرتے ہیں اور اگر دو چار خریدار بھی اسیر دام ہو جاویں تو لاگت وصول ہو کر منافع ہی ہوتا ہے۔

جو کچھ مرزا صاحب نے عاجز خاکسار کی نسبت اپنی رائے ظاہر فرمائی ہے عاجز دعا کرتا ہے کہ اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے ایسا ہی کرے آمین۔ لیکن مجھے جو اس تحریر کے دن صبح (۲۸ جولائی ۱۸۹۹ء جمعہ) الہام ہوا ہے:

لقد لبثت فیکم عمری افلا تعقلون (تحقیق میں تم میں اپنی ایک عمر ٹھہرا ہوں، کیا پس تم نہیں سمجھتے)۔ ثمّ قست قلو بکم (پھر سخت ہوئے دل تمہارے)۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اعتقاد مرزا صاحب کا مستحکم و دیرپا رہنے والا نہیں ہے اور غالباً اب ان تعریفی و توصیفی الفاظ کے عوض عاجز کو ان کے اضداد کا مصداق قرار دیں گے اور جس وقت مرزا صاحب کو چاہیے کہ اپنے دیگر حالات الہامات و اجتہادات کو بھی اسی پیمانہ سے ناپ کر ان کے بھی ویسا ہی بے اعتبار و غلط ہونے کا اقرار و اعتراف فرماویں کیونکہ الہام بتصریح بتلا رہا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ قست قلو بکم کا مخاطب دل میری نسبت مرزا صاحب کو اپنی پہلی شہادت کے انکار پر مجبور کریگا، جس کی صداقت اب مرزا اور انکے مریدین نے بذریعہ اشتہارات شروع کر دی ہے۔

خواب کی بے اختیاری کی حالت کے کلام کو مرزا صاحب اجتہادی غلطی کس قاعدہ سے قرار دیتے ہیں؟ اس میں تو کوئی خوض، فکر، جد و جہد نہیں ہوئی۔

دردناک دل کے ساتھ رسالہ لکھنے کی بجائے اگر یہ فرماتے کہ خواب میں جو کلمہ گستاخی سرزد ہوا کہ، میں بیعت کیوں کروں بلکہ انہیں میری بیعت کرنی چاہیے، اس کی سزا و پاداش کے واسطے یہ لتاڑ چھتاڑ دھمکیوں کا رسالہ گوشمالی کو بھیجا گیا، تو راست اور مطابق واقعہ تھا۔ لیکن خود بدولت کو کسی امر کی کیا پرواہ ہے، سلطان القلمی کے ثبوت میں الفاظ و کلمات مرتب فرما دیتے ہیں۔ کہیں تمام جہان سے نرالے ہوکر بے اختیاری حالت خواب کے کلمہ کو اجتہادی کہیں، دردناک دل کہیں، بہت خوشی کہیں، بہت نیک گمان کہیں، غلطی میں پڑا ہوا کہیں، بے شر نیک بخت متقی پرہیزگار کہیں، غلطی کے ضرر سے اندیشہ وغیرہ، جن میں خشک لفاظی تکرار اور دھمکیوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

جب خدا داد بصیرت سے مرزا صاحب کو عاجز کا متقی پرہیزگار ہونا سال ہا سال اور ابتداء سے متحقق و معلوم ہے اور اس وصف تقوی والوں کے حق میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

والعاقبة للمتّقين (اور انجام بخیر پرہیزگاروں ہی کے واسطے ہے)

وانّ للمتّقين مفازاً حدائق واعناباً وكواعب اتراباً وكاساً دهاقاً لا يسمعون فيها لغواً ولا كذّاباً جزاء مّن رّبّك عطاء حساباً۔ الخ۔

تو پھر ان آیات کی مخالفت کر کے بایں دعوی قرآن دانی، بے وجہ دھمکانے و ڈرانے کیلئے اظہار اندیشہ کیوں فرماتے ہیں؟ کیا مرزا صاحب کا یہ خیال ہے کہ آپ کی ان چالوں کو کوئی نہیں سمجھتا؟ ایسا خیال نہ کریں۔ شائد مرزا صاحب کو یاد نہ ہو کہ ہوشیار پور میں بھی (جہاں مرزا حسب بیان خود ایک مہوس کے اسی (۸۰) روپیہ دینے کے وعدہ پر اس کے نسخہ کیمیا کی ایک جز و فراموش شدہ کے انکشاف کیلئے روزہ رکھ کر مراقبہ میں مشغول تھے) خاکسار کے اس کہنے پر کہ آپ کی پیش گوئیوں میں تاویلوں کی بہت گنجائش ہوتی ہے، مرزا صاحب نے جواب دیا تھا کہ:

اب رسالہ سراج منیر میں کوئی مبہم بات نہ ہوگی۔ صاف و صریح، جو کسی اعتراض کے متحمل نہ ہوں، وہی باتیں لکھی جائیں گی۔

لیکن جس وقت اشتہار سراج منیر نکلا تو اس میں ویسی ہی ذو معنی پیش گوئیاں درج تھیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن پر خاکسار نے جب خدمت والا میں اس کی شکایت کی تو آپ نے خفا ہو کر فرمایا کہ اس سے صاف اور کیا ہو سکتی ہیں؟

خیر عاجز تو اس بات کا قائل ہے کہ مرزا صاحب کا کمال، خرق عادت، معجزہ، کرامت، ولایت، امامت، نبوت، سلطان القلمی، غیب دانی وغیرہ سب اسی میں ہیں کہ جو بات ہو، دورخی، پہلو دار، اور گول مال ہو، تا کہ ان کا الو کہیں نہ جاوے۔

عاجز اگر آنکھیں میچ کر بیعت میں داخل ہو جاتا، تو متقی پرہیز گار وغیرہ اوصاف بے شمار و بے حد کا محل و مصداق ہوتا، لیکن جب اللہ تعالی کے خوف اتباع کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ نیز الہامات تخذیری کے باعث علیحدہ و باز رہا تو ضرور اندیشہ کے نیچے آ گیا۔ اور مرزا صاحب بہر حال اپنی فضیلت کے دعوے دار رہے۔

❁ سب امور میں مرزا صاحب اسی ہتھکنڈہ پر اپنے کھیل کا دار و مدار رکھتے ہیں اور بحالت اختلاف اپنے مقابل کی نسبت اندیشہ ضرر، ذلت، دھمکی، تیز تلوار و بالآخر موت پر بڑا زور ڈالتے ہیں۔ اور شائد اپنی حالت پر قیاس کر کے یہ خیال نہیں کرتے کہ جو مومنین اللہ جل جلالہ کو خالق و مالک علی کلّ شیء قدیر، حافظ و ناصر حقیقی مجیب المضطر وغیاث المستغیثین رحیم و کریم ہر آن و ہر لحظہ جانتے و مانتے ہیں، اور جن کا آیات قرآن مجید پر جن میں ارشاد ہے کہ سوائے اللہ تعالی کے کوئی دوسرا نفع ونقصان وضرر وموت وحیات وغیرہ کا ہرگز ہرگز مالک نہیں، کامل یقین ہے اور جن کا حدیث رسول ﷺ مندرجہ سابقاً (جس میں یا غلام احفظ اللّٰہ یحفظک فرما کر فرمایا کہ اگر تمام خلقت جمع ہو کر تجھ کو نفع وضرر پہنچانا چاہے، تو سوائے اس کے جو اللہ تعالی لکھ چکا، وہ ہرگز ہرگز کچھ نہیں کر سکتے .. الخ۔) پر پورا یقین ہے تو وہ ایسی فضول و بے اصل دھمکیوں کی کیا پرواہ کریں گے؟ پھر موت کی نسبت یہ بھی تدبر وغور نہیں کرتے کہ کیا ارشادات:

کلّ نفسٍ ذائقة الموت (ہر ایک نفس موت کا ذائقہ سمجھنے والا ہے)،

کلّ شیء ھالک الّا وجھه (ہر ایک چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کی ذات)

کلّ من علیھا فان و یبقی وجه ربّک ذوالجلال والاکرام (سب مخلوق جو زمین پر ہے فنا ہو جانیوالی ہے صرف باقی رہیگی ذات تیری رب صاحب عظمت اور بزرگی کی)

صحیح نہیں ہیں؟ جو آپ ایسی فضول دھمکیاں و بے ضرر خبریں دینے کی زحمت اٹھاتے ہیں؟ اور پھر موت بذات خود بھی کوئی مکروہ شئے یا سزا ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو اللہ قرآن میں کیوں فرماتا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قل ان کا نت لکم الدّار الآ خر ۃ عند اللّٰہ خا لصۃً مّن دو ن النّا س فتمنوا الموت ان کنتم صادقین و لن یّتمنّو ہ ابداً بّما قد مّت اید یھم و اللّٰہ علیم با لظّا لمین ۔

قل یا ایّھا الّذ ین ھا دوا ان زعمتم انّکم او لیا ء للّٰہ من دو ن النّا س فتمنّوا المو ت ان کنتم صادقین (کہہ اے یہودیو! اگرتم گمان کرتے ہو کہ تم ہی اللہ کے دوست ہو اور دوسرے لوگ نہیں، تو موت کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو)

جن سے ظاہر ہے کہ آرزومندان وامیدواران دار الآخرۃ اولیاء اللہ وصادقین کے لئے موت کوئی بری ومکروہ شئے نہیں، بلکہ بہتر وعمدہ ذریعہ حصول مدعا ہے لا نّ المو ت ھو الّذی یوصلھم الیہ (اس لئے کہ موت ہی ان کو اس کی طرف پہنچاتی ہے) جیسا کہ تفسیر معالم التنزیل میں یہی عبارت عربی لکھی ہے۔ پھر احادیث میں ہے:

من ا حبّ لقا ء اللّٰہ ا حبّ اللّٰہ لقاءہ و من کرہ لقاء اللّٰہ کر ہ اللّٰہ لقاء ہ فقا لت عا ئشہ او بعض ازوا جہ انّا لنکر ہ المو ت قال لیس ذ لک و لکن المومن اذا حضر المو ت بشر بر ضوا ن اللّٰہ و کرا متہ فلیس شیء ا حبّ الیہ ممّا اما مہ فیحبّ لقا ء اللّٰہ و ا حب اللّٰہ لقا ئہ و انّ الکا فر ا ذا حضر المو ت بشر بعذا ب اللّٰہ و عقو بتہ فلیس شیء اکرہ الیہ ممّا اما مہ فکر ہ لقاء اللّٰہ و کر ہ اللّٰہ لقاء ہ (جو شخص اللہ کی زیارت کو دوست رکھتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے وہ شخص جو اللہ کی زیارت کو مکروہ جانتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو مکروہ جانتا ہے۔ عائشہؓ یا کسی دوسری ام المومنینؓ نے کہا ہم موت کو مکروہ جانتے ہیں، فرمایا کہ ایسا نہیں جب مومن کو موت حاضر ہوتی ہے تو اللہ کی رضا کی بشارت دیا جاتا ہے تو اس سے کوئی چیز زیادہ اچھی نہیں لگتی جو اس کے سامنے ہوتی ہے اور وہ اللہ کی زیارت کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اسکی ملاقات کو دوست رکھتا ہے۔ اور جب کافر کی موت آتی ہے تو اسے عذاب کی خبر دی جاتی ہے اور اسے اس سے کوئی چیز زیادہ مکروہ نہیں لگتی جو اسکے سامنے ہوتی ہے اور اللہ کی زیارت کو مکروہ سمجھتا ہے اور اللہ اسکی ملاقات ناپسند کرتا ہے)۔

قال ا ثنان یکر ھما ابن آدم یکر ہ المو ت و المو ت خیر للمو من من الفتنۃ و یکرہ قلّت الما ل و قلّت الما ل اقلّ للحسا ب ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و عن ابی قتا دہ انہ کا ن یحد ث انّ رسو ل اللّٰہ ﷺ مرّ علیہ بجنازۃ فقال مستر یح او مستر اح منہ فقا لوا یا رسو ل اللّٰہ ما المستر یح او مستراح منہ فقا ل العبد المو من یستر یح من نصب الدّ نیا و اذا ھا الی ر حمۃ اللّٰہ و العبد الفا جر یستر یح منہ العبا د و البلا د و الشّجر و الدّوا ب۔

تحفۃ المومن المو ت ۔

مو ت الفجاء ت ا خذۃ ا لا سف للکا فر و رحمۃ للمو من۔

غرض موت جس کو مرزا صاحب نے بہ تقاضائے امواج رحمت و رحم دلی لوگوں کے ڈرانے کا ہوّا بنا رکھا ہے، نہ تو بذات خود نا شدنی ور کنے والا امر ہے اور نہ کسی جرم کی سزا ہے بلکہ مومن کے واسطے تو ذریعہ لقاء اللہ، موجب بشارت رضوان اللہ وکرامت باعث استراحت، خیر، تحفہ ورحمت ہے۔ پھر صالحین مومنین کی موت پر ہی ملائکہ سے خطاب ہوتا ہے:

ا خر جی را ضیۃ مر ضیۃ ... الی رو ح اللّٰہ و ریحا ن و ربّ غیر غضبا ن فتخر ج کا طیب ر یح المسک (اے روح نکل بحالت رضا مندی اور راضی کی گئی، طرف روح اللہ کی رحمت اور خوشبو اور رب غصہ نہ ہونے والے کے پس وہ مشک کی خوش بو سے زیادہ خوشبو ناک ہو کر نکلتی ہے)۔ اور آسمان سے بھی ایسا ہی خطاب مر حباً بالنّفس الطیّبہ وغیرہ ہوتا ہے۔

پھر موت کی مجرد یادہی فی نفسہ ایسی ہے کہ اس کیلئے فرمایا:

اکثروا ذکر ھاضم اللّذا ت المو ت (بہت یاد کرو فنا کرنے والی لذات، یعنی موت، کو)

بلکہ فرمایا کہ اللہ تعالی سے جیسا چاہیے ویسا ہی حیا کرتا ہے جو موت کو یاد کرتا ہے

قال ذا ت یو مٍ لا صحا بہ استحیوا من اللّٰہ حقّ الحیا قا لوا انّما نستحیی من اللّٰہ یا نبیّ اللّٰہ و الحمد للّٰہ قا ل لیس ذا لک و لکن من استحیی من اللّٰہ حقّ الحیاء فلیحفظ الرأس و ما وعی و الیحفظ البطن و ما ھوی و لیذ کر المو ت والبلی۔ من اراد ا لآخرۃ ترک زینۃ الدّ نیا فمن فعل ذ لک فقد استحیی من اللّٰہ حقّ الحیاء۔

(ایک دن اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ تم اللہ سے پوری حیا کرو۔ انہوں نے کہا اے نبی اللہ ﷺ ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں اور سب تعریف اللہ کے واسطے ہے۔ فرمایا یہ نہیں، لیکن جو اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے حق حیا کرنے کا حیا کرتا ہے پس اس کو چاہیے کہ سر اور جو شئے کہ اس میں ہے نگاہ رکھے اور شکم اور جو اس پر حاوی ہے نگاہ رکھے اور موت اور بلاؤں کو یاد رکھے اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہے وہ دنیا کی زینت چھوڑ دیتا ہے پس جو شخص ایسا کرتا ہے وہ اللہ سے جیسا کہ حق حیا کرنے کا ہے حیا کرتا ہے)۔

پھر مطلق یاد پر ہی حصر نہ رکھے، موت و آخرت کی تیاری کے لئے بھی فرمایا:۔

عن ابن مسعود قال قال رسول اللّٰہ فمن یّر د اللّٰہ ان یّھد یہ یشرح صدرہ للاسلا م فقا ل رسول اللّٰہ ان النّور اذا ادخل الصّدر انفسح فقیل یا رسو ل اللّٰہ ھل لتلک من علمٍ یعرف بہ قا ل نعم النجاۃ فی؟ من دا ر الغرور و ا لا نا بۃ الی دار الخلو د و الا ستعداد للمو ت قبل نزو لہ۔ (ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی، پس اللہ جس کو ہدایت کرنی چاہتا ہے، اس کا سینہ اسلام کے واسطے کھول دیتا ہے۔ پس فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نور جب سینہ میں داخل ہوتا ہے پھیل جاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا اس کی کوئی علامت ہے جس سے شناخت ہو سکے۔ فرمایا: ہاں، غرور دھوکہ، کے گھر سے دور ہونا اور ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت کیلئے اس کے آنے سے پہلے تیار رہنا)

جابرؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے امت پر زیادہ خوف ہوا ہے ھواء اور لمبی امید کا۔ پس ھواء، حق سے روکتی ہے اور طول امید آخرت کو فراموش کراتی ہے۔ یہ دنیا فانی اور آخرت آنے والی ہے۔ دونوں کے فرزند ہیں۔ اگر ہو سکے تو دنیا کے فرزندوں میں نہ بنو۔ اسلئے کہ تم آج کے دن دار العمل میں ہو اور حساب نہیں، اور کل تم آخرت کے گھر میں ہو گے اور عمل نہیں ہو گا)

یا ایّھا النّاس انّ الدّ نیا عر ض حا ضر یا کل منھا البر و الفا جر و انّ ا لآ خرۃ وعد صا دق یحکم فیھا ملک عا دل قا در یحق فیھا الحقّ و یبطل البا طل کو نوا من ابناء ا لآ خرۃ و لا تکو نوا من ابنا ء الدّ نیا فان کل ام یتبعھا ولد ھا (اے لوگو دنیا متاع موجود ہے کہ اس میں سے ہر نیک و بد کھاتا ہے اور آخرت وعدہ سچا ہے کہ اس میں بادشاہ عادل قادر حکم کریگا۔ تم آخرت کے فرزندوں سے بنو اور دنیا کے فرزندوں سے نہ بنو کیونکہ ہر ماں کے تابع اسکی اولاد ہو گی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود ذات مبارک ﷺ کا عمل بھی اسی پر رہا۔ آپ فرماتے:

ما لی و للدّ نیا و ما انا و الدّ نیا الّا کرا کب استظلّ تحت شجرۃٍ ثمّ راح ترکھا ۔(مجھے دنیا سے کیا تعلق، میں اور دنیا اس سوار کی طرح ہیں کہ ایک درخت کے سایہ میں ٹھہرا پھر اس کو چھوڑ کر چلا گیا)

صحابہ کرام کا بھی ایسا ہی حال تھا چنانچہ :

عن ابن عمر قال اخذ رسول اللّٰہ ﷺ بمنکبیّ فقال کن فی الدّ نیا کانّک غریب او عابر سبیل و کان ابن عمر یقول اذا امسیت فلا تنتظر الصّباح و اذا اصبحت فلا تنتظر المساء و خذ من صحتک لمرضک و من حیوتک لموتک ۔

دنیوی حیات کو اللہ جل جلالہ نے لہو ولعب ومتاع الغرور فرمایا ہے اور آنحضرت ﷺ نے بھی دنیا کے حق میں فرمایا:

الدّ نیا دار من لادار لہ و مال من لا مال لہ و لھا یجمع من لا عقل لہ (دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور اس شخص کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں اور اس کے لئے وہ شخص جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں)

الدّنیا سجن المؤمن و جنّۃ الکافر (دنیا مومن کے واسطے قید خانہ ہے اور کافر کے واسطے جنت ہے)۔

تو پھر ایسی سراپا مشقت ومصائب والی جگہ میں جہاں طرح طرح کے ظلم وفساد و غفلت وعناد آئے دن موجود ہیں اور قسم قسم کے فن وفریب دغا مکر تکبر تعلّی شیخی والے مغرور لوگ ہوں جن کی شرارتوں وخودغرضانہ حیلوں سے عاجز بندگان الٰہی کو امن وآرام نہ ہو تو ایسی بے آرامی و رنج ومحن میں غریب مومنین نے رہ کر کرنا بھی کیا ہے؟

پھر موت میں کوئی خصوصیت ابرار واشرار کی نہیں ہے تاکہ مرزا صاحب کو اپنے کسی مخالف کے مرنے پر یہ کہنے کی گنجائش ہو کہ وہ مخالفت ودشمنی کے جرم کے سبب رحلت کر گیا کیونکہ حکم کلّ نفس ذائقۃ الموت کے نیچے آکر کوئی بھی نہیں بچ سکتا۔ اور جو پیدا ہوا ہے ضرور مرے گا۔ عام مخلوق کا تو کیا ذکر خاص برگزیدہ جماعت جو دوسری مخلوق کے لئے سراسر رحمت اور نعمت الٰہی تھی اس کے ساتھ بھی بظاہر یہی معاملہ وقانون الٰہی برتا گیا۔ جب کسی نے سارے انبیاء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت آدمؑ سے گن کرا خیر میں کہا ہے:

چو ختم المرسلین ہم رفت باقی کیست کز ماند　　مگر ذات مقدس قادر و قیوم و صمدانی

و نعم ما قیل:

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید　　ز جام مرگ مئے کل من علیھا فان

اور کیا مرزا صاحب کے خویش اقارب و مریدین وعزیز نہیں مرے؟ یا خود بدولت نے نہ مرنے کا پٹہ لے لیا ہے؟

پھر ہر ایک ذی روح کی موت کا وقت بھی بارشاد لکلّ امةٍ اجل فاذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعةً وّ لا یستقدمون (ہر ایک امت کے واسطے وقت معین ہے جس وقت ان کا وقت مقدر آتا ہے نہ دیر کرتے ہیں نہ آگے چلتے ہیں) معین ومقرر ہو چکا ہے۔ ایک لمحہ پس و پیش نہیں ہوتا، تا مرزا صاحب کمی بیشی کرنے ہی میں اپنی کرامت کا دخل دیکر لوگوں کو دھمکائیں اور ڈرائیں۔ اور بالخصوص مسلمانوں کو ڈرانا یا دھمکانا تو قطعاً بے سود ولغو ہے کیونکہ وہ تو ان احکام سے خوب واقف ہیں۔ البتہ بعد الموت کیلئے فکر ومصروفیت لازمی ہے پس جو مومنین خاشعین عباد الرحمٰن ہیں ان کے لئے تو ہرگز موت ڈر اور خوف والی چیز نہیں۔

ہاں جن کو انابت الی اللہ وخشیت اللہ، حسن عمل، صدق نیت۔ زہد صبر تقوی طہارت تسبیح تحلیل تکبیر وغیرہ عبادات ومرضیات الٰہی کی توفیق نہ ہو، بلکہ وہ سرکشی بغاوت وغرور شیخی تکبر خودغرضی دوست ودشمن سے اختلاف خواہ نخواہ لڑائی، ایذا رسانی مخلوق الٰہی وغیرہ معصیت میں پڑ کر جرائم و باز پرس یوم حساب کا بوجھ دن بدن ان پر پڑتا و بڑھتا جاوے تو گوان کی موت ایسی زندگی سے ان کے اپنے اور دوسروں کے حق میں بدرجہا بہتر وافضل ہے تاکہ وہ یستریح منه العباد و البلاد و الشّجر و الدّواب کے مصداق ہوں لیکن وہ ضرور اپنے کرتوتوں کے پھل اور اعمال کے وبال وخطر مآل سے ہراساں ہو کر عاشقان دنیا کی طرح مرنے کا نام سن کر کانپتے ہیں اور دنیاوی بقا اور حیاتی کے خواہاں رہتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

و لتجدنّھم احرص النّاس علی حیوة و من الّذین اشرکوا یودّ احدھم لو یعمّر الف سنة و ما ھو بمزحزحه من العذاب ان یّعمر و اللّه بصیر بّما یعملون (ان کو سب لوگوں سے زیادہ حرص کرنے والا حیاتی پر اور مشرکوں میں ان کا ہر ایک دوست رکھتا ہے کہ ہزار برس عمر دیا جائے حالانکہ عمر دیا جانا اس کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب سے چھڑانے والا نہیں اور اللہ دیکھنے والا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں)

انّ الّذین لا یر جو ن لقا ء نا و رضوا بالحیوۃ الدّ نیا و اطمأنوا بھا و الّذین ھم عن آ یاتنا غا فلو ن۔ او لئک مأواھم النّار بما کا نوا یکسبو ن (تحقیق وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پر خوش اوراسی کے ساتھ مطمئن ہوئے ہیں اور ان پر جولوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں، ان کا ٹھکانا دوزخ ہے بسبب ان کے اعمال کے جوکرتے ہیں)

کے مصداق ہوکر دنیا ہی میں ان کی ساری امیدیں موت کے ساتھ فنا وختم ہو جاتی ان کومعلوم ہوتی ہیں ۔اس لئے ان میں سے بعض لوگ اپنی مورتیں وتصاویر گونا گوں وعمارات وغیرہ سے دنیا میں اپنی بقا و یادگار کا سامان (گوصریح خلاف شرع کیوں نہ ہو) کرتے ہیں اوران کے حصہ میں یہ کہاں کہ اپنے خالق و مالک محسن رب کی مشیت وارادہ پر قانع رہیں اور اپنے مسلّم ہادی برحق ﷺ کے عمل وتعلیم اللّھمّ ا حینی ما کا نت الحیوۃ خیر اً لی و تو فّنی اذا کا نت الوفاۃ خیراً لی (اے اللہ مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک کہ زندگانی میرے حق میں بہتر ہو اور جب وفات بہتر ہوتو فوت کر) کو مدنظر رکھیں ۔

پھر عمر بھی کچھ اعمال پر موقوف ومنحصر نہیں ۔ بہت صالحین منیبین نیک قلیل وکم عمر پاتے ہیں اور بہت اشرار، سرکش ونا فرمان بلکہ منکران اللہ تعالی عزوجل وغیرہ مخالفین ودشمنان صداقت اسلام طویل ودراز عمر پاتے ہیں، حالانکہ ان مخالفین کی ساری عمر علانیہ مخالفت حق واسلام میں گذرتی ہے جیسا کہ بچشم خود دیکھا ہے اور مرزا صاحب تو ابھی بظاہر حمایت و اعانت اسلام کی آڑ میں در پردہ مخالفت کر کے اپنا نیا پنتھ مذہب وگروہ قائم کرنے کی فکر وانتظام میں ہیں ۔

پھر کذاب مفتری علی اللہ بھی اس قاعدہ سے مستثنی نہیں کہ کذب وافتراء کے باعث اجل مقررہ سے پہلے ہی مرجاویں جیسا کہ مرزا معہ مریدین اخذ وبطش الٰہی سے بچ کر خود بدولت کے اب تک زندہ رہنے پر خوش فہمی سے لو تقوّ ل علینا بعض ا لاقا و یل لا خذ نا منه بالیمین ثمّ لقطعنا منه الو تین .. الخ ۔(اگر ہم پر بعض باتیں جھوٹ باندھے تو ہم اس کا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالتے اوراس کی گردن کی رگ) سے تمسک کر کے کہتے ہیں کہ مفتری علی اللہ جلد ہلاک ہو جاتا ہے ۔مرزا صاحب الفاظ مجازات استعارات دقائق وحقائق وغیرہ زبان سے تو بہت نکالتے و لکھتے ہیں لیکن موقعہ پر سب میں صفر ہی ہوتا ہے چنانچہ اس آیت کے جملہ لقطعنا منه الو تین کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ حقیقت پر حمل کر کے قطع جسمانی مراد لے کر اپنی صداقت کے دعویدار ہوتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہی لفظ قطع جو رسول اللہ ﷺ نے ویلک قطعت عنق اخیک (وائے تجھ پر تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی)۔ اھلکتم و قطعتم ظھر الرّجل (ہلاک کر دیا تم نے، کاٹ ڈالی تم نے پیٹھ اس آدمی کی) میں فرمایا تو کیا اس میں قطع جسمانی مراد ہے؟ ہرگز نہیں۔ یا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے قتل الخراصون (اٹکل بازوں کا ناس جائے، یا مارے جائیں،) فقتل کیف قدر (پس مارا جائے کیسی اٹکل دوڑائی)، ثم قتل کیف قدر (پھر مارا جائیو، یعنی خدا کی مار، کیسی اٹکل دوڑائی)۔ قتل الانسان ما اکفرہ (مارا جائے آدمی کیسا ناشکرا ہے) میں جو لفظ قتل فرمایا ہے تو کیا اس میں قتل جسمانی مراد ہے؟ ہرگز نہیں۔

علیٰ ہذا القیاس حضرت عمرؓ نے المدح ھو الذّبح (تعریف کرنا ذبح کرنا ہے) میں جو لفظ ذبح فرمایا ہے تو اس میں ذبح جسمانی مراد ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس جب یہ ثابت ہوا کہ ان نصوص میں قطع، ہلاک، قتل، ذبح جسمانی ہرگز مراد نہیں تو مرزا بایں دعاوی علوم قطعنا منہ الوتین میں قطع جسمانی کس طرح مراد لیتے ہیں؟ یہ مرزا کے نرالے استنباط و استدلال ہیں کہ قرآن مجید کے ایسے خلاف عقل و نقل معنی و مفہوم بیان کئے ہیں جن کو صریح مشاہدات و واقعات کے مخالف ہونے کے باعث کوئی بھی قبول نہ کر سکے۔ اور پھر اس من گھڑت و مخالفت کو قرآن مجید کی حمایت کہتے ہیں انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ اور طرہ یہ کہ جو آیات شریفہ و احادیث مبارکہ صریح جسمانی حالت پر دال ہیں ان کو مرزا صاحب اپنی نیچریت کے تابع کر کے خلاف عقل کہہ کر ان کی حقیقت ظاہری جسمانی سے منکر ہیں مثلاً آیت بل رّفعہ اللّٰہ الیہ (بلکہ ان کو اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا)۔ در بارہ حضرت مسیح کے باتباع فلاسفہ منکر جیسے ازالہ اوہام صفحہ ۴۷ میں لکھا ہے کہ:

> نیا و پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکی ہیں کہ بعض بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ کر ان طبقہ کی ہوا ایسی مضر صحت معلوم ہوئی کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں پس اس جسم کا کرہ ماہتاب یا کرہ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔

اور ایسا ہی مرزا صاحب نے اپنے اشتہار ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء میں لکھا ہے کہ حال اور گذشتہ زمانہ کے تجارب ثابت کرتے ہیں کہ انسان سطح زمین سے چھ میل تک بھی اوپر کی طرف صعود کر کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندہ نہیں رہ سکتا (اور پھر اشتہار ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء ص ۳ پر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ آج کل ثابت کیا گیا ہے کہ آسمان پر بھی مجسم مخلوق رہتی ہے جیسے زمین پر)۔

سبحا ن الّذی اسری بعبدہ لیلاً .. الخ (وہ اللہ پاک ہے جس نے اپنے بندے کو راتوں رات سیر کرائی) دربارہ جسمانی معراج رسول کریم ﷺ کے ایسے ہی خیالات سے منکر حالانکہ و کا ن اللّٰہ عزیزاً حکیماً ، (اور اللہ غالب حکمت والا ہے) آیت بل رّفعہ اللّٰہ کے آخر اور سبحا ن الّذی آیت اسری کے پہلے بظاہر ایسے توہمات وتر ددات وشکوک کے دفعیہ کے لئے ہی اللہ تعالی جل جلالہ وعم نوالہ نے فرما دیا ہے۔ پھر آیت فقلنا لھم کو نوا قردۃً خا سئین (تو ہم نے ان سے کہا کہ بندر بن جاؤ دھتکارے ہوئے) کی دربارہ مسخ یہود بھی جسمانی اثر سے خود بدولت مع اخص مرید مولوی نورالدین منکر ہیں جیسا کہ مولوی صاحب نے اپنی فصل الخطاب میں لکھا ہے اور بعد ازاں خطوط میں بھی اسی انکار پر اصرار کیا ہے حالانکہ فجعلنا ھا نکا لاً لّما بین یدیھا و ما خلفھا و مو عظۃ للمتّقین (پس ہم نے اس واقعہ کو ان لوگوں کے لئے جو اس، واقع کے، وقت موجود تھے اور ان لوگوں لئے جو اس کے بعد ہوئے عبرت بنایا اور پرہیز گاروں کے لئے نصیحت) اس کی ظاہری تصدیق کے واسطے موجود ہے کیونکہ بدون ظاہری نمایاں اثر کے یہ سزا موجب عبرت ونصیحت ہرگز نہیں ہوسکتی۔ خفیہ و باطنی حال ومسخ کو کون دیکھ سکتا ہے۔ اور وہ نکا لاً لّما بین ید یھا و ما خلفھا کیونکر ہوسکتی ہے؟

❁ مزید براں مرزا صاحب کا بھائی و ہمسایہ بہ دیوار مرزا امام الدین صاحب ان کی آنکھوں کے سامنے موجود ہے جو امامت لال بیگیاں کا عرصہ دراز سے مدعی ہے۔ ان کو دیکھ کر بھی یہ نہیں سوچا کہ جب وہ بھی میرا بھائی ہوکر میرے مخالف میری ہی طرح اپنے تئیں ماموراللہ کہہ کر لال بیگیوں کو اپنی اطاعت کی دعوت کرتا ہے اور میری ہی طرح قائم ہے، حالانکہ مرزا غلام احمد کے تراشیدہ قاعدہ کے موافق ایسا تقوّ ل علی اللّٰہ کرنے والا اس قدر عرصہ تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ چونکہ وہ بھی مرزا صاحب کی طرح صحیح وسالم ہے پس اس کی قیام وحیات ہی کو مرزا صاحب اپنے دلیل ودعوی کی تکذیب کیلئے کافی سمجھتے اور دل میں سوچ کر کے ایسے دلائل تراشنے اور ان لن ترانیوں سے باز آجاتے۔ لیکن وہاں تو کچھ خیال و پرواہ نہیں ہے۔ لہذا اظہار حق کیلئے مرزا صاحب کے اس نامعقول قاعدہ ودلیل کے ازالہ میں چند دیگر یں نظیریں مفتری و تقوّ ل علی اللّٰہ کرنے والوں کی بیان کی جاتی ہیں جن کو کسی نے قطع وقتل نہیں کیا۔ اور وہ خود ہی بموجب حکم وقانون الہی کلّ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ّنفس ذا ئقة المو ت ۔ فاذا جاء اجلهم لا یستا خرون سا عةً وّ لا یستقد مو ن اپنی میعا د پوری کر کے سوائے کسی مخلوق کی دست درازی کے (گو وہ بھی اجل مسمی سے با ہر نہیں اور نہ موجب شقاوت ہے کیونکہ رتبہ شہادت اکثر اسی ذریعہ سے نصیب ہوتا ہے) اپنی موت سے مرے ہیں جو ایسے مدعی کے باز دعوی وتو بہ کے لئے کا فی ہیں بشرطیکہ کچھ خوف اللہ جل جلا لہ با قی ہو۔

نظائر کذابین گذشتہ

۱۔ عا جز کا وصد ہا دوسروں کا عینی مشا ہدہ ہے کہ منشی کنہیا لا ل الکھد ہا ری کا ما لیر کوٹلہ میں بحالت زندگی دستور تھا کہ صبح کو کچہری میں آ کر اپنے رات کے الہا مات ایک خوش خط منشی سے لکھوا تا۔ ایک دن عا جز کو اس کی الہا می کتاب کتا ب د یکھنے کا اتفاق ہوا تو اس میں ایک عبارت دیکھی جو خود عا جز نے ایام طفلی میں اپنے چا چا مرحوم سے سنی تھی اور اس کو بتلائی تھی یعنی:

قا ل افلا طو ن الحکیم انظر الی و جھک فی المر أة ان کا ن حسنا
فا فعل بما ینا سبه و ان کا ن قبیحا فلا تجمع بین القبیحتین

(افلاطون حکیم نے کہا کہ اپنے چہرے کو آئینہ میں دیکھا کر، اچھا ہو تو کام بھی ویسے ہی کر اور اگر برا ہوتو دو برائیوں کو جمع نہ کر، یعنی بدصورتی و بدعملی)

کنہیا لا ل نے اس عبارت کا خلا صہ تر جمہ کر کے اپنی طرف سے اس کو اللہ کا الہا م قرار دے کر لکھوا یا ہوا تھا۔ وہ بہت عر صہ تک اس شغل میں مشغول رہا۔ کئی کتا بیں تصنیف کیں جن میں ایک کا نا م فضیلت شیطان رکھا۔ اس نے بھی بڑی طویل عمر پائی اور گورنمنٹ میں بڑا نیک نام تھا۔ اور آ خر اپنی موت سے مرا۔

۲۔ مرزا کے خاندان مغلیہ میں سے اکبر بادشاہ کا حال مفصل توا ریخوں میں درج ہے کہ وہ ملحد مزاج کسی دین کا پا بند نہ تھا۔ خود ما مور من اللہ ہونے و نبوت کا دعوی کر کے ایک نیا دین وفرقہ بنام دین الہی بنا دیا (اور شاید مرزا صا حب نے بھی اسی کی تقلید سے اپنے مت کا نا م الہی کا رخانہ رکھا ہے) اس نے کہا کہ دین (اسلام) جس کا آ غاز زمان بعثت سے تھا اس کی مدت و بقا ہزار سال تمام ہوگئی۔ کلمہ لا الہ الّا اللّٰہ اکبر خلیفة اللّٰہ ایجا د کیا۔ اخلاص کے چار مرا تب تھے، ترک ما ل، ترک جان، ترک نا موس، ترک دین۔ بوقت ملاقات ایک شخص اللہ اکبر اور دوسرا جل جلا لہ کہے یہ بمنزلہ

www.KitaboSunnat.com

سلام تھا۔ آفتاب پرستی، آتش پرستی (جسکے آتش کدہ کا اہتمام ابوالفضل کے سپرد تھا)، تعظیم وتاثیر کواکب قشقہ وزنار کا رواج، سجدہ جائز۔ ہوم جو آتش پرستی ہے، بھراہی دختران راجگان ہند اپنے حرم میں معمول، وجوب غسل ساقط، جشن روز تولد وشادی بروز مرگ۔ تاریخ ہجری عربی تغیر کر کے اس کی جگہ سال جلوس جو مطابق ۹۶۳ھ تھا، تاریخ شروع کی۔ عید موافق اعیاد زردشتیان ایک سال میں چہاردہ مقرر کر کے سال و ماہ الٰہی نام رکھا۔ عربی پڑھنا جاننا عیب، تفسیر حدیث وفقہ پڑھنے والا مطعون ومردود۔ بجائے اس کے نجوم حکمت حساب شعر تاریخ افسانہ رائج ومفروض۔ جو اس دین میں آئے ان کو الٰہیین کہتے۔ ایک شخص ایسا مرا تو اس کی قبر میں چراغ وشبکہ (جالی یا روشن دان) مقابل آفتاب اس اعتقاد سے رکھا کہ اس کی روشنی پاک کنندہ گناہان ہے۔ میت کو سر بجانب مشرق اور پاؤں بطرف مغرب دفن کرنا اور خواب بھی اسی طرح قرار پایا۔ ذبح گاؤ اور اس کا گوشت کھانا حرام کیا۔ اگر کوئی حیوانات ذبح کرنے والے کے ساتھ کھاوے، اس کا ہاتھ اور اگر اس کے اہلخانہ سے ہو تو اس کی انگلی کاٹی جائے۔ مجلس نوروزی میں اکثر علماء صلحا، قاضی ومفتی کو وادی قدح نوشی میں لاتے۔ مجتہدان خصوصاً فیضی کہتا کہ: ایں پیالہ را بکوری فقہاء میخورم

شیخ عبدالقادر بدایونی جو اکبر کے پیش امام وخطیب تھے انہوں نے بہت حال اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے ابوالفضل سے پوچھا کہ مذاہب مشہورہ میں سے آپ کا میل کس طرف ہے؟ بجواب کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ چندروز وادی الحاد کی سیر کروں۔ اس پر میں نے کہا کہ اگر قید نکاح موقوف کیجئے تو برا نہیں۔ اس پر ہنس کر چلا گیا۔ ایسے فریفتگان دنیا، گو پڑھے لکھے علم دین وروحانی مذاق سے بے بہرہ، اکبر کی صحبت میں تھے کسی کا شعر ہے:

خدا پناہ بدہد از جلیس بدمذہب
خراب کرد ابوالفضل شاہ اکبر را

بارہ برس گذرنے پر یہاں تک نوبت پہنچی کہ اکثر اراکین مثل حاکم ٹھٹھہ اور دوسرے اہل ارتداد اس مضمون کا اقرارنامہ لکھ دیتے کہ من فلاں بن فلان بطوع ورغبت وشوق قلبی از دین اسلام...کو چھوڑ کر دین الٰہی اکبرشاہی میں آکر مراتب اخلاص ترک جان و مال و ناموس و دین قبول کرتا ہوں۔ بخلاف تعلیم اسلام خنزیر وکتوں کی نجاست کا خیال مفقود بلکہ اندرون محل وزیر قصران کو رکھ کر ہر صباح دیکھنا عبادت میں داخل تھا۔ طلاء وابریشم پہننا فرض نماز روزہ حج پہلے ہی ساقط ہو چکا تھا وغیرہ، غرض ہر عقیدہ اصول وفروع اسلامیہ پر شبہات گوناگوں تمسخر واستہزا تھا۔ اگر کوئی معارض جواب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا تو جواب سب کا منع تھا۔ اور توجہ حکومت قاہری بجانب مقابل تھی۔ حالانکہ مباحثہ میں مساوات شرط ہے، کئی خانماں اس مباحثہ میں برباد ہوئے۔ وحاشا کہ یہ مباحثہ ہوتا۔ یہ تو دین فروشوں کا مکابرہ تھا جو خوش آمدانہ ہر جگہ سے شکوک متروک پیدا کر کے تحفہ لاتے۔ ملا شیری کے قطعہ میں سے اکبر کی نسبت یہ شعر ہے

شاہ ما امسال دعوی نبوت مے کند
سال دیگر گر خدا خواہد خدا خواہد شدن

دبستان مذاہب میں اکبر کی کرامات بھی لکھی ہیں مثلاً طفلی میں مثل مسیح اپنی والدہ سے کلام کرنا۔ اور ایک شخص اس کے مقبرہ میں داخل ہو کر اس کی مذمت کرنے لگا تو اس کے پاؤں کی انگلی ایک پتھر کی دراڑ میں پڑ کر شکست ہوگئی۔ غرض یہ بادشاہ بایں افتراء وتحقیر اسلام عرصہ دراز تک اسی عمل درآمد میں بحالت پادشاہی (جس کی میعاد ۵۲ برس ہے) خوش وخرم رہ کر اپنی موت سے اپنا وقت پورا کر کے مرا۔ اور اب ان امور وطوفان بے تمیزی کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ اور دین حق اسلام یعلو و لا یعلی اسی طرح قائم ودائم موجود ہے۔ اور مرزا صاحب کے دعوی کو تو ابھی بہت میعاد نہیں گزری۔

۳۔ یہ تو بادشاہ تھا دوسرے ایسے اشخاص بھی بہت گذرے ہیں جو عوام میں تھے اور وہ بھی ایسے دعاوی کر کے عرصہ تک بلا کسی کے ہاتھ لگانے کے اپنی موت سے مرے ہیں۔ چنانچہ میاں بایزید روشن کی نسبت بھی لکھا ہے کہ وہ بھی اپنے تئیں مامور من اللہ جانتا تھا۔ آدمیوں کو ریاضت کا امر کرتا۔ نماز پڑھتا، لیکن تعیین جہت کو اٹھا دیا تھا۔ کہتا کہ غسل پانی کی حاجت نہیں کیونکہ جب انسان (اللہ تعالی کے) پاس پہنچا تن پاک ہو جاتا ہے کیونکہ چار عنصر مطہرات ہیں جو خدا اور اپنے آپ کو نہ پہچانے وہ آدمی نہیں وہ اگر موذی ہے تو بھیڑیا چیتا سانپ وبچھو کی طرح ہے اور پیغمبر عربی نے کہا ہے موذی کو ایذا سے پہلے قتل کرو، اور اگر نیکوکار اور نماز گذار ہے تو مثل گاؤ بھیڑ کے ہے۔ اس کا مارنا جائز ہے۔ اسی بنا پر مخالفان خود شناسی کے مار ڈالنے کا امر کرتا کیونکہ وہ حیوان ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے اولئک کالانعام بل ھم اضلّ (مثل چار پایوں کے ہیں یا اس سے بدتر)۔ اور کہتا جس نے اپنے آپ کو نہ پہچانا اور جس کو زندگی جاوید وحیات ابدی کی خبر نہیں وہ مردہ ہے اور مردہ کا مال وارثان زندہ کو پہنچتا ہے اسی لئے ایسے لوگوں کے قتل کا حکم کرتا۔ اگر ہندو خود شناس پاتا اس کو مسلمان پر ترجیح دیتا۔ مدت تک بہمراہی اپنے فرزندان کے رہزنی کر کے اموال مسلمانان وغیرہ سے لے کر خمس بیت المال میں رکھتا اور بروقت حاجت اہل استحقاق پر بانٹ دیتا۔ عربی فارسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندی و افغانی میں اس کی بہت تصانیف ہیں۔ مقصود المومنین عربی میں ہے۔ کہتے ہیں کہ حق تعالی بلاوساطت جبریل اس سے سخن کرتا۔ ایک کتاب خیر البیان چار زبانوں میں ہے۔ اول عربی، دوم پارسی، سوم ہندی، چہارم پشتو میں۔ اور اس کو خطاب از حق تعالی و صحیفہ الٰہی جانتے ہیں۔ ایک کتاب حالنامہ ہے اس میں اپنا حال بیان کیا ہے۔ اور بہت الہامات عربی اس میں لکھے ہیں جن کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق کئے بغیر ان پر عامل ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ رہزنی کر کے مال مسلمانان وغیرہ لے لینا و مسلمانان و مخلوق الٰہی کو بغیر کسی شرعی جرم کے گائے بھیڑ کی طرح مار ڈالنا، عمل در آمد رہا۔ اور غریب تر یہ کہ وہ عامی آدمی تھا اور قرآن کے معنی کرتا، و سخنان حقائق آمود کہتا اور دانا انسان اس سے متحیر ہوتے۔ لکھا ہے کہ خدا ناشناسوں کے قتل کے واسطے مامور ہوا۔ تین دفعہ پے در پے امر ہونے پر تلوار کو ہاتھ نہ لگایا پھر جب حکم ہوا، ناچار جہاد پر کمر باندھی۔ یہ شخص جالندھر میں پیدا ہوا پھر اپنے والدین کے ہمراہ کانی کرم کوہستان افغاناں میں آیا۔ مرزا محمد حکیم ابن ہمایوں بادشاہ کا ہم عصر تھا۔ اس کی قبر تہہ پور کوہستان افغاناں میں ہے۔ یہ بھی اپنی موت سے مرا۔

۴۔ مسیلمہ کذاب بھی اول وفد بنی حنیفہ میں بحضور رسول اللہ ﷺ آکر مسلمان ہوا۔ جب یمامہ کو واپس ہوا تو مرتد ہو کر دعویٰ نبوت کیا۔ تحلیل خمر و زنا و اسقاط فریضہ نماز کیا۔ ایک جماعت اہل فسق و فساد اس کے ساتھ شامل ہوئی۔ بمقابلہ قرآن سجھائے نامطبوع گھڑے مثلاً:

یا ضفدع بنت ضفد عین الی کم تنقین لا الماء تکد رین و لا الشّاربین تمنعین راسک فی الماء و ذنبک فی الطّین (اے مینڈک لڑکی مینڈکوں کی تو کب تک ؟.. کرے گی تو پانی کو تیرہ و مکدر کرنے والی نہیں اور نہ پینے والوں کو منع کرنے والی۔ تیرا سر پانی میں اور تیری دم مٹی میں ہے)۔

الفیل مالفیل لہ خرطوم طویل ان ذلک من خلق ربّنا الجلیل
(یہ ہاتھی ہے کیسا ہاتھی اس کی سونڈ لمبی ہے، تحقیق یہ پیدائش ہمارے رب جلیل کی ہے)

جن کا حال اہل علم و دین پر پوشیدہ نہیں کہ یہ کیسے لغو ہیں اور بمقابلہ قرآن رب حمید ان کی کیا حقیقت ہے؟ اور لکھا ہے بعض خوارق عادت بھی اس سے ظاہر ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ کو ایک خط لکھا کہ نصف زمین ہماری و نصف قریش کے واسطے۔ ذات مبارک ﷺ نے بجواب تحریر فرمایا:

من محمّد رسول اللّٰہ الی مسیلمۃ الکذّاب۔ امّا بعد فانّ الارض للّٰہ یورثھا من یّشاء من عبادہ و العاقبۃ للمتّقین (سب زمین اللہ کی ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کو چاہتا ہے اس کا اپنے بندوں سے وارث بنا تا ہے اور انجام بخیر پرہیز گاروں کیلئے ہے)

مسیلمہ نے دعوی تو عہد مبارک رسول اللہ ﷺ میں کیا لیکن بعد میں بعہد خلافت صدیق اکبرؓ بمقابلہ لشکر خالدؓ جو بامر صدیق اکبر بھیجا گیا تھا وحشیؓ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ وحشیؓ جو قاتل حمزہؓ بھی تھا وہ کہتا تھا کہ میں بہترین مردم نیز بدترین مردم کا قاتل ہوں۔ اب دیکھئے کہ کیا مسیلمہ کذاب بھی جو خلافت صدیق اکبر تک زندہ تھا اور اس کے ساتھ اس کی ہم جنس جماعت بھی تھی وہ بھی آیت کریمہ لو تقوّل .. الخ سے مرزا صاحب کی طرح بحسین حیات خود استدلال کر کے بایں سرکشی ومخالفت قرآن مجید کے اپنا صدق وحق پر ہونا ثابت کرسکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔

۵۔ طلیحہ بن خویلد اسدی نے بنی اسد میں دعوی نبوت کیا۔ غطفان اس کے مددگار ہوئے۔ بعدہ توبہ کی۔ اسی طرح سجاح بنت سوید بن یربوع نے دعوی نبوت کیا۔ فرسان میں تغلب اور تمام قبیلہ تمیم اس کی نصرت پر جمع ہوئے۔ ان میں رؤساء بھی مثل احنف بن قیس وحارثہ بن بدر وغیرہ شامل تھے۔ بہت قتل ہوا۔ پھر اس نے قصد یمامہ کیا۔ مسیلمہ اس خبر سے تنگ دل ہوکر متحصن ہوا۔ سجاح کے لشکر نے اس کا محاصرہ کیا۔ پھر بعد میں مسیلمہ کے ساتھ اس کا نکاح ہوا۔ مہر میں نماز عصر موقوف ہوئی۔ بالآخر سال ہا سال کے بعد وہ توبہ کر کے بزمان معاویہؓ مسلمان ہوئی۔ گویا اس کے فساد وسرکشی کا زمانہ تیس برس زمانہ خلافت راشدہ سے بھی کہیں زیادہ ہوا۔

۶۔ زمانہ ابن زبیر وعبدالملک بن مروان میں مختار بن عبید ثقفی نے بعد واقع سیدنا امام حسینؓ کے لوگوں کو ان کا قصاص لینے کے نام پر بلایا اور دراصل غرض اپنی امارت تھی۔ طالب دنیا تھا کوفہ میں دعوی نبوت کیا اور کذاب کہا گیا۔ منجملہ اس کے کذب کے ایک یہ دعوی تھا کہ جبریل اس کے پاس وحی لاتا ہے۔ اپنے مکاتب میں لکھتا: من مختار رسول اللّٰہ یہ بھی اپنی موت سے مرا

۷۔ متنبّی شاعر نے دعوی نبوت کیا۔ اپنے آپ کو مثل مسیح ومثل صالح علیہما السلام کے کہتا جیسا کہ اس کے شعروں میں ہے:

ما مقامی بارض نخلة الا کمقام المسیح بین الیهود

انا فی امة تدارکها اللّٰه غریب کصالح فی ثمود

(نخله قریة یعنی کلب عند بعلبک من ارض شام) لوگوں پر کلام پڑھتا جس کو زعم کرتا تھا کہ وہ قرآن اس پر نازل ہوا ہے۔ قاضی ابوالحسین ابن ام شیبان الہاشمی الکوفی سے ہے کہ انہوں نے ایک سورۃ اس سے لکھی تھی جو ضائع ہوگئی اور اس کا ابتداء جو ان کو یاد رہا، یہ تھا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و النّجم السّیّار۔ و الفلک الدوّار۔ و اللّیل و النّھار۔ انّ الکا فر لفی اخطار امض علی سنتک و قف اثر من قبلک من المرسلین فانّ اللّٰہ قامع بک زیغ من الحد فی دینہ و ضلّ عن سبیلہ (قسم ہے تارے سیر کرنے والے اور فلک پھرنے والے اور رات اور دن کی۔ تحقیق کافر خطرات میں ہے تو اپنے طریقہ پر چل اور جو تجھ سے پہلے مرسلین ہیں ان کے نشان پر ٹھہر۔ تحقیق اللہ تیرے ذریعے دور کرنے والا ہے کجی اس کی جس نے اپنے دین سے تجاوز کیا اور اپنے راستہ سے گمراہ ہوا)

قبیلہ بنی کلب وغیرہ سے بہت لوگ اس کے تابع ہوئے۔ لؤلؤ امیر حمص نائب الاخشید یہ نے اس پر لشکر کشی کر کے اس کو قید کیا اور اس کے اصحاب کو متفرق کیا اور اس کو مدت تک حبس میں رکھا، قریب تھا کہ مر جا تا۔ اس سے توبہ طلب کی تو اس نے تحریری اپنے دعوی کا بطلان کیا اور اسلام کی طرف رجوع کیا تو اس کو چھوڑ دیا۔ یہ واقعہ قریب قریب ایسا ہے جیسے ایک لائق بیدار مغز حاکم نے مرزا کی تعدی مطلق العنانی و دریدہ ذہنی دیکھ کر بتقاضائے عدل وانصاف غریب رعایا کی امن وحفظ آبرو کے لئے مرزا صاحب کو چشم نمائی کر کے ان سے توبہ نامہ (اقرار نامہ) لکھایا کہ آئندہ مخلوق الٰہی کو اپنے افتراء علی اللہ یعنی الہامی پیش گوئیوں کی دھمکی سے باز رہیں گے۔ اور ایک دوسرے ویسے ہی حاکم نے اسی بنا پر حضرت مسیحؑ کی توہین وتحقیر آمیز دل آزار اشتہار مرہم عیسی کی اشاعت بند کرائی۔ جس حکم کا اپیل بھی بحمد اللہ چیف کورٹ سے خارج ہوا۔ کاش یہ چشم نمائی وتنبیہ ایسی موثر ہوتی کہ مرزا ان سب دعاوی وسبّ وشتم تحقیر سیدنا عیسیؑ سے تائب ہو کر آئندہ ایسی گستاخی وبے ادبی کے عوض ان کے اولو العزمی ومعجزات وعلو شان وصداقت کے قائل ومصدق ہو جاتے۔ اور ان کے حواریوں کو بھی سچا و برحق مانتے۔

۸۔ ایام معتمد باللہ میں بہبود زنجی قائد فتنہ زنج ہوا۔ اس نے عراق کو تباہ کیا اور آل رسول ﷺ کو خوار کیا۔ لاکھوں مسلمانوں کو قتل کیا۔ اس کا دعوی مرسل من اللہ ہونے کا اور غیب دانی کا تھا۔ عرصہ دراز کے بعد قتل ہوا۔

۹۔ مطیع باللہ کے عہد میں قوم تناسخیہ میں ایک جوان تھا جو اپنے میں روح علیؓ اور اس کی زوجہ فاطمہ زہراؓ اپنے میں گمان کرتے۔ ایک دوسرے شخص نے دعوی کیا کہ وہ جبریل ہے جب اس کو زدو کوب کیا تو منسوب باہل بیت ہونیکی طرف پناہ پکڑی۔ معز الدولہ نے حکم دیا کہ اس کو رہا کردو

۱۰۔ مغرب میں ایک شخص ہوا جس کا نام لا تھا۔ وہ کہتا کہ حدیث میں جو آیا ہے لا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں) وہ میری خبر ہے۔ لا بمعنی نفی نہیں بلکہ لا مبتداء اور نبی اس کی خبر ہے کہ میرے بعد لا نبی ہوگا۔ سو میں ہوں۔ اسی طرح ایک عورت مدعیہ نبوت ہوئی جب اس کو کہا کہ حدیث میں ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، جواب دیا کہ نبی (بصیغہ) مذکر کہا ہے۔ نبیہ (بصیغہ مونث) نہیں کہا۔

۱۱۔ بیت المقدس میں ایک یہودی نے دعویٰ کیا کہ وہ مسیح ابن مریم ہے۔ فصیح زبان و خوش بیان تھا۔ وہ شعبدے دکھلاتا۔ جب حاکم گرفتار کرنے لگا تو بھاگ کر اسلام بول آگیا۔ احمد پاشا وزیر سلطان محمد خان رابع نے اسکو گرفتار کیا۔ جب مخلصی نہ دیکھی مسلمان ہوگیا۔

۱۲۔ فارس میں یحیی ساباطی نے خلافت معز بلدہ تینس میں مدعی نبوت ہو کر طریق عیسی ابن مریم پر قدم مارا۔ احیاء اموات و ابراء ابرص واجذم واعمی شعبدہ سے معجزہ کرتا۔

۱۳۔ محمد بن تومرت نے ۵۱۴ھ میں نے دعوی مہدویت موعودہ منتظرہ کا کیا۔ جمع کثیر نے معتقد ہو کر اس سے بیعت کی اور بعض بلاد پر اس کا غلبہ وحکومت دس سال تک رہا۔ آخر مر گیا۔

۱۴۔ شام میں ایک شخص راعی نے دعوی نبوت کر کے مسلک موسوی اختیار کیا۔ عصا ظاہر کیا جو بنظر مردم اژدھا ہو جاتا اور دیکھنے والے مسحور ہو جاتے۔

۱۵۔ مصر میں ۸۱۹ھ میں ایک شخص نے دعوی کیا کہ وہ آسمان پر جا کر باری تعالی کو دیکھتا اور اس سے کلام کرتا ہے۔ عوام سے ایک جماعت اس کی معتقد ہوئی۔ ایک مجلس میں جمع ہو کر اس سے توبہ طلب کی لیکن اس نے نہ کی۔ حاکم نے اس لئے کہ وہ حاضر العقل ہو کر ایسا دعوی کرتا ہے۔ دو آدمیوں کی شہادت پر اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ لیکن ایک جماعت اطباء نے شہادت دی کہ وہ مختل العقل ہے اس پر اس کو بیمارستان (پاگل خانہ) میں قید کیا گیا۔

شیخ علامہ عبدالرحیم بن ابوبکر دمشقی معروف بجویری نے اپنی کتاب المختار فی کشف الاسرار میں مدعیان نبوت کا ذبہ ومشیخت، واعظین، رہبان، اطباء، لاعبین بنار ممنوع از حرق۔ ارباب شعبدہ۔ اعمال جوہریہ وصیارف۔ واہل صنائع ولصوص (دزدان) نسوان ومردان وغیرہ کا کشف اسرار کر کے ان کے مکر وحیل کو خوب ظاہر کیا ہے۔ اس جگہ تو صرف دانہ از خروار کے طور پر انہیں چند اشخاص کا ذکر ہوا جو باوجود ایسے دعاوی کے اپنی عمر پوری کر کے اکثر اپنی موت سے مرے ہیں اور جو اس دعوی میں مارے گئے ان کا سوائے مسیلمہ کذاب وغیرہ کے ذکر نہیں کیا۔

بھلا یہ تو مفتری تقوّل علی اللّٰہ کرنے والے مدعیان نبوت ورسالت وغیرہ ہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔اب ان سب سے بڑھنے والے فرعون کو دیکھو جس کے الوہیت ور بوبیت کا دعوی کرنے اور انا ربّکم الاعلی (میں ہوں تمہارا رب اعلی)۔اور ما علمت لکم من الٰہٍ غیری (تمہارے لئے میں اپنے سوا کوئی الہٰ نہیں جانتا) لئن اتّخذت الٰھاً غیری لا جعلنّک من المسجونین (اگر تو میرے سوا کوئی اور الٰہ پکڑے گا تو میں تجھ کو ضرور قید کردونگا) کہنے کی شہادت قرآن مجید میں موجود ہے۔اسنے بھی کس قدر مہلت آسودگی وسلطنت میں بحکم الٰہی عمر بسر کی اور آخر کار اپنی میعاد پوری کرکے بغیر دست درازی کسی بشر کے مع لشکر غرق ہوا۔

یہ تو مصر کا فرعون تھا، مدعیان اسلام میں سے بھی کئی ایسے کذاب گذرے ہیں جو دنیوی آسودگی سلطنت وغیرہ کے سبب اسی مہلک مرض تعلّیٰ وتکبر میں پڑ کر بدبختی سے ایسے دعاوی کرتے رہے ہیں جن کا حال کتب تواریخ میں درج ہے۔مثلاً معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد، فاطمین جن کو عبید یون بھی کہتے ہیں، جو اپنے آپ کو فاطمہ زہراؑ سے منسوب کرتے تھےلیکن اکثر مورخوں نے اس پر انکار کرکے لکھا ہے کہ وہ اولاد حسین بن محمد بن احمد القداح ہیں اور قداح مجوسی تھا۔ان میں ۱۴ خلفاء گذرے ہیں جن میں اول عبید اللہ مہدی اور آخر عاضد تھا۔ان میں ایک حاکم بامر اللہ نے بھی مثل فرعون دعوی الوہیت وربوبیت کیا۔بجائے بسم اللہ کے بسم الحاکم الرّحمن الرّحیم لکھتا۔بہت جہال اسکے پاس جمع ہوئے اور اس کو بنام خدا، یا واحد یا احد یا محیی یا ممیت کہتے اور بعض نے باطنیہ میں سے اس کے واسطے کتاب لکھی جس میں لکھا کہ روح آدم ابوالبشر نے اول بجسد علیؓ، اس کے بعد اس میں انتقال کیا۔یہ کتاب جامع قاہرہ میں پڑھی جاتی اور جبال شام میں بھی منتشر ہوئی۔بہت خلقت گمراہ ہوئی۔لکھا ہے اب تک کئی دیہات کا اعتقاد ہے کہ وہ عود کرکے زمین کا بندوبست کرے گا۔رعیت کو حکم تھا کہ جب خطیب منبر پر اس کا ذکر کرے تو لوگ تعظیماً کھڑے ہوجاویں اور اس کا تمام مملکت میں عمل ہوتا حتی کہ حرمین شریفین میں بھی اور اہل مصر تو جب کھڑے ہوتے سجدہ میں گرجاتے حتی کہ بازاروں والے بھی رعایا وغیرہ سے سجدہ میں ہوجاتے۔ ان ظالموں کی سلطنت مصر میں ۲۶۴ھ سے ۶۴۸ھ تک رہی۔

زمانہ مہدی بن منصور میں مقنع خراسانی مدعی الوہیت ہوا بطور حلول۔آخر حکومت کی تنگ گیری سے ۱۶۶ھ میں اپنے مریدوں کو شراب میں زہر ملا کر خود خم تیزاب میں بیٹھ کر فنا ہوا۔

بعض ناواقف سادہ لوح مرزا صاحب کے مجرد دعوی بے دلیل کو ہی ان کی سچائی کی دلیل خیال کرتے ہیں۔کاش وہ کتابیں دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ پہلے بھی صاحب غرض وحاجت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندلوگ کیسے کیسے دعاوی کر چکے ہیں اور شعبدہ یا کسی طرح سے کچھ کر بھی دکھلاتے رہے جن کا نمونہ کے طور پر کچھ یہاں ذکر ہوا ہے۔ ایام مکتفی باللہ میں یحیٰ قرمطی ہوا اس کے بعد برادرش حسین نے اپنے منہ پر خال ظاہر کر کے زعم کیا کہ یہ آیت ہے اور مہدی امیرالمومنین کہلایا۔ بعدہ اس کے ابن عم عیسیٰ بن مہرویہ نے زعم کیا کہ قرآن مجید میں مدثر سے وہی مراد ہے اور اپنے غلام مطوق کو ملقب بنور کیا۔ ۲۷۸ھ میں عثمان امام قرامطہ نے دعوی کیا کہ وہ داعیہ مسیح ہے۔ عیسیٰ، الکلمہ، المہدی، احمد بن محمد بن الحنفیہ اور جبریل ہے۔ اور جس طرح مرزا صاحب کی تعریف میں طرح طرح کے الفاظ مرشد، آقا، احمد، مسیح، مہدی، آدم، نوح، ابراہیم، یوسف، موسیٰ، عیسیٰ، فاروق، اخبار الحکم ۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں لکھے ہیں اسی طرح اس کو بھی کہتے کہ تو الداعیہ، الحجۃ، الناقۃ، الدابۃ، یحیٰ بن ذکریا اور روح القدس ہے۔ غرض گونا گوں دعاوی پہلے بھی ہو چکے ہیں اذا لم تستحی احد فلیفعل ما شاء و لیقل ما اراد (جب کوئی حیا نہ کرے تو جو چاہے اور جو ارادہ کرے، کرے) والا معاملہ ہے۔ ان دعویداران میں سے بعض محاربات میں قتل ہوئے اور بہت سے اہل حق بھی ان کے ہاتھوں شہید ہوئے اور بعض اپنی سلطنت و کمال عزت میں اپنی موت سے مرے اور اب ان کا اور ان کے دعاوی کا سوائے تاریخوں میں اور کہیں نام و نشان نہیں کیونکہ دعاوی الوہیت و نبوت و رسالت و وحی سرے سے ہی لغو بیہودہ اور صریح خلاف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ ہونیکے سبب خاک دھول کی طرح اڑ گئے۔ اور دعاوی عیسویت و مہدویت جو بے موقعہ و قبل از وقت تھے اور اب تک ہیں وہ بھی اس لئے ہباء منثوراً ہو گئے اور ہو جائیں گے اس لئے کہ جو علامات ان کے اور اس عہد کے شریعت اسلامی میں مشرح و مفصل بیان ہو چکے ہیں وہ علامات موجود نہ تھیں اور نہ اب تک ہیں۔ لہذا اگرچہ چند جہال ہم جنس دعویداران کو چند روز کیلئے ان کے ہمراہ ہوئے لیکن آخرکار بے اخلاصی و اغراض دنیوی کے سبب وہ سب نیست و نابود ہو گئے۔ اور جو موجودہ ہیں اسی طرح ہو جائیں گے۔ عجوبہ پرست تو عام ہیں لیکن مسلمان اپنے مذہب اور دین کے ایسے عاشق و دلدادہ ہیں کہ اس کے متعلق اپنے خالق و مالک و یا اپنے ہادی ﷺ کے فرمان کا ذرہ پتہ نشان سنیں تو گرویدہ و راجع ہوتے ہیں لیکن جب اس کو موافق و مطابق قانون شریعت مسلمہ شریعت غرا نہیں پاتے تو بہ تعمیل و موافق ارشاد و الّذین لا یشھدو ن الزّور و اذا مرّوا با للّغو مرّوا کرا ماً۔ ا ذا ذکروا بآیا ت ر بّھم لم یخرّو علیھا صمّا و عمیا ناً (اور وہ جھوٹ کے شاہد نہیں ہوتے اور لغو و بیہودہ سے بزرگانہ گذر جاتے ہیں اور وہ جب اپنے رب کی آیات سے نصیحت دیئے جاتے ہیں تو ان پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندھے اور بہرے ہوکرنہیں گرتے) کے متانت سے واپس آجاتے ہیں۔

دجالین وکذابین مدعیان نبوت وغیرہ کا ذکر حجج الکرامة فی آثار القیامه کی ایک علیحدہ فصل میں آیا ہے اوراس میں اول ان احادیث کا بیان کیا ہے جن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کی طرف سے اماماں گمراہ کرنے والوں سے خوف کرتا ہوں ۔فرمایا تحقیق میری امت میں تیس نفر کذاب ہوں گے اور ہرایک ان میں سے دعوی کریگا کہ وہ نبی اللہ و رسول اللہ ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور میری امت میں سے ایک طائفہ ہمیشہ حق پر رہیگا اور مخالفت کنندہ ان کا کچھ ضرر نہ کریگا یہاں تک کہ امرالٰہی آجاوے۔

کئی احادیث ہیں جن میں تیس دجالوں کذابوں مدعیان نبوت ورسالت کا ذکر ہے جن کا آخر دجال اعرج ہوگا۔بعض میں زیادہ بھی آیا ہے ۔ اور اٹھ جانا علم کا، کثرت مال اورلوگوں کا عمارات میں زیادتی کرنا علامات فرمائیں۔

حدیث ابن عمرؓ میں ہے کہ تیس کذابان یازیادہ۔ جب پوچھا گیا کہ ان کا کیا نشان ہے تو فرمایا کہ وہ ایسا طریقہ وسنت لائیں گے کہ تم اس پر نہیں ہو اور تمہارے طریقہ کو متغیر کریں گے پس جب تم ان کو دیکھو ان سے پرہیز کرو۔

غرض بڑا بین نشان و ما بہ الامتیاز ان کذابین دجالین مدعیان نبوت وغیرہ کا یہی ہے کہ ان کی دعوت وانکا طریق بخلاف ما جاء به النّبیّ ﷺ ہوگا جیسا کہ مسائل وغیرہ امور خلاف شریعت آج کل مرزا صاحب کے دعوی امامت ونبوت میں (گواس کو ناقصہ بھی کہیں) پائی جاتی ہیں۔ مثل تصویر کشی ، بناء عمارات ، مینارہ یادگار، فراہمی مال وزیور و جائداد گوناگوں، واستعمال زیور طلا میان مردان امت مثل ہنسلی طلائی (ودھاوا) جو ایک خاص مرید لاہور سے بنوا کر بنام ودھاوا مرزا صاحب اپنے فرزند کو پہنانے کے واسطے لے گیا ہے وغیرہ۔ سبحان اللہ مسلمانوں کے واسطے کیسا پکا ومحکم غیر مبدل قانون بنا دیا کہ جو کوئی خلاف کتاب اللہ وسنت وتعلیم رسول اللہ ﷺ دعوت دے یا دعوی نبوت ورسالت کا کرے وہ ان ہی دجالین وکذابین میں سے ہے۔ پس بموجودگی ایسے مفصل ومشرح قانون کوئی مسلمان مرزا صاحب کا ایسا دعوی وتعلیم خلاف ماء جاء به النّبیّ ﷺ کیونکر قبول کرسکتا ہے؟ کاش مریدین مرزا جو ناواقفیت احکام وتعلیم اسلامیہ کے باعث اسیر دام ہوا وہوس مرزا صاحب ہو گئے ہیں، نیز وہ جو بزعم خود عالم ہونے کے مدعی ہیں،علمی گھمنڈ چھوڑ کر ذرہ غور سے علامات دجالین وکذابین فرمودہ رسول امین ﷺ کو مرزا کے حالات ومقالات سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلہ وموازنہ کریں اور سوچیں اور غیاث المستغیثین وہادی المضلین کی درگاہ سے بعجز والحاح ہدایت کی التجا کریں تاکہ وہ غفور الرحیم ان کو توفیق رجوع الی الحق وصراط مستقیم عطا فرماوے۔ آمین۔

جب عاجز مذکورہ بالا چند نظائر لکھ چکا تو الہاماً معلوم ہوا کہ دجالین کذابین کی شناخت کے لئے ارشاد خداوندی لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النّبیّ (اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کرو) ہی کافی معیار ہے یعنی جو کوئی سید المرسلین وخاتم النبیین ﷺ سے اونچا بول بولے، اعنی، حقائق معارف کی زیادہ دانی یا اختراع وجواز مسائل جدیدہ، یا علم غیب کو سوار کے گھوڑے کی طرح قبضہ میں رکھنے وغیرہ کا مدعی ہو وہی کاذب دجال ہے۔ اور اس کے پیروی کنندہ بھی اس کے وبال کے حصہ دار ہیں چنانچہ اس کے ساتھ الہام ہوا۔

یوم ندعوا کلّ اناسٍ باما مھم (جب ہم سب لوگوں کو ان کے اماموں سمیت بلائیں گے)

پھر ان کے انجام کی خبر ہے: لو تری اذ المجرمون ناکسوا رؤسھم عند ربّھم ربّنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحاً انّا موقنون (کاش تو مجرموں کو دیکھے کہ اعمال کے حساب کے وقت، اللہ کے روبرو سر جھکائے کھڑے ہیں، عرض کرتے ہیں، اے رب ہمارے، ہماری آنکھیں وکان کھلے، ہم کو پھر دنیا میں بھیج کہ ہم نیک عمل کریں۔ اب ہم کو، عاقبت کا، پورا یقین ہے)

پھر الہام ہوا: المال والبنون زینة الحیوة الدّنیا والباقیات الصّالحات خیر عند ربّک ثواباً وّ خیر املاً (یہ مال اور فرزندان اس حیاتی دنیا کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں تیرے رب کے نزدیک ثواب میں اور بہتر ہیں آرزو رکھنے میں) جو مرزا صاحب کے فخر مال واولاد کا جواب ہے کیونکہ وہ حقیت کے بارہ میں آمدنی روپیہ وپیدائش فرزندان کو بھی سنداً پیش فرماتے رہتے ہیں۔

جس طرح مرزا صاحب حوصلہ وفخر سے اکثر کہتے ولکھتے ہیں کہ اگر ہمارا دعوی الہام ومسیحیت وغیرہ جھوٹا اور اللہ تعالی کے نزدیک ناپسندیدہ وافتراء ہے تو پھر ہم کو اس قدر مہلت آرام آسودگی وآسائش کیوں میسر ہے؟ سو مرزا صاحب کی یہ بات بھی کوئی نئی ونرالی نہیں کیونکہ پہلے بھی ایسے دلیر وظالم لوگ گذرے ہیں جنہوں نے اپنی آسودگی ظلم وزیادتیوں کو اپنی حقیت وصداقت کی دلیل ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ قرامطہ جو خون اہل اسلام مباح جانتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ بعد نبی ﷺ کے امام برحق محمد بن حنفیہ ہے، غیر اپنے کو کافر جانتے ہیں۔ اور ان کا غلبہ ایام مقتدر عباسی میں ہوا۔ ان میں سے ابوطاہر قرمطی باطنی کے ظلم وفساد کے حالات میں لکھا ہے کہ اس نے ہجر میں گھر بنا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کراس کا نام دارالہجرۃ رکھا۔ وہ چاہتا تھا کہ حج کو وہاں منتقل کرے۔ ۳۱۷ھ کے اخیر سال جب حاجی روز ترویہ مکہ شریف آئے تو ابو طاہر معہ لشکر مسلح ان پر آن پڑا درانحالیکہ وہ طواف اور نماز میں تھے اور سوائے پارچہ احرام ان کے بدن پر کوئی کپڑا نہ تھا۔ ان کو تہ تیغ بیدریغ کرنا شروع کیا۔ ابو طاہر بحالت نشہ تیغ برہنہ ہاتھ میں گھوڑے پر سوا تھا اور حاجی طواف کر رہے تھے اور ان کے سر پر تلوار چل رہی تھی حتی کہ مکان شریف مسجد الحرام میں ۱۷۰۰ طائفین ومحرم شہید ہوئے..... دیکھئے اس رؤف رحیم کا درگذر وحلم کہ اپنے بیت الحرام کے ساتھ یہ زیادتیاں وبے ادبیاں دیکھ کر بھی کچھ نہیں کہا۔ وہ ذات پاک دوسروں کی طرح کم حوصلہ نہیں۔ ہمہ قدرت جانتا ہے کہ کوئی اپنی بدقسمتی سے نافرمانی وسرکشی کر کے کہاں جائے گا۔ آخر ہماری درگاہ عظمت وجلال میں اسے آنا ہے لہذا وہ درگذر کرتا ہے اور نادان غافل انسان اس کے حلم ودرگذر سے غرا ہوتا ہے۔ یہ ابو طاہر آخر چیچک سے پارہ پارہ ہو کر مرا۔ اب مرزا بتلاویں کہ جب وہ ارحم الراحمین اپنی ذات پاک واپنے بیت مکرم کی ایسی بے حرمتی کا فوراً انتقام نہیں لیتا اور اجل مقررہ تک مہلت دیتا ہے تو مطلق تقوّل علی اللّٰہ کی اس کے مقابلہ میں کیا حقیقت ہے؟ عاجز کے نزدیک تو اہل غیرت کیلئے اس دارالعمل میں یہی سزا کافی ہے کہ تقوّل علی اللّٰہ کرنے والے کو خذلان نصیب ہو، یعنی جو کچھ وہ دعوی سے کہے اس کا ظہور اس کے برعکس ہو۔ اور پھر اس خالق کا اختیار ہے جس طرح چاہے کرے۔

لو تقول علینا میں مرزا کی غلط فہمی

مرزا نے لو تقوّل علینا .. الخ ۔ کو اپنے مدعا کی دلیل ٹھہرانے میں یہ نہ بتلایا کہ اس تقوّل علی اللّٰہ کے لئے کوئی میعاد بھی قرآن مجید وحدیث شریف میں مقرر ہے کہ اس عرصہ تک تقول علی اللہ کی اجازت ہے اس کے بعد قطع منه الوتین کی سزا دی جائیگی؟

ہاں مرزا کے ایک مرید نے اخبار الحکم ۳۰ ستمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۶ پر اسی مضمون پر زور دے کر لکھا ہے کہ

> آنجناب ﷺ کا تیرہ برس تک اس تحدی دعوی کے بعد معصوم ومحفوظ رہنا سنت اللہ ٹھہر گیا کہ دعوی نبوت وماموریت من جانب الہیت کے بعد اگر کوئی شخص اس حد تک معصوم ومحفوظ رہے اور آسمانی عذاب اور خدا کی گرفت اس پر نہ پڑے تو یقین جانو کہ وہ صادق ہے اگر ہم اور زیادہ وسعت دیں، اگرچہ حقیقۃ چنداں ضرورت نہیں، تو حضور ﷺ کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامل ۲۳ برس کی زندگی کو اسوہ اور معیار قرار دے سکتے ہیں۔ اگر کوئی بخل وحسد سے اس اصول کو نہ مانے تو وہ اپنی نادانی سے قرآن کریم کو ایک خطرناک فروگذاشت اور نقص کا داغ لگائے گا۔ انتہی ملخصاً

گویا کہ یہ مفتی بن کر اپنے اجتہاد سے ۱۳ برس یا ۲۳ برس کے اندر اندر تک تقوّل علی اللّٰہ کو قابل اعتراض نہیں سمجھتے۔ جب یہ میعاد گذر جائے اور تقوّل علی اللّٰہ کرنیوالا عذاب وگرفت الٰہی سے معصوم ومحفوظ رہے تو اس کے صادق ماننے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ سبحان اللہ! لہٰذا اپنے اس تراشیدہ قاعدہ کے موافق اب یہ مضمون نویس و دیگر مریدین مرزا صاحب وخود مرزا غور کریں اور بتلا دیں کہ اس خانہ ساز قاعدہ کی رو سے اکبر بادشاہ، سجاح وغیرہ دوسرے مدعیان جو بایں دعوی ۲۳ برس سے کہیں زیادہ معصوم ومحفوظ رہے، جن کا یہاں کچھ بیان ہوا ہے، تو کیا خود بدولت ومریدین ان سب کو صادق و برحق یقین کرتے و مانتے ہیں؟ اور پھر یہ بھی سوچیں کہ ایسے دلائل خلاف مشاہدہ وتجارب کا محل قرآن مجید کو ٹھہرانا، یہ اس کی حقارت کرنے و داغ لگانے میں داخل نہیں؟ مرزا صاحب ومریدین بزعم و بزبان خود مفتی و عالم بن کر اپنی ہر ایک حالت کا مقابلہ تو عالی شان ومبارک حالات رسول اللہ ﷺ سے کر لیتے ہیں لیکن ان عقل مندوں کو یہ نہیں سوجھتا کہ وہاں ۲۳ برس میں وہ رحمت و فیضان الٰہی لا الٰہ الّا اللّٰہ حسب تعلیم رسالت پناہی ﷺ کہاں تک پہنچا تھا کہ قریباً تمام مخالفین حلقہ بگوش ہو کر شرک سے بیزار اور توحید الٰہی کے جان نثار ہو گئے تھے اور اب تک اسی تعلیم حقہ کی بدولت و دیکھا دیکھی مشرکین توحید کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں اور یہاں اسی عرصہ کے قریب میں سال ہا سال کی محنت و جان کنی نے کیا بنایا اور کیا اثر دکھایا؟ گویا ہنوز روز اول کی طرح ہے۔ ہاں اس پیرایہ وسلسلہ کی بدولت بے شک آسودگی دنیوی ہو کر افلاس ظاہری کم ہو گیا ہے۔ سو یہ مال و دولت دنیا کچھ دلیل صدق وحقیت ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ غیر مذاہب والے یہود ونصاریٰ مشرکین مجوس فاسق فاجر وغیرہ بہت دولت مند دنیا میں موجود ہیں۔ بظاہر مرزا صاحب کو تعلّی وخودنمائی کی ادھیڑ بن میں اور اپنا سلسلہ معاش قائم رکھنے کی خاطر ایسے اصولوں کی وضع کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ قرآن تو صاف فرما رہا ہے کہ ایسے مفتریان علی اللہ کے معلم پیرومرشد یعنی شیطان رجیم کو قیامت تک اس تعلیم وتعلم کی مہلت ملی ہوئی ہے۔ اگر قطع منہ الو تین سے کسی عرصہ معینہ تک ہی تقوّل علی اللّٰہ کی اجازت ہوتی تو ان کے مرشد کی ہستی اب تک ختم ہو گئی ہوتی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قا ل انا خیر مّنه خلقتنی من نّا ر و خلقته من طین ۔ قا ل فا خر ج منها فا نّک ر جیم ۔ و انّ علیک لعنتی الی یو م الدّ ین ۔ قا ل ربّ فانظر نی الی یو م یبعثو ن۔ قا ل فا نّک من المنظر ین الی یو م الوقت المعلو م ۔ قال فبعز تّک لا غوینّهم اجمعین الّا عبا د ک منهم المخلصین (بولا میں اس سے بہتر ہوں، مجھ کو تو نے آگ سے بنایا اور اس کو تو نے مٹی سے بنایا۔ فرمایا کہ تو یہاں سے نکل جا، تو راندہ ہو گیا، اور تجھ پر ہماری پھٹکار روز جزا تک ۔ بولا اے رب مجھ کو اس دن تک کی مہلت دے جب کہ اٹھا کر کھڑے کئے جائیں گے ۔فرمایا تم کو اس دن تک کی مہلت ہے جس کا وقت معلوم ہے ۔ بولا ،تو تیری عزت کی قسم ہے کہ میں جو تیرے خالص بندے ہیں ان کو چھوڑ کر سب کو گمراہ کر کے رہوں گا)

پس اگر قطع منه الوتین کو جسمانی مانا جاوے تو اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں ۔ یا کہ بمجر د تقوّ ل علی اللّه اسی وقت اس کی رگ کاٹی یا کٹوائی جائے یا جیسا کہ ان کے استاد پیر کو قیامت تک مہلت ملی ہے اس کے متبعان و چیلوں کو بھی وہی آزادی ملے کیونکہ تقوّ ل علی اللّه کی تعلیم و ترغیب دینے والا تو تا قیامت مہلت پاوے اور اسکے پیرو و مرید فوراً قطع منه الو تین کی پاداش میں ماخوذ ہوں، کیا یہ تعجب خیز نہیں؟ پھر اللہ سبحانہ و تعالی کے صفات کاملہ کلام مجید پر یہ عیب لگانا کہ وہ گویا ۲۳ برس تک تقوّ ل علی اللّه و دیگر بدمعاشیوں کی اجازت دیتا ہے، کتنا بڑا ظلم و غضب ہے؟ باوجودیکہ ذات پاک نے بار بار منکرات سے ممانعت فرمائی ہے اور ایک ذرہ کے برابر شرارت و برائی کو ہرگز جائز نہیں رکھا۔

علی ہذ القیاس جھوٹی قسموں کا بھی کمی بیشی حیاتی میں کچھ دخل نہیں جیسا کہ حلف پیشہ لوگوں کے حالات سے سب کو بخوبی معلوم ہے ۔ ایسے گستاخ دلیرا خذ الٰہی سے بچ تو نہیں سکتے ۔ لیکن چونکہ وہاں حلم عفو درگذر و رحمت کا دریا جوش زن ہے لہذا میعاد و اجل مقررہ پر ہر چیز ہوتی ہے

تو مشو مغرور بر حلم خدا   دیر گیر و سخت گیر د مر ترا

پر خیال رکھنا چاہیے ۔ اس بیان سے روشن ہے کہ مرنے جینے کو مدار فضیلت صدق و راستی بنانا محض فضول و نامقبول ہے ۔ ایک شاعر نے اس مضمون تقدیر موت کو کیا عمدہ نظم کیا ہے:

دو روز حذر کردنت از مرگ روا نیست
روزے کہ قضا باشد روزے کہ قضا نیست

www.KitaboSunnat.com

روزے که قضا باشد کوشش نکند سود
روزے که قضا نیست در و مرگ روا نیست

ہاں اگر مرزا صاحب کسی اپنی حالت پر قیاس کر کے موت کو ہیبت ناک و پر خطر بلا سمجھ کر دوسروں کو ڈرائیں تو یہ اور بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرمائے۔

اب جب کہ مرزا کی اٹکل بازی ڈھکو سلے اور گیدڑ بھبکیوں کی قلعی کھل گئی اور سب کو ان کی صحت وسقم کا کافی ووافی حال معلوم وتجربہ ہو گیا ہے تو قرآن ماننے والوں کو چاہیے کہ آیات قرآن

و ان تطع اکثر من فی الا رض یضلّو ك عن سبیل اللّه ان یّتبعو ن الّا الظّن و ان هم ا لّا یخر صو ن (اور اگر تو اکثر ان لوگوں کی جو زمین میں ہیں تابعداری کریگا تو تجھے اللہ کے رستہ سے گمراہ کر دیں گے۔ یہ تو ظن کی تابعداری کرتے ہیں اور انکے پاس اٹکل بازی کے سوا اور کچھ نہیں)

قتل الخرّا صو ن الّذین هم فی غمرةٍ سا هو ن (مارے جاویں اٹکل کرنے والے جو اپنی غفلت میں بھولے ہوئے ہیں)

پر غور کر کے ایسی اٹکلی خبروں کو لغو وخرافات سمجھیں اور آیات مندرجہ کے مضمون پر عمل کریں۔

الہامات سننے سے جس قدر خوشی مرزا صاحب کو ہوئی اس کا اندازہ تو ان کے رسالہ سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ کسی دوسرے عاجز بندہ خدا غریب مسلمان کے مشرف بالہام ہونے سے آپ کو کس درجہ راحت وخوشی پہنچتی ہے۔ اگر کچھ خوف خدا دل میں ہوتا تو اس اظہار خوشی کی نوبت کیوں آتی۔ الحمد للہ کہ یہاں پہنچ کر کہ یہاں پہنچ کر بفحوائے الحقّ یعلو و لا یعلی (حق غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا) اس بات کا تو اقرار کر دیا کہ: خدا تعالیٰ نے ان کو الہامات کا شرف بخشا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بے اختیار یہ مرزا صاحب کی قلم سے نکل گیا ورنہ جس پرواز پر تحریر رسالہ مبنی ہے اس کی رو سے تو عاجز کے الہامات کو باعث رنج ومصیبت اور ان کو شیطان کی طرف نسبت کرنے پر مرزا صاحب کا سارا زور وتوجہ عیاں ہو رہی ہے مگر تدبیر کند بندہ وتقدیر کند خندہ والا معاملہ ہوا لیکن اب یہ تعریف واظہار خوشی ان کو ایک خطرناک مصیبت ہو گئی۔ دیکھئے اس کے دفعیہ کے لئے کیا کیا تدابیر حیل وچالیں عمل میں لاتے ہیں اور اس اقراری توصیف ومدح سے پھرنے کے واسطے مرزا کی زعمی سلطان القلمی کیا کیا عجائبات دکھلاتی ہے؟ جسکا آغاز بذریعہ اشتہارات شروع ہو گیا ہے۔

عاجز ورفیقان عاجز کو اللہ تعالیٰ کے مرزا سے ناموافق رکھ کر آخر بکلی پھیر لینے میں بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قادر عزیز حکیم کی حکمت وقدرت کاملہ کا عجب جلوہ ہے جس میں کسی غیر کی مداخلت نہیں کیونکہ مرزا کی طرف سے بھی عاجز وعاجز کے رفیقان کو گھیرنے اور اپنے ساتھ ملانے میں کسی تدبیر وحیلہ میں کچھ کمی نہیں ہوئی۔ اور ادھر سے بھی حسن ظن سے منتظر ظہور حق وصداقت رہنے میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی، آخر اس قادر قدیر کا ارادہ (جو کسی کے اخلاص وانابت کو ضائع نہیں کرتا) غالب آیا۔

قادیانی کا رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خبردار ہونیکا دعوی

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اس خواب سے معلوم ہوا کہ وہ مجھے مسیح موعود نہیں مانتے اور نیز یہ مسئلہ امامت حقہ سے بے خبر ہیں لہذا میری ہم دردی نے تقاضا کیا کہ تا میں ان کے لئے امامت حقہ کے بیان میں یہ رسالہ لکھوں اور بیعت کی حقیقت تحریر کروں۔ سو میں امام حق کے بارہ میں جس کو بیعت لینے کا حق ہے اس رسالہ میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں۔

جواب۔ عاجز خاکسار کی کیا حقیقت ہے، مرزا تو تمام مسلمانوں کو بمقابلہ خود بدولت بے خبر جانتے ہیں اور خود سید المرسلین ﷺ کے شان میں کس دلیری سے ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں:

ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے ہو بہو منکشف نہ ہوئی ہو، اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصلی کیفیت کھلی ہو، اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو، اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ہی ظاہر فرمائی گئی۔

ایسا ہی دوسری جگہ لکھا ہے:

کیا یہ ممکن نہیں کہ قرآن کریم کے بعض عجیب حقائق ومعارف اب ایسے کھل جائیں جو پہلوں پر کھل نہیں سکے کیونکہ اس وقت ان کے کھلنے کی ضرورت پیش نہیں ہوئی۔

جب آپ یہاں تک پہنچ گئے کہ جو خود بدولت کو خبر ہے وہ رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرام سلف وخلف وغیرہ کسی کو نہیں تو پھر کسی دوسرے عاجز مسلمان کی کیا حیثیت وحقیقت ہے؟ لیکن دراصل ایسا نہیں ہے، یہ مرزا صاحب کو ناواقفی کے سبب دھوکہ لگا ہے۔ عاجز کو علم کا دعوی نہیں ہے لیکن مرزا صاحب کے حالات سے تو ۱۸۔۱۹ برس کی ملاقات کے سبب عاجز کو بے خبری نہیں اور یہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقفیت حالات ومقالات ومنامات سخت مانع ہیں کہ مرزا صاحب کے بے شمار دعاوی میں سے کسی کو بھی معتبر یا ان کا کوئی عہدہ بھی مانا جاوے۔

حسب ارشاد: انّما الاعمال بالنّیّات و انّما لکلِ امری ما نوی اگر مرزا نے ہمدردی صدق واخلاص سے یہ رسالہ لکھا ہوتا تو اس کی تاثیر خود بخود شہادت دیتی اور بحکم انّ اللّٰہ لا یضیع اجر المحسنین (تحقیق اللہ نیکوں کا بدلہ ضائع نہیں کرتا) مرزا صاحب بھی اس کے ایسے ہی اجر کے مستحق ہوتے لیکن اس میں تو سوائے اظہار فضیلت خود بدولت ومریدین و توہین وتحقیر دیگر عاجز بندگان ومسائل وقواعد خانہ ساز خلاف شریعت اور کچھ درج نہیں لہذا یہ بظاہر تقاضاء نفس تعلّی وشیخی پسند ثابت ہوتا ہے، نہ تقاضاء ہمدردی۔ اوراسی واسطے اس کا اثر بھی ویسا ہی ہونا چاہیے تھا جیسا ہوا۔ اوراسی سے مرزا صاحب کی ہمدردی وصحت نیت کا حال بھی ظاہر ہے۔

مرزا صاحب کی امامت کے بارہ میں حسب استعداد مشاہدات ومعلومات وفہم موہوبہ واہب العطیات عرض ہو چکا ہے۔

حقیقت بیعت اور ثمرات بیعت

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

رہی حقیقت بیعت کی، سو وہ یہ ہے کہ بیعت کا لفظ بیع سے مشتق ہے اور بیع اس باہمی رضامندی کے معاملہ کو کہتے ہیں جس میں ایک چیز دوسری چیز کے عوض میں دی جاتی ہے سو بیعت سے غرض یہ ہے کہ بیعت کرنیوالا اپنے نفس کو مع اسکے تمام لوازم کے ایک رہبر کے ہاتھ پر اس غرض سے بیچے کہ تا اس کے عوض میں وہ معارف حقہ اور برکات کاملہ حاصل کرے جو موجب معرفت اور نجات اور رضامندی باری تعالی ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ بیعت سے صرف توبہ منظور نہیں کیونکہ ایسی توبہ تو انسان بطور خود بھی کر سکتا ہے، بلکہ وہ معارف اور برکات اور نشان مقصود ہیں جو حقیقی توبہ کی طرف کھینچتے ہیں۔ بیعت سے اصل مدعا یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دے کر وہ علوم و معارف اور برکات اس کے عوض میں لیوے جن سے ایمان قوی ہو اور معرفت بڑھے اور خدا تعالی سے صاف تعلق پیدا ہو۔ اوراسی طرح دنیوی جہنم سے رہا ہو کر آخرت کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوزخ سے مخلصی نصیب ہو، اور دنیوی نابینائی سے شفا پاکر آخرت کی نابینائی سے بھی امن حاصل ہو۔

جواب۔ مرزا صاحب وان کے مریدین کا اختیار ہے کہ مسائل شرعیہ میں کمی بیشی ترمیم تنسیخ کر کے ان کو بیان فرماویں اور مانیں لیکن مرزا صاحب تامل وانصاف سے غور کریں کہ دیگر مسلمان بہ موجودگی قرآن مجید و حدیث شریف ان مسائل کو خلاف تصریحات کتاب اللہ عزوجل (جس کے واسطے فرمایا اتّبعوا ما انزل الیکم من رّبّکم و لا تتّبعوا من دونه اولیاء قلیل مّا تذکّرون (تابعداری کرواس کی جو تمہاری طرف تمہارے رب سے اتاری گئی ہے اور اس کے سوا دوستوں کی تابعداری نہ کرو تم نصیحت پکڑتے ہو) وخلاف سنت رسول اللہ ﷺ (جس کے واسطے فرمایا ما اتاکم الرّسول فخذوہ و ما نہاکم عنه فانتھوا (جو رسول تم کو دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو) کیونکر قبول کر سکتے ہیں۔

اب جائے غور ہے کہ بیعت کی شرائط میں جو مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ بیعت کرنے والا اپنے نفس کو معہ اس کے تمام لوازم کے ایک رہبر کے ہاتھ بیچے اور رہبر کی غلامی میں دے کر علوم ومعارف وبرکات اس کے عوض میں لے۔ یہ حکم قرآن مجید اور حدیث شریف میں کہاں ہے؟ نفس کو مع لوازم کے بیچنا یا غلامی میں دینا، سن کر انسان عاجز، جو فطرۃً سہولت وآزادی پسند ہے، اول ہی ہراساں وخائف ہو جاتا ہے حالانکہ ہر ایک مسلمان وغیرہ جانتے ہیں کہ دین اسلام میں ہرگز کسی قسم کی قید سختی وتنگ گیری نہیں بلکہ آرام درآرام سہولت درسہولت وآسائش درآسائش ہے جیسا کہ لا یکلّف اللّٰہ نفساً الّا وسعھا (اور اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا) فرماکر ارحم الراحمین نے خود قرآن مجید میں فرمایا:

یرید اللّٰہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر (اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور تنگی کا ارادہ نہیں کرتا)

و ما جعل علیکم فی الدّین من حرج (اور اللہ نے تم پر دین کے بارہ میں کوئی تنگی نہیں کی)

ما یرید اللّٰہ لیجعل علیکم من حرج (اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے)

کتاب انزل الیک فلا یکن فی صدرك حرج مّنه (یہ کتاب ہے جو تیری طرف اتاری گئی پس تیرے سینے میں اس سے تنگی نہ ہو)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ کتاب مبارک جس کی صفت میں فرمایا:

کتا ب ا حکمت آ یا ته ثمّ فصّلت من لّد ن حکیم خبیر (یہ کتاب ہے کہ محکم کی گئی ہیں اس کی آیتیں پھر مفصل کی گئی ہیں حکیم خبردار کی طرف سے)

کتاب انز لناه الیک لتخرج النّاس من الظّلما ت الی النّور با ذن ربّهم الی صرا ط العزیز الحمید اللّه الّذی له ما فی السّما وا ت و ما فی الارض (یہ کتاب ہے کہ ہم نے تیری طرف اسلئے نازل کیا ہے کہ تو لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالے اللہ کے حکم سے.... الخ.)

اس کے نزول اور رؤف الرحیم نبی الامی ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ فرمایا کہ پہلے بوجہ بیہودہ قیود و زنجیریں جن میں مخلوق نے اپنی نادانی و ناسمجھی سے اپنے آپ کو جکڑ کر قید کر لیا ہے وہ سب ان سے اتار کر ان کو آزاد و رہا کر دیا جائے، جیسے فرمایا:

و رحمتی وسعت کل شیء۔ فسا کتبها للّذین یتّقو ن و یؤتو ن الز کوۃ و الّذین هم بآ یا تنا یؤمنون ۔ الّذین یتّبعو ن الرّسو ل النّبیّ ا لا می الّذی یجدو نه مکتو باً عند هم فی التّو راۃ و الانجیل یا مر هم بالمعروف و ینها هم عن المنکر و یحلّ لهم ا لطّیّبا ت و یحرّم علیهم الخبائث و یضع عنهم اصرهم و الاغلال الّتی کا نت علیهم ۔ فا لّذ ین آ منوا به و عزّ روه و نصرو ه و اتّبعوا النّور الّذی انزل معه او لئک هم المفلحو ن (اور میری رحمت سب چیزوں کو شامل ہے۔ یہ رحمت میں ان کے نام کرونگا جو پرہیزگاری کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور میرے حکموں کو مانتے ہیں۔ یعنی ان لوگوں کے جو رسول نبی امی کی تابعداری کرتے ہیں جس کو وہ توراۃ انجیل میں اپنے پاس لکھا ہوا پاتے ہیں جو ان کو بھلائی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور پاک چیزیں ان کیلئے حلال کرتا ہے اور پلید چیزیں ان پر حرام کرتا ہے، اور ان سے ان کے بوجھ جو ان پر تھے اتارتا ہے۔ پس جو لوگ کہ اس کے ساتھ ایمان لائے اور اس کی عزت کی اور اس کی مدد کی اور اس نور کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا اتباع کی وہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں)

اور اسی واسطے اس ہادی جن و انس ﷺ نے بھی فرمایا:

لا تشددوا علی انفسکم فیشد د اللّه علیکم فا ن قو ماً تشددوا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علی انفسهم فشدد اللّٰه علیهم فتلک بقا یا هم فی الصّوا مع و الدّیا ر ۔ر هبا نیّة ابتد عو ها ما کتبنا ها علیهم (..عبادت خانوں اور دیروں میں جنہوں نے ترک دنیا خود نکال لی ہم نے اس کو ان پر نہ لکھا تھا)

اب دیکھئے قرآن مجید واسلام تو آسانی وسہولت کر کے بندگان کو بیہودہ بوجھ، قیدوں و زنجیروں سے مخلصی دے کر آزاد کرتا ہے اور مرزا صاحب اس آزاد ورہا شدہ عاجز مخلوق الٰہی کے نفوس کو معہ لوازم خرید فرما کر اور ان کو اپنی غلامی میں جکڑ کر انکے مالک بن کر بڑے خوش ہوں۔ کیا خوب: اتّبعوا ما انزل الیکم من رّبّکم و لا تتّبعوا من دونه اولیاء .. الخ و لا تتّبعوا السّبل فتفرّق بکم عن سبیله.. الخ (اور مت پیروی کرو اور راہوں کی متفرق کریں گے تم کو اس کی راہ سے)۔ اور ارشاد رسول لا تشددوا .. الخ کا اتباع ہوا۔ اگر مرزا صاحب فرماویں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے:

انّ اللّٰه اشتری من المؤمنین انفسهم و اموالهم با نّ لهم الجنّة یقاتلون فی سبیل اللّٰه فیقتلون و یقتلون وعداً علیه حقاً فی التّوراة والانجیل والقرآن و من اوفی بعهده من اللّٰه فاستبشروا ببیعکم الّذی بایعتم به و ذالک هو الفوز العظیم (اللہ نے خرید لی ہے مسلمانوں سے ان کی جان اور مال بعوض بہشت کے، لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں، مارتے ہیں اور مرتے ہیں، وعدہ ہو چکا اس کے ذمہ پر سچا توراۃ انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ کون عہد پورا کرنیوالا ہے پس خوشیاں کرو اس بیع پر جو تم نے کی ہے اس سے اور یہی ہے بڑی مراد ملنی)

جس سے یہ مطلب بھی واضح ہے کہ اللہ نے مومنین کی جانوں و مالوں کو اپنی فرمانبرداری و اپنے زیر حکم لے کر اس خفیف سی اطاعت وفرمانبرداری کے عوض میں جو وہ خواہش نفس کو چھوڑ کر کریں ان کو مقام رضا و جنت دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور یہ بھی اس کی سراسر رحمت ہے ورنہ یوں تو بموجب ارشاد للّٰه ملک السّماوات والارض وما فیهنّ و هو علی کلّ شیء قدیر (اللہ کے ہیں ملک آسمانوں اور زمینوں کے اور جو کچھ ان میں ہے اور وہ سب چیز پر قدرت رکھتا ہے) ہر طرح ہر چیز کا مالک ہے۔ اگر بغیر کسی عوضانہ کے بھی جان لے لے تو وہ مالک ہر طرح سے مختار ہے۔

پھر اس خالق و مالک نے سوائے اپنی ذات کے اور کسی کا تو کیا ذکر، خاص برگزیدہ و پسندیدہ گروہ کو بھی اپنی مخلوق کے نفوس کا معہ لوازم کے مالک بننا تو بجائے خود اپنی طرف نسبت عبدو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلامی کرنا بھی جائز نہیں فرمایا جیسا ارشاد ہے:

ما کا ن لبشرٍ ان یّؤتیه اللّٰه الکتا ب و الحکمة و النّبوّة ثمّ یقو ل للنّاس کو نوا عبا داً لّی من دو ن اللّٰه و لکن کو نوا ر بّا نیّین بما کنتم تعلّمو ن الکتا ب و بما کنتم تد رسو ن و لا یا مر کم ان تتّخذوا الملا ئکة و النّبیّین ار با باً ایا مر کم با لکفر بعد اذ انتم مسلمو ن (کسی بشر کو لائق نہیں کہ اللہ تعالی اس کو کتاب، حکم، اور نبوت دیوے پھر وہ لوگوں کو کہے کہ تم میرے بندے ہو جاؤ اللہ تعالی کو چھوڑ کر، لیکن یہ کہے کہ تم ربانی بن جاؤ جیسے کہ تم کتاب سکھلاتے اور پڑھتے تھے اور نہ تمہیں یہ کہے کہ فرشتوں اور نبیوں کو اپنا رب بناؤ، کیا تم کو کفر کو سکھاوے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے؟)

اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی نادار سے نادار اور غریب سے غریب صحابہ بلکہ کسی کو بھی کبھی نہیں فرمایا، نہ بیعت کے وقت اور نہ کسی اور وقت، کہ ہم نے تمہارے نفس کو معہ لوازم خرید لیا ہے اور اب ہم مالک ہو گئے ہیں حالانکہ علوم و فیوض و برکات الٰہی جو ذات مبارک رسالت پناہی ﷺ سے مخلوق کو حاصل ہوئے اور کسی سے کیا ہوتے ہیں اور کیا ہو سکتے ہیں۔

اب لیجئے مسئلہ بیعت جو ایک سیدھا سادھا اسلامی شرعی مسئلہ اور وضاحت سے قرآن شریف اور حدیث شریف میں بیان ہوا ہے۔ لفظ بیعت کی اشتقاق باع کے مصدر بیعۃ وغیرہ سے بحث کی کچھ ضرورت نہیں مرزا صاحب نے تو حسب مدعا لفظ بیعت کو بیع سے مشتق فرما کر نفس کو معہ لوازم بیچنا و غلامی میں دینا وغیرہ موافق مقصود خود بیان فرمایا۔ لیکن دیگر علماء نے اس کو خوب وضاحت سے بیان کیا ہے جیسا کہ مرحوم نواب صدیق حسن خان نے بھی بحوالہ ابن خلدون کے اپنی کتاب اکلیل الکرامۃ فی تبیان مقاصد الامامۃ میں اس کو مفصل بیان فرمایا ہے جس کو ضرورت ہو وہاں دیکھ لے۔ عاجز کو جو مولوی عالم نہیں یہاں علمی بحث سے سروکار نہیں صرف شرعی اصطلاحی معنی و مضمون و مقصد سے غرض ہے لہذا اسی کو عرض کیا ہے۔

بیعت ایک عہد کرنا ہے اور اس میں توبہ بھی داخل ہے جیسے گناہوں سے توبہ کرنے، آئندہ گناہ نہ کرنے، اور اوامر شرعیہ کی تعمیل کا وعدہ کرنا یا کفر شرک وغیرہ سے تائب ہو کر توحید الٰہی رسالت بعثت حشر و نشر کو مان کر بجا آوری احکام شرعیہ کا عہد کرنا وغیرہ۔ غرض منہیات شرعیہ سے توبہ و ان کو ترک کرنا اور بجا آوری اوامر کا عہد، یہ ہی بیعت کا شرعی معنی و مقصد ہے جیسا کہ قرآن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اول فرمایا:

انّ الّذین یبا یعو نک انّما یبا یعو ن اللّٰہ ید اللّٰہ فو ق اید یھم فمن نکث فا نّما ینکث علی نفسہ و من اوفی بما عھد علیہ اللّٰہ فسیؤتیہ ا جراً عظیماً (جولوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔ اللہ کا ہاتھ ہے انکے ہاتھوں پر۔ پھر جوکوئی عہد توڑے اس عہد شکنی کا وبال اسکے نفس پر ہے اور جو کوئی پورا کرے جس پر اقرار کیا اللہ سے پس وہ شتاب دے گا اس کو ثواب بڑا)۔

اس میں بیعت کرنے والوں کے ہاتھ پر اپنی ذات مبارک کا ہاتھ ہونا فرمایا کہ جو عہد پورا نہ کرے گا اس کا وبال اس کے نفس پر اور جو پورا کرے گا اس کو اجر عظیم عطا ہوگا۔ پھر فرمایا:

لقد ر ضی اللّٰہ عن المو منین اذ یبا یعو نک تحت الشّجرۃ فعلم ما فی قلو بھم فا نز ل السّکینۃ علیھم (اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب تجھ سے بیعت کی اس درخت کے نیچے، جانا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا، پھر اتاری ان پر تسلی)

اس میں تحت الشجر ۃ بیعت کرنیوالوں پر اپنی رضا و نزول سکینہ کا حال بیان فرمایا۔

عورتوں سے بیعت لینے کی نسبت فرمایا:

یاایّھا النّبیّ اذا جاء ك المؤمنا ت یبا یعنک علی ان لا یشر کن باللّٰہ شیئاً و لا یسر قن و لا یز نین و لا یقتلن او لا د ھنّ و لا یأتین ببھتا نٍ یّفترینہ بین اید یھنّ و ار جلھنّ و لا یعصیننک فی معرو فٍ فبا یعھنّ و استغفر لھنّ اللّٰہ ۔ ان اللّٰہ غفور ر حیم (اے نبی جب آویں تیرے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کو اس پر کہ شریک نہ ٹھہراویں اللہ کا کسی کو، چوری نہ کریں، بدکاری نہ کریں، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں، اور بہتان نہ باندھ لاویں اپنے ہاتھوں یا پاؤں میں، اور تیری نافرمانی نہ کریں کسی حکم شرع میں پس بیعت کر ان سے اور بخشش مانگ ان کے لئے اللہ سے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے)

اس آیت کریمہ میں شرک باللہ، چوری، زنا، قتل اولاد، بہتان، افتراء اور نافرمانی امر معروف میں نہ کرنے کا عہد لے کر ان بیعت کرنے والیوں کے لئے مغفرت طلب کرنے اور اپنی ذات مبارک کے غفور رحیم ہونے کا ارشاد فرمایا۔ اور اسی کے موافق رسول اللہ ﷺ کا قول مبارک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعمل درآمد رہا۔یعنی ذات مبارک ﷺ نے کئی قسم کی بیعتیں اور عہد صحابہ کرام سے لئے۔ چنانچہ بخاری ومسلم وغیرہ صحاح میں ابواب اقسام بیعت موجود ہیں جیسا باب البیعة علی اقام الصّلوٰۃ ایتاء الزّکوٰۃ (باب بیعت اوپر نماز ادا کرنے اور دینے زکوۃ کے)۔شرک نہ کرنا۔ چوری نہ کرنا۔زنا نہ کرنا۔ سچ بولنا۔کسی سے سوال نہ کرنا۔دینی معاملات میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرنا۔مسلمانوں کا خیر خواہ رہنا۔اطاعت وفرمان برداری کرنی۔ اقامت ارکان اسلام وترک کبائر وغیرہ۔میت پر نوحہ نہ کرنا۔عہد پورا کرنا یعنی وفا بالبیعۃ وغیرہ۔جیسا احادیث سے ثابت ہے۔ سوائے اس کے بیعت امام علی ان لا یفرّوا (اس پر کہ نہ بھاگیں گے)وغیرہ علیحدہ ہیں۔

شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا کہ احادیث مشہورہ میں منقول ہے کہ لوگ بیعت کرتے آنحضرت ﷺ سے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور کبھی اقامت ارکان اسلام پر (یعنی صوم صلوۃ حج وزکوۃ) اور کبھی ثبات وقرار معرکہ کفار میں جیسے بیعت رضوان اور کبھی سنت نبوی کے تمسک پر اور بدعت سے بچنے پر اور عبادت کی تحریص وشائق ہونے پر اور عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر۔اور ابن ماجہ میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے چند فقراء مہاجرین سے بیعت لی اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں ...۔اور اس میں کچھ شک وشبہ نہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی فعل بطریق عبادت واہتمام کے ثابت ہوتو وہ سنت دینی سے کم نہیں۔ نبی ﷺ خلیفۃ اللہ تھے اس کی زمین پر اور عالم تھے اس کے جو اللہ تعالی نے ان پر قرآن وحکمت کو نازل فرمایا اور معلم تھے کتاب وسنت کے اور پاک کرنے والے تھے امت کو۔سو جو فعل کہ آنحضرت ﷺ نے علی جہت خلافت کیا وہ خلفاء کیلئے سنت اور جو فعل بحیثیت معلم الکتاب والحکمۃ ومزکیاً للامۃ کیا وہ علماء الراسخین کے واسطے سنت ہوا۔اور بعض نے جو ظن کیا کہ بیعت قبول خلافت پر منحصر ہے اور صوفیوں کی بیعت شرعاً کچھ نہیں، یہ ظن فاسد ہے اس دلیل سے جو ہم نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ بیعت لیتے تھے کبھی اقامت ارکان اسلام پر، کبھی تمسک سنت پر، جس پر صحیح بخاری شاہد ہے کہ حضرت ﷺ نے جریرؓ سے بیعت کے وقت شرط کی خیر خواہی ہر مسلمان کی۔ اور قوم انصار سے بیعت لی کہ امر الٰہی میں کسی کی ملامت سے نہ ڈریں اور جہاں کہیں ہوں حق کی بات کہیں۔سو ان میں بعض لوگ امراء وملوک کھلا کھلا ردّ وانکار کرتے۔ اور عورات انصار سے نوحہ نہ کرنے پر بیعت لی وغیرہ۔اور یہ سب امور از قسم تزکیہ اور امر بالمعروف والنہی عن المنکر ہیں۔انتہی۔

اس سے ثابت ہے کہ بیعت فقط قبول خلافت وسلطنت پر ہی منحصر نہیں بلکہ بیعت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاسلام و بیعت التّمسک بحبل التّقوی وغیرہ بھی ہیں۔ پھر عبادہؓ بن صامت کہتے ہیں

با یعنا رسول اللّٰہ ﷺ علی ان لا نشرک باللّٰہ شیئاً و لا نزنی و لا نسرق ولا تقتل النّفس الّتی حرّم اللّٰہ الّا بالحقّ (ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہ بنائیں گے اور چوری نہ کریں گے اور اس جان کو کہ اللہ نے جس کا قتل حرام کیا ہے ناحق قتل نہ کریں گے)

اور امام نوویؒ بعد نقل روایت فرماتے ہیں کہ یہ معاملہ قبل از ہجرت ہوا تھا۔ پس اس خیال والے لوگ یعنی جو بیعت کو قبول خلافت پر منحصر و محدود سمجھتے ہیں خوب غور کریں کہ قبل از ہجرت، خلافت وسلطنت کا کیا ذکر؟

❁ انّ رسول اللّٰہ ﷺ قال و حولہ عصابۃ من اصحابہ تعالوا بایعونی علی ان لا تشرکوا باللّٰہ شیئاً و لا تسرقوا و لا تزنوا و لا تقتلوا اولادکم و لا تاتوا ببھتان تفترونہ بین ایدیکم و ارجلکم و لا تعصونی فی معروف و فی روایۃ للبخاری و النّسائی و قرأ آیۃً النّساء فمن اوفی منکم فاجرہ علی اللّٰہ و من اصاب من ذلک شیئاً فعوقب بہ فھو کفارۃ لہ و من اصاب من ذلک فسترہ اللّٰہ علیہ فامرہ الی اللّٰہ ان شاء عاقبہ و ان شاء عفا عنہ قال فبایعناہ علی ذلک (رسول اللہ ﷺ نے بحالیکہ آپ کے گرد صحابہ کی ایک جماعت تھی فرمایا کہ مجھ سے بیعت اس بات کرو کہ اللہ کیساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ۔ چوری اور زنا نہ کرو، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، اور بہتان اپنے ہاتھ سے پاؤں سے باندھ کر نہ لاؤ اور حکم شرع میں میری نافرمانی نہ کرو۔ ..... الخ)

بخاری میں ہے کہ بروز غزوہ خندق آنحضرت ﷺ نے سب مہاجرین وانصار کے واسطے دعاء مغفرت کی تو سب نے یہ عرض کیا نحن الّذین بایعوا محمداً علی الاسلام ما بقینا ابداً یعنی ہم نے بیعت کی محمد ﷺ سے اسلام پر جب تک ہم زندہ رہیں گے۔

حدیبیہ کے روز سینکڑوں صحابہؓ نے بیعت کی۔ ایک روایت میں ہے کہ لم یخلف احد مّن المسلمین حضرھا الّا جد بن قیس اخو بنی سلمہ (مسلمانوں میں سے کوئی پیچھے نہ رہا سوائے جد بن قیس کے) جسکی نسبت لکھا ہے کہ منافق تھا اس لئے حاضر بیعت نہ ہوا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض منکرین بیعت میں سے جو شبہ کرتے ہیں کہ، نومسلموں سے بیعت لی جاتی ہے دوسرے مسلمان جو اول ہی احکام شرعیہ سے واقف و پابند ہوں اس سے بیعت کی ضرورت نہیں، سوان احادیث مذکورہ بالا سے یہ شبہ بھی بخوبی رفع ہوگیا اس لئے کہ سال ہا سال کے متبعان حاشیہ نشینان موحد مسلمانان سے رسول اللہ ﷺ نے خود اصرار سے تکمیل اسلام کی بیعتیں لی ہیں۔

پھر عن جریر بن عبد اللّٰہ قال بایعت رسول اللّٰہ ﷺ علی اقام الصّلوۃ و ایتاء الزّکوۃ و النّصح لکلّ مسلم۔ (جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے، کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم رکھنے زکوۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیرخواہی کرنے پر بیعت کی)

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت زبیرؓ اپنے فرزند عبداللہؓ کو بیعت کے واسطے لائے اور وہ سات آٹھ برس کے تھے رسول اللہ ﷺ ان کو اپنی طرف متوجہ پا کر مسکرائے پھر ان سے بیعت لی۔

بخاری و مسلم میں حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے:

قالت بایعنا رسول اللّٰہ ﷺ فقرأ علینا ان لا یشرکن باللّٰہ شیئاً و نھانا عن النّیاحۃ فقبضت منّا امرأۃ یدھا .. الحدیث۔

بعض ناواقف یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ و تابعین کا بیعت کرنا مروی و معلوم نہیں ہے۔ سو اول تو عذر ہی بے جا و غلط ہے کیونکہ:

(اول) اہل سلوک و صوفیا کرام تو اپنے سلسلہ بیعت کو برابر سیدنا ابوبکر و علی مرتضی تک پہنچاتے ہیں

(دوم) اگر کسی کو ناواقفی کے سبب عمل درآمد صحابہ کرام وغیرہ کی روایت نہ ملی یا معلوم نہ ہوا تو کسی کے قصور علم یا فہم کے باعث سنت رسول اللہ ﷺ منسوخ نہیں ہوسکتی۔

(سوم) سیدنا ابوبکر صدیقؓ ان کے بعد عمر فاروقؓ پھر عثمان غنیؓ پھر علی مرتضیؓ وغیرہ سب کے عہد میں بیعت جاری رہی چنانچہ بخاری میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے بمشورہ صحابہ کرام، حضرت عثمانؓ کو خلیفہ مقرر کرکے بیعت کے وقت کہا:

ابایعک علی سنّۃ اللّٰہ و سنّۃ رسولہ و الخلیفتین

اور امام احمدؒ بن حنبل کی روایت میں ہے:

ابایعک علی کتاب اللّٰہ و سنّت رسولہ و سیرۃ ابی بکر و عمر۔

پس جب کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ و سیرۃ ابوبکرؓ و عمرؓ کے مطابق بیعت ہوئی تو اس میں تقوی خلافت وغیرہ امور شرعیہ سب طرح کی بیعت آگئی اور پھر کوئی کیونکر کہہ سکتا ہے کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کا بیعت کرنا مروی و معلوم نہیں۔

(چہارم) اگر بفرض محال ان کے اس عذر و بے سند قول کو مان بھی لیں تو قابل غور یہ ہے کہ آیا سنت رسول اللہ ﷺ پر کسی خاص شخص کے کسی باعث عمل نہ کرنے سے وہ سنت سید المرسلین ﷺ ساقط ہو کر واجب العمل نہیں رہتی؟ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

❁ عاجز کے شیخ، سید عبداللہ غزنویؒ بیعت کو سنت رسول اللہ ﷺ و باعث برکات جان کر اس پر عامل تھے۔ بیعت میں اول گناہ سے توبہ کراتے۔ پھر شرک بدعت رسم خلاف شریعت نہ کرنے و اطاعت اللہ عزوجل و رسول اللہ ﷺ کرنے کا عہد و بیعت لیتے۔ اور یہ ہی سلف صالحین و خلف امت مرحومہ سے مروی ہے اور اسی پر تمام برکات انعام و اکرام بارگاہ الٰہی سے نائب و منیب بندگان پر ہوتی آئی ہیں۔

عاجز کو تو یہ حقیقت بیعت کی معلوم ہے اور مرزا صاحب نے جو حقیقت بیعت تراش کر تحریر فرمایا ہے کہ نفس کو معہ لوازم رہبر کے ہاتھ میں بیچ کر اپنے آپ کو اس کی غلامی میں دیوے اس کا تو کہیں ذکر نہیں آیا۔ ہاں مرزا صاحب کو سارے جہان و تمام مخلوق الٰہی کو بہ نیت مزید آمدنی اپنی چاکری و غلامی میں لینے کا شوق ہے اس لئے مرزا صاحب پھر پھر کر اسی پر زور ڈالتے ہیں اور اسی کی تاکید و دعوت کرتے ہیں۔

❁ یہ جو مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ، بیعت سے صرف توبہ منظور نہیں کیونکہ ایسی توبہ تو انسان خود بھی کرسکتا ہے، نہ معلوم یہ کس دلیل سے اور کہاں سے فرماتے ہیں؟ بیعت میں توبہ تو داخل ہوگی۔ توبہ کی حقیقت اکابر اسلام نے یہ لکھی ہے کہ گناہ کو جو موجب حجاب و دوری ہے گناہ اور برا و مضر جاننا، اس پر افسوس کرنا نادم ہونا۔ زمانہ حال و استقبال میں اس کے ترک کرنے اور اس سے دور رہنے کا قصد، اور تلافی مافات کرنا۔ سو یہی توبہ ہے بلکہ کبھی تو صرف ندامت ہی کو توبہ فرمایا جیسا الندم توبة و التائب کمن لا ذنب له (پشیمانی توبہ ہے اور تائب مثل اس کے ہے جس کا کوئی گناہ نہ ہو) اور جس قدر بیعتیں ذکر ہوئی ہیں ان سب میں یعنی شرک، چوری، زنا، قتل اولاد، بہتان، افتراء، سوال نہ کرنا، نوحہ نہ کرنا وغیرہ ان سب کے نہ کرنے کے عہد میں توبہ خود لا ینفک داخل ہے کیونکہ جو کچھ پہلے کیا ہے اس پر ندامت اور پشیمانی و توبہ کہ آئندہ نہ کرونگا اور اگر نہیں کیا تب بھی آئندہ نہ کرنے کا عہد توبہ میں داخل ہے۔ غرض توبہ تو ہر طرح لازمی جزو ہے۔ پھر آپ کس طرح فرماتے ہیں کہ صرف توبہ منظور نہیں۔ صرف توبہ نہ سہی، آئندہ نہ کرنے کے عہد کے ہمراہ سہی،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

غرض توبہ اس کے ساتھ ضرور شامل ہے۔ مرزا صاحب کا طرز تحریر بھی عجیب و قابل داد ہے کہ اول تو ردّ و انکار کر کے فرمایا کہ:

بیعت سے صرف توبہ منظور نہیں کیونکہ ایسی توبہ تو انسان خود بھی کر سکتا ہے (پھر فرما دیا) بلکہ وہ معارف اور برکات اور نشان مقصود ہیں جو حقیقی توبہ کی طرف کھینچتے ہیں۔

تو خیال فرمایئے کہ اس کا انجام و مآل بھی توبہ ہی ہوا۔ گو مرزا نے لفظ حقیقی لگا کر اسی توبہ کو جس سے پہلے انکار کیا تھا آخر اسی کو قبول فرمایا۔ پھر کسی مومن مسلمان کی یہ کب شان ہے کہ اول جھوٹ موٹھ توبہ کرے یا کرائے اور اس کے بعد حقیقی و سچی توبہ کی نوبت آئے؟ شاید مرزا صاحب کے یہاں ایسا ہوتا ہوگا کہ بناوٹی وظاہرداری کی توبہ ہی ہوتی ہو۔ جیسا مرزا نے خود بدولت کے اخلاق میں بناوٹی غصہ و رعب کا ضرورۃ الامام کے صفحہ ۷ میں ذکر فرمایا ہے۔ اور پھر بعد میں دنیا بامید قائم کبھی ایسا زمانہ بھی شاید آوے جس میں حقیقی توبہ ہو۔ اور عاجز دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرزا صاحب و مریدین کے واسطے ایسا وقت لاوے اور ان کو توفیق توبہ و انابت عنایت فرماوے آمین۔

پھر توبہ ایسی نعمت و بخشش ہے کہ تواب رحیم ہر ایک کو نصیب فرمائے آمین۔ قرآن مجید میں اسی کے واسطے تاکید ہے:

و توبوا الی اللّٰہ جمیعاً ایّھا المومنون لعلّکم تفلحون (اور توبہ کرو سب اللہ کی طرف اے مومنو تاکہ تم خلاصی پاؤ)

یا ایّھا الّذین آمنوا توبوا الی اللّٰہ توبۃً نّصوحاً عسیٰ ربّکم ان یّکفّر عنکم سیّئاتکم و یدخلکم جنّات تجری من تحتھا الانھار (اے لوگو ایمان والو اللہ کی طرف توبہ کرو خالص۔ امید ہے کہ تمہارا رب تم سے تمہاری برائیاں دور کرے اور ایسے باغوں میں تم کو داخل کرے کہ ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں)

و ان استغفروا ربّکم ثمّ توبوا الیہ یمتّعکم متاعاً حسناً .. الخ (اور یہ کہ اپنے رب سے بخشش مانگو پھر توبہ کرو اس کی طرف تم کو فائدہ دے گا اچھا فائدہ)۔

انّ اللّٰہ یحبّ التّوابین و یحبّ المتطھّرین (تحقیق اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکی حاصل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے)۔

حدیث شریف میں اس کے واسطے فرمان موجود ہے:

قال رسول اللّٰہ ﷺ یا ایّھا النّاس توبوا الی اللّٰہ فانّی اتوب الیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی الیوم مأۃ مرۃ ۔ مسلم۔ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو اللہ کی طرف توبہ کرو، تحقیق میں خود اس کی طرف ایک دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں)

انّ اللّٰہ یبسط یدہ باللّیل لیتوب مسیء النّھار و یبسط یدہ بالنّھار لیتوب مسیء اللّیل حتّی تطلع الشّمس من مغربھا ۔مسلم (تحقیق اللہ رات میں اپنے ہاتھ مبارک پھیلاتا ہے تاکہ دن کا گنہ گار توبہ کر لے اور پھیلاتا ہے ہاتھ مبارک دن میں تاکہ رات کا گنہ گار توبہ کر لے یہاں تک کہ مغرب سے نکلے گا سورج)

انّ العبد اذا اعترف ثمّ تاب، تاب اللّٰہ علیہ ۔ متفق علیہ (جب بندہ اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے)

کلّ بنی آدم خطاء و خیر الخطائین التّوّابون (سب بنی آدم خطا کار ہیں، اور بہتر خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں)

غرض توبہ و استغفار اللہ تعالی کو بہت پسند و مرغوب ہے اور مومنین کو اس کا بڑا اہتمام و خیال رہتا ہے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص اپنے رذائل نقائص وعیوب پر مطلع اور ان سے بیزار ہو کر ان کو ترک کرنیکو توبہ و بیعت کے واسطے مستعد ہوگا تو ضرور اس شخص کے ہاتھ پر عہد کریگا جس کو وہ ان رذائل نقائص وعیوب سے مخلصی یافتہ ومزکی وکم سے کم اپنے سے ان امور میں اعلی و افضل جانے گا۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے فضل سے بہ خلعت و انّک لعلی خلقٍ عظیم مشرف ہو کر بہمہ اوصاف موصوف و کامل واکمل تھے جیسا کہ آپ ﷺ کے حالات مندرجہ کتب سیر سے ظاہر ہے چنانچہ خود فرمایا: انّ اللّٰہ بعثنی لتمام مکارم الاخلاق و کمال محاسن الافعال لہذا ہر ایک شخص ذات مبارک سے توبہ و بیعت کر کے اس کامل واتم نور سے رنگین ہو کر اخلاق فاضلہ میں فائز المرام ہو جاتا تھا، اب کوئی دوسرا چونکہ نہ ایسا کامل ومکمل ہے اور نہ ہو سکتا ہے اس لئے ناچار جس وصف میں کوئی مرد ممیّز ہو، اسی خاص وصف یا خلق کو اس سے حاصل کرنا ہوگا جیسا کہ اکثر فقراء واہل اللہ کے حالات سے ثابت ہے کہ وہ کئی مرشدوں سے توبہ و بیعت کر کے یا صحبت میں رہ کر مختلف اخلاق میں مستفیض ہوئے۔ عاجز خاکسار کا اپنا بھی مشاہدہ وتجربہ ہے کہ فقراء گو ذاکرین تو ہوتے ہیں لیکن آج کل نسبت خضوع وخشوع فی الصلوۃ وتعظیم اوامر شرعیہ ان میں اکثر کم ہوتی ہے۔ اکثر نماز جلد جلد جھٹ پٹ بے مذاقوں کی طرح پڑھ لیا کرتے ہیں، الّا ماشاءاللہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ عاجز کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ غزنویؒ کوحسب ارشاد و جعلت قرۃ عینی فی الصّلوۃ میں بہ فحوائے قد افلح المو منو ن الّذ ین ھم فی صلو تھم خاشعو ن (تحقیق فلاح پائی ان مومنوں نے جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں) کے خشوع خضوع ذوق شوق و لذت وحلاوت بدرجہ کمال حاصل تھی۔ لہذا اکثر لوگ بہ نسبت حضور خضوع وخشوع فی الصلوۃ کے حصول کیلئے ان کے پاس حاضر ہوکر اوران کی صحبت کیمیا خاصیت میں رہ کر اپنی مراد میں کامیاب ہوتے۔ چنانچہ جس زمانہ میں مرزا صاحب ان کی خدمت بابرکت میں دعا کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے تو آپ نے یہ حال بچشم خود مشاہدہ کیا ہوگا اوراب بھی ان کے ملنے والوں وصحبت یافتوں میں یہ رنگ ونسبت ضرور دیکھتے ہوں گے وذلک فضل اللّٰہ یو تیہ من یّشاء۔

شیخ الکل سید محمد نذیر حسین خودسید عبداللہ مرحوم کے ذکرآنے پر اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ عبداللہ غزنویؒ ہم سے حدیث سے تو پڑھ گئے اور نماز ہم کو سکھلا گئے۔ اور عاجز کے رفیق سے حافظ ہدایت علی مرحوم نے خود بیان کیا کہ ہم معمولی نماز پڑھا کرتے تھے،عبداللہ غزنویؒ کے ملنے اوران کی دعا سے یک دفعہ ایسا حضور وسرور نماز میں پیدا ہوا کہ ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔اور مولوی رفیع الدین عظیم آبادی نے مولوی عبدالرحمٰن ہندوستانی سے کہا کہ باوجود کہ علم میں ہم منتہی ہو گئے اور حدیث احسان سب کتب میں پڑھی لیکن اس کی حقیقت مع عمل عبداللہ صاحب کی صحبت میں رہ کر کھلی۔ اب بھی ایک ذاکر ومتقی فقیر صاحب جونقش بندی مجددی ہیں اور عبداللہ غزنوی مرحوم کو بھی انہوں نے دیکھا ہے وہ اس ذوق ولذت سے نماز پڑھتے ہیں کہ دیکھ کر اوران کے ساتھ نماز پڑھ کر دل خوش ہوتا ہے۔ اور مرزا صاحب کے یہاں تو یہ کیفیت کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ سبحان اللہ کیا عرض کروں سید عبداللہ صاحبؒ کی نسبت کا یہ مجرب اثر تھا کہ نیت نماز کے لئے ہاتھ اٹھانا دنیا و مافیھا کے خیالات وخطرات سے دست بردار ہو جاتا تھا اور بکاء وزاری طاری ہو جاتی اور نماز سے باہر آنے کو جی نہ چاہتا۔ یہ عاجز کا عینی مشاہدہ وذاتی تجربہ ہے،سنی سنائی بات نہیں۔ اور مرزا کے یہاں باتیں وتقاریر تو بہت سنیں لیکن اس حالت واثر کا کبھی نشان و پتہ معلوم نہ ہوا۔

❁ مرزا صاحب اپنی بیعت کے واسطے تو تمام دنیا کو بلاتے ہیں اور جو اس سے تساہل و پہلوتہی کرے اوراس میں داخل نہ ہو اس کو خدا اور رسول کی نافرمانی کرنیوالا اور جہنمی ٹھہراتے ہیں۔ بھلا یہ تو فرمائیں کہ ایک شخص مخلصانہ اپنی عادت بسیار گوئی زبان درازی، ذراسی بات پر لوگوں کو سبّ وشتم کرنے سے بیزار ہے، ہر چند چاہتا ہے کہ اس بدخلقی سے بچوں لیکن عادت متمکن ہو جانے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باعث وقت پر بچ نہیں سکتا۔ اب وہ اس سے بیزار و تنگ ہو کر کسی ایسے مرد خدا کے ہاتھ پر توبہ و بیعت کرنا چاہتا ہے جس میں خود یہ بدلگامی و دریدہ دہنی و سبّ و شتم کی عادت نہ ہو بلکہ وہ ان احکام شرعی اسلامی و ارشادات رسول اللہ ﷺ کا پابند و عامل ہو:

قال رسول اللّٰه ﷺ من یّضمن لی ما بین لحییه و ما بین رجلیه اضمن له الجنّة (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ضامن ہو مجھ سے اس چیز کا جو دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور جو اس کی ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اس کے لئے بہشت کا ضامن ہوں)

من صمت نجا (جس شخص نے خاموشی اختیار کی اس نے نجات پائی)

من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه (آدمی کے اسلام کی خوبی سے ہے بے فائدہ باتوں کو ترک کرنا)

اذا اصبح ابن آدم فانّ الاعضاء کلّها تکفر اللسان فتقول اتّق اللّٰه فینا فانا نحن بک فان استقمت استقمنا و ان اعوججت اعوججنا (جب آدمی صبح کرتا ہے تو سب اعضاء زبان کو مبالغہ سے کہتے ہیں کہ ہمارے حق میں اللہ سے ڈر، ہم سب تیرے ساتھ ہیں تو سیدھا رہے تو ہم سب سیدھے اور اگر تو ٹیڑھی ہوئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے)

عن عقبه بن عامر قال لقیت رسول اللّٰه فقلت ما النّجاة فقال املک علیک لسانک و لیسعک بیتک و ابک علی خطیئتک (عقبہؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملا اور پوچھا کہ نجات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی زبان پر قبضہ کر اور کافی ہو تجھے تیرا گھر اور اپنے گناہوں پر گریہ کر)

کفی بالمرء کذباً ان یّحدث بکلّ ما سمع۔

عن ابی ذر قال قلت یا رسول اللّٰه اوصنی قال اوصیک بتقوی اللّٰه فانّه ازین لامرك کله۔ فقلت زدنی۔ قال علیک بتلاوة القرآن و ذکر اللّٰه عزّ و جل فانّه ذکر لّک فی السّماء و نور لّک فی الارض۔ قلت زدنی۔ قال علیک بطول الصّمت فانّه مطردة للشّیطان و عون لک علی امر دینک۔ قلت زدنی۔ قال ایّاك وکثرة الضّحک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فانّه یمیت القلب و یذ ھب بنور الو جه۔ قلت زد نی۔ قال قل الحقّ و ان کا ن مرّاً۔ قلت زدنی۔ قا ل لا تخف فی اللّه لو مۃ لا ئم ۔ قلت زد نی۔ قا ل لیحجز ك عن النّاس ما تعلم من نفسک ۔

(ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے وصیت فرمائیں ۔آپ ﷺ نے فرمایا میں تجھے اللہ کے تقوی کی وصیت کرتا ہوں ...پھر میں نے کہا اور فرمایئے ۔فرمایا تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کو لازم پکڑو، یہ تیرے لئے آسمانوں میں ذکر ہے اور زمین میں نور۔ پھر میں نے عرض کی کہ اور فرمایئے ۔ فرمایا لمبی خاموشی کو لازم پکڑو کہ وہ شیطان کیلئے ہانکنے والی ہے اور دین کے امر پر تیری مددگار ہے ۔ میں نے کہا اور زیادہ فرمایئے ۔فرمایا تو اپنے آپ کو بہت ہنسنے سے بچا اس لئے کہ وہ دل کو مردہ کرتا ہے اور چہرہ کو زرد کرتا ہے۔ میں نے کہا اور زیادہ فرمایئے ۔فرمایا: حق کہو اگر چہ کڑوا لگے ۔ میں نے کہا اور زیادہ فرمایئے ۔فرمایا: اللہ کے دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈر۔ میں نے اور فرمایئے ۔فرمایا: کہ تجھے لوگوں کے (عیب بیان کرنے) سے روکے وہ چیز کہ تو اپنے نفس میں جانتا ہے)

حضرت معاذؓ کی روایت میں اول بہت کچھ عبادت صلوۃ زکوۃ صوم رمضان حج صدقہ صلوۃ اللیل وغیرہ بیان کر کے فرمایا:

ا لا ا خبر ك بملا ك ذلک کلّه ۔ قلت بلی یا نبیّ اللّه ﷺ ۔فا خذ بلسا نه فقا ل کف علیک ھذا فقلت یا نبیّ اللّه و انّا لمواخذون بما نتکلّم به قا ل ثکلتک امّک یا معاذ و ھل یکبّ الناس فی النّار علی و جو ھھم او علی منا خر ھم ا لّا حصا ئد السنتھم (کیا نہ بتاؤں تجھ کو ان سب کی اصلیت ۔ میں نے کہا یا نبی اللہ آپ فرماویں ۔ پس اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا کہ اس کو قابو میں رکھ ۔ میں نے کہا یا نبی اللہ ﷺ کیا ہم کلام کرنے پر بھی پکڑے جائیں گے ۔فرمایا تیری ماں تجھے گم کردے اے معاذ، لوگ دوزخ میں مونہوں اور نتھنوں کے بل بوجہ زبانوں کی کاٹ کی وجہ سے ہی تو گرائے جائیں گے)

اب مرزا صاحب انصاف فرماویں کہ وہ غریب شخص جو زبان درازی و یاوہ گوئی وغفلت از ذکر اللہ سے مخلصی کا خواہاں وآمادہ توبہ و بیعت ہو تو وہ شخص مرزا صاحب سے بیعت کر کے کیا حاصل کرے گا ؟ اور ان اوصاف وامراض سے کیونکر نجات پائے گا ؟ کیونکہ آپ کے یہاں تو ان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوصاف وامور یعنی تقریر بحث مباحثہ غیبت توہین تحقیر مومنین و سباب المسلم فسوق کا دریا اول ہی شب وروز ایسا موجزن ہو رہا ہے کہ حالت بہ طغیانی پہنچی ہے، تو اس حالت میں اس بیچارے کو صمت وخاموشی ومصروفیت ذکر الٰہی کہاں سے نصیب ہوگی؟ مرزا صاحب کے یہاں مرید ارشد و اعلیٰ مرتبہ والا وہی ہے جو سب سے زیادہ بولنے والا اور لفاظی تقریریں کرنے والا ہو۔

اس موقع پر پھر عاجز کو مجلس بابرکت نمونہ و یادگار سلف صالحین اعنی سید عبداللہ صاحب غزنوی کی یاد آگئی ہے کہ سید الاولین والآخرین ﷺ کے حال مبارک میں جو آیا ہے کہ:

کان رسول اللّٰہ ﷺ طویل الصّمت (رسول اللہ ﷺ بڑے خاموش رہنے والے تھے)

کان رسول اللّٰہ ﷺ اذا جلس یتحدّث یکثر ان یّرفع طرفه الی السّماء (آپ ﷺ جب باتیں کرنے بیٹھتے تو اپنی آنکھیں آسمان کیطرف بہت اٹھاتے)

سو بمطابقت وبمتابعت آنجناب ﷺ کے اس مرحوم متبع سنت رسول اللہ ﷺ سید عبداللہ غزنوی کا بھی بعینہ ایسا ہی حال تھا اور ارشاد احادیث صمت ومصروفیت ذکر پر ایسا صدق سے عمل تھا کہ بڑے بڑے بولنے والے زبان درازوں، مقرروں، فلسفہ دانوں، عالی درجہ رئیسوں، معزز عہدہ داروں، دنیا داروں وغیرہ پر بھی اس کا ایسا اثر پڑتا کہ جو مجلس میں آتا چپ اور خاموشی کا عالم طاری ہوتا، بلکہ تمام مکان ومجلس میں ایسا سناٹا نمایاں ہوتا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کانّ علی رؤسنا الطّیر (گویا کہ ہمارے سروں پر جانور ہیں) اور تمام دنیوی کاروبار وتفکرات بھول کر ذکر الٰہی کی طرف ساری توجہ ہو جاتی۔ اور اہل مجلس میں سے کسی کو بولنے کی جرأت نہ ہوتی جب تک کہ وہ مصروف ذکر الٰہی ومنیب الی اللہ خود نہ بولتا۔ وہاں یہ بحث مباحثہ تقریر ومنصوبہ بازی ،ردّ وقدح، وغیبت مسلمین ومخلوق الٰہی کہاں؟ وہاں جا کر تو انسان کو اپنا ہی فکر پڑ جاتا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے لیحجزك عن النّاس (ای لیمنعک) اور ان کی تعلیم کے موافق اصطلاحات صوفیہ کرام لما و کیف سے اپنے اعمال وافعال کو موافق کرنے کے محاسبہ میں ایسا مستغرق ہوتا کہ آیت کریمہ لکلّ امرء منھم یومئذٍ شانٌ یّغنیه (ہر ایک شخص کو اس دن ایسا فکر لگا ہوگا کہ وہ اس کو بس کرتا ہے) کا مصداق بن جاتا اور یہ فکر اس پر طاری ہوتا کہ میرے اعمال کی قبولیت کے آثار وشرائط یہی ہیں یا نہیں؟ یعنی (لما) جو سوال ہوگا کہ فلاں کام کس لئے اور کس نیت سے کیا؟ آیا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے یا کسی اور غرض سے؟ کیونکہ اس میں کوئی اور غرض یا اسکا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شائبہ ہے تو وہ لائق دربار اس غنی وقدوس کے اور قابل قبولیت کہاں؟ پھر (کیف)، اگر خالص خدا تعالیٰ کی رضا کے واسطے ثابت ہو تو اس پر یہ سوال ہوگا کہ کس طرح کیا؟ یعنی رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وسنت کے موافق کیا؟ یا اپنی مرضی اور رسم کو اس میں دخل دیا؟ کیونکہ اگر ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق نہ ہو تو وہ عمل بھی بحکم حدیث شریف من عمل عملاً لیس علیه امر نا فهو ردّ (جو شخص ایسا عمل کرے یا نکالے کہ اس پر ہمارا حکم نہ ہو، وہ مردود ہے) تو وہ بھی بے ہودہ ومطرود ہے۔

حق یہی ہے کہ انسان اول اپنا فکر کرے اور اپنی کرتوتوں کی طرف دیکھے اور جب اپنے نقائص پورے کر کے فراغت حاصل ہو (جو نہایت مشکل امر ہے اور بدون فضل وکرم اس رحمٰن ورحیم کے محال) تو پھر کسی دوسرے کے حال پر نظر ڈالے، نہ یہ کہ خود تو سراسر دریا بلکہ بحر اسود میں غرق ہو اور اوروں پر کسی نالی کا خاکی دھبہ یا جھیل کی چھینٹ دیکھ کر ان کو عیب لگاوے۔ مرزا کے مریدین و مداحین بے چارے معذور ہیں کیونکہ انہوں نے کسی اہل اللہ منیب و ذاکر الٰہی عبد صالح کو نہیں دیکھا تاکہ مرزا صاحب کے حال سے اس کا مقابلہ وموازنہ کر کے ان کو فرق معلوم ہوتا۔ یہ بے چارے اکثر انگریزی خواں جوان اور بعض نیچری عقیدہ اور بعض بے مذاق خشک لفاظی وتقاریر ردّ وقدح بحث و مباحثہ کے شیدا و دلدادہ اور بعض بالکل بے خبر ہی تھے۔ پس مرزا صاحب کے پاس ان کو حسب مذاق پسند خاطر وہی چیز معہ کچھ فلسفیانہ ذکر قرآن مجید سو وہ بھی اکثر خلاف عقائد سلف وخلف اسلام کی مل گئی اور انہوں نے غنیمت جان کر ڈیرا لگا دیا اور بموجب عادت ومشق تقریری کے اب دن رات مومنین ومسلمین پر تبرا بازی و لے دے کرنے کو عبادت سمجھ کر اسی شغل میں ہیں اور مرزا معہ جماعت اسی میں راضی ومحظوظ ہیں۔ مرزا صاحب فرماویں کہ با مذاق ذاکرین الٰہی وروحانیت کے عاشقوں سے بھی کوئی احد من النّاس ان کی طرف مانوس ومتوجہ ہوا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر مرزا ایک دو غریب مصیبت زدگان وحاجتمندان کا نام ظاہر فرماویں تو پھر انکا مفصل حال معہ اسباب وحاجات ملاقات مرزا صاحب بشرط ضرورت انشاء اللہ العزیز بیان ہوگا۔

غرض مرزا صاحب جیسے شخص کی چاکری وغلامی کے واسطے نہ تو قرآن مجید میں کوئی حکم اور نہ سنت رسول اللہ ﷺ میں کہیں اجازت اور نہ مرزا صاحب کے حالات ومعاملات وتاثیرات اس کی مقتضی۔ اور اس پر انکے فیصلہ جات خلاف قرآن وحدیث اور اپنی رائے سے حقائق ومعارف بیان کر کے مسائل شرعیہ کو الٹ پلٹ کرنے سے اور بھی غریب مسلمان ترساں وگریزاں ہیں۔ باقی رہی برکات کاملہ، رضامندی باری تعالیٰ کی پیاس، علوم، معارف، معرفت، قوت ایمانی، خدا تعالیٰ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے صاف تعلق، دنیوی جہنم و نابینائی سے شفا، سوان کا نام ونشان خود بدولت و مریدین میں کچھ بھی نمایاں نہیں۔ ہاں بعض بظاہر سعید و نیک طبع انسان جو مرزا کی جماعت میں کسی سبب سے بظاہر شامل ہیں وہ ان کے تعلق سے پہلے بھی ویسے ہی تھے جن میں بجائے ترقی کچھ تنزل ہی دکھائی دیتا ہے۔

﴿﴾ ضرورۃ الامام میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

سو اگر اس بیعت کے ثمرہ دینے کا کوئی مرد ہو تو سخت بدذاتی ہو گی کہ کوئی شخص دانستہ اس سے اعراض کرے۔ عزیز من ہم تو معارف اور حقائق اور آسمانی برکات کے بھوکے اور پیاسے ہیں اور ایک سمندر بھی پی کر سیر نہیں ہو سکتے پس اگر ہمیں کوئی اپنی غلامی میں لینا چاہے تو یہ بہت سہل طریق ہے کہ بیعت کے مفہوم اور اس کی اصلی فلاسفی کو ذہن میں رکھ کر یہ خرید و فروخت ہم سے کر لے۔

جواب۔ ارشاد مرزا صاحب دو حال سے خالی نہیں۔ اول یہ کہ مرزا صاحب نے ریا و تصنع سے علیحدہ ہو کر اور خود بدولت میں معارف حقائق و آسمانی برکات کی سچی بھوک پیاس محسوس کر کے سراپا صدق و اخلاص سے ظاہر و باطن یکساں کر کے مستعدی ظاہر فرمائی ہے اور اعراض کرنے والے کو بدذات فرما کر کہا کہ اگر اس بیعت کا ثمرہ دینے کا کوئی مرد ہو تو بیعت کے مفہوم اور اس کی فلاسفی کو ذہن میں رکھ کر یہ خرید و فروخت ہم سے کر لے۔ پس اگر درحقیقت یہی حال ہے تو چونکہ اللہ تعالیٰ شکور علیم کسی کا اخلاص وطلب صادق ضائع نہیں کرتا جیسا کہ وعدہ فرمایا:

من کان یرید حرث الآخرة نزد له فی حرثه و من کان یرید حرث الدّنیا نوته منها و ما له فی الآخرة من نصیب (جو شخص آخرت کی کھیتی کا ارادہ کرے ہم اس کیلئے اسکی کھیتی میں زیادہ کرتے ہیں، اور جو شخص دنیا کی کھیتی کا ارادہ کرتا ہے ہم اس کو اس میں سے دیتے ہیں اور اسکے واسطے آخرت میں کوئی حصہ نہیں)

و الّذین جاھدوا فینا لنھدینّھم سبلنا (اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش کی ان کو اپنے راستوں کی طرف ہم ضرور راہ دکھلاتے ہیں)

لہٰذا امید کہ ضرور اللہ جل جلالہ ان کو کوئی مرد ملا دے گا بشرطیکہ آپ کے طلب میں صدق وثبات قائم رہے۔ دوم، یہ کہ اگر صرف زبانی ہی یہ مسکنت مریدین کو دکھلانے کیلئے ہے کہ ہم میں تعلّی شیخی و تکبر نہیں، حالانکہ دراصل یہ خیال و دعوی ہے کہ تمام دنیا میں ہمارے برابر معارف حقائق آسمانی برکات والا اور کوئی بھی نہیں (جیسا کہ آگے چل کر مرزا نے خود ظاہر فرمایا ہے) اور اگر کوئی مسکین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندہ الٰہی ہوگا بھی تو وہ ریا، سمع، شیخی وغیرہ کو برا سمجھ کر ہماری طرح اشتہار اور فضیلت کا نقارہ کیوں بجانے لگا، تب بھی اس طرح کسی کے نہ بولنے پر ہماری ہی فضیلت وفوقیت و بزرگی ثابت ہوگی۔ پس اس صورت میں اگر کوئی عاجز بندگان الٰہی میں سے مرزا صاحب کی خیر خواہی اوران کو نفع رسانی کا ارادہ بھی کرے تو خود بدولت اس کی بات کب سننے اور قبول کرنے لگے؟ کیونکہ مرزا صاحب بقول خود اپنے آپ کو بعض انبیا سے بھی افضل قرار دیتے ہیں، تو پھر یہ کیونکر باور ہوسکے کہ وہ اس فضیلت کے خیال کی موجودگی میں کسی غریب امتی مسلمان کو اس بیعت کا ثمرہ دینے والا مرد قبول کرکے اس سے بیعت کرکے فیض یاب ہونے کا قصد کریں؟ اگر چہ زبان سے تو ایسے فیض سے محروم رہنے والے شخص کو بدذات بناتے ہیں۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر مرزا کی برکات کے واسطے بھوک و پیاس صادق ہوتی اور اس کے واسطے بیعت کو مستعد رہنے والا ان کا قول مخلصانہ و سچ ہوتا تو ابتداء ہی میں وہ بدون بیعت اور پیر و مرشد پکڑنے کے اس کو چہ سلوک و معرفت میں دم مارنے کی جرئت نہ کرتے۔ بہرحال اللہ تعالی مرزا کی نیت کے موافق ہی ان سے معاملہ کریگا جیسا انا عند ظنّ عبدی بی (ہم اپنے بندے کے گمان کے موافق اس سے معاملہ کرتے ہیں) میں ارشاد ہے۔

قرآنی معارف بیان کرنے کا قادیانی چیلنج

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۲۷، ۲۸ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اگر اس کے پاس ایسے حقائق و معارف اور آسمانی برکات ہوں جو ہمیں نہیں دیئے گئے اور یا اس پر وہ قرآنی علوم کھولے گئے ہوں جو ہم پر نہیں کھولے گئے تو بسم اللہ وہ بزرگ ہماری غلامی و اطاعت کا ہاتھ لیوے اور وہ روحانی معارف وقرآنی حقائق اور آسمانی برکات ہمیں عطا کرے۔ میں تو زیادہ تکلیف دینا ہی نہیں چاہتا، ہمارے ملہم دوست کسی ایک جلسہ میں سورۃ اخلاص کے ہی حقائق معارف بیان فرمادیں جس سے بڑھ کر ہزار درجہ بڑھ کر ہم بیان نہ کرسکیں تو ہم ان کے مطیع۔

ندارد با کسی با تو ناگفتہ کار ۔۔۔ ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

بہرحال اگر آپ کے پاس وہ حقائق اور معارف اور برکات ہیں جو معجزانہ اثر اپنے اندر رکھتے ہیں تو پھر میں کیا میری جماعت آپ کی بیعت کرے گی اور کوئی سخت بدذات ہوگا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو ایسا نہ کرے۔

جواب۔ ابھی فصل گذشتہ میں معارف حقائق و برکات کی بھوک پیاس ظاہر کی ہے اور اب یہاں وہی اظہار فضیلت وخودستائی کہ کوئی حقائق معارف میں ہم سے ہزار درجہ پر بھی نہیں، یہ مرزا صاحب کا عرفان وسلوک ہے جس میں وہ ناواقفی کے سبب معذور ہیں۔..

عاجز کسی حقائق معارف آسمانی برکات وقرآنی علوم کا ہرگز ہرگز دعوی نہیں کرتا اور نہ مجھ کو پیری مریدی یا کسی سے غلامی و اطاعت کے ہاتھ لینے کا شوق وحرص، نہ اکھاڑوں جلسوں میں اپنی فضیلت ظاہر کرنے کی رغبت وطمع، عاجز تو کا لمیّت بین یدی الغسّال ہے، میرا محسن مالک آقا جو چاہے کرے۔ عاجز اسی خالق مالک کے ارشاد میں مقید و بے اختیار ہے اور اطاعت و فرمانبرداری سے سرموانحراف نہیں کرسکتا، نہ مجھ سے ایسا ہوسکتا ہے۔ مرزا کے مخالف الہاموں میں بھی عاجز بالکل معذور ہے۔ اول اول مخالفت کا الہام انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّی یغیّروا ما بانفسھم سے شروع ہوا جس کی تفہیم یہی ہے کہ مرزا صاحب بلند پروازی و اظہار فضیلت خود بدولت میں مبالغہ کر کے حقارت تحقیر دیگر عاجز بندگان ارحم الراحمین میں بڑھ کر آپ خود ہی خسران میں پڑے ہیں جس کا تدارک اب توبہ واستغفار ہے۔

براہ مہربانی مشہور بمعلم الملکوت وبلعم باعور وغیرہ کے قصص جو اللہ جل شانہ نے تکبر و تعلّی وغیرہ اخلاق ذمیمہ سے پرہیز کرنے کو عبرتاً قرآن مجید میں ذکر فرمائے ہیں مرزا صاحب ان کو بھی نظرانداز نہ فرماویں اور خیال فرماویں کہ ان کی بسطت فی العلم کیسی تھی۔ اور قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے قصہ خسف قارون میں بھی قارون کی شیخی علم کا قول اس طرح نقل کیا ہے:

قال انّما اوتیتہ علی علمٍ عندی (کہا سوائے اس کے نہیں کہ علم جو میرے پاس ہے اسی پر (یہ مال وغیرہ) مجھ کو دیا گیا ہے)

اور اس کے بعد فرمایا:

او لم یعلم انّ اللّٰہ قد اھلک من قبلہ من القرون من ھو اشدّ منہ قوّۃ و اکثر جمعاً و لا یسئل عن ذنوبھم المجرمون۔

(کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ نے اس کے پہلے ایسی امتوں کو جو اس سے قوت میں بڑھ کر اور مال میں زیادہ تھے ہلاک کیا اور گناہ گاروں سے ان کے گناہوں کی بابت نہیں پوچھا جایا کرتا)

تفاخر وتعلّی تو ایک مہلک مرض ہے، علماء ربانی تو بموجب ارشاد باری انما یخش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہ من عبادہ العلماء کے ہمیشہ خشیت الٰہی میں رہ کر اس مرض سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ نہایت تعجب ہے کہ مرزا صاحب علم ربانی کے دعویدار ہو کر ایسی مہلک مرض تکبر و تفاخر و تعلیٰ میں گرفتار ہوں اور اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے درج ذیل صریح ارشادات کا کچھ لحاظ وخیال نہ کریں:

تلک الدّار الآ خرۃ نجعلھا للّذین لا یریدون علوّا فی الارض ولا فسادًا (یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لئے بناویں گے جو زمین پر سرکشی تعلیٰ اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے)۔

انّ اللّٰہ لا یحبّ کلّ مختالٍ فخور (اللہ دوست نہیں رکھتا کسی متکبر فخر کرنیوالے کو)

حدیث شریف: لا یدخل الجنّۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃٍ من کبر (بہشت میں وہ شخص داخل ہوگا جس کے دل میں ذرہ بھر تکبر نہ ہو)۔

الکبریا ردائی و العظمۃ ازاری فمن یّنا زعنی وا حداً مّنھما ادخلتہ النّار

❁ حقائق معارف و معجزانہ اثر والی برکات کا تو مرزا کو بڑا دعویٰ ہے دوسرے کسی عاجز کا کیا مقدور کہ ایسی جرأت کرے؟ مرزا کے حقائق معارف کا ذکر دوسرے موقع پر آیا ہے۔ ایسا ہی جو مرزا صاحب کے معجزانہ اثر کا ظہور ہوا وہ بھی عرض ہو چکا ہے اور مرزا کی مستعدی مع جماعت کی نسبت عاجز فصل گزشتہ میں عرض کر چکا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر یہ قول ان کا دلی حق و بااخلاص ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اپنے فضل و کرم سے اس کا سامان بہم پہنچا کر مرزا صاحب کو کامیاب کرے گا اور اگر اس کے برعکس ہے تو اس کے مطابق نتیجہ مرتب ہوگا۔

❁❁ ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

مگر میں کیا کہوں اور کیا لکھوں، معافی مانگ کر کہتا ہوں کہ جس وقت میں نے آپ کے الہامات لکھے ہوئے سنے تھے، ان میں بھی بعض جگہ صرفی اور نحوی غلطیاں تھیں۔ آپ ناراض نہ ہوں، میں نے محض نیک نیتی سے اور غربت سے دینی نصیحت کے طور پر یہ بھی بیان کر دیا ہے۔ بااینہمہ میرے نزدیک اگر الہامات میں کسی ناواقف اور ناخواندہ کے الہامی فقروں میں نحوی صرفی غلطی ہو جائے تو نفس الہام قابل اعتراض نہیں ہوسکتا۔ یہ ایک نہایت دقیق مسئلہ ہے اور بڑی بسط کو چاہتا ہے جس کا یہ محل نہیں ہے۔ اگر ایسی غلطیاں سن کر کوئی خشک ملا جوش میں آجاوے تو وہ بھی معذور ہے کیونکہ روحانی فلاسفی کے کوچہ میں اس کو دخل نہیں، لیکن یہ ادنیٰ درجہ کا الہام کہلاتا ہے جو خدا کے نور کی پوری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تجلی سے رنگ پذیر نہیں ہوتا کیونکہ الہام تین طبقوں کا ہوتا ہے ادنی اور اوسط اور اعلی۔

جواب۔ عاجز کے الہامات اکثر آیات قرآن ہوتے ہیں اگر کسی میں کبھی کوئی غلطی ہو جاوے جیسا کہ مرزا نے بھی، بعض جگہ، ہی لکھا ہے تو عجب نہیں کیونکہ عاجز عربی میں بہت کم لیاقت ہے، اس لئے کہ اس کو باضابطہ نہیں پڑھا۔ یہ جس قدر آتا ہے یہ بھی پیرو شیخ علیہ الرحمۃ کے فیض صحبت کا اثر ہے اور صرف ونحو سے تو عاجز بالکل ہی ناواقف ہے۔ میرے شیخ بھی اخیر پر اس کے شغل ومصروفیت کو بباعث غلبہ انابت و ذکر الٰہی ناپسند فرماتے تھے۔ لہذا کسی صرفی نحوی غلطی کا ہوجانا کیا عجب؟ لیکن بموجب قول مرزا کے نفس الہام قابل اعتراض نہیں ہوسکتا۔ گو مرزا صاحب اس کو بمقابلہ خود بدولت حقارت کی نظر سے دیکھ کر ناقص وادنی ہی قرار دیں۔

❁ ناراضی کی اس میں کوئی بات نہیں۔ عاجز تو اپنے آپ کو ذرہ بے مقدار و ناخواندہ اول ہی جانتا ہے۔ ناراض وہ ہو جو اپنے آپ کو سب سے اعلیٰ عالم، کبھی نہ غلطی کرنے والا، سمجھتا ہو جس سے عاجز اللہ تعالی کی حفاظت و پناہ کا سائل ہے۔

عاجز و دوسرے غریب تو ناخواندہ و ناواقف ہوئے لیکن مرزا صاحب کو تو واقفی وعلم و فضل کا بڑا دعوی ہے، حتی کہ اپنے برابر کسی کو نہیں جانتے۔ وہ ذرا اپنے الہامات کی طرف بھی نظر کریں کہ ان میں کس قدر غلطیاں ہیں؟ جس زبان میں اچھی دسترس نہ ہو اس میں کچھ پس وپیش ہونا کچھ بھی محل تعجب نہیں جیسا کہ مرزا کے انگریزی الہامات کا حال ہے گو وہ متعدد ہی ہیں لیکن ان کی عبارت تو بہت غلط ہے۔ پھر ان کے عربی الہامات (جس زبان میں آپ کو قرآن کی ظل پر فصاحت و بلاغت کا معجزانہ دعوی ہے، ان) پر بھی مولویان ماہرفن نے بہت اعتراضات کئے اور کرتے ہیں اور غلطیاں نکالتے ہیں جن کی طرف آپ توجہ نہیں فرماتے تاکہ کسی مرید کے کان میں یہ بات نہ پڑے

❁ اللہ تعالی خالق مالک نے اپنی مختلف مخلوق کو مختلف القوی والاستعداد خلق فرمایا ہے کوئی کیسا اور کوئی کیسا۔ مرزا صاحب فارسی اردو پنجابی سے واقف ہیں۔ الحمد للہ کہ عاجز بھی یہ زبانیں جانتا ہے لیکن الحمد للہ کہ عاجز کو کسی قسم کا دعوی اس میں نہیں۔ غیر زبان عبرانی وغیرہ سے جیسے مرزا قادیانی ناواقف ہیں، ایسا ہی عاجز بھی ناواقف ہے۔ انگریزی مرزا صاحب بالکل نہیں جانتے، عاجز نے اس کو کچھ پڑھا ہے۔ لیکن عاجز کے نزدیک وہ زبان دانی ولسانی جو باعث تکبر وشیخی و دوری وحجاب جناب الٰہی ہو کسی کام کی نہیں۔

❁ قوت بیانی ولسانی اور تحریر میں بڑے بڑے کامل و ماہر موجود ہیں جن کو دین و رضائے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الٰہی وقرب الی اللہ سے کچھ غرض و واسطہ نہیں۔ ایسا ہی نظم وشعر اشعار کا حال ہے جس کو مرزا صاحب کراماتاً پیش فرمایا کرتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ شاعر و ناظم تو ہر قوم وملت میں ہوتے ہیں لہذا یہ کچھ فضیلت کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ گو صحابہ کرام میں حسانؓ وغیرہ ایسے تھے جو موقع وضرورت پر کلام موزوں کرتے لیکن ہادی جن وانس ﷺ جن کے برابر نہ کوئی ہوا اور نہ ہوگا، انکے واسطے قرآن مجید میں ارشاد خداوندی جل شانہ وعم نوالہ موجود ہے و ما علّمناہ الشّعر و ما ینبغی لہ .. الخ (نہ ہم نے اس کو شعر سکھایا ہے اور نہ اس کو لائق ہے) جس سے ظاہر ہے کہ کمال معرفت الٰہی و منصب ہدایت سے اس کا کچھ تعلق و واسطہ نہیں کیونکہ اگر کچھ فضیلت فخر و کمال اس میں ہوتا تو آنحضرت ﷺ کے حق میں اللہ عزوجل و ما ینبغی لہ کیوں فرماتا؟ لہذا یہ کچھ قابل فخر نہیں۔ بناء علیہ عاجز کے شیخ سید عبداللہ غزنوی علیہ الرحمۃ تو شاعری کو غیر مناسب شان و منصب نبی متبوع علیہ السلام و بعید از کمال معرفت سمجھ کر بفحوائے آیات کریمہ و الشّعراء یتّبعھم الغاوون ۔ الم تر انّھم فی کلّ وادٍ یھیمو ن و انّھم یقو لو ن ما لا یفعلو ن (اور شاعروں کی تابعداری گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ ہر جنگل میں حیران پھرتے ہیں اور وہ کچھ کہتے ہیں جو نہیں کرتے) اس نسبت سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتے تھے اور اپنے مریدین کو بھی اس شغل سے منع فرماتے اور کہتے تھے: ایں سدّ راہ حلاوت قرآنی ہست

❁ یہ مرزا صاحب کے معمول میں داخل ہے دوسرے عاجزوں کے الہامات کو خوانخواہ ادنی اور خدا تعالی کے نور کی پوری تجلی سے خالی فرما کر خود بدولت کے برابر کسی کو نہ سمجھنا۔ بھلا یہ تو فرماویں کہ اگر الہام خدا تعالی کی طرف سے ہوتو وہ ادنی کیوں ہوا؟ ہاں اگر خدا تعالی کی طرف سے نہیں، حدیث نفس یا القاء شیطانی ہے، تو وہ پھر ادنی اوسط کیا، اس کو بالکل مردود سمجھ کر ویسا کہنا چاہیے اور ان کے واسطے ادنی، اوسط، اعلی درجات تراشنے کی کیا ضرورت؟

❁ اور یہ بھی مرزا ہی کا حصہ ہے کہ اول اپنی فضیلت وعلم جتلانے کو خود بدولت کی غلطیوں سے اغماض کرکے دوسرے کی صرفی ونحوی غلطیاں صرف زبان سے کہہ بھی دیں اور پھر فرمادیا کہ بایں ہمہ نحوی صرفی غلطی ہو جاوے تو نفس الہام قابل اعتراض نہیں ہوسکتا۔ اور پھر تعجب کہ زبان سے غلطی کہدی لیکن کسی ایک غلطی کے بھی ظاہر کرنے اور بتانے کی تکلیف نہیں فرمائی۔

❁❁ ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

بہر حال ان غلطیوں سے مجھے شرمندہ ہونا پڑا، اور میں اپنے دل میں دعا کرتا تھا کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے معزز دوست کسی شریر خشک ملا کو یہ الہامات، جو بظاہر قابل اعتراض ہیں، نہ سنادیں کہ وہ خوانخواہ ٹھٹھا وہنسی کرے گا۔

جواب۔ مرزا صاحب کے شرمندہ ہونے کی تکلیف کی جو عاجز کے الہامات سن کر آپ کو ہوئی عاجز معافی مانگتا ہے۔ اور یہ امر قابل مشکوری ہے کہ آپ بایں حوصلہ خود بدولت کی غلطیوں سے تو کبھی ایسی شرمندگی کا خیال بھی نزدیک نہیں آنے دیتے اور عاجز کی غلطیوں سے ان کو فوراً شرمندہ ہونا پڑا۔ اور تعجب یہ ہے کہ اس وقت کوئی غیر آدمی بھی عاجز کا مخالف وعیب چین موجود نہ تھا

❁ مرزا صاحب کا یہ جملہ کہ، میں اپنے دل میں دعا کرتا تھا، بظاہر تو اس کا کچھ ثبوت نہیں محض رسمی طور سے دل میں دعا کرنے کا فقرہ مرزا صاحب کی قلم سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس وقت بہ تصدیق و بموافقت فقرہ الہام عاجز جو ۷ جنوری ۱۸۹۸ء بروز جمعہ کا ہے جس میں بعد ملاقات و گفتگو عاجز کے اس کہنے پر کہ، آپ بھی تو مٹی ہو جائیں اور میں بھی اور ہم سب، اس پر کشیدہ رو ہو گئے، خود بدولت پر وہی حالت کشیدہ روئی کی طاری تھی نہ کہ انابت الی اللہ و استغراق و مصروفیت دعا۔ کاش اگر وفور شفقت سے بجائے دل میں دعا کرنے، بظاہر ہی دعا کر دیتے تو عاجز کو اس عرض کا موقعہ ہی نہ ملتا۔ خیر عاجز کو کیا ضرورت ہے کہ مرزا صاحب سے اس امر کے واقعی و صحیح ہونیکا عہد لے اور عرض کرے کہ آپ علیم بذات الصّدور و عالم الغیب و الشھادۃ (جاننے والا سینوں کے بھید اور جاننے والا غائب وظاہر کو) کو حاضر ناظر خیال فرما کر فرماویں کہ ضرور آپ دعا ہی میں مصروف تھے؟ لہذا ان سب کو نظر انداز کر کے عاجز مرزا صاحب کی دلی دعا کا اگر انہوں نے واقعاً کی ہے تو شکریہ ادا کرتا ہے۔

❁ شریر اور خشک ملا تو جب سنتے ہنسی ٹھٹھا کرتے یا نہ کرتے، لیکن یہاں تو سردست شرافت تراوت اور سب موجودہ مخلوق الٰہی سے افضلیت اخلاق فاضلہ و امامت کے دعویدار نے ہی ہنسی ٹھٹھا کرنے میں کچھ فرق و پرہیز نہیں کیا اور شاید ارشاد خداوندی جل جلالہ کی تصدیق کے واسطے و اذ لم یھتدوا بہ فسیقولون ھذا افک قدیم (اور جب انہوں نے اس سے ہدایت نہ پائی تو قریب ہے کہ کہیں گے یہ جھوٹ ہے پرانا) مرزا صاحب خیال فرماویں کہ اب ہنسی ٹھٹھا کر کے شریر و خشک بقول مرزا صاحب کے کون بنا؟

❁ مرزا صاحب اس پر بھی توجہ فرمائیں کہ خود بدولت نے بھی تو ایسے ہی قابل اعتراض الہامات وغیرہ عام مخلوق کو نہ صرف سنائے بلکہ بارہا طبع کرا کر شائع فرمائے ہیں جن پر طرح طرح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہنسی و اعتراضات ہوئے اور اب تک ہوتے رہتے ہیں چنانچہ ایک نظیر یعنی ترجمہ چٹھی انگریزی مورخہ ۲۹۔اکتوبر ۱۸۹۹ء جو سلطان احمد خان نے دہلی سے بنام اڈیٹر اخبار پانیر الہ آباد لکھی اور وہ پانیئر ۲ نومبر ۱۸۹۹ء میں شائع ہو کر بعدہ دیگر مختلف انگریزی اخباروں میں خوب مشتہر ہوئی، بطور نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے جس سے آشکارا ہو جائیگا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ہنسی ٹھٹھا مخول استہزا و تمسخر و مضحکہ و تحقیر موہوم خدائے مرزا ہو سکتی ہے؟ نعوذ باللہ منھا۔ و ھو ھذا :

آپ کے اخبار امروزہ میں مرزا غلام احمد قادیانی ایک ایسی تجویز پیش کرتا ہے جو ہمارے غیر ملہم دلوں کو نہایت ہی انوکھی معلوم ہوتی ہے۔ انیسویں صدی کے اخیر میں بہت سی جدید و حیرت انگیز باتیں ظہور پذیر ہوئی ہیں لیکن مجھ کو تعجب ہوگا اگر کوئی شخص پیغمبر قادیانی کی تجویز سے بڑھ کر زیادہ نرالی بات بتلا سکے۔ تاہم بطور جملہ معترضہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ملہم مرزا کے پاس کوئی ایسا عذر نہیں جس سے وہ مولویان کو بغاوت کے سنگین الزام کا اس لئے متہم کرے کہ وے اس کو بدعتی و کافر سمجھتے ہیں۔ اس سے مجھ کو کچھ سروکار نہیں کہ مولویان کی رائے مرزا کی نسبت صحیح ہے یا غلط۔ لیکن ان کو اپنی آزادانہ رائے کے اظہار کا ایسا ہی حق ہے جیسا کہ مرزا کو اپنی رائے ظاہر کرنے کا۔ یہ مقابلہ صرف مولویان تک ہی محدود نہیں بلکہ اس مقابلہ کی ساری دنیا کو دعوت کی گئی ہے لیکن مرزا بظاہر بیکس نظر آتا ہے تاوقتیکہ گورنمنٹ اس کی مدد کو نہ اٹھے اور دو فریق کے مابین یعنی ایک طرف مرزا اور دوسری طرف تمام ہندو مسلمان عیسائی علماء و ملہمین کے درمیان ایک طرح کی ضامن نہ بن جائے۔ وہ کہتا ہے کہ تاریخ معینہ سے ایک سال کے اندر ایک ایسا نشان دکھلاؤں گا جس میں قدرت الٰہی کی بدیہی علامتیں موجود ہوں گی اور تمام انسانی طاقت و منصوبہ سے بالاتر ہوگا۔ اور اگر دوسرا فریق بھی ایک ایسا نشان دکھلانے میں کامیاب ہو جائے تو مفہوم ہوگا کہ میں مامور من اللہ نہیں ہوں۔ اس دلیل بازی میں ایک صریح مغالطہ پڑتا ہے اور تعجب ہے کہ یہ مغالطہ ہوشیار اور ملہم مرزا صاحب سے کیوں نظر انداز ہوگیا کیونکہ اگر کوئی نشان ربانی ہو اور اگر ایک سے زیادہ آدمی اس کے ظاہر کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو اس کے ربانی ہونے میں فرق نہیں آتا، لیکن شاید الہام و منطق کی آپس میں موافقت نہیں، اس لئے مغالطہ کا کوئی مضائقہ نہیں۔ مرزا گورنمنٹ کو نصحاً یہ تحریک کرتا ہے کہ وہ خطاکار انسانوں کی رفاہ کیلئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسکو (مرزا کو) امداد دیوے۔ وہ کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ میرا آسمانی نشان دکھلانا مختلف دینی گروہوں میں اتفاق پیدا کردے اور تمام احمقانہ تکراروں جھگڑوں مذہبی فسادوں اور فرقوں کی باہمی عداوتوں کو قطعی طور پر بند کرادے اور یہ باتیں ایسی خطرناک حد تک پہونچ گئیں کہ ان کے باعث قانون بغاوت کا نفاذ ضروری ہوگیا۔ ظاہراً مرزا کی خواہش یہ ہے کہ قانون بغاوت کی بجائے کوئی زبانی قائم مقام مقرر کرے۔ اور یہ غرض بے شک قابل تحسین ہے لیکن اگر مرزا ایسا نہایت حیرت انگیز معجزہ دکھلانے پر قادر ہے جو آج تک کسی پیغمبر قدیم یا حال نے نہیں دکھلایا یعنی تمام مذہبی و دینی اختلافات و عداوتوں کو مٹانا اور ساری انسانی قوموں کو ایک ہی حبل اتحاد میں جکڑنا، تو وہ اس معاملہ میں گورنمنٹ کی تحریک کا انتظار کیوں کرتا ہے؟ (مضمون نویس کا مطلب یہ ہے کہ اگر قدرت موجود ہے تو پھر بنظر شفقت علی الخلق قادیانی اس کو فوراً عمل میں کیوں نہیں لاتے؟ الٰہی بخش) شائد مرزا کا یہ اعتقاد ہے کہ قدرت الٰہیہ بدون حکم گورنمنٹ ہند کام نہیں کرسکتی سو یہ شاید نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی تعریف ہے جو کسی گورنمنٹ کو آج تک اپنی قدرت کاملہ کی نسبت حاصل ہوئی ہو۔

مرزا صاحب غور فرماویں کہ آپ اپنے تراشیدہ قواعد و تدابیر سے کیسے کیسے تمسخر و استہزاء اپنے اسلام پر اور اپنے آپ پر کراتے ہیں؟

❁ مرزا کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے مخالف ہوکر خود رائی سے جس قدر حیلہ و حوالہ و تدابیر شہرت خود بدولت تراشیں گے، اسی قدر ان پر اعتراض و تمسخر ہونگے جن کا جواب معقول مرزا کبھی نہیں دے سکیں گے۔ لہذا مرزا اس میں فکر کریں اور توبہ و استغفار کرکے کتاب اللہ و سنت کو موافق سلف و کبراء امت چنگل ماریں۔ پھر دیکھیں کہ کبھی کوئی اعتراض و تمسخر ان پر قائم نہ ہو سکے گا

❁ دنیا میں مختلف الاستعداد مخلوق کے باعث اگرچہ بعض نادان کوتاہ فہم و سطحی نظر والے صدق و صادقوں پر بھی معترض ہوتے و استہزاء و تمسخر کرتے رہتے ہیں لیکن ان لغو اعتراضوں کی کچھ ہستی و وقعت نہیں ہوتی۔ ذرا سے تامل و جواب سے وہ ہباءً منثوراً ہو جاتے ہیں برخلاف ان تمسخر و اعتراضوں کے جن کا مصنوعی و متکبر دعویدار فضیلت کبھی کچھ معقول جواب نہیں دے سکتا۔

❁ پھر متبعین و منبیین صادقوں کا اللہ تعالیٰ خود حافظ و ناصر و حامی ہوکر بموجب وعدہ انّا کفیناك المستھزئین (ہم کافی ہیں تجھ کو ٹھٹھا کرنیوالوں سے) انکے معترضین و مستہزئین کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واسطے کافی ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کے ارشادات ذیل سے بھی ان کا حال و مآل عیاں ہے:

و ما یا تیهم من ذکرٍ مّن الرّحمن محد ث ا لّا کا نوا عنه معر ضین ۔ فقد کذّ بوا فسیأ تیهم انباء ما کا نوا به یستهزؤن (اورنہیں آتا ان کے پاس کوئی نیا ذکر رحمان کی طرف سے مگر ہوتے ہیں وہ اس سے اعراض کرنیوالے ۔ جھٹلایا انہوں نے پس قریب ہے کہ آوینگی ان کے پاس خبریں اس کی جس کے ساتھ تمسخر کرتے تھے)

ثمّ کا ن عا قبة الّذین اساؤا السّوىء ان کذّ بوا بآ یا ت اللّٰه و کا نوا بها یستهز ؤن ۔ (پھر براہوا انجام ان لوگوں کا جنھوں نے بدی کی، جھٹلایا اللہ کی آیات کو اوران کے ساتھ تمسخر کرتے تھے)

و بدا لهم سیّئا ت ما کسبوا و حاق بهم ما کا نوا به یستهز ؤن (اور ظاہر ہوئی ان کو برائی اس چیز کی کہ کسب کیا انہوں نے اور گھیر لیا ان کو جس کے ساتھ تمسخر کرتے تھے)

و بدا لهم سیّئا ت ما عملوا و حاق بهم ما کا نوا به یستهز ؤن
(اور ظاہر ہوئی ان کے واسطے برائی اس کی کہ عمل کیا انہوں نے اور گھیر لیا ان کو اس نے جس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے)

فلمّا جا ء تهم رسلهم با لبیّنا ت فر حوا بما عند هم من العلم و حاق بهم ما کا نوا به یستهز ؤن
(پس جب ان کے پاس آئے رسول ان کے نشانیوں کے ساتھ تو وہ اس علم سے جو ان کے پاس تھا خوش ہوئے اور گھیر لیا ان کو جس کے ساتھ استہزا کرتے تھے)

فا صا بهم سیئا ت ما عملوا و حاق بهم ما کا نوا به یستهز ؤن ۔

و لقد استهز ی بر سلٍ من قبلک فحا ق بالّذ ین سخروا منهم و ما کا نوا به یستهزؤن

چونکہ صادق عبادالرحمٰن خوب جانتے ہیں کہ ہدایت کا مالک تو وہ خود ہادی جل جلالہ ہے جس نے فرمایا و الّذین اهتدوا زا د هم هدی و آ تا هم تقوا هم ۔ اور ہدایت بھی انہی کے لئے ہے جن کی نسبت فرمایا و ما یتذ کّر ا لّا من یّنیب ۔ و یهدی الیه من انا ب لہذا وہ حصول رضا الٰہی کے واسطے مصروف تعمیل احکام تو ضرور رہتے ہیں لیکن مرزا کی طرح وہ کسی کے تمسخر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہنسی وغیرہ کا فکر وخیال و پرواہ نہیں کرتے کیونکہ وہ مطمئن ہوتے اور جانتے ہیں کہ جب یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ طرف سے ہے اور ہمارا اس میں کچھ دخل وتصنع نہیں تو خواہ کوئی خوش قسمتی سے قبول کرے یا بدبختی ونادانی سے اعتراض وہنسی کرے ہمیں کیا؟ انا كفيناك المستهزئين فرمانے والا خود ہی سمجھ لے گا۔ ہاں جس بناوٹی کی بناوٹ وتراش خراش کا ان الہی امور میں دخل ہوگا اس کو ضرور شرمندہ ہونا پڑے گا۔

❁ بالآخر مرزا صاحب بھی عاجز کے الہامات وغیرہ کی (جو اکثر آیات قرآن مجید ہوتے ہیں) تکذیب وتحقیر اور ان پر استہزاء کرتے وقت براہ مہربانی ان آیات وہدایات احکم الحاکمین خالق السماوات والارض، جل جلالہ وعم نوالہ کی طرف ضرور خیال فرمائیں۔

❁ ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

جو الہام حقائق معارف سے خالی اور غلطیوں سے بھی پر ہو کسی موافق یا مخالف کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا خاص کر اس زمانے میں بلکہ بجائے فائدہ نقصان کا اندیشہ ہے میں ایمان اور سچائی سے حلفاً کہتا ہوں کہ یہ بات سراسر سچ ہے۔

جواب۔ آپ ایمان سے حلفاً کہنے کی کیوں تکلیف کرتے ہیں یہ عاجز بلا حلف ہی قبول کرتا ہے کہ صحیح اور بالکل سچ ہے جیسا کہ خود بدولت کے الہامات سے فائدہ نہیں ہوا بلکہ بجائے فائدہ مخالفت بڑھی کسی زمانہ کی کیا خصوصیت ہے ہر زمانہ میں یہی حال ہے:

بوئے جنسیت کند جذب صفات

لیکن عاجز تو فائدہ ونقصان وغیرہ کسی چیز کی فکر نہیں کرتا کیونکہ الہامات میں جب کسی بشر کا دخل نہ ہو تو پھر وہ جیسے ہوں، ہوں۔ ہم تو فرمان بردار ہیں مالک خالق خواہ کسی کو فائدہ پہنچا دے یا نقصان اس کا اختیار ہے۔

ما بندگان عبودیت شعاریم
فتح و شکست کار نداریم

وبقول سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ:

بندہ خدمت گارم وباقبال وادبار کہ در قدرت واختیار قادر مختار است کار ندارم۔

ہمارا دخل ہی کیا ہے؟ اپنی فضیلت وشیخی جتانے کو آگے کیوں بڑھیں۔ ہم حسب الحکم وحسب استطاعت واطاعت وخدمت میں دست بستہ حاضر ہیں آگے وہ جانے اور اس کا کام۔ خود ہمارے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاوی علیہ افضل الصلوۃ والتحیات کو جب اس نے فرمایا:

لست علیھم بمصیطر (تو ان پر داروغہ نہیں)

قل لّست علیکم بوکیل (کہہ میں تم پر وکیل نہیں ہوں)

انّک لا تھدی من احببت و لکنّ اللّٰہ یھدی من یشاء (تحقیق تو جس کو چاہے ہدایت نہیں دے سکتا لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے)

و ما انت علیھم بوکیل (تو ان پر وکیل نہیں)

ما انت بھادی العمی عن ضلالتھم ۔ ان تسمع الا من یّؤمن بآیاتنا فھم مسلمون ۔ (اور تو اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہدایت کرنے والا نہیں، تو اسی کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ مسلمان ہیں)

لیس علیک ھداھم و لکنّ اللّٰہ یھدی من یّشاء فان اعرضوا فما ارسلناك علیھم حفیظاً (تجھ پر ان کی ہدایت کا ذمہ نہیں لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے پس اگر وہ اعراض کریں تو ہم نے تجھ کو ان پر نگہبان نہیں بنایا)

ان علیک الا البلاغ (تجھ پر تو صرف پہنچا دینا ہے)۔ تو پھر کسی اور کی کیا حقیقت ہے

❁ حقائق و معارف کا بیان کئی جگہ ہو چکا ہے۔

❁❁ ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

میرے عزیز دوست توجہ الی اللہ کی طرف زیادہ ترقی کریں کہ جیسی جیسی دل کی صفائی بڑھے گی ایسا ہی الہامات میں فصاحت کی صفائی بڑھے گی یہی بھید ہے کہ قرآن کی وحی دوسرے تمام نبیوں کی وحیوں سے علاوہ معارف کے فصاحت بلاغت میں بھی بڑھ کر ہے۔ وغیرہ (الی) بیعت ایک خرید و فروخت کا معاملہ ہے میرا یقین ہے کہ اگر یہ معزز دوست زیادہ توجہ فرمائینگے تو جلد تر ان کے الہامات میں ایک کامل رنگ پیدا ہو جائیگا۔

جواب۔ عاجز کی توجہ الی اللہ کا جو محض اسی واہب العطیات وارحم الراحمین کی عطا و بخشش ہے مرزا صاحب کو یہ اثر ہوا کہ آپ ایسے ناراض و برہم ہوئے کہ اس کے ردّ میں یا اس کی ناچیزی ثابت کرنے کو یہ رسالہ قریباً دو جزو کا تحریر فرما کر بنام نہاد نصیحت شائع فرمایا ہے پس اب اگر عاجز حسب ارشاد ان کے زیادہ توجہ کرے اور جو کچھ بفضلہٖ تعالی اس کا زیادہ نتیجہ ہو، اس پر خود بدولت بھی حسب دستور زیادہ ردّ فرما کر کوئی زیادہ حجم والا رسالہ شائع فرمانے کا قصد فرماتے ہوں گے؟ جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی نصیحت عاجز کو فرماتے ہیں۔ ہاں اگر مرزا صاحب نے الہامات مندرجہ ہذا ملاحظہ فرما کر اظہار خوشی فرمایا تو عاجز انشاء اللہ العزیز تعمیل ارشاد میں بعونہ تعالی وتقدس سعی کرے گا۔

مرزا صاحب خود فرماتے ہیں کہ قرآن کی وحی تمام نبیوں کی وحیوں سے فصاحت میں بڑھ کر ہے اور عاجز کے الہامات اکثر آیات قرآن ہی ہوتے ہیں الّا ماشاء اللہ، تو پھر محض اظہار فضیلت خود بدولت کیلئے ان کی فصاحت وصفائی پر نکتہ چینی کیوں کرتے ہیں؟ شائد مرزا صاحب نے کبیدہ خاطری وبرہمی مزاج کی حالت میں ان الہامات کو سنا لہذا خیال نہیں کیا کہ یہ کیسے ہیں؟

مرزا صاحب کے نوٹ کی عاجز تصدیق کرتا ہے جس دن سے اللہ جل شانہ نے اپنے فضل وکرم سے مرزا صاحب کی اصلی حقیقت سے مطلع فرما کر ان کی طرفداری وحمایت چھوڑنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اس دن سے رنگ عمدہ اور کچھ اور ہی ہو گیا ہے وہ ناشائستگی وغیرہ کا نقص جاتا رہا ہے جو پہلے کچھ بھی قبض وتحیر کی حالت لاحق تھی وہ مبدل بہ بسط واطمینان ہوگئی ہے فالحمد للہ

یہ بھی غنیمت ہے کہ توجہ الی اللہ کو ترقی فصاحت کی صفائی اور کامل رنگ کا موجب فرمادیا ہے ورنہ جو کچھ مرزا کا عمل درآمد اور جس کا دن رات اعلان ہے وہ تو یہی ہے کہ کل ترقی وصفائی اور کامل رنگ وغیرہ نعمائے اسی کے لئے خاص ہیں جو ان کی غلامی وچاکری میں اپنے نفس کو معہ لوازم آپ کے ہاتھ پر بیچ دے۔ اس کو ہاتھ میں ہاتھ ملانے میں سب کچھ زبانی فوراً مل جاتا ہے گو اس کا ثبوت اور نمونہ کبھی دیکھا نہیں گیا۔ اور مرزا یہ تو فرماویں کہ اپنے مقابلہ پر تو آپ کسی دوسرے کی توجہ الی اللہ کی کچھ حقیقت نہیں جانتے تو پھر خود بدولت کے الہامات میں اس قدر عرصہ دراز کے بعد بھی فصاحت اور کامل رنگ کیوں پیدا نہیں ہوا؟ جس کے باعث علماء ومولوی غلطیاں نکالتے ہیں۔

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۲۹ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

> اور میں حلفاً کہتا ہوں کہ جس قدر ہمارے دوست فاضل مولوی عبدالکریم وعظ کے وقت قرآن کے حقائق معارف بیان کرتے ہیں مجھے ہرگز امید نہیں کہ انکا ہزاروں حصہ بھی میرے عزیز دوست کے منہ سے نکل سکے۔ اسکی یہی وجہ ہے کہ الہامی طریق ابھی ناقص اور کسبی طریق بکلی متروک نہ معلوم کسی محقق سے قرآن سننے کا بھی موقع ہوا یا نہیں۔

جواب۔ ابھی صفحہ ۲۸ ضرورۃ الامام پر حلف اٹھا کر بیان کیا، اب پھر حلف، تعجب ہے کہ مرزا صاحب بدعوی اسلام وقرآن دانی ارشاد خداوندی و لا تجعلوا اللّٰہ عرضۃً لّا یما نکم (اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ) کی پرواہ نہ کرکے اتّخذوا ایما نھم جنّۃ فصدّوا عن سبیل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰه انّھم ساء ما کانوا یعملون (انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا ہے پس روکتے ہیں اللہ کے رستے سے، تحقیق برا ہے جو کچھ کرتے ہیں) والوں میں کیوں داخل ہوتے ہیں؟ اور پھر پیروان و متبعان قرآن کے سامنے بار بار قسمیں اٹھانے میں و لا تطع کلّ حلّاف مّھین پر کیوں خیال نہیں کیا؟ مرزا صاحب بے ضرورت حلفوں کی تکلیف نہ کریں، عاجز بلا حلف ہی اس امر کو تسلیم وقبول کر لیتا ہے کیونکہ عاجز نے بطاقت لسانی ذہن آزمائی کی مشق تو درکنار کبھی اس کوچہ میں پاؤں بھی نہیں رکھا اور نہ کبھی خیال کیا بخوف حکم من قال فی القرآن برأیه فلیتبوّا مقعده من النّار (جو قرآن میں اپنی رائے سے کہے وہ اپنی جگہ دوزخ میں تیار کر لے)

من قال فی القرآن برأیه فاصاب فقد اخطی (جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کہے اور صواب کو پہنچے تو بھی خطا کار ہے)۔

اور حضرت معاذؓ والی حدیث کا آخری حصہ بھی مدنظر ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا:

ثکلتک امّک یا معاذ ھل یکبّ النّاس فی النّار علی وجوھھم او علی مناخرھم الّا حصائد السنتھم (لوگ آگ میں مونہوں اور نتھنوں کے بل اپنی زبانوں کی کاٹ کے سبب سے ہی گرائے جائیں گے)۔

مرزا صاحب تو ہزارم حصہ فرماتے ہیں عاجز کی کیا مجال کہ لاکھواں بلکہ کروڑم حصہ کے بیان کرنے کا بھی دعوی کرے اور عاجز کو اس کا بھی کچھ مضائقہ نہیں کہ آپ عاجز کے الہامی طریق کو بزبان خود اپنے مرید کے مقابل ناقص کہہ کر کسی طریق کو بلکی متروک کہیں۔ گو مولوی صاحب کو خود اپنے ملہم ہونے کا یقین نہ ہو کیونکہ آج تک عاجز نے ان کا دعوی الہام یا کوئی الہام ان کا نہیں سنا۔ ہاں مولوی صاحب کی چونکہ مرزا صاحب خود نہایت خاطر تواضع خدمت و مدارات کرتے رہتے ہیں لہذا مولوی صاحب بھی اس کے عوضانہ میں ہر خطبہ وموقعہ پر مرزا صاحب کی گوناگوں مدح وثنا کرنے میں حتی الوسع نہایت ہی مصروف ومبالغہ کرتے رہتے ہیں کیونکہ اس کام کے سوائے اور کوئی خدمت بھی بظاہر مولوی صاحب کے ذمہ نہیں اور یہی کام مرزا صاحب کو نہایت پسند خاطر و مرغوب طبع ہے لہذا اسی کو حقائق ومعارف جانتے اور اسی کی تعریف کر کے کہتے ہیں کہ ان کا ہزارم حصہ بھی عاجز کے منہ سے نہیں نکل سکتا۔ اور یہ کہنا مرزا کا صحیح و درست ہے۔ عاجز پر کیا موقوف کوئی مخلص مومن اپنا شغل ذکر اللہ عزوجل وعبادت الٰہی ترک کر کے محض خاطر وتواضع کے سبب مرزا کی خلاف واقعہ غیر صحیح مخالف شریعت مدح وثنا میں مصروف ہو کر اپنی تضیع اوقات وعمر رائگاں کیوں کر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر سکتا ہے؟ مولوی صاحب کے حقائق و معارف کا ذکر باب سوم میں آتا ہے۔

ہاں مرزا نے بھی خود بدولت کا عرفی کسبی سلسلہ کبھی نہیں بیان فرمایا کہ کس بزرگ سے یہ کمال کسب فرما کر حاصل کیا ہے جس طرح کہ عاجز اپنے امام و پیر و مرشد سید عبداللہ غزنویؒ کے فیض صحبت و تعلیم کا مقر و مشکور ہے اور اسی طرح دوسرے فقراؤں میں بھی اپنے اپنے مشائخ و سلسلہ کے قائل و مداح ہیں۔ اگر مرزا صاحب فرماویں کہ کوئی عرفی کسبی سلسلہ نہیں بلکہ، خواندم در دبستان محمد، اور براہ راست تعلیم دبستان کریم سے ہے جیسا کہ شہادۃ القرآن کے صفحہ۲ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

> خدا تعالی نے میرے دل کو دنیا سے پھیر دیا ہے اور اپنی محبت سے بھر دیا نہ میری کوشش سے بلکہ اپنے فضل و کرم سے،۔

تو اس صورت میں دوسرے عاجزوں کے واسطے اس کو کیوں محال و مسدود خیال فرماتے ہیں؟ کیا ضرور ہے کہ اس شہنشاہ عالی جاہ کی رحمت محدود و خرچ ہو چکی ہوئی خیال کریں یا کہ الہام عاجز قل لّو کنتم تملکو ن خزا ئن ر حمت ربّی اذا لّا مسکتم خشیۃ ا لا نفاق کے مرزا صاحب بار بار خواہ نخواہ مصداق بنیں۔ ایسے تفاخر بلند پروازی و شیخی کے الفاظ کے مقابلہ پر براہ مہربانی عاجز کے الہامات:

> انّی مھین لمن ارا د اھا نتک (جو تیری اہانت کا ارادہ کرے میں اس کو ضرور ذلیل کرنے والا ہوں)
>
> ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد　　　تا دلے صاحب دلے نامد بدرد
>
> انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقو مٍ حتّی یغیّروا ما با نفسھم (تحقیق اللہ قوم کی نعمتوں میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ خود اپنے حالات نہ بدلے)

وغیرہ پر توجہ فرماویں۔ مرزا صاحب تحقیر فرما کر ان کو ناقص فرماویں لیکن جب عاجز روز بروز ان کو اسی طرح پورا واقع ہوتا دیکھتا ہے تو عاجز ان کو ایسا کیوں کر خیال کر سکتا ہے؟ اور کسی طریق سے مرزا صاحب کی یہی مراد معلوم ہوتی ہے کہ ان کی بیعت کر کے حاصل کیا جائے۔ سو اس میں معذوری ہے کیونکہ عاجز طرح طرح سے اس سے روکا جاتا ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالی کے محض اپنے فضل و کرم سے الہاماً اس خاکسار ذرہ بے مقدار کو اکثر پڑھایا جاتا ہے کئی سورتیں اور کتنا ہی حصہ پڑھ چکا ہوں۔ اگرچہ اول بھی کچھ کچھ اپنے شیخ مرحوم کی صحبت میں پڑھا تھا جو اپنے وقت میں امام اہل قرآن تھے.. دوسرے کسی محقق سے قرآن مجید سننے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا کیا عرض کروں مرزا کو اختیار ہے جو چاہیں فرماویں لیکن اس ارشاد و من لا یجب داعی اللّٰہ فلیس بمعجز فی الارض و لیس لہ من دونہ اولیاء اولئک فی ضلالٍ مّبین (جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کو قبول نہ کرے پس وہ زمین میں عاجز کرنے، بھاگنے، والا نہیں اور اسکے واسطے اللہ کے سوا کوئی والی نہیں اور وہ لوگ گمراہی ظاہر میں ہیں) پر بھی ضرور غور فرماویں

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

ہم انکار نہیں کرتے کہ آپ پر علم لدنی کے چشمے کھل جائیں مگر ابھی تو نہیں۔ خوابوں اور کشفوں پر استعارات و مجازات غالب ہوتے ہیں مگر آپ نے اپنے خواب کو حقیقت پر حمل کر لیا۔

جواب۔ الحمد للہ کہ کسی کے انکار و اقرار کی لدنی علم میں کچھ مداخلت نہیں۔ ثم الحمد للہ کہ یہ نعمت بلکہ ہر نعمت اس مالک علیم نے اپنے ہی قبضہ قدرت میں رکھی ہوئی ہے۔ اگر کسی ایسے بخیل و ممسک تنگ دل و تنگ چشم کا دخل و اختیار ہوتا جو کسی دوسرے پر نعمت الٰہی دیکھ نہیں سکتا تو اذا الامسکتم خشیۃ الانفاق والا ہی معاملہ کرتا۔

مرزا صاحب کا مگر، ابھی نہیں، کہنا تب معقول و بجا تھا کہ مرزا صاحب نے سوائے اپنے مریدوں کے کسی دوسرے غریب مسلمان پر لدنی علم کے چشمے کھلے ہوئے قبول فرمائے ہوتے ۔لیکن جس حالت میں سوائے خود بدولت کے کسی اور کو اس کا مستحق و مستفیض خیال ہی نہیں فرماتے اور نہ امید کہ بایں حالات و دعاوی آئندہ کو بھی کسی دوسرے کیلئے جائز رکھیں تو پھر یہ قول ہی فضول ہے خیر آپ سے اتنا بھی غنیمت ہے کہ عاجز پر لدنی علم کے چشمے کا دروازہ بالکل بند نہیں فرما دیا بلکہ اس کے قابل امیدواروں میں گو، ابھی نہیں، داخل تو کر لیا ہے۔

بے شک خوابوں اور کشفوں پر استعارات و مجازات غالب ہوتے ہیں اور اسی لئے عاجز ان کو جب تک کتاب اللہ و سنت کے موافق نہ پاوے ان پر ہرگز اعتبار نہیں کرتا۔ یہ مرزا صاحب ہی ہیں کہ خود بدولت کے ذرہ ذرہ خیالات واوہام کو بھی الہام و وحی کا درجہ دیتے ہیں۔ بنابراں اخیر پر ان کو ندامت و شرم سے تاویلوں کی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

مرزا نے یہ کیونکر فرمایا، عاجز نے تو خواب کو ہرگز حقیقت پر حمل نہیں کیا۔ یہ تو آپ کے مریدین ہیں کہ مجازات و استعارات تو درکنار خود الہام میں بھی فرق نہیں کر سکتے اور تس پر بھی خود بدولت انکے اشتہاری سرٹیفکیٹوں کو جو آپ کے تراش خراش و درستی کے بعد طبع ہوتے ہیں بسرو چشم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فخراً قبول کر لیتے ہیں اور ان پر یہ خیال ہرگز نہیں آتا کہ خوابوں کو حقیقت پر کیوں حمل کر لیتے ہیں۔

مرزا صاحب کے مخالف عاجز کے بہت الہامات ہیں اور ہوتے رہتے ہیں اور جس حالت میں کہ وہ خواب تصدیق اور بعینہ پورا ہو گیا، تو اب اگر اس کو حقیقت پر بھی حمل کریں تو کیا مضائقہ کیونکہ وہ اسی طرح واقع ہو چکا۔ عاجز نے اپنا خواب صرف خواب ہی کے طور پر بیان کیا تھا جس کے آپ خود مقر ہیں، تو لازم تھا کہ آرام سے آپ اس کی تعبیر فرماتے، نہ کہ جوش میں آ کر اپنی فضیلت کے اظہار کے لئے رسالہ لکھ مارتے۔

مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ پر قادیانی اتہامات

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

مجدد صاحب سرہندی نے ایک کشف میں دیکھا تھا کہ آنحضرت ﷺ کو ان کے طفیل خلیل اللہ کا مرتبہ ملا اور اس سے بڑھ کر شاہ ولی اللہؒ نے دیکھا تھا کہ گویا آنحضرت ﷺ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے مگر انہوں نے بباعث بسطت علم کے وہ خیال نہ کیا جو آپ نے کیا، بلکہ تاویل کی۔

جواب۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے یہ الفاظ تو نہیں فرمائے جو آپ نے ان کی عبارت سے نکال کر فرمائے ہیں اور نہ انہوں نے کوئی تاویل کی ہے بلکہ جہاں اس امر میں کچھ تحریر فرمایا ہے وہاں صاف موجود ہے:

چہ آں فرد ایں کمال را بمتابعت آن نبی یافتہ است و بطفیل او بایں دولت رسیدہ۔ پس آں کمال فی الحقیقت ازاں نبی ست و نتیجہ متابعت اوست و آن فرد بیش از خادم او نیست کہ از خزائن او خرچ کردہ لباسہائے مزیت طیار کردہ می آرد کہ باعث حسن و جمال مخدوم میگردد و در عظمت کبریائی اومی افزائد۔ الخ۔

اور شاہ ولی اللہؒ صاحب نے بھی ان ہی معارف امام ربانی کی شرح میں اول بہت کچھ تحریر فرما کر پھر فرمایا ہے:

و اگر تحقیق دانشمندانہ در حل ایں اشکال سر دہیم میتوانیم گفت کہ غرض شیخ اثبات اصل خلت است آنحضرت ﷺ در اول امر بغیر توسط و اثبات توسط خود در فیضان خلت بر بنی آدم بآن معنی کہ بتوسط او بعد ہزار سال مردماں حصہ ازاں خلت یافتند و دریں جا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خدشہ نمی آید زیرا کہ فضائل اضافیہ مثل مقتداء ومتبوع عجم شدن بتوسط خلفاء متحقق شدہ است وہم چنیں ہر عالمے کہ بسبب او جمعی مہتدی شوند واتباع حضرت خاتم الانبیاء ﷺ درست کنند آں عالم واسط عموم دعوت ومقتداء بودن آنحضرت ﷺ مر آن قوم را خواہد بود انکار آن مکابرہ است والحمد للہ۔

ایسا ہی شاہ ولی اللہؒ کو تعلیم کے طور پر بیعت کرنے کا طریق اگر آنحضرت ﷺ نے سکھلایا تو یہ بھی کوئی تاویل طلب امر نہیں۔ فیوض الحرمین میں شاہ صاحبؒ نے کئی جگہ اس تعلیم کا حال لکھا ہے چنانچہ مشہد ۱۷ میں فرمایا کہ:

مجھ کو سالک بنایا خود آپ ﷺ نے اور آپ نے تربیت فرمائی میری۔ پس میں اویسی ہوں اور شاگرد ہوں رسول اللہ ﷺ کا بلا واسطہ کسی کے۔

مشہد ۱۸ میں فرمایا کہ:

عطا کیا مجھے اللہ تعالی نے کالبد اپنے رستہ کے سلوک کا بواسطہ رسول اللہ ﷺ کے اور باعث عطا کا ہوئی ان کی روح مکرم۔

مشہد ۲۶ میں فرمایا:

فیض صحبت رسول اللہ ﷺ سے مجھ پر کھل گئے بہت علوم اللہ تعالی کی معرفت کے۔

مشہد ۲۸ میں فرمایا:

افاضہ ہوئی مجھ پر جناب مقدس رسول اللہ ﷺ سے کیفیت بندہ کی ترقی کی اپنی حیز سے حیز قدس کی طرف۔ الخ

مشہد ۳۳ میں فرمایا: مستفید ہوا میں جناب نبی ﷺ سے۔

اور انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے مفصل تحریر فرمایا ہے:

در عالم باطن ارتباط ایں فقیر از جہت بیعت وصحبت وخرقہ وفیض توجہ وتلقین بجناب عالی حضرت پیغمبر ﷺ است وتفصیل ایں اجمال آنکہ فقیر در واقعہ دید کہ بخدمت آنحضرت ﷺ رسیدہ است ومقابل آنحضرت ﷺ نشستہ نخست آنحضرت ﷺ صورت مثالیہ افاضہ فرمودند۔

اس جگہ بعد تشریح مراتب وحالات کے فرمایا:

چوں ایں معرفت جلیلہ بخاطرم جا گرفت آنحضرت ﷺ متبسم کناں سر از جیب مراقبہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیرون بیرون آوردند و دو دست خویش برداشتند واشارت فرمودند بہ بیعت ومصافحہ ایں فقیر برخاست وزانو بزانو متصل ساختہ دو دست خود درمیان دو دست آنحضرت ﷺ نہادو بیعت کرد و بعد از فراغ از بیعت چشم فرو بستند وایں فقیر نیز درحضور مبارک چشم بستہ متوجہ شد انگاہ ہماں نسبت خاصہ کہ سابقاً علم آں دادہ بودند عطا فرمودند فاحطت بھا علما وحاشا دریں واقعہ ہیچ کلمہ وکلام درمیان نہ بود وافاضہ روحانیہ بود باشارت وفعل۔

وچوں ایں فقیر بزیارت مدینہ منورہ رسید ومدتے برقبر مبارک متوجہ شد مراتب جذب وسلوک ہمہ از ابتداء تا انتہاء درنظر آنحضرت ﷺ طی کرد آنگاہ ایں فقیر را بزکی وحکیم ملقب ساختند وطریقہ عنایت فرمودند وآنچہ درعلم مشکلات داشتم پرسیدم جواب باصواب اکثر آں چیزہا دررسالہ فیوض الحرمین نوشتہ ام وبیان طریقہ دررسالہ ہمعات میرشد؟

شاہ ولی اللہؒ نے تو اپنی بیعت کا ذکر اس طرح لکھا ہے جو بیان ہوا اور مرزا نے لکھ دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اگر اسی بیعت بیان فرمودہ شاہ صاحب کو مرزا صاحب نے اس پیرایہ عبارت میں بہ لیاقت سلطان القلمی وامانت ودیانت امام الزمانی ڈھالا ہے تو بجز انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون پڑھنے کے اور کیا کہا جاوے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی وشاہ ولی اللہ ہر دو صاحب کمال متبع کتاب اللہ وسنت تھے اور اس لئے حیلہ وفریب نفس وشیطان سے بفضلہٖ تعالیٰ وتقدس خوب ماہر وواقف تھے لہٰذا انہوں نے ہر موقع پر عبودیت ہی کو مدنظر رکھا۔ اگر خدانخواستہ مرض تعلّی وتفاخر وہم چومن دیگرے نیست میں مبتلا ہوتے تو شاید حالات وکمالات پر خیال کر کے مثل ناواقفوں وخود پسندوں کے کچھ کا کچھ بن بیٹھتے لیکن نہیں بنے۔ اور یہ ہی راسخین فی العلم واہل کمال کی شان ہے۔ مرزا بھی اس پر توجہ فرماویں۔

مرزا صاحب نے ان ہر دو حضرات کی بسطت علم کا اقبال واعتراف فرمایا ہے تو ان کی نصائح واقوال متبرکہ پر بھی توجہ فرمائیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی کے نصائح کا ذکر کئی جگہ اس کتاب میں ہوا ہے۔ خاص کر فضیلت مرتبہ عبودیت قابل ملاحظہ مرزا صاحب ہے کہ اس کو اپنے تفاخر وتعلّی وبلند پروازی سے موازنہ کریں کہ کس قدر بعد المشرقین ہے۔

امام ممدوح نے اپنے مکتوب میں شیخ عبداللہ کو کتاب تبصرۃ الرحمٰن بعد مطالعہ واپس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے وقت تحریر فرمایا:

مصنف ایں کتاب خیلے میل بمذہب فلاسفہ دارد و ونزدیک است کہ حکماء را عدیل انبیاء سازد۔ آیۃ درسورۃ ہود بنظر درآمد کہ بیان آن را بطرز حکماء کہ خلاف طور انبیاء علیھم الصلوٰۃ والتحیات است کردہ است وتسویہ درمیان انبیاء وحکماء ارادہ وگفتہ است درمیان کریمہ اولٰئک الّذین لیس لھم فی الآخرۃ الّا النّار باتفاق الحکماء الّا النّار الحسی باوجود اجماع انبیاء اتفاق حکماء چہ گنجائش دارد؟ ودرعذاب اخروی قول شانرا چہ اعتبار است؟ علی الخصوص کہ مخالف اقوال انبیاء بود۔ فلاسفہ کہ عذاب عقلی اثبات می نمایند مقصود رفع عذاب حسی است کہ اجماع انبیاء برثبوت آں واقع شدہ است۔ درمواضع دیگر آیات قرآنی را موافق مذاق حکماء بیان میکند ہر چند مخالف مذہب مسکین نبود مطالعہ ایں کتاب بے ضرر ہائے خفیہ بلکہ جلیہ نیست اظہار ایں معنی لازم دانستہ بچند کلمہ متصدع گشت۔ والسلام فقط۔

مکتوب بست وسوم میں فرمایا کہ انبیاء عالمیان کے لئے رحمت ہیں۔ انہی بزرگوں کی بعثت کے ذریعہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہم ناقص عقلان وقاصرادرا کان کو اپنی ذات وصفات سے خبر دے کر باندازہ فہم کوتہ اپنے کمالات ذاتیہ وصفاتیہ مراضی ونامراضی پر اطلاع بخشی۔ اگر ان کے وجود شریف کا توسل نہ ہوتا تو عقول بشری اثبات صانع تعالیٰ سے عاجز اور ادراک کمالات او سبحانہ میں ناقص وقاصر رہتیں۔ قدماء فلاسفہ جو اپنے آپ کو اکابرار باب عقول سمجھتے ہیں منکر صانع گزرے ہیں اور اشیاء کو نقصان عقل کے سبب دہر پر منسوب کرتے۔ چنانچہ مجادلہ نمرود بادشاہ کا بحضرت خلیل اللہ درا ثبات خالق السماوات والارض مشہور ہے اور قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے۔ بالجملہ عقل اس دولت عظمی کے اثبات میں قاصر ہے اور بدون ہدایت انبیاء اس دولت سرا تک اس کی رسائی نہیں۔ جب انبیاء کی دعوت بخدائے خالق زمین وزمان بتواتر شہرت پا کران بزرگواروں کا کلمہ بلند ہوا تو ہر زمانہ کے سفہاء جن کو ثبوت صانع میں تردد تھا اپنے قبح پر مطلع ہو کر بے اختیار وجود صانع کے قائل ہو گئے۔ یہ نور انوار انبیاء سے مقتبس ہوا اور یہ دولت انہی کے خوان سے ظاہر ہوئی اسی طرح جو تبلیغ انبیاء سے ہم کو پہنچا نسبت صفات کمال واجبی جل سلطانہ بعثت انبیاء، عصمت ملائکہ، حشر ونشر، وجود بہشت ودوزخ، تنعیم وتعذیب دائمی وغیرہ جن پر شریعت ناطق ہے عقل اس کے ادراک میں قاصر ہے اور بغیر سماع ان بزرگواران سے ان کے اثبات میں ناقص وغیر مستقل۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس طرح طور عقل، طور حسی کے علاوہ ہے کہ جو کچھ جو حس سے مدرک نہ ہو عقل اس کا ادراک کر لیتی ہے، اسی طرح طور نبوۃ علاوہ طور عقل کے ہے جو عقل سے سمجھا نہیں جاتا بتوسل نبوت سمجھ میں آ جاتا ہے۔ اور جو کوئی سوائے طور عقل کے اور کوئی طریقہ معرفت اثبات کا نہیں مانتا فی الحقیقت وہ منکر طور نبوۃ و مصادم بداہت کا ہے۔ پس وجود انبیاء سے چارہ نہیں تاکہ شکر منعم جل سلطانہ جو عقلاً واجب ہے اس کی طرف دلالت کریں اور تعظیم مولی جل وعلا جس کا تعلق علم وعمل سے ہے اسی سے معلوم کر کے ظاہر کریں کیونکہ تعظیم او تعالی جو او سبحانہ سے مستفاد نہ ہو وہ اس کے شکر کے شایان نہیں اس لئے کہ قوت بشری اس کے ادراک میں عاجز ہے۔ اغلب ہے کہ غیر تعظیم او سبحانہ کو تعظیم او رعالی سمجھ کر شکر سے ہجو کی طرف چلے جاویں ۔ طریق استفادہ و تعظیم آنحضرت جل شانہ از آنحضرت تعالی وتقدس مقصور بر نبوۃ ومنحصر بہ تبلیغ انبیاء کے ہے اور الہام اولیاء انوار نبوت سے مقتبس ہے اور برکات و فیوض متابعت انبیاء سے۔ اس امر میں اگر عقل مکتفی ہوتی تو فلاسفہ یونان جنہوں نے عقل کو اپنا پیشوا بنایا ہوا تھا وہ بادیہ ضلالت میں نہ رہتے اور حق سبحانہ کو سب سے زیادہ شناخت کرتے حالانکہ وہ جاہل ترین مردم ذات وصفات واجبی جل سلطانہ میں ہیں کہ حق سبحانہ کو بے کار و معطل جان کر اپنے پاس سے عقل فعال تراش کر حوادث کو خالق سماوات وارض سے علیحدہ کر کے اس سے منسوب کرتے ہیں حالانکہ حق سبحانہ اپنے آپ کو خالق السماوات والارض رب المشرق و رب المغرب فرماتا ہے۔ ان سفیہوں کو اپنے زعم فاسد میں حضرت حق سبحانہ تعالی سے کوئی احتیاج نہیں اور نہ اس ذات پاک سے کچھ سر نیاز۔ ان کو چاہیے کہ اضطرار واحتیاج کے وقت بھی اپنی عقل فعال کی طرف ہی رجوع کریں اور اسی میں اپنی قضاء حاجت چاہیں کیونکہ معاملہ کو جو اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ عقل فعال جب ان کے نزدیک موجب ہے نہ مختار تو قضاء حاجت اس سے چاہنا بھی معقول نہیں ان الکافرین لا مولی لھم (تحقیق کافروں کا کوئی مولی نہیں)۔ عقل فعال کی کیا حقیقت کہ سرانجام اشیاء وحوادث اس پر موقوف ہو؟ اس کے خود نفس وجود وثبوت میں ہزار سخن ہیں کیونکہ اس کے تحقیق وحصول کی بنا مقدمات زراندودہ فلسفہ پر ہے جو بمقابلہ اصول فقہ اسلامیہ کے ناتمام ونافرجام ہیں۔ ابلہی و بے عقلی ہوگی کہ اشیاء کو قادر مختار جل شانہ سے الگ کر کے ایسے امر موہوم کی طرف نسبت کریں بلکہ اشیاء اپنے عدم پر راضی وخورسند ہو کر ہرگز موجود ہونے کی آرزو نہ کریں گے اس لئے کہ ان کے ظہور ووجود کی نسبت ایک سفسطی کی تراشیدہ شئے کی طرف کی جائے اور وہ سعادت انتساب بقدرت قادر مختار جل سلطانہ سے ممتنع ہوں کبرت کلمۃً

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تخرج من افواھھم ان یّقولون الّا کذباً (بڑی بات ان کے مونہوں سے نکلتی ہے، یہ نرا جھوٹ بولتے ہیں)

کفار دارالحرب باوجود بت پرستی ہا اس جماعت سے اچھے ہیں کی تنگی کے وقت حق تعالی سبحانہ سے التجا کرتے اور بتوں کو وسیلہ شفاعت کا پیش کرتے ہیں۔ عجب ہے ان سفہاء کو حکماء کہتے ہیں اور بحکمت منسوب کرتے ہیں اور اکثر احکام ان کے خصوصاً الہیات میں کہ مقصد اسی سے ہے کاذبہ ہیں اور مخالف کتاب وسنت۔ باوجود سراسر جہل مرکب کے جو ان کے حصہ میں ہے اطلاق حکماء ان پر کس اعتبار پر کیا جاوے؟ مگر بر سبیل تحکم واستہزاء کہا جاوے ویا جیسا اطلاق بصیر کا اعمی پر ہوتا ہے؟ ان سفہاء میں سے ایک جماعت نے جو بغیر التزام طریق انبیاء کے بتقلید صوفیا الھیہ جو ہر عصر میں متبعان انبیاء سے ہوتے رہے ہیں طریق ریاضت ومجاہدات اختیار کیا اور اپنے وقت کی صفائی پر مغرور ہوکر اپنے خواب وخیال پر اعتماد کیا اور کشوف خیالی کو اپنا مقتداء بنا کر گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کیا۔ یہ نہیں جانتے کہ یہ صفائی صفائی نفس ہے جو ضلالت کی طرف لے جاتی ہے برخلاف صفائی قلب کے جو دریچہ ہدایت کا ہے اور صفائی قلب وابستہ بمتابعت انبیاء کے ہے اور تزکیہ نفس کا مربوط بصفائی قلب اور اس کی سیاست کے ہے جو خاص نفس کیلئے ہو۔ بالجملہ طریق ریاضت ومجاہدات درمنگ؟ طریق نظر واستدلال تب قابل اعتبار واعتماد ہوتا ہے جب مقرون بتصدیق انبیاء ہووے جو وہ حق جل وعلا کی طرف سے تبلیغ کرتے ہیں اور بتائیداو سبحانہ مؤید ہیں۔ ان بزرگواران کا کارخانہ بنزول ملائکہ معصومین کید ومکر دشمن لعین سے محفوظ ہے انّ عبادی لیس لک علیھم سلطان (جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا غلبہ نہیں) ان کے نقد وقت ہے اور دوسروں کو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی اور نہ دام نافرجام لعین سے رہائی متصور تاوقتیکہ التزام متابعت انبیاء کریں اور انہی کے اثر قدم پر چلیں

محال است سعدی کہ راہ صفا — تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

عجب معاملہ ہے عقول ناقصہ فلاسفہ گویا درطرف نقیض بطور نبوۃ پڑی ہیں مبدا اور معاد دونوں میں، اوران کے احکام مخالف احکام انبیاء ہیں، ان کا نہ ایمان باللہ درست اور نہ ایمان بالآخرۃ۔ قدم عالم کے قائل ہیں حالانکہ حدوث عالم بجمیع اجزا پر اجماع نہیں ہے اسی طرح انشقاق سماوات و انتشار کواکب واندکاک جبال وانفجار بحار جو بروز قیامت موعود ہیں اس کے بھی قائل نہیں۔ حشر اجساد ونصوص قرآنی کے منکر۔ ان کے متاخرین جو اپنے کو زمرہ اسلام میں داخل کرتے ہیں وہ بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اصول فلسفہ پر راسخ ہیں اور قدم سماوات وکواکب وغیرہ کے قائل اور ان کے عدم فنا و ہلاک پر حکم کرتے ہیں ان کا زور تکذیب نصوص قرآنی پر اور ان کے حصہ میں انکار ضروریات دین ہے۔ عجب مومن ہیں کہ خدا تعالی ورسول ﷺ پر لائے لیکن جو کچھ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے فرمایا وہ قبول نہیں:

فلسفہ چوں اکثرش باشد سفیہہ پس کل آن ہم سفیہہ باشد کہ حکم کل حکم اکثر است

انہوں نے ایسے آلہ کے تعلیم و تعلم میں جو خطائے فکری سے بچانے والا تھا اپنے کو مصروف تو کیا اور اس میں باریکیاں بھی نکالیں چونکہ قصد اقصائے ذات وصفات افعال واجبی علی سلطانہ نہ تھا (گویا نیت صحیح ودرست نہ تھی) لہذا اپنے ہاتھ و پاؤں کو کھو بیٹھے اور آلہ عاصمہ کو چھوڑ کر خبطوں میں پڑ کر مہلک بیابان ضلالت میں رہ گئے۔ مثل اس شخص کے جو سال ہا سال آلات حرب طیار کرے اور بوقت حرب اپنے ہاتھ و پاؤں کھو کر ان کو کام میں نہ لائے۔ لوگ علوم فلسفہ کو منسق ومنتظم جان کر خطا و غلطی سے محفوظ خیال کرتے ہیں بر تقدیر تسلیم یہ بھی ان علوم میں صادق ہوگا کہ ان میں عقل کو استقلال ہے جو خارج از مبحث وداخل دائرہ مالایعنی ہیں۔ اور ان کا آخرت سے جو دائمی ہے کچھ کام نہیں اور نجات اخروی کا ان سے کچھ ربط نہیں۔ بات تو ان علوم میں ہے کہ عقل ان کے ادراک میں عاجز و قاصر ہے اور وہ طور نبوۃ سے مربوط ہیں اور نجات اخروی ان سے وابستہ ہے۔ حجۃ الاسلام امام غزالی رسالہ منقذ من الضلال میں فرماتا ہے کہ علم طب وعلم نجوم کو فلاسفہ نے کتب انبیا سے سرقہ کیا اور خواص ادویہ وغیرہ جن کے ادراک میں عقل قاصر ہے، ان کو صحف وکتب منزلہ بانبیاء سے اقتباس کیا۔ علم تہذیب اخلاق کتب صوفیہ الہیہ سے جو ہر عصر میں ہر امت پیغمبر میں ہوتے رہے فلاسفہ نے اپنی اباطیل کے رواج دینے کیلئے چرایا۔ پس یہ تینوں معتبر علوم تو ان کے چرائے ہوئے ہیں اور جو خبط علم الہی، ذات وصفات واجبی جل سلطانہ میں انہوں نے کیا ہے اور ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ میں جو مخالفت نصوص قرآنی سے کی، اس کا کچھ ذکر ہو چکا ہے۔ باقی رہا علم ہندسہ ومثل اس کے جس کو ایک طرح کی ان سے خصوصیت ہے اگر وہ بھی منسق ومنتظم ہووے تب بھی وہ کس کارآمد اور کس عذاب ووبال آخرۃ کو دور کر سکتا ہے، علامة اعراضه تعالی عن العبد اشتغاله لا یعنیه (بندہ کا لغو امور میں مشغول ہونا، یہ علامت ہے اللہ کے اعراض کی اس سے)۔ جو کچھ آخرت میں بکار نہ آوے لایعنی ہے۔ منطق جو علم الہی ہے اور اس کو خطا سے بچانے والا کہتے ہیں وہ ان کے کام نہ آیا اور مقصد اصلی میں غلطی اور خطا سے ان کو نہ نکالا، تو دوسروں کے کس کارآمد ہوسکتا ہے اور خطا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بچا سکتا ہے۔ ربّنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لّدنک رحمةّ انّک انت الوھّاب ۔ (اے ہمارے رب اپنی ہدایت کے بعد ہمارے دلوں کو کج نہ کر اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، تحقیق تو ہی عطا فرمانے والا ہے)

بعض آدمی ناواقف جو تسویلات (سخن آرائی) فلاسفہ کے گرویدہ ہیں وہ ان کو حکماء جان کر انبیاء کے ہم پلہ جانتے ہیں بلکہ قریب ہے کہ ان کے کاذبہ علوم کو صادقہ جان کر شرائع انبیاء پر مقدم کریں۔ اعاذنا للّٰہ سبحانه عن ھذا الاعتقاد (ایسے اعتقاد سے اللہ ہم کو اپنی پناہ میں رکھے) جب کہ ان کو حکماء جانتے اور ان کے علم کو حکمت کہتے ہیں تو ناچار اس بلا میں پڑے کیونکہ حکمت عبارت علم شئے سے ہے جو مطابق نفس الامر ہو اور جو علم اس کے مخالف ہوگا وہ غیر مطابق نفس الامر کے ہوگا۔ بالجملہ ان کے اور ان کے علوم کی تصدیق مستلزم تکذیب انبیاء و تکذیب علوم انبیاء ہے کیونکہ یہ ہر دو علوم ایک دوسرے کے نقیض پڑے ہیں ایک کی تصدیق دوسرے کی تکذیب کی مستلزم ہے۔ پس جو چاہے ملت انبیاء کا التزام کر کے حزب حق جل وعلا اور اہل حیات میں سے ہو اور جو چاہے فلسفی بن کر گروہ شیطان میں داخل و خاسر و خائب ہو قال اللہ تعالیٰ: فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر (جو چاہے مومن بنے اور چاہے کفر کرے)

انا اعتدنا للظّالمین نارًا .. الخ ۔ (ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے)

و السّلام علی من اتّبع الھدی و التزم متابعة المصطفی علیه و علی جمیع اخوانه من الانبیاء الکرام و الملائکة العظام الصّلوات و التسلیمات اتمّھا و اکملھا

ان حالات و مقالات طیبہ کی دیکھا دیکھی مرزا صاحب بھی پہلے شروع تو اسی طرح ہوئے تھے جیسا ان کی کتاب سرمہ چشم آریہ و اس بیت سے ظاہر ہے:

فلسفی را چشم حق بین سخت نابینا بود   گرچہ بیکن باشد و یا بوعلی سینا بود

لیکن تہیدستی قسمت و نامساعدت بخت و نامحرمی سلوک کے سبب اس حالت پر قائم نہ رہے اور اب تو حکماء و فلاسفہ کی تقلید و ان کے مسلمات و اقوال کے ایسے شائق و گرویدہ ہوئے ہیں کہ قرآن مجید کی آیات کے مقابلہ پر بھی انہی کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ:

نیا و پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ انسان اس جسم خاکی کے ساتھ کرہ زمہریر تک پہونچ سکے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی مرزا صاحب کہتے ہیں:

علم طبیعی کی تحقیقاتیں ثابت کر چکی ہیں کہ بعض بلند پہاڑوں کی چوٹیوں کی ہوا ایسی مضر صحت ہے کہ اس میں زندہ رہنا ممکن نہیں ۔،

کبھی کہتے ہیں کہ انسان سطح زمین سے چھ میل تک صعود کر کے زندہ نہیں رہ سکتا ۔ کبھی کہتے ہیں کہ بہرحال اس بات کو ماننا پڑتا ہے جو ڈریپر نے بیان کی ہے۔

اور تفسیر اور اپنے حقائق معارف بھی خلاف سلف صالحین حسب مذاق حکماء فلاسفہ بے بصیرت ہی کرتے ہیں ۔ غور کریں کہ جن اہل اللہ کے بسطت علم و بزرگی کے آپ قائل ہیں ان کے فلسفہ و فلسفیوں کی نسبت کیا خیالات ہیں؟

امام ربانی مجدد الف ثانی کا مکتوب صدم بھی نہایت قابل توجہ ہے جو آپ نے ملا حسن کشمیری کے سوال پر تحریر فرمایا جب ملا صاحب نے پوچھا کہ شیخ کبیر یمنی نے کہا ہے کہ حق سبحانہ وتعالی عالم الغیب نہیں ۔ اس کے جواب میں مجدد صاحبؒ نے فرمایا:

مخدوما فقیر را تاب استماع امثال ایں سخناں اصلا نیست، بے اختیار رگ فاروقیم در حرکت می آید و فرصت تاویل و توجیہ آن نمیدہد ۔ قائل آں سخنان شیخ کبیر یمنی باشد یا شیخ اکبر شامی ۔ کلام محمد در کار ست نہ کلام محی الدین عربی و صدر الدین قونیوی و عبد الرزاق کاشی ۔ مارا بانص کار است نہ بفص ۔ فتوحات مدینہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساختہ است ۔ حق تعالی در کلام مجید خود را بعلم غیب خود می ستاید و خود را عالم الغیب می فرماید ۔ نفی علم غیب کردن از وسبحانہ بسیار مستقبح؟ و مستنکر است وفی الحقیقت تکذیب است مر حق را سبحانہ را غیب را معنی دیگر گفتن از شناعت نمی برآرد کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ۔ فیا لیت شعری ما حملھم علی التفوہ بامثال ھذہ الکلمات الصّریحۃ فی خلاف الشّریعۃ (بڑی بات ان کے منہ سے نکلی ہے، افسوس ہے کیا شئے ان کو ایسے کلمات صریح شریعت منہ سے نکالنے کی محرک ہوئی) منصور اگر انا الحق گوید و بسطامی سبحانی معذور اند و مغلوب اند در غلبات احوال اما ایں قسم کلام مبنی بر احوال نیست تعلق بعلم دارد و مستند بتاویل است عذر را نمی شاید و ہیچ تاویلے دریں مقام مقبول نیست فانّ کلام السّکاری یحمل و یصرف عن الظّاھر لا غیر (تحقیق اہل سکر کا کلام ظاہر سے پھیرا جاتا ہے) واگر متکلم ایں کلام مقصود از

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہار ایں کلام ملامت خلق داشتہ باشد و نفرت اینہا آں نیز مستکرہ است و مستہجن از برائے تحصیل ملامت خلق راہہا بسیار است بچہ ضرورت کسے تا بسرحد کفر رساند۔الخ

دیکھئے ایک تو یہ مجدد زمان تھے کہ خلاف شریعت شیخ عبدالکبیر یمنی، شیخ اکبر محی الدین عربی، صدرالدین قونوی وعبدالرزاق کاشی، اوران کی کتب فصوص وفتوحات مکیہ کی بھی بمقابل ارشاد قرآن مجید وارشاد محمد ﷺ کچھ پرواہ نہ کرتے اورایک اب بزبان خودمرزاصاحب مجدد ہیں کہ بمقابلہ قرآن مجید وحدیث شریف کے فلاسفہ کے اقوال اورمحرف وبے سند کتب کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں اورڈریپر وغیرہ کے قول کوقبول کرکے سنداً اپنی کتب میں درج کرتے ہیں۔

یہ تو امام ربانی مجدد الف ثانی کے باوجود بسطت علم کے معتقدات بیان ہوئے۔اب ایک فتوی شاہ ولی اللہ محدث کی طرف بھی توجہ فرمائیں جومرزاصاحب کی امامت کے بالکل موافق حال ہے وہ یہ ہے کہ شاہ صاحبؒ اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں:

ویکی از جوابہا کہ در فیوض الحرمین مرقوم نیست ایں جانوشتہ شد۔ایں فقیر در جناب آنحضرت ﷺ عرض کرد بوجہے از کلام روحانی کہ آنحضرت ﷺ چہ میفرمائید درفرقہ شیعہ کہ محبت اہل بیت دعوی می کنند و باصحاب آنحضرت ﷺ عداوت دارند افاضہ فرمودند کہ مذہب ایں جماعت باطل است و بطلان مذہب ایشان از تامل در تعریف امام کہ ایشاں مقرر کردہ اند ظاہر خواہد شد۔

بعد از افاقت ازاں حالت در معنی امام تامل کردہ شد۔معلوم گشت کہ ایشاں میگویند کہ امام معصوم مفترض الطاعت میباشد۔ووحی باطنی کہ عبارت از القائے حکم الہی بر باطن است بطریق اجتہاد یا الہام با امن از خطا دراں مسئلہ اورا اثبات می کنند۔ومیگویند اورا خدا تعالی نصب کردہ است برائے مردمان تا ایشاں را احکام الہی رساندہ۔وتحقیقت معنی نبوۃ ہمیں خصال رجوع می کنند زیرا کہ بعثہ اللّٰہ لتبلیغ الاحکام۔ حاصلش ہمیں نصب وافتراض طاعت است پس بہ حقیقت ایشاں قائل بہ ختم نبوۃ نیستند و آئمہ را رضی اللہ عنہم معنی نبوۃ اثبات میکنند۔اگرچہ نام نبوۃ نمی گویند وھل عقیدۃ اقبح من ذلک (یعنی اس عقیدہ سے بھی کوئی اور بدتر عقیدہ ہے؟) انتہی۔

اب مرزا توجہ فرماویں کہ خود بدولت بھی اپنی امامت کو بعینہ ایسا بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کرقرار دیتے اور بیان فرماتے ہیں۔اپنے آپ کومعصوم عن الخطا قرار دیتے ہیں (گوسال ہاسال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد ایام الصلح میں کچھ قدرے قلیل اپنی غلطی وغیرہ کا اعتراف بھی کیا ہے) جیسا کہ اپنے پاک الہامات کا شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہونا۔ صفحہ ۱۳ میں اور الہامی عبارت کا غلطی سے پاک ہونا صفحہ ۱۸ میں اور اپنے الہامات سے باقی الہامات کی صحت ثابت ہونا صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے۔ مفترض الطاعت ایسے بنتے ہیں کہ جو شخص پیروی و بیعت میں داخل نہ ہو اس کو خدا اور رسول کی نافرمانی کر نیوالا اور جہنمی کہہ کر مرزا صاحب کہتے ہیں:

بعد از زیم ہر آنچہ پسند ند ہیچ نیست   بد قسمت آنکہ در نظرش ہیچ محترم

وحی باطنی و القائے حکم الٰہی بر باطن بطریق اجتہاد یا الہام کیسا بلکہ صریح وحی کے مہبط بن کر مرزا صاحب نے کہا ہے:

من می زیم بوحی خدائے کہ بامن ست   پیغام اوست چوں نفس روح پرورم

بلکہ علانیہ کہتے اور لکھتے ہیں کہ خدا کا کلام جو میرے پر (مرزا پر) نازل ہوا اس کے یہ الفاظ ہیں..الخ جیسا کہ اشتہار ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۳ پر لکھا ہے۔ امن از خطا در مسائل کے ایسے مصر کہ اپنی خطا کسی امر میں مانتے ہی نہیں جیسا ضرورۃ الامام میں فرمایا:

اگر دینی حقائق کے بیان میں کسی کی رائے اس کی رائے کے مخالف ہو تو حق امام کی طرف ہوتا ہے۔

اور الہامات میں تو حضرت مسیحؑ وسید عبدالقادر جیلانیؒ کو شیطانی الہامات ہونے بیان کئے ہیں لیکن اپنے الہامات کو دخل شیطانی سے مبرا گنا ہے۔ خدا تعالی کی طرف سے بہ لیاقت ہائے بے شمار امامت پر مقرر ہونے کے ثبوت میں رسالہ ضرورۃ الامام بھر دیا ہے اور دوسری جگہ کہا ہے:

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم   عیسی کجا است تا بنہد پا بمنبرم

ماموروم و مرا چہ دریں کار اختیار   رد ایں سخن بگو بخداوند آمرم

مخلوق الٰہی کو احکام الٰہی تبلیغ کرنے میں مرزا صاحب کہتے ہیں:

حکم است از آسمان بز میں می رسانمش   گر بشنوم نگوئش آنرا کجا برم

اب مرزا صاحب فرماویں کہ حسب قول شاہ ولی اللہ صاحب اس سے بڑھ کر اور کیا حقیقت و معانی نبوۃ کے ہیں؟

اور مرزا صاحب کے دعاوی کے موافق یہ فتوی شاہ صاحب ممدوح والا کہ جو ایسا اعتقاد کرے وہ در حقیقت ختم نبوۃ کا قائل نہیں اور اس عقیدہ سے اور کوئی بدتر عقیدہ نہیں، فقط۔ یہ فتوی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا صاحب کی امامت کے بعینہ حسب حال ہے کہ نہیں؟

ختم نبوۃ سے انکار کا فتوی تو شاہ ولی اللہؒ نے رسول اللہ ﷺ سے مستفیض ہو کر فرمایا۔ اب دیگر دعاوی مثل غیب کو چابک سوار کی طرح ہر پہلو سے اپنے قبضہ میں کرنے وغیرہ کا فتوی کسی خدا خوف و عاقبت اندیش مولوی سے مرزا صاحب دریافت فرمالیں کیونکہ اپنے مجسم ومجبوب عیوب آدمی کو خود نظر نہیں آتے جیسے سرمہ کی سلائی آنکھ میں جا کر۔

مولوی نورالدین بھی شاہ ولی اللہؒ کے اس فتوی کا ذکر فرمایا کرتے ہیں وہ ہی براہ مہربانی ذرہ تامل وغور فرما کر اور خالق مالک الارض والسماوات کا خوف کر کے انصاف سے آیت

یاایّھا الّذ ین آ منوا کو نوا قوّا مین با لقسط شھداء للّٰہ و لو علی انفسکم او الوا لدین و الاقر بین ان یّکن غنیاً او فقیراً فا للّٰہ او لی بھما فلا تتّبعوا الھوی ان تعد لوا و ان تلووا او تعر ضوا فا ن اللّٰہ کان بما تعملو ن خبیراً (اے ایمان والو! اللہ کے واسطے شہادت دینے میں انصاف کے ساتھ قائم ہونے والے بنو، اگرچہ شہادت تمہاری جانوں یا ماں باپ یا قریبیوں کے مخالف ہو اور خواہ وہ غنی یا فقیر ہوں، اللہ تعالی ان کے ساتھ بہت مہربان ہے۔ عدل کرنے میں خواہش کی تابعداری نہ کرو اور اگر پھرو اور اعراض کرو تو تحقیق اللہ جو تم عمل کرتے ہو ان سے خوب خبردار ہے)

کو مدنظر رکھ کر فرماویں کہ آیا شاہ صاحبؒ والا یہ انکار ختم نبوۃ کا فیصلہ یا فتوی مرزا صاحب کی امامت ادعائیہ پر من وعن چسپاں ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

باقی رہا مرزا کا فرمان کہ، مگر انہوں نے (یعنی مجددؒ وشاہ صاحبؒ نے) وہ خیال نہ کیا جو آپ نے کیا۔ سو بجواب عرض ہے کہ عاجز خاکسار نے تو اس پر کچھ بھی خیال نہیں کیا تھا مجرد اپنا خواب آپ کو سنایا تھا جو بالکل اسی طرح صحیح و پورا ہو گیا۔ آپ آرام سے ٹھنڈے دل سے اس کی تعبیر بتلاتے نہ کہ مجرد لے دے و لتاڑ وغیرہ سے اس رؤیا عاجز کی تصدیق یعنی سید عبداللہ غزنویؒ کی تحقیر شروع کر دیتے جو بالکل خلاف متانت و ثقاہت تھی جس پر عاجز حیران و متعجب تھا کہ یا الٰہی یہ کیا معاملہ ہے یہ دعوی کمال نیابت نبوۃ اور یہ حوصلہ؟ لیکن حق تو یہ ہے کہ حق کو کون روک سکتا ہے۔

اس مضمون یعنی مجدد صاحبؒ وشاہ ولی اللہ صاحبؒ کے اختتام پر عاجز کو بحالت منام اول غیب سے آواز آئی، السلام علیکم۔ اس کے جواب میں وعلیکم السلام، کہنے پر عاجز کو خطاب ہوا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنا اجی میاں دین محمد، ،اوراس کے بعد الہام ہوا انا لننصر رسلنا (ہم خود اپنے بھیجے ہوؤں کی مدد ضرور کرتے ہیں) کلّا بل تحبّو ن العا جله (تم تو جلدی کرتے ہو)۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو حالات و مقالات ان ہر دو اکابر کے اس جگہ درج ہوئے ہیں وہ ہی حقیقتاً دین محمدی ہیں وبس۔ باقی الہام کا مطلب اظہار احسان ہے جو اس مضمون کے بہم پہونچانے میں ہوئے کیونکہ عاجز جلدی کے مارے اس کی تلاش سے اکتا تا تھا۔

مرزا قادیانی کی معذرت

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

آپ برائے خدا ناراض نہ ہوں اب تک بیعت کی حقیقت نہیں سمجھی کہ اس میں کیا دیتے ہیں اور کیا لیتے ہیں۔

جواب۔ مرزا بےضرورۃ و بلا وجہ ناراضگی پر بار بار زور دیتے ہیں۔ عاجز اپنے محسن خالق کا نہایت شکر گذار ہے کہ اس نے فضل و کرم سے ذرہ ذرہ بات پر ناراض ہو کر طیش وغضب میں آ کر جلتے بلتے رہنے اور دن رات انتقام کے فکر میں لگے رہنے والوں میں عاجز کو داخل نہیں کیا و ذلک فضل اللّه یو تیه من یّشاء (اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے) اور ناراض ہونے یا برا ماننے کی بات ہی کیا ہے۔ ہاں جو چیزیں بظاہر خلاف اسلام و غیر سبیل المومنین معلوم ہوں اس میں خواہ نخواہ خلاف ارشاد لا یکلّف اللّه نفساً الّا وسعها (اللہ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ کام نہیں ڈالتا) ہاں میں ہاں ملانے سے باز رہنے کو ناراضگی کوئی نہیں کہتا۔

بیعت کا ذکر کچھ تو پہلے ہو چکا اب اس قدر اور عرض ہے کہ مرزا نے بےضرورت اس کی حقیقت کو پیچیدہ و مشکل بنا کر لین دین کا سودا بنا دیا ہے۔ مرزا کی بار بار بیع وشرا پر زور دینے سے نہ معلوم کیا مدعا ہے؟ کیا آپ کا منشاء ومقصود کہیں آیت انّ اللّه اشترى من المو منین انفسهم و اموا لهم (اللہ نے خرید لئے ہیں مومنوں سے ان کی جانیں اور مال) کے مصداق بننے کا ہے؟ اور کھول کر کہنے سے اسلئے جھجکتے ہیں کہ مبادا لوگ یہ دعوی سن کر یک لخت درہم برہم ہو جاویں اور اگلی تراوت بھی جاتی رہے؟ لیکن ایسا سودائے خام پکانے کے پہلے اپنی کائنات ہستی عجز وضعف ونا توانی پر بھی خیال رکھیں کہ اتنی قدرت بھی نہیں ہے کہ اپنی منکوحہ آسمانی پر ہی قبضہ کر سکیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✽ بھلا یہ تو فرماویں کہ جس جنس ،اعنی دعا و تعلیم حقائق و معارف قرآن مجید، کی دکان خود بدولت نے کھولی ہے تو ان کی بیع وشرا اسلامی شریعت میں کہاں جائز و درست ہے؟ کیونکہ قرآن تو صاف نہی فرماتا لا تشتروا بآیاتی ثمناً قلیلاً وّ ایّای فاتّقون (تم میری آیتوں کے عوض مول تھوڑا مت لو، دنیا کی محبت سے دین نہ چھوڑو، مجھ ہی سے ڈرو)۔لیکن مرزا صاحب ایسے صاحب حوصلہ ہیں کہ اس کمائی پر فخر فرماتے ،اور کرامت کا اثر ٹھہراتے ہیں۔کیا اس لئے کہ مرزا صاحب کو اعمل ما شئت کا پروانہ مل چکا ہے؟

✽ طرفہ تر یہ بات ہے کہ لوگ تو پیر ومرشد اس لئے پکڑتے ہیں کہ دعاؤں وغیرہ کی توجہ سے پیر ہمارے مشکلات ومہمات میں کام آویں اور یہاں اس کے برعکس ہے کہ آئے دن بیچارے مریدین پیر کی خلاصی وحل مشکلات کے لئے پریشان۔مقدمات میں وکلاء کی تقرری وفراہمی چندہ وغیرہ میں دن رات حیران وسرگردان پھرتے ہیں ایسی پیری مریدی بے شک نادر الوجود اور ایسا بیوپار بھی دنیا سے نرالا ہے۔اللہ تعالی عاجز بندگان کو ایسے خسر الدّنیا و الآخرہ کے سودے سے بچاوے اور اپنی پناہ میں رکھے۔آمین۔

✽ بیعت کی حقیقت صاف وظاہر ہے کہ اللہ نے اس کی تعریف قرآن مجید میں فرمائی، رسول اللہ ﷺ کو اس کا حکم دیا اور انہوں نے بیعت کی۔صحابہ کرام کرتے رہے۔اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔اس میں بنظر ارشاد اللہ عز وجل وسنت رسول مقبول ﷺ بہت فوائد ومنافع ہیں کیونکہ منہیات شرعی کے ترک کا عہد وگناہوں سے توبہ کرنا تو ہر وقت انسان پر فرض ہے۔یہی اس کی حقیقت ہے اور کیا ہے؟ اور جو شخص اس کو ذریعہ معاش وگذران بنائے اور اس سے پیٹ پالنا اور بندگان الہی کو اپنا غلام وچاکر بنانا ہی مقصود رکھے،جیسا کہ مرزا صاحب کی نظم ونثر میں یہی مضمون و آرزو ہوتی ہے چنانچہ انہوں نے قصیدہ الہامیہ میں کہا ہے:

دل خون شد است ازغم ایں قوم ناشناس ۔۔۔ واز عالمان کج کہ گرفتند چنبرم
گر علم خشک وکورئے باطن نہ رہ زوے؟ ۔۔۔ ہر عالم وفقیہہ شدی ہمچو چاکرم

وہ خود اپنا نقصان آپ ہی کرے گا فانّما حسابہ عند ربّہ (پس اس کا حساب،معاملہ، اللہ کے ساتھ ہے)۔عاجز کے پیر ومرشد شیخ علیہ الرحمۃ کا تو یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ ایک قدیمی مخلص دوست نے بنظر خیر خواہی بسبیل تذکرہ ان سے اس مضمون کی درخواست کی کہ اگر آپ مریدین سے بیعت لے کر ان کو توجہ بھی دیا کریں تو ان کو بہت جلدی دینی فائدہ وسلوک میں ترقی نمایاں ہو،اور ان کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت سے جناب کے عیال واطفال کو بھی گذران میں سہولت وآرام ہوا کرے۔ اس بات کے سنتے ہی آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور دوست خیر خواہ سے توبہ کرا کے تجدید ایمان کرائی اور فرمایا کہ سوائے اللہ عزوجل کے کسی غیر پر کسی قسم کا بھروسہ رکھنا یا کوئی کام سوائے حصول رضائے الٰہی کرنا یا کسی سے کسی قسم کے حصول فائدہ کی امید رکھنا، یہ شرک ہے اور تم ایسے خیالات کی موجودگی میں ہرگز کبھی کسی سے بیعت مت لیا کرو کہ جو شخص کسی دنیوی مفاد کے لئے یہ طریق وعمل اختیار کرے وہ ہرگز اس لائق نہیں کہ لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ انتہی

غور فرماویں کہ امام اور بیعت لینے والے ایسے ہوتے ہیں، نہ ایسے کہ بیعت کر کے بندگان الٰہی غریب مخلوق کی جان و مال و ہر چیز کے مالک و خدا بن بیٹھیں وغیرہ۔ اور آئے دن مبایعین سے طرح طرح کے چندے وصول کر کے جائدادیں وزیور بنائیں۔

مدح مولوی نور الدین پر ایک نظر

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

ہماری جماعت میں اور میری بیعت کردہ بندگان خدا میں ایک مرد ہیں جو جلیل الشان فاضل ہیں اور وہ مولوی حافظ حاجی حرمین نور الدین صاحب ہیں جو گویا تمام جہان کی تفسیریں اپنے پاس رکھتے ہیں اور ایسا ہی ان کے دل میں ہزارہا قرآنی معارف کا ذخیرہ ہے اگر آپ کو فی الحقیقت بیعت لینے کی فضیلت دی گئی ہے تو ایک قرآن کا سیپارہ ان ہی کو مع حقائق معارف کے پڑھا دیویں۔ یہ لوگ دیوانہ تو نہیں کہ انہوں نے مجھ سے ہی بیعت کر لی اور دوسرے ملہموں کو چھوڑ دیا۔ اگر آپ حضرت مولوی صاحب موصوف کی پیروی کرتے تو آپ کے لئے بہتر ہوتا آپ سوچیں کہ فاضل موصوف خانمان چھوڑ کر میرے پاس آ بیٹھے اور کچے کوٹھوں میں تکلیف سے بسر کرتے ہیں۔ کیا وہ بغیر کسی بات کے دیکھنے کے دانستہ اس تکلیف کو گوارا کئے ہوئے ہیں؟

جواب۔ مرزا صاحب نے جو مولوی صاحب کی تعریف فرمائی ہے عاجز کو بھی قبل از تجربہ ووقوف براصل حقیقت سماعی بنیاد پر حسن ظن سے ایسا ہی گمان تھا، لیکن جوں جوں حالات سے آگاہی ہوتی گئی بفضلہ تعالیٰ وتقدس اس غلط حسن ظن سے بھی نجات ہوتی گئی مثلاً۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا۔سب سے اول تو اس حسن ظن میں فرق ڈالنے والا مولوی صاحب کا وہ حلفی اشتہار رہوا جو انہوں نے عبداللہ آتھم کے بارہ میں پیش گوئی پورا ہو جانے کا دیا۔ باوجودیکہ اس اشتہار سے پہلے ایک شخص کے استفسار پر تحریری شہادت دے چکے تھے کہ وہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

۲۔مولوی صاحب کے علم وفضل کا جونمونہ خط وکتابت مندرجہ رسالہ خلاف بیانی میں موجود ہے وہ جیسا عبرت ناک وپردہ برانداز ہے، محتاج بیان نہیں کہ اول ایک خط بدرخواست ترک مخالفت اور برس چھ ماہ تک نشان دیکھنے کے لئے خاموش رہنے کے واسطے لکھ کر بھیجا، پھر انکار کر دیا کہ ایسا کوئی خط نہیں لکھا۔ بعد میں جب وہ خط ظاہر ہونے لگا اور آرندہ خط نے وہ خط لاکر پہنچا دینے کا لوگوں کے روبرو اقبال کر دیا تو پھر وہی خط مشتہر کر دیا۔

۳۔مولوی صاحب نے بمخالفت قاضی سلیمان صاحب اپنے خط موسومہ نورالدین مطبوعہ اخبار الحکم ۲۴ نومبر ۱۸۹۹ء میں ایسا اندھیر کیا اور اپنی لیاقت ودیانت کا ایسا ثبوت دیا کہ اپنے فضل وکمال کے بارہ میں کسی قسم کی حسن ظنی کی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔ بتوں اور مندروں کے پجاریوں کو نعوذ باللہ سچے نبی کہا اور پھر اپنے امام صاحب کی حمایت میں ان کی پیش گوئیوں کو جھٹلایا ہے۔اور ایسے بدیہی البطلان وغلط حوالہ جات سے کام لیا ہے کہ الامان۔مشن سکول کے طالب علم بھی ان کی توراۃ دانی و کج فہمی پر حیران ہیں۔اور مولوی صاحب نے باوجود اپنی اس سقیم الحالی کے الٹا قاضی صاحب کو خلاف دیانت وامانت دھوکہ دہ وٹھوکر کھانے والا کہہ کر ان کے انّه من سليمان (تحقیق وہ سلیمان کی طرف سے ہے) کا مصداق بننے کو (جو آیت قرآن مجید قاضی صاحب نے اپنی کتاب کے سرورق پر تبرکاً لکھی ہے) محل طعن قرار دیا ہے بایں وجہ کہ وہ سکھ ریاست میں نوکر ہیں حالانکہ مذہبی آزادی میں اس ریاست جیسی کوئی دوسری ریاست نہیں کیونکہ علاوہ اس کے انتظامی اراکین مسلمان ہونے کے اس کا رئیس مسجد کا بانی وخادم اور وہاں تعطیل کا دن بھی جمعہ ہی مقرر رہا۔لیکن مولوی صاحب کے فہم پر کچھ ایسا سرپوش آیا کہ انہوں نے اس تحریر کے وقت اتنا نہ سوچا کہ ہم بمقابلہ قاضی صاحب حق پوشی کر کے اور ایسی ریاست میں سال ہا سال رہ کے جہاں دینی آزادی کا نام ونشان تک نہ تھا کیونکر حق نما ونورالدین بنے رہے؟ سبحان اللہ نور امامت نے کیسا انعکاس کیا ہے کہ صاف جگہ پر تو تنکے نظر آتے ہیں اور جہاں شہتیر اور لٹھوں کے ڈھیر لگے ہیں ان کی خبر ہی نہیں۔

❁ اول تو تمام کی جہان تفاسیر رکھنا ایک خلاف واقعہ امر ہے جو مبالغہ سے مرزا نے ان کی تعریف میں لکھ دیا ہے اور وہ بھی خوش ہوتے ہوں گے۔ پھر اگر کوئی تمام جہان کی تفسیریں اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیں درحقیقت اپنے پاس بھی رکھے تو کیا مجرد رکھنے ہی سے وہ خدارسیدہ معارف وحقیقت شناس لطائف ونکتہ رس، معانی سنج، حقائق ورموز دان، عالم باللہ، ولی الرحمٰن، روحانی، سینٹ، مہاآتما، فوق العادت خارق اعجازی شخص بلاعمل ہی بن جاتا ہے، کہ مرزا نے ان کی تفاسیر داری پر ایسا فخر و ناز کیا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو آیہ قرآن مثل الذین حمّلوا التّوراة ثمّ لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفاراً (جن لوگوں پر توراۃ اٹھوائی گئی، دی گئی، پھر انہوں نے اس کو برداشت نہ کیا، یعنی اس پر کاربند نہ ہوئے، ان کی مثال بعینہ گدھے کی مثال ہے جس پر کتابیں لدھی ہوں) کے کیا معنی ہیں۔ اور اس کی شان نزول کیا ہے؟ کتاب داری تو تب ہی قابل قدر ہوتی ہے کہ جب تعمیل احکام واطاعت خیرالانام میں اس کا پیروکار ہوکر اپنی صحت فہم، درایت، حقیقت وحقیت دانی کا علمی وعملی نمونہ دکھلاوے ورنہ حمال کی طرح باربرداری وطوطی کی طرح حفظ کرنے ورٹنے سے کیا فائدہ؟

❁ معارف کا ذخیرہ جو مولوی صاحب میں مرزا صاحب بتلاتے ہیں وہ مرزا صاحب ہی کو نظر آتا ہوگا اور وہ ہی اس ذخیرہ سے فیض یاب ہوتے ہوں گے۔ یا خود مولوی صاحب اس کے ذائقہ وسرور سے محظوظ ومسرور رہتے ہوں گے۔ دوسروں پر جو مولوی صاحب نے اس عرصہ دراز میں بطور مشتے از خروار ذخیرہ معارف منتشر فرمایا ہے اس میں سے تو یہی نکلا و ظاہر ہوا ہے کہ

۱۔ مولوی صاحب خط مندرجہ خلاف بیانی میں دریافت کرتے ہیں کہ دوملہموں کے مخالف الہامات میں کس معیار سے ہم تفرقہ کریں؟ گویا ان کو اب تک یہ معلوم ہی نہیں کہ اسلام میں کتاب وسنت ایسے کامل اکمل معیار ہیں جن سے حق وباطل صحیح وغلط راست وکج خوب کماحقہ پرکھا جاسکتا ہے خواہ کوئی کسی بھیس میں روپ بدل بدل کر مدعی الہام ووحی ونبوۃ ورسالت وغیرہ ہوکر آوے۔

۲۔ خوبی قسمت سے فہم وعلم بائیبل میں جو ان کو کمال ہے وہ یہ ہے کہ بتوں ومندروں کے پجاری و سچے نبی میں ان کو امتیاز نہیں اور ایک کا دوسرے سے فرق نہیں کرسکتے۔ پھر طرفہ یہ کہ چارسو پجاریوں کو سچے کہہ کر پھر ان کی پیش گوئی کو جھوٹا کہیں، تو جناب الٰہی کے شان میں کوئی بٹہ نہیں لگتا۔ لیکن اگر مرزا صاحب کے کسی مخالف کو سچا الہام ہو تو اس میں نعوذ باللہ جناب الٰہی کے شان میں بٹہ لگتا ہے اور اسلام کا سرچور ہوتا ہے جیسا کہ خط مندرجہ رسالہ خلاف بیانی میں لکھا ہے۔

۳۔ آیت شریف و لو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً (اگر اللہ کے سوا کسی دوسرے کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے) کے معنی وتفسیر نمعلوم مولوی صاحب نے کہاں سے یہ سیکھے ہیں کہ جس عبدالرحمٰن کو مولوی صاحب کے وہمی وفرضی وخودتراشیدہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتقادات کے مخالف الہام وکشف ہو وہ اس اختلاف میں داخل ہے جیسا کہ انہوں نے خط اسمی حافظ محمد یوسف صاحب مطبوعہ الحکم ۱۷۔ اگست ۱۸۹۹ء میں ظاہر فرمایا ہے جس سے مستنبط ہوتا ہے کہ وہ آیت شریف کے اصل معنی سے بے خبر ہیں جو عام فہم اور معمولی سمجھ کے لئے بھی سہل ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ اگر قرآن مجید اللہ تعالی کا کلام نہ ہوتا تو تم اس میں بہت اختلاف پاتے جس سے صاف وصریح طور پر ظاہر و باہر ہے کہ جو کلام نقیض ومتضاد باتوں وافراط وتفریط سے ایسا پر ہو جیسا مرزا صاحب کی تحریر ہوتی ہے تو وہ ہرگز اللہ تعالی کی طرف سے نہیں ہوسکتا کیونکہ اس پر مصرعہ: دروغ گو را حافظہ نباشد، صادق آتا ہے۔ اور اسی سے یہ بھی عیاں ہے کہ جو کلام، الہی وربانی تعلیمات یعنی شرع نبوی ﷺ کے مخالف ہو وہ بھی اسی بنا پر بالکل مردود و مطرود ہے۔

❁ دو شخصوں کے الہامات میں اختلاف ہونے کو لو کان من عند غیر اللّٰہ .. الخ کے نیچے لاکر مرزا صاحب کی حمایت میں بلا دلیل ان کے مخالف کو ساقط الاعتبار قرار دیتے ہیں اور تعجب یہ ہے کہ اسی مخالف کی نسبت کامل یقین سے سچے اور مفتری علی اللہ نہ ہونے کی خود بکمال وثوق اخبار الحکم ۳۱۔ اگست ۱۸۹۹ء میں اپنی شہادت مشتہر کرتے ہیں۔ پس اب مقتضائے راستی و دیانت یہ ہے کہ مولوی صاحب جن لوگوں کو کامل یقین سے مفتری علی اللہ ہرگز نہیں جانتے تو ان کے الہامات کو بھی جو بالکل متفق ویک زبان ہیں تسلیم وقبول کرلیں۔ ہاں اگر کوئی الہام کا مدعی یہ کہے کہ مجھ کو یہ الہام ہوتے ہیں کہ حج ملتوی کرو، زکوۃ کا مصرف ایسے غنی کے حوائج سمجھو جس پر پانچ سات ہزار روپیہ کی آمدنی کے سبب انکم ٹیکس تجویز ہو (خواہ وہ بعد میں عذر داری وحسب مدعا شہادت پیش کر کے معاف ہی کرالے)۔ غیر سبیل المومنین اپنی طرح طرح کی تصویر اتروا کر شغل بت پرستی کی بنیاد رکھنا جائز ہے، بلا ضرورت و بلا حاجت عمارات بلند گھنٹہ گھر و یادگاری مینار جس کے نیچے جلسہ کا کمرہ ہو برخلاف تعلیم وحکم رسول اللہ ﷺ غریبوں سے چندہ کر کے بنواؤ وغیرہ، تو مولوی صاحب اس کی تائید وتصدیق سے بلا تامل پرہیز وحذر کریں اور مخالف کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ ہونے کے باعث ان الہامات کو قبول نہ کریں بلکہ ان کی تردید کو فرض سمجھیں، نہ یہ کہ دوسرے بے بناوٹ غریب مومنین کے الہامات حقہ ومتفقہ کو محض مرزا صاحب کے خلاف عقل ونقل دعاوی کے مخالف ہونے کی وجہ سے ان کی مخالفت پر کمر باندھیں اور حق سے روگردانی کریں۔

❁ باوجود ان اوصاف کے مولوی صاحب کی کتاب فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب کا نام خلاف محاورہ عربی وغلط ہونے پر جو اعتراض ہوا اس کا مولوی صاحب اب تک کچھ جواب نہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے سکے۔ نظر بریں حالات ایسا ذخیرہ معارف جس قدر کے لائق ہے وہ ظاہر و عیاں ہے۔ غرض یہ مولوی صاحب کے معارف کا نمونہ ہے جس کے لئے مرزا صاحب نے بھی بعینہٖ مخالفین اسلام کی طرز پر خود بدولت کی شان و فضیلت بڑھانے کے لئے ان کو مبالغہ سے ایسے عالی خطابات سے متصف فرمایا ہے کیونکہ یہ تو مخالفین اسلام کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی مسلمان مرتد ہو کر ان کے ساتھ جا ملے تو ان کو اسلامی فضیلت کے خطابات دینے میں ضرور مبالغہ کرتے ہیں اسی طرح مرزا صاحب بھی اپنے مریدین کو محدث، حافظ، حاجی، مولوی، عالم، فاضل اور بالکل ناخواندوں کو امام فخر الدین رازی وغیرہ کے القاب عطا فرماتے رہتے ہیں جس کے واسطے خلاف واقعہ اور بموجب تعلیم رسول اللہ ﷺ مدح و ثنا باعث خرابی و ضرر ممدوح ہونے کے اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ نظائر مرقوم الصدر سے بخوبی واضح ہوسکتا ہے کہ مولوی صاحب کیسے معارف دان فاضل و سلیم العقل ہیں اور ان کا ذخیرہ علم و معارف غبطہ کے لائق ہے یا ایسا ہے جس کے لئے رسول کریم ﷺ نے دعا اللّٰھمّ انّی اعوذ بک من علمٍ لا ینفع و من قلبٍ لا یخشع .. الخ (اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس دل سے جو خوف نہ کرے) تعلیم فرمائی ہے؟

مرزا صاحب تو مولوی صاحب کو ایک سیپارہ پڑھانا طنزاً فرماتے ہیں۔ گو عاجز تو واقعاً و مطلقاً کچھ چیز و حقیقت نہیں لیکن اگر کسی وقت میرے قادر قدیر مولیٰ و محسن کو یہ کام بھی لینا منظور ہوا اور اس کا حکم آیا تو ایک سیپارہ کیا کل قرآن مجید، قرآن مجید والے کے حکم و فضل سے پڑھاوے گا۔ بارہا الہام تو ہوا ہے و اللّٰہ یجتبیک ربّک و یعلّمک من تاویل الاحادیث۔ و اللّٰہ غالب علی امرہ و لکنّ اکثر النّاس لا یعلمون (اللہ تجھے برگزیدہ کریگا اور باتوں کی تاویل سکھا دے گا اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے) اور کیا عجب کہ مولوی صاحب کو پڑھانے کی ضرورت ہی نہ پڑے اور جیسے عاجز کے پیر سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت تھی کہ ان کی صحبت بابرکت میں اکثر احباب کو بغیر سلسلہ و مشقت تعلیم و تعلم خود بخود پڑھنا پڑھانا و حقائق و معارف بفضل اوسبحانہ وتعالیٰ آ جاتے تھے اسی طرح مولوی صاحب کو بھی خود بخود اس مالک علی کل شیء قدیر کے فضل و کرم سے سب کچھ آ جاوے اور موجودہ ردی خیالات اور فاسد توہمات ان کے صفحہ دل سے زائل و محو ہو جاویں و ذالک علی اللّٰہ یسیر و ھو علی کلّ شئی قدیر (اور یہ اللہ پر آسان ہے اور وہ ہر شئے پر قادر ہے) مرزا صاحب خواہ تعجب کریں، عاجز کے نزدیک تو یہ امر بالکل سہل اور ذرا بھی محل تعجب نہیں۔ ایام گذشتہ میں تو عاجز حسب استدعاء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولوی صاحب ان کے واسطے دعا کرتا رہا ہے جو شائد انکو یاد ہو اور آئندہ کی علیم وخبیر کو خبر ہے کہ کون کون بندگان اللہ تعالی عز وجل عاجز سے آن کرملیں گے کیونکہ ایک دو دفعہ اس خبر کی الہاماً اطلاع تو ملی ہے قال آمنتم به قبل ان آذن لکم (کہا تم میرے اجازت دینے سے قبل ہی اس پر ایمان لے آئے ہو) لیکن ابھی معلوم نہیں کہ اس کا ظہور و واقعہ کس طرح ہوگا۔

مولوی صاحب کا سب دیگر ملہمین را شدین سالکین تربیت یافتہ حسب سنت رب العالمین وطریقہ سید الاولین والآخرین کو چھوڑ کر مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہونا مولوی صاحب کے اسی قول صادق کے موافق معلوم ہوتا ہے جو وہ خود فرمایا کرتے ہیں کہ،

بعض پنہانی قصور و گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ مرتکب کو کسی صادق کی صحبت میں ٹھہرنے نہیں دیتے۔

سو نمعلوم کس پنہانی جرم وقصور کی پاداش میں مولوی نورالدین صاحب کو باوجود بہت سے اولیاء اللہ صادقین مستغرقین ذکر اللہ تعالی کی صحبت کیمیا خاصیت میسر آنیکے بھی ان کو ان بزرگان عارفان باللہ کی خدمت میں (جن کی انہوں نے لمبی فہرست بیان فرمائی ہے) ٹھہرنا و مستفیض ہونا نصیب نہیں ہوا؟ اور مکھن کے بال کی طرح کورے صاف نکل کر چلے آئے اور آخر ایک ایسی دلدل میں آن کر پھنس گئے جس سے رہائی کے واسطے اگر صدق دل سے انابت الی اللہ توبہ استغفار نہ کریں گے تو عاقبت محمود معرض خطر میں ہے۔ اور اسلئے مولوی صاحب کی خدمت میں خیر خواہانہ ومخلصانہ نصیحت ہے کہ وہ آیت شریف الم یان للّذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللّٰه (کیا مومنوں کے لئے ابھی تک وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر کرنے پر ان کے دل ڈریں) پر جو ایک دفعہ عاجز کو خاص ان کیلئے الہام ہوئی تھی بغور تدبر و تفکر فرماویں اور اپنے حسن خاتمہ کا فکر کریں۔

مولوی نورالدین کی دیوانگی خانماں چھوڑ کر مرزا صاحب کے پاس رہنا، کچے کوٹھوں میں بسر کرنا کچھ نیا نہیں۔ اول تو ان کا خانماں عیال واطفال اکثر سب ان کے ساتھ ہی ہے۔ دوم، مرزا اور مولوی صاحب کا مذاق ملتا ہے کیونکہ مولوی صاحب میں مرزا صاحب سے پہلے ہی باتباع یا بموافقت سرسید بالقابہ مسیح علیہ السلام کے مرنے مارنے اور ان کی قبر کھودنے کا خبط موجود تھا۔ اب ان کو ایک مددگار و ہم خیال مل گیا۔ بلکہ اکثر تو اس بات کے قائل ہیں کہ یہ چھیڑا نہوں نے ہی چھیڑی اور مرزا صاحب نے اس کو اپنے مفید مطلب سمجھ کر اس کی تکمیل کا بیڑہ اٹھا لیا اور شائد اور تعلقات بھی باعث ہوں۔ اس لئے وہ مرزا صاحب کے گرویدہ ہیں۔ اسی طرح بموجب عام قاعدہ کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے ہزاروں بلکہ لاکھوں مرید اپنے اپنے پیروں پر بباعث ہم مذاقی وہم جنسی کے فدا ہیں یہ کچھ تعجب واچنبا نہیں، کند ہم جنس با ہم جنس پرواز، مشہور مقولہ ہے۔

مولوی صاحب کا ڈیرہ لگانا تو ذرہ بھی تعجب خیز نہیں ان کی طبیعت و عادت قدیم سے ہی ایسی ہے۔ کیا مرزا صاحب کو یاد یا خیال نہیں رہا کہ عمر گذشتہ میں انہوں نے کس کس جگہ ڈیرہ نہیں لگایا۔ رام پور میں لکھنو میں حکیم علی حسن صاحب کی خدمت میں۔ حتی کہ سرسید آنجہانی کے بھی جو مرزا کے دعاوی کے کبھی موافق نہیں ہوئے محبّ ومعتمد رہ کر نہ صرف خود ہی ان کو مضامین و روپیہ سے امداد دیتے رہے بلکہ دوسروں کو بھی ان کی موافقت و امداد کی دعوت و ہدایت امداد اسلام سمجھ کر کرتے وغیرہ۔ انکے علاوہ دیگر مقامات واشخاص بھی ہیں جن کا ذکر مولوی صاحب نے اپنے خط اسمی عاجز میں کیا ہے۔ غرض صرف حسن عقیدت سے سب کچھ آرام آسائش رونق آمدنی وغیرہ فراموش کر کے ڈیرہ لگانا تو درکنار ان پر خوبی قسمت سے مادہ حسن ظنی ایسا غالب تھا کہ اس کے سبب یا غلبہ فطرت کے باعث عمداً مکار دغاباز وفریبیوں کے فریب میں بھی آجاتے رہے اور ان کے کہنے کی تعمیل دھوکہ کھا کر بعد تجربہ بھی کرتے رہے ہیں جیسا انہوں نے کئی مواقع خود بیان فرمائے ہیں اور اس لئے یہ بات سب میں ان کے دوستوں تک مشہور ہے کہ ان میں مادہ مردم شناسی ہرگز نہیں ہے۔ اور ان کی اس عالی حوصلگی اور نیک طبیعت کا (بشرطیکہ بے اختیاری نہ ہو) عاجز قائل ہے جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ وہ تو سبھی مقامات طبیعت و مذاق پسند پر ایسا ہی کرتے رہے ہیں اور ابھی بشرط زندگی خدا جانے آئندہ کیا کچھ کریں گے پھر مرزا کے پاس کچے کوٹھوں میں رہنا کیا تعجب وانوکھی بات ہے؟

یہ امر ضرور غور طلب وقابل لحاظ ہے کہ مولوی نور الدین کو مرزا صاحب کی صحبت سے کیا فیض اور کس قدر روحانی ترقی ہوئی۔ سو درحقیقت اس کا اصل حال تو خود مولوی صاحب ہی کو معلوم ہوگا سوا اس کے دوسرا جو کوئی کہے گا وہ ظاہری حال پر نظر و قیاس کر کے کہے گا۔ سو ظاہری حال سے تو کچھ روحانی ترقی دکھائی نہیں دیتی بلکہ بجائے ترقی کے ان کی پہلی حالت مسکنت کہ باوجود وسعت کے بھی ریل کے سوم درجہ میں بہ معیت غرباء سفر کرنا، فروتنی ایسی کی بیماروں وغیرہ سے نہایت رفق وخلق سے پیش آنا، زہد بظاہر ایسا کہ خورونوش لباس وغیرہ کی کچھ پرواہ نہ کرنا۔ انابت الی اللہ واخلاص ایسا کہ ان کی ہر امر و حالت وعظ وغیرہ میں اس کا نمایاں اثر جو صدق کا خاصہ ہے ظاہر ہونا، طالب علموں پر ایسی شفقت کہ ان کو اپنے پاس سے امداد فیس و پارچات دینا اور ان کے سخت سست کہنے پر بھی تحمل و بردباری سے پیش آنا وغیرہ۔ سو اب بظاہر تو ان سب اخلاق حسنہ میں کمی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکھائی دیتی ہے کہ بجائے مسکنت کے طبیعت میں ایسی تعلّی شروع ہوگئی ہے کہ،

۱۔ مخلص و خادم دوستوں کو احمقانہ رنگ والے کہہ دیتے ہیں ذرا سے خلاف نفس پر ان کی سب خدمات و احسانات فراموش کر کے ان لا الہ الّا اللّٰہ کہنے والوں سے ترک ملاقات کرتے ہیں گو وعظ خوش اخلاقی اور اچھی طرح ملنے کی تاکید کا کرتے ہیں۔

۲۔ طالب علموں سے بجائے نرمی کے سختی سے پیش آتے و جھڑکتے ہیں۔

۳۔ جواب کے لئے ٹکٹ ملفوف کرنے و جوابی کارڈ بھیجنے پر بھی مسائل کا جواب مشکل سے دیتے ہیں اور دیتے ہیں تو ناتمام و بصیغہ بیرنگ۔

۴۔ ایک شخص نے تصویر کا مسئلہ پوچھا تو کہا کہ یہ آسان ہے اور کاغذ کی کمی کا عذر کر کے ٹال دیا۔

۵۔ معاملات میں صفائی وقسط کے عاملین وحق العباد ادا کرنے کی فکر کرنے والوں سے ان کے دل کو رنج پہنچتا ہے۔

۶۔ اللہ جل جلالہ نے قرآن مجید میں جو فرمایا ہے:

اعدلوا ھو اقرب للتّقوی و اتّقوا اللّٰہ انّ اللّٰہ خبیر بما تعملون (عدل کرو وہ تقوی کے بہت قریب ہے اور اللہ سے ڈرو، جو تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے)

و اذا قلتم فا عدلوا و لو کا ن ذا قربی و بعھد اللّٰہ او فوا۔ (اور جب بات کہو انصاف کرو اگرچہ قریبی ہی ہو اور اللہ کے عہد وفا کرو)

انّ اللّٰہ یا مر بالعدل والاحسان .. (اللہ حکم فرماتا ہے عدل واحسان کرنے کو)

ان کے عمل درآمد وصفت عدل واحسان میں باوجود روز قرآن مجید پڑھنے کے مولوی صاحب نے یہ ترقی کی ہے کہ جو شخص مرزا کی مخالفت میں سختی و درشتی و تیز کلامی کرے اس کو تو کچھ نہیں کہتے، لیکن جو نرمی و ملائمت سے مرزا کو حضرت و جناب خطاب کر کے مہذبانہ مدلل بآیات قرآنی و احادیث ان کے دعاوی کی حقیقت واصلیت ظاہر کرے تو ایسی مہذب مدلل و ملائم تحاریر پر ناراض وخفا ہو کر ان کی مخالفت پر مستعدی ظاہر کرتے ہیں، جیسا کہ غایت المرام مصنفہ قاضی سلیمان کی نسبت اور شمس الہدایہ مصنفہ پیر مہر علی شاہ کی نسبت مولوی صاحب نے کیا ہے۔ شمس الہدایہ کے دیکھنے کا اتفاق عاجز کو بھی اخیر جولائی ۱۹۰۰ء میں ہوا ہے، نہایت متانت ونرمی سے بادلائل محققانہ لکھی ہے لیکن نہ معلوم مولوی صاحب بجائے ویسا ہی مدلل ومعقول جواب دینے کے ناراض کیوں ہوتے ہیں؟

✿ صداقت اخلاص اور معرفت کے اثر کا یہ حال ہے کہ مولوی نورالدین صاحب نے ۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جولائی ۱۹۰۰ء کو لاہور میں مضمون امساک باراں پر وعظ میں اول تو رجماً با لغیب ایک مدعی امام الزمانی مفتری علی اللہ کے صادق ہونے کی نسبت بہت قسمیں کھا کر بعد لمبی چوڑی تقریر کے کہا کہ جب تک تمام مسلمان مرزا صاحب کو امام وقت نہ مانیں ہرگز بارش کا منہ نہ دیکھیں گے اور کئی اور بلیات کا نشانہ بنیں گے، جیسا کہ اخبار لائل پور گزٹ ۱۶ جولائی ۱۹۰۰ء صفحہ ۳ پر بعنوان، ہر فرعونے راموسی، معہ تر دید درج ہے۔

سو اس کی نسبت مختصراً یہ عرض ہے کہ ارحم الراحمین نے اپنی عاجز مخلوق کو مولوی صاحب کے اغوا و تذبذب سے بچانے کو ایسا فضل و کرم کیا کہ مولوی نورالدین کے لاہور سے رخصت ہوتے ہی باران رحمت کا نزول شروع ہو گیا اور الحمد للہ علی احسانہ کہ ان کی اس وعظ و تشریف بری کے بعد اخیر جولائی تک چھ مرتبہ بارش ہوئی اور زیادہ فضل و رحمت الٰہی کی امیدواری ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ مولوی صاحب نے اپنی تذکیر میں رحمت الٰہی کی نفی کا پہلو لیا اگر اس کے برعکس فرماتے تو شاید غریب عاجز مخلوق کو تکلیف ہوتی۔ کیونکہ ان کے امام کے خلاف کتاب اللہ و سنت دعاوی کے سبب ان کی اکثر باتیں الٹی ہی ظہور پذیر ہوتی ہیں چنانچہ سال گذشتہ میں مرزا صاحب نے جو اشتہار دیا تھا کہ بارش ہوگی اگر بارش نہ ہوئی تو ہمارے مریدوں پر رحمت نازل ہوگی۔ اس کا بھی الٹا ہی اثر ہوا تھا کہ بارش کا خوب امساک ہوا اور مریدوں پر یہ رحمت ہوئی کہ ڈپٹی کمشنر لاہور کے نوٹس پر رات بھر اشتہار مرہم عیسی کو بازاروں گلیوں و کوچوں سے اتارنے میں حیراں و سرگرداں رہے۔ اسی طرح طاعون سے بھی جس کی اشتہاری معیاد انتہائی مقررہ مرزا صاحب سرما گذشتہ میں ختم ہو گئی بفضلہٖ تعالیٰ و تقدس امن و امان رہی۔ لہٰذا اگر مخلوق الٰہی کی خیر خواہی کے مخالف ہی بیان فرمایا کریں تو بحق مخلوق بظاہر مفید ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ اپنی عاجز مخلوق کو ضلالت سے بچانے کی خاطر کذاب و مفتری کے خذلان کے لئے برعکس ہی اس کے امور ادعائیہ کا ظہور فرماتا ہے۔

بلکہ ان کی حالت کا تنزل تو اسی سے عیاں ہے کہ باوجود مولوی عالم فاضل مفسر محدث مصنف مناظر حافظ قاری حاجی حکیم (یعنی طبیب) وغیرہ لقب پانے کے ان کو آیت شریف اتّخذوا احبا رھم و رھبا نھم ار با باً مّن دو ن اللّٰہ .. الخ (ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں مشائخوں کو خدا بنا کھڑا کیا ہے) کے مشہور و معروف معنی و تفہیم کی طرف توجہ و التفات ہی نہیں رہی۔ چہ جائیکہ حدیث شریف من رأی منکم منکراً فلیغیّرہ بیدہ فا ن لم یستطع فبلسا نہ فا ن لم یستطع فبقلبہ و ذا لک ا ضعف ا لا یما ن (جو شخص تم میں سے خلاف شرع کام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا دیکھے تو اس کو ہاتھ سے ہٹاوے، اگر طاقت نہ رکھے تو زبان سے، اور اگر طاقت نہ رکھے تو دل سے، اور یہ نہایت ضعیف ایمان ہے) پر ان کو عمل کی جرأت ہو۔ عاجز ان کے ادب پر معاذ اللہ اعتراض نہیں کرتا، کیونکہ عاجز کو تو خود الہام ہو چکا ہے:

از خدا خواہیم توفیق ادب   بے ادب محروم ماند از لطف رب

مگر وہ ہی ادب اور اسی قدر جیسا ہادی ﷺ نے تعلیم فرمایا ہے اور جس کی تعمیل و پیروی کر کے سیدنا امیر المومنین عمر بن خطاب (جن کی اولاد میں ہونے کا مولوی صاحب کو دعوی وفخر ہے) عالی مدارج پر فائز المرام ہوئے اور جیسا ادب آنحضرت ﷺ کا وقتاً فوقتاً وہ کرتے رہے، امید کہ مولوی صاحب کو معلوم ہوگا۔ ہاں باطن کا عالم الغیب والشہادۃ واقف ودانا ہے کسی دوسرے کو کیا خبر کہ مولوی صاحب قبل از ملاقات وصحبت مرزا صاحب اپنی نورانی وروحانی حالتیں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے اور اب ترقی کر کے اخفاء حال کی خاطر جو بعض فقراء ملامتیہ کی حالت ہوتی ہے (گو سلسلہ تعلیم نبوی میں جس کا مرزا صاحب کے ہاں دعوی ہے اس اخفاء حال کی کچھ ضرورت نہیں) مولوی صاحب بھی اسی طرح اس فیض و برکت وغیرہ کو جو مرزا صاحب کی صحبت سے حاصل فرمایا ہے بر وقت سفر اس جگہ قادیان میں چند عرصہ کے لئے چھوڑ آتے ہوں۔ واللّٰہ اعلم بحقیقۃ الحال والمآل۔

❁ اللہ تعالی مولوی صاحب کا ہادی ہو اور امید کہ وہ غفور وشکور ان کے اخلاص کو ضائع نہ کرے بشرطیکہ وہ ذخیرہ معارف کی تعریف کا علمی گھمنڈ چھوڑ کر صدق دل سے ارشاد الم یان للّذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللّٰہ کو نصب العین رکھ کر قرآن مجید وحدیث شریف کی تفسیر وتشریح میں صحابہ تابعین وسلف صالحین کا اتباع مدنظر رکھیں اور فلسفیانہ وحکیمانہ مذاق کی مداخلت نہ کریں۔ نیز مسیح علیہ السلام کی تحقیر بے ادبی وکاوش سے جس کے درپئے ہیں باز رہیں اور اپنے سینہ کو اس کدورت سے پاک وصاف کریں۔

❁ چونکہ مولوی نور الدین صاحب کی عاجز سے بھی چندے محبت رہی ہے عاجز کو دعا کرنے کے واسطے زبانی کہتے اور خطوط بھیجتے رہے جن کی عاجز تعمیل کرتا رہا۔ اور اب یہاں بھی جو کچھ لکھا ہے اسی ملاقات ومحبت کے سبب اخلاص سے مولوی صاحب کی خیر خواہی ومخلوق الہی کی نفع رسانی کی نظر سے لکھا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں بھی حکم ہے:

انّ احدکم مرأۃ اخیہ فان رای بہ اذیً فلیمط عنہ (تحقیق ایک تمہارا اپنے بھائی کا آئینہ ہے اگر اس کی ایذا دیکھے تو چاہیے کہ اس سے دور کرے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المومن مرأة المومن اخو المومن یکفّ عنه ضیعته و یحوطه من وراءه مومن مومن کا آئینہ ہے اور مومن مومن کا بھائی ہے روکتا ہے اس سے ہلاکت اس کی اور حفاظت کرتا ہے اس کے پیٹھ پیچھے)

اور حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

رحم اللّٰه امرأ اهدی الینا عیوبنا (اللہ رحم کرے اس پر جو ہمارے عیب بتلائے)

ابو طالب سے مروی ہے:

انّ عمر خطب النّاس فقال انشد اللّٰه عبداً علم فی عیباً الّا اخبرنی به (تحقیق حضرت عمرؓ نے خطبہ میں لوگوں سے کہا کہ میں اللہ کی قسم دیتا ہوں اس کو جو مجھ میں کوئی بھی عیب دیکھے تو ضرور مجھ کو اس سے مطلع کرے)

لہٰذا مولوی صاحب کو بدعویٰ عمری النسب حسب روش و عادت سیدنا عمرؓ عاجز کی اس خیر خواہی و خدمت پر خوش و راضی ہونا چاہیے اور اگر کوئی لفظ یا جملہ مولوی صاحب کو ناگوار یا باعث ناراضی خاطر ہو تو عاجز کو اس کے جائز و شرعی معافی کا خواستگار ہونے میں کچھ تامل نہ ہوگا انشاء اللہ العزیز۔

❁ قادیان میں جب عاجز کے الہامات مطالعہ فرما رہے تھے تو فرماتے تھے کہ میں دیکھتا ہوں کہ خطابات موسوی و عصا تو الہامات میں ہیں لیکن ان کا پتہ نہیں (نشان و اثر نظر نہیں آتا) لہٰذا مولوی نور الدین صاحب کا یہ تردد رفع کرنے کیلئے عاجز عرض پرداز ہے کہ مولوی صاحب عاجز و رفیق عاجز کی لیاقت و استعداد علم سے تو خوب واقف ہیں کہ خیر ہی خیر ہے۔ پس اب اس کتاب عاجز پر نظر عمیق ڈال کر غور فرماویں کہ یہ کام اور یہ تحریر عصا موسیٰ علیہ السلام کا کام ہے یا نہ؟ یعنی جو عصا موسیٰ علیہ السلام عاجز نے ایک رؤیا میں اپنے ہاتھ میں دیکھا تھا، کیونکہ بے بضاعتی، عادت خاموشی خلوت پسندی نفرتِ شہرت، رغبت گمنامی، کے سبب عاجز کو تو اپنے و رفیق جیسے ہیچ کارہ و نالائق سے اس قدر و ایسی تحریر ہونا عجائبات و قدرت الٰہیہ ہی معلوم ہوتا ہے۔

❁ مرزا صاحب جب مولوی نور الدین کو ایسا جلیل الشان فاضل تمام جہان کی تفسیریں اپنے پاس رکھنے والا اور ایسا ہی ان کے دل میں ہزارہا قرآنی معارف کا ذخیرہ جانتے اور بیان فرماتے ہیں اور خود بدولت کا دعویٰ بھی اشاعت قرآن مجید و اعلاءِ کلمۃ اللہ و فیض رسانی خلق اللہ کا ہے تو پھر مرزا صاحب مولوی صاحب کو قرآنی حقائق و معارف سنانے اور قرآنی فیض رسانی کے لئے لاہور آن کر قرآن مجید پڑھنے و پڑھانے کی اجازت کیوں نہیں عطا فرماتے؟ حالانکہ لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے شائقین کئی دفعہ علی التواتر اس فیض کے لئے متعدد درخواستیں و عرائض بھی ارسال خدمت کر چکے ہیں اور آپ نے وعدے بھی فرمائے، مگر نہ معلوم کہ ان کو قلیل عرصہ کے لئے بھی مولوی صاحب کی غیر حاضری و مفارقت کیوں گوارا نہیں؟ باوجودیکہ دعوی یہ ہے کہ فراہمی و کثرت جماعت کے واسطے کسی دوسرے کی موجودگی و توسط کی آپ کو کچھ پرواہ نہیں۔

پھر مرزا کا مولوی صاحب پر ایک احسان یہ ہے کہ ان کی رعایت سخن و پاس خاطر سے یوز آسف یعنی فرضی مسیح کی قبر کو جس کی تشریح قاضی فضل احمد نے اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی میں خوب لکھی ہے اور جس کو اولاً مرزا نے بلا دشام میں قرار دیا تھا اب بخلاف تحریر سابقہ خود اس کو کشمیر میں ہی رہنے دیا اور اپنی زبانی قوت جاذبہ وقدرت کاملہ سے اس کو مثل منارہ دمشقی قادیان میں نہیں کھینچ لیا ورنہ ایسا کرنا کیا مشکل تھا کیونکہ روپیہ جس پر بزعم مرزا صاحب کھیلوں کا مدار ہے بقول مرزا صاحب اب بہت آتا ہے۔ان کی قبر کو بھی اگر کسی جگہ قادیان میں قرار دے دیتے تو گواہ بہت پیدا ہو جاتے۔کتبہ بھی نکل آتا بلکہ ان سے بڑھ کر شائد بتدبیر مرزا خود صاحب قبر بول اٹھتے کہ ہاں میں مسیح ابن مریم ہوں اور آپ میرے جانشین ہیں۔اور پھر اس معجزہ یا کرامت مرزا میں چون و چرا کی گنجائش بھی بہت نہ ہوتی کیونکہ تاریخ یونان و ہندوستان میں اس امر کے ثبوت کیلئے کئی نظائر موجود ہیں۔ بہت آدمی مطلق خواب کی بنا پر بزرگوں کی خانقاہیں جہاں چاہتے ہیں بنا لیتے ہیں جن سے ان کی اپنی اور عام لوگوں کی اوقات بسری بھی ہونے لگتی ہے چنانچہ عاجز نے بچشم خود ایسی قبریں اپنے سامنے بنتی دیکھی ہیں اور یہاں تو کسی موجودہ قبر کا فقط نام ہی بدلنا پڑتا۔

مولوی نورالدین فرماتے تھے کہ ان کا عقیدہ در بارہ ولادت مسیح علیہ السلام سرسید والا ہی تھا لیکن اس وقت مرزا صاحب کے عدم اتفاق کے باعث وہ گویا تقلیداً ساکت ہیں تو اس لئے بپاس خاطر مولوی صاحب کیا مرزا صاحب ضروری نہیں سمجھتے کہ خود بدولت بھی اپنے عقیدہ ولادت مسیح کو مولوی صاحب کے ساتھ موافق فرما کر عوام کا اس پر اظہار فرماویں؟ تاکہ ان کی پیدائش میں خلاف نیچر بے پدری کی خصوصیت نہ رہ کر ان کی موت کے ساتھ مطابق ہو جائے اور ان کی حالت ولادت و وفات میں مرزا صاحب کے نزدیک کوئی خصوصیت و نقیض نہ رہے؟ جب مرزا صاحب ایسا کریں گے تو پھر امید ہے کہ مولوی صاحب علاوہ زن و فرزند روپیہ آبرو جان بتمامہ آپ کا ملک کرنے کے باقی رہا سہا دین ایمان بھی خود بدولت پر قربان کر دیں گے اور ایسی ہی اطاعت موافقت و خدمات پر خیال کر کے مرزا صاحب نے نشان آسمانی صفحہ ۴۶۔۴۷ پر مولوی صاحب کی غلامی و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عطیہ ۳۰۰۰ روپیہ خوش ہو کر مثل شاعران مولوی صاحب کی تعریف کر کے فرمایا ہے:

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

مرزا صاحب کی خوشی تو اس میں ضرور ہے کہ ہر ایک نور دین جیسا خادم اور جان و مال سے ہماری خدمت کرنے والا ہی ہو لیکن خالق مالک نے مخلوق کو و قد خلقکم اطواراً (تحقیق پیدا کیا تم کو طرح طرح کا) خلق کر کے ہر امر میں مساوات نہیں رکھی اور اس لئے جہاں مولوی نور الدین صاحب جان و مال سے خدمت کرنے والے ہیں وہاں ایسے بھی ہیں کہ صرف باتیں بنا کر اور اہا اہا کہہ کر اپنی خدمت ہی کرائیں اور خرچ کوڑی نہ کریں۔ و قد خلقکم اطواراً کے اول اللہ جل جلالہ کیا عمدہ ارشاد فرماتے ہیں ما لکم لا ترجون للّٰہ وقاراً جس کا صاف مطلب ظاہر ہے کہ تم فانی اشیاء و فانی انسانوں پر کیا تمنی و امیدیں کرتے ہو کہ وہ ایسے ہوتے تو کیا خوش ہوتا۔ تم کو کیا ہو گیا کہ تم اللہ عزوجل علی کل شیء قدیر کا وقر کیوں نہیں کرتے جو سب کچھ کرا کر دینے والا ہے؟ مرزا صاحب اس پر توجہ فرمائیں۔

❁ اس وقت عاجز کی نظر نشان آسمانی صفحہ ۴۸ کی ضروری گذارش پر جا پڑی جس میں لکھا ہے کہ آگے تو ہمارے صرف بیرونی مخالف تھے اور فقط بیرونی مخالفت کی ہمیں فکر تھی اور اب وہ لوگ بھی جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ مولوی وفقیہ کہلاتے ہیں، سخت مخالف ہو گئے ہیں۔

اس کے مطالعہ سے مرزا صاحب کا الہام لا تثریب علیکم الیوم (آج کے دن تم پر کوئی سرزنش نہیں) جو غالباً انہوں نے بمقام ہشیار پور ۱۸۸۶ء میں بتلا کر فرمایا تھا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مخالف اب موافق ہو جائیں گے، یاد آ گیا اور خیال آیا کہ اب جو دس برس کے بعد بخلاف الہام ۱۸۸۶ء، جنوری ۱۸۹۶ء کی چھپی ہوئی کتاب میں مرزا صاحب نے سخت مخالفت کا اقرار کیا ہے اور اس وقت الہام کی سند پر کہا تھا کہ اب مخالف موافق ہو جائیں گے، تو یہ پیش گوئی و تفہیم بھی مرزا صاحب کی کیسی پوری و صحیح ہوئی؟ مرزا صاحب اپنی تفہیمات پر غور فرماویں کہ کیسی درست اور صحیح ہوتی ہیں کہ آپ مغرب کو مشرق ہی سمجھتے ہیں۔

❁ مرزا صاحب کا اخیر پر مولوی صاحب کی پیروی کرنے کی نصیحت فرمانے سے ان کی مراد بیعت و مریدی میں داخل ہونا ہی معلوم ہوتا ہے، سو اس کی نسبت پہلے عرض کر چکا ہوں کہ بباعث ممانعت شرعی و الہامی منامی و وجدانی معذوری و مجبوری ہے۔ طرفہ تر یہ کہ طالبان مولیٰ عزو جل و شائقان دین متین تو اپنے اطمینان و نجات کی خاطر خود پیر و مرشد کے خواہاں و جویاں ہوتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں لیکن یہاں برعکس اس کے مرزا کو مریدان و طالبان کی دن رات طلب و تلاش و فکر ہے۔

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۲۹۔۳۰ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

ہمارے عزیز اور دوست ملہم صاحب یاد رکھیں کہ وہ ان خیالات میں سخت درجہ کی غلطی میں مبتلا ہیں۔ اگر وہ اپنی الہامی طاقت سے پہلے مولوی صاحب موصوف کو قرآن دانی کا نمونہ دکھلا دیں اور اس خارق عادت کی چمکار سے نور دین جیسے عاشق قرآن سے بیعت لیں تو پھر میں اور میری تمام جماعت آپ پر قربان ہے۔ کیا چند ناشناختہ الہامی فقروں کے ساتھ کہ وہ بھی اکثر صحیح نہیں یہ مرتبہ حاصل ہوسکتا ہے کہ انسان اپنے تئیں امام الزمان خیال کرلے۔ عزیز من امام الزمان کے لئے بہت سی شرائط ہیں تب ہی تو وہ ایک جہاں کا مقابلہ کرسکتا ہے۔

ہزار نکتہ باریک تر ز مو ایں جاست   نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

جواب۔ سخت درجہ کی غلطی تو بخیال مرزا صاحب ان سے عدم موافقت ہے جس میں عاجز معذور ہے الہامی طاقت سے قرآن دانی کا نمونہ دکھلانے کا سوال بھی ایسا ہی ہے جیسا اور لوگ مرزا صاحب پر کیا کرتے ہیں اور اس کو خود بدولت ناپسند فرمایا کرتے ہیں لیکن یہاں ارشاد:

و الّذی نفسی بیدہ لا یؤ من عبدا حتّی یحبّ لا خیہ المسلم ما یحبّ لنفسہ (قسم ہے اللہ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی بندہ ایمان والا نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہ شئے دوست نہ رکھے جو اپنے نفس کے لئے دوست رکھتا ہے)

کو نظر انداز کر کے عاجز پر وہی سوال بلا تامل فرما دیا۔ مرزا صاحب یہ تو فرماویں کہ الہام وغیرہ الٰہی امور اپنے اختیاری ہیں کہ مداریوں کی طرح جو کسی نے کہا اور مانگا فوراً کر دکھایا؟

آیات طلبی و جنگ مقدس کا ذکر

کبھی مرزا صاحب عاجز کو ایک جلسہ میں سورۃ اخلاص کے حقائق و معارف بیان کرنے جس سے ہزار درجہ بڑھ کر خود بدولت بیان نہ کرسکیں اور کبھی مولوی عبدالکریم کے حقائق معارف کے ہزار حصہ کے برابر بیان کرنے میں عاجز کو عاجز جاننے میں حلف اٹھاتے اور کبھی مولوی نور الدین کو ایک سیپارہ پڑھانے اور کبھی الہامی طاقت سے قرآن دانی کا نمونہ دکھلانے کو اور کبھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خارق عادت کی چمکار سے بیعت لینے کو فرماتے ہیں۔ جائے غور ہے کہ یہ طلب آیات کے مشابہ ہے یا نہیں؟ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ نے طلب آیات والوں کے قول نقل فرمائے ہیں مثلاً:

لولا انزل علیه آیات من ربّه (اس پر اللہ کیطرف سے نشانیاں کیوں نہیں اتاری گئیں)

و قالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعاً او تکون لک جنّة من نخیل و عنب فتفجّر الانهار خلالها تفجیراً او تسقط السّماء کما زعمت علینا کسفاً او تاتی باللّه و الملائکة قیلاً او تکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السّماء و لن نؤمن لرقیّک حتّی تنزّل علینا کتاباً نقرأه (اور کہتے ہیں کہ ہم تو تم پر ایمان لانے والے نہیں تاوقتیکہ ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ بہا نکالو۔ یا کھجوروں اور انگوروں کا تمہارا کوئی باغ ہو اس کے بیچ میں تم نہریں جاری کر دکھاؤ۔ یا جیسا تم گمان کرتے تھے آسمان کے ٹکڑے ہم پر لا گراؤ۔ یا خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کھڑا کرو، یا کوئی تمہارا طلائی گھر ہو، یا آسمان میں چڑھ جاؤ، اور جب تک ہم پر کتاب اتار کر نہ لاؤ کہ ہم اس کو آپ پڑھ لیں بے شک ہم تمہارے چڑھنے کو باور کرنے والے نہیں)

ان کے جواب تو ماشاءاللہ مرزا صاحب کو امید کہ معلوم ہوں گے کیونکہ آیات طلبی پر جنگ مقدس تاریخ ۲۶ مئی ۱۸۹۳ء صفحہ ۲۰ میں آپ نے قل انّما الآیات عند اللّه (کہہ سوا اس کے نہیں کہ نشانیاں اللہ کے پاس ہیں) سے شروع کر کے پھر صفحہ ۲۱ و ۲۲ میں لکھا ہے کہ:

نشان دکھلانا اقتداری طور پر انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالی کے ہاتھ میں ہے۔،

اور پھر یہ کہہ کر: میرا دعوی نہ خدائی کا ہے اور نہ اقتدار کا، اور میں ایک مسلمان آدمی ہوں جو قرآن شریف کی پیروی کرتا ہوں،

وہی انجیل متی باب ۱۲ آیت ۳۸۔۳۹، باب ۱۶ آیت ۳ و ۴ والے انجیلی جواب ہی دے کر ان کو ٹالا تھا جس میں کہا ہے کہ:

اس زمانہ کے بد اور حرام کار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں..الخ۔

لیکن یہاں عاجز مسلمان متبع قرآن مجید پر ویسے ہی اقتداری نشان دکھلانے کو بار بار زور ڈالا، یہ عجیب انصاف ہے۔ خیر یہ بھی غنیمت ہے کہ مرزا صاحب نے ارنا اللّه جهرةً والا جو سوال حضرت موسیٰؑ پر ہوا تھا، ابھی نہیں کیا۔ اگرچہ اس کا جواب بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا صاحب خود بدولت کی الہامی طاقت اور خارق عادت کی چمکار کی طرف بھی خیال و غور فرماویں کہ عاجز اور عاجز کے رفیقان کے واسطے خود بدولت نے سال ہا سال سے کس قدر توجہ کی اور زور لگایا اور عاجز کو پیغام بھی اپنے خاص مریدوں کی معرفت بھجوائے کہ:

تمہاری علیحدگی بیعت کے باعث اور بہت سے لوگ بھی رکے ہوئے ہیں۔

اور مولوی نور الدین بھی ہمیشہ انجن کے ساتھ گاڑی ملانے کی بہت ہی تاکید فرماتے رہے اور ملاقات گذشتہ ستمبر ۱۸۹۸ء پر جس کا نتیجہ وظہور رسالہ ضرورۃ الامام ہے مرزا صاحب نے عاجز کے مطیع کرنے کو بہت ہاتھ پاؤں مارے اور زور ولیاقت خرچ کرنے میں کچھ کسر نہ رکھی۔ پھر فرماویں کہ اس کا نتیجہ واثر کیا ہوا؟ اور عاجز تو کسی قسم کا دعویٰ نہیں رکھتا لیکن مرزا صاحب کرامات اقتدار واجابت دعوات کے کیسے مدعی ہیں کہ بظاہر دنیا میں کوئی ایسا نہیں۔

یہاں پر اپنے صادق الحال شیخ (سید عبداللہ غزنویؒ) کا حال یاد آ گیا کہ جب بوجہ جور مخالفین کے شہر سے باہر چلے تو وہاں لوگ انواع انواع چیزیں لے کر جوق جوق حاضر ہوتے تو اس وقت آپ نے دعا کی کہ:

یا اللہ من از تو ترا می خواہم بندگان را نمے خواہم

اور مرزا قادیانی کا عمل یہ کہ اپنی جمعیت بنانے کے لئے لوگوں کو ورغلانے اور پھسلانے میں خود بھی ہمہ تن مصروف رہیں اور دلالوں کو بھی مقرر فرما کر لوگوں کے پیچھے لگائے رکھیں۔

الہامی طاقت وخارق عادت کی چمکار خاص کر پیش گوئیوں کو (اپنی قرارداد مندرجہ براہین احمدیہ کے مخالف) بڑا کمال قرار دے کر ان کے دیکھنے دکھانے کے مرزا صاحب عاشق تو بہت ہیں لیکن تقدیر الٰہی سے ان بناوٹی امور میں اکثر ناکام ہی رہتے ہیں۔ دوسرے اہل اللہ کے نزدیک یہ دیکھنے دکھلانے وشیخی بھگارنے کے کام معصیت وشرک ہیں لہذا وہ کبھی ایسے خلاف اخلاص ولغو امور کی طرف توجہ نہیں کرتے چنانچہ عاجز کے شیخ علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے کہ ،ایں کار جوگیاں است۔ ، اور سوائے نیت حصول رضا رب العالمین کسی اور فضول شغل سے ممانعت فرماتے۔ اس کے مطابق مرزا صاحب کو یاد ہوگا کہ جب لدھیانہ میں ایک مرتبہ سید عبداللہ غزنویؒ کے مرید حافظ صاحب کو مرزا نے بطلب امداد بعض امور کے انکشاف کیلئے توجہ ودعا کرنے کو کہا تھا اور انہوں نے مرزا کا کہنا مان کر توجہ کی تو ان کو فوراً معلوم ہوا اور جواب ملا کہ یہ شرک ہے، جو انہوں نے اسی وقت مرزا سے کہہ دیا تھا۔ مرزا صاحب خود ہی براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۰۲ میں لکھ چکے ہیں کہ:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل اللہ پیش گوئیوں سے نہیں بلکہ معرفت اپنے توکل خارق عادت سے کامل محبت، انقطاع تام، صدق وثبات، انس باللہ، شوق و ذوق، غلبہ خشوع وخضوع، تزکیہ نفس، ترک محبت دنیا، لاثانی تقوی وطہارت، انشراح صدر وغیرہ سے شناخت کئے جاتے ہیں پیش گوئیاں ان کا اصل مطلب نہیں۔ ملخصاً۔

اورحق بھی یہی ہے کیونکہ اگر پیش گوئیاں وامثال آں پر دینداری وتقرب الی اللہ کا مدار ہوتا تو جنم پتری بنانے والے پنڈت جوتشی، جوگی، حال سادھو وغیرہ بھی عارفان باللہ ومقربان الٰہی ہوتے کیونکہ ان میں بروئے حساب، ہندسہ، قیافہ، قیاس، عمل مثلث، غلاف نفس وغیرہ وسائل ناجائز پیش گوئیوں کا مادہ وسامان اکثر ہوتا ہے اورمرزا صاحب کی نسبت ان کی پیش گوئیاں بدرجہا بہتر زیادہ معتبر نکلتی ہیں جیسا کہ یہ امر بہت انسانوں و عاجز کا تجربہ شدہ ہے اور یہ امور کچھ قابل قدر بھی نہیں ہیں۔ اس جگہ ان امور و واقعات سے بحث نہیں ہے جن کو اللہ ذات علیم وخبیر وعلی کل شیء قدیر خود بخود اپنے فضل وکرم سے اپنے عاجز بندگان پر بلا درخواست کشف فرماوے اور کھول دے کیونکہ ان میں نہ ان بندگان کی کچھ درخواست وآرزو ہوتی ہے اور نہ ان کا کچھ دخل تراش خراش۔ لہذا اس میں کسی کی کیا شیخی؟

❁ عاجز تو بندگان الٰہی کو اپنے اوپر قربان ہونے دینا ہرگز ہرگز گوارا نہیں کرسکتا بلکہ حد سے زیادہ تعظیم وتکریم مرزا صاحب کی جو ان کے مریدین کرتے ہیں اورمرزا صاحب عالی حوصلگی و خوشی سے ارشاد وہدایت قرآنی کو نظرانداز کرکے اس غلو وتعظیم کو پسند وگوارا فرماتے اوران کے نفوس کو مع لوازم کے اپنا ملک اورخود بدولت کو ان کا مالک قرار دیتے ہیں عاجز ایسی تعظیم کو خلاف شرع ہونے کے باعث اور بندگان الٰہی کے نفوس کی مالکی کو شرک وناجائز قرار دے کر اس سے بہت متنفر ہے کیونکہ یہ مخالف ومنافی نسبت عبودیت ہے۔

مرزا نے ابھی ضرورۃ الامام کے صفحہ ۲۷ و ۲۸ پر حقائق معارف وآسمانی برکات کے عوض اپنا ہاتھ دینے وخود مع جماعت کے بیعت کرنے کی مستعدی ظاہر کی اوراعراض کرنے والے کو بدذات کہا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اوراب یہاں یہ شرائط پیش کرتے ہیں کہ پہلے مولوی نوردین کو ایک سپارہ پڑھاؤ، قرآن دانی کا نمونہ دکھلاؤ۔ وخارق عادت کی چمکار سے اس سے بیعت لو وغیرہ۔ سبحان اللہ کیسی استقامت راست بازی نیک نیتی ظاہر ہو رہی ہے۔

❁ الہامات جب آیات قرآنی ہوں، مزید براں اسی طرح پورے واقع بھی ہوتے رہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ مرزا خود ان کی عملاً تصدیق بھی کریں اور ہوں بھی بے شمار، پھر ان کو چند نا شائستہ الہامی فقرے وغیر صحیح وغیرہ کہنا کیونکر صحیح ہوا۔ کیا اس لئے کہ وہ سوائے مرزا کسی اور عاجز کو ہوئے؟ ہاں عرصہ کے بعض الہام (یعنی ملاقات ستمبر ۱۸۹۸ء سے پہلے ۱۸۹۷۔۱۸۹۸ء کے) کچھ من وجہٍ ناشناختہ تھے جیسے:

ان تصبک حسنة تسؤهم (تجھ کو بھلائی پہنچے تو ان کو بری لگتی ہے)

کا نواقو ماً عا لین۔ (یہ جماعت علو کرنے والی ہے)

انّ اللّه لا یغیّر ما بقو مٍ حتّی یغیّروا ما با نفسهم

سا وریکم آ یا تی فلا تستعجلو ن (عنقریب میں تم کو اپنی نشانیاں دکھلاؤنگا جلدی مت کرو)

سینا لهم غضب علی غضب (قریب ہے کہ پہنچے ان کو غضب پر غضب)۔ (یہاں لفظ ظلموا بڑا غور طلب ہے قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے انّ الشّر ك لظلم عظیم، بے شک شرک بڑا ظلم ہے، مرزا صاحب نے جس قدر شرک فی الالوہیت وشرک فی النبوت میں غلو کیا ہے محتاج بیان نہیں)۔

قل ای و ربّی لتنبّؤن بما عملتم (تو کہہ ہاں اپنے رب کی قسم ہے ضرور تم کو تمہارے عملوں کی خبر دی جائے گی)

تا اللّه لا کید نّ ا صنا مکم (میں تمہارے بتوں کے ساتھ ضرور چال کرونگا)

قل هل ننبئکم با لا خسرین اعما لاً .. الخ

انّها لشر ذمة قلیلو ن (تحقیق وہ جماعت تھوڑی سی ہے)

ما قدر و الله حقّ قدره ، (انہوں نے اللہ کا قدر اس کے حق قدر کے موافق نہ کیا)

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں برد

خادم کو مخدوم نہیں بنانا چاہیے۔

پھر الہام انّ اوّ ل بیتٍ وّ ضع للنّاس ببکه مبار کاً جس سے ظاہر ہے کہ اول واصل قبلہ تعظیم وتوجہ ومرجع خلائق جو لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے وہ وہی ہے جو مکہ مبارکہ میں ہے نہ کسی اور جگہ جیسا کہ مرزا صاحب نے اس اصل بیت وقبلہ مکہ معظّمہ والے کو فراموش کر کے مرزا اور ان کے مکان کو قبلہ وکعبہ قرار دیا ہے۔ اس میں بھی مرزا صاحب کے اعتقادات وغیرہ کی طرف ملتفت ہونے سے ممانعت ہے۔

یہ سب اور دیگر چند الہامات جو اول عاجز کو بایں وجہ کچھ ناشناختہ تھے کہ حسن ظنی سے ان کا محل تعلق ومخاطب مرزا صاحب کو کہنے میں تامل تھا لیکن اب مرزا صاحب نے مہربانی واحسان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرما کر عند الملاقات اول اپنی تقریر میں اور پھر رسالہ ضرورۃ الامام وغیرہ میں سب کا خود بدولت کو مخاطب محل اور مصداق ہونا ثابت وظاہر فرما دیا جس سے یہ سب ناشناختہ سے شناختہ ہو گئے۔

امام الزمان کسی اور عاجز کا ہونا مرزا صاحب تو بے شک سخت ناپسند فرماتے ہیں لیکن فحوائے ارشاد الفضل بيد اللّه يؤتيه من يّشاء و اللّه واسع عليم ۔يختصّ برحمته من يّشاء و اللّه ذو الفضل العظيم ۔خالق و مالک قادر عزوجل کے کارخانہ میں کس کو دخل ہے؟ یہ سب اس کے ہاتھ میں اس کو اختیار ہے جس کو چاہے بنا دے اور سرفراز فرماوے اور بنے ہوئے کو اس کی نالائقی تکبر و تعلّیٰ وغیرہ جرائم کے سبب بگاڑ دے۔ عاجز تو ہر طرح راضی ہے، کسی طرح کا کچھ عذر نہیں اگر کسی کی غلامی میں ڈال کر راضی ہووے تو وہ بادشاہت اور سلطنت تمام جہان سے بدرجہا اعلیٰ واولیٰ ہے۔ عاجز کو الہاماً ارشاد بھی ہوتا ہے تعزّ من تشاء و تذ لّ من تشاء بيد ك الخير انّک علی کلّ شیء قدير ۔مرزا صاحب کے ایک ہم خیال کے ساتھ مقابلہ کرنے ذکر آئندہ ہوگا۔

اخیر پر جو مرزا صاحب نے لکھا ہے:

ہزار نکتہ باریک تر زمو ایں جاست   نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

اس پر مرزا صاحب توجہ کریں کہ زبانی دعاوی فضل و کمال کبھی مثیل کبھی موعود کبھی کچھ کبھی کچھ بن بیٹھنے سے کچھ نہیں ہوسکتا جب تک کہ انسان اپنی عبودیت مدنظر رکھ کر سراپا عجز وانابت سے بدل و جان مطیع وفرمان بردار کتاب اللہ عزوجل وسنت رسول اللہ ﷺ نہ بنے۔

قادیانی ملہمین

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۳۰ پر مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

میرے عزیز ملہم اس دھوکہ میں نہ رہیں کہ فقرات الہامی اکثر ان پر وارد ہوتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میری جماعت میں اس قسم کے ملہم اس قدر ہیں کہ بعض کے الہامات کی ایک کتاب بنتی ہے، سید امیر علی شاہ ہر ایک ہفتہ کے بعد الہامات کا ایک ورق بھیجتے ہیں۔ بعض عورتیں میری مصدق ہیں وغیرہ (یہاں مبالغہ سے صیغہ جمع عورتیں کہہ کر پھر فقط ایک کا ذکر کیا کہ اس کے الہام میں آپ کی نسبت غلطی کم ہوتی ہے۔ اور یہ لیہ والی مائی سلطان باہو صاحب کے خاندان قادریہ سے متعلق ہیں اور مرزا صاحب سے کبھی ان کو ملاقات بھی نہیں ہوئی اور نہ ان سے کچھ تعلق ہے اور معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اب اس کو بھی مرزا صاحب کے مخالف الہام ہوتے ہیں جن کو مرزا صاحب کا مرید شائع نہیں ہونے دیتا۔ الٰہی بخش) ایسا ہی کئی ملہم ہماری جماعت میں موجود ہیں۔ ایک لاہور میں تشریف رکھتے ہیں مگر کیا ایسے الہامات سے کوئی شخص امام الزمان کی بیعت سے مستغنی ہوسکتا ہے۔ (ملخصاً)

جواب۔ اگرچہ مرزا صاحب کے مریدین کے خوابوں والہاموں کی کیفیت و ماہیت کسی قدر عاجز کو بھی معلوم ہے کہ مجاز اور استعارات والہام کی تمیز سے بالکل بے بہرہ ہیں اور ان کو خواہ وہ از روئے کتب تعبیر کیسی ہی صریح مخالف کیوں نہ ہوں بمتابعت ہوا و ہوس خود حقیقت پر ہی حمل کرتے ہیں اور نعوذ باللہ اپنے اضغاث احلام کو قسمیہ الہام الٰہی کہنے کی جسارت کرتے ہیں حالانکہ امیر المؤمنین و امام الملہمین عمرؓ جیسے جلیل الشان اکابر اسلام وصحابہ عظام اپنے الہامات کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے سے حذر فرماتے تھے جس کا ذکر ہو چکا ہے لیکن مرزا صاحب کے مرید بیچارے بھی معذور ہیں کیونکہ ان کو خوبی قسمت سے پیر ہی ایسا ملا ہے جو بے رہبر و بلا پیر ہی کام چلاتا ہے بایں ہمہ کثرت ملہمین سے دل ما شاد چشم ما روشن اللہ تعالیٰ جل شانہ عم نوالہ کرے کہ اور زیادہ ہوں مگر حدود شرعیہ اسلامیہ کے پابند ہوں اور یہ دولت سارے جہان کو نصیب ہوتا کہ زمین ظلمت و فساد اور غفلت وعناد سے پاک ہونا عین علت غائی و مراد دلی ہے۔ معاذ اللہ عاجز خواہ نخواہ حسد کرکے حدیث شریف: ایّاکم و الحسد فانّ الحسد یاکل الحسنات کما یاکل النّار الحطب (تم اپنے تئیں حسد سے بچاؤ کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو) کی وعید کے نیچے کیوں آوے۔

عاجز کو یقین کامل ہے کہ اس قادر قدیر کی رحمت ختم ہونے والی نہیں اور نہ کسی ایک ہی شخص کو بطور ٹھیکہ عطا ہوکر اوروں کو اس سے محروم کیا جاتا ہے۔ مرزا صاحب کو اختیار ہے ایسا خیال فرماویں۔ عاجز کا تو ایمان ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ما یفتح اللّٰہ للنّاس من رحمتہ فلا ممسک لھا و ما یمسک و ما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ و ھو العزیز الحکیم (اور اللہ لوگوں کے واسطے جو رحمت کھولے اس کو کوئی بند نہیں کرسکتا اور جو بند کرے تو بند کرنے کے بعد کوئی کھول نہیں سکتا۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے)

اور عاجز کو کسی کے مقابلہ سے کیا غرض؟ بقول

لنفسی ابکی لست ابکی لغیرھا لنفسی فی نفسی عن النّاس شاغل

(میں اپنے نفس کے لئے روتا ہوں کسی اور کے لئے نہیں روتا، اور اپنے نفس کی فکر میں اپنے نفس میں لوگوں کی طرف سے مشغول ہوں)

عاجز نے تو اپنے الہامات بتفصیل مرزا کو سنائے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بباعث ناگوار گزرنے وتغیر حالت کے مرزا ان کو توجہ سے نہیں سن سکے تاکہ صحت و مقابلہ کا موازنہ صحیح ہوتا

- مرزا قادیانی نے لاہور میں صرف ایک ہی ملہم کا تشریف رکھنا فرمایا ہے حالانکہ لاہور کے مریدین میں نصف درجن سے زیادہ مدعیان الہام ہیں..اگر وہ بھی واقعی راست باز ملہمین ہیں جیسے کہ مرزا صاحب اپنی جماعت کی بارہا تعریف فرما چکے ہیں تو پھر ان کو فہرست ملہمین میں قبول و شامل کیوں نہیں فرمایا گیا۔ کیا ان پر کسی قسم کا شک ہے۔
- آخر پر مرزا صاحب کی بیعت سے استغنا کا باعث تو الہامات ہیں جن کی مخالفت سے مرزا خود ڈراتے ہیں کہ اس صورت میں انسان کا خاتمہ بد ہونے کا خوف ہے،۔ پھر سالہا سال کی ملاقات و معاملات وتجارب بھی مانع ہیں۔

قادیانی کو دس مضامین کی تعلیم کی پیش کش

ضرورۃ الامام میں مرزا ا قادیانی لکھتے ہیں:

اور مجھے تو کسی کی بیعت سے عذر نہیں مگر بیعت سے غرض افاضہ علوم روحانیہ اور تقویت ایمان ہے۔ اب فرمایئے کہ آپ بیعت میں کون سے علوم سکھلائینگے اور کون سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنی حقائق بیان فرمائینگے۔آپ آئے اور امامت کا چہرہ دکھلائیں ہم سب بیعت کرتے ہیں

حضرت ناصح گر آئیں دیدہ و دل فرش راہ　　　پر کوئی مجھ کو تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا

جواب ۔ اللہ اکبر! مرزا کو کسی کی بیعت سے عذر تو درکنار خواب کی حالت میں بھی جو بے اختیاری سے کسی عاجز مخلص کا بے تکلف و بے ساختہ مجرد کہنا کہ مرزا بیعت کرلیں، پسند تو کہاں اس کا مطلق سننا بھی گوارا نہیں ہوا، چہ جائے کہ خواب سمجھ کر اس کی تعبیر کیلئے ذرہ تامل وصبر کرتے اور آرام ومحبت سے فرماتے۔صرف اسی بات پر ایسے ناخوش اور برافروختہ ہوکر غیض وغضب فرمایا کہ اسی ایک خواب کے جملہ پر رسالہ لکھ کر طرح طرح سے لتاڑا اور دھمکایا۔کبھی اپنے مقابلہ پر، کبھی اپنے مرید کے، اور کبھی مولوی نورالدین کو سیپارہ پڑھانے کے واسطے للکارا۔اور اب بھی اخلاص سے رضائے الٰہی کیلئے نہیں بلکہ امامت کا جوہر دیکھنے کیلئے منکرین ومقابلین حق فا تنا بما تعد نا کہنے والوں کی طرح کہد یا کہ اپنی امامت کے جوہر دکھلائے (جس کا جواب قرآن مجید میں ہے قال انما یا تیکم به اللّٰه ان شاء و ما انتم بمعجزین (اگر اللہ کو منظور ہو تو وہی عذاب تم پر نازل ہو)۔

اور مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے تو کسی کی بیعت سے عذر نہیں ۔سبحان اللہ واللہ اکبر ۔مرزا صاحب توجہ سے آیات قرآن مجید:

لم تقولو ن ما لا تفعلو ن ، کبر مقتاً عند اللّٰه ان تقو لوا ما لا تفعلو ن کے ارشاد و نیز ربّک یعلم ما تکنّ صدو رهم و مایعلنون ، و ما من غا ئبةٍ فی السّماء و الارض الّا فی کتابٍ مبین (جو باتیں لوگوں کے دلوں میں مخفی ہیں اور جو علانیہ کرتے ہیں تمہارے رب کو خوب معلوم ہیں اور آسمان وزمین میں ایسی کوئی بات مخفی نہیں جو کتاب واضح میں نہ ہو)

اور حدیث شریف:

علیکم با لصّدق فانّ الصّدق یهدی الی البرّ و ان البرّ یهدی الی الجنّة .. الخ و اذا کذ ب العبد تباعد عنه الملک میلاً من نتن ما جاء به (لازم پکڑو سچ بولنے کو کیونکہ یہ نیکی کی طرف کھینچتا ہے اور نیکی بہشت کی طرف لے جاتی ہے۔اور جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ جھوٹ کی بدبو کے مارے اس سے ایک میل پرے ہٹ جاتا ہے)

پر غور فرمائیں۔اسلام میں صدق وراستی بکار ہے ایسی بناوٹ کی بات وچال کی ضرورت نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبحان اللہ عجیب قدرت الٰہی ہے مولوی عبدالرحمٰن (لکھوی) مرحوم جنہوں نے مدینہ میں ایسی مرض سے جس میں موت بفحوائے حدیث شریف شہادت ہے جان بجان آفریں سپرد کر کے قرب و جوار رسول ﷺ میں قیام تا قیامت کر کے اپنی محبت واتباع رسول ﷺ کا بیّن ثبوت دیا، ان کا الہام، مرزا صاحب فرعون، بھی کیسا صحیح وحق ثابت ہوتا ہے جس کے معنی وتشریح یہ ہے:

۱۔ باضافت صاحب طرف فرعون کے جس کا معنی ہوا کہ مرزا ساتھی فرعون کا ہے جیسا کہ مرزا صاحب کی تعلّی وتفاخر وتکبر وخود ستائی سے ظاہر ہے۔

۲۔ الہامی عبارت کل کو عربی کہا جاوے مرزا صاحب فرعون، مرزا مبتداء، صاحب فرعون اس کی خبر ہے، جسکا ترجمہ یہ ہوا، مرزا، صاحب فرعون کا ہے۔

۳۔ یا بر طریق ماضی لفظ صاحب کا واقع ہوا ہے جس کے معنی ہوئے کہ مرزا نے فرعون کی ہمراہی کی ہے۔

پھر ایسے ہی مضمون کے الہام جس میں مرزا صاحب کے تفاخر تعلّی شیخی کی خبریں ہوتی ہیں عاجز کو بھی ہوتے ہیں جن کا ذکر سابقاً ہو چکا ہے۔ اور عجب تر یہ کہ ادھر مرزا صاحب بھی اپنی تقریر وتحریر میں ان الہامات کی تصدیق میں وہی تعلّی تفاخر وتکبر والی فرعونی نسبت کو ضرور باصرار ظاہر کرتے ہیں مثلاً دیکھ لیجئے کہ مرزا صاحب کا:

۱۔ اپنی فضیلت، جائداد، آسودگی وکثرت جماعت وغیرہ کا فخر کرنا یا قوم لیس لی ملک مصر و هذه الا نهار تجری من تحتی (اے میری قوم کیا ملک مصر اور یہ نہریں جو اس کے نیچے بہتی ہیں میرا ملک نہیں) کے کیسا مشابہ ہے۔

۲۔ عاجز کو حقائق معارف کے بیان کرنے میں درماندہ اور خود بدولت کو ہزار درجہ بڑھ کر بیان کرنا بلکہ حلفاً کہنا کہ، امید نہیں بمقابلہ ہمارے مرید کے ہزارواں حصہ بھی (الٰہی بخش کے) منہ نکل سکے ۔، یہ بھی قول انا خیر من هذا الّذی هو مهین و لا یکا د یبین (میں اس سے بہتر ہوں جو ایک ذلیل ہے اور اچھی طرح بیان بھی نہیں کر سکتا) کے کیسا ہم شکل وہم معنی ہے۔

۳۔ پھر عاجز کو الہامی طاقت سے قرآن دانی کا نمونہ دکھلانے کو سیپارہ پڑھانے کو، خارق عادت کی چمکار سے بیعت لینے کو، معجزانہ اثر والی برکات دکھلانے کو کہنا قول فلو لا القی علیه اسورة من ذهب و جاء معه الملا ئكة مقتر نین (پس اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے یا اس کے ساتھ فرشتے جمع ہو کر آتے) کے ساتھ کیسا ہو بہو ہے؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا و مریدین اسپر بہت غور سے توجہ کریں اور دیکھیں کہ عاجز غرباء منیب بندگان الٰہی کے الہامات کیسے سچے ثابت ہوتے ہیں کہ ملزم خود اپنی زبان وقلم سے طرح طرح سے ان کی تصدیق کرتا ہے۔ اور توجہ وفکر کر کے اس فرعونی تکبر و تعلّی والی نسبت وعمل درآمد سے توبہ واستغفار کر کے صادق وصحیح نسبت ربّ انّی لما انزلت الیّ من خیرٍ فقیر (اے میرے رب جو کچھ مجھ کو اپنی نعمتوں سے عطا فرمائے میں اس کا حاجت مند ہوں) کہنے والے کے پیرو ہو کر ظاہر و باطن متبع کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ ہوں جس میں فلاح دارین یقینی ہے۔ آگے اپنے اپنے نصیب۔

۳۔ دوسرا امر کہ بیعت میں کون سے علوم سکھلائیں گے، وغیرہ، سو اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ عاجز کے پاس سوائے ہدایت وارشاد مولی خبیر وعلیم تعلیم رسول رؤف رحیم ﷺ کے اور کیا شئے ہے؟ ہاں اس کے فضل وکرم پر بھروسہ کر کے امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ العزیز:

۱۔ بحکم لا تتّخذوا من دونی اولیاء (میرے سوا کسی کو دوست نہ پکڑو)۔

ما لکم من دون اللّٰہ من ولّی و لا نصیر (سوائے اللہ تمہارا کوئی دوست ومددگار نہیں)

ربّ المشرق و المغرب لا الٰہ الّا ھو فاتّخذہ وکیلاً (رب مشرق ومغرب کا اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اسی کو اپنا کارساز بناؤ)

لا تشرك باللّٰہ انّ الشّرك لظلم عظیم (اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو تحقیق شرک بڑا ظلم ہے)

و اعبدوا اللّٰہ ولا تشرکوا بہ شیئاً (اللہ کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ)۔

توحید الٰہی کے مقابل تمام عالم وعالمیان کو ہیچ سمجھنا اور اسی کو اپنا والی وکارساز جیسا کہ وہ حقیقتاً ہے، جاننا اور اس کی ذات وصفات میں بحالت عسر ویسر ومقدمات وغیرہ کبھی کسی کو شریک نہ بنانا کسی پر بھروسہ نہ کرنا اور نہ کسی کی خوش آمد کرنا۔

۲۔ بحکم من یّطع الرّسول فقد اطاع اللّٰہ (جس نے رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کی اس نے اللہ کی تابعداری کی)۔

من یّطع اللّٰہ و رسولہ یدخلہ جنّاتٍ تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ذالک الفوز العظیم (جو اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرتا ہے اللہ اسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ہمیشہ بہشت میں رہے گا اور یہ بڑا مراد پانا ہے)،

و من یّعص اللّٰہ و رسولہ و یتعدّ حدودہ یدخلہ ناراً خالداً فیھا و لہ عذاب مھین (اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے گذرے اللہ اس کو آگ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں داخل کرے گا اس میں ہمیشہ رہے گا۔ یہ ذلیل کرنے والا عذاب ہے)

ما آتاکم الرّسول فخذوہ و ما نھاکم عنہ فانتھوا (جو کچھ تمہیں رسول ﷺ عطا کریں وہ لے لو جس سے روکیں اس سے رک جاؤ)۔

لا طاعۃ لمخلوق فی معصیت الخالق (اللہ کی معصیت میں مخلوق کی تابعداری نہ کرو)

اطاعت اللہ عزوجل، ورسول اللہ ﷺ میں کسی اہل دنیا کی پرواہ نہ کرنا۔ شارع ﷺ کے مفسر احکامات وتعلیمات میں خودغرضی وخودرائی کو دخل نہ دینا اوراس کی امرونہی میں بحکم

ما کان لمؤمنٍ و لا مؤمنۃٍ اذا قضی اللّٰہ و رسولہ امراً ان یّکون لھم الخیرۃ من امرھم و من یّعص اللّٰہ و رسولہ فقد ضلّ ضلالاً مبیناً سر تسلیم خم کرنا۔

پابندی رسوم غیر شرع بحکم من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فھو ردّ

وخواہش نفس کی حسب ارشاد و لا تتّبع الھوی فیضلّک عن سبیل اللّٰہ۔ انّ الّذین یضلّون عن سبیل اللّٰہ لھم عذاب شدید بّما نسوا یوم الحساب تابعداری نہ کرنا

۳۔ بہ تعظیم ارشاد:

و للّٰہ العزّۃ و لرسولہ و للمؤمنین و لٰکنّ المنافقین لا یعلمون۔

لا نفرّق بین احدٍ مّن رّسلہ۔

ویل لّکل ھمزۃٍ لّمزۃ۔ ن الّذی جمع مالاً و عدّدہ۔

لا یغتب بعضکم بعضاً۔

بحسب امریء من الشّر ان یحقر اخاہ المسلم،

انبیاء واولیاء سلف صالحین وبزرگان دین متین میں سے کسی کی بھی عیب چینی توہین وتحقیر نہ کرنا، ذرا سے خلاف پر مسلمانان مولویان وفقراء کو سبّ وشتم وتبرا بازی کرانے کے واسطے کسی دریدہ دہن وناپاک زبان کو اسی کام کے لئے نان وپارچہ پر اپنے پاس رکھنے کو خلاف شرم وحیا سمجھنا اور نہ فکر حصول مال میں نادہندگان ونا موافقان کے لئے اپنی مجلس کو غیبت گاہ بنانا بلکہ بحکم لیحجزك عن النّاس ما تعلم من نفسک (چاہیے کہ تجھے لوگوں (کے عیب بیان کرنے سے) روکے وہ چیز کہ تو اپنے نفس میں جانتا ہے) کے اپنے نفس کے فکر سے بھی غافل نہ ہونا۔

۴۔ حسب الحکم:

ان تؤدّوا الامانات الی اھلھا (امانتوں کو ان کے اہل کی طرف ادا کرو)،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فان امن بعضکم بعضاً فلیو دّ الّذی اتمن اما نته (پس اگر تم میں سے کسی کے پاس کوئی امانت رکھے تو امانت دار کو چاہیے کہ امانت ادا کرے)۔

والّذ ین ھم لاما ناتھم وعھد ھم راعون (جو لوگ جو اپنی امانتوں اور عہد کی رعایت رکھتے ہیں)

امانت میں امین ہونا اور جس طرح ہو سکے اس کو ادا کرنا اور بے محل صرف سے باز رہنا اور جس محل پر خرچ ہونے کو روپیہ آوے اس کو اسی محل پر خرچ کرنا، کسی اپنی نفسانی حاجت کو ہرگز مقدم نہ کرنا۔

۵۔ بموجب بحکم:

او فوا با لعقود (اقراروں کو پورا کرو)

او فوا بالعھد انّ العھد کا ن مسئو لاً (اقرار پورا کرو اسلئے کہ عہد یعنی اقرار کی باز پرس ہوگی)

کے ایفاء عہد و وعدہ کا پابند رہنا خواہ مشکل ہو یا آسان ہرگز اس کا خلاف نہ کرنا اور بنظر تعمیل حکم:

و لا تا کلوا اموا لکم با لبا طل و تد لوا بھا الی الحکّام لتا کلوا فر یقاً مّن اموال النّاس با لا ثم و انتم تعلمو ن (اور آپس میں ناحق ایک دوسرے کا مال خورد برد نہ کر اور نہ مال کو حاکموں کے پاس رسائی پیدا کرنے کا ذریعہ گردانو، کہ لوگوں کے مال سے، جو کچھ ہاتھ لگے، جان بوجھ کر ناحق ہضم کر جاؤ)

کے بیگانہ مال کھانے وخورد برد کرنے میں حق العباد کے مواخذہ سے ڈرنا اور جسطرح ہو سکے اس کو ادا کر کے سبک دوش ہونا۔

۶۔ قل ما اسئلکم علیه من اجرٍ و ما انا من المتکلّفین (کہہ میں تم سے مزدوری نہیں مانگتا اور نہ مجھ کو تکلف کرنا آتا ہے)

و ما امروا الّا لیعبدوا اللّه مخلصین له الدّ ین حنفاء..... الآیۃ (اور ان کو یہی حکم دیا گیا کہ خالص اللہ تعالی کی ہی عبادت کریں یک رخے ہو کر)

کے موافق اپنی فضیلت و بزرگی قائم و ثابت کرنے کو حیلہ حوالہ کوئی تدبیر نہ کرنا اور نہ ایسی گھات اور فکر میں لگے رہنا کہ کسی طرح کوئی پیچ ایسا لگے جس سے اپنی قدرت نمائی کا پرتو لوگوں پر پڑے جیسا کہ الہام غثم غثم والا جلی قلم سے لکھ کر مرزا صاحب کی مسجد و مکانوں میں چسپاں اور مریدوں میں مشتہر کیا گیا اور اخیر پر اس کی تصدیق وتکمیل معافی ٹیکس پر مرزا نے عاجزان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے روبرو بیان فرمائی، تو اس کی وہی مثل ہوئی

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا　　　جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

۷۔ بحکم فلا تزکّوا انفسکم ھو اعلم بمن اتّقی۔

و له الکبریا فی السّماوات و الارض و ھو العزیز الحکیم۔ (اس کے لئے ہی بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہ غالب دانا ہے)

انّ اللّٰه لا یحبّ کلّ مختالٍ فخور۔

الکبریا ردائی و العظمة ازاری فمن نازعنی واحداً منهما ادخلته النّار۔

لا یدخل الجنّة من کان فی قلبه مثقال ذرةٍ من کبر

تعلیٰ و تفاخر و کبریائی کو خاصہ الوہیت جان کر اس سے حذر کرنا، عبودیت کو ہمیشہ مدنظر رکھنا اپنی بقا کے لئے طرح طرح کی اپنی تصویریں مریدین میں تقسیم کرنا اور اپنے یادگاری مینار گھنٹہ گھر وغیرہ بنوانے کو غیر سبیل المؤمنین سمجھ کر ایسے امور سے پرہیز کرنا اور ان سے دور بھاگنا۔

۸۔ بحکم لا تشتروا بایاتی ثمناً قلیلاً (میری آیتوں کے عوض تھوڑی قیمت حاصل نہ کرو)۔

الا للّٰه الدّین الخالص (خبردار اللہ کے لئے دین خالص چاہیے)۔

الدّعا مخّ العبادة (دعا عبادت کا مغز ہے)،

عبادت یعنی دعا وغیرہ کے لئے تقرری و تقاضائے اجرت و نذرانہ میں اصرار نہ کرنا اور نہ طمع کر کے اپنے اوقات صافیہ کو اس غرض سے ایک برس کے واسطے وقف کرنا۔ بلکہ جو کچھ کرنا بلاطمع خالص بہ نیت رضاء الٰہی کرنا۔

۹۔ بحکم یاایّها الّذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتاً عند اللّٰه ان تقولوا ما لا تفعلون۔

یستخفون من النّاس و لا یستخفون من اللّٰه و ھو معهم اذ یبیّتون ما لا یرضی من القول و کان اللّٰه بما یعملون محیطاً

تجدون شرّ الناس یوم القیامة ذو الوجهین الّذی یأتی ھؤلا بوجهٍ و ھؤلا بوجه،

قول و فعل یکساں کرنا، کوئی بات دورخی پہلو دار بناوٹ کی نہ کرنا، ظاہر باطن یکساں رکھنا اور اپنی مطلب براری کی خاطر ناجائز حیلہ حوالہ نہ کرنا، اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ اللہ تعالی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کوئی امر پوشیدہ نہیں ہے۔

۱۰۔ بحکم واذکر اسم ربک و تبتّل الیه تبتیلاً۔

والّذین یذکرون اللّٰه قیاماً و قعوداً و علی جنوبھم .. الخ۔

یا ایّھا الّذین آمنوا اذکروااللّٰه ذکراً کثیراً و سبّحوه بکرةً و اصیلاً۔

و اذکر ربّک فی نفسک تضرّعاً و خیفه و دون الجھر من القول بالغدوّة و الآصال ولا تکن من الغافلین۔ و لاتطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا

مدام ذکر وتوجہ الی اللہ میں مشغول ومستغرق رہ کراس کی رہنمائی کا طالب رہنا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ ارحم الراحمین ورؤف ورحیم نے محض اپنے فضل وکرم سے عاجز کو سکھلایا اور امتثال اوامر واجتناب نواہی کے لئے جوارح اپنے قابو وحفظ وامان میں رکھے۔

سو امید ہے کہ انشاء اللہ عاجز کے روحانی متعلقین ومتوسلین میں بھی یہی ملکہ راسخہ بفضلہٖ و کرمہ پیدا ہو جاوے گا۔ اس کے سوا فقیر عاجز مسکین بے بضاعت کے پاس اور کیا ہے؟

اور مرزا صاحب غور فرمالیں کہ یہ سب امور افاضہ علوم روحانیہ اور تقویت ایمان کے واسطے جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کافی ووافی ہیں یا نہیں؟

مرزا صاحب نے جو اپنے ہم قوم مرزا غالب کا شعر نقل کیا ہے

حضرت ناصح گر آئیں دیدہ ودل فرش راہ
پر کوئی مجھ کو تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا

اس کی نسبت عرض ہے کہ عاجز کا کیا مقدور کہ اس بے بضاعتی سے مرزا کے ناصح ہونے کا فخر کرے، لیکن اس مولیٰ محسن ہادی کے کرم وفضل پر امید ہے کہ اگر مرزا ظاہر و باطن یکساں فرما کر اس احکم الحاکمین کی حصول رضا کیلئے دیدہ ودل فرش راہ بناویں گے، تعلّی وتفاخر لفاظی وشاعرانہ گھمنڈ کو دور فرما کر حصول روشنی کیلئے اپنی کھڑکیوں کے کواڑ کھول دینگے تو وہ ارحم الراحمین، غفور شکور ہے کسی کی سعی واخلاص کو ہرگز ضائع کرنے والا نہیں وہ مالک قادر ضرور بالضرور حسب وعدہ وارشاد و الّذین جاھدوا فینا لنھدینّھم سبلنا (جن لوگوں نے ہمارے دین میں کوشش کی ہم ان کو ضرور اپنے رستے دکھائینگے) مرزا کو جیسا مناسب اور ان کے حسب حال ہوگا سمجھانے کا سامان بہم پہنچائے گا۔ ورنہ کسی دوسرے کی کیا طاقت کہ مرزا کو سمجھاوے اور آج کل وہ کسی عاجز کی عرض و سمجھانے پر بایں خیالات بلند پروازی التفات ہی کب فرماتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

معرفت میں بیمثل ہونیکا قادیانی دعوی

ضرورۃ الامام کے صفحہ ۳۰، ۳۱ پر مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

میں نقارہ کی آواز سے کہہ رہا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ سب بطور نشان امامت ہے جو شخص اس نشان امامت کو دکھلائے اور ثابت کرے کہ وہ فضائل میں مجھ سے بڑھ کر ہے، میں اس کو دست بیعت دینے کو تیار ہوں، مگر خدا کے وعدوں میں تبدیلی نہیں اس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا آج سے قریباً بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام درج ہے الرّحمن علّم القرآن ۔ لتنذر قوماً مّا انذر آباءھم و لتستبین سبیل المجرمین ۔ قل انّی امرت و انا اوّل المسلمین ۔ اس الہام کی رو سے خدا نے مجھ پر علوم قرآنی عطا کئے ہیں اور میرا نام اول المؤمنین رکھا اور مجھے سمندر کی طرح معارف اور حقائق سے بھر دیا ہے اور مجھے بارہا الہام دیا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی معرفت الٰہی اور کوئی محبت الٰہی تیری معرفت اور محبت کے برابر نہیں۔

جواب ۔ بے شک مرزا صاحب کی محنت و ہمت و سرتوڑ سعی جو آپ نے اشاعت معارف میں صرف کر کے اپنی فضیلت دور دراز بمبئی مدراس وغیرہ تک پہنچانے میں ظاہر فرمائی بینظیر ہے کیونکہ کسی ربانی بزرگ عبد صالح واہل اللہ سے بذات خود اظہار فضیلت میں اس قدر محنت وسعی سننے میں نہیں آئی۔ البتہ یہ تو سنا اور پڑھا ہے:

و عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا احبّ عبداً دعاجبریل فقال انّی احبّ فلاناً فاحبہ قال فیحبّہ جبریل ثمّ ینادی فی السّماء فیقول انّ اللّٰہ یحبّ فلاناً فاحبّوہ فیحبّہ اھل السّماء ثمّ یوضع لہ القبول فی الارض (ترجمہ گذر چکا)..

و اذا ابغض عبداً دعا جبریل فیقول انی ابغض فلاناً فابغضہ قال فیبغضہ جبریل ثمّ ینادی فی اھل السّماء انّ اللّٰہ یبغض فلاناً فابغضوہ قال فیبغضونہ ثمّ یوضع لہ البغضاء فی الارض (اور جب کسی بندہ سے نفرت کرتا ہے تو جبریل کو بلا کر کہتا ہے کہ مجھ کو فلاں شخص سے نفرت ہے تو اس سے نفرت کر۔ پس جبریل اس سے نفرت کرتا ہے اور آسمان والوں میں منادی کرتا ہے کہ اللہ فلاں شخص کو مبغوض جانتا ہے تم بھی اس کو مبغوض جانو۔ پس وہ اس کو مبغوض جانتے ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اس کے لئے خدا کی زمین میں بغض رکھ دیا جاتا ہے)

مدعا یہ کہ اللہ تعالی الودود اپنے محبوبین سے محبت کر کے ان کی شہرت وقبول فی الخلق خود فرماتا ہے۔ ان کو اپنی فضیلت و بزرگی کا نہ خود خیال ہوتا ہے نہ وہ اس میں جان کنی کر کے کسی قسم کی محنت ومشقت اٹھاتے ہیں۔ مصروفیت ذکر اللہ وطلب رضاء الہی سے ان کو فرصت کہاں کہ نقارہ کی طرح بجنے میں دن رات کمر بستہ ودہن کشادہ رہیں۔

چونکہ اللہ جل جلالہ کسی کی محنت وسعی ضائع نہیں فرماتا جیسا کہ فرمایا:

نولّه ما تولّی۔ من کان یرید حرث الآخرۃ نزد له فی حرثه و من کان یرید حرث الدّنیا نؤته منها و ما له فی الآخرۃ من نصیب۔

اسی کے موافق اس خالق مالک نے مرزا کو اس آواز پہنچانے میں مثل دیگر تجاران و اشتہار دہندگان کچھ کامیاب کیا اور اطراف وجوانب سے آپ کے نقارہ کی آواز سن کر جیسا کہ عوام الناس کا دستور ہے بمصداق: آوازہ دہل ہے خوش آئند دور کا۔ لوگ مرزا کے پاس آ گئے۔ لیکن تعجب یہ کہ نزدیک والے واقفین ومحرم رازوں سے کوئی شاذ ہی اور وہ بھی کسی ضرورت وسبب سے یہ آواز سن کر مرزا کی طرف ملتفت ہوا۔ اس جگہ وہ مقولہ تو ہرگز موافق مثال و چسپاں نہیں ہوسکتا کہ:

نبی اپنے ملک میں عزت نہیں پاتا اور دوسرے لوگ اور ملک والے ہی اس کے گرویدہ و مطیع ہوتے ہیں۔

ہم کو کسی دوسری نظیر کی ضرورت نہیں ہمارے سید ومولی ﷺ کی مثال ہی کافی ہے کہ ایذاء وتکالیف بدنصیب مخالفین پر بحکم مالک قادر جب دوسرے شہر میں تشریف لے گئے تو ملک والے واقف حال ومحرم راز غلاموں کی طرح حلقہ بگوش ہو کر ساتھ گئے۔ چیدہ وسر برآوردہ جو ملک کے روح رواں بلکہ سب ملک وشہر والوں کے برابر بلکہ ان سے اعلی واولی تھے وہ سب کے سب ہی حاضر ہو گئے۔ عزت آبرو ملک وطن جائیداد وغیرہ کی کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ شیفتہ ووالہ ہو کر ذرہ بھر غیر حاضری وعلیحدگی برداشت نہ کر سکے اور السّابقون الاوّلون من المهاجرین (سبقت کرنے والے سب سے پہلے مہاجرین) کے عالی شان خطاب والقاب سے معزز وسرفراز ہوئے لیکن مرزا صاحب کے یہاں اس کا پاسنگ بھی موجود نہیں کیونکہ جو چند لوگ نو وارد ہیں تو وہ شمار میں کتنے ہیں؟ اور کیا یہاں کوئی مولوی عالم طالب حق نہ تھا جو آپ کی بیعت وصحبت کو غنیمت وسعادت عقبی سمجھ کر شامل ہو جاتا؟ پھر ساتھ دینے والوں میں سے بھی جوں جوں کوئی واقف ومحرم راز ہوتا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے، بشرطیکہ خالص طالب رضائے مولی ہو اور کسی تعلق حاجت مندی و معیشت وغیرہ کی زنجیر میں گرفتار نہ ہو، تو وہ رفتہ رفتہ مرزا صاحب سے رخصت ہوجاتا ہے جس پر مرزا صاحب و مریدین موجودہ کو غور کرنی چاہیے۔

نقارہ کی آواز کی مثال مرزا صاحب نے کچھ عمدہ سوچ سمجھ کر نہیں دی یا قدرت قادر نے ہی حق الامر کے موافق سجھا دی۔ بہتر ہوتا اگر کوئی شرعی مثال درج فرماتے کیونکہ اس ملک میں تو بیچارے تنگی کے مارے بوالہوس و شوریدہ حال دھوکہ دہی و عجوبہ نمائی سے پیٹ پالنے والے ایسے ایسے لوگ ہی مثل بازی گر، مداری، ڈھولی وغیرہ لغو تماشا کرنے والے اپنے تماشائیوں کو جمع کرنے اور ان سے ایک ایک دو دو پیسہ وصول کرنے کی خاطر ہی نقارہ کی آواز لوگوں کو سنایا کرتے ہیں۔

مرزا فرماتے ہیں: کوئی دکھلاوے اور ثابت کرے کہ وہ فضائل میں مجھ سے بڑھ کر ہے، غور فرماویں کہ بمقابلہ ایک خاکی نژاد انسان مگر محبوب و برگزیدہ رحمٰن کے پہلے پہل کس بدنصیب نے دعوی اپنی فضیلت و بہتر ہونے کا کیا تھا؟ اگر اس پر بھی دل میں کچھ فکر پیدا نہ ہو تو خیال کریں کہ دکھلانے اور ثابت کرنے پر تو وہ آمادہ ہو جسکو مرزا صاحب کی طرح اظہار فضیلت و بزرگی کا جوش و عشق ہو یا وہ جو انا خیر منه والی نسبت سے مغلوب ہو۔ دوسرا کوئی غریب مسلمان عبودیت و عاجزی کی نسبت والا جو ریا و دکھانے کو شرک و گناہ جانتا ہو وہ کیوں اس طرف خیال کرنے لگا؟ پھر اگر کوئی مرزا کا ہم مذاق دکھلانے اور ثابت کرنے کو آمادہ بھی ہو تو کس کے سامنے ثابت کرے اور دکھلاوے؟ کیونکہ مرزا تو سوا خود بدولت کے کسی دوسرے کی فضیلت کے قائل ہی نہیں۔ بہتر و افضل تو کجا کسی کو اپنے برابر بھی ہرگز نہیں جانتے لہذا اگر کوئی ثابت کرنے پر مستعد بھی ہو تو فائدہ کیا؟ اور پھر مرزا آخر اپنے نشانوں کو بھی نظر عمیق سے دیکھیں کہ کیسے ثابت ہوئے اور مانے گئے؟ اور ان اپنے خیالات و مقالات پر غور کریں کہ اہل اللہ اور ربانیوں کی یہی شان ہے؟

باوجودیکہ عاجز کو مرزا صاحب کے بہت الہام یاد و معلوم ہیں جن میں ان کی تفہیم کے خلاف و برعکس واقعات کا ظہور ہوا ہے جیسا مرزا نے عرصہ دراز کے بعد ایام صلح میں کچھ خود ہی قبول فرمایا تاہم چونکہ عاجز میں مادہ تفاخر ہم چوں من دیگرے نیست والا نہیں ہے لہذا بدظنی نہیں کرتا لیکن یہ ظاہر ہے کہ مرزا کا مسلک بسبب بے رہبر ہونے کے سلف و خلف صالحین امت محمدیہ ﷺ کے مخالف ہے۔ مرزا صاحب اپنے اوہام و خیالات کو بھی الہامات الہیہ کہتے و سمجھتے ہیں اور پھر تراش خراش کا بھی مضائقہ نہیں جانتے اور دوسری طرف عاجز.. باتباع کبراء امت ان کو کتاب اللہ و سنت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رسول اللہ ﷺ پر عرض کر کے مطابق احکام شرعیہ ان پر عامل و کاربند ہوتا ہے۔ نیز ان میں تصرف و ترمیم کے خیال کو بھی معصیت و افتراء سمجھ کر نہایت ڈرتا و حذر کرتا ہے اور شہرت کیلئے اشتہار وغیرہ دینے تو کجا۔ یہ مرزا کی ہی فراخ حوصلگی ہے کہ مریدوں تک کے خواب جس کو وہ الہام کہیں اس کو بھی اپنی مرضی کے موافق درست کر دیتے ہیں چنانچہ عاجز نے مرزا کے دستخطی خط میں ایک دفعہ پڑھا تھا کہ ایک راسخ الاعتقاد مرید جوان کے مقدمات کی پیروی میں بھی بہت سرگرم رہا اس کی تحریر پر اس کے الہامی لفظ مزد کو عضد سے بدل دیا۔ یعنی م کو عین سے اور ز کو ض سے بدل کر مزد کو عضد بنا دیا جس کے معنی اگر کچھ ہوسکیں تو بظاہر برعکس ہو گئے۔ خیال فرمایئے کس قدر فرق عظیم ہو گیا اور مرزا نے ترمیم کی وجہ شائد یہ رقم فرمائی تھی کہ تمہاری تفہیم میں غلطی ہوئی ہے۔

ان ہی اسباب سے مرزا کے ساتھ موافقت کرنے سے روکا و ڈرایا جاتا ہے۔

مرزا صاحب اپنے نشانوں و کرامات وغیرہ کا ذکر بار بار کرتے ہیں لہذا اس کے متعلق کچھ مختصراً عرض کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہ سب کائنات زمین آسمان اور جو کچھ ان دونوں میں طرح طرح کی مخلوق انسان نیک و بد، حیوان مفید و مضر وغیرہ جو ظاہر و پوشیدہ ہے، اس کا خالق و مالک اللہ تعالی رب العالمین ہے جس نے اس کو پیدا کر کے ایک محکم مضبوط قانون اس کے لئے مقرر فرمایا ہے جس پر یہ کارخانہ چل رہا ہے۔ چونکہ مخلوق عاجز ضعیف محدود العقل والفہم تھی لہذا اس کو اپنا قانون و منشاء و رضا سمجھانے کا بھی اپنی رحمت سے آپ ہی سامان فرمایا جس کے واسطے :

> الحمد للّٰہ الّذی ھدانا لھذا و ما کنّا لنھتدی لو لا ان ھدانا اللّٰہ (اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو اسکا راستہ دکھایا اور اگر وہ ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے)
>
> لقد جاء ت رسل ربّنا با لحقّ و ختمھم با فضلھم و اکملھم محمد ﷺ ن الّذی جاء با لصّدق (تحقیق ہمارے رب کے پیغمبر حق کے ساتھ آئے اور ان کا خاتمہ ان میں سے افضل و اکمل محمد ﷺ کے ساتھ کیا جو سچ کے ساتھ آیا)
>
> کہنا بالکل صحیح اور ضروری ہے۔

۲۔ اس مخلوق کی دو حقیقتیں ہیں۔ اول حقیقت کونیہ یعنی خلق ہو کر موجود ہونا۔ دوم حقیقت دینیہ امریہ یعنی عمل درآمد بموجب حکم خالق۔ دنیا میں چونکہ انسانوں و جنوں کو بباعث عطا ہونے عقل و فہم و ادراک اور دیگر مختلف حواس و قوے کے مکلّف با حکام ہونا لازمی و عندالعقل واجب ہے اور دوسری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی مخلوق جس کو ایسا فہم وادراک وقویٰ وغیرہ نہیں ملے جس سے وہ مکلّف باحکام ہونے کے لائق ہوتے اور نہ وہ مکلّف ومخاطب احکام کیئے گئے، لہٰذا اس کا ذکر چھوڑ کر صرف مکلّف باحکام مخلوق انسان وغیرہ کا ہی یہاں ذکر ہوگا۔

۳۔ حقیقت کونیہ میں تو سب کائنات ومخلوق داخل ہے لیکن اس کا فرق نیک وبد، اچھا وبرا وغیرہ تفاوت باہمی حقیقت دینیہ امریہ سے پیدا وظاہر ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم و رحمت سے اپنے قانون وکتاب مبارک میں مفصل بیان فرمایا ہے جو صاف وصریح مطابق عقل اور فہم وفطرت انسانی ہے اور وہ یہ کہ جو کوئی صدق دل وایمان واخلاص سے اللہ تعالیٰ کے قانون و احکام مقرر کے مطابق اس سے محبت وتعظیم وتکریم واس کی اطاعت کرے، اس کی ناراضی وغضب سے ڈرے، اس کی رضا کا طالب ہوکر وہی عمل کرے جو اسکو پسند اور اس کی رضا کا باعث ہیں اور اسی حالت پر اسکا دنیا میں اخیر وخاتمہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے اولیاؤں متقین صالحین پیارے وبرگزیدہ بندگان میں سے ہے۔ اور ایسے ایمان داروں واستقامت والوں پر فرشتے نازل ہوکر جنت کی خوش خبری سناتے اور سلام کرتے ہیں۔ وغیرہ۔ ان کو اولیاء الرحمٰن کہتے ہیں لیکن جو کوئی اس خالق و مالک کے حکم وقانون مقررہ کی باوجود استطاعت پیروی واطاعت نہ کرے بلکہ بموجودگی عقل وفہم کے مخالفت کرکے وہ عمل کرے جو باعث کراہت وناراضی وغضب اس ذات تعالیٰ وتقدس کے ہیں اور ایسی حالت میں اس کا دنیا میں اخیر وخاتمہ ہو تو وہ اس احکم الحاکمین کے مخالفوں، نافرمانوں، سرکشوں باغیوں دشمنوں میں سے ہے اور شیطان نافرمان لعین کا دوست ہے، جو شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتا ہے اور شیاطین ہر ایک جھوٹے گنہ گار پر اترتے ہیں، یہ اولیاء شیطان کہلاتے ہیں۔ اور یہ ایسا بدیہی امر و مسئلہ ہے کہ عوام بھی اسے فکر وتامل سے سمجھ سکتے ہیں۔

۴۔ جب یہ امر ہر طرح سے ثابت وظاہر ہے کہ اللہ کے مطیع وفرمانبردار اس کے اولیاء دوست پیارے ہونے چاہییں اور ہیں، اور اسکے نافرمان، سرکش، باغی اس کے دشمن واعداء ہونے چاہییں اور ہیں، تو ان ہر دو کے حالات کا یعنی جو کچھ بباعث خوشنودی ورضامندی خالق و مالک اولیاء اللہ پر انعام واکرام اور بباعث ناخوشنودی وناراضمندی نافرمانوں ودشمنان الٰہی پر زجر وتوبیخ وغیرہ ہو، کیا اس (موجودہ) جہان اور کیا اس (آنے والے) جہان میں یا جو کچھ ان سے سلوک ہوا یا ہوگا، ان سب کا مختلف وجدا جدا ہونا بھی لازمی اور ضروری ومقتضائے عدل وانصاف ہے تا کہ ان ہر دو میں مابہ الامتیاز ہو۔ اور چونکہ دنیا میں عاشقان دنیا چالاک ودھوکہ دہ انسان ایسے بھی ہوتے رہتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ شعبدہ سحر حاضرات وغیرہ عجائب نمائی وزبانی تقریروں سے بلا اوصاف کے ربانی نبی رسول مجدد محدث وغیرہ اولیاء اللہ بن کر لوگوں سے خدمات و مال لینے کا سلسلہ وطریق جاری کرتے ہیں یا نادانی و ناواقفی علوم دینی سے شیطان ونفس وجن کے دھوکے میں آ کر بغیر صحیح فرمان برداری احکام الٰہی و پوری اطاعت رسول اللہ ﷺ کے اپنے آپ کو صاحب مناصب واولیاء الرحمٰن جاننے لگتے ہیں لہذا اکابر اہلسنت نے اس مضمون پر عمدہ وقابل قدر تصانیف فرما کر فرق درمیان اولیاء الرحمان و اولیاء الشیطان خوب وضاحت سے ظاہر کر کے مخلوق الٰہی کو خبردار کیا ہے۔ شکر اللّٰہ سعیھم

۵۔ مجرد کثرت مال اولاد جماعت جائدادتن آسانی خوش گذرانی دنیوی آسودگی وغیرہ جن کو مرزا نشان کرامت واولیائی کہہ کر اس پر فخر کیا کرتے ہیں یہ امور تو ہرگز رضائے خالق مالک کے نشان و علامات نہیں ہو سکتے کیونکہ دنیا میں اکثر آسودہ حال ہی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری و اطاعت سے منحرف بلکہ بعض بالکل ہی اس ذات مجمع صفات حی قیوم خالق مالک سے منکر سرکشی کرنے والے گذرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔

پس بندگان مطیع وفرمان بردار اولیاء اللہ اگرچہ بظاہر بلحاظ دنیا کچھ آسودگی و جائداد نہ رکھیں تاہم ان کی حالت انس ومحبت، ذوق وشوق، مصروفیت ذکر اللہ عزوجل طمانیت خاطر جو وابستہ ولازمہ ذکر ہے حسب ارشاد الا بذکر اللّٰہ تطمئنّ القلوب۔ ورضا برضائے الٰہی وغیرہ ایسی عجیب وغریب وراحت بخش اعلیٰ وارفع ہوتی ہے کہ دنیوی بادشاہوں حکمرانوں دولت مندوں کو اس کا پاسنگ بھی کبھی خواب وخیال میں نہیں آیا۔ اور دوسرے انعام واکرام بارگاہ رب العزت سے ان بظاہر غریبوں وخستہ حالوں پر ہوتے ہیں ان کا عشرعشیر بھی دنیاوی دولت مندوں کو کبھی نصیب نہیں ہوا۔ لیکن یہ سب کچھ موقوف ووابستہ اطاعت وفرمان برداری احکام خالق مالک احکم الحاکمین ارحم الراحمین ہے وبس۔ متکبر خود پسند زبانی چنیں وچناں شیخی وتعلّی والوں کو ہرگز نصیب نہیں تاوقتیکہ توبہ واستغفار کر کے ایسے ہی منیب وفرمان بردار نہ بنیں۔

۶۔ عباد الرحمٰن میں سے سب سے اول، اعلیٰ واولیٰ درجہ کے انعام واکرام تو ان پر ہیں جن کو خالق مالک نے اپنے دوسرے محدود العقل وضعیف الفہم مخلوق کی ہدایت رہنمائی اور پیشوائی کے منصب پر خود مقرر کر کے بھیجا ہے جیسا کہ انبیاء ورسل جنھوں نے مطابق ارشاد خالق و مالک کے اپنی تمام عمر اطاعت اللہ و ہمدردی، بہتری وخیرخواہی ونفع رسانی مخلوق اللہ میں صرف کی۔ لہذا ان کے حالات نشان و برہان بھی سب دوسری مخلوق سے اعلیٰ وارفع واولیٰ ہیں۔ اوران کو برہان آیات ومعجزات کہا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔ انبیاء ورسل کے بعد ان کے فیض صحبت وتعلیم یافتگان اصحاب کرام کا درجہ ہے اور پھر آگے ان کے شاگردان و پیروان وغیرہ اولیاء اللہ ہیں جو اسی طرز وطریق پر مطابق قانون واحکام الٰہی کے ایمان اخلاص وصدق دل سے وہی چال وراہ چلے اور چلتے ہیں۔ جس کام کے کرنے کا حکم ہو اس کو کرتے اور جس سے منع ہو اس سے باز رہتے ہیں۔ لہذا اللہ تعالی خالق و مالک فرشتوں اور روح القدس سے ان کی مدد کرتا اور ان کے دلوں میں اپنے انوار ڈالتا اور کرامات سے اپنے اولیاء متقین کی تکریم وعزت کرتا ہے اور یہ اس کا قدیمی قانون ہے سبحانہ وتعالی۔ اور سب اولیاء الرحمٰن ان انعام واکرام پر کبھی غرا ہو کر تکبر شیخی وتعلیٰ وخودستائی میں مصروف نہیں ہوتے بلکہ ہمیش خائف و ڈرتے ہی رہتے ہیں جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے:

(ترجمہ) قسم اللہ کی میں نہیں جانتا، قسم اللہ کی میں نہیں جانتا حالانکہ میں رسول اللہ ہوں کہ مجھے کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔

بی بی عائشہؓ نے آیت قرآن و الذین یؤتون ما اتوا و قلوبھم وجلۃ کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا وہ شراب پینے والے اور چوری کرنے والے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ وہ ہیں جو روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اور صدقات خیرات کرتے ہیں اور پھر ڈرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ یہ ہمارے اعمال (کسی نقص کے سبب) قبول نہ ہوں۔ فرمایا کہ یہی لوگ یسارعون فی الخیرات (جلدی کرتے ہیں بھلائیوں میں) ہیں۔ مرزا ذرا ان احکام وتعلیم اسلامی کو اپنے فخر وتعلیٰ سے موازنہ کریں۔

۷۔ برگزیدہ اولیاء اللہ کی کرامات دین کے حجت یا واسطے حاجات مسلمین کے ہوتی ہیں اور مثل معجزات انبیاء کے۔ اور یہ کرامات اولیاء محض برکت اتباع اپنے رسول ﷺ سے ہیں اور فی الحقیقت معجزات رسول اللہ ﷺ میں ہی داخل ہیں جیسے:

معجزات خاتم النبیین ﷺ

شق القمر جس کا ذکر سرمہ چشم آریہ مصنفہ مرزا قادیانی میں ہے۔

آپ ﷺ کے ہاتھ میں سنگریزوں کا تسبیح کہنا۔

آپ ﷺ کے پاس درخت کا چل کر آنا۔

راستہ میں پہاڑ و درخت کا السلام علیکم یارسول اللہ ﷺ کہنا۔ اور آپ کی صداقت پر شہادت دینا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنہ درخت کھجور کا آپ ﷺ کی مفارقت میں رونا گریہ کرنا۔

آپ ﷺ کا شب معراج بیت المقدس کے حالات سے خبر دینا۔

دوسرے امور گذشتہ و آئندہ کی خبریں دینا جو اسی طرح بموجب فرمودہ واقع ہوئیں۔

کتاب العزیز قرآن مجید مبارک و بے مثل کا لانا۔

کئی دفعہ طعام اور پانی کا بڑھ جانا، جیسے کہ خندق کے دن ایک ہزار لشکر ایک ہنڈیا سے سیر کر دیا اور ہنڈیا میں کچھ کمی نہ ہوئی۔

دوسرے موقعہ پر جب لوگوں نے اونٹوں کے ذبح کرنے کا قصد کیا تو جو ان کے پاس تھا جمع کر کے اللہ سے دعا کی تو ایسی برکت ہوئی کہ تمام لشکر نے (جو ایک ہزار تھا) طعام و زاد سے اپنے برتن بھر لئے غزوہ خیبر میں ایک برتن پانی سے تمام لشکر سیر کر دیا اور اس میں کچھ کمی نہ ہوئی۔

غزوہ تبوک میں لشکر تقریباً تیس ہزار تھا تھوڑے طعام سے سب کو سیر کر دیا۔

حضرت انسؓ جو چند گھر سے چند نان جویں بغل میں دبا کر حضرت ابوطلحہؓ و حضرت ام سلیمؓ سے لے گئے تھے ان ہی سے اسّی (۸۰) آدمی سیر ہوئے اور پھر کھانا بچ رہا۔

ایک بکری کی کلیجی سے ایک سو تیس آدمیوں کو کھانا کھلانا اور پھر بھی بچ رہنا۔

حضرت انسؓ جو کچھ کھجوریں گھی و پنیر ملا، ایک برتن میں لے گئے تھے، آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ مبارک رکھ کر کچھ پڑھا، پھر دس دس آدمیوں کو فرماتے کہ بسم اللہ کہہ کر کھاؤ۔ تین سو آدمیوں کے سیر ہونے کے بعد بھی کھانا اسی طرح تھا۔

آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی انگلیوں سے کئی مرتبہ حاجت کے وقت پانی چشمہ کی طرح جاری ہونا حتی کہ آپ کے ہمراہیوں کو جو ۱۴ یا ۱۵ سو غزوہ حدیبیہ میں تھے کافی ہوا (اور ایک نیابت نبوۃ کے دعویدار مرزا صاحب ہیں کہ آئے دن چندوں سے طعام مہمان داری وغیرہ کے نام سے مریدوں کی کھلڑی اتارنے پر مان کرتے ہیں اور ھل من مزید ہی کہتے رہتے ہیں)۔

حضرت قتادہؓ کی جب دو آنکھیں رخسارے پر گر پڑیں تو آپکے دست مبارک سے رکھ دینے پر پہلے سے بھی بہتر ہو گئیں۔

حضرت محمدؓ بن مسلمہ کا جب پاؤں ٹوٹ گیا تو آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک لگانے سے صحیح و سالم ہو گیا اسی طرح حضرت عبداللہؓ بن عتیک کی پنڈلی ٹوٹ گئی تو آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک لگانے سے صحیح ہو کر بالکل شکایت نہ رہی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا ہی حضرت سلمہؓ بن الاکوع کی ساق کو ایسی ضرب بروز خیبر لگی کہ لوگوں نے کہا کہ مرگیا لیکن رسول اللہ ﷺ کے تین مرتبہ دم کرنے پر بالکل تندرست وصحیح ہو گیا (اور ایک خوارق کے دعویدار مرزا ہیں کہ ایک خاص الخاص مریددن رات مدح وثنا کے گیت گانے والے کی ایک آنکھ اور ایک ٹانگ بھی آسمانوں میں شور ڈالنے والی تقدیریں بدلنے والی دعا کر کے درست نہیں کراتے اور نہ لاف وگزاف سے باز آتے ہیں)

حضرت عبداللہؓ والد جابرؓ جب غزوہ احد میں شہید ہوئے تو ان پر ایک یہودی کا تیس وسق قرض تھا ۔جابرؓ نے اس یہودی سے کہا کہ اس قرضہ کے عوض سب کھجوریں لے لے لیکن اس نے نہ مانا تو جابر نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا آپ کی تشریف آوری پر اللہ تعالی نے سب قرض ادا کر دیا اور سترہ وسق بچ بھی رہیں ۔ جابرؓ کہتے ہیں میں راضی تھا کہ میرے والد کا قرض ادا ہو جائے خواہ ایک کھجور بھی ہم کو نہ ملے لیکن وہ کہتے ہیں کہ ایسی برکت ہوئی کہ جب میں بڑے انبار کو جس پر نبی ﷺ بیٹھے تھے دیکھا تو ایسا تھا کہ ایک کھجور بھی اس میں سے کم نہیں ہوئی ۔

(ایک مدعی افضلیت بر صحابہ، مرزا صاحب ہیں کہ قرض وحق العباد لے کر ہضم کر جانا یا تو کرامت سمجھتے ہیں یا قرض خواہ کو چندہ خیرات وغیرہ سے خود ہی اپنا روپیہ وصول کرنے پر بڑا عقل مند خود بدولت کا خیر خواہ و دیندار تصور کرتے ہیں ۔اور قرضہ کی صفائی وحساب کو زر پرست بنیوں بقالوں کا کام ہونے کے اشتہار دلواتے ہیں)۔

یوم حنین جب جنگ زور میں تھا تو آپ نے ایک مشت سنگریزہ یا خاک اٹھا کر مخالفین کی طرف پھینک کر کہا قسم ہے رب محمد ﷺ کی انھزموا (بھاگ گئے) ۔بمجرد اس فرمانے کے دشمنان پیٹھ دے کر بھاگ گئے اور ہر ایک کی آنکھیں خاک سے بھر گئیں (مرزا صاحب مقابلہ کے وقت سبّ وشتم و لعنتوں کے تیر چلاتے ہیں اور حیلہ وحوالہ کر کے میدان چھوڑ دیتے ہیں)۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ مشرکہ تھیں ۔ رسول اللہ ﷺ کی شان میں کچھ بے ادبانہ کہا۔حضرت ابو ہریرہؓ روتے ہوئے آئے اور رسول اللہ ﷺ سے اس کی ہدایت کی دعا کرائی۔آپ کے دعا کرنے پر وہ فوراً مخالفت چھوڑ کر مسلمان ہوگئی (مرزا خلق عظیم کے مدعی ہوکر ایسے موقع پر مخالفوں کے حق میں بجائے دعا کرنے کے ان سے قطع رحم کرنے کا حکم دیتے اور موت وذلت کی پیشگوئیوں سے دھمکاتے وڈراتے ہیں)

ایام قحط میں بروز جمعہ خطبہ میں ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ مال مویشی ہلاک ہوگیا اور عیال بھوک سے تنگ آپ اللہ تعالی دعا فرمائیں ۔اس پر آپ نے ہاتھ اٹھائے اور اس وقت کوئی بادل نہ تھا ۔آپ نے ابھی دعا سے ہاتھ نیچے نہ کئے کہ پہاڑوں کی طرح بادل آ گئے اور ابھی آپ منبر سے نہیں اترے تھے کہ بارش شروع ہوگئی اور لگاتار دوسرے جمعہ تک ہوتی رہی ۔ پھر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس اعرابی یا کسی دیگر نے کہا یا رسول اللہ مکان گر گئے اور مال غرق ہو گیا اللہ تعالی سے آپ دعا کریں تو آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا، یا الہی ہمارے گرد ٹیلوں پہاڑوں اور جنگلوں پر برسے ہم پر نہ برسے۔ پس اسی وقت بادل کھل گیا اور دھوپ میں لوگ چلنے پھرنے لگے اور باہر سے بھی بارش کی ایسی ہی خبریں آئیں (ایک بزبان خود رحیم پر شفقت مہربان امام الزمان مرزا صاحب ہیں کہ لوگوں کی ہلاکت وعذاب کے ہی خواہاں ہیں اور اگر بھول چوک کر کبھی بارش ورحمت الہی کا جوش والہام مشتہر فرمایا ہے تو ان کے خذلان کے لئے الٹا ہی ظہور ہوتا ہے)۔

ایک اعرابی جنگلی نے جب کہا کہ اللہ تعالی کے وحدہ لاشریک اور آپ کے رسول اللہ ہونے کی اور کون شہادت دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ درخت۔ پھر اسکو بلایا اور وہ زمین چیرتا ہوا سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور تین مرتبہ شہادت دے کر پھر اپنی اصل جگہ جا کھڑا ہوا۔

اسی طرح ایک اور اعرابی نے کہا کہ ہم کس طرح پہچانیں کہ آپ نبی ہیں؟ اس پر آپ ﷺ کے بلانے سے ایک شاخ کھجور ٹوٹ کر آپ کی طرف گری اور پھر آپ کے فرمانے سے اپنی اصلی جگہ جا کر پیوند ہو گئی اور وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

ابو ہریرہؓ نے اکیس دانہ کھجور لے جا کر آپ سے برکت کی دعا کرائی تو آپ نے ان کو ہاتھ مبارک لگا کر دعا فرما کر فرمایا کہ ان کو ڈال رکھو، ضرورت پر ہاتھ ڈال کر لے لیا کرو، اور ان کو باہر نہ پھیلاؤ۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ان میں سے کئی وسق فی سبیل اللہ دیں اور آپ بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے رہے وہ جگہ کبھی خالی نہ ہوئی حتی کہ بروز قتل وشہادت عثمانؓ وہ ختم ہوئے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن پہلے رسول اللہ ﷺ نے کفار بدر کے گرنے وموت کی جو جو جگہ انشاء اللہ فرما کر ہم کو نشان دی و دکھلائی تھی اس حد سے ذرہ تجاوز نہ ہوا (ادھر مرزا ہیں کہ بایں دعاوی فضیلت جو کچھ دعوے سے کہتے وبتلاتے ہیں وہ کبھی پورا نہیں ہوا بلکہ اس کے برعکس ہی ظہور ہوتا ہے)۔

جب رسول اللہ ﷺ مع ابی بکر صدیقؓ، عامر بن فہیرہ، اور عبداللہ اللیثی مکہ شریف سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو تشریف لے جا رہے تھے تو راستہ میں ام معبد کے خیمہ کے کنارے ایک درماندہ بکری کو جو دودھ دینے کے لائق نہ تھی، اس کو ام معبد سے اجازت لے کر اللہ تعالی کا اسم مبارک لے کر دعا دے کر دوہا، تو اس نے اس قدر دودھ دیا کہ ام معبد نے سیر ہو کر پیا۔ آپ ﷺ کے ہمراہیان نے سیر ہو کر پیا، سب کے بعد آپ ﷺ نے پیا اور پھر دوھ کر دودھ سے برتن پر کر کے اس کو چھوڑ دیا اور روانہ ہوئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض معجزات بہت ہیں۔قریب ایک ہزار کے تو شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن عبدالحلیم نے جمع کئے ہیں اوراسی طرح آپ کے اصحاب اورتابعین وغیرہ سائرالمسلمین کی کرامات تو بہت ہی کثرت سے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

کرامات صحابہ

حضرت اسید بن حضیرؓ کے سورہ کہف کی تلاوت کے وقت آسمان سے سائبان، جومثل چراغاں کے تھا، اترا اوروہ فرشتے تھے جو ان کی قرأۃ سننے کے لئے نازل ہوئے تھے۔

حضرت اسید بن حضیرؓ و حضرت عباد بن بشیرؓ کورسول اللہ ﷺ کے پاس باتیں کرتے دیر ہوگئی۔ جب وہ وہاں سے نکلے تو رات بہت اندھیری تھی دونوں کے ہاتھوں میں چھڑیاں تھیں ایک کی چھڑی کا کنارہ روشن ہوگیا اوراس کی روشنی میں چلے۔ جب ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو دوسرے کا عصا روشن ہوگیا اور ہرایک روشنی میں اپنے اہل تک پہنچا۔

یوم احد حضرت جابرؓ کے والد عبداللہؓ نے اپنے بیٹے کو بلا کر کہا کہ مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے میں اول قتل ہونگا۔ چونکہ سوائے رسول اللہ ﷺ کے تم ہی مجھ کو عزیز ہو، پس میرا قرض ادا کرنا اور میری وصیت کے موافق بہنوں سے نیک سلوک کرنا۔ صبح کو اول وہی شہید ہوئے اورعمروؓ بن الجموح جو ان کے دوست تھے ان کے ساتھ اکٹھے دفن ہوئے۔

حضرت خبیب بن عدیؓ جب مشرکین مکہ کے پاس قید تھے تو خلاف موسم خوشہ انگور کھایا کرتے تھے حالانکہ مکہ معظّمہ میں اس وقت انگور نہ تھا۔

سفینہؓ مولی رسول اللہ ﷺ جب ارض روم میں راستہ بھول کرلشکر سے علیحدہ پڑ کرلشکر کی تلاش میں تھے، کہ ناگہاں ایک شیر مل گیا، اس سے کہا یا ابا الحارث میں رسول اللہ ﷺ کا مولی ہوں اور راستہ گم ہوگیا ہے۔اس پر شیر دم ہلا کر ان کے ساتھ ہولیا اور لشکر تک پہنچا کر واپس ہوا۔

خالدؓ بن الولید نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو محصورین نے کہا کہ تم یہ زہر پی لو تو ہم اسلام قبول کرتے ہیں۔انہوں نے زہر پی لی اور اللہ تعالی کے فضل سے اس نے کچھ ضرر نہ کیا۔

حضرت عمرؓ بن خطاب نے ایک لشکر بھیجا، اس پر ایک شخص ساریہ نام کو امیر کیا۔ ایک روز حضرت عمرؓ خطبہ کہتے ہوئے پکارنے لگے یا ساری الجبل یعنی اس پہاڑ کو اپنی پیٹھ پیچھے کرلو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب لشکر سے قاصد آیا تو اس نے بیان کیا کہ یا امیر المومنین ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوا، تو انہوں نے ہم کو پسپا کیا۔ اس اثنا میں ایک پکارنے والے کی آواز سنی یا ساری الجبل ۔ تو ہم نے پہاڑ کو اپنی پیٹھوں پیچھے کر لیا۔ اور اللہ تعالی نے دشمن کو شکست دی۔

مدینہ میں قحط ہوا، لوگوں نے بی بی عائشہؓ سے شکایت کی تو آپؓ نے کہا کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک سے آسمان کی طرف ایک روشن دان ایسا کرو کہ درمیان قبر مبارک اور آسمان کے کوئی سقف نہ رہے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا، تو ایسی بارش ہوئی کہ گھاس بہت ہوا اور اونٹ خوب موٹے تازے ہوئے اور اس سال کا نام عام الفتق ہوا۔

پھر فرقان میں اولیاء الشیطان کے حالات کرامات گونا گوں بہت بیان فرمائے ہیں جن میں سے چند بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

احوال شیطانیہ

عبداللہ بن صیاد کا حال جو زمانہ نبی ﷺ میں ظاہر ہوا تھا اور بعض صحابہ نے گمان کیا کہ وہی دجال ہے، نبی ﷺ نے بھی اس کے امر میں توقف فرمایا حتی کہ بعد میں آپ کو ظاہر ہوا کہ وہ دجال نہیں بلکہ کاہنوں کی جنس سے تھا۔ لکھا ہے کہ آخر وہ توبہ کر کے مسلمان ہو کر مرا، اور احادیث میں اس کا ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس سے پوچھا کہ تو میرے رسول ہونے کی شہادت دیتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ آپ امیین کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ دخان دل میں رکھ کر اس سے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے ایک بات چھپائی ہے۔، اس نے کہا هو الدخ۔ آپ ﷺ نے فرمایا دور ہو، تو اپنے قدر سے ہرگز نہ بڑھ سکے گا۔ آپ کی مراد تھی کہ تو کاہنوں کے بھائیوں میں سے ہے اور کاہنوں میں ہر ایک کے لئے شیطانوں میں سے ایک قرین ہوتا ہے جو اس کو اکثر غیب کی خبریں دیتا ہے جو (ملائکہ سے) سن کر اور اس میں جھوٹ سچ ملا کر آ بتلاتے ہیں جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ملائکہ عنان (سحاب) میں اترتے ہیں اور آپس میں جس امر کی قضا آسمان میں ہوتی ہے اس کی بات چیت کرتے ہیں اور شیطان چوری سے کان لگا کر سن کر کاہنوں کو وحی کرتے ہیں اور وہ اپنے پاس سے سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔ صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے ہے کہ نبی ﷺ چند انصار میں بیٹھے تھے، ناگہاں ایک تارا ٹوٹ کر روشن ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم ایام جاہلیت میں اس کو کیا کہتے تھے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم کہتے تھے کہ کوئی بڑا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی مرے گا یا کوئی بڑا آدمی پیدا ہوگا۔ آپ نے فرمایا کسی کی موت وحیات کے لئے یہ ستارے نہیں پھینکے جاتے ولیکن ہمارا رب جب کسی امر کی قضا فرماتا ہے تو حاملان عرش تسبیح پڑھتے ہیں پھر ان کے متصل آسمان والے (ملائکہ) پھر ان کے متصل والے، یہاں تک کہ اس آسمان والوں تک تسبیح کی نوبت پہنچتی ہے بعدہ ساتویں آسمان والے حاملان عرش سے دریافت کرتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا فرمایا؟ تو وہ ان کو خبر دیتے ہیں۔ پھر نوبت بنوبت آسمان والے خبر پوچھتے ہیں یہاں تک کہ اس نچلے آسمان دنیا والے ملائکہ کو خبر پہنچتی ہے تو شیطان سنی بات کو اچک لیتے ہیں تو ان کی طرف ستاروں کا شعلہ پھینکا جاتا ہے پھر شیطان اس بات کو اپنے دوستوں کے کانوں میں ڈالتے ہیں۔ پس جو بات ٹھیک لے آتے ہیں وہ اسی طرح سچ ہوتی ہے لیکن وہ اپنی طرف سے اس میں بڑھا لیتے ہیں۔

پھر شیخ الاسلامؒ نے اور بہت سے حالات شیطانیہ بیان فرمائے ہیں مثلاً کوئی شیطانی حال سے آگ میں داخل ہوتا ہے، یا سیٹیوں اور تالیوں کے سماع میں شیطان اس پر نازل ہو کر اس کی زبان پر کلام کرتا ہے اور بعض حاضرین کو اس کے دل کی بات بتلا دیتا ہے (بعض سنگ ابرق چھلکہ سنگترہ وروغن مینڈک بدن پر مل کر یا کسی اور ترکیب طبیہ سے بھی آگ میں داخل ہوتے ہیں) شیطان کسی کے پاس روپیہ پیسہ طعام میوہ جات وغیرہ جو وہاں دست یاب نہ ہوں لے آتا ہے بعض کو بیت المقدس وغیرہ اور بعض کو بشب عرفہ عرفات لے جا کر اسی رات واپس لے آتا ہے۔ میقات حد مقررہ پر پہنچ کر احرام نہیں باندھتا اور نہ لبیک کہتا ہے نہ مزدلفہ کا وقوف نہ بیت اللہ کا طواف نہ صفا مروہ میں سعی نہ رمی جمار کرتا ہے اپنے معمولی لباس میں عرفات میں ٹھہر کر واپس آجاتا ہے۔ اور باتفاق مسلمین یہ شرعی حج نہیں ہے بلکہ ایسا ہے جیسا کوئی شخص جمعہ میں حاضر ہو کر بغیر وضو کے قبلہ کے سوا کسی اور طرف نماز پڑھے۔ شیطان کسی مردہ کی صورت میں اسکے مرنے کے بعد آکر قرض وامانتیں متعلق میت ادا کر جاتا ہے حالانکہ وہ مردہ آگ میں جلا دیا گیا ہوتا ہے لیکن وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ موت کے بعد زندہ ہو گیا ہے۔ کسی کو ہوا میں ایک تخت اور اس پر نور دکھائی دیتا ہے۔ آواز سنتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔ اگر وہ شخص اہل معرفت سے ہوتا ہے تو جان لیتا ہے کہ یہ شیطان ہے، پس اس کو دھمکاتا ہے اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہے تو شیطان دور ہو جاتا ہے۔ کسی کا خواب میں سر مونڈ جاتا ہے کپڑا پہنا جاتا ہے اور صبح کو ویسا ہی سر منڈا ہوا اور کپڑا موجود ہوتا ہے اور یہ جن کا کام ہوتا ہے۔ بعض اسماء اللہ یا بعض اس کی کلام کو نجاست سے لکھنا یا سورۃ فاتحۃ الکتاب سورہ اخلاص یا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت الکرسی وغیرہ سورتوں کو الٹا کرنا یا نجاست سے لکھنا یہ سب شیطانی حالات والوں کے کام ہیں ۔جن بھی کافر فاسق خطا کار مسلمان یہودی نصرانی بدعتی وغیرہ ہوتے ہیں ۔ ان سے تعلق رکھنے والا شخص جیسا ہوتا ہے ویسا ہی وہ اس سے معاملہ کرتے ہیں ۔ جب کوئی کافر جنوں کی موافقت کرتا ہے تو وہ اس کی مدد بھی کر جاتے ہیں ۔ پانی کو زمین میں خشک کر دیتے ہیں ۔ایک جگہ سے نقل کر کے دوسری جگہ لے جاتے ہیں ۔کبھی کسی عورت ولڑکے کو جس کو وہ چاہے ہوا میں اٹھا کر یا دھکیل کر مجبور کر کے اس کے پاس لے آتے ہیں ۔ وغیرہ بہت امور ہیں جن پر ایمان لانا ...جادو اور طاغوت شیطانی پر ایمان لانا ہے ۔بعض سورج چاند وستارہ پرستوں اور ان کو پکارنے والوں پر شیطان اتر کر ان کو خطاب کرتا اور بعض امور کی ان کو خبر دیتا ہے اور وہ لوگ اسکا نام روحانیت الکواکب رکھتے ہیں حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے (مرزا صاحب بھی روحانیت الکواکب اور ان کے اثر کے بڑے قائل ومقر ہیں جس کے لئے توضیح مرام میں بہت کچھ لکھا ہے) ۔ پھر فرقان میں فرمایا کہ میں اس کو جانتا ہوں جس سے زمین کی نباتات اپنے منافع وخواص اس کو بتلاتے ہیں، اور درحقیقت شیطان ان میں گھسا ہوا ہوتا ہے ۔ اس کو بھی جانتا ہوں جس کو پتھر و درخت کہتے ہیں: مبارک تجھ کو یا ولی اللہ ۔ پھر جب وہ آیت الکرسی پڑھتا ہے تو یہ کرشمے دور ہو جاتے ہیں ۔اس کو بھی جانتا ہوں جو کسی پرند کے شکار کا قصد کرتا ہے تو چڑیا وغیرہ پرندے اس کو کہتے ہیں کہ مجھ کو پکڑ لے تا کہ فقراء لوگ کھائیں ۔، ان میں بھی شیطان گھسا ہوا ہوتا ہے جیسا کہ انسانوں میں گھس کر ایسی باتیں کرتا ہے ۔اس کو بھی پہچانتا ہوں جس کو کہنے والا کہتا ہے کہ میں اللہ تعالی کے امر سے ہوں تو مہدی ہے جس کی بشارت نبی ﷺ نے دی ہے ۔، اور اس کے لئے پرندوں میں تصرف کرنے کے خوارق ظاہر کرتا ہے ۔مثلاً اس کے خیال میں گذرے کہ ہوا میں پرندے مکڑی ٹڈی دہنے بائیں جاوے تو جدھر کا ارادہ کرتا ہے ادھر ہی چلی جاتی ہیں ۔ اور جب اس کے دل میں بعض مواشی کے کھڑے ہو جانے یا سو جانے یا چلے جانے کا ارادہ آتا ہے تو اس کے موافق بغیر حرکت ظاہری کے ہو جاتا ہے ۔کبھی اسے اٹھا کر مکہ معظّمہ لے جاتے ہیں کبھی اس کے پاس خوبصورت اشخاص لا کر کہتے ہیں کہ یہ کروبی ملائکہ ہیں ان کو آپ کی زیارت کا شوق تھا ۔، جب وہ دل میں کہتا ہے کہ یہ بے ریش لڑکوں کی صورت کیونکر بن گئے ، پھر سر اٹھا کر دیکھتا ہے تو ان کو ریش دار پاتا ہے ۔اور اس کو کہتے ہیں کہ تیری مہدی ہونے کی یہ علامت ہے کہ ایک مسّا تیرے بدن پر نکلے گا ۔، تو وہ نکل پڑتا ہے اور وہ اس کو دیکھتا ہے ۔، اور اس کے سوا اور بھی بہت کچھ ۔اور یہ سب شیطانی مکر ہیں ۔کوئی گھر کے اندر بیٹھا ہوتا ہے اور دروازہ بند ہوتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اس گھر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و دروازے سے باہر دیکھتا ہے یا اس کے برعکس، اور ایسا ہی شہر کے بند دروازوں میں اس سے واقعہ ہوتا ہے۔ دراصل یہ جن کا کام ہوتا ہے جو اسے جلدی سے دروازہ بند کے اندر لے جاتا ہے اور کبھی باہر نکال لاتا ہے۔ یا اس کو انوار دکھاتا ہے۔ یا جس کو چاہے اس کو لا حاضر کرتے ہیں۔ یہ سب حرکات شیطانیہ ہیں اور آیت الکرسی بار بار پڑھے تو دور ہو جاتے ہیں۔ بعض مشائخ نے بیان کیا کہ کوئی روشن چیز پانی یا آئینہ کی طرح جن مجھ کو دکھلاتے ہیں اور جو کوئی مجھ سے کچھ پوچھتا ہے اس کی صورت اس میں کھینچ دیتے ہیں، تو میں لوگوں کو بتلا دیتا ہوں۔ اور ان میں سے جب کسی کو آشکارا ہو گیا کہ یہ شیطان سے ہیں، تو جن کو اللہ تعالی توبہ کی توفیق دیتا ہے وہ توبہ کرتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ بات اس قدر وسیع ہے کہ جو کچھ اس کے متعلق ہم نے دیکھا اور سنا اگر وہ لکھیں تو اس میں گنجائش نہیں اور ایک بڑی جلد کی ضرورت پڑے۔

فرمایا کہ شیطانی احوال ان ہی کو حاصل ہوتے ہیں جو کتاب اور سنت سے باہر نکلتے ہیں اور ان کا یہی حال ہے کہ جب ان کے پاس شیطانوں کے دور کرنے والا ذکر جیسے آیت الکرسی پڑھا جاتا ہے تو شیطان انہیں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں کیونکہ ابو ہریرہؓ والی حدیث (جس ذکر گذر چکا) سے ثابت ہو چکا ہے کہ بار بار بصدق دل اس کا ورد احوال شیطانیہ کو باطل و زائل کر دیتا ہے کیونکہ توحید شیطان کو دفع کرتی ہے اسی لئے جب شیطانی حال والوں سے کوئی ہوا میں اٹھایا گیا جب اس نے کہا لا الہ الّا اللّٰہ، تو گر پڑا۔ کبھی کسی کو شیطان اٹھا کر ہوا میں لے جانے کو گھر سے باہر لایا تو ایک نے اولیاء اللہ میں سے حاضر ہو کر اس کے شیطان کو بھگا دیا تو وہ گر پڑتا ہے۔ چنانچہ یہ ماجرائی ایک کو پیش آیا ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر انسان ظاہر و باطن اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ و اصحابہ کا مطیع ہو تو شیطانوں کی طاقت نہیں کہ اسکے کام میں دخل دیں یا اس کے ساتھ میل جول رکھیں۔

(یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ خاص ذاکرین مسلمانوں پر بہ سبب ان کی مصروفیت ذکر اللہ تعالی لا حول و لا قوۃ الّا با للّٰہ، آیت الکرسی وغیرہ پڑھنے سے مرزا کے منتر و افسوں تدابیر و حیل گوناگوں کچھ اثر نہ کر سکے)

پھر لکھا ہے کہ کرامات اولیاء اللہ میں اور احوال شیطانیہ جو ان کے مشابہ ہیں، ان کے درمیان کئی طرح کے فرق ہیں۔ ایک تو یہ کہ اولیاء اللہ کی کرامت کا سبب ایمان و تقوی ہوتا ہے اور احوال شیطانیہ کا سبب وہ امور ہوتے ہیں جن سے اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے (جیسے تصاویر کھینچنی و کھچوانی، خلاف شریعت مسائل نکالنے بتلانے وغیرہ)۔ یہ بھی فرمایا کہ خوارق شیطانی والوں میں لابد ہے کہ جہل سے یا دیدہ دانستہ دروغ گوئی بھی ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب مرزا وان کے مریدین تامل سے اپنے عمل درآمد خلاف شریعت، دروغگوئیاں بیشمار جن کا ذکر آئندہ بذیل ذکر نیابت نبوت آتا ہے، پیش گوئیوں پر زور دینے، طاعون، موت، ذلت و رسوائی کی دھمکی دینی سب کو سبّ وشتم، لعن وطعن کرنے وغیرہ پر غور کر کے نیز اس کو ذہن میں رکھ کر کہ اولیاء اللہ سلف وخلف کبراء امت میں سے کبھی بھی کسی نے باوجود کثرت خوارق وکرامات رحمانیہ وغیرہ دیگر انعامات الٰہیہ کے مرزا کی طرح شیخی وتکبر کر کے اپنے آپ کو لاثانی کہہ کر اظہار فضیلت و شہرت کے لئے ایسی تدابیر اشتہار بازی کی کی ہے، یا کسی ولی اللہ مامور من اللہ یا عام منیب مومن سے بھی اتباع نفس میں درباره نکاح ایسی خط وکتابت ہوئی ہے جیسے مرزا کی خط وکتابت بنام، مسیلمہ قادیانی کا مکر شیطانی یا نکاح آسمانی کے راز نہانی، چشمہ نور پریس امرت سر میں ۱۶۔ اگست ۱۹۰۰ء کو طبع ہو کر غلام احمد کی طرف سے بلا قیمت شائع ہوئی ہے۔ ان سب امور پر نظر کر کے انصاف کریں کہ آپ کن اولیاؤں میں داخل ہو سکتے ہیں۔

اور آپ کی کرامات جن کا وجود ونام ونشان سوائے آپکی زبان وقلم کے اور کہیں بھی نہیں اگر کچھ مثل حیل وغیرہ کے ہوں بھی تو وہ تلبیسات شیطانیہ سے مشابہ ہیں یا کرامات رحمانیہ سے؟

اصل کرامات اولیاء اللہ کی نسبت فرمایا:

چونکہ اکثر خوارق ایسے ہوتے ہیں جن سے انسان کا درجہ ناقص ہو جاتا ہے اسی لئے اکثر صالحین ایسی باتوں سے توبہ کرتے رہے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالی سے بخشش مانگتے رہے ہیں جس طرح کہ زنا وچوری سے توبہ کی جاتی ہے۔ بعض صالحین پر یہ خوارق پیش کی جاتی ہیں تو وہ اللہ تعالی سے ان کے دور ہونے کا سوال کرتے ہیں اور سب صالحین اپنے مرید سالک کو فرماتے رہتے ہیں کہ ان خوارق پر ٹھہر نہ جاوے اور ان کو اپنا اصلی مقصود نہ ٹھہراوے اور ان پر خوش نہ ہو۔ باوجودیکہ وہ ان کرامات کو کرامات ہی خیال کرتے ہیں پس (جب واقعی کرامات پر مغرور وخوش ہونا درست نہیں تو) جب شیطانوں کی طرف سے دھوکہ دینے والے حالات ہوں تو ان پر غرہ ہونا کیوں کر درست ہے؟ فرمایا کہ غایت درجہ کی کرامت یہ ہے کہ شریعت پر مستقیم رہے اس سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں کہ اللہ اپنے بندے کو ان امور کی توفیق دے جن کو وہ چاہتا اور جن سے وہ راضی ہے اور ایسے اعمال زیادہ کرے جو اس کو اللہ تعالی کے قریب کریں اور اس کے درجات بلند ہوں۔ اب مرزا صاحب اہل اللہ کے ان عالی خیالات پر غور کریں اور پھر اپنے سطحی خیال خودفروشی، خودنمائی و ہردم اظہار فضیلت کی دھن کو دیکھ کو باہم موازنہ کریں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معجزات انبیاء وکرامات اولیاء الرحمٰن مذکورہ بالا سے بخوبی ظاہر ہے کہ ان انعامات الٰہیہ کا ظہور یا تو بہتری وخیر خواہی وحاجت روائی مخلوق اللہ کے لئے ہوا، یا محض اظہار انعام واحسان الٰہی کے طور پر ہوا، اور بسا اوقات بلا کسی کی آرزو وبغیر کسی کے مقابلہ وتحدی کے، لیکن مرزا کے یہاں چونکہ دہل خالی کی طرح محض زبانی آواز ہی ہے اور دراصل مطلق کچھ نہیں، لہذا موقعہ پر عبدالکریم کی آنکھ وٹانگ کی صحت کی درخواست پر اشتہار نورالابصار میں تحدی بالمقابل کی شرط گھڑ کر اپنی طرف سے لگادی اور خشیت وانصاف مدنظر رکھ کر یہ نہیں خیال کیا کہ قتادہؓ کی آنکھیں، حضرت محمد بن مسلمہؓ کا پاؤں، اور اسی طرح حضرت عبداللہؓ بن عتیک کی پنڈلی اور حضرت سلمہؓ بن الاکوع کی ساق جو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ لگانے سے فوراً شفا ہوکر یہ سب صحیح وسالم ہو گئے تھے، بھلا وہاں تحدی مقابلہ وانکار وغیرہ کہاں تھا؟ افسوس مخلوق الٰہی کو دھوکہ دینے کیلئے خوف اللہ عزوجل چھوڑ کر کیسے کیسے اصول تراشے جاتے ہیں؟ پھر بطور تنزل اگر شرط تحدی مان بھی لیں تاکہ مرزا صاحب کی ضد ٹوٹے تو لیجئے تحدی بھی مولوی حافظ حاجی عبدالحق غزنوی کے اشتہار جولائی ۱۹۰۰ء میں موجود ہے جس میں انہوں نے اعلان دیا ہے کہ:

> مرزا مع فرضی تعداد تیس ہزار حواریان کے عبدالکریم کی ایک آنکھ وٹانگ کی صحت کے لئے دعا کریں اور ہم مخالفت پر دعا کریں گے کہ اے اللہ سچ کو غالب کرنے والے اور باطل کو مٹانے اور جھوٹوں کو ذلیل کرنے والے اس کو تاحین حیات اسی طرح کانا ولنگڑا ہی رکھ۔ (اور لکھا ہے کہ) ہم آپ کی شرط کے موافق چالیس روز پیشتر ہی نام لے کر پیش گوئی کرتے ہیں کہ عبدالکریم تاحین حیات ایسا ہی رہے گا۔الخ۔

اب دیکھئے کیا یہ تحدی نہیں؟ پھر ملا محمد بخش صاحب نے بھی اپنے اشتہار میں ضمیمہ جعفرزٹلی ۸۔اگست ۱۹۰۰ء میں تحدی کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ لیجئے تحدیاں بھی ہوگئیں۔اب بھی اپنے دعاوی وشیخی کے مطابق کچھ کرکے دکھادیں۔

فرقان میں فرمایا ہے کہ خوارق عادت امور میں لوگ تین قسم ہیں۔

اول وہ ہیں کہ سوائے انبیاء کے اور کسی کیلئے ان کے وجود کے بالکل انکاری ہیں۔کبھی مجملاً مان بھی لیں تو جب بہت لوگوں سے ان خوارق کا صادر ہونا ان سے ذکر کیا جاوے تو انکار کر دیتے ہیں اس لئے کہ وہ لوگ ان کے نزدیک اولیاء اللہ میں سے نہیں ہیں۔

دوم ایسے لوگ ہیں کہ جس کسی سے کوئی امر خوارق عادت ہو اس کو ولی اللہ مان لیتے ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسی لئے کہتے ہیں کہ مشرکین واہل کتاب کے ساتھ اولیاء اللہ ہوتے ہیں جو مسلمانوں سے لڑنے اور مقابلہ کے وقت ان مشرکین وغیرہ کی مدد کرتے ہیں۔ اور یہ دونوں اول انکاری و دوسرے ذرا سا اچنبا دیکھ کر سب کو ولی اللہ مان لینے والے خطا پر ہیں۔

سوم، قول صحیح وصواب یہ ہے کہ مشرکین واہل کتاب کے ساتھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو مسلمانوں پر ان کی نصرت وامداد کرتے ہیں لیکن وہ انہی کے ہم جنس ہوتے ہیں، ہرگز اولیاء اللہ نہیں ہوتے۔ شیطان انکے قرین ہوتے ہیں اور ان کے مناسب حال ان سے خوارق صادر ہوتے ہیں۔

آج کل بھی اسی قسم کے لوگ ہیں۔ بعض انگریزی خوان فلسفہ مزاج لوگ برکات و نورانیت اسلام سے ناواقف باتباع حکماء فلاسفہ معجزات وکرامات اسلامیہ سے انکاری ومنکر ہیں بلکہ تمام اخبار ماضیہ و امور گذشتہ کو اس لئے کہ وہ ان کے مشاہدہ میں نہیں آئے، یا ان کی رسائی عقل سے بالا ہیں ان کو بے اعتباری حقارت وہنسی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور نہیں مانتے۔ اگرچہ اس میں کسی مومن کا کچھ حرج تو نہیں لیکن ان منکرین کو خیال کرنا چاہیے کہ کیا جو شئے مشاہدہ میں نہ آوے، اپنے سامنے موجود نہ ہو، یا جس کا حواس خمسہ ظاہری سے ثبوت نہ ملے، تو کیا وہ سب ناقابل اعتبار ہے؟ ظاہر ہے کہ اس قاعدہ کی پابندی فرض ضروری ہے تو اس سے نہ صرف کل اہم واقعات تاریخی اور جو ان سے فوائد ونتائج انسانی بہبودی وکمالیت کے حاصل ہوئے ہیں وہ کل کے کل ستیاناس و نیست و نابود ہوتے ہیں بلکہ یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ انسان اپنی پیدائش، ماں باپ وغیرہ قریبی رشتہ داروں ومتعلقین پر اسی لغو بنیاد پر شک واعتراض کرے اور نہ مانے اور اس طرح نہ کوئی کسی کی جائداد کا وارث بنے اور نہ قرار دیا جائے۔ اور اس لغو قاعدے وقانون سے جو فتور وفساد نظام دنیا میں واقعہ ہوگا وہ عیاں ہے۔ امید کہ کوئی شخص دنیا میں بموجودگی ہوش وحواس وعقل اس کو کبھی پسند وجائز نہ رکھے گا اور چار ونا چار کوئی قاعدہ وقانون ایسی بے اعتباری کرنے والوں کو وضع وقائم کرنا پڑے گا جس سے اخبار ماضیہ وامور وواقعات گذشتہ کو قبول کیا جاوے و مانا جاوے تاکہ انتظام وکاروبار دنیا قائم رہے اور چلے۔ پس جو قاعدہ اس میں کوئی مقرر کرلے یا آج تک جو قواعد ضروریات کے سبب عقلاء زمانہ نے مقرر کر رکھے ہیں ان سب قواعد وقوانین سے بڑھ چڑھ کر بدرجہا بہتر واحسن ان معجزات انبیاء وکرامات اولیا کرام کے ثبوت وتصدیق کے لئے اسلام میں ایسا قاعدہ موجود ہے کہ اس سے زیادہ عمدہ وبہتر ہونا ہرگز ممکن نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا قادیانی کشتی کے میدان میں

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

پس بخدا میں کشتی کے میدان میں کھڑا ہوں جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا عنقریب وہ مرنے کے بعد شرمندہ ہوگا اور اب حجۃ اللہ کے نیچے ہے۔

جواب۔ کشتی کے میدان میں کھڑے ہونے میں بظاہر رونق و گرم بازاری اور چپ چاپ میں سرد بازاری تو لازمی ہے اور اسی لئے جب ایک دو ماہ چپ چاپ گذر جانے پر کچھ چرچا سرد ہو جاتا ہے تو مرزا کوئی نہ کوئی تدبیر سوچ کر ایک ایسا اشتہار شائع کر دیتے ہیں جس پر چرچا و گفتگو شروع ہو کر گرم بازاری ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہ حالات عاشقان دنیا و دنیا پرستوں کیلئے ہوتے ہیں ،اہل اللہ کی یہ شان نہیں۔ لہذا عشاق شہرت و ناموری کے شیدا دلوں پر مقناطیسی اثر کا حکم رکھتے ہیں

❁ مرزا صاحب میدان میں آنے اور بلا لحاظ موافق و مخالف و دوست و دشمن سب کے ساتھ مقابلہ کو زبانی و دکھلانے کو تو ہر طرح سے آمادگی و تیاری ظاہر کرتے ہیں لیکن یہ تو ظاہر ہو کہ کسی میدان میں کبھی بھی ان سے کچھ بن پڑا ہے یا بمقابلہ مخالفین کبھی عہدہ برآ ہو سکے ہیں؟ اور جب کوئی مقابلہ پر آ کھڑا ہوا تو حیلہ حوالہ شرائط پیچیدہ و عذرات لا طائل سے اپنی جان چھوڑا کر اپنے گھر میں بیٹھ کر مضامین تراش کر اپنی فتح کے خلاف واقعہ اشتہارات شائع کرنے پر زور آزمائی کرنے کے سوا مرزا صاحب نے کبھی اور کچھ کیا ہے؟ ہرگز نہیں جیسا کہ مرزا صاحب کا عمل درآمد کارروائی مباحثہ لودھیانہ، دہلی، سیالکوٹ وغیرہ سے عیاں ہے۔

❁ ان دنوں میں بھی نہ معلوم کسی کی صلاح و مشورہ پر یا خود ہی یہ خیال کر کے کہ پیر مہر علی شاہ چشتی سجادہ نشین گولڑہ عالم و فاضل ہیں لیکن معمور الاوقات مصروفیت ذکر اللہ کے سبب مقابلہ منظور نہ کریں گے مرزا صاحب نے ان کے واسطے خصوصاً مع ۸۵ کس دیگر علماء و فضلاء و مولویان و غیرہ کے مقابلہ کے واسطے ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو ۱۴ صفحہ کا اشتہار دے دیا اس میں اول ہی صفحہ پر ان کو علم قرآن و حدیث سے بے بہرہ بالکل پست و محدود خیالات والے کہہ کر لکھا کہ: وہ اپنے تمام ذخیرہ لغویات میں ایک بھی ایسی بات پیش نہیں کر سکے جس کے اندر کچھ روشنی ہو۔

پھر کہا:

کسی حدیث سے حضرت عیسیٰؑ کا مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ جانا یا کسی آخری زمانہ میں مع جسم عنصری نازل ہونا ثابت نہیں اگر لکھا ہے تو کیوں ایسی حدیث پیش نہیں کرتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر مرزا نے شرائط مقرر کیں کہ بحث لاہور میں ہو۔ مولوی عبد اللہ پروفیسر، مولوی عبد الجبار غزنوی و مولوی محمد حسین بٹالوی شہادت کیلئے مجھے منظور ہے کہ منتخب ہوں۔ دوسرے مولوی مقابلہ والے چالیس سے کم نہ ہوں۔ اگر میں حاضر نہ ہوا تب بھی کاذب سمجھا جاؤنگا۔ وغیرہ۔

پیر صاحب بحث و مباحثہ و مقابلہ کے شائق و مذاق والے تو نہ تھے مگر قدرت الٰہی و تحریک ربانی سے ایسے آمادہ ہوئے کہ حسب اشتہار مرزا اول اشتہار منظوری مقابلہ و شرائط مرزا شائع کرا کر بروز جمعہ ۲۴۔ اگست ۱۹۰۰ء کو مع کثیر جماعت علماء و فضلاء و مولویان کے جن کے نام اکثر مرزا کے اشتہار میں درج تھے مع انبوہ کثیر مخلوق اللہ کے لاہور آ پہنچے۔ مولوی عبد الجبار غزنوی، مولوی عبد اللہ ٹونکی پروفیسر بھی آ موجود ہوئے۔ بعد انتظار مرزا کے ایک بڑا بھاری جلسہ علماء فضلاء و کلاء و رؤساء و دیگر باشندگان شہر اور جو بیرونجات سے آئے ہوئے تھے شاہی مسجد لاہور میں ہوا۔ افسوس کہ اس موقع پر مرزا لاہور نہ آئے۔ پیر مہر علی شاہ لاہور میں مقیم رہے اور مرزا کے مریدین اس اثنا میں پیر صاحب کے انکار و فرار کے اشتہارات گلی کوچوں میں چسپاں کرتے رہے اور آخر جب پیر صاحب ۲۹ تاریخ کو بعد انتظار لاہور سے واپس چلے گئے تو مرزا کا ایک اشتہار زرد رنگ (علامت زردروئی و ہزیمت) بلا تاریخ نکلا کہ پیر صاحب نے ہمارا طریق فیصلہ منظور نہیں کیا اور چال بازی کی۔

چونکہ مرزا صاحب فن حیل میں بڑے استاد مشاق و تجربہ کار ہیں لہذا ایک اور اشتہار بہ سرخی آخری حیلہ، شائع کیا۔ اس کی تاریخ طبع قادیان تو ۲۹۔ اگست ۱۹۰۰ء ہے لیکن وہ لاہور میں پیر صاحب کی تشریف بری کے کئی روز بعد تقسیم ہوا۔ اس میں مرزا صاحب نے اس امر کی بہت شکایت کی ہے کہ پیر صاحب نے جوابی اشتہار میں پہلے نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کی رو سے مباحثہ ہونا کیوں لکھا ہے۔ تعجب ہے کہ مرزا صاحب نے یہ اعتراض و شکایت کرتے ہوئے یہ نہیں سوچا کہ ہم نے خود ہی تو اول ان کو علم قرآن و حدیث سے بے بہرہ، محدود خیالات و لغویات وغیرہ کے ذخیرہ والا کہہ کر حدیث رفع و نزول عیسیٰ کا ان سے مطالبہ کیا ہے کہ پیش کریں۔ پس اگر پیر صاحب نے مرزا صاحب کی غلط بیانی ثابت کرنے کو اپنا علم قرآن و حدیث، و بلندی خیالات، ذخیرہ معارف کا ثبوت دینے و آیات قرآن مجید و حدیث در بارہ رفع و نزول عیسیٰ پیش کرنے کے لئے اول نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کی رو سے مباحثہ ہونا لکھ دیا تو کیا بیجا کیا؟ بلکہ انہوں نے عین مرزا صاحب کے الفاظ و مطالبہ کی موافقت کی، لہذا مرزا صاحب کی یہ شکایت صحیح نہیں۔ علاوہ ازیں پیر صاحب کی طرف سے اشتہار ۲۱۔ اگست ۱۹۰۰ء میں کل شرائط مقررہ مرزا منظور ہو کر ۲۵۔ اگست کو جانبین کا لاہور میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہونچ جانا قرار پاچکا تھا جس کے بعد مرزا صاحب کی طرف سے کوئی عذر وحیلہ باقی نہ تھا۔ اگر مرزا یہ عذر کریں کہ پیر صاحب نے اپنی شرط چھوڑ کر ہماری ہی کل شرائط منظور کرنے کا اشتہار اپنے نام سے نہیں دیا، ، تو اس کا جواب ظاہر ہے کہ مرزا نے بھی پیر صاحب کے اشتہار منظوری مباحثہ کے جواب میں اپنے نام سے کب مشتہر کیا تھا کہ ہم اپنے ہی مخصوصہ شرائط پر مقابلہ کریں گے اور پہلے جو ہم نے پیر صاحب کے علم واحادیث رفع ونزول کا مطالبہ کیا تھا اس کو اب ہم واپس لیتے ہیں۔

پھر اگر مرزا صاحب کہیں کہ ہمارے مرید کا اشتہار ہمارا ہی اشتہار ہے، اس میں شرط تقریر زبانی سے انکار درج ہے۔، تو مرزا صاحب انصاف کریں کہ پھر پیر صاحب کے مرید حکیم سلطان محمود کا اشتہار جس میں لکھا ہے کہ:

> اگر مرزا صاحب کی خرق عادت وتائید آسمانی کا انحصار صرف بحث تحریری میں ہی ہے اور مرزا صاحب کی الٰہی وآسمانی طاقت مباحثہ تقریری کے وقت ان کو جواب دے جاتی ہے (اگرچہ تمام انبیاء مرسلین وماموریں علیہم السلام کی تقریر زبانی ہی سنت رہی ہے) اور مرزا صاحب کی علمی عملی کمزوریاں ان کو اپنی گھڑی ہوئی شرطوں کے احاطہ سے باہر نہیں نکلنے دیتیں اور اسی پر ضد ہے تو تمہاری سب شرطیں بعینہ منظور ہیں۔

وہ اشتہار کیوں پیر صاحب کا اشتہار نہ مانا جاوے؟ مرزا صاحب کے مرید کا اشتہار معتبر وحجت ہو اور پیر صاحب کے مرید کا اشتہار قابل التفات نہ ہو، یہ کیسا انصاف ہے (نور الابصار کے صفحہ ۴ پر مرزا صاحب کے سر برآوردہ مرید نے اپنے اظہار فضیلت میں پیر صاحب کو جن کے مقابلے پر آنے سے ان کے امام صاحب تو حیلے حوالے ہی کرتے رہے لیکن یہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں مناظرہ تحریری کے لئے مستعد وآمادہ ہوں۔ اگرچہ آپ کو اپنا مخاطب صحیح نہیں سمجھتا۔ مگر کیا کیجئے

باہمہ مرداں بباید ساخت　　چہ تواں کرد مرداں ایند

سبحان اللہ واللہ اکبر یہ تعلّی وتفاخر و انا خیر منہ کہنے والی نسبت وہمت کسی اہل اللہ مخلص مصروف الذکر طالب رضاء الٰہی میں نہ دیکھی نہ سنی اور مرزا صاحب کے تمام خاص وعام مریدین میں اس کے سوا اور کچھ ہے ہی نہیں)۔

مرزا صاحب نے اشتہار میں لکھا ہے کہ:

> میں بہرحال لاہور پہنچ جاتا مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں اور ایسا ہی لاہور میں اکثر سفلہ وکمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں گالیاں دیتے پھرتے ہیں، مخالف مولوی وعظ کررہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض کارڈ گندی گالیوں کے مجھے پہنچے ہیں جو چوہڑوں چماروں کی گندی گالیوں سے زیادہ ہیں۔

اس میں اکثر حصہ تو خلاف واقعہ و پراز مبالغہ ہے جس کا کچھ وجود نہیں اور پھر تعجب ہے کہ مرزا صاحب باوجود اللہ تعالی کو اپنا حافظ ناصر حمایتی مددگار جاننے اور نصرت الہیہ کے ازبس زبانی دعویدار ہونے اور قرآن مجید کی آیات و اللّٰہ یعصمک من النّاس (اور اللہ تمہیں لوگوں سے بچائے گا)۔ و مکروا و مکر اللّٰہ و اللّٰہ خیر الماکرین (اور انہوں نے مکر کیا اور اللہ نے تدبیر کی اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے) وغیرہ کے عامل و معارف دانی کے مدعی ہونے کے پھر موقع وقت پر کیسے ِکر جاتے اور اپنا پردہ فاش کرتے ہیں۔ اگر مرزا صاحب صادق ہوتے تو ان ارشادات قرآن مجید سے اعراض کر کے ایسے خائف ولرزاں کیوں ہوتے؟ اور ایسے لاطائل بے بنیاد نامقبول بے ہنگام عذرات نہ گھڑتے۔ لیکن اگر ایسا نہ کرتے تو لوگوں پر ان کے کذب کی زیادہ حقیقت کیوں کر کھلتی اور عاجز کے الہام (جو ۲۰۔ اگست ۱۹۰۰ء جمعہ کو قبل از استماع خبر آمد پیر صاحب ہوئے)، رفعت شان رفت براوج فلک، جو بحق پیر صاحب ہوا، اور بعدہ الہام کا لعھن المفوش (مثل اون دھنی ہوئی) جو بحق مرزا صاحب ہوا، ان ہر دو کی حقیقت وصداقت کیونکر ظاہر ہوتی؟

اس اشتہار میں مرزا صاحب نے کہا ہے کہ میں دو امر کا خواہش مند ہوں جن پر میرا لاہور پہنچنا موقوف ہے۔ ایک پیر صاحب بوجہ ایک شرط زیادہ لکھنے کے اپنے نام سے اشتہار مصدقہ پانچ معزز ارکان لاہور شائع کریں۔ دوم میرے لاہور پہنچنے کے لئے تین رئیس ایک تحریر بالاتفاق اس ذمہ داری کی شائع کریں کہ پیر مہر علی شاہ کے مریدوں ہم عقیدوں (جو قریباً تمام مسلمان مرزا کے مخالفین ہیں) وہم جنس مولویوں کی طرف سے کوئی گالی یا کوئی وحشیانہ حرکت ظہور میں نہ آئے گی۔

سبحان اللہ! یہ خوب انصاف ہے کہ خود بدولت مرزا صاحب تو کسی کی ایک شرط بھی قبول نہ کریں اور آپ شرائط پر شرائط بڑھاتے جائیں اور وہ بھی ایسے ناممکن العمل کہ کبھی ہو نہ سکیں۔ بھلا تین رئیس تمام دنیا کے مسلمان وغیرہ مخالفین مرزا صاحب کے الفاظ وحرکات کے کیونکر ذمہ وار ہو سکتے ہیں۔ اور ان کو غرض ہی کیا ہے کہ اس دردسری میں مبتلا ہوں؟ باوجودیکہ وہ مرزا صاحب کی چال تدابیر وحیلہ حوالہ سے بھی بخوبی ماہر وواقف ہوں۔ جب مرزا صاحب لاہور آنے سے ایسے ہراساں وترساں تھے تو اول خود ہی اشتہار دے کر انہوں نے اپنی جان کو اس خلجان میں کیوں ڈالا؟ افسوس مرزا صاحب پر عادت حیلہ سازی نے ایسا غلبہ کیا ہے کہ پیچدار حیلوں بہانوں کے سوا بات ہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرتے اور سیدھے راستے سے یوں نہیں فرماتے کہ و قذف فی قلوبھم الرّعب (اور ڈالا ان کے دلوں میں رعب) والا معاملہ ہمارے ساتھ ہوا اس لئے ہم لاہور نہیں آسکے۔

❁ کسی دوسرے کی گالیوں کی شکایت مرزا کس طرح زبان پر لا سکتے ہیں؟ ذرا اپنی بدزبانی سبّ وشتم لعن طعن مذکور بر صفحات سابق، ملاحظہ فرمائیں۔ پھر مرید خاص واحد العین کی زبان درازی کو، جس سے کوئی بھی بچ نہیں سکتا، پھر اسی مرید جس کو فاضل جلیل القدر مولوی سید محدث اور فقیہہ زرد اشتہار میں کہہ کر لکھا ہے کہ انکے ساتھ بحث کرنا پیر صاحب کیلئے فخر تھا، ذرا ان کی تحریروں کو بھی غور سے دیکھیں کہ ماشاء اللہ خوبی قسمت سے باوجود ضعیف العمری سید کہلانے وغیرہ اوصاف عطیہ مرزا وفیض صحبت زبانی امام الزمان کے اب تک تمسخر ہنسی دوسرے مومنین کو برا بھلا کہنے و لکھنے سے سیر ہو کر انابت الی اللہ وخشیت الٰہی کی فکر اپنے پاس پھٹکنے ہی نہیں دیتے۔ جب کل جماعت کی زبان درازی و تبرا بازی کی یہ نوبت ہو تو پھر مرزا کو دوسروں کی شکایت کرنا کب زیبا ہے؟ اور پھر طرفہ یہ کہ اب شکایت کرتے وقت بھی اپنی اس بدگوئی کی عادت سے نہیں چوکے۔

❁ پھر کہا ہے کہ اس فتنہ و اشتعال کے وقت بجز شہر کے رئیسوں کی پوری طور کی ذمہ داری کے لاہور میں قدم رکھنا گویا آگ میں قدم رکھنا ہے۔ کیا شرع و عقل فتوی دے سکتی ہے کہ پر جوش و مشتعل لوگوں کے مجمع میں بغیر کسی پورے قانونی بندوبست کے جانا مضائقہ نہیں؟

مرزا صاحب یہ تو فرماویں کہ اس مجمع کا باعث ومحرک سوائے خود بدولت کے اور کون ہے؟ خود ہی تو تمام دنیا کو مقابلہ کے واسطے بلانے کی دعوت کرتے و اشتہار پر اشتہار دیتے ہیں اور جب بتعمیل حکم خود بدولت وہ لوگ آن کر جمع ہوں تو پھر گھبرا کر کہتے ہیں کہ ایسے مجمع میں جانا گویا آگ میں قدم میں رکھنا ہے۔ ذرا اس کو بھی غور کرو کہ اللہ تعالی کے فرستادے و مرسل تو سچ مچ دہکتی آگ میں بھی ڈال دیئے گئے اور وہ نار ان کے لئے بحکم حافظ حقیقی برداً و سلاماً ہوگئی جیسا کہ سیدنا ابراہیمؑ کا معاملہ ہوا۔ پھر مرزا کیسے مرسل من اللہ ہونے کے دعویدار ہیں کہ اپنی ہی سلگائی ہوئی وہمی آگ سے ایسے خائف و بدحواس ہوتے اور اللہ خیر الحافظین و خیر الناصرین کی حفاظت و نصرت وتوکل کو بالائے طاق رکھ کر اس سے ایسی بے تعلقی ظاہر کرتے ہیں کہ گویا آپ کو اس ذات لا تأخذہ سنۃ وّ لا نوم۔ و لا یؤدہ حفظھما و ھو العلیّ العظیم، کی حفاظت پر اعتماد نہیں یا اس حی و قیوم کی خبر ہی نہیں۔

❁ اخیر پر مرزا صاحب نے سہل طریق فیصلہ یہ لکھا ہے کہ بعد ذمہ واری رئیسان لاہور کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجمع عام میں جس میں ہر سہ رئیس موصوفین بھی ہوں تین گھنٹہ اپنے دعوی کے دلائل میں سناؤں پھر پیرمہرعلی شاہ صاحب قرآن وحدیث سے نزول مسیح کا ثبوت دیں۔ ،

اس کا جواب ظاہر ہے کہ پیر صاحب تو فقط اسی غرض سے ہی حسب اشتہار مرزا لاہور آئے تھے اگر مرزا بھی ذرہ حوصلہ کر کے اللہ کے حافظ و ناصر ہونے کا یقین رکھ کر آجاتے تو اس کا فیصلہ ہوجاتا۔ مگر پیر صاحب کے سفر دور دراز کر کے مع علماء آنے پر آپ کے ہراساں ہو کر پہلوتہی کرنے اور ادھر رخ بھی نہ کرنے سے یہ تصفیہ رہ گیا اور مرزا کے دعاوی کی نسبت ایک بین و آسمانی نشان ظاہر ہو گیا یعنی وہی جو مرزا نے کہا تھا کہ، اگر میں حاضر نہ ہوا تب بھی کاذب سمجھا جاؤنگا۔

مرزا صاحب کے اس سہل طریق سے بھی سہل طریق شیخ عبدالرحمٰن بازار کشمیری لاہور کے اشتہار میں لکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ:

> مرزا صاحب لاہور میں مسجد شاہی میں محراب و منبر کے سامنے کھڑے ہو کر علماء اسلام کے روبرو ویسی ہی قسم کھاویں جو مرزا صاحب نے علماء محکمین کے واسطے تجویز کی ہے پھر آخر میں کہیں، الٰہی اگر میں جھوٹا ہوں اور اس منصوبے سے بالکل بری و بے لوث نہیں ہوں تو سال بھر کے عرصہ کے اندر مجھ پر کوئی عذاب نازل کر کہ اہل اسلام کے لئے حجت قائم ہو جاوے اور کوئی میرے دام فریب میں نہ پھنسے۔،
>
> پھر اس قسم کے بعد اگر ان پر ایک سال خیریت سے گذر گیا اور مرزا صاحب اور ان کی جماعت پر کوئی بلا نازل نہ ہوئی تو ہم (مشتہر اشتہار) ہزار روپیہ نقد دیں گے۔
>
> اور یہ ایسا فیصلہ ہے کہ مرزا صاحب ہی کا تجویز کردہ ہے کوئی اس پر بحث بھی نہیں کرسکتا مرزا صاحب اسی طرح اپنے مخالفین کو قسم کھانے کے لئے بلایا کرتے ہیں اور سال کی میعاد لگایا کرتے ہیں۔،

اس تدبیر پر اگر مرزا صاحب عمل کریں تو وہ جو آسمانی گواہی و نشان کے تین سال میں ظہور کا مرزا صاحب نے اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۸ء دیا ہوا ہے جس کی معیاد دسمبر ۱۹۰۲ء تک ہے اس کا بھی اس طرح ایک ہی سال میں فیصلہ ہوسکتا ہے۔

حفاظت کے لئے مخلوق کی ذمہ واری لینے اور اس پر بھروسہ کرنے کے جا بجا اگر مرزا صاحب خیر الحافظین و خیر الناصرین کی حفاظت و حمایت پر اعتماد کریں تو اسلامی طریق و عمل در آمد کے موافق و مطابق ہے۔ بیچاری مخلوق جب خود فانی ہے اور اپنے نفع و نقصان کی مالک نہیں تو وہ پھر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی دوسرے کے نفع ونقصان کی کیونکر ضامن و ذمہ وار ہوسکتی ہے۔ یہ مرزا کے کشتی میں کھڑا ہونے کے حالات ہیں جن سے ان کے دعوی کا صدق یا کذب نصف النہار کی طرح روشن ہے۔

❁ کیا خوب وعمدہ ہو اگر مرزا صاحب کا میدان کشتی میں کھڑا ہونا مخلصانہ وطلب رضائے الٰہی کی خاطر ہو... ادع الی سبیل ربّک با لحکمۃ و الموعظۃ الحسنۃ و جاد لھم با لّتی ھی احسن وغیرہ کے مطابق ہو اور باعث بہبودی ومنفعت خلق ہو کہ وہ کشتی قابل تحسین ہو۔ لیکن یہ تب ہوسکتا ہے جب مرزا صاحب موجودہ پہلو تفاخر تعلّی و پندار والا بدل کر توبہ واستغفار کے بعد اطاعت اللہ واور اطاعت رسول اللہ ﷺ والا طریق اختیار فرمائیں۔

❁ یہ امر تو مرزا صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ کشتی میں بہادری اسی کا نام نہیں کہ ہر ایک کو ہر امر میں جس طرح ہو سکے اپنے مقابلہ میں اپنے گھر بیٹھ کر ہیچ پوچ حقیر ولا شئے سمجھ کر ..خود اپنی ہی افضلیت وشیخی اور فوقیت بیان کئے جائیں جیسے مرزا صاحب کی عادت ہے اور جس کا مظہر رسالہ ضرورۃ الامام ہے ۔تعجب ہے کہ مرزا صاحب کو بایں دعاوی ومراتب انا خیر مّنہ والی مہلک مرض ونسبت سے بچنے کیلئے ربّنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و تر حمنا لنکو ننّ من الخا سرین والی نسبت حاصل کرنے کا کبھی فکر وخیال نہیں آتا، ہمیشہ اپنی مشیخت وانانیت و بے نظیری ظاہر وثابت کرنے کی تدابیر و دھن میں مستغرق رہتے ہیں۔

❁ عاجز کو تو سردست مقابلہ وکشتی کے میدانوں سے پرہیز کرنے کیلئے .. وتعلماً الہام ہوتا ہے بادوستان تلطف بادشمناں مدارا۔ آئندہ جیسا ہوگا اس کی تعمیل کو بتوفیقہ واحسانہ حاضر ہے۔

❁ مرنے کے بعد شرمندہ ہونے کی بھی عمدہ وعجیب دھمکی ہے ۔اول مرزا صاحب کا اپنے دعاوی میں صادق ہونا تو ثابت ہو پھر یہ امر بھی قابل غور ولحاظ ہوسکتا ہے اور مرزا غور فرماویں کہ جن لوگوں نے یہاں ان کو قبول نہیں کیا بلکہ قبول وسکوت تو بجائے خود ،خوب عمدہ طرح سے مقابلہ کیا مقدمات کئے اور مخالفت میں تحریراً وتقریراً کسی طرح کوتاہی نہیں کی جیسے مولوی محمد حسین بٹالوی جن کو مرزا صاحب منذر الہاموں سے ڈراتے اور دھمکاتے بھی رہے، قاضی محمد سلیمان منصور پوری مولوی اسماعیل صاحب، مولوی عبداللہ صاحب امروہی، منشی سعد اللہ لدھیانوی، مولوی محمد بشیر سہسوانی، شیخ حسین بن محسن مصنف الفتح الربانی، مولوی صوفی عبدالحق غزنوی، قاضی فضل احمد لدھیانوی، مولوی عبداللہ صاحب، پیر مہر علی شاہ مصنف شمس الہدایۃ، سید یاسین ہزاروی مصنف منور الایمان؟، سلطان محمود خاں مشتہر اشتہار واجب الاظہار، مولوی محمد شفیق، مولوی محمد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غازی، مولوی غلام احمد مصنف مسیلمہ قادیانی کا مکر شیطانی، مولوی صاحب پنج گرائیں، ملا محمد بخش وغیرہ، تو کیا جیسے یہ لوگ شرمندہ ہوئے ہیں اسی طرح دوسرے قبول نہ کرنے والے مرنے کے بعد شرمندہ ہوں گے یا اس سے بھی زیادہ۔ پھر جن لوگوں کو مرزا نے ایسا دھمکایا اور ایسی خبریں سنائیں ان کا اب تک کیا بگڑا ہے اور کیا شرمندہ ہو رہے ہیں۔ مرزا صاحب اس کے سمجھانے میں ایسا شرعی طریق اختیار کریں کہ مخلوق الٰہی سمجھ کر ایسے لوگوں کے حال سے عبرت پکڑ کر خود بدولت کی غلامی میں داخل ہونے کی فکر کرے۔

- جب مرزا صاحب کی دنیوی و زمینی پیشگوئیوں کا یہ حال ہے جیسا مختصراً اس میں عرض ہوا ہے تو آسمانی و عقبی کے حالات کی خبروں کا اسی پر قیاس ہوسکتا ہے۔
- حجت الٰہی اگر ثابت ہو تو پھر انکار کرنے والا بدبخت ہے۔ مگر یہاں تو برعکس نہند نام زنگی کافور کا معاملہ ہی ہے اور بس۔

اختتامی خطاب بہ الٰہی بخش اور جواب خطاب

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی (منشی الٰہی بخش کو مخاطب کرکے) لکھتے ہیں:

> اے عزیز کوئی کام دنیا کا ہو یا دین کا بغیر لیاقت کے نہیں ہوسکتا ہے۔ یاد رہے کہ انگریز حاکم کے پاس ایک خاندانی شخص پیش کیا گیا کہ اس کو تحصیل دار بنا دیا جائے اور جس کو پیش کیا گیا وہ محض جاہل تھا اردو بھی نہیں آتی تھی۔ اس انگریز نے کہا کہ اگر میں اس کو تحصیل دار بنا دوں تو اس کی جگہ مقدمات کون فیصلہ کرے گا میں اس کو پانچ روپیہ نوکری اور کوئی نوکری نہیں دے سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے اللّٰہ یعلم حیث یجعل رسالتہ۔

جواب۔ لیاقت کی نسبت اول عرض ہو چکا ہے مرزا اس پر بار بار زور دیتے ہیں یہ تو فرماویں کہ کل لیاقت اس شہنشاہ عالی جاہ مالک الملک حیّ و قیّوم، علی کلّ شیء قدیر، و ما من شیء الّا عندہ خزائنہ فرمانے والے کے خزانہ عامہ سے خرچ ہو چکی ہے اور اب اور کسی کو کچھ نہیں مل سکتی؟ معاذ اللہ۔ وہ ذات پاک ایسے بخیلانہ و بے ادبانہ خیال سے پاک و منزہ و اعلیٰ ہے بل یداہ مبسوطتان اس کی شان دائمی ہے اور ابدالآباد تک رہے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا صاحب نے جو انگریز حاکم و ناخواندہ خاندانی شخص کے تحصیلدار یا مذکوری بنانے کی مثل تراشی ہے اول تو اس کو بحث مانحن فیہ سے کچھ تعلق نہیں ۔ علاوہ براں دنیوی حاکموں کی ہی کئی ایسی مثالیں ونظیریں موجود ہیں کہ ادنی اردلیوں اور چپراسیوں وغیرہ سے تحصیل دار کیا ڈپٹی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بنائے گئے ۔ کئی ڈپٹی ناخواندہ اور محض دستخط ہی کرسکتے تھے دیکھنے میں آئے ہیں بلکہ اب بھی آنریری مجسٹریٹوں میں جن کی مجسٹریٹی کے ماتحت کئی گاؤں ہیں بحالت ناخواندگی مقدمات کا فیصلہ کررہے ہیں، یوں مرزا کی تراشیدہ مثال نیست ونابود و کالعدم ہو جاتی ہے ۔

جہان کے حاکم چونکہ اول حصول علم ولیاقت کے واسطے مصیبت ومحنت برداشت کرکے مغز زنی ومشقت کی تکلیف شب وروز اٹھا کے پھر کسی حکومت کے حاصل کرنے میں بآرادہ الٰہی کامیاب ہوتے ہیں لہذا اگر وہ کسی ناخواندہ ونالیاقت شخص سے کچھ کام نہ لے سکیں تو کچھ عجب نہیں لیکن جو حاکم ہمہ قدرت ہمہ علم احکم الحاکمین ارحم الراحمین ایسا ہو جس کی شان :

و ھو علی کلّ شیء قدیر ، (وہ ہر چیز پر قادر ہے)

و اللّٰہ عزیز حکیم (اللہ غالب حکمت والا ہے)،

انّ ربّک ھو القوّی العزیز (تیرا رب قوی اور غالب ہے)۔

و ما ذالک علی اللّٰہ بعزیز (اور یہ اللہ پر مشکل نہیں) ۔

و انّ الفضل بید اللّٰہ یؤتیہ من یّشاء و اللّٰہ ذو الفضل العظیم (فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے ۔ اور اللہ فضل عظیم والا ہے)۔

و اللّٰہ یختصّ بر حمتہ من یّشاء (اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کرلیتا ہے)

وغیرہ ہو جس کے سہارے وفضل پر ان سب حاکموں بلکہ کل مخلوقات کی کامیابی کا حصر ہے اور جو ناخواندہ واونٹ بکری چرانے والوں کو ایک آن میں امر کن سے کل لیاقت وجبلتیں بخش کر تحصیل دار و ڈپٹی کیا تمام دنیا کی بادشاہت بلکہ اس کے ساتھ عاقبت کی بادشاہت بھی بخشتا رہا ہو، اس کو کیا ضرور ہے کی کسی کی ناخواندگی ونالیاقتی کا اپنے کاروبار چلانے میں فکر کرے ۔ کیا جس طرح پہلے وہ قادر قدیر ان ناخواندہ اونٹ بکری چرانے والوں سے اپنے اہم وارفع دینی ودنیوی خدمات لیتا رہا ہے تو اب اس سے ادنی درجہ کی خدمت بھی کسی سے نہیں لے سکتا ؟ یا معاذ اللہ اسکے اختیارات محدود ہو گئے ہیں، چھن گئے ، یا اس نے اقرار کرلیا اور اعلان دے دیا کہ اب کسی قسم کی بخشش وعطا کسی پر نہیں کرونگا ؟ معاذ اللہ ۔ افسوس کہ ایسے محسن مالک الملک بااختیار کی تشبیہہ کیسے بے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار حاکم سے دی گئی اور بمقابلہ ارشاد قرآن مجید فلا تضربوا للّٰہ الا مثال (پس نہ بیان کرو اللہ کے لئے مثالیں) کیسی لغو و ردّی مثال گھڑی اور تراشی گئی۔

سچ ہے جب اللہ کا غضب آتا ہے تو ناک کان کاٹ کر صورت ہی مسخ نہیں کرتا بلکہ دل کو مسخ کر دیتا ہے جس سے مغضوب علیہ اس کی ذات و صفات کا انکار کرنے لگتا ہے۔ سو مرزا فکر و غور کریں کہ کہیں صفت خالقیت مرغی کے حوالہ کر دیتے ہیں، کہیں اس کے اختیارات حکومت کو محدود کرتے ہیں، کہیں نعوذ باللہ قرآن مجید کی غلطیاں نکالنے لگتے ہیں، کہیں اس کی آیتوں و عبارت کو الٹ پلٹ کرتے ہیں، تو کیا اس سے انجام کار یہ خوف معلوم نہیں ہوتا کہ کہیں اس واجب الوجود کو آخر ہستی سے جواب دینے پر آمادہ ہوں جیسا کہ اکثر خود بین متکبرین شیخی خوروں کا حال ہوا۔

مرزا صاحب تو بدعویٰ علم و فضل اللّٰہ یعلم حیث یجعل رسالتہ کو بصیغہ مضارع تحریر فرماتے ہیں لیکن عاجز اس کو بصیغہ افعل التفضیل اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ جیسا کہ قرآن مجید سورہ انعام الجزالثامن ربع اول میں ہے، پڑھتا جانتا اور اس پر کامل ایمان رکھتا ہے۔ مرزا صاحب اپنی نسبت تو اس آیت شریفہ کو لے لیتے ہیں لیکن دوسروں نے کیا گناہ کیا ہے کہ ان کے واسطے بغیر کسی وجہ کے اس کو محال خیال فرماتے ہیں۔

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

> کیا جسکے پاس ہزاروں دشمن دوست سوالات و اعتراضات لے کر آتے ہیں اور نیابت نبوت اس کے سپرد ہوتی ہے اس کی یہی شان چاہیے کہ صرف چند الہامی فقرے اس کی بغل میں ہوں اور وہ بھی بے ثبوت۔ کیا قوم اور مخالف قوم اس سے تسلی پکڑ سکتے ہیں۔

جواب۔ بعد الہامی دعا اللّٰھم ارنا الحقّ حقاً و ارزقنا اتّباعہ و ارنا الباطل باطلاً و ارزقنا اجتنابہ کے عرض ہے کہ اول ہم بزعم خود مرزا صاحب کے منطقی و فلسفیانہ دلائل کو بمقابلہ معترضین اسلام و انگریزی طالب علموں کے بڑا کام سمجھتے تھے، سو الحمد للہ کہ اس حکیم علیم نے اس تعجب و غلطی کو دور فرمایا، الہام ہوا:

اجعلتم سقایۃ الحاجّ و عمارۃ المسجد کمن آمن باللّٰہ و الیوم الآخر (کیا تم نے سمجھا ہے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد تعمیر کرنا، اس شخص کے برابر جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا)

جس سے صاف وصراحتاً ظاہر ہو گیا کہ جھگڑالو اور معترضین کو جواب دینا، ان کے جوش اعتراض کو آب دلائل سے فرو کرنا، اور ضعیف اور بد اعتقادوں کی بوسیدہ عمارت کی خود تراشیدہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوزاروں سے پچ کاری کرنا، (جوامام فن مناظرہ اور سرسید وغیرہ بھی کرتے رہے) یا یوں کہو کہ اپنی ہی مسجد علیحدہ بنانا (کیونکہ یہاں الہام میں لفظ الحرام، مسجد کے ساتھ نہیں فرمایا) یہ سب کچھ ایمان باللہ و بالیوم الآخر سے والوں سے کبھی برابری نہیں کرسکتا۔ اور یہ الہام بھی ہوا۔

گر باستدلال کاردین بدی　　　فخر رازی رازدار دین بدی

اسی آیت کریمہ اجعلتم سقایۃ الحاج .. الخ کے بعد اللہ جل جلالہ خود بھی فرماتا ہے لا یستوون عند اللّٰہ (اللہ کے نزدیک برابر نہیں) اور آمن باللّٰہ والیوم الآخر والوں کا بمقابلہ دوسروں کے تو لطف وکرم سے کئی جگہ تعریف سے ذکر فرمایا جیسا انّ الّذین قالوا ربّنا اللّٰہ ثمّ استقاموا ..الخ (تحقیق جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور پھر مستقیم رہے)۔

تلک الدّار الآخرۃ نجعلھا للّذین لا یریدون علوّا فی الارض و لا فساداً۔ قد افلح من تزکّی و ذکر اسم ربہ فصلّی بل تؤثرون الحیوۃ الدّنیا و الآخرۃ خیر وّ ابقی۔ فما اوتیتم من شیء فمتاع الحیوۃ الدّنیا و ما عند اللّٰہ خیر و ابقی للّذین آمنوا و علی ربّھم یتوکلون۔

لہذا اب عاجز ردّ وقدح بحث ومباحثہ وخشک تقاریر والوں کو بمقابلہ کمن آمن باللّٰہ والیوم الآخر والوں کے ہرگز ترجیح ووقعت نہیں دے سکتا۔

❁ پھر مرزا صاحب غور فرماویں کہ انہوں نے معترضین کے کیا اعتراضات دور کئے ہیں؟ مباحثہ عیسائیاں میں، پھر سراج دین کے جو اعتراضات دور کرانے کیلئے عرصہ تک قادیان میں مرزا صاحب کی صحبت میں رہا۔ پھر عام علماء ومولویان کے جو مرزا کے نئے تراشیدہ مسائل وعقاید پر بدلائل قرآن مجید وحدیث شریف اعتراضات کرتے ہیں، کہاں دور کئے ہیں۔

❁ نیابت نبوت کی ذیل میں مرزا صاحب مسائل ذیل پر غور سے توجہ فرمائیں۔

ا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے و الکاظمین الغیظ و العافین عن النّاس و اللّٰہ یحبّ المحسنین۔ و اصفح الصفح الجمیل۔ و لیعفوا و لیصفحوا۔ الا تحبّون ان یغفر اللّٰہ لکم۔ و لمن صبر و غفر انّ ذلک لمن عزم الامور

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے الرّاحمون یرحمھم الرّحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السّماء (رحم کرنے والوں پر رحمان رحمت کرتا ہے تم ان پر جو زمین میں ہیں رحم کرو تم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان میں ہے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔ انّ اللّٰہ رفیق یحبّ الرّفق ۔ (اللہ رفیق ہے اور رفق کو دوست رکھتا ہے)

رفع القلم عن ثلاثۃ عن النّائم حتی یستیقظ .. الخ (قلم تین آدمیوں سے اٹھائی گئی ہے سوئے ہوئے سے یہاں تک کہ جاگ اٹھے) اور یہاں مرزا صاحب بدعوی مسیحیت و نیابت نبوۃ ایسے بے صبر و مشدد و سخت گیر کہ ایک خفیف کلمہ خواب کو (کہ مرزا صاحب بیعت کریں) جس پر بموجب حدیث شریف موصوفہ کچھ مواخذہ نہیں ہوسکتا، اس کو خود بدولت نے ایسا سخت پکڑا اور ایسا جوش کیا کہ ایک کتاب تحریر فرما کر شائع کردی، یہ کیسی نیابت ہوئی۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے بارہا احادیث شریف میں لعن طعن سبّ وشتم سے منع فرمایا کہ یہ مومن کی شان نہیں ہے جیسا سابقاً ذکر ہوا ہے اور مرزا صاحب کی کتب میں لعن وطعن وسبّ وشتم کا حدوحساب نہیں۔ بعض جگہ ہزار تک لعنتیں پوری کر کے تحریر فرمائی ہیں۔ اور نہ صرف مخالفین اسلام کو بلکہ عوام وخاص مسلمانان کلمہ گویان، اہل قبلہ پابند صوم وصلوۃ حج وزکوۃ ذاکرین اللہ عز وجل، مولویان فقراء وسجادہ نشینان، خادمان اسلام معلمان قرآن وحدیث کو بھی نہیں چھوڑا حالانکہ حدیث میں ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ۔ یہ کیسی نیابت نبوت ہے۔

۳۔ ایسا ہی مرزا صاحب اپنے دعاوی کے انکار کے سبب سب کو ہلاکت وعذاب کی وعید سناتے رہتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے اذا قال الرّجل ھلک النّاس فھو اھلکھم۔

عن ابی ھریرہ قال قیل یا رسول اللّٰہ ادع علی المشرکین قال انّی لم ابعث لعاناً وانّما بعثت رحمۃً (کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ مشرکین کیلئے بددعا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں لعنت کرنے والا نہیں میں تو رحمت بھیجا گیا ہوں)

اس کے برعکس مرزا صاحب کا جو عمل ہے وہ اظہر من الشّمس ہے۔

۴۔ آیات المنافقین میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذا اوتمن خان و اذا حدث کذب و اذا عاھد غدر (اخلف) و اذا خاصم فجر (جب امانت دی جاوے خیانت کرے جب بات کہے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو خلاف ورزی کرے،..الخ)۔

لیطبع المومن علی الخلال کلّھا الّا الخیانۃ و الکذب (مومن خیانت اور جھوٹ کے سوا تمام خصلتوں پر مطبوع ہوتا ہے)۔

اب مرزا صاحب غور فرمائیں کہ اذا اوتمن خان میں جو روپیہ سراج منیر (۱۴ سو روپیہ کی لاگت والی) و براہین کی قیمت میں آیا اس کو دوسری جگہ اپنی خانگی ونفسانی حاجات میں خرچ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا داخل ہے یا نہیں؟ رسالہ سراج منیر کے چندہ دینے والے و براہین کے خریدار کئی تو مر گئے اور بہت باقی ہیں جو حسب وعدہ ہائے مرزا صاحب ہر دو کتب کے منتظر و امیدوار ہیں۔ نیز وہ روپیہ جو مرزا صاحب کے حساب میں بایں غرض جمع کیا گیا تھا کہ جب رسالہ موعودہ مسٹر الگزینڈر روب امریکہ والا تیار ہوگا تو اس روپیہ سے ترجمہ کرایا جائے گا، سو وہ رسالہ تو وعدہ وعید میں نابود ہو گیا، اور اس کے ساتھ ہی وہ روپیہ بھی خرد برد ہوا۔ پھر جو روپیہ مسجد کے واسطے جمع ہوا، وہ کہاں گیا؟ براہین کی نسبت شائد یہ عذر پیش کریں کہ ہم نے واپسی روپیہ کا اشتہار دے دیا ہے اسلئے بری الذمہ ہو گئے ۔لیکن اس میں یہ عرض ہے کہ اولاً تو پہلے ہی ایسی کوئی شرط نہ تھی، ثانیاً وہ اشتہار سب روپیہ دہندگان کے پاس کہاں بھیجا گیا؟ فقط اپنے مریدین میں ہی اس کی اشاعت کافی سمجھی گئی تھی۔ ثالثاً اس اشتہار میں بھی ایسا فن، حکمت و چالاکی کی کہ بے چارے شرم و لحاظ خلق سے مطالبہ روپیہ کی جرأت نہ کریں اور اگر کریں بھی تو مرزا صاحب کے کسی معتبر کا سرٹیفکیٹ پیش کریں۔ ایک آشنا نے مجھ سے پوچھا کہ بقیہ براہین احمدیہ خدا جانے کب آوے؟ میں نے جواب دیا کہ اس کی بظاہر کوئی امید نہیں کیونکہ مرزا صاحب اسکی قیمت واپس کرنے کا اشتہار دے چکے ہیں،۔ وہ بولا ہم کو تو خبر ہی نہیں ہوئی۔ بھلا اب روپیہ مل جاوے گا؟ میں نے کہا ہاں اگر آپ روپیہ دینے کا سرٹیفکیٹ دے دیں۔ تب اس نے کہا کہ جس کی معرفت ہم نے روپیہ دے کر کتاب منگوائی ہے وہ تو مر گیا۔،

فقط اسی پر دوسرے بے چارے خریداروں کا قیاس کر لینا چاہیے۔ پھر جن لوگوں نے براہین کے واسطے سینکڑوں روپیہ دیئے تھے، وہ اشتہار ان کے پاس بھی نہیں پہنچا۔ اگر مرزا صاحب کی نیت بخیر ہوتی تو جیسا کہ عاجز کو ایک دفعہ فرمایا، یا لکھا تھا، کہ ہم نے روپیہ دہندگان کے نام و روپیہ کی کتاب کھولی ہوئی ہے،۔ تو اس کو قائم رکھتے اور اس کے موافق سب کو روپیہ واپس دیتے۔ اگر کوئی لینے سے انکار کرتا تو پھر آپ کا مال تھا۔ یا اول روپیہ دہندگان و خریداران کو حسب ضابطہ رسید ہی دی ہوتی تا اس کو پیش کر کے روپیہ وصول کر سکتے۔ یہ حق العباد تھا اس بارہ میں جس قدر سعی اور اہتمام ہوتا ثواب و عبادت میں داخل تھا۔ خیر یہ تو براہین کے روپیہ کا حال ہوا، باقی سراج منیر و مسٹر الیگزینڈر روب والے روپیہ کا کیا عذر ہے؟ علی ہذا القیاس اور بہت رقوم جو کہیں کی کہیں خرچ ہوئیں یہ سب کیوں اذا اوتمن خان میں داخل نہیں؟

۵۔ اذا عاھد غدر (اخلف) میں جو وعدے نسبت براہین احمدیہ جلد اول اعلان سر ورق جلد اول و دوم میں کہ ضخامت سو جزو سے زیادہ ہوگی۔ قیمت اول پانچ پھر دس پھر پچیس اور اقرار کہ اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طبع میں آئندہ کبھی توقف نہیں ہوگی ۔ جلد سوم کے سرورق پر فرمایا کہ اب کتاب تین سو جزو تک پہنچ گئی ہے ۔، اور اخیر صفحہ پر اس کی قیمت ایک سو روپیہ قرار دے کر فرمایا کہ اگر اس کے عوض دس یا ۲۵ روپیہ ہی مسلمان پیشگی نہ دیں تو پھر کام کے انجام سے خود مانع ہوں گے ۔، (اس فقرہ کی تحریر سے مرزا صاحب کے اپنے رئیس اعظم صاحب جائداد ہونے اور ہزار ہا روپیوں کے اشتہارات دینے کی حقیقت و ماہیت بھی خوب ظاہر ہوتی ہے کہ جو کچھ ملے پیشگی ملے)۔ جلد چہارم میں آخر کار فرمایا کہ

اب اس کا متولی ظاہراً و باطناً رب العالمین ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ و مقدار تک اس کو پہنچا وے گا اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اس نے جلد چہارم تک انوار حقیت اسلام ظاہر کئے ہیں اتمام حجت کے لئے یہی کافی ہیں زندگی کا اعتبار نہیں ..۔

افسوس راستی موجب رضائے خداست، پر خیال کرکے یہ نہ فرمایا کہ اب اندوختہ ختم ہو چکا ہے اور جو ہم نے تین سو دلائل کا قید تحریر میں آکر طیار ہونا لکھا تھا، غلط تھا اس لئے آئندہ تولیت سے دست بردار ہوتے ہیں اور روپیہ وصول شدہ حق العباد کی عباد اللہ سے معاف چاہتے ہیں ۔۔ پھر وعدہ طبع رسالہ سراج منیر جس کا ۱۴ سو روپیہ کے خرچ سے طبع کا اعلان ۱۳۰۴ھ میں سرورق شحنہ حق پر ہوا تھا جس کے لئے کئی مقامات سے خاطر خواہ چندہ آ گیا تھا اور جس کی نسبت خاکسار نے (جب مرزا صاحب انبالہ میں تشریف رکھتے تھے) بذریعہ خط وعدہ خلافی کی شکایت کی تھی تو مرزا صاحب اس پر درہم برہم ہو کر خفا ہوئے تھے یہ ۱۸۸۶ء کا ذکر ہے جب سرمہ چشم آریہ چھپا تھا اور اس کی قیمت ایک روپیہ بارہ آنہ عام سے اور خاص ذی استطاعت سے جو بطور امداد دیں اس مشروط وعدہ پر مقرر کی کہ سراج منیر اور براہینا حمدیہ کے لئے اسی قسم سے سرمایہ جمع ہو کر اس کے بعد رسالہ سراج منیر پھر اس کے بعد پنجم حصہ براہین احمدیہ چھپنا شروع ہوگا ۔ پھر وعدہ اجراء رسالہ ماہواری قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ آخر جون ۱۸۸۷ء کی بیس تاریخ سے ماہ بماہ نکلا کریگا ۔ نیز رسالہ تجدید دین یا اشعۃ القرآن ۔ پھر ۲۸ مئی ۱۸۹۲ء جس کو سات برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے نشان آسمانی کے صفحہ ۴۲ ۔ ۴۳ میں ضروری گذارش با ہمت دوستوں کی خدمت میں امداد کے لئے کی اور اس کی سرخی ۔ اے مردان بکوشید و برائے حق بجوشید، لکھ کر فرمایا کہ:

پختہ ارادہ و خواہش ہے کہ اس رسالہ (نشان آسمانی وشہادۃ الملہمین) کے چھپنے کے بعد رسالہ دافع الوساوس طبع کرا کر شائع کیا جاوے ۔ (سو آئینہ کمالات اسلام کا دوسرا نام دافع الوساوس رکھ کر مرزا صاحب اس سے تو بری الذمہ ہو گئے) اور بعد اس کے بلا توقف رسالہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیات النبی ومماۃ المسیح جو یورپ وامریکہ کے ملکوں میں بھی بھیجا جاوے گا، شائع اور اس کے بعد بلا توقف حصہ پنجم براہین احمدیہ جس کا دوسرا نام ضرورت قرآن رکھا گیا ہے، ایک مستقل کتاب کے طور پر چھپنا شروع ہو (یہ مطلب ہے کہ اس کی قیمت علیحدہ ہوگی۔ براہین کی قیمت دینے والے اس پر اپنا حق قائم نہ سمجھیں) لیکن اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے یہ احسن انتظام خیال کرتا ہوں کہ ہر ایک رسالہ جو میری طرف سے شائع ہو، میرے ذی مقدرت دوست اس کی خریداری سے مجھ کو بدل وجان مدد دیں۔،

پھر مرزا صاحب نے فرمایا:

اگر میری جماعت میں ایسے احباب ہوں جو ان پر بوجہ املاک واموال وزیوات وغیرہ کے زکوۃ فرض ہو، تو ان کو سمجھنا چاہیے کہ اس وقت دین اسلام جیسا غریب اور یتیم اور بے کس کوئی بھی نہیں اور زکوۃ نہ دینے میں جس قدر تہدید شرع میں وارد ہے وہ بھی ظاہر ہے اور عنقریب ہے جو منکر زکوۃ کا فر ہو جائے۔ پس فرض ہے جو اسی راہ میں اعانت اسلام میں زکوۃ دی جائے زکوۃ میں کتابیں خریدی جائیں اور مفت تقسیم کی جائیں۔ اور میری تالیفات بجز ان رسائل کے اور بھی ہیں جو نہایت مفید ہیں جیسے احکام القرآن، اربعین فی علامات المقربین اور سراج منیر اور تفسیر کتاب عزیز لیکن چونکہ کتاب براہین احمدیہ کا کام از بس ضروری ہے اسلئے بہ شرط فرصت کوشش کی جائے گی کہ یہ رسائل بھی درمیان طبع ہو کر شائع ہو جائیں آئندہ ہر ایک امر اللہ جل شانہ کے اختیار میں۔

کیفیت جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کے صفحہ ۲۴ پر درخواست چندہ (قابل توجہ احباب) میں کہا کہ تین قسم کی جمعیت کی ہمیں سخت ضرورت ہے جس پر ہمارے کام اشاعت حقانی معارف دین کا سارا مدار ہے۔ اول دو پریس، دوم ایک خوش خط کاپی نولیس۔ سوم کاغذات۔ ان تینوں مصارف کے لئے اڑھائی سو روپیہ ماہواری کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ ہر ایک دوست بہت جلد بلا توقف اس میں شریک ہو اور چندہ ہمیشہ ماہواری تاریخ مقررہ پر پہنچ جانا چاہیے۔ یہ تجویز ہوئی ہے کہ بقیہ براہین اور ایک اخبار جاری ہو اور آئندہ حسب ضرورت وقتاً فوقتاً رسائل نکلتے رہیں۔،

اب مرزا نے عذر داری ٹیکس میں سالانہ آمدنی ۴۰۰۰ (جو تقریباً ۳۳۳ روپیہ ماہوار ہوئے) اقبال کیا ہے اور اوسط سالانہ آمدنی جو چار ہزار قبول کی ہے اس کی ماہوار اوسط بھی ۳۳۳ سے کچھ زیادہ ہوتا ہے اس کے علاوہ مرزا کی اپنی زمین و باغ وغیرہ کی آمدنی علیحدہ ہے۔ پریس بھی کئی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہیں، خوش خط کاپی نویس مریدین حاضر لیکن بقیہ براہین وغیرہ کا اب تک نام ونشان ندارد ہے۔ دوسری جو کتاب نکلتی ہے اسکی قیمت بھی اس قدر بڑھ کر ہوتی ہے کہ لاگت سے تگنا چوگنا منافع ہو۔ اب فرماویں کہ یہ سب وعدے اس وعید اذا وعد اخلف میں کیوں داخل نہیں؟ واضح رہے کہ یہ فقط وہ وعدے ہیں جو تحریراً پبلک تک پہونچ چکے ہیں زبانی و پرائیویٹ وعدے علیحدہ رہے۔

❁ اذا حدث کذب میں مرزا کا اپنے انکاری ومخالف کوخواہ اس بے چارہ کا اخلاص و نیک نیتی پر ہی مدار ہو، بے ایمان وحرامزادہ صراحتاً یا پیچیدہ الفاظ میں کہنا کیوں داخل نہیں؟ کیونکہ تشخیص ایمان جو دلی حالت ہے اور تشخیص نطفہ، یہ ہر دو غیبی امور ہیں جن پر محیط ہونا سوائے عالم الغیب کے ناممکن ہے۔ نیز اپنی پیش گوئیوں کے عدم ظہور پر خلاف واقع دلائل وعذرات پیش کرنا، اپنے مضمون وخطوط دوسروں کے نام سے لکھوانا، اپنے مریدوں کی تعداد بڑھا کر کچھ کا کچھ بتلانا، پھر ایک طرف تو مسلمانوں کو دم دینا کہ ہمارا سب کام حمایت اسلام کے لئے لوجہ اللہ ہے اور دوسری طرف گورنمنٹ کو پٹی دینا کہ ہماری سب کاروائی گورنمنٹ کی خیر خواہی وخدمت کے لئے ہے۔ ان دو باتوں میں ایک قول تو ضرور کذب ہے۔ اگر چہ قاضی فضل احمد نے (جن پر خفیہ خفیہ نیش زنی کرنے وایذارسانی کے واسطے مرزا صاحب نے کوئی منصوبہ ودقیقہ فروگذاشت نہ کیا) اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی میں اپنی تحقیق سے اصل حال ظاہر کر کے گورنمنٹ سے اس کا صلہ بھی پایا ہے۔ پھر ادھر تو اعلان دینا کہ میں کسر صلیب کے لئے مامور ہوں اور کسر صلیب کر رہا ہوں ادھر اسی صلیبی گورنمنٹ کو بذریعہ اشتہارات جتلانا کہ میں قیام سلطنت کے واسطے دعائیں کرتا ہوں اور میری وجہ سے یہ سلطنت قائم ہے۔ اس میں بھی ایک تو ضرور کذب ہے کیونکہ اجتماع ضدین محال ہے۔ پھر کسی کی گرفت وصحیح اعتراض پر حیلہ وبہانہ بنا کر ٹالنا جیسا منشی فضل حق صاحب المعروف بابو میراں بخش سے عندالمطالبہ سراج منیر کے مرزا صاحب نے عاجز کے مکان پر کیا تھا وغیرہ مثل ذلک۔ یہ سب کیوں کذب میں داخل نہیں۔ وعلی ہذا القیاس ذوالوجوہ یعنی دورخی بلکہ سہ رخی باتیں کرنا جن کی مثالیں بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں۔ پھر باوجود عدم استطاعت وعدم قدرت کے ہزار ہا روپیہ کے اشتہار دینا کذب نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر اخبار الحکم جو مرزا صاحب کے مقاصد ومذہب کی اشاعت کا آلہ ہے اور جس میں جہاں تک ظاہر معلوم ہے مرزا کی ہدایت واجازت سے مضامین شائع ہوتے ہیں چنانچہ ہمارے سامنے مولوی عبدالکریم نے شاید مولوی عبدالقادر والے خط کے چھاپنے کی بھی اجازت مانگی تھی۔ لیکن عدالت میں مرزا نے اس سے اپنی بے تعلقی وبرائت بیان فرمائی۔ غرضیکہ اسی طرح کی اور بہت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سی باتیں اگر کذب نہیں تو پھر نہ معلوم مرزا صاحب کی لغت وسمجھ میں کذب کے کیا معنی ہیں؟

❁ اذا خاصم فجر ۔مرزا کی درافشانی مندرجہ ص ۱۴۴ لغایت ۱۴۶ مع دشنامہائے ذیل کے کیوں داخل نہیں؟

شیطان، دیو گمراہ، فرعون، شقی، ملعون، حرام زادہ ۔ نیم ملا، بدسرشت، ظالم، کاذب، خبیث القلب، ولدالحرام، کورچشم، دیوانہ، درندہ، ذریت شیطان، غزنی کے ناپاک سکھ (سبحان اللہ یہ تو مرزا صاحب کی قرآن مجید وحقائق معارف دانی آیت مبارکہ وکان ابوھما صالحاً کا نہایت ہی عمدہ نمونہ ہے) وغیرہ

بلکہ ان سب سے بڑھ کر لا تسبّو الّذ ین ید عو ن من دو ن اللّٰہ .. الخ (تم ان لوگوں کو گالی نہ دو جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں) نظر انداز کر کے غیر مذہب والوں کے معبودوں کی بھی خوب خبر لی ہے اور نو مسلموں کو جنہوں نے خالصۃ للہ اپنے خویش واقارب واموال ونعماء دنیا کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا، ان کے اظہار عیب کے لئے ہندوزادہ استعمال کرتے ہیں ۔تو اب اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر ذرہ انصاف سے فرماویں کہ جو شخص ایسی گالیوں وناشائستہ الفاظ کا فوارہ و گنجینہ ہو اس کو رحمۃ للعالمین کہنا چاہیے یا زحمۃ للعالمین ۔اور ایسے مشتہر متکلم ومعلم دشناموں کو سوائے امام الفاسقین والفاجرین کے اور کیا کہنا چاہیے؟ عاجز کے شیخ حضرت سید عبداللہ غزنویؒ جو بلا دعوی متبع وجاں نثار سنت آنحضرت ﷺ تھے، وہ اپنے دشمنوں وایذارسانوں کے واسطے بھی دلی خیرخواہی سے دعا فرماتے ۔اگر کوئی کہتا کہ: فلاں مولوی درحق شما ایں طور بدمیگوید ۔تو حسن ظن سے جواب دیتے کہ: برائے خدا می گوید دعا کنید کہ اللہ تعالیٰ حق ظاہر کند ۔ اور ایک مرزا صاحب فضائل و کمالات بے نہایت کے دعویدار ہیں جن کے حال کی گواہی کے واسطے الفاظ مرقوم الصدر کافی ہیں ۔

❁ فراہمی ومحبت مال متاع الدنیا وطول امل میں جو مرزا صاحب کا عمل اس کتاب عصائے موسیٰ میں سابقاً ذکر ہوا وہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ یہ کیسی نبوت ہے ۔

❁ اعظم رکن اسلام یعنی حج کی نسبت جو احکام اس نبی کریم ﷺ نے پہنچائے اور جو اس کے مقابلہ پر مرزا صاحب کا عمل درآمد ہوا، وہ بھی اس کتاب میں درج ہو چکا ہے ۔خود بدولت بھی باوجود استطاعت مال وجائداد ہزارہا روپیہ کی کبھی اس کی تیاری نہیں فرماتے اور دوسرے طالبان رضائے الٰہی نے جب کبھی مستعد ہو کر اس کے لئے صلاح ومشورہ طلب کیا تو ان کو بھی مانع ہوئے تو یہ بھی خوب نیابت نبوت ہے ۔

❁ اوصاف لیلۃ القدر وصفات ملائکہ اور ان کے نزول کی کیفیت جو آنحضرت ﷺ اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرامؓ نے بیان فرمائی اور جو کچھ اس کے مخالف مرزا صاحب نے تحریر فرمایا وہ اس کتاب میں سابقاً درج ہو چکی ہے۔

❁ قرآن مجید کی عبارت وتفسیر میں جناب کے تصرف وتحلیل حرام وتحریم حلال کا بھی کچھ بیان اس کتاب عصائے موسیٰ میں سابقاً حوالہ قلم ہوا۔

❁ دعا جو مخّ العبادة ہے، اس کو اور توجہ الی اللہ کو مرزا صاحب کا بیچنا یعنی ان کا مول لے کر اپنے اوقات صافیہ کو وقف کرنا، یا روزہ جو خاص الٰہی عبادت ہے وہ کسی دنیوی یا مالی غرض کے واسطے رکھ کر مراقب ہونا، ان کی نظیریں اور اس بارہ میں قرآنی حکم بھی اس کتاب میں سابقاً ہدیہ ناظرین ہو چکا ہے۔

❁ زکوۃ۔ رسول اللہ ﷺ نے تو اس کے مصارف کا حکم قرآن مجید

انّما الصّدقات للفقراء و المساکین و العاملین علیھا و المؤلّفة قلوبھم و فی الرّقاب و الغارمین و فی سبیل اللّٰہ و ابن السّبیل فریضةً مّن اللّٰہ و اللّٰہ علیم حکیم۔

پہنچا کر اپنے اوپر اور اپنی اولاد پر تمام صدقات وزکوۃ کے مال کو کثافت ومیل قرار دے کر حرام فرمایا۔ اور یہاں یہ نیا بت واتباع ہوا کہ مرزا نے دین اسلام کو یتیم وغریب و بے کس قرار دے کر اور اس کو اپنے جسم میں مجسم کر کے ان صدقات کا خود بدولت کو محل ومصرف ومستحق ٹھہرا دیا جیسا ابھی ذکر ہوا ہے۔ اگرچہ اسلامی امام وحاکم جو بیت المال کا امین ہو وہ صدقات زکوۃ وغیرہ فراہم کر کے اپنی تجویز سے ان کے صرف کرنے کا مجاز ہے لیکن یہاں امانت صدق راستی ودیگر لوازم شرائط وعلامات امامت کہاں ہیں؟ جو روپیہ وعدہ ہائے گوناگوں کر کے لیا گیا اس کا تو پتہ کہیں نہیں۔ اگر بیت المال سپرد واختیار میں ہو تو اس کا کیا حال ہو؟

❁ قرآن مجید میں اللہ پاک نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع کی بہت تاکید فرمائی ہے جیسا کہ لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوة حسنة (تحقیق رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں عمدہ نمونہ ہے)۔ و اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرّسول۔ (اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو) وغیرہ۔ اور رسول اللہ ﷺ نے نصیحت وتاکید فرمائی کہ اپنے حق میں کبھی بددعا نہ کرو جیسا کہ حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے:

قال رسول اللّٰہ ﷺ لا تدعوا علی انفسکم و لا تدعوا علی اولادکم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و لا تد عوا علی اموا لکم لا توا فقوا من اللّٰہ ساعۃ یسال فیھا عطاء فلیستجب لکم ۔ مسلم ۔(رسول اللہ نے فرمایا اپنی جانوں اور اولاد اور مالوں پر بددعا نہ کرو...)

اب مرزا صاحب فرمائیں کہ اس نصیحت وتاکید کے مخالف خود بدولت نے کس حکم کے موافق اپنی کتاب حقیقت مہدی میں یہ دعا مانگی ہے:

گر تو می بینی مرا در فسق وشر گر تو دیداستی کہ ہستم بد گہر

پارہ پارہ کن من بدکار را شاد کن ایں زمرہ اغیار را

آتش افشاں بر در و دیوار من دشمنم باش وتباہ کن کار من

شاید مرزا صاحب کہیں کہ ہم نے اگر کا لفظ شرطیہ لگا دیا ہے اور اپنی صداقت کے بھروسہ اوراس کو ثابت کرنے کے واسطے ایسا کہا ہے، تو اس میں سوال یہ ہے کہ آپ کو تو دعوی نیابت نبوت ہے لہذا اس امر میں منیب ﷺ کی کوئی نظیر یا کوئی حکم اپنے حق میں ایسی بددعا کرنیکا بیان فرماویں ۔ تعجب اور افسوس کہ پیغمبر ﷺ تو فرماویں کہ اپنی جان، اپنی اولاد، و مال کے واسطے بددعا مت کرو ، بلکہ اپنے دین و دنیا کی بہتری وفلاح و عافیت اور اللہ سے فضل کا سوال کرو جیسا اللہ نے خود قرآن میں ارشاد فرمایا ہے وا سئلو اللّٰہ من فضلہ انّ اللّٰہ بکلّ شیءِ علیماً (اور اللہ سے اس کا فضل مانگو، تحقیق اللہ ہر شئی کو جانتا ہے)اور ربّنا آ تنا فی الدّ نیا حسنۃ و فی ا لآ خرۃ حسنۃ و قنا عذا ب النّار (اے ہمارے رب ہم کو دنیا وآخرت میں نیکی عطا فرما اور آگ کے عذاب سے بچا) وغیرہ بہت دعائیں تعلیم فرمائیں اور حدیث شریف میں بہت ادعیہ مروی ہیں چنانچہ ا للّٰھمّ ا غفر لی و ار حمنی و اھد نی و عا فنی و ار زقنی (اے اللہ مجھے بخش اور رحم کر اور ہدایت کر اور عافیت دے اور رزق دے)۔

اللّٰھمّ انّی اسألک الھدی و التقی و العفا ف و الغنی (اے اللہ میں تجھ سے ہدایت اور تقوی اور پارسائی اور تونگری مانگتا ہوں)

اور صبح وشام فرماتے: اللّٰھمّ انی اسألک العا فیۃ فی الدّ نیا و ا لآ خرۃ ۔ اللّٰھمّ انّی اسألک العفو و العا فیۃ فی دینی و دنیا ی و اھلی و ما لی ۔ اللّٰھم استر عوراتی و آ من رو عا تی

اللّٰھمّ ا حفظنی من بین یدی و من خلفی و عن یمینی و عن شما لی و من فوقی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و اعوذ بعظمتک ان اغتال من تحتی یعنی الخسف ۔

اور عند الکرب فرماتے: لا الہ الّا اللّٰہ العلیّ العظیم لا الہ الّا اللّٰہ ربّ العرش العظیم لا الہ الّا اللّٰہ ربّ السّماوات و ربّ العرش الکریم

اور زوال نعمت و عافیت سے پناہ مانگتے اللّٰھمّ انّی اعوذ بک من زوال نعمتک و تحول عافیتک و فجاءۃ نقمتک و جمیع سخطک

اور مرزا صاحب ان احکام و ہدایات کی مخالفت کر کے ان بے نصیب مخالفین اسلام ابو جہل وغیرہ کے اقوال کی پیروی واتباع کریں جس کا قرآن پارہ ۹ رکوع ۱۸ میں اس طرح ذکر ہے

و اذ قالوا اللّٰھمّ ان کان ھذا ھو الحقّ من عندك فامطر علینا حجارۃً مّن السّماء او ئتنا بعذابٍ الیم (جب کافروں نے دعائیں مانگیں اے اللہ اگر یہ دین حق ہے تیری طرف سے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور دردناک عذاب نازل کر)

اور پارہ ۲۳ رکوع ۱۱ میں:

و قالوا ربّنا عجّل لنا قطّنا قبل یوم الحساب (اور انہوں نے کہا اے رب ہمارے جلدی ہمارے عذاب کا حصہ روز حساب سے پہلے ہم کو دے)

غور فرمایئے یہ کیسی نیابت نبوت ہوئی؟ مومن تو ہمیشہ اللہ جل جلالہ کے فضل وکرم کے حاجت مند ہیں اور ربّنا آتنا فی الدّنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النّار کا ورد کرتے ہیں مقولہ مولوی رومی صاحب:

یا کریم العفو حی لم یزل یا کثیر الخیر شاہ بے بدل
آتنا فی دار دنیانا حسن آتنا فی دار عقبیٰ نا حسن

مرزا کی اس دلیری و جرأت سے اپنے لئے بددعا کرنے کی اصلیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے یہ سمجھ کر کہ اتنی مدت دشمنوں کیلئے بتضرع وزاری مضطربانہ تنہاء و بمعیت مریدین مل کر بددعا کرنے کیا نتیجہ ہوا، جو اب اس ظاہرداری کی دعا کا کچھ خوف واندیشہ ہو؟ ورنہ ایسی دلیری کسی مسلمان سے کب ہوسکتی ہے۔ خصوصاً جب شرائط استحقاق عذاب، اعنی فسق وشر وایذا دہی مخلوق اور غبن حق العباد اور ہر ایک سے دنگہ فساد وغیرہ، بھی موجود ہوں؟ کیونکہ احکام رب عزیز ملک العلام و شریعت رسول خیر الانام ﷺ کی مخالفت سے بڑھ کر اور کیا فسق وشر وغیرہ ہوسکتا ہے؟ بلکہ ایسی بیباکی تو فقط وہی شخص کرسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے سمیع وبصیر و حاضر و ناظر ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ جل شانہ کی قدرت اجابت ونکرین کا قائل ومعتقد نہ ہو اور اس کو علی کل شیء قدیر نہ جانتا ہو۔

تاثیر کواکب۔ صحیحین میں ہے کہ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ نے بارش کے بعد نماز صبح پڑھائی تو صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ وہ بولے کہ اللہ اور اس کا رسول اچھا جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے کوئی مجھ پر ایمان لاتا ہے اور کوئی کافر ہوتا ہے۔ پس جس نے کہا کہ ہم پر اللہ تعالی کے فضل و رحمت سے بارش ہوئی وہ تو مجھ پر ایمان لانے والا اور ستاروں سے منکر ہے اور جس نے کہا کہ بارش فلاں فلاں سبب سے ہوئی ہے وہ میرے ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانیوالا ہے۔

فرمایا کہ اللہ تعالی آسمان سے اپنی برکت نازل فرماتا ہے تو ایک فریق اس سے کافر ہو جاتا ہے اللہ تعالی بارش نازل فرماتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ستارے کے فلاں فلاں سبب سے ہوئی۔

ان احکام کے مخالف مرزا نے لکھا ہے کہ تمام سیارات کائنات الارض کی تکمیل و تربیت کیلئے ہمیشہ مشغول ہیں تمام نباتات و جمادات وحیوانات پر آسمانی کواکب کا دن رات اثر پڑ رہا ہے۔

اب مرزا صاحب اپنے دعوی نیابت نبوت کو اور دوسری طرف اپنے عمل درآمد کو جو حرف بحرف اور لفظ بلفظ مخالف وہدایات رسول اللہ ﷺ ہے دیکھیں اور انصاف سے سوچیں کہ یہ نیابت نبوت ہے یا سراسر مخالفت و بغاوت و مقابلہ نبوت ہے اور جب منیب کے ہر حکم و ہدایت کی سب کچھ خلاف ہی کیا جاوے تو اس کو نیابت کیوں کر کہہ سکتے ہیں۔

مرزا کہتے ہیں: صرف چند الہامی فقرے اس کی بغل میں ہوں اور وہ بھی بے ثبوت۔

تعجب وافسوس ہے کہ مرزا صاحب کو طریق سلف صالحین کبراء امت طالبان رضا الٰہی کا ، اعنی الہامات وکشوف پر غرہ نہ ہونا ، ان کو ذریعہ معاش وخوش گذرانی دنیا وشہرت ، وفضیلت خود نہ بنانا ، بلکہ جو الہام وکشف مخالف احکام کتاب وسنت ہو اس کو بے ثبوت و شیطانی وسوسہ سمجھ کر اللہ تعالی سے پناہ مانگنا ، وغیرہ پسند خاطر نہیں ، اس لئے الہامات کو پوشیدہ بغل میں رکھنے کو عیب جان کر کراہت کرتے ہیں۔ بیچارے کیا کریں۔ ریا ، سمع ، وآفات شہرت جن کا ذکر قرآن مجید واحادیث میں مفصل ہے ان سے واقف نہیں کیونکہ ایسے امور کا سیکھنا وحاصل کرنا ابتداء ہی سے خیال: ہم چو من دگرے نیست ، متمکن ہونے کے سبب ان کو نصیب نہیں ہوا۔ پھر مرزا صاحب کے ایسے فقرات مومنین منیبین کی توہین وتحقیر کے جواب میں عاجز کو جو الہام ہوا ہے کبرت کلمةً تخرج من افواھھم مرزا صاحب اس پر بھی غور وتامل فرمائیں۔ عاجز تو خاکسار ذرہ بے مقدار ہے اور کسی قسم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا دعویدار نہیں لیکن و له اسلم من فی السّما وا ت و الا ر ض طو عاً و کر ھا و الیه یرجعو ن (جو آسمانوں اور زمین میں ہیں وہ چاروناچار اسی کے حکم بردار ہیں)۔ و للّٰه یسجد من فی السّما وا ت و ا لارض طوعاً وکرھاً و ظلالھم با لغدوّ وا لآصال کے فرمانے والے مالک کی طرف جس کے ارادہ ومشیت سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے خیال فرما کر عاجز مخلوق کی توہین وتحقیر سے باز آ کر التّعظیم لا مر اللّٰه و الشّفقة لخلق اللّٰه پر متوجہ ہوں۔

مرزا کا فقرہ کہ، کیا قوم اور مخالف قوم اس سے تسلی پکڑ سکتے ہیں، کے جواب میں عرض ہے کہ دوسرے عاجزوں اوران کے الہامات کی تو مرزا کے سامنے کچھ حقیقت نہیں اور نہ ہی ان کو کسی قسم کا دعوی ہے لیکن خود مرزا صاحب کے الہامات وکاروائی سے قوم ومخالف قوم نے جو اطمینان وتسلی حاصل کی ہے اس کا بھی تو کچھ ثبوت و پتہ نشان ہونا چاہیے، تاکہ عوام مخلوق الہی کو معلوم ہو۔ نہ یہ کہ وہ تسلی صرف قادیان میں وہ بھی فقط مرزا کے مقبوضات کی چاردیواری میں ہی محدود ومحفوظ رہے۔

ضرورۃ الامام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

> اب میں اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور اگر اس میں کوئی گراں لفظ ہو تو ہر ایک صاحب اور نیز اپنے دوست ملہم سے معافی مانگتا ہوں کیونکہ میں نے سراسر نیک نیتی سے چند سطریں لکھی ہیں اور میں اس عزیز دوست سے بدل وجان محبت رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا ان کے ساتھ ہو۔ فقط۔

جواب۔ غنیمت ہے کہ مرزا صاحب نے اس بے ضرورت مضمون کو ختم کرنا چاہا۔ اگرچہ عادت مستمرہ کے باعث اس زبانی ارادہ کو پورا نہیں کر سکے جیسا کہ مرزا صاحب کے اس رسالہ کے بعد بھی اس مضمون کے خطوط واشتہارات وغیرہ شائع کرتے رہنے اور اپنے مریدین سے بھی کراتے رہنے سے ظاہر ہے۔ اور اس میں مرزا صاحب ایک طرح سے معذور بھی ہیں کیونکہ سوائے اس کے ان کو اور کوئی کام وشغل بھی نہیں ہے۔ اور سارے کاروبار وسلسلہ معاش وغیرہ کا مدار بھی اسی کاروائی پر منحصر ہوا۔ ذکر، فکر، مراقبہ، استغراق جانتے ہی نہیں کہ کیا شئے ہے۔ قلب نہ چلے تو کیا زبان وہاتھ بھی نہ چلاویں تو پھر کریں تو کیا کریں؟

زبانی معافی کا لفظ بولنا اور ایسا ہی واپس لینے کا لفظ کہنا انگریزی فیشن تو ضرور ہے جس کے ساتھ اگر دلی ارادہ واخلاص نیت نہ ہو، تو اہل اسلام کے نزدیک محض فضول وبے فائدہ بلکہ گناہ ہے، لہذا اسلام میں یہی ہدایت ہے کہ اول ہی حزم واحتیاط کر کے زبان سے اسی قدر نکالے جس کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت میں حکم واجازت ہے اور اگر نادانستہ ونادیدہ کچھ سرزد ہو جائے تو اس کے لئے معافی وتوبہ و استغفار کا تدارک کرے نہ یہ کہ اول برا بھلا کہتے کہتے بس نہ کرے اور جب نامہ اعمال خوب پر ہو جائے تو بعد میں منافقانہ معافی مانگنا بھی زبان سے نکال دے۔

مرزا صاحب یقین کریں کہ عاجز نے بھی جو کچھ لکھا ہے خیر خواہی ونصیحت خدمت دینی و اظہار حق کی خاطر ہی لکھا ہے (اور نیت کا حال تو عالم الغیب ہی جانتا ہے) اور وہ اول بوجہ مرزا صاحب کی پتنگ اندازی جس کی ڈور کو عاجز نے بعصائے موسی کھینچ کر بلندی سے پست کیا جس کا ذکر سابقاً ہوا۔ اور دوم بباعث بے حد و بے نہایت اصرار وتاکید مرزا صاحب کے بہ مشیت قادر مختار طوعاً وکرہاً حوالہ قلم ہوا۔ ورنہ مرزا صاحب کو خوب معلوم ہے کہ عاجز کبھی ایسے شغل و بحث مباحثہ میں مشغول و مصروف نہیں ہوا۔ اور نہ کبھی محض بفضل وکرم مولی کریم ورحیم اپنی شہرت ونا موری کی خواہش میں مبتلا ہوا۔ فالحمد للّٰه حمداً کثیراً۔ بلکہ حق الامر یہ ہے کہ مرزا صاحب نے بھی عاجز کی عادت سکوت، نفرت بحث، مخالفت شہرت، ورغبت گمنامی، وکسمپرسی وغیرہ پر قیاس کر کے اس قدر زور دے دیا، کیونکہ ان کو معاملات وتجربہ سے کامل یقین تھا کہ عاجز غلبہ فطرت کے باعث خلاف عادت ہرگز نہیں کرے گا بلکہ نام کے مشتہر ہونے کے ڈر سے گھبرا کر ہماری خوش آمد کریگا جس سے ہم کو لوگوں میں اپنی فوقیت وفضیلت جتلانے کا موقع ہاتھ آئے گا۔، اور اللہ تعالی جل جلالہ کی قدرت یخرج الحیّ من المیّت سے بے خبر ہو کر اس طرف مرزا صاحب کا خیال ہی نہ دوڑا کہ:

خاکساران جہاں را بحقارت منگر تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے علو وغرور کو توڑنے کو قادر مطلق نے نالائق ہیچمدانوں سے یہ تحریر اظہار حق وخدمت دین میں کرالی۔

باب سوم متعلق خط ملحقہ ضرورۃ الامام

☆ مکتوب اور کاتب

یہ خط جو رسالہ ضرورۃ الامام کے ساتھ ملحق ہے عاجز خاکسار کے نام نہیں اور نہ عاجز اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مخاطب ہے۔ وہ خط مرزا صاحب کے مرید نے اپنے ایک دوست کے نام لکھا ہے اس میں اپنے والدین بھائیوں وغیرہ سے علیحدہ ہو کر امام الزمان کی شناخت کے سبب مہینوں سے قادیان میں دھونی رمائے بیٹھنا (ایسے الفاظ اکثر مشرک بت پرست ہندو سادھو بولتے ہیں۔ قرآنی شرعی اسلامی مذاق والے ان مشرکوں کی تقلید ہرگز نہیں کرتے۔ لیکن حق یہ ہے کہ ان کا یہ کام ایسا ہی ہے جو فی الواقع انہی الفاظ میں ادا ہونے کے لائق ہے۔ الٰہی بخش)، کچھ اپنے اوصاف، متقیانہ زندگی، معائب سے بری ہونا، کتاب اللہ کے معارف اسرار سے بہرہ مند ہونا، پڑھنا پڑھانا، ایک معتد بہ جماعت میں مشارالیہ ہونا، کتب تفاسیر و تصوف کو پڑھنا وغیرہ، پھر کچھ اپنے خیالی امام الزمان کی مدح وثنا بیان کر کے بالآخر اپنی نیکی سے بھری ہوئی صحبتوں کو ان کی نیک دل اور پاک تیاری کو یاد دلا کر اپنے مکتوب الیہ صاحب کی ضمیر روشن اور فطرت مستقیمہ کی خدمت میں سوچنے اور وقت بہت نازک ہونے کی اپیل کی ہے اور اخیر پر ہاتھ میں ہاتھ دینے (بیعت) میں توقف کرنے سے خوفناک تبدیلی پیدا ہونے کا خوف ظاہر کر کے کہا ہے کہ: دنیا کا خوف چھوڑو اور خدا کے لئے سب کچھ کھودو کہ یقیناً سب کچھ مل جائے گا۔،

گو عاجز کو اس خط سے کچھ تعلق تو نہیں لیکن چونکہ مرزا صاحب نے مناسبت کی وجہ سے اس کو اپنے رسالہ کے ساتھ ملحق فرمایا ہے لہذا اس کے ضمن میں کچھ اس کی حقیقت ظاہر کرنا بھی مناسب ہے۔ سو مختصراً عرض ہے:

❁ گو عاجز تو کاتب خط (مولوی عبدالکریم سیالکوٹی) کے حالات سے واقف نہیں، مرزا کے طفیل ہی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ تاہم وہ ایسے مشہور و معروف ہیں کہ بہت سے لوگ ان سے، ان کے خاندان سے اور ان کے ابتدائی حالات سے، جب کہ ان کا سیالکوٹ مشن سکول سے اور پھر سرسید بالقابہ وغیرہ سے تعلق تھا، خوب واقف ہیں۔ اور اب تو وہ مولوی صاحب کہلاتے ہیں۔ قادیان میں مرزا صاحب کے یہاں جیسا ان کا قدر و منزلت ہے ویسا کسی اور کا نہیں۔ مرزا صاحب و جماعت کے پیش امام وہ ہیں۔ اخبار الحکم وغیرہ (جس میں اکثر انہی کے مضامین ہوتے ہیں) میں مشتہر کیا جاتا ہے کہ ان کی دعا و جعلنا للمتّقین اماماً (اور ہم کو متقین کے واسطے امام بنا) قبول ہوگئی، گویا وہ امام المتقین ہوگئے۔ مرزا صاحب کے احکام و خطوط نویس وہ ہیں۔ مدحیہ مضامین نویس، جو الحکم وغیرہ میں درباره تعریف و توصیف امام الزمان و جماعت نکلتے ہیں، وہ ہیں۔ اور پھر مجلس میں مرزا صاحب کے حقائق و معارف کی داد دے کر مدح وثنا کا بھاری کام بھی انہوں نے سنبھال رکھا ہے۔ جیسا اخبار الحکم مورخہ ۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے میرے مرشد، میرے آقا مسیح موعود اللہ تعالیٰ کا سلام تجھ پر ہو۔ اے احمد، اے مسیح ،اے مہدی، اے آدم، اے نوح، اے ابراہیم، اے یوسف، اے موسیٰ، اے عیسیٰ، اے فاروق، خدا کی تجھ پر رحمت ہو۔

بظاہر مولوی (عبدالکریم) صاحب پر بہت کام و محنت ہے اور ان میں ان کا بہت دماغ خرچ ہوتا ہے باوجودیکہ ضعف بصارت، ضعف دماغ اور جسم وزنی ہو جانے سے قیام و رفتار میں تکلیف کی شکایت بھی مزید براں ہے لیکن مولوی صاحب کے جوش تقریر و عشق گویائی کو یہ امور مانع نہیں ہیں۔ ادھر مرزا و جماعت کی طرف سے بھی مولوی صاحب کی خدمت تواضع، غور و پرداخت میں کسی قسم کی کمی و کوتاہی نہیں۔ الا یچی تک اگر آدھی رات کو مانگیں تو مرزا خود اپنے ہاتھ سے اسی وقت حاضر کرتے ہیں جیسا کہ عاجز کے روبرو خود مولوی (عبدالکریم) صاحب نے بیان کیا تھا۔ باوجود کہ خدمت گار بھی ان کی خدمت کو ہر وقت موجود رہتے ہیں اور مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر ان کا حکم مانا جاتا ہے اور یہ شائد اسلئے بھی ہو کہ علاوہ رونق مجلس مداح وغیرہ ہونے کے امام الزمان کے امام بھی تو ہیں اور دیگر ادویہ مقوی دماغ و اعصاب مثل کولو، مرکب فولاد، کونین و کچلہ تریاق الٰہی و غیرہ کا تو کچھ حد و حساب نہیں کیونکہ مرزا صاحب کو خود بھی اکثر ان کا استعمال رہتا ہے اور مولوی صاحب بھی ہر وقت حاجت مند پاس ہی ہوتے ہیں۔

چنانچہ عاجز کے سامنے کا ذکر ہے کہ مرزا صاحب نے جب عاجز کے رفیق سفر سے فرمایا کہ یہ انگریزی دوا کولو کے مقوی اعصاب وغیرہ ہونے کی بہت تعریف کرتے ہیں تم بھی پی کر دیکھو ۔ اس پر رفیق نے ذرا دیر تامل کیا، تو مولوی (عبدالکریم) صاحب نے فوراً فرمایا مجھے دو، جس کو ضعف اعصاب وغیرہ کے سبب بہت حاجت ہے۔ اس پر مرزا صاحب نے وہ دوا ان کو پلا دی۔ لاہور میں واپس آ کر اس دوا کے خواص کی بابت اپنے ایک دوست انگریزی دوا فروش سے تفتیش کی تو اس نے کہا کہ، تم اس کو کیوں پوچھتے ہو، اس میں تو شیری شراب ہوتی ہے۔

ایسا ہی مرزا صاحب کے عقیدت مند مریدین و جماعت بھی ان کی خدمت میں قاصر نہیں بلکہ مرزا صاحب کی خدمت کے ساتھ ہی مولوی صاحب کی بھی خدمت کرتے ہیں۔ مثلاً مرزا صاحب کے واسطے جب پارچات پوشیدنی طیار ہوتے ہیں تو ان کے ہمراہ مولوی صاحب کے واسطے بھی ساتھ ہی ساتھ بنتے ہیں۔ وغیرہ۔ اور شاید انہی خدمات پر قیاس کر کے مولوی صاحب نے اپنے دوست کو لکھا ہے: کہ دنیا کا خوف چھوڑ دو اور خدا کے لئے سب کچھ کھو دو کہ یقیناً سب کچھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مل جائے گا، کیونکہ مولوی صاحب کا ذاتی تجربہ ہے۔مگر یہ معلوم نہیں کہ آیا اس دوست کی موجودہ حالت ویسی ہے جیسی کہ مولوی صاحب کی دھونی رمانے سے پہلے تھی یا کچھ فرق ہے؟ اگر ویسی ہواور ان کو یقین بھی ہو کہ مولوی صاحب کی طرح ان کی قدر بھی تا زیست ویسی ہی ہوگی تو یہ دعوۃ قابل قبول ہے بشرطیکہ خوف خدا مانع نہ ہو۔

❁ مرزا صاحب جس طرح دل سوزی سے یا کسی اور غرض سے مخلوق الٰہی پر شفقت ومہربانی کرکے ان کو اپنی بیعت وغلامی میں داخل ہونے کے لئے وقتاً فوقتاً دعوت کرتے اور دن رات اسی فکر میں رہتے ہیں اسی طرح مولوی صاحب نے بھی اپنے دوست مکتوب الیہ کو اپنے ساتھ ہمدرد بننے اور مرزا صاحب کی بیعت و جماعت میں داخل ہوکر زندہ ایمان وگناہ سوز آگ حاصل کرنے کو دعوت کی اور رغبت دلائی ہے اور حق یہی ہے کہ اگر ایسا ایمان حاصل ہو جاوے تو اور کیا چاہیے؟ لیکن مولوی صاحب کو اب جو نعمت وحالت میسر ہے، ظاہر ہے کہ ان کو اپنے گھر سیالکوٹ میں جہاں وہ بہت قلیل تنخواہ پر مشنری پادریوں کے کئی برسوں تک مخالف اسلام مدرسہ میں ملازم رہے، وہاں یہ حالت آسودگی اور خاطر تواضع ان کو خواب میں بھی نہ آئی ہوگی اور ایسی حالت میں ہوکر جو کچھ دوسروں پر اثر ہوسکتا ہے وہ تو ہوا ہی ہوگا، لیکن حق تو یہ ہے کہ اگر مولوی صاحب اس حالت میں ہوکر جو پسند ومعمول بہ ہادی جن وانس ﷺ تھی، جو حالت سیدنا ابوبکر صدیقؓ ،سیدنا عمر بن الخطابؓ کی تھی، جو حالت مہاجرین اصحاب صفہ وغیرہ کی بحالت حاضری خدمت اقدس ﷺ تھی۔یعنی اصحاب صفہ وغیرہ کے بدن پر سوائے ستر عورت کوئی پارچہ نہیں، کوئی مسکن نہیں، کھانے پینے کا کچھ اہتمام نہیں، روزے شروع ہیں تو بس نہیں، نماز قرآن ذکر اللہ غرض سوائے عبادات وحصول رضائے رب العالمین اور کوئی شغل وشئی مد نظر نہیں..

سو اگر مولوی صاحب بھی زیادہ نہیں دو تین برس ہی اس حالت میں گذار کر اور اس رنگ میں رنگین ہوکر دوسروں کو دعوت فرماتے تو لوگوں پر ان کا صدق واخلاص ظاہر ہو جاتا اور پھر لوگ بھی امید کہ خود بخود ایسے گرویدہ ہوتے کہ بن بلائے ایمانی وروحانی ذائقہ کی چاشنی دیکھ کر دوڑتے چلے آتے لیکن جہاں ان حالات وامور کا نام ونشان بھی نہ ہو تو وہاں مولوی (عبدالکریم) صاحب یہ رنگ کہاں سے لاویں؟ اور اب جس حالت افسری وکمانیری میں مولوی صاحب فی الحال وہاں رونق افروز اور زیب محفل ہیں اور دیگر احباب کو بھی ایسی حالت کے واسطے دعوت کرتے ہیں تو ایسی حالت کے واسطے طالبان رضاء الٰہی ودار الآخرۃ، جن کی نظر میں آسودگی دنیا کی کچھ حقیقت نہیں رکھتی، کم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راغب ہوں گے، بلکہ نہیں ہوں گے، ہاں عاشقان خوش گذرانی جیسا کہ عام کا حال ہے بیشک ایسی زندگی کو جس میں سوائے تحریری وتقریری مدح سرائی بسور نے وداد دینے کے اور کوئی تکلیف اور کسی قسم کے کھانے پینے وغیرہ کا فکر نہ ہو، کیوں کو ناپسند کرنے لگے؟ بلکہ اغلب ہے کہ فریفتہ ہوں۔

مال دنیا دام مرغان ضعیف   ملک عقبی دام مرغان شریف
چشم کودک ہم چوخر درآخرست   چشم عاقل درحساب آخرست

قادیانی اور عبدالکریم کے باہمی تعلقات

بہر حال اگر چہ مولوی (عبدالکریم) صاحب کی مدارات وخاطر تواضع بھی بہت ہوتی ہے پر مولوی صاحب نے بھی جو کام مرزا صاحب کی حمایت میں تقوی وخشیت اللہ کو بالائے طاق رکھ کر مسلمانوں کو برا بھلا کہنے وگالیاں نکالنے، تبرہ بازی کرنے کا اپنے ذمہ لیا ہوا ہے، وہ بھی کچھ کم نہیں۔اور یہ تو اللہ تعالی ہی کو معلوم ہے کہ ترازو میں کون سا پلہ بھاری نکلے؟ خیر چونکہ عاجز کا ان امور سے کچھ تعلق نہیں لہذا ارشاد و لا تزر وازرۃ وزر اخری (کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا) کو مدنظر رکھ کر اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔لیکن ایک سوال عاجز کے دل میں بار بار کھٹکتا ہے اس لئے معافی مانگ کر دریافت کرتا ہے بایں التجا کہ اس کا جواب ایمان و وجدان صحیحہ کے موافق عطا فرماویں۔ اور وہ یہ ہے کہ:

مرزا صاحب کی مولوی صاحب پر کمال درجہ کی نظر عنایت اور محبت ہے اور دوسری طرف مولوی صاحب بھی بظاہر ایسے گرویدہ ومفتون ہیں کہ گویا فنافی الشیخ ہو چکے ہیں۔ خدمات بھی بہت ان کے سپرد ہیں جن کو بظاہر وہ نہایت محنت وخوشی سے اپنا کام سمجھ کر بجالاتے ہیں اور خدمات اکثر تو دماغی ونظری ہیں جیسے خطوط ومضمون نویسی تقریر وعظ وغیرہ اور بعض خدمات جسمی ہیں جیسے امامت وخطبہ وغیرہ جو کھڑے ہوکر کرنے پڑتے ہیں اور ان ہی امور کے لئے مولوی صاحب شکایت کیا کرتے ہیں یعنی ضعف دماغ کیواسطے ادویہ اور ضعف ونقص بصارت کے واسطے چشمہ کا استعمال ہوتا ہے لیکن اس سے اصلی نقص دور نہیں ہوسکتا۔ایسا ہی ضعف ونقص زیریں حصہ جسم کا حال ہے کہ اس کی شکایت بھی کبھی لاٹھی وعصا وغیرہ کی استعمال سے بکلی رفع ہونے والی نہیں۔ پس یہ ہر دو نقص روحانی طور پر شافی مطلق اللہ جل جلالہ کے فضل ہی سے دور ہو سکتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☆ قادیانی دعاوی متعلق اقتداری معجزات، واستجابت دعوات

مرزا صاحب قادیانی کو مسیح بن مریم، مہدی، مجدد، محدث وغیرہ ہونے کے علاوہ اقتداری معجزات نصرت الٰہیہ واستجابت دعوات کا ایسا دعویٰ ہے کہ بموجب ان کے اپنے قول کے تیس ہزار سے زیادہ تو ان کی دعائیں قبول ہو چکی ہیں اور انکی محبت وفا عزم لاینفک سے بھری ہوئی دعاؤں سے ملاء اعلیٰ میں شور پڑ جاتا ہے۔ محویت کے تضرعات سے آسمانوں میں ایک دردناک غلغلہ پیدا ہو کر ملائک میں اضطراب ڈالتا ہے۔ ان کے اقبال علی اللہ کی حرارت خدا کی طرف سخت توجہ کی گرمی آسمان پر کچھ بنانا شروع کر دیتی ہے اور تقدیریں بدلتی ہیں الٰہی ارادے اور رنگ پکڑتے ہیں۔

اور اخیر پر صفحہ ۱۲ ضرورۃ الامام میں فرمایا کہ

ایں دعائے شیخ نے چوں ہر دعا ست　　　فانی است ودست اودست خدا ست

گویا کہ اپنے سے فانی ہو کر اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کے آگے دعا کرتے ہیں تو ایسی حالت میں قبولیت میں کیا شک ہو سکتا ہے؟

❁ ادھر مولوی (عبد الکریم) صاحب نے اپنے مضمون دعا مشتہرہ اخبار الحکم ۱۷۔ اگست ۱۸۹۹ء میں لکھا ہے کہ: دعا مضطر کی قبول ہوتی ہے۔

لوگوں کو نصیحت کر کے کہا ہے:

قبولیت دعا کی شرائط کے حصول اور اسباب معینہ معلومہ کے جمع آوری کا نشان کسی شخص میں یہ ہے کہ اس کو خدا تعالیٰ سے توفیق مل جاوے کہ وہ خلیفۃ اللہ لسان اللہ علیہ السلام کے زیر نظر رہے یہاں تک کہ خود خداوند کریم اس داعی کی توجہ اس کی طرف پھیر دے۔

پھر مرزا صاحب کا فرمان ہے:

دعا نہایت نازک امر ہے اس کے لئے شرط ہے کہ مستدعی و داعی میں ایسا رابطہ مستحکم ہو جاوے کہ اس کا درد اس کا درد ہو جاوے۔

غرض مولوی صاحب تو خود ان امور کے عالم و واقف ہیں اور مرزا صاحب کے زیر نظر بھی ایسے کہ دوسرا کوئی نہیں ہے اور رابطہ بھی مرزا صاحب سے ایسا محکم کہ کسی اور کا ایسا نہیں۔ اور کام بھی وہ مرزا صاحب کی تائید کا بقول مرزا صاحب دن رات دینی خدمت ہی کرتے ہیں۔ جس کے واسطے مرزا صاحب اپنے اندر تحریک پاتے ہیں۔ گویا سب امور مہیا و موجود ہیں۔

❁ پھر آئینہ کمالات اسلام میں مرزا نے اقتداری معجزات کے بیان میں رسول اللہ ﷺ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دوسرے معجزوں کے ساتھ ایک یہ معجزہ بھی بیان فرمایا ہے کہ آپ ﷺ نے بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈھیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا۔ اور بھی بہت کام اپنے ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی۔

پھر مرزا صاحب نے لکھا ہے:

اور ہمارے ہادی و مقتدا ﷺ نے یہ اقتداری خوارق نہ صرف آپ ہی دکھلائے بلکہ ان خوارق کا ایک لمبا سلسلہ روز قیامت تک اپنی امت میں چھوڑ دیا جو ہمیشہ اور ہر زمانہ میں حسب ضرورت زمانہ ظہور میں آتا رہے اور اس دنیا کے آخری دنوں تک اسی طرح ظاہر ہوتا رہے گا اور الٰہی طاقت کا پرتوہ جس قدر اس امت کی مقدس روحوں پر پڑا ہے اس کی نظیر دوسری امتوں میں ملنی مشکل ہے۔،

اور اس میں کچھ کلام نہیں کہ مرزا صاحب کو تمام امت سے بلکہ بعض انبیاء سے بھی اعلیٰ افضل و برتر ہونے کا دعویٰ ہے اس لئے الٰہی طاقت کا پرتوہ بھی ان میں سب سے بڑھ کر ہونا بموجب ان کی اپنی قرارداد کے ضروری ہوا۔ پھر مرزا صاحب نے فرمایا:

اب ان تحریرات سے ہماری غرض اس قدر ہے کہ لقاء کا مرتبہ جب کسی انسان کو میسر آتا ہے تو اس مرتبہ کے تموج کے اوقات میں الٰہی کام ضرور اس سے صادر ہوتے ہیں اور ایسے شخص کی گہری صحبت میں جو شخص ایک حصہ عمر کا بسر کرے تو ضرور کچھ نہ کچھ یہ اقتداری خوارق مشاہدہ کرے گا کیونکہ اس تموج کی حالت میں کچھ الٰہی صفات کا رنگ ظلی طور پر انسان میں آجاتا ہے یہاں تک کہ اس کا رحم خدا تعالیٰ کا رحم اور اس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب ہو جاتا ہے اور بسا اوقات وہ بغیر کسی دعا کے کہتا ہے کہ فلاں چیز پیدا ہو جائے تو وہ پیدا ہو جاتی ہے اور کسی پر غضب کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس پر کوئی وبال نازل ہو جاتا ہے اور کسی کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مورد رحم ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کا کن دائمی طور پر نتیجہ مقصودہ کو بلا تخلف پیدا کرتا ہے ایسا ہی اس کا کن بھی اس تموج اور مدّ کی حالت میں خطا نہیں جاتا (مرزا صاحب الٰہی طاقت کا پرتوہ اور تموج کی حالت میں کن خطا نہ جانا امتیوں اور خود بدولت کے واسطے تو ثابت کرتے ہیں لیکن نبی اولوالعزم مسیح علیہ السلام کے واسطے ان کو محال جانتے ہیں۔ یہ عجیب سمجھ وعقل ہے۔ الٰہی بخش) اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں ان خوارق کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے کہ یہ شخص

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شدت اتصال کی وجہ سے خدا عز وجل کے رنگ سے ظلی طور پر رنگین ہو جاتا ہے اور تجلیات الہیہ اس پر دائمی قبضہ کر لیتی ہیں اور محبوب حقیقی حجب حائلہ کو درمیان سے اٹھا کر نہایت شدید قرب کی وجہ سے ہم آغوش ہو جاتا ہے اور جیسا کہ وہ خود مبارک ہے ایسا ہی اس کے اقوال وافعال وحرکات وسکنات اور خوراک و پوشاک اور مکان وزمان اور اسکے جمیع لوازم میں برکت رکھ دیتا ہے۔ تب ہر ایک چیز جو اس سے مس کرتی ہے بغیر اس کے جو یہ دعا کرے برکت پاتی ہے۔ اس کے مکان میں برکت، اس کے دروازوں کے آستانے برکت سے بھرے ہوئے، اس کے گھر کے دروازوں پر برکت برستی ہے جو ہردم اس کو مشاہدہ ہوتی ہے۔ اور اس کی خوش بو اس کو آتی ہے۔ جب یہ سفر کرے تو خدا تعالی مع اپنی تمام برکتوں کے اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جب یہ گھر میں آوے تو ایک دریا نور کا ساتھ لاتا ہے۔ غرض یہ ایک عجیب انسان ہوتا ہے جس کی کنہ بجز خدا تعالی کے اور کوئی نہیں جانتا۔

عبدالکریم کی صحت پر ان دعاوی کا کیا اثر ہے؟

اب ظاہر ہے کہ ان سب مراتب وحالات ودرجات کا مصداق مرزا خود بدولت ہی کو قرار دیتے ہیں اور کسی دوسرے کو اپنے برابر یا ان مراتب میں حصہ پانے والا نہیں سمجھتے۔ ادھر مولوی (عبدالکریم) صاحب کی صحت گویا ان کی اپنی صحت ہے۔ اور خدانخواستہ مولوی صاحب کی صحت کی بظاہر کچھ بہت ردّی حالت بھی نہیں۔ کوئی چیز بالکل مفقود نہیں جو از سرنو پیدا کرنی پڑے۔ اگرچہ بدعوے اعجاز متذکرہ بالا مرزا صاحب کے کسی چیز کا از سرنو پیدا کرنا بھی مشکل نہیں معلوم ہوتا۔ مولوی صاحب کی صرف ایک آنکھ میں نقص بصارت اور ایسا ہی کچھ خلل فقط ایک ٹانگ میں ہے جو اللہ تعالی کے فضل وکرم سے ایک طرفۃ العین میں دور ہوسکتا ہے۔ اس لئے سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب کے یہاں جو اِن اقتداری حالات کرامات برکات کا دریا بلکہ سمندر موجزن ہے تو کیا وجہ کہ محبت، وفا ،عزم لاینفک سے بھری ہوئی، ملاء اعلی میں شور ڈالنے والی دعاؤں، آسمانوں میں دردناک غلغلہ، ملائک میں اضطراب ڈالنے والی تضرعات، اور تقدیریں بدلنے والی اور ارادہء الٰہی کو دوسرے رنگ میں کرنے والی اقبال علی اللہ کی حرارت اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

این دعائے شیخ نے چوں ہر دعا ست   فانی است و دست او دست خدا ست

اور کن جو تموج و مدّ کی حالت میں خطا نہ جانے والا جیسا کہ خدا تعالیٰ کا کن دائمی طور پر نتیجہ مقصودہ کو بلا تخلف پیدا کرتا ہے، تو ان سب کے فیض و برکت سے مولوی صاحب بے چارے باوجود اس قدر قرب، محبت، عزیز، منظور نظر، حاضر باش، دستور معظم، نائب بلکہ بحالت نماز امام اور دن رات دینی خدمات میں مستغرق و مصروف ہونے کے کیوں محروم رہیں؟ اور ان شکایات مرقوم الصدر سے بتوجہ و بموجودگی ایسے امام الزمان عظیم الشان کے جس کے نشان و معجزات بموجب ان کے دعاوی کے سیدنا مسیح علیہ السلام سے بھی کئی درجہ زیادہ و بڑھ کر ہوں جیسا مرزا صاحب نے خود لکھا ہے کہ:

مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۲)۔

پھر ایک ہزار روپیہ انعام دینے والے اشتہار ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء میں لکھا کہ:

میرا یہ دعوی بھی ہے کہ یسوع کی پیش گوئیوں کی نسبت میری پیش گوئیاں اور میرے نشان زیادہ ثابت ہیں۔

پس ایسے دعویدار امام الزمان کی صحبت میں مولوی صاحب کیوں شفایاب نہ ہوں؟ اور اس برکت و فیض سے ان کو محروم رکھنا مرزا صاحب کیوں پسند فرماویں؟

حسب ارشاد مرزا صاحب:

اس کا رحم خدا تعالیٰ کا رحم اور اس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب ہو جاتا ہے اور بغیر دعا کہتا ہے کہ فلاں چیز پیدا ہو جائے تو وہ پیدا ہو جاتی ہے۔

مرزا صاحب کو بلحاظ ان کی خدمات و محبت کے بلا درخواست ان کی ان پر نظر رحم چاہیے تھی تاکہ یہ نقص بصارت و خلل زیریں حصہ جسم دور ہو کر مرزا صاحب کی ظاہری باطنی اتباع و نیابت نبوۃ کا جس کے مرزا صاحب دعویدار ہیں نیز مشابہت معجزہ رسول اللہ ﷺ کا بین نشان ہوتا جس کی نسبت ابھی مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک صحابی کے ڈھیلے باہر جا پڑے ہوئے اپنے ہاتھ مبارک سے درست کر دیئے تھے۔ اور دوسرا معجزہ متعلق درستی ٹانگ جو مرزا صاحب نے نہیں لکھا وہ مناسبت کی وجہ سے عاجز عرض کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک سے ایسا کئی مرتبہ ہوا چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہؓ جب رسول اللہ ﷺ کے ایک کام پر گئے اور گر پڑنے سے ان کا پاؤں ٹوٹ گیا تو آنجناب ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ بالکل صحیح و درست ہو گیا۔ اسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح حضرت عبد اللہ عتیک رضی اللہ عنہ کی پنڈلی ٹوٹ گئی تو آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک لگانے سے بالکل شکایت نہ رہی۔ ایسا ہی حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن الاکوع کی ساق کو ایسی ضرب لگی کہ لوگوں نے کہا کہ مر گیا لیکن آپ ﷺ کے دم کرنے سے وہ بالکل تندرست و صحیح ہو گئے۔

اور اگر مرزا صاحب کی بوجہ استغراق و اقبال علی اللہ مولوی صاحب کی ان تکالیف پر نظر ہی نہیں پڑی اور اس طرف توجہ ہی نہیں فرمائی (جس کا ایک ہی مکان میں دن رات باہم سکونت کے لحاظ سے ہرگز باور نہیں ہوسکتا کیونکہ مرزا صاحب ادویات بہم پہنچانے کی تکلیف کے علاوہ بعض اوقات اپنے مضامین پڑھ کر جلسوں میں سنانے کے واسطے ان کے لئے دعائیں بھی کیا کرتے ہیں) تو کیا مولوی صاحب بھی ایسے راضی برضائے الٰہی ہیں کہ اس اپنی صحت و رفع نقص کے واسطے (جو اگر دور ہو جائے تو دینی کام بہ نسبت حالت موجودہ کے زیادہ کر کے زیادہ ثواب کے مستحق ہوں) وہ خود بھی کبھی اس کے خواہشمند و مستدعی نہیں ہوئے؟ نہایت تعجب ہے۔ کیونکہ مومن کامل تو دینی خدمات و حصول ثواب و ترقی درجات سے کبھی سیر نہیں ہوتے۔ پس اگر یہ امر یعنی رفع نقص بتوجہ مدعی مسیحیت امام الزمانی گو اب تک نہیں ہوا لیکن اب بھی ہو جائے تو نہایت خوشی و مسرت کا باعث ہو اور مرزا صاحب کو بھی بہمراہی دیگر کرامات خود بدولت کے ان کو بھی مشتہر کرنے کا موقع حاصل ہو اور رجوع خلق اللہ بھی جس کے واسطے مرزا صاحب ہر دم فکر تردد و تدابیر و انتظامات کرنے کی تکلیف اٹھاتے ہیں اس سے بھی مخلصی ہو جاوے اور خود بخود لوگ دوڑتے آویں۔ اور ادھر مولوی صاحب بھی مدامی تکالیف استعمال و خرچ ادویہ و حاجت عینک واستعمال عصا سے نجات و مخلصی پاویں۔

عبدالکریم کا مضمون در تردید قادیانی

مولوی صاحب کا موحدانہ مضمون دعاء مندرجہ الحکم ۱۷۔ اگست ۱۸۹۹ء بھی بہت غور طلب و قابل داد ہے جہاں انہوں نے مرزا صاحب کے مضمون بلند پروازی مندرجہ آئینہ کمالات اسلام کے مقابلہ پر بلکہ صریح اس پر پانی پھیر کر اس کی تردید و ردّ میں فرمایا ہے کہ:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائیو! کبھی نفس و شیطان کے دھوکے سے مطمئن نہ بیٹھو جب تک اپنے اندر خالص ایمان کی چمک نہ دیکھو جس میں کسی دنیوی غرض کی آمیزش نہ ہو خدا تعالی کے فرستادوں کا کام ہے صراط مستقیم دکھا دینا اپنے قول سے، اپنے فعل سے۔ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کا کام ہے کہ ان کے متوسلین و خدام پر آسمان سے جو قضا وقدر نازل ہوتی ہیں وہ انہیں ٹال دیا کرتے ہیں۔۔

مولوی (عبدالکریم) صاحب کو معلوم ہو کہ مرزا صاحب کے کلمات و دعاوی سے جو اوپر درج ہیں جن میں لکھا ہے کہ ان کی دعاؤں سے تقدیریں بدلتی الٰہی ارادے اور رنگ پکڑتے ہیں اور ان کا کن کبھی خطا نہیں جاتا وغیرہ، جن پر ان کے مریدین نے ایسے خطوط دھڑا دھڑ بھیجنے شروع کر دیئے کہ دعوی تو یہ، اور کچھ ہونا ہوانا ندارد۔ اور پھر ایسے خطوط کی کثرت پر آپ کو ان کی تسلی و تسکین کی خاطر یہ چوتھا سرکلر خط لکھنے کی تکلیف اٹھانی پڑی۔ نہ مرزا ایسی بلند پروازی کے دعوی کرتے، نہ مریدان کو دعا قبول نہ ہونے کی شکایت لکھتے۔ نہ آپ کو اس تحریر کی تکلیف کرنی پڑتی۔

مولوی (عبدالکریم) صاحب لکھتے ہیں: اورنعوذ باللہ خدا ان کے کسی منتر جنتر یا کسی عمل وظیفہ کا مسخر ومنقاد ہوتا ہے؟ کہ جو چاہیں اور جب چاہیں اس سے کرالیں؟ یہ مشرکانہ عقائد ہیں جو خدا تعالی کی صفات کاملہ کی عدم واقفیت سے دنیا میں پھیلے ہیں۔۔

جواب۔ مولوی صاحب! یہ جناب کے امام صاحب ہی نے تو فرمایا ہے کہ وہ اقتداری طور پر بغیر کسی دعا کے کہتا ہے کہ فلاں چیز پیدا ہو جائے تو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور آپ ان کے کلمات طیبات کو کاٹ کر ان کی تردید و رد فرمارہے ہیں کہ: خدا تعالی کسی منتر جنتر یا کسی وظیفہ کا مسخر و منقاد نہیں اور یہ مشرکانہ عقائد ہیں جو خدا تعالی کی صفات کاملہ کی عدم واقفیت سے پھیلے ہیں۔۔ کیا آپ اپنے مرشد امام صاحب کو ایسے مشرکانہ عقاید والا اور ناواقف صفات الٰہی خیال فرماتے ہیں؟ اخبار الحکم۔۱۴۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں آپ خود مرزا صاحب کی حمایت میں فرما چکے ہیں کہ:

سیاہ ہو وہ منہ جس میں اس کا شکوہ اور گلہ ہو، اور کٹ جائے وہ جیبھ (زبان) جو اس کی عیب چینی کرتی ہو۔۔

تو آپ فرماویں کہ اب کس منہ اور کس جیبھ (زبان) سے بذات خود بیبا کانہ عیب چینی کر رہے ہیں؟ ہوش فرمائیے۔

مولوی (عبدالکریم) صاحب لکھتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افسوس بہت حصہ مسلمانوں کا مشرکین اور کفار کی تقلید پر اپنے بزرگوں کی نسبت ایسا ہی خیال کرتا ہے اور اس بنا پر میں دیکھتا ہوں کہ اکثر خطوط میں حضرت مسیح موعود سے اسی قسم کی درخواستیں کی جاتی ہیں اور بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں جو اس سلسلہ میں داخل ہیں۔کاش وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو پڑھیں اور قرآن کریم میں تدبر کریں۔

جواب۔ یہ سب کچھ آپ کے امام صاحب کی مہربانی ہے کہ اس قدر طول طویل مبالغہ سے فضائل و مراتب کمالات خود بدولت لکھ کر انیس بیس برس کی محنت، جانفشانی وعرق ریزی واشتہار بازی سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور آپ ان کو مشرکانہ عقائد کہہ کر اس پہلے خیال وعقائد سے جس پر مرزا صاحب نے اتنے عرصہ کی جانکاہی سے بہزار محنت جمایا تھا، مرزا صاحب کے پاس بیٹھ کر اکھاڑنے کی سعی فرما رہے ہیں گویا یخربون بیوتھم باید یھم پر عمل کر رہے ہیں۔غور فرمائیے۔

❁ اس موحدانہ تحریر مولوی صاحب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ استدعاء کو مشرکانہ عقیدہ و صفات کاملہ باری تعالی کی واقفیت کے مخالف سمجھ کر اپنی صحت کی نسبت مرزا صاحب سے مستدعی دعا نہیں ہوئے۔ اور یہ دو امر سے خالی نہیں۔ یا تو انہوں نے اپنے مرشد مرزا صاحب کے کلمات و دعاوی کو جو انہوں نے دربارہ اقتداری کرامات وحالات ومراتب بیان فرمائے ہیں ان کو مجرد زبانی لاف وگزاف سمجھ کر راست وصحیح نہیں مانا۔ یا کم سے کم اپنے امام کی عملی حالت میں ان اوصاف کا مفقود ہونا مشاہدہ کر کے ان سے اتفاق نہیں کیا اور آخر الامر اس طرح نرمی سے موقع وقت میسر آنے پر بغل میں بیٹھ کر حکمت سے ردّ کر کے ان سب کو ملیا میٹ کر دیا۔ بہرحال مولوی صاحب کا یہ کام جو کچھ بلیاقت خداداد انہوں نے کیا ہے بہرصورت قابل داد وتعریف ہے کیونکہ یہ تعلیم اسلام و قرآن مجید کے موافق ہے اور اس میں معنوی طور پر عاجز کے الہام کا نتا رتقاً ففتقنا ھما کی تصدیق بھی مولوی صاحب نے عملی طور پر کر دی جس کے عوض اللہ تعالی ان کو جزائے خیر دیوے۔

❁ عاجز کے اس الہام کی تصدیق مولوی عبدالکریم صاحب نے سیرت مسیح مطبوعہ جولائی ۱۹۰۰ء میں بھی کی ہے۔ چنانچہ صفحہ ۱۰۰ پر لکھا ہے کہ:

میری روح تو کانپ اٹھتی ہے جب اپنے رسول اللہ ﷺ کی نسبت یہ تجویز کروں کہ اس کو خدا تعالی نے قبر میں مدفون کر دیا اور اسرائیلی نبی کو آسمان پر چڑھایا۔ خاتم النبیین کو اللہ تعالی نے ایک تاریک و پرخوف غار ثور میں جگہ دی اور مسیح کو ایسی عزت دی کہ اسے آسمان پر چڑھا کر اپنے داہنے ہاتھ بٹھایا۔ حاشا وکلا کہ میں کسی اسرائیلی نبی کو اپنے نبی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر کسی امر کی فضیلت میں ترجیح دوں۔

اور اس کتاب کے صفحہ ۱۰۱ پر کہا ہے:

> کس قدر شرم کی بات ہے کہ ایسے کامل مکمل کی نسبت کوئی ایسی بات روا رکھی جائے جس میں ان کی کسر شان ہو یا جس میں کسی اسرائیلی نبی کو ان پر ترجیح ہو۔

مولوی صاحب نے کئی الفاظ میں اسی مضمون کو لکھا ہے جس کا ماحصل یہی ہے کہ وہ اوپر اور آسمان پر چڑھنے کو عزت فضیلت اور باعث پیار خداوند تعالیٰ جانتے ہیں اور زمین پر و قبر میں ہونے کو کسر شان و منافی فضیلت سمجھتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے واسطے ان امور کو روا رکھنا غیرتمند مسلمانوں کا کام نہیں سمجھتے، بلکہ شرم کی بات کہتے ہیں۔ یہ تو مولوی صاحب کی فلاسفی ہے، دوسری طرف مولوی صاحب کے مرشد و امام مرزا صاحب اپنے اشتہار ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء میں فرماتے ہیں:

> جسمانی طور پر کسی کا آسمان پر جا بیٹھنا نجات کے مسئلہ سے کچھ بھی اس کو تعلق نہیں اور نہ کوئی قرب الٰہی اس سے ثابت ہوتا ہے۔ آج کل تو ثابت کیا گیا ہے کہ آسمان پر مجسم مخلوق رہتی ہے جیسے زمین پر، تو پھر کیا آسمان پر رہنے سے وہ سب نجات یافتہ ہیں؟

دیکھ لیجئے یہاں بھی مولوی صاحب نے اپنے مرشد و امام کے مخالف ہی قلم چلائی ہے۔ وہ آسمان پر جانے کو فضیلت عزت و پیار خداوند تعالیٰ کا باعث کہتے ہیں اور مرزا صاحب کہتے ہیں کہ کوئی قرب الٰہی اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ اور فی الحقیقت حق بھی یہی ہے کہ مجرد اوپر اور اونچا اور آسمان پر ہونے سے کوئی فضیلت عزت و ترجیح نہیں ہوسکتی۔ دیکھئے جملہ انبیاء زمین پر ہوئے، ملائکہ ان سے اونچے آسمان پر، تو کیا کل آسمانی ملائکہ کو مولوی صاحب انبیاء سے افضل و برتر مانیں گے؟ پھر اپنے اپنے وقت پر جو سب انبیاء زمین پر رہ کر چل پھر کر دعوت مخلوق و اعلاء کلمۃ اللہ کرتے اور پرند و طیور چیل و کوے و باز وغیرہ ان کے سروں پر ان سے اونچے ہوا میں اڑتے رہے، تو کیا مولوی صاحب اپنی تراشیدہ فلاسفی کے موافق ان کو ترجیح دے کر اللہ تعالیٰ کے مقرب مانیں گے؟ بظاہر تو امید نہیں۔ پھر جو لوگ بیلون (غبارے) میں اڑ کر باقی سب انسان سے اوپر چڑھ جاتے ہیں کیا یہ بھی بموجب قاعدہ مولوی عبدالکریم صاحب کے انبیاء سے افضل مانے جانے کے لائق ہو سکتے ہیں؟ معاذ اللہ (مولوی صاحب کے فہم و عقل سے تو اس دکاندار کا فہم و عقل بڑھ کر ہوا، جس سے ایک پادری نے سوال کیا کہ، اوپر والا بڑھ کر ہے یا نیچے والا؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہم تو روز یہی دیکھتے اور جانتے ہیں کہ ترازو کا ہلکا و سبک پلہ (طرف) اوپر کو اونچا جاتا ہے اور جو طرف وزن و قیمت میں دوسرے سے زیادہ ہوتا ہے وہی نیچے کو رہتا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہذا نیچے والا ہی بڑھ کر ہے)۔

مولوی صاحب کو معلوم رہے کہ غار ثور میں جانا کچھ کسر شان نہیں ہے وہ تو صریح ظہور قدرت قادر قدیر کا ایک موقع و نظارہ تھا۔ اللہ جل شانہ نے لوگوں کو دکھلا دیا کہ وہ اپنے برگزیدہ رسولوں و بندوں کی اسی طرح حمایت وحفاظت فرماتا ہے، چاہے تو زمین پر ہی رکھے اور دشمن قریب تر پہنچ کر بھی کوئی دست اندازی نہ کرسکیں اور اگر چاہے تو ایسے نازک وقت میں اپنے بندے کو مخالفین سے بچا کر با امن امان آسمان پر پہنچا دے، اس کے نزدیک کوئی مشکل وانہونی نہیں۔ مسیح علیہ السلام کے آسمان پر لے جانے کا اور رسول اللہ ﷺ کو اسی جگہ زمین پر رکھ کر بچا لینے کا، یہ ہر دو کرشمے اپنی قدرت کاملہ کے دکھا دیئے۔ مسیح علیہ السلام کو عرش پر دہنے ہاتھ بٹھانے کا مسئلہ تو مولوی صاحب نے نئے مسیح پر ایمان لانے کے سبب لکھا ہوگا، مسلمان تو چند عرصہ مقررہ تک مسیح علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا مانتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ بموجب احادیث کے وہ آخر نازل ہو کر زمین پر فوت اور مثل دیگر انبیاء زمین میں دفن ہوں گے۔ نمعلوم مولوی صاحب کی روح مسیح علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور چند عرصہ تک وہاں رہنے سے کیوں کانپتی ہے؟ خود غیور مسلمان اور شرم والے اور اپنے مرشد و امام کو جن کے نزدیک آج کل آسمان پر بھی مجسم مخلوق کا مثل زمین کے رہنا ثابت ہے اس کو کیوں غیرت وشرم سے معرا بناتے ہیں؟

تعجب یہ امر ہے کہ مولوی صاحب کبھی تو مسائل اسلام کے موافق (جیسا کہ ان کا مضمون دعا ہے) اور کبھی اسلام کے مخالف غیر سبیل المؤمنین (جیسا کہ یہ مضمون ہے) بلا تامل لکھ دیتے ہیں اور تحریر کے وقت ایسی جرأت و دلیری ظاہر کرتے ہیں کہ اپنے مسلّمہ ومقبولہ مرشد و امام کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے، مضمون پورا کر دیتے ہیں خواہ کچھ ہی ہو۔ امید ہے کہ یہ تو مولوی صاحب کو معلوم ہوگا کہ حدیث شریف میں جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ، دجال کانا ہوگا، پھر اس کی خودستائی کہ اس نے کہا، میں زمین کی چالیس رات میں سیر کرونگا سوائے مکہ شریف اور طیبہ (مدینہ منورہ) کے کوئی جگہ نہ چھوڑونگا، اگر میں تیرا اونٹ، تیرا باپ، تیرا بھائی، مرا ہوا زندہ کر دوں تب بھی تو مجھ کو رب نہ مانے گا، وغیرہ۔ کبھی کچھ کبھی کچھ کرنے کا ذکر فرمایا، جس سے ظاہر ہے کہ کانا پن خودستائی اپنی تعریف کرنا بھی دجالی اوصاف ہیں۔ ادھر مولوی صاحب کو صانع حکیم وقدیر کی قدرت سے شبیہہ بھی وہ ہی ملی ہے۔ خودستائی میں اپنے آپ کو زکی الحس، ہر بات میں کچھ سمجھنے و ماننے والا، تیز حس، نکتہ رس، اول ہر امر میں ڈوبنے والا اور اس کی تہ سے کام کی بات نکالنے والا، نہ کبھی دل کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھوکہ دیا اور نہ دل نے حقیقت کے خلاف روپ بدلا، منازل سلوک طے کردہ، وغیرہ، کہنا۔ اور مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ کہنا کہ:

> یسوع مسیح کا نہایت ناقص نمونہ اخلاق میں، اعمال میں، معاشرت میں، سیاست میں، غرض زندگی کے ہر شعبہ میں ..الخ۔

معاذ اللہ! اور پھر تحریر میں کبھی کچھ کبھی کچھ۔ پھر جس کو امام و مرشد ماننا، اسی کے مضامین وتحریر کو مشرکانہ عقائد اور اس کو ناواقف صفات الٰہی، غیرت وشرم سے عاری کہنا، وغیرہ، تو اب حل طلب امر یہ ہے کہ یہ مشابہت دجالی اور یہ سب امور مولوی صاحب سے اضطراراً سرزد ہوتے ہیں، یا مولوی صاحب واحد العینی کے سبب قصداً وعمداً یہ سب امور کرتے ہیں؟

استفتاء بخدمت علماء قادیان

بالآخر یہ استفتاء بھی قابل حل باقی ہے کہ جن لوگوں نے مرزا کو اب تک امام نہیں مانا اور اس امر میں کوشش وسعی کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حق ظاہر فرماوے، وہ تو ہر طرح سے انشاء اللہ العزیز مامون و بے خوف ہیں اور ان کے ذمہ کچھ مواخذہ نہیں ہے، لیکن جو شخص مرزا صاحب کو امام برحق و مرشد صادق مع ان کے کل دعاوی کے قبول کر کے پھر اس امام مسلّمہ ومقبولہ سے مرتد و باغی ہو کر اس کی مخالفت کر کے اس کے مضامین وتحریر کو مشرکانہ عقائد بناوے اور اس کو ناواقف صفات الٰہی و شرم وغیرت سے خالی ٹھہراوے، جیسا کہ مولوی صاحب نے کیا ہے، تو ایسے مرتد و باغی وسرکش امام کے حق میں بموجب شرع شریف اسلامی کے کیا فتویٰ وکیا حکم ہے؟ بینوا و توجروا۔

باب چہارم متعلق معافی انکم ٹیکس

سعی مرزا قادیانی دربارہ معافی

اس معاملے سے بھی عاجز کا کچھ تعلق نہیں۔ مرزا صاحب نے اس میں طرح طرح سے لکھا ہے کہ نادان دشمنوں اور حاسدوں نے بہت زور لگایا لیکن آخران کو شکست ہوئی اور ہم کو فتح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی۔ سو جنہوں نے مرزا صاحب کی مخالفت کی ہوگی وہ جانیں اور ان کا کام۔ کسوف خسوف وڈپٹی عبداللہ آتھم وغیرہ کی پیش گوئیوں کی نسبت جو مرزا صاحب نے اس میں لکھا ان کا ذکر دوسری جگہ ہو چکا ہے۔ مرزا صاحب ہر امر کو کیسا ہی ردّی وفضول کیوں نہ ہو، اپنی صداقت کا نشان گردان لیتے ہیں۔ اس میں بھی کسی کا کیا حرج ہے بشرطیکہ ادلہ شرعیہ سے ثابت ہو جائے۔

اس کے متعلق صرف اس قدر عرض ہے کہ مرزا صاحب نے تو معافی ٹیکس میں بہت سعی و کوشش کی۔ عذر داری کی۔ وکیل مختار مقرر فرما کر مقدمہ کی پیروی کی تاکہ چند روپیہ کا نقصان نہ ہو اور آئندہ اس کا راستہ نہ پڑ جاوے۔ گویا باوجود دعوی خیر خواہی وخدمت گورنمنٹ مفت کی آمدنی میں سے چند روپے دینے بھی گوارا نہیں ہوئے۔ اخیر پر حسب ضابطہ عدالت مرزا صاحب وان کے مریدین گواہان کے حلفی بیان کے اعتبار پر بجائے ۷۲۰۰ روپے سالانہ آمدنی کے تخمیناً ۵۴۰۰ روپیہ آمدنی مقبولہ مرزا صاحب کا مصرف مذہبی امور قرار پا کر ٹیکس معاف ہوا۔

اسی طرح ہر سال تشخیص آمدنی ہو کر ٹیکس لگتا ہے تو ہزارہا لوگ عذر داری کرتے ہیں جو حسب ضابطہ تحقیقات ہو کر بغیر کسی وکیل ومختار کرنے کے ہزارہا لوگوں کے ٹیکس معاف ہو جاتے ہیں چنانچہ فقط پنجاب ہی کا تخمینہ کیا جاوے تو قیاس کیا جاتا ہے کہ مردمان معاف شدگان کی تعداد تخمیناً ۵۰۰۰ کس سالانہ سے کیا کم ہوتی ہوگی، تو گویا اس صورت میں بھی مرزا صاحب پانچ ہزار میں ایک ہوئے۔ اور بہت ان میں سے صاحب کلکٹر کو اسی وقت کہہ دیتے ہیں کہ آپ ٹیکس تو لگاتے ہیں مگر یہ قائم نہیں رہے گا۔ لیکن چونکہ وہ بے چارے گمنام اپنی کرامتوں کے دعویدار نہیں ہوتے، بلکہ بعض اللہ تعالی کے بھی قائل نہیں ہوتے، تو معافی ٹیکس ان کے نزدیک ایک معمولی بات ہوتی ہے نہ کوئی خاص اور تازہ نشان جس پر غرہ ہو کر اشتہار طبع کرا کر مشتہر کریں اور اس بہانہ سے اپنے مخالفوں کی بھی مرزا صاحب کی طرح خوب برا بھلا کہہ کر خبر لیں۔

مرزا کا بیان حلفی در بارہ رہن جائداد اور اس کا اثر

تعجب امر اس میں مرزا صاحب کا اپنا حلفی بیان ہے جس میں فرمایا کہ اپنا باغ بعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ اپنی اہلیہ (والدہ محمود) کے پاس گروی رکھ کر چار ہزار روپیہ کا زیور اور ایک ہزار روپیہ نقد وصول کیا۔ اس میں صرف یہی تعجب ہے کہ وقت نکاح جو کچھ زیور تھا وہ تو اس قدر نہ تھا۔ بہرحال جو کچھ بنا اور آیا اس کے بعد ہی بنا، لیکن جب کل آمدنی مریدین کی بلکہ ان کی اپنی بھی حسب بیان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا صاحب مہمان خانہ، مطبع، مدرسہ، سالانہ جلسوں وخط وکتابت میں صرف ہو جاتی ہے تو پھر اتنی بچت کیونکر ہوئی کہ اس قدر زیور بنایا گیا؟ اگر مرزا صاحب فرماویں کہ ہماری اپنی دیگر املا کی آمدنی سے بنایا گیا، تو اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ اول تو مرزا صاحب نے اپنی ذاتی آمدنی باغ وزمین و تعلقہ داری کی جو حلفاً اس مثل میں لکھا ہے وہ اسی قدر ہے جو ان کے خرچ کے کافی ہے، اس قدر وافر نہیں ہے کہ اس سے ہر روز طرح طرح کے زیور طیار ہو سکیں۔ دوم، عاجز کو سلسلہ خط وکتابت میں مرزا کے حاجت مندانہ مضامین پڑھ کر ہمیشہ آپ کے خطاب رئیس اعظم کی نسبت تردد وشک ہی ہوتا رہا۔ حتی کہ آخر کار وہ شک مبدل بیقین ہو گیا چنانچہ ۱۸۸۴ء میں عاجز کے نام ڈیرہ غازیخان جو الہامی تعریفوں کا خط لکھ کر فرمایا تھا کہ یہ تعریفیں اس کے واسطے ہیں جو ۵۰۰ روپیہ قرض دیوے اور اگر ایک سے نہ ہو سکے تو دو مل کر دیویں، اس امر کا کافی ثبوت ہے۔ اس پر عاجز کا دل تو بہت للچایا کہ ان تعریفوں کا مصداق بنے لیکن روپیہ نہ ہونے کے باعث اس نعمت کے حصول سے محروم رہا اور ایک اور دوست نے اس میں سبقت کی، پر وصولی روپیہ کے لئے اس کو خریدار کتب خود ہی بکمال ہمت وکوشش بہم پہنچانے پڑے اور پیشگی قیمت کتب وصول کر کے وہ رقم قرضہ میں مجرا کرتا رہا اور آخر فیاض دل ومخیّر مردمان کے کیسہ سے باقی ماندہ قرضہ بمشکل وصول ہوا۔ پھر جب مرزا صاحب نے صدقات کا مطالبہ شروع کر دیا تو سارا معاملہ ہی صاف ہو گیا۔ اس کے بعد اگر کوئی دوسری آمدنی کی صورت ہو گئی ہو تو اس کی سبیل صاف ظاہر ہے۔ اور جب بقول مرزا صاحب سب آمدنی دینی امور میں خرچ ہو جاتی رہی تو پھر اس میں سے اتنی بچت ہو کر زیور بنا لینا بھی عمدہ دنیوی دور اندیشی و کفایت شعاری کا نمونہ قابل داد ہے۔

پھر سوال ہو سکتا ہے کہ زمین و باغ بذریعہ رجسٹری رہن کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیونکہ مرزا صاحب کی اہلیہ کا مع فرزندان مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہونے کا اشتہار الحکم میں ہو چکا ہے۔ سو اگر صدق دل سے وہ داخل زمرہ مریدین ہوئے ہیں تو جو کچھ ان کا مال ہے وہ مثل دیگر مریدین کے مال کے مرزا صاحب ہی کا مال ہے کیونکہ مرزا صاحب ان کے نفوس کے مع لوازم مالک ہو چکے ہیں جیسا کہ مرزا نے بیعت کی تشریح میں بیان کیا ہے، اس لئے بھی رجسٹری کی حاجت نہ تھی۔ رجسٹری وغیرہ تو وہاں ہوتی ہے جہاں بدگمانی وایک دوسرے پر بدظنی و بے اعتباری ہو۔ یہ مسئلہ بھی قابل تشریح ہے۔ اور اگر اہل بیت کے جماعت مریدین میں داخل ہونے سے پہلے رجسٹری کی گئی تب بھی ان کو بیعت سے کچھ عرصہ پہلے حسن ظنی تو مرزا صاحب پر ہو گی اور مرزا کے کمالات و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستی کے ضرور کچھ عرصہ پہلے ہی سے قائل ہوں گے، لہذا پھر بھی ان کو بے اعتباری کر کے رجسٹری کی ضرورت نہ تھی۔صرف اسلامی حکم قرآن کے مطابق فکا تبو ھم پر عمل کر لیتے۔ قیمت اسٹام و فیس رجسٹری وغیرہ کے فضول خرچ کا متحمل ہونا کیا ضرور تھا۔کیونکہ غریب دوستوں سے جب روپیہ ضرورت پر لیتے رہے ہیں تو کبھی رجسٹری تو کہاں،سادہ نوشت خواندکی بھی نوبت نہیں آئی،تو پھر گھر ہی میں ایسی اور یہاں تک نوبت کیوں پہنچی۔

یہ بھی قابل غور ہے کہ اس قدر جائداد، زیور، روپیہ،عمل درآمد رجسٹری اور یہ میعادتیس سالہ مسیح موعود ومہدی مسعود مجدد وامام الزمانی بلکہ افضلیت بر بعض انبیاء کے دعوے دار کے واسطے جس کو دعوی ظاہری و باطنی پیروی ومشابہت رسول اللہ ﷺ کا ہو، از روئے شرع محمدی قرآن مجید و حدیث شریف کے یہ سب امور کہاں تک اس سے مناسبت وموافقت رکھتے ہیں، وبس؟..

واللّٰہ تعالی اعلم بالصّواب والیہ المرجع والمآب وصلی اللّٰہ تعالی وسلّم علی محمّد سیّد رسلہ وانبیاءہ وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین

فیصلہ قرآنی تکذیب قادیانی

(مؤلفہ حافظ حکیم محمد الدین ساکن ننگر تحصیل وضلع لاہور)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ مرزا صاحب کی علمی لیاقت

آپ کی ایک تحریر دوسری تحریر کی تکذیب کر رہی ہے۔ دیکھو کہ

مرزا غلام احمد اپنے رسالہ دافع البلاء ورق اخیر پر عیسی ابن مریم کی نسبت لکھتے ہیں:

ہم مسیح ابن مریم کو بیشک ایک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانے کے لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم۔

پھر اپنے قول کی آپ ہی تردید کرتے ہیں جو یوں ہے:

یاد رہے کہ یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے زمانے کے بہت لوگوں کی نسبت اچھے تھے، یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے ورنہ ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں خدا تعالی کی زمین پر راستباز اپنی راست بازی اور تعلق باللہ میں حضرت عیسیٰؑ سے بھی افضل اور اعلی ہوں کیونکہ اللہ تعالی ان کی نسبت فرماتا ہے:

وجیھاً فی الدّنیا و الآخرۃ و من المقرّبین۔

پھر اپنے اور خدا کے قول کی مرزا صاحب خود ہی تکذیب کرتے ہیں: وہ یہ ہے

لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحیی نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحیی کا نام محصور رکھا مگر مسیح کا نام یہ نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام رکھنے سے مانع تھے۔

(پھر مرزا لکھتے ہیں) اور مسلمانوں میں یہ جو مشہور ہے کہ عیسی اور اس کی ماں مسّ شیطان سے پاک ہیں اس کے معنی نادان لوگ نہیں سمجھتے۔

اپنے رسالہ ازالہ اوہام میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

میں مشابہتِ تام اور مماثلت شدید کی وجہ سے مسیح ابن مریم کا مثیل بھی ہوں۔

ارباب بصیرت پر مخفی نہ رہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنے اعتقادات مذکورہ بالا میں دس غلطیاں کی ہیں:۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول۔ عیسیٰؑ بن مریم کو راست باز آدمی بنایا، نہ پیغمبر، حالانکہ خدا تعالیٰ نے ان کے حق میں و رسولاً الی بنی اسرائیل فرمایا ہے۔

دوم۔ پھر راست بازی کی تردید خود ہی فرمائی۔

سوم۔ و جیھاً فی الدنیا و الآخرۃ و من المقرّبین، شہادت باری تصدیق راست بازی مسیح میں پیش کی۔ مرزا صاحب کا عجب علم ہے بخیال خود مسیح کو راست باز آدمی ظنی طور پر مانتے ہیں پھر اپنے قول کی تردید کے لئے مقرب قرآن سے ثابت کرتے ہیں۔

چہارم۔ مسیح کو شراب کا بہتان لگاتے ہیں۔

پنجم۔ مسیح کو فاحشہ عورتوں کا مال کھانے کی تہمت لگاتے ہیں۔

ششم۔ معاذ اللہ مسیح کو زانی بناتے ہیں۔

ہفتم۔ معاذ اللہ مسیح کو ولدالزنا بناتے ہیں۔

ہشتم۔ مریم کو معاذ اللہ زانیہ بناتے ہیں۔

نمبر ہفتم اور ہشتم مذکورہ بالا مرزا صاحب کی عبارت مفصل ذیل سے ناظرین دیکھ سکتے ہیں اگرچہ یہ عبارت پہلے بھی لکھی گئی ہے مگر دوبارہ رفع شکوک کے لئے لکھی جاتی ہے۔ جس میں مرزا صاحب مسیح کو معاذ اللہ ولدالزنا اور مریم کو زانیہ بتاتے ہیں:

> اور مسلمانوں میں یہ جو مشہور ہے کہ عیسیٰ اور اس کی ماں مسّ شیطان سے پاک ہیں اس کے معنی نادان لوگ نہیں سمجھتے۔

اے ارباب بصیرت! جب حضرت مریمؑ معاذ اللہ مسّ شیطان سے پاک نہ ہوئی تو حضرت عیسیٰؑ ولدالزنا ٹھہرے۔ نعوذ باللّٰہ منھا

نہم۔ مرزا نے جس قدر بہتان نسبت مسیح تحریر کئے ہیں وہ سب کے سب قرآن کے برخلاف، موافق اعتقاد یہود لکھے ہیں۔ بلکہ قرآن میں پروردگار نے مریمؑ کی دو فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔

> ایک، برگزیدگی یعنی پاک دامنی۔ دوم برگزیدگی تمام عورات عالمین سے۔
>
> یہ دونوں خطاب کسی عورت کو حاصل نہیں کما قال اللہ تعالیٰ:
>
> انّ اللّٰہ اصطفاكِ و طھّرکِ و اصطفاكِ علی نساء العالمین۔

ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ یہودی بھی مریم کو مسّ شیطان سے پاک نہ سمجھتے تھے چنانچہ آیت ہذا سے ثابت ہے: قالوا یا مریم لقد جئتِ شیئا فریا ...۔ مگر بریت مریم بہت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقامات قرآن شریف میں خدا تعالی نے بیان فرمائی ہے مثلاً، و امّه صدّ یقه الّتی احصنت فرجها فنفخنا فیها من روحنا و جعلنا ها و ابنها آیةً للعا لمین

اس آیت سے تین امر ثابت ہوتے ہیں، حضرت مریمؑ زانیہ نہیں اور حضرت عیسیٰؑ بن باپ ہے، حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ خدا تعالی کی قادریت کا نشان ہیں۔

اور حضرت عیسیٰؑ کی نسبت گیارہ اوصاف سورۃ آل عمران میں خدا نے بیان فرمائے ہیں منجملہ ان میں مقرب اور رسول بھی ہے۔ ہم مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کیا بخیال آپ کے جیسا کہ آپ عیسیٰؑ کو بہتان لگاتے ہیں، زانی شرابی حتی کہ ناجائز فطرتی، ایسے شخص کو خدا عالم الغیب مقرب اور رسول بنا سکتا ہے۔ معاذ اللہ! یہ بہتان تو یہود لگایا کرتے تھے جن کی بریت کے لئے قصہ حضرت مسیح کا قرآن شریف میں بیان ہوا۔

دہم۔ افسوس ہے مرزا صاحب باوجود بہتان مذکورہ بالا کے پھر لکھتے ہیں کہ مشابہت تام اور مماثلت شدید کی وجہ سے مسیح ابن مریم کا مثیل بھی ہوں (یعنی مانند)۔

ہم مرزا صاحب سے بڑے ادب سے پوچھتے ہیں کہ ایک طرف تو مسیح ابن مریم کو شرابی، زانی، حرام کا مال کھانے والا، حتی کہ ناجائز فطرتی، اپنی قلم سے لکھتے ہو اور دوسری طرف آپ لکھتے ہو کہ سخت مشابہت کی وجہ سے مسیح ابن مریم کا مثیل بھی ہوں۔ فرماویں آپ کی مشابہت بہتان مذکورہ بالا میں ہے یا کسی اور بات میں کیونکہ اسمی، پیدائشی، قولی فعلی قومی ملکی، آپ کی مشابہت عیسیٰؑ بن مریم کے ساتھ ہرگز ہرگز نہیں۔ اس فیصلہ کے لئے ہم قرآن شریف کو منصف اختیار کرتے ہیں۔

مشابہت اسمی۔ عیسیٰؑ بن مریم کے قبل از تولد خدا تعالی کی طرف سے تین اسم مقرر ہیں۔ مسیح خطاب ہے معنی اس کے ہیں: جسکے ہاتھ لگانے سے سخت بیمار اچھے ہوں یا مردہ زندہ ہوں۔ اور یہی وصف مسیح کے قرآن نے بیان فرمائے ہیں۔

عیسیٰؑ اسم علم عرفی ہے۔ اور ابن مریم کنیت ہے۔

آپ کا علم عرفی غلام احمد مگر والدین کا رکھا ہوا۔ لقب مرزا، خطاب خدا کی طرف سے تو کیا بادشاہ وقت کی طرف سے بھی نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کی عیسیٰؑ بن مریم کے ساتھ اسمی کوئی مشابہت نہیں بلکہ سفید جھوٹھ۔

مشابہت پیدائشی۔ عیسیٰؑ ابن مریم بے شک بے باپ ہے۔ آپ کا باپ مرزا غلام مرتضی جن کو سب عورتیں قادیان کی جانتی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کی عیسیٰؑ بن مریم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ پیدائشی بھی کوئی مشابہت نہیں بلکہ سرخ جھوٹھ۔

مشابہت قولی۔ عیسیٰؑ بن مریم کا قول خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بیان فرماتا ہے کہ عیسیٰؑ نے یہود کو کہا کہ تحقیق میں رسول ہوں طرف تمہاری، ماننے والا واسطے اس چیز کے کہ آگے میرے ہے توراۃ۔(سورۃ صف)۔

آپ کا قول تو کیا بلکہ اسم بھی غلام احمد، قرآن شریف میں کہیں نہیں آیا۔ پس ثابت ہوا کہ قولی بھی کوئی مشابہت نہیں بلکہ سیاہ جھوٹ۔

مشابہت فعلی۔ خدا تعالیٰ قرآن میں عیسیٰؑ کا فعل بیان فرماتا ہے کہ تولد کے روز ہی باتیں کرتا تھا۔ بیماروں کو اچھا کرتا تھا۔ بلکہ مردوں کو زندہ کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ عیسیٰؑ کا نام قبل از تولد خدا تعالیٰ نے مسیح رکھا۔آپ (مرزا) نے نہ تولد کے روز باتیں ہی کیں۔اور نہ کوئی بیمار اچھا کیا ۔اگر کرتے تو مولوی عبدالکریم کو کرتے ۔حضور جب بیمار ہی کو اچھا نہیں کر سکتے تو مردوں کو کس طرح زندہ کر سکتے ہیں؟ پس ثابت ہوا کہ فعلی بھی کوئی مشابہت نہیں بلکہ جھوٹ مع دھوکہ۔

مشابہت قومی۔عیسیٰؑ بن مریم اسرائیلی ہیں اور آپ مغل ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ قومی مشابہت بھی نہیں بلکہ زرد جھوٹھ۔

مشابہت ملکی۔عیسیٰؑ بن مریم شامی ہیں اور آپ ہندی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ ملکی مشابہت بھی نہیں بلکہ جھوٹ بیداغ۔

پس ثابت ہوا کہ تمام تحریرات مرزا اور دعوی مسیح موعود آپ کی تحریروں سے ہی غلط ہیں۔

نیز مرزا صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں کہ سخت مشابہت کی وجہ سے مسیح ابن مریم کا مثیل ہوں اور پھر اس کی تردید بھی کرتے ہیں۔اور اپنا درجہ بخیالِ خود مسیح ابن مریم سے زیادہ لکھتے ہیں بلکہ ان کو اپنے غلاموں سے بھی کم درجہ سمجھتے ہیں۔دیکھو عبارت مرزا صاحب رسالہ دافع البلاء ص ۱۳:

> اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا، تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنی غلام سے بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔یعنی وہ کیسا مسیح جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کم تر ہے۔

نیز صفحہ ۲۰ رسالہ دافع البلاء میں مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

ارباب بصیرت پر لازم ہے کہ مرزا صاحب کے اعتقاد پر غور کریں۔ ایک طرف لکھتے ہیں کہ سخت مشابہت کی وجہ سے مسیح ابن مریم کا مانند ہوں پھر دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ میرا شان مسیح ابن مریم سے زیادہ ہے۔ ہم مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ مسیح ابن مریم کا نام خدا کی طرف سے قبل از تولد ہے۔ نیز عیسیٰ علم ہے قبل از تولد۔ آپ کا نام غلام احمد ہے۔ اور مسیح موعود آپ ہی اپنا نام رکھنے والے ہو، وہ بھی کب؟ جب یہ دوکان نئے مذہب کا شروع کیا۔ حضرت آپ اپنی تحریروں ہی سے اپنے دعویٰ کو جھوٹا کر رہے ہو، ہمارا تو کوئی قصور نہیں۔

نیز آپ اپنے ایک الہام میں اپنی نسبت ولدیت خدا کا بھی دعویٰ کرتے ہیں دیکھو رسالہ دافع البلاء۔ ص ۶۔ وہ دعویٰ یہ ہے:

انت منّی بمنزلۃ اولادی۔ انت منّی و انا منک۔

عسی ان یّبعثک ربّک مقاماً محمو داً۔

ہم مرزا صاحب سے بڑے ادب سے پوچھتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ خدا کے بیٹے مقرر کرتے تھے کما قال اللہ تعالیٰ: و قالت الیھود عزیر ن ابن اللّٰہ و قالت النّصاری المسیح ابن اللّٰہ ۔

مگر اس اعتقاد کی تردید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

ذلک قو لھم با فوا ھھم ۔ یضا ھئو ن قول الّذین کفروا من قبل قاتلھم اللّٰہ انّی یؤفکو ن ۔

آیت ہذا سے صاف ثابت ہے کہ یہود اور نصاریٰ خدا کے بیٹے مقرر کرتے تھے۔ اس کی تردید میں پروردگار نے تین امر بیان فرمائے ہیں۔

اول: یہود اور نصاریٰ اپنے منہ سے کہتے ہیں، کوئی ثبوت نہیں۔

دوم۔ یہود اور نصاریٰ اور بت پرستوں میں کوئی فرق نہیں یعنی کافروں میں۔

تیسرا۔ لعنت ہو اللہ کی یہود اور نصاریٰ پر کیسا برا اعتقاد رکھتے ہیں۔

قرآن شریف میں خدا تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو اس اعتقاد کے بدلے مشابہت کافروں کی دیتا ہے اور آپ باوجود واقفیت قرآن پھر خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں نعوذ باللہ منھا۔ ناظرین مرزا صاحب کے دعووں پر غور کرو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز مرزا صاحب بخیال خود رسول بھی ہیں۔ وہ عبارت مرزا صاحب کی یہ ہے:

براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں آخری دنوں میں طاعون بھیجوں گا تا کہ میں ان خبیثوں اور شریروں کا منہ بند کروں جو میرے رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔

(دافع البلاء۔ص ۹)

نیز مرزا صاحب دافع البلاء صفحہ ۱۰ میں فرماتے ہیں:

قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔

دعوی رسالت مرزا صاحب چار وجہ سے درست نہیں:

اول: رسول اصطلاح اسلام میں اس شخص کو کہتے ہیں جو نئی شریعت لاوے یعنی وحی اس پر نازل ہو اور کتاب الہامی بھی رکھتا ہو۔ مرزا صاحب تو شریعت محمدی ﷺ کے پیرو (ہونے کا دعوی کرتے) ہیں۔ لہذا دعوی رسالت صحیح نہیں۔

دوم: مرزا صاحب مثیل مسیح ابن مریم اپنے آپ کو لکھتے ہیں۔ پھر رسول کیونکر ہو سکتے ہیں؟

سوم: مرزا صاحب خود لکھتے ہیں، میں غلام احمد ہوں یعنی غلام، احمد ﷺ کا۔ اگرچہ دعوی غلامی بھی بخیال خود مرزا صاحب کرتے ہیں تاہم ان کی رسالت کی نفی کرتا ہے کیونکہ ایک طرف تو احمد ﷺ کے غلام بنتے ہیں پھر دعوی رسالت کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ دعوی غلامی احمد ﷺ کی عبارت جو مرزا صاحب لکھتے ہیں یہ ہے:

کیونکہ عیسائی مشنریوں نے عیسی بن مریم کو خدا کا بیٹا بنایا اور ہمارے سید و مولا حقیقی شفیع ﷺ کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا اس لئے اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنی غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ارباب بصیرت پر مخفی نہ رہے کہ مرزا صاحب نے اپنی عبارت میں دو دعووں کی خود ہی نفی کی ہے۔ مثلاً اپنا درجہ بڑھانے سے مثیل ابن مریم نہ ہوئے، اور غلام، احمد ﷺ بننے سے دعوی رسالت باطل ہو جاتا ہے اور مرزا صاحب نے اپنی عبارت مذکورہ میں علاوہ جمع کرنے نقیض اور ابطال دعوی دو بڑے جھوٹ لکھے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ اول: مرزا صاحب کا یہ لکھنا: اس لئے اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا اس امت میں مسیح موعود بھیجا۔

معاذ اللہ بخیال خود مرزا صاحب یہ لکھتے ہیں۔قرآن شریف میں کہیں مرزا غلام احمد کا نام بھی نہیں آیا۔لہذا مرزا صاحب کا لکھنا جھوٹ ثابت ہوا۔

جھوٹ دوم: مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ میرا نام خدا نے غلام احمد اس لئے رکھا تا اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے۔مرزا کی عبارت یہ ہے:

> اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا تا کہ یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے کہ احمد کے ادنی غلام سے بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

ہم مرزا صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ سفید جھوٹ آپ نے کیوں لکھا۔آپ کا نام غلام احمد آپ کے والدین رکھنے والے ہیں نہ کہ خدا تعالی۔حضور اپنے دعووں کو خود ہی باطل کررہے ہیں اور اجتماع نقیضین لکھنے سے ناظرین کو اپنی علمی لیاقت سے مستفیض کررہے ہیں۔

وجہ چہارم۔اگر مرزا صاحب کے لکھنے پر ہی مرزا صاحب کو رسول جانیں تو مسلمانوں کو کیا فائدہ ہوگا کیونکہ آپ تو خود محمدی شریعت کی پابندی کا دعوی رکھتے ہیں اور مسلمان شریعت محمدی کو پہلے بھی مانتے ہیں اسی واسطے اپنا نام مسلمان بھی رکھاتے ہیں۔پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب اپنے دعووں سے ہوس نفس کو پورا کررہے ہیں دعاوی تو بہت ہیں لیکن بفضل خدا ثبوت ایک کا بھی نہیں۔ہم مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کیا کوئی بوالہوس اپنا نام وائسرائے رکھ لیوے تو کیا اختیار اصل وائسرائے حاصل کرسکتا ہے۔نہیں ہرگز نہیں۔علی ہذا حضور بھی تمام القاب اور خطابات بخیال خود اپنے آپ کو دے رہے ہیں مگر اپنے آپ رسول بننے سے اصل کب بن سکتا ہے۔

نیز مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے الہام ہوتے ہیں۔لیکن اظہر من الشّمس ہے کہ مرزا کے تمام الہامات جھوٹے ہوتے ہیں اس امر کی تصدیق کے لئے شہادت ان کے چچازاد بھائی مرزا امام الدین سلطان العارفین المشہور لال بیگ چوہڑوں کے پیر جو کہ وہ اپنی کتاب گل شگفت صفحہ ۱۸ بابت الہام مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہم پیش کرتے ہیں۔وہ لکھتے ہیں:

> میں مرزا امام الدین حقیقی چچازاد بھائی ملہم کاذب قادیانی کا ہوں اور اس کے چال چلن سے ابتداء سے آج تک بخوبی واقف ہوں غیر کو کیا خبر ہے۔اس خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ کہتا ہوں جو عالمین ہے کہ جس قدر اس کے دعاوی الہامات ہیں سب غلط اور لچر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچ ہیں اگر یہ سچا اور حق پرست ہوتا تو میں اس کا پیرو ہوتا۔ جس مکر کو مکار پورا کرنا چاہتے ہیں تو چار مکار متفق ہو کر پورا کرتے ہیں۔

ہم طوالت کے لئے سب عبارت نہیں لکھ سکتے صرف تین الہام جو مرزا امام الدین سلطان العارفین رسالہ گل شگفت میں لکھتے ہیں ہم ناظرین کو دکھاتے ہیں وہ یہ ہے:

سنو الہام کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا اور نام اس کا انموائیل ہوگا اور وہ ایسا ہوگا اور ایسا ہوگا تمام جہان کو فیضان اس کا پہنچے گا۔ بفضل خدا بجائے انموائیل کے انموائیلی ہو گئی۔ پھر مجدد صاحب نے پہلوئے مکر بدل کر جواب دیا کہ میں نے اس حمل سے نہیں کہا تھا۔ دوسرے حمل سے لڑکا تو پیدا ہوا اور پھر دو چند اس لڑکے کی تعریف لکھی یہ ایسا ہوگا ویسا ہوگا۔ وہ بھی لڑکا تین سال زندہ رہ کر مر گیا اور ملہم صاحب کو شرمندہ کر گیا۔ پھر الہام ہوا کہ عبداللہ آتھم صاحب فلانے مہینے اور فلانے روز مرے گا اگر اس روز نہ مرے گا تو میرا منہ کالا کر کے اور گدھے پر سوار کر کے پھانسی دلایا جائے۔ وہ بھی بفضل خدا اس تاریخ پر نہ فوت ہوا اور چاروں طرف سے لعنت اللہ علی الکاذبین کی بارش ہونے لگی تو آٹھ روز تک شرمندہ ہو کر گھر سے نہ نکلا۔

پھر الہام ہوا مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی میری زوجہ بنے گی اگر وارثان لڑکی دوسری جگہ نکاح کریں گے تو وہ خاوند اس کا تین سال میں مرے گا (اڑھائی سال میں مریگا۔ بہاء) اور وہ پھر میری زوجہ بنے گی۔ وارث لڑکی آدمی عقل مند تھا اس نے اس کو جھوٹا سمجھ کر موضع پٹی مغلاں میں اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا۔ بفضل خدا وہ لڑکی اب صاحب اولاد ہے اور اپنے خاوند کے گھر آباد ہے۔ پھر ایک لڑکے ہندو ساکن قادیان کو کہا گیا کہ تیری نسبت الہام نازل ہوا کہ دو برس کے عرصہ میں اگر تو مسلمان ہوگیا تو بہتر ورنہ مر جائے گا۔ یہ بھی الہام بفضل خدا جھوٹا نکلا اور صدہا الہام ایسے جھوٹے اور لغو ہیں اور پوچ ہیں۔ اگر ان کو تفصیل سے لکھا جائے تو گویا ایک دفتر چاہیے۔

ہم مرزا صاحب سے بڑے ادب سے پوچھتے ہیں کیا حضور سچے مدعی ہیں یا مرزا امام الدین صاحب جو کہ وہ بالمیکی اور لال بیگی اور سلطان العارفین اپنے آپ کو لکھتے ہیں۔ ناظرین اصل میں پنجاب خراب ہے اگر کوئی شخص ایک کام کرنے لگتا ہے تو بیسیوں اور بھی اسی کام کو شروع کر دیتے ہیں گو ان کو فائدہ ہو یا نہ ہو مگر دوسرے کے کام میں ہرج ہو ہی جاتا ہے۔ دور نہ جایئے پہلے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا غلام احمد نے صاحب نے دعوی مجددیت کیا پھر آپ کے حقیقی چچا زاد بھائی مرزا امام الدین لال بیگ بن کر چوہڑوں کے پیر بن بیٹھے۔ پھر مرزا غلام احمد نے دوسرا دعوی مہدویت کر لیا حالانکہ پہلے بھی دعوی مہدویت ایک شخص سوڈانی نے کیا ہوا تھا۔ اب کوئٹہ اور کابل میں مدعی مہدویت سنے جاتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کیا وہ مدعی سچے ہیں یا آپ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے بڑی محنت کی چنانچہ تحفہ گولڑویہ میں حضور نے لکھا ہے کہ ہم نے چالیس کتابیں اور ساٹھ ہزار اشتہار اپنے دعووں کے ثبوت میں دیئے ہیں۔ ہم بھی صد آفرین کہتے ہیں کہ حضور نے اپنے قلم کے زور سے خالص پیتل کو سونے کے نرخ پر فروخت کیا ہے۔ مگر واضح رہے کہ چالیس کتابیں اور ساٹھ ہزار اشتہار جو اپنے دعووں کے ثبوت میں حضور نے دیئے ہیں سب کے سب محض فضول ہیں۔ ہم اس میں آپ کی کوئی لیاقت نہیں سمجھتے بلکہ یہ لیاقت سر سید احمد مرحوم کی ہے کیونکہ حضور کے بعینہ وہی ثبوت ہیں جن کو سید احمد خان تردید اعتراضات مخالفین اسلام کے لئے اپنی تفسیر میں آپ کے دعوے سے پیشتر ہی لکھ چکے ہیں پھر حضور کی کیا لیاقت ہے؟

سر سید احمد کے تفسیری شذوذ اور اعتقادات

ارباب بصیرت پر مخفی نہ رہے کہ سر سید احمد خان مرحوم نے چند ایک سیپاروں کی تفسیر بنائی ہے ہم خلاصہ مضمون اس تفسیر کا ناظرین کو دکھلاتے ہیں۔ وہ یہ ہے:

انکار وجود فرشتگان و جنات۔ انکار بہشت و دوزخ۔ انکار ابلیس۔ انکار وجود آسمان۔ انکار تعظیم کعبۃ اللہ۔ انکار معجزات پیغمبران اور جواز ربا۔

پھر سر سید احمد مرحوم نے ثبوت کیلئے تیراں وجوہ سے اپنا مدعا ثابت کیا۔ اول۔ قرآن شریف کے حقیقی معنوں کو مجازی معنی ثابت کیا یا برعکس اس کے مجازی معنوں کو حقیقی بنا دیا۔ دوم۔ اختلاف مفسرین۔ ۳۔ حدیث۔ ۴۔ لغت۔ ۵۔ رواج ملک۔ ۶۔ جغرافیہ۔ ۷۔ تاریخ۔ ۸۔ اقوال انجیل۔ ۹۔ اقوال تورات۔ ۱۰۔ اقوال سیاحین عرب۔ ۱۱۔ اقوال سیاحین یورپ۔ ۱۲۔ اقوال فلاسفہ۔ ۱۳۔ نحو۔

اب ہم تفسیر سر سید مرحوم کی غرض بیان کرتے ہیں۔ قرآن میں سات آسمان بیان ہوئے ہیں نئی تحقیقات کے نزدیک آسمان کا کوئی وجود نہیں۔ مخالفین اسلام اس پر طعن کرنے لگے کہ قرآن شریف غلط کلام ہے۔ سر سید احمد مخالفوں کی تردید کیلئے کوئی دلیل پیش نہ کر سکے لہذا قرآن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریف کے معانی عقل کے موافق اور فلاسفہ حال کے مطابق بیان کر کے مخالفوں کی تردید کی۔ چونکہ یہ تردید علماء کے نزدیک ناجائز تھی اسی واسطے سرسید احمد کو علماء نے کفر کے فتوے بھی دیئے تاہم سرسید کی ہمت پر آفرین ہے کہ مخالفوں کی تردید انہوں نے فرمائی۔ الغرض اعتراضات مخالفین میں سے ایک معجزہ بھی تھا۔ جس کو سرسید احمد نے حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی اختیار کر کے ثابت کیا کہ معجزہ نبوت کی کوئی دلیل نہیں۔ منجملہ معجزات، عیسی ابن مریم کے معجزے بھی تھے۔ چونکہ کل معجزوں کی سید احمد نے نفی کی لہذا ان کو عیسیٰؑ بن مریم کے معجزوں کی بھی نفی کرنی پڑی۔

نیز دو امر نسبت عیسیٰؑ ابن مریم زمانہ قدیم سے ہی مختلف فیہ تھے۔ ایک تولد عیسیٰؑ، دوم موت۔ ان دونوں امروں میں سید احمد مرحوم نے بحث کی۔ گو وہ بحث نئی نہیں،.. ہم اس بحث کو تفصیلاً سمجھاتے ہیں۔ مثلاً تولد عیسیٰؑ پر زمانہ قدیم سے یہ اختلاف چلا آتا تھا کہ بعض یہود عیسیٰؑ ابن مریم کو یوسف کا بیٹا جانتے تھے اور بعض ناجائز فطرتی سمجھتے تھے۔ سرسید احمد نے اس بحث میں یوسف کا بیٹا ہی قرار دیا اس لئے کہ بعض نصاری عیسیٰؑ بن باپ پیدا ہونا معجزہ جانتے تھے۔ چونکہ سر سید احمد نے معجزوں کی نفی کا دعوی کیا تھا لہذا بعض یہود کے اعتقاد کو لے کر یوسف کا بیٹا ثابت کیا۔

امر دوم، موت عیسی بن مریم۔ اس میں بھی بہت اختلاف۔ بعض یہود اعتقاد رکھتے تھے کہ پہلے عیسیٰؑ بن مریم کو سنگسار کرا کر پھر سولی دیا گیا پھر قتل کیا گیا اور بعض کہتے تھے پہلے سولی دیا گیا پھر قتل کیا گیا۔ نصاری برخلاف ان کے سولی دیا جانا اقرار کرتے تھے مگر پھر زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ جانا معجزہ ابن مریم کا سمجھتے تھے۔ اس مقام پر بھی سید احمد خان نے ابطال معجزہ کیلئے عیسیٰؑ ابن مریم کا بعد سولی دیئے جانے اپنی طبعی موت سے مرنا ثابت کیا۔ گو یہ ثبوت بھی سید مرحوم کا پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا کیونکہ کوئی ثبوت نہیں دے سکے کہ عیسیٰؑ بن مریم کی قبر فلاں جگہ ہے۔ مگر تاہم اس اختلاف کو اختیار کر کے اپنے دعوی کو ثابت کیا۔

پس ناظرین کو ثابت ہو گیا ہو گا کہ سرسید احمد خان مرحوم نے اپنے وہم میں تفسیر کا بنانا ثواب سمجھا ہے اور جہاں تک سنا جاتا ہے اور ان کی تحریروں سے بھی پایا جاتا ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے تفسیر نیک نیتی اور مخالفوں کی تردید پر تیار کی۔ مگر سرسید مرحوم نے نہ عیسیٰؑ اور مریمؑ پر بہتان لگائے نہ اور کسی پیغمبر اور نہ بزرگ پر۔ افسوس حضرت مرزا صاحب پر ہے کہ اول تو دعوی مثیل المسیح کا قائم کیا، پھر مسیح اور ان کی والدہ پر یہودیوں کی طرح بہتان لگائے اور کشمیر میں قبر عیسیٰؑ بن مریم کی بنائی حالانکہ یہ خیال سرسید احمد مرحوم نے بھی نہ فرمایا بلکہ یہ اعتقاد کسی یہودی کا بھی نہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔حضرت مرزا صاحب! ہم بڑے ادب سے آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ نے قرآن شریف کی تکذیب کی ہے۔دیکھو سورہ بقرہ ہی میں چار دفعہ پروردگار فرماتا ہے کہ کسی پیغمبر کی شان میں فرق نہ کیا جاوے کما قال اللہ تعالی:

و ما اوتی موسی و عیسی و ما اوتی النبیّیون من ربّھم لا نفرق بین احدٍ منھم و نحن لہ مسلمون۔

اب رہا فیصلہ قرآنی:

چونکہ آپ کے دعاوی قرآن شریف کے برخلاف ہیں لہذا حضور آیت ہذا کے حکم کے مصداق ہیں: و من لم یحکم بما انزل اللّٰہ فا ولٰئک ھم الکا فرون (مائدہ۔ع ۵)

سرسید احمد خان کے اعتقاد پر سرسری بحث

ناظرین پر واضح رہے کہ مذہب مرزا صاحب بعینہ وہی ہے جس کو سید احمد مرحوم نے اپنی تفسیر میں بخیال نیک نیتی لکھا تھا۔چونکہ سید مرحوم کے لکھنے سے یہ فساد ہوا کہ مرزا صاحب نے دعوی مسیح موعود کر لیا لہذا ہم کو تکذیب قادیانی میں یہ دکھلانا پڑا کہ سید مرحوم نے اپنی تفسیر میں عیسیٰؑ بن مریم کی نسبت اور علاوہ اس کے کیا لکھا ہے۔اگرچہ تمام رسالہ میں اعتقاد سید مرحوم کی تردید کی گئی ہے تاہم مختصر اعتقاد اور قرآن شریف سے ان کی تردید ناظرین کو دکھلاتے ہیں۔

یاد رہے کہ تین امروں میں سرسید مرحوم نے عیسیٰؑ بن مریم کی نسبت اپنی تفسیر میں بحث کی ہے۔۱۔عیسیٰؑ بن مریم بن باپ نہیں۔۲۔عیسیٰؑ بن مریم آسمان پر نہیں چڑھائے گئے بلکہ سولی پر چڑھائے گئے لیکن اپنی طبعی موت سے مرے۔۳۔معجزات عیسیٰؑ کے بلکہ تمام پیغمبروں کے صحیح نہیں۔

نمبر ۱۔عیسی بن مریم بن باپ نہیں۔یہ اعتقاد سید مرحوم کا چھ وجہ سے صحیح نہیں۔

وجہ اول۔زمانہ نزول قرآن شریف میں نسبت عیسیٰؑ، یہود کے دو اعتقاد تھے۔بعض عیسیٰؑ کو یوسف کا بیٹا جانتے تھے اور بعض ناجائز فطرتی۔برخلاف اس کے بعض نصاری، عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا اور بعض خود خدا اور بعض تثلیث پر یقین رکھتے تھے اور قرآن شریف نے ان کی تردید فرمائی۔الغرض اگر عیسیٰؑ، یوسف کا بیٹا ہوتا تو قرآن میں اللہ تعالی، عیسی کو ابن مریم نہ فرماتا، حالانکہ ہر قوم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور مذہب میں ولد، والد کے نام سے نامزد ہوتا ہے جس کو علم کنیت بھی کہتے ہیں۔ پس جب واقعہ عیسیٰ میں کہیں بھی یوسف کے نام پر عیسیٰ نہیں پکارا گیا تو بیٹا کیونکر ہوسکتا ہے۔

وجہ دوم ۔قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ مریم کو پروردگار نے بذریعہ فرشتہ خبر دی کہ تم کولڑکا پیدا ہوگا میرے حکم سے خطاب اس کا مسیح ہے۔علم اس کا عیسیٰ ،کنیت اس کی ابن مریم ہوگی۔ دیکھو یہی مضمون اس آیت سے نکلتا ہے :

اذ قالت الملائکۃ یا مریم انّ اللّٰہ یبشّرکِ بکلمۃٍ مّنہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم۔

پس اس آیت سے تین امر ثابت ہوئے۔اول یہ کہ مریمؑ کو پہلے ہی اطلاع دی گئی۔ دوم، عیسیٰ ،خدا کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں امر سوم ۔عیسیٰ کا خطاب مسیح اور علم عیسی اور کنیت ابن مریم ہے۔ یہ تینوں اسماء قبل از تولد خدا کی طرف سے ہیں۔ پس یوسف کا بیٹا کیونکر ہوسکتا ہے۔

وجہ سوم ۔زمانہ آنحضرت ﷺ میں عیسیٰ کے بارہ میں یہودیوں نے سوال کیا تھا کہ عیسیٰ بن باپ کیونکر پیدا ہوسکتا ہے جیسا کہ آیت ہذا میں خدا نے ان کے اعتراض کو رد کیا انّ مثل عیسی عند اللّٰہ کمثل آدم ۔اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ آدمؑ بغیر والدہ کے پیدا ہوا ہے تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ عیسیٰ کی نسبت بحث والد کی طرف سے تھی نہ کہ والدہ کی طرف سے ۔اس اعتبار سے انّ مثل عیسی کمثل آدم مخالفین کے لئے کافی جواب ہے۔ نیز سید مرحوم نے آدم کا معنی انسان نطفی پیدائش کا لیا ہے مگر یہ صحیح نہیں کیوں کہ جہاں پروردگار عام انسان کو نداء کرتا ہے وہاں بنی آدم یا انسان کے لفظ سے پکارتا ہے دیکھو ثبوت اس کا غرض پنجم مکر یہود میں آگے چل کر مفصل بیان ہم نے کیا ہے۔

وجہ چہارم ۔سید مرحوم نے اپنے دعوی کے ثبوت میں لکھا ہے کہ انجیل متی ولوقا میں نسب نامہ عیسیٰ کا یوسف ابن یعقوب کے ساتھ ملتا ہے مگر اس میں حضرت سید مرحوم نے بڑی غلطی کی، اگر یہ نسب نامہ صحیح ہوتا تو زمانہ حضرت ﷺ میں جھگڑا کیوں ہوتا۔غلطی دیگر، اگر یہ نسب نامہ بالفرض مانا بھی جاوے تو وہ اختلاف جو کہ بعض یہود، عیسیٰ کو ناجائز فطرتی سمجھتے تھے معاذ اللہ کیوں نہ مانا جاوے۔ الغرض یہ اعتقاد قرآن شریف کی رو سے صحیح نہیں۔

وجہ پنجم ۔سید احمد مرحوم نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ عیسیٰ کے بن باپ ہونے میں کیا حکمت اور کیا غرض ہے؟ مگر ہم کہتے ہیں کہ تمام نباتات واشجار میں سے بذریعہ تخم یا شاخ لگانے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پیدا ہوتے ہیں برخلاف اس کے افلیتموں بغیر بیخ نمود کیوں کرتا ہے اور خدا نے اس کو برخلاف نباتات کے کیوں پیدا کیا۔ الغرض ایسے بے ہودہ اعتراض ہو سکتے ہیں جن کا علم سوائے خالق حقیقی کے دوسرے کو نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ یہ اعتراض سرسید کا قانون قدرت پر ہے نہ علماء مفسرین پر

وجہ ششم۔ عیسیٰؑ کا بن باپ تولد ہونا آیت مفصلہ ذیل سے بدیع امر ہے:

قالت انّی یکون لی غلام و لم یمسسنی بشر ولم اك بغیاً

آیت ہذا سے تین امر ثابت ہوتے ہیں۔ اول۔ زمانہ نزول قرآن میں یہ اختلاف موجود تھا کہ بعض کہتے تھے کہ عیسیٰؑ یوسف کا بیٹا ہے اور بعض ناجائز فطرتی سمجھتے تھے لہذا قول مریمؑ لم یمسسنی بشر سے نکاح نہ ہونا مراد ہے اور لم اك بغیا سے بدکاری سے پاک ہونا مراد ہے

امر دوم: اللہ نے قول مریم مذکورہ کی تصدیق فرمائی: قال کذالک۔ پھر اس کے بعد بن باپ ہونے عیسیٰؑ کی نسبت کہا میرے اوپر پیدا کرنا آسان ہے قال ربّک هو علی هیّن

امر سوم۔ مریم کو اس پہلی آیت کے جواب میں پروردگار نے پیدا ہونے عیسیٰؑ کی علت بیان فرمائی لنجعله آیةً للنّاس و رحمةً مّنا و کان امراً مقضیاً۔ ناظرین کو واضح رہے کہ امر سوم میں بن باپ ہونے عیسیٰؑ کی بابت تین وجہ اللہ نے بیان فرمائی ہیں۔ وجہ اول: عیسیٰؑ نشان قادریت پروردگار کا ہے۔ وجہ دوم: احسان مریمؑ پر جیسا کہ رحمة منا سے ظاہر ہے۔ وجہ سوم: خدا کے علم میں یوں ہی تھا: و کان امراً مقضیاً

پس ناظرین کو آیات مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا ہو گا کہ مریم مسّ شیطان سے پاک ہے اور عیسیٰؑ بن باپ ہے اور مریمؑ پر پروردگار کی طرف سے احسان ہے اور تقدیر میں یوں ہی ہونا تھا۔ حقیقت میں تمام اعتراضات یہود اور نصاریٰ بلکہ سرسید مرحوم کی آیات مذکورہ بالا سے ہی تردید ہوتے ہیں۔ افسوس اگر ہم ان آیات سورت مریم کو پورا بیان کرتے، ماقبل و مابعد کے ساتھ تو بہت بڑا ناظرین کو فائدہ پہنچتا مگر طوالت کے خوف سے یہاں نہیں بیان کرتے حسب موقعہ ہر ایک واقعہ کو بیان کیا جاوے گا۔

سرسید احمد مرحوم نے حضرت عیسیٰؑ کو یوسف کا بیٹا بنانے کے واسطے تحویلیں کیں مگر آیت لم یمسسنی بشر ولم اك بغیاً کے بیان کرنے پر کافیہ تحویلات آپ کا تنگ ہو گیا۔ اس آیت پر آپ یہ لکھتے ہیں:

سب سے زیادہ غور کے لائق لفظ لم یمسسنی بشر و لم اك بغیا ہے بلا شبہ یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں کلمات نہایت صحیح ہیں اور جس زمانہ میں بشارت ہوئی اس زمانہ میں بلا شبہ حضرت مریم کو کسی مرد نہیں چھوا تھا بلکہ غالباً ان کا خطبہ بھی یوسف کے ساتھ نہ ہوا تھا مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے بعد بھی یہ امر واقع نہیں ہوا۔

ناظرین ہم سرسید کی مذکورہ بالا عبارت پر بحث کرتے ہیں۔سید مرحوم کا یہ اعتقاد کہ جب یہ آیت لم یمسسنی .. الخ آئی اس کے بعد خطبہ ہوا ہے یا یوں کہو کہ جب مریمؑ نے یہ بات کہی تھی اس کے بعد مریمؑ کا یوسف سے خطبہ ہوا، بالکل غلط ہے۔آٹھ دلیلوں سے :

دلیل اول ۔ ابتدائے نزول قرآن شریف میں یوسف کے خطبہ کا یہودیوں میں اختلاف موجود تھا۔قرآن شریف نے اس اعتقاد کی تردید فرمائی ہے۔اس واسطے قرآن شریف کا نام فرقان ہے بلکہ خدا تعالی قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ اکثر یہودیوں کے اختلاف کو قرآن شریف میں بیان فرماتا ہے کما قال اللہ تعالی: انّ ھذا القرآ ن یقصّ علی بنی اسرا ئیل اکثر الّذی ھم فیه یختلفو ن ۔چونکہ مریم و یوسف کے خطبہ کا اختلاف نزول قرآن شریف سے پہلے ہی موجود تھا اور قرآن شریف میں بیان ان کی تردید کیلئے نازل ہوا ہے لہذا سرسید احمد کا قول مذکور بالا غلط ثابت ہوا۔

دلیل دوم : کسی عورت کو جس طرح کہ مریمؑ کو بیٹا پیدا ہونے کی بشارت دی گئی ہے پہلے نہیں دی گئی۔لہذا ثابت ہوا کہ بن باپ ہی بیٹا پیدا ہونا تھا۔

دلیل سوم ۔ پروردگار خود فرماتا ہے کہ میرے پر بن باپ بیٹا کرنا آسان ہے۔

دلیل چہارم ۔ عیسیٰؑ کا بن باپ ہونا خدا کی قادریت کا نشان ہے۔

دلیل پنجم ۔ خدا تعالی فرماتا ہے کہ عیسیٰؑ بن باپ پیدا ہونا میری طرف سے مریم پر مہربانی ہے جیسا کہ و رحمةً مّنّا سے ظاہر ہے۔

دلیل ششم ۔ پروردگار خود فرماتا ہے کہ ازل میں یوں ہی ہونا تھا جیسا کہ و کا ن امراً مّقضیّاً سے ظاہر ہے۔

دلیل ہفتم ۔مریمؑ کے ذکر کے ماقبل یحیٰؑ کے تولد کا ذکر ہے جو کہ عیسیٰؑ کی پیدائش بن باپ سے اس کی پیدائش کم نہیں کیونکہ یحیٰؑ کی والدہ اور والد دونوں نا قابل اولاد تھے حالانکہ عیسیٰؑ کی والدہ تو قابل تولید تھی۔پھر اگر یحیٰؑ کی پیدائش کو ہم قدرت سے مانیں تو عیسیٰؑ کے بن باپ پیدا ہونے میں کیا مشکل ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل ہشتم ۔ سرسید مرحوم نے جو بحث عیسیٰؑ پر یوسف کے بیٹا بنانے پر کی ہے محض فضول اور لغو ہے، کیونکہ مریم آزاد شدہ تھی جس کو ہمارے ملک میں آج کل تارک بولا جاتا ہے جو کہ زمانہ حال میں بعض خاندانوں ہندو اور مسلمانوں میں لڑکیوں کا تارک بٹھانا رواج موجود ہے۔ گویا یہ رواج اس کے قریب قریب ہے اور یہودیوں میں اس سے بھی بڑھ کر تھا۔ پس جب مریم کو والدین نے آزاد کر دیا تو پھر وہ والدین مریم، یوسف کے ساتھ کیونکر خطبہ کر سکتے تھے حالانکہ یہودیوں میں رواج تھا کہ جو آزاد کیا جاتا تھا وہ پھر تمام عمر بیت المقدس میں ہی اپنی عمر عبادت میں بسر کرتا تھا، نہ یہ کہ شادی کر کے صاحب اولاد ہو۔ اسی واسطے تو مریم کو بہتان لگائے گئے تھے کہ باوجود آزاد ہونے کے اس نے بیٹا جنا۔ برخلاف ان کے جو معتقد مریمؑ ہوئے انہوں نے یہ غضب کیا کہ بعض عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بنا بیٹھے کیونکہ ان کا کوئی باپ نہ تھا اور بعض عیسیٰؑ کو خدا بنا بیٹھے کیونکہ جب خدا کا بیٹا ہوا معاذ اللہ تو خدا کے ملک کا وارث ہوا۔ پس اس اعتبار سے وہ خدا کہنے لگے۔ اور بعض نصاری تین خدا بنا بیٹھے کیونکہ جب خدا معاذ اللہ مریمؑ کا خاوند ہوا اور عیسیٰؑ بیٹا ہوا تو ہر ایک خدائی کا حصہ دار ہوا نعوذ باللّٰہ منھا ۔انہیں مذکورہ بالا اعتقاد کیلئے اللہ نے تمام واقعہ مریم بیان کیا تھا۔

نمبر۲ ۔ عیسیٰؑ بن مریم آسمان پر نہیں چڑھائے گئے بلکہ سولی پر چڑھائے گئے لیکن اپنی طبعی موت سے مرے۔ یہ اعتقاد سرسید مرحوم کا بالکل غلط ہے۔ ناظرین اس بحث کو غرض پنجم یہود میں آگے چل کر ملاحظہ فرمائیں جہاں ہم نے اعتقاد مذکور کی اپنے پوری تردید کی ہے، یہاں ہم ناظرین کے ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ اگر عیسیٰؑ سولی دیئے جاتے اور پھر طبعی موت سے مرتے تو پروردگار و ما صلبوہ و ما قتلوہ نہ فرماتا۔ سیدمرحوم نے و ما صلبوہ پر یہ تحویل فرمائی ہے کہ بعض یہود یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ عیسیٰؑ اول سولی دیئے گئے پھر قتل کئے گئے اور بعض یہود یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ پہلے عیسیٰؑ کو سنگسار کیا پھر سولی دیا پھر قتل کئے گئے لہذا دونوں اعتقادوں کی تردید کیلئے خدا نے و ما صلبوہ و ما قتلوہ فرمایا لیکن تعجب ہے کہ سید مرحوم کی تحویل پر کہ نفی از شئے من کل الوجوہ ہوتی ہے نہ نفی بعض الشئے۔ خدا کے کلام سے تو یہ مفہوم ہے کہ نہ سولی دیئے گئے اور نہ قتل کئے گئے۔ معاذ اللہ اگر حضرت عیسیٰؑ سولی دیئے جاتے بزعم سید مرحوم تو کیا خدا تعالی یہ عبارت نہ بنا سکتے تھے کہ عیسیٰؑ سولی دیا گیا لیکن سولی پر فوت نہیں ہوا اور اپنی طبعی موت سے مر گیا اور فلاں جگہ اس کی قبر ہے، حالانکہ یہ اعتقاد کسی یہود اور نصاری کا بھی نہیں اور نہ کسی انجیل میں لکھا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ قرآن میں عیسیٰؑ کی قبر کا کہیں پتا لگا یا۔لہذا یہ اعتقاد سید احمد کا گو یا بہار دانش ہے۔

نمبر۳۔ معجزات عیسیٰؑ بن مریم بلکہ تمام پیغمبروں کے صحیح نہیں ۔سید احمد خان مرحوم نے اپنی تفسیر میں زیادہ تر آیت مفصلہ ذیل پر بحث کی ہے

و آتینا عیسی ابن مریم البیّنا ت

اس پر بحث کر کے سید مرحوم نے یہ نتیجہ نکالا کہ لفظ آیات یا بینات دونوں کے ایک ہی معنی ہیں کیونکہ آ یا ت موصوف ہے اور بیّنا ت صفت ۔ پھر جہاں لفظ صرف بیّنا ت کا ہے وہاں موصوف اس کا مقدر ہے ۔اور لفظ آ یت کا لغوی معنی نشان آپ نے ثابت کیا ہے۔

ان دونوں امر مذکورہ بالا میں ہم کو بھی کوئی انکار نہیں مگر انکار اس بات میں ہے کہ سر سید احمد مرحوم نے آیات یا بینات کا معنی صرف احکام ہی لئے ہیں حالانکہ لفظ آیت کا معنی فحوائے قرآن شریف سے تین ثابت ہوتے ہیں ۔اول حکم، دوم نشان ، سوم معجزہ ۔لیکن سید مرحوم چونکہ کل معجزات کی نفی کرتے ہیں لہذا انہوں نے دو معنی لفظ آیت کی طرف توجہ ہی نہیں فرمائی ہے نہ تو لغوی معنی لفظ آیت کا لیا اور نہ لفظ آیت کا معنی معجزہ ثابت کیا۔پس ہم پہلے بیان کرنے اپنے ثبوت کے سر سید احمد کی عبارت کو ناظرین کے لئے لکھتے ہیں ۔سر سید احمد خان صاحب لکھتے ہیں:

پس جہاں قرآن شریف میں اس لفظ یعنی آیت یا آیات یا بینات یا آیات بینات کا استعمال خدا کی جانب سے ہوا ہے اس سے ہمیشہ وہ احکام یا نصائح اور مواضح مراد ہیں جو خدا تعالی نے بذریعہ اپنے کلام یا وحی کے اپنے انبیاء پر نازل فرمائی ہیں۔

آخر میں سید احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ہم آیات بینات سے جہاں کہ وہ خدا کی طرف سے بولا گیا ہے وہ چیز مراد نہیں لیتے جس کو لوگ معجزہ یا معجزات کہتے ہیں۔

ہم اس بحث کو دو قسم پر بیان کرتے ہیں۔قسم اول، تحقیق معنی لفظ آیت ۔قسم دوم ثبوت وجود معجزات

قسم اول: ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ لفظ آیت کا معنی فحوائے قرآن شریف سے تین ثابت ہوتے ہیں۔اول حکم، دوم نشان،سوم معجزہ ۔ لفظ آیت بمعنی حکم دیکھو:

یا اھل الکتا ب لم تکفرو ن بآ یا ت اللّٰہ و انتم تشھدو ن

(اے اہل کتاب کیوں کفر کرتے ہو ساتھ حکماں اللہ کے اور حالانکہ تم گواہ ہو)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ آیت جس کا ہم نے ترجمہ کیا ہے سورہ آل عمران کے رکوع ۷ میں ہے۔ اس کے ماقبل عیسیٰؑ کی نسبت اور ابراہیمؑ کی نسبت جھگڑا ہو چکا تھا۔ یہود اور نصاری کہتے تھے کہ ہم ابراہیمی مذہب ہیں حالانکہ یہودی عزیرؑ کو خدا کا بیٹا اور نصاری عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا اور بعض خود خدا، اور بعض تثلیث کو مانتے تھے، لہذا پروردگار نے اہل کتاب کو مخاطب کر کے فرمایا:

یا اهل الکتاب لم تکفرون بآیات اللّٰه و انتم تشهدون

یعنی اہل کتاب یہودی اور نصاری توریت وانجیل میں پڑھتے ہیں کہ خدا ایک ہے پھر خدا کے ساتھ شریک لاتے ہیں اور قرآن کو منزل من اللہ اور محمد رسول اللہ کو رسول نہیں سمجھتے۔ پس ناظرین کو مذکورہ بالا بحث سے ثابت ہو گیا ہوگا کہ لفظ آیت کا معنی آیت مذکورہ میں سوائے حکم کے دوسرا نہیں بن سکتا۔ دیکھو نیز آیت سورہ بلد:

ثمّ کان من الّذین آمنوا و تواصوا بالصّبر و تواصوا بالمرحمة۔ اولئک اصحاب المیمنه۔ و الّذین کفروا بآیاتنا هم اصحاب المشئمة

سے بھی صاف ثابت ہے کہ لفظ آیت بمعنی حکم ہے کیونکہ ایمان لانا اور ایک دوسرے کو نصیحت کرنا اور ایک دوسرے پر رحم کرنا جو کہ پہلی آیت میں گذرا ہے بلا شبہ یہ احکام ہیں پھر و الّذین کفروا بآیاتنا هم اصحاب المشئمة میں جو لفظ آیت کا ہے ذرا بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ لفظ آیت بمعنی حکم نہ ہو۔

نیز۔ هو الّذی بعث فی الامّیین رسولاً مّنهم یتلوا علیهم آیاته میں جو لفظ آیت کا آیا ہے بلا شبہ اس سے احکام کے ہی معنی ہیں کیونکہ یتلوا علیهم سے صاف ظاہر ہے کہ لفظ آیت کا معنی حکم ہے نہ نشان اور معجزہ۔

دوم: لفظ آیت بمعنی نشان۔ دیکھو:

و تصریف الرّیاح و السّحاب المسخّر بین السّماء و الارض لآیات لّقوم یّعقلون

آیت ہذا میں پروردگار نے اپنے دلائل الوہیت کے وہ بیان کئے ہیں جو کہ طاقت بشریت سے باہر ہیں۔ یعنی ہوا کا چلانا اور بادلوں کا زمین اور آسمان کے درمیان بغیر واسطہ کے رکھنا بلا شبہ عقلمندوں کے واسطے الوہیت کے نشان ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ آیت مذکورہ میں لفظ آیت بمعنی نشان نہیں۔ نیز دیکھو:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انّ اوّل بیتٍ و ضع للنّاس للّذی ببکّۃ مبارکاً و ھدیً للعالمین ۔ فیہ آیات بینات مقا م ابرا ھیم

ناظرین غور کریں کہ آیت ہذا میں دو لفظ یعنی بیت اور مقا م ایسے صریح ہیں جس سے ذرا سا بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ یہ دو لفظ خانہ کعبہ کی عمارت و دیواریں مراد ہیں ۔ پس جب یہ ثابت ہوا کہ آیت مذکورہ میں خانہ کعبہ کا بیان ہے جس کو ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے عبادت کے لئے خدا کے حکم سے تیار کیا تھا پھر بلا شبہ لفظ آیات بینات کا معنی نشان ہوا، کسی وجہ سے حکم کا معنی نہیں بن سکتا بلکہ نشان سے حجر اسود جو کہ کعبہ شرقی و شمالی کونہ میں پڑا ہے اور حاجی لوگ اس کو تبرکاً بوسہ بھی لیا کرتے ہیں، مراد ہے ۔ سید احمد مرحوم نے بھی اس نشان کو اپنی تفسیر نقشہ کعبۃ اللہ میں لکھی ہے ۔ مقام ابراہیمؑ عام لوگوں کے نزدیک وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیمؑ نے کھڑے ہو کر کعبہ کی دیوار چنی تھی ۔ پس سر سید احمد مرحوم کی مذکورہ بالا عبارت میری تحقیق کو ثابت کرتی ہے کہ لفظ آیت مذکورہ موقعہ پر بمعنی نشان ہے نہ حکم ۔

نیز ۔ الر ۔ تلک آ یا ت الکتا ب الحکیم۔

الر ۔ تلک آ یا ت الکتا ب و قر آ ن مبین ۔سورہ حجر ۔(ترجمہ ۔ الر ۔ یہ نشانیاں ہیں کتاب کی یعنی قرآن بیان کرنے والی کی) ۔ پس ثابت ہوا کہ پروردگار نے الر کو نشان فرمایا ہے ۔کون کہہ سکتا ہے کہ عبارت مذکورہ قرآن میں لفظ آیت بمعنی نشان نہیں فرمایا، کون کہہ سکتا ہے کہ اس مقام میں لفظ آیت کا معنی حکم نکلتا ہے ۔

سوم ۔ لفظ آیت بمعنی معجزہ ۔ دیکھو پروردگار قول فرعون کا بیان کرتا ہے:

قا ل ان کنت جئت بآ یتٍ فا ت بھا ان کنت من الصادقین (کہا فرعون نے موسیٰؑ کو اگر ہے تو آیا ساتھ نشانی یعنی معجزہ کے پس لے آ اس کو اگر تو ہے سچوں سے) ۔

پس موسیٰؑ نے فرعون کے سوال معجزہ پر اپنا عصا ڈال دیا پھر وہ عصا اژدھا بن گیا ۔ پھر ہاتھ اپنا نکالا پھر وہ سفید تعجب خیز ہو گیا واسطے دیکھنے والوں کے کما قال اللہ تعالیٰ:

فا لقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین ۔ و نز ع یدہ فاذا ھی بیضاء للنّاظرین

پہلی آیت سے صاف ثابت ہے کہ حضرت موسیٰؑ سے فرعون نے معجزہ طلب کیا تھا اور دوسری آت سے صاف ثابت ہے کہ جو فرعون نے معجزہ طلب کیا تھا اس کو موسیٰؑ نے پورا کیا ۔ پھر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد اس واقعہ کے پروردگار نے یہ بیان شروع فرمایا ہے:

قال الملاء من قوم فرعون انّ هذا لساحر عليم . يريد ان يّخرجكم من ارضكم فما ذا تامرون (کہا فرعون کی قوم کے سرداروں نے، تحقیق یہ یعنی موسیٰ جادوگر ہے بڑا دانا۔ چاہتا ہے یہ کہ نکال دے تم کو زمین تمہاری سے۔ پس کیا تجویز سوچتے ہو)۔ (اعراف:۱۰۹۔۱۱۰)

پھر فرعون کے سرداروں کا جواب خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے

قالوا ارجه واخاه وارسل فى المدائن حاشرين يأتوك بكلّ ساحرٍ عليم (کہا اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دو اور بھیج بیچ شہروں کے اکٹھا کرنے والے لے آویں تیرے پاس جادوگر دانا کو)

آخر جادوگر بلائے گئے اور انہوں نے حضرت موسیٰؑ کی طرح لاٹھی اور رسیوں کے سانپ بنائے مگر موسیٰؑ کا عصا اژدہا بن کر ان کو کھا گیا تب ساحروں نے کہا ہم ایمان لائے ساتھ رب عالمین کے جو رب حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کا ہے۔ بلاشبہ یہ معجزہ مذکورہ بالا میں جو لفظ آیت آیا ہے اس کے معنی اس مقام پر حکم نہیں ہوسکتا صرف نشان بھی نہیں ہوسکتا بلکہ علانیہ طرز مباحثہ سے معجزہ ہی ثابت ہوتا ہے۔ نیز

وما تلك بيمينك يا موسى قال هى عصاى اتوكؤ عليها واهشّ بها على غنمى ولى فيها مآرب اخرى قال القها فاذا هى حيّة تسعى قال خذها ولا تخف سنعيدها سيرتها الاولى واضمم يدك الى جناحك تخرج بيضاء من غير سوء آيةً اخرى

ارباب بصیرت پر مخفی نہ رہے کہ آیات مذکورہ بالا سورہ مریم پہلی آیت جو کہ سورہ اعراف کی جن میں معجزہ لفظ آیت کا معنی نکالا تھا ان کی مصدقہ ہیں کہ لفظ آیت بمعنی معجزہ ہے اور آیات ہذا سے آٹھ امر ثابت ہوتے ہیں۔ اول، عصا موسیٰ کا لکڑی ثابت ہونا۔ ۲۔ اس کا اژدہا بننا۔ ۳۔ پھر اصلی حالت پر عود کرنا۔ ۴۔ اس سے حضرت موسیٰؑ کا ڈرنا۔ ۵۔ پروردگار کا حضرت موسیٰؑ کو تسلی دینا۔ ۶۔ دست مبارک موسیٰؑ کا سفید تعجب خیز ہونا۔ ۷۔ دو معجزوں کا حضرت موسیٰؑ کو دیا جانا۔ ۸۔ لفظ آیات کا معجزہ پر اطلاق ہونا خدا کی طرف سے۔

کون کہہ سکتا ہے کہ لفظ آیت سے حکم یا نشان کا معنی نکلتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ سید احمد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرحوم کو دھوکا لگا جو انہوں نے لفظ آیت کا معنی صرف حکم پر ہی حمل کیا ہے۔

قسم دوم۔ثبوت وجود معجزات

قرآن شریف سے معجزات کا ثبوت بلا شبہ ثابت ہے اگر چہ ہم مذکورہ بالا آیت سے وجود معجزہ ثابت کر چکے ہیں تاہم اسی آیت میں پھر بحث کرتے ہیں دیکھو کما قال اللہ تعالی:

و ما تلک بیمینک یا موسی (اور کیا ہے یہ بیچ تیرے ہاتھ کے اے موسی)

یہ پروردگار نے موسیٰ کو کیوں کہا؟ وہ تو عالم الغیب ہے۔اس لئے کہ پروردگار نے موسیٰ کے عصا کو اژدھا بنانا تھا اور انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ اژدھے سے ڈرتا ہے، سو اسلئے عالم الغیب کو حضرت موسیٰ کے ذہن نشین کرنا منظور تھا کہ یہ لکڑی تمہاری ہے۔ پھر ہم اسی بحث کو لکھتے ہیں حضرت موسیٰ نے خدا تعالی کو جواب دیا کہ یہ عصا ہے۔ جیسا کہ پروردگار حضرت موسیٰ کا قول بیان فرماتا ہے قال ھی عصای۔ آخر پروردگار نے فرمایا کہ موسیٰ نے عصا کو ڈالدیا۔ پھر ناگہاں عصا موسیٰ اژدھا تھا دوڑنے والا دیکھو آیت ہذا: فالقاھا فاذا ھی حیّۃ تسعی۔ ناظرین اب کون کہہ سکتا ہے کہ عصا لکڑی نہیں ہوتی اور کون کہہ سکتا ہے کہ حیّۃ کے معنی سانپ نہیں۔کون کہہ سکتا ہے کہ تسعی سے مراد حرکت کرنا یا دوڑنا مراد نہیں۔ پھر معجزات سے انکار کرنا تو علانیہ قرآن کا انکار کرنا ہے۔اب ہم ید بیضا کی تعریف نہیں کرتے جو کہ مابعد مضمون مذکورہ بالا کے ہے ناظرین خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

اب ہم ایک اور نظیر ثبوت معجزات پیش کرتے ہیں کما قال اللہ تعالی:

و اتل علیھم نبا ابنی آدم با لحقّ۔ اذ قرّبا قر با ناً فتقبّل من ا حدھما و لم یتقبّل من الآخر۔

ارباب بصیرت پر مخفی نہ رہے کہ آیت ہذا سے چار امر ثابت ہوتے ہیں۔

امر اول: آنحضرت ﷺ کو حکم ہوا کہ قصہ دونوں بیٹوں کا مخالفین کو سنا۔

امر دوم: یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ قصہ دونوں بیٹوں کا تھا۔

امر سوم: یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے قربانی کی۔

امر چہارم: یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایک کی قربانی جناب الہی میں قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی نتیجہ بحث ہذا کا یہ ہے کہ جس کی قربانی قبول ہوئی اس کا وہ قبول ہونا ہی معجزہ ہے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ قول مقولہ منجانب اللہ ہے۔ پس اس آیت ہذا سے یہ بھی ثابت ہوا کہ معجزہ کا رواج آدم سے ہی شروع ہے۔ لہذا آنحضرت ﷺ سے مخالفین اہل کتاب اور کفار اسی قدیمہ رواج مشہورہ کی وجہ سے معجزہ طلب کرتے تھے۔ چنانچہ پروردگار ان کا قول بیان فرماتا ہے:

قالوا لولا اوتی مثل ما اوتی موسی (کہا انہوں نے یعنی مخالفوں نے کیا نہیں دیا گیا یہ پیغمبر یعنی رسول اللہ ﷺ مثل اس کے جو دیا گیا تھا موسی یعنی معجزہ)

اب قابل غور یہ بات ہے کہ انہوں نے معجزہ رسول اللہ ﷺ سے طلب کیا اگر معجزہ پیغمبروں کا قدیمی فعل نہ ہوتا تو وہ آنحضرت ﷺ سے معجزہ کیوں طلب کرتے۔ نہیں ضرور قدیم رواج تھا۔ دیکھو ماقبل کی آیت کا جواب او لم یکفروا بما اوتی موسی من قبل (کیا یہ کفر نہ کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ دیا گیا تھا موسی یعنی معجزہ پہلے اس سے) مابعد اسکے پہلی آیت کی تفسیر کرتا ہے ان کا قول بیان کر کے قالوا سحران تظاھرا (کہتے تھے یہ دونوں جادو ہیں ایک دوسرے کا مددگار یعنی عصا موسیٰ اور ید موسیٰ) اس کے بعد اللہ تعالی پھر انہیں کا قول بیان فرماتا ہے جو کہ انہوں نے دونوں معجزے دیکھ کر کہا تھا و قالوا انّا بکلٍ کافرین (اور کہتے تھے تحقیق ہم ساتھ ہر ایک کے یعنی معجزوں موسی کے کافر ہیں یعنی انکار کرنے والے)۔

ناظرین یہاں تک آیات مذکورہ بالا میں بیان ہے جنہوں نے موسی کے معجزہ دیکھ کر انکار کیا تھا اگر معجزہ کا وجود قدیم سے نہ ہوتا تو نہ وہ رسول اللہ ﷺ سے معجزہ طلب کرتے اور نہ یہ واقعہ موسیٰ کا جو تمثیلاً بیان ہوا ہے پروردگار بیان فرماتا۔ یہ امر بحث طلب ہے کہ پہلی آیت میں یعنی آیت ہذا میں قالوا لولا اوتی مثل ما اوتی جو کہ مخالفوں کا آنحضرت ﷺ پر معجزہ دکھلانے کا سوال تھا، اور معجزہ قدیم سے پیغمبروں کا شیوہ تھا، آنحضرت ﷺ نے ان کے سوال کو پورا کیا یا نہ؟ بلا شبہ آنحضرت ﷺ نے بموجب حکم باری تعالی ان کے سوال کو پورا کیا یعنی معجزہ کا دکھلایا، وہ معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بلا شبہ امّی یعنی ان پڑھ تھے۔ اور اس زمانہ میں شاعروں کا زور تھا۔ چونکہ ہر زمانہ میں جو پیغمبر ہوتا رہا موافق رواج قوم یا یوں کہو کہ جو اس زمانہ میں لوگ کسی ایک امر کے مدعی ہوتے تھے اور اپنے دعوی میں خدا کے ساتھ شرک کرتے تھے ان کی تردید کے لئے پیغمبر کو پروردگار ان سے بڑھ کر فضیلت بخشتا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ کے وقت ساحروں کا زور تھا، پروردگار نے موسیٰ کو دو معجزے عطا کئے یعنی عصا اور ید بیضاء۔ پھر انہوں نے ساحروں کو مغلوب کیا۔ اور حضرت عیسیٰ کے وقت طبیبوں کا زور تھا لہذا پروردگار نے حضرت عیسیٰ میں یہ خواص بخشا کہ سخت مریضوں کو اچھا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے بے علاج ادویہ، بلکہ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ زمانہ آنحضرت ﷺ میں شاعروں کا زور تھا، انکے عاجز کرنے کیلئے ایسے پیغمبر کی ضرورت تھی کہ بغیر پڑھے ایسی کلام سناوے جس سے شاعر عاجز ہوں اور شرک و کفر سے نجات پاویں۔ اگرچہ دوسرے معجزے بھی اللہ تعالی نے آنحضرت ﷺ کی ذات کو بخشے ہوئے تھے جیسا کہ شق القمر سے ظاہر ہوتا ہے، تاہم شاعروں کا عاجز کرنا اہم معجزہ تھا اور مخالفوں کے معجزہ طلب کرنے پر آنحضرت ﷺ نے قرآن بنانے کا معجزہ مخالفین کو بحکم باری تعالی پیش کیا:

قل فأتوا بکتاب من عند اللّٰہ ... الآیۃ (کہہ دے اے محمد مخالفوں کو پس لاؤ تم ایک کتاب اللہ کی طرف سے جو کہ وہ کتاب بہت ہدائت کرنیوالی ہو یعنی راہ مستقیم کی طرف ان دونوں سے یعنی توریت وانجیل سے)

نیز حضرت داؤدؑ کو پروردگار نے تین معجزے دیئے۔ ایک پہاڑوں کا حضرت داؤدؑ کے کہنے سے تسبیح کرنا۔ دوم جانوروں کا ان کے کہنے سے تسبیح پڑھنا۔ سوم آہن یعنی لوہا حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں مثل موم ہونا اور پھر حضرت داؤدؑ کا زرہ بنانا۔ دیکھو کما قال اللہ تعالی:

و لقد آتینا داؤد منّا فضلاً۔ یا جبال اوّبی معہ و الطّیر و النّا لہ الحدید۔ ان اعمل سابغاتٍ و قدر فی السرد و اعملوا صالحاً۔ (اور البتہ تحقیق دی ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی یعنی کہا اللہ تعالی اے پہاڑو اور جانورو تسبیح کرو ساتھ اس کے یعنی داؤد کے۔ اور نرم کیا ہم نے واسطے اس کے یعنی داؤد کے ہر طرح کا لوہا اس لئے کہ بنائیں زرہیں پوری۔ اور امر کیا ہم نے داؤد کو اندازہ رکھ کر ایک دوسری کنڈی کے پرونے میں اور عمل کر اچھے)۔

نیز حضرت سلیمانؑ کو تین معجزے دیئے گئے۔ اول ہوا جو بموجب حکم سلیمانؑ کے ان کے تخت کو جہاں چاہیں لے جاتی تھیں۔ دوم تانبے کا پانی ہو جانا حکم سلیمانؑ سے۔ سوم جنوں کا مطیع ہونا۔ دیکھو کما قال اللہ تعالی:

و لسلیمان الرّیح غدوّھا شھر و رواحھا شھر و اسلنا لہ عین القطر۔ و من الجنّ من یّعمل بین یدیہ باذن ربّہ و من یزغ منھم من امرنا نذقہ من عذاب السّعیر۔ (اور واسطے سلیمان کے تابع کیا ہوا کو۔ صبح کی سیر اس کی ایک مہینہ تھا اور شام کی سیر ایک مہینہ تھا۔ اور بہایا ہم نے واسطے اس کے چشمہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گلے ہوئے تانبے کا، اور تابع کیا واسطے سلیمان کے بعض جنوں کو۔ اس کے سامنے کام کرتے تھے اسکے رب کے حکم سے۔ جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم سے سرتابی کریگا ہم اس نافرمان کو دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھاویں گے)۔(سبا:۱۲)

الغرض وجود معجزات کا قرآن سے ثابت ہے جو لوگ ان کے منکر ہیں حقیقت میں ان کو علم قرآن ہرگز ہرگز نہیں۔

سید احمد کے نزدیک فرشتوں کا کوئی وجود نہیں انہوں نے اپنی تفسیر میں بحث فرشتوں میں آخر یہ اعتقاد اپنا ظاہر کیا ہے کہ فرشتوں کے نام یہودیوں کے مقرر کئے ہوئے ہیں جو مختلف قوای کی تعبیر کرنے کو انہوں نے رکھ لئے تھے۔

مگر یہ اعتقاد قرآن کی رو سے ہرگز صحیح نہیں۔ کما قال اللہ تعالی۔

لیس البرّ ان تولّوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولٰکنّ البرّ من آمن باللّٰہ والیوم الآخر والملائکۃ والکتاب والنبیّین۔(بقرہ ۱۷۷) (یہ کوئی نیکی نہیں جو تم اپنا منہ مشرق مغرب کی طرف پھیرتے جاؤ۔ ہاں نیکی والے وہ لوگ ہیں جو خدا کو اور قیامت کے دن کو اور ملائکہ کو اور سب کتابوں کو اور نبیوں کو مانیں)

آیت ہذا سے چار امر ثابت ہوتے ہیں۔ امر اول۔ صرف نماز، نجات کے لئے کافی نہیں تاوقتیکہ مفصلہ ذیل اشیاء پر ایمان نہ لاویں وہ اشیاء یہ ہیں۔ اول خدا کو وحدہ لاشریک سمجھیں۔ دوم قیامت۔ سوم فرشتے۔ چہارم نبی ﷺ۔ پنجم آسمانی کتابیں۔

امر دوم۔ آیت مذکورہ سے خدا تعالی نے فرشتوں کا وجود ثابت کیا ہے۔ معاذ اللہ اگر اگر فرشتوں کا وجود ثابت نہ ہوتا جیسا کہ سید احمد نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے تو اللہ تعالی یہ حکم نہ فرماتا جو کہ ایمان لانا فرشتوں پر آیت مذکورہ میں گذرا ہے۔

امر سوم۔ آیت بالا سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پہلے لوگوں میں سے بھی بعض ایسے تھے جو وجود فرشتوں سے انکار کرتے تھے لہذا اللہ نے آیت مذکورہ میں ایمان لانا فرشتوں پر فرمایا۔

امر چہارم۔ مقدس کتابیں توریت وانجیل جو کہ زمانہ حال میں بھی موجود ہیں ان میں بھی فرشتوں کا وجود ثابت ہے۔

خلاصہ بحث ہذا کا یہ ہوا کہ وجود فرشتوں کا کلام الٰہی سے ثابت ہے۔ بلکہ قرآن شریف میں فرشتوں کا پروں والا ہونا ثابت ہوتا ہے کما قال اللہ تعالی:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحمد للّٰہ فا طر السّما وا ت و الارض جا عل الملا ئکۃرسلاً اولی اجنحۃٍ مثنی و ثلث و رباع یز ید فی الخلق ما یشاء انّ اللّٰہ علی کلّ شئی قدیر (سورہ فاطر)

آیت ہذا سے پانچ امر ثابت ہوتے ہیں۔ اول، فرشتوں کا وجود۔ دوم، پیغام کے لئے فرشتوں کا ایلچی ہونا۔ سوم، فرشتوں کا پروں والا ہونا، دو دو، تین تین، چار چار پر۔ چہارم، اس سے بھی زیادہ۔ لہذا احدیثوں میں حضرت جبریل کے چھ سو پر بیان ہوئے ہیں۔ پنجم۔ سید احمد خان کی طرح پہلے بھی لوگ فرشتوں کے انکاری تھے لہذا اللہ تعالی نے جوامع الکلم، انّ اللّٰہ علی کلّ شئی قدیر فرمایا۔ یہ جوامع الکلم اسی مقام پر آیا کرتا ہے جہاں مخالف گمان کرسکتا ہو کہ یہ کام کیوں اور کس طرح ہوسکتا ہے۔ الغرض اختلاف قدیمہ سے فرشتوں کا اختلاف بھی تھا بلکہ اہم امر نزول قرآن شریف کا سات مسئلہ اختلافی کا ثبوت کرنا تھا۔

مسئلہ اول۔ لوگ توحید پر قائم نہ رہے تھے جیسا کہ کافر بت پرست تھے اور یہودی عزیرؑ کو خدا کا بیٹا جانتے تھے اور بعض نصاری حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا اور بعض تثلیث کو مانتے تھے۔

مسئلہ دوم مختلف فیہ، بعض فرشتوں سے سید احمد خان کی طرح انکار کرتے تھے اور بعض فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں جانتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا جنوں کے ساتھ اپنی بیٹیوں کا ناطہ کرتا ہے۔ چنانچہ سورہ صافات رکوع ۴ میں اسی باطل خیال پر خدا تعالی آنحضرت ﷺ کو فرماتا ہے:

الربّک البنا ت و لھم البنو ن ۔ ام خلقنا الملا ئکۃ انا ثاً وّ ھم شاھدو ن (کیا پروردگار کے لئے لڑکیاں ہیں اور ان کے لئے لڑکے۔ کیا ان کے سامنے ہم نے فرشتوں کو مونث بنایا تھا)۔ نیز۔ و جعلوا بینہ و بین الجِنۃ نسباً۔ (اور انہوں نے خدا میں اور جنات میں ناطہ مقرر کر رکھا ہے)....

مسئلہ سوم مختلف فیہ، آسمانی کتابوں پر اکثر لوگ یقین نہ رکھتے تھے جیسا کہ یہود انجیل اور قرآن سے منکر ہیں۔

مسئلہ چہارم مختلف فیہ، پیغمبروں کی رسالت سے بھی انکار کرتے تھے جیسا کہ عیسیٰؑ ومحمد ﷺ سے یہودی ونصاری اور مشرک انکاری ہیں۔

مسئلہ پنجم مختلف فیہ، بعض لوگ دہریہ زمانہ قدیم میں بھی موجود تھے جو کہ تدبیر کے قائل اور تقدیر کے منکر ہیں چنانچہ آج کل بھی اسی اعتقاد کے دہریہ کم وبیش موجود ہیں۔ دیکھو: فما بال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

القرون الاولی ، نیز قول فرعون :قال فمن ربّکما یا موسی (سورہ طہ)

مسئلہ ششم مختلف فیہ، قیامت تھا۔بعض یہود اعتقاد رکھتے تھے کہ عذاب قیامت چند روز ہوگا و قالوا لن تمسنا النار الّا ایاماً معدودۃ۔(بقرہ:۸۰)۔ اور بعض یہود اعتقاد رکھتے تھے کہ قیامت نہ ہوگی یا ایّھا الّذین آمنوا لا تتولوا قوماً غضب اللّٰہ علیھم قد یئسوا من الآخرۃ کما یئس الکفّار من اصحاب القبور (سورہ ممتحنہ)۔

مسئلہ ہفتم مختلف فیہ، کفار بعض تو بعث من القبور کے منکر تھے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہے اور بعض کفار آنحضرت ﷺ کو استہزاء یا تعجباً کہا کرتے تھے، کیا جب ہو جاویں گے ہم ہڈیاں گلی ہوئی کیا ہم پھیرے جاویں گے بیچ پہلی حالت کے۔ دیکھو یہی قول ان کا اللہ تعالی بیان فرماتا ہے یقولون ءانّا لمردودون فی الحافرۃ۔ ءاذا کنّا عظاماً نخرۃ۔ دیکھو ان کے استہزاء۔ خدا ان کا قول بیان کرتا ہے قالوا تلک اذاً کرۃ خاسرۃ۔ آیت ہذا کے بعد اللہ تعالی ان کو جواب دیتا ہے اور فرعون کا قصہ بھی تمثیلاً انہیں کو سناتا ہے کہ فرعون بھی تمہاری طرح اعتقاد رکھتا تھا آخر اس اعتقاد کے بدلے غرق ہوا۔ناظرین دیکھو سورہ نازعات میں۔ پس یہی وجہ کامل ہے کہ ان سات مسئلہ مختلف فیہ کے یقین کرنے کو ایمان مفصل کہتے ہیں لہذا مسلمانوں میں ان کا جاننا اور یقین کرنا فرض ہے۔ ..اور دیکھیں جب کوئی غیر مذہب اسلام کو قبول کرتا ہے تو اس کو بھی پہلے یہی پڑھاتے ہیں۔ اگر وہ پڑھ لے اور دل سے یقین بھی کر لے تو اسی کا نام مسلمان ہے۔اور وہ ایمان مفصل عربی عبارت میں یہ ہے ۔ آمنت باللّٰہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر و القدر خیرہ و شرّہ من اللّٰہ تعالی و البعث بعد الموت ۔ پس نتیجہ بحث ہذا کا یہ ہوا کہ وجود ملائکہ کا قرآن شریف سے ثابت ہے۔گو سر سید احمد مرحوم نے مخالفوں کی تردید کی ہوگی تاہم سرسید مرحوم کا یہ اعتقاد صحیح نہیں۔

سر سید احمد مرحوم نے اپنی تفسیر میں ابلیس اور جنوں سے بھی انکار کیا ہے مگر یہ اعتقاد بھی قرآن شریف سے صحیح نہیں بلکہ قرآن شریف میں جنوں کا وجود ثابت ہے اور جن قرآن پڑھتے رہتے رہے اور حضرت ﷺ سے سنتے رہے۔ دیکھو:

و اذ صرفنا الیک نفراً من الجنّ یستمعون القرآن۔ فلمّا حضروہ قالوا انصتوا۔ فلمّا قضِی ولّوا الی قومھم منذرین (احقاف رکوع ۴)

(اور جس وقت کہ پھرلائے ہم تیری طرف جماعت جنوں میں سے سنتے تھے قرآن پس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب وہ اس موقع پر آئے ، کہنے لگے آپس میں چپ رہو۔ جب تمام ہوا پڑھنا پھر گئے طرف قوم اپنی کے ڈراتے ہوئے)۔

ایضاً: پروردگار نے سورۃ نمل میں ایک جن کا نام بھی فرمایا ہے جو کہ حضرت سلیمانؑ کے مصاحبوں میں تھا:

قال عفریت من الجنّ انا آتیک به قبل ان تقوم من مقامک و انّی علیه لقویّ امین (کہا ایک دیو نے جنوں میں سے میں لے آؤں گا تمہارے پاس اس کو پہلے اس سے کہ کھڑے ہو تم جگہ اپنی سے اور بے شک او پر اس کے البتہ قوی امین ہوں)

پس ثابت ہوا کہ وجود جنوں کا قرآن شریف سے ثابت ہے ۔ اگر کوئی معترض یہ اعتراض کرے کہ وجود فرشتوں کا اور جنوں کا ہمیں نظر کیوں نہیں آتا، تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ عالم دنیا میں ایسی بہت اشیاء ہیں، کہ ان کا وجود بھی محسوس بالنظر نہیں ہوتا۔ مثلاً ہوا جب تیز ہوتی ہے تو درخت توڑ دیتی ہے مکان گرا دیتی ہے ۔مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جسم ہوا کا اتنا لمبا یا اتنا چوڑا یا سرخ یا سیاہ رنگ ہوتا ہے۔نہیں ہرگز نہیں ۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ ہوا کا فعل تو محسوس ہوتا ہے۔تو ہم اس کے جواب میں کہہ سکتے ہیں کہ فرشتوں کا فعل یا وجود کا حس کرنا پیغمبروں کا ہی خاصہ ہے وہ بھی ان کے وجود کو دیکھتے ہیں ان کی آواز سنتے ہیں۔ لہذا منزلہ کتابوں میں فرشتوں اور جنوں کا جسم اور فعل بلکہ نام موجود ہے۔ اصل میں ایسے سوالات کرنے محض فضول ہیں۔ انسانی عقل محدود ہے، تعقل اس کا تمام قانون قدرت کو کیونکر سمجھ سکتا ہے حالانکہ انسان کو اپنے بدن کی بھی پوری کیفیت معلوم نہیں ۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ میرے اتنے لڑکے یا لڑکیاں ہوں گی ۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ روح جو بول رہی ہے اس کی کیا صورت یا کیا رنگ ہے ۔ پس جب اپنے بدن کی کیفیت ہی معلوم نہ ہوئی تو فرشتوں اور جنوں کی کیفیت کیوں کر حاصل کر سکتا ہے۔ البتہ جن کو اللہ تعالی ان کے سمجھنے کا علم دیوے وہ بے شک سمجھ سکتے ہیں ۔

سرسید بہشت اور دوزخ سے بھی انکاری ہیں۔ وہ اپنی تفسیر میں بحث کرتے کرتے اخیر یہ لکھتے ہیں: پس یہ مسئلہ کہ بہشت اور دوزخ دونوں بالفعل مخلوق وموجود ہیں قرآن سے ثابت نہیں ۔

یہ اعتقاد سرسید احمد کا قرآن کی رو سے محض غلط ہے کیونکہ قرآن میں دونوں کا وجود خدا تعالی ثابت کرتا ہے: دیکھو:

و لمن خاف مقام ربّه جنّتان فبایّ آلاء ربّکما تکذّبان ۔ ذواتا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افنان ۔ فیھما عینان تجریان ۔ فیھما من کلّ فا کھۃٍ زوجان ۔ متّکئین علی فر شٍ بطا ئنھا من استبر ق و جنا الجنّتین دا ن (الرحمان)(اور واسطے اس شخص کے کہ ڈرتا ہے آگے پروردگار کے کھڑا ہونے سے دو بہشت ہیں ۔ پس ساتھ کون سی نعمت پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو ۔ دونوں بہشت شاخوں والے ہیں بیچ ان دونوں کے چشمے چلتے ہیں بیچ ان دونوں کے ہر میوہ سے دو قسمیں ہیں ۔ تکیہ کیے ہوئے اوپر فرشوں کے کہ استر اس کے تافتے کے ہیں اور میوے دونوں بہشت کے نزدیک ہیں)

نیز ۔ ثبوت وجود دوزخ ، ناظرین کو یاد رہے پہلے لوگوں میں سے بھی ایسے تھے جو کہ سید احمد کی طرح دوزخ بہشت سے انکاری تھے ۔ لہذا خدا نے فبا یّ آ لاء ربّکما تکذّ بان بہشت کے منکروں کے لئے فرمایا ۔ اور دیکھیں دوزخ کے منکروں میں سے بڑا منکر اس زمانہ میں ولید بن مغیرہ تھا ۔ کافروں نے مشورہ کر کے کہا کہ یہ محمد (ﷺ) کہتا ہے کہ یہ قرآن خدا کی کلام ہے تو سن اس کو ، پھر انصاف کر کیا یہ خدا کی کلام ہے یا نہ ۔ پس جب حضرت ﷺ نے سنایا تب ولید بن مغیرہ کہنے لگا یہ جادو ہے نقل کیا جاتا ہے ۔ نہیں یہ قرآن مگر قول آدمی کا یعنی خدا کا کلام نہیں ۔ دیکھو خدا بھی مذکورہ بالا قول بیان فرماتا ہے فقا ل ان ھذا ا لّا سحر یّو ثر ۔ ان ھذا ا لّا قول البشر ۔ اس قول ولید کے کے جواب میں پروردگار نے یہ فرمایا : سا صلیہ سقر ۔ پھر ولید بن مغیرہ نے سقر پر بھی استہزا کی ۔ لہذا پروردگار نے فرمایا : و ما ادراك ما سقر لا تبقی و لا نذر ۔ لوّا حۃ للبشر ۔ علیھا تسعۃ عشر ۔ (کہا ولید نے نہیں یہ قرآن مگر جادو قدیمہ ۔ نہیں یہ قرآن مگر قول آدمی کا ۔ اللہ فرماتا ہے شتابی داخل کروں گا اس (ولید) کو دوزخ میں ۔ تو کیا جانے کیا ہے دوزخ ۔ نہیں باقی رکھتی اور نہیں چھوڑتی ۔ ساڑ دینے والی ہے چہرے کو ۔ اوپر اس کے ۱۹ فرشتے ہیں) ۔

پھر ولید مغیرہ نے ۱۹ فرشتہ پر بھی استہزاء کی کہ ہم تو بہت آدمی ہیں ۱۹ فرشتے ہماری طاقت کے سامنے کیا کر سکتے ہیں ۔ الغرض دور تک یہی جھگڑا دوزخ کا چلا جاتا ہے ۔ مگر ہماری گفتگو اس میں تھی کہ سر سید مرحوم نے یہ جو کہا ہے کہ وجود دوزخ اور بہشت کا قرآن شریف سے ثابت نہیں ۔ یہ قول ان کا ہم نے قرآن شریف کی رو سے غلط ثابت کیا ۔ شائد سید احمد مرحوم نے منزل آخر کو نہیں دیکھا کیونکہ نے یہ ساری بحث پہلے ہی سیپارہ میں کی ہے ، یا کہ دیدہ دانستہ انہوں نے انکار کیا ۔ بہر حال ہم ان کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ خدا ان کو بخشے کیونکہ اکثر تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر سید مرحوم نے اپنے وہم میں مخالفین کی تردید کے لئے بنائی ہے ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سرسید احمد خان کے نزدیک قرآن شریف کی سورتوں کے نام نہ تو خدا تعالیٰ نے رکھے ہیں نہ رسول نے بلکہ علماء نے خود بنا لئے ہیں۔ مگر یہ اعتقاد سید مرحوم کا بھی صحیح نہیں۔ ہم اپنے دعوی کو آخر بیان کریں گے پہلے ہم سید احمد خان کا اعتقاد لکھتے ہیں جو کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے وہ عبارت سید احمد خان کی یہ ہے:

الٓمٓ۔ (یعنی سورہ بقر) یہ سورت انہیں انتیس سورتوں میں سے ہے جن کو خود خدا نے ان کے نام سے موسوم کیا ہے۔ یہ حروف مقطعات ان سورتوں کے نام ہیں۔

پھر سرسید احمد خان لکھتے ہیں:

علماء اسلام نے رفع التباس کے لئے ان سورتوں کے نام کے ساتھ جن کے متحد نام تھے یا جن میں حروف مقطعات زیادہ تھے یا کسی صورت کے اہم مضمون پر زیادہ وضاحت سے اشارہ کرنے کی غرض سے اور نیز ان سورتوں کے لئے جو کسی نام سے موسوم نہ تھی، اسے یہودی قاعدہ کے مطابق اسی صورت میں سے کوئی لفظ اس سورۃ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے منتخب کیا جو رفتہ رفتہ ان سورتوں کے نام متصور ہونے لگے مگر درحقیقت وہ الفاظ ہیں جو علماء نے ان سورتوں کی طرف اشارہ کرنے کے لئے اختیار کر لئے ہیں

پھر سرسید احمد خان لکھتے ہیں:

الم جو اس (بقرہ) کا نام ہے مبتداء ہے اور ذلک مبتداء ثانی ہے اور الکتاب اس کی خبر ہے اور یہ مبتداء وخبر مل کر پہلے مبتداء کی خبر ہیں یعنی الم کا مسمی ذلک الکتاب پر محمول ہے۔

ناظرین کو سرسید مرحوم کی عبارت سے ثابت ہو گیا ہو گا کہ ان کے نزدیک سورتوں کے نام علماء نے یہودیوں کی طرح اپنی طرف سے اختیار کئے ہیں اور سید مرحوم کے نزدیک ۲۹ سورتیں جن پر حروف مقطعات الم آیا ہے وہی الم ان کا نام ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ حروف مقطعات الم ان سورتوں کے نام نہیں۔ اس بحث میں سید مرحوم نے سات غلطیاں کی ہیں:۔

غلطی اول۔ حروف مقطعات کو سورۃ کا نام لکھا۔ حالانکہ مقطعات کا لفظی معنی خود دلالت کرتا ہے کہ سورت کے ساتھ ان کو ہرگز کوئی تعلق نہیں۔ اسی وجہ سے ان کو حروف مقطعات بھی کہا جاتا ہے۔ پس جب الم مقطعات ہوئے تو سورت کا اسم کیوں کر بن سکتے ہیں۔

غلطی دوم۔ الم تین حروف ہیں۔ ہر ایک جدا حرف ہے اور ہر ایک علیحدہ اسم ہے مثلاً

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف ایک اسم ہے، لام ایک اسم ہے، میم ایک اسم ہے ۔ پھر یہ تو تین اسم ہوئے ۔ پھر تین اسموں کا ایک سمجھنا تو علانیہ غلط ہے۔

غلطی سوم ۔ تمام قرآن شریف میں ۲۹ سورتیں ہیں جن پر یہ حروف مقطعات الم آئے ہیں ۔ اگر ہم سید صاحب مرحوم کے لکھنے پر ہی یقین کریں کہ یہ سورتوں کے نام ہیں، تو یہ مشکل ہے کہ مخالفین کہیں گے کہ قرآن اچھی خدا کی کلام ہے کہ ۲۹ سورتوں کا نام ایک ہی رکھ دیا۔ کیا خدا کو کوئی دوسرا نام رکھنا بھی نہ آتا تھا۔ معاذ اللہ۔

غلطی چہارم ۔ لفظ ذالک اسم اشارہ واحد مذکر غائب ہے ۔ مشار الیہ اس کا ماقبل ہوتا ہے۔ آپ نے مابعد الکتاب کو بنایا ہے۔

غلطی پنجم ۔ سورتوں کے نام حضرت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہی رکھے گئے تھے ۔ یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ حضرت ﷺ نے خود رکھے یا وحی جبریل نے بتائے ۔ بہرحال حضرت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بھی نام سورتوں کے جو کہ آج کل مشہور ہیں لئے جاتے تھے ۔ اور منزلیں بھی حضرت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہی بنی ہیں دیکھو بخاری کتاب فضائل القرآن باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف میں عمر بن الخطابؓ سے حدیث مروی ہے کہ ہشامؓ بن حکیم نے صبح کی نماز میں سورت فرقان پڑھی اختلاف قرأت کے ساتھ پھر اصحابوں میں جھگڑا پڑ گیا ۔ آخر حضرت رسول اللہ ﷺ کے پاس جھگڑا پیش کیا گیا حضرت ﷺ نے ہشامؓ ابن حکیم کو فرمایا کہ سورت فرقان پڑھو ۔ نتیجہ بحث ہذا کا یہ ہوا کہ اگر اس وقت سورتوں کے نام مقرر نہ ہوتے تو آنحضرت ﷺ ہشامؓ ابن حکیم کو کیوں فرماتے کہ سورت فرقان پڑھ ۔ پس ثابت ہوا کہ سورتوں کے نام زمانہ حضرت ﷺ میں مقرر ہو چکے تھے۔

غلطی ششم ۔ سرسید احمد خان نے حروف مقطعات الم کو مبتداء بنایا اور ذالک مبتداء ثانی اور الکتاب اس کی خبر۔ حروف الم مقطعات ہوئے ۔ یعنی ان کو عبارت سے کوئی تعلق ہی نہ ہوا تو الم مبتداء کیوں کر بن سکتا ہے اور ذالک مبتداء ثانی کیونکر ہو سکتا ہے ۔ پھر الکتاب اس کی خبر کسی صورت میں نہیں بن سکتی ، سرسید احمد خان مرحوم نے یہ نہ سوچا کہ مبتداء اور خبر میں اسناد ہوتا ہے حالانکہ کوئی اسناد نہیں۔

غلطی ہفتم ۔ حروف مقطعات الم حالانکہ ۲۹ سورتوں پر آئے ہیں مگر ذلک الکتاب لا ریب فیه ماسوا سورہ بقرہ کے اور کسی سورت پر ۲۹ سورتوں میں نہیں لکھے گئے ۔ پس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر یہ تمام سورتیں متحد المضمون ہوتیں جیسا کہ سرسید احمد خان نے وہم کیا ہے تو ذلک الکتاب لا ریب فیہ کا لانا بھی ضروری ہوتا۔ چونکہ الم حروف مقطعات ہی ہیں نہ اسم سورتوں کے۔ لہٰذا پروردگار نے باقی سورتوں الم والی میں ذالک الکتاب لا ریب فیہ نہ فرمایا۔

سرسید احمد نے حروف مقطعات الم کی غرض بیان فرمائی ہے ہم طوالت کے خوف سے بعینہ عبارت نہیں لکھتے صرف خلاصہ ان کی عبارت کا ناظرین کو دکھلاتے ہیں۔ وہ یہ ہے:

آپ نے الف سے مراد امر بالمعروف لیا ہے۔ لام سے مراد لیل ونہار لیا ہے۔ م سے مراد موت وحیات لیا ہے۔

مگر یہ استنباط سید مرحوم کا صحیح نہیں کیونکہ سورت روم، لقمان، عنکبوت، سجدہ پر حالانکہ یہی حروف مقطعات موجود ہیں مگر ان میں کوئی احکام امر بالمعروف نہیں بلکہ صرف توحید کا بیان ہے۔ لہٰذا سید احمد کا یہ استنباط بھی صحیح نہیں۔ اب یہاں سورۃ بقر پر پانچ سوالات پیدا ہوتے ہیں:

سوال اول: سورۃ بقرہ پر حروف مقطعات (الم) کس غرض کے لئے آئے۔ ۲۔ لفظ ذالک اسم اشارہ کا مشار الیہ کون ہے۔ ۳۔ الکتاب لا ریب فیہ کس سے مراد ہے؟ ۴۔ ھدی للمتقین کس کی صفت ہے۔ ۵۔ سورۃ بقرہ بعد سورۃ فاتحہ کس غرض سے لائی گئی، یعنی ان میں کیا ارتباط ہے۔

جواب: الم، یادرہے کہ جن سورتوں پر یہ حروف آئے ہیں سب میں تین غرضیں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ زمانہ نزول قرآن میں تین گروہ تھے۔ بت پرست، موسائی، عیسائی۔ پھر موسائی حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا جانتے تھے اور احکام اسلام میں کئی طرح کے اختلاف کرتے تھے۔ رشوت کی وجہ سے جھوٹے فتوے دیا کرتے تھے اور بعض نصاری، حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا اور بعض خود خدا اور بعض تثلیث پر یقین رکھتے تھے چونکہ یہ تینوں فریق توحید پر قائم نہ تھے لہٰذا محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن شریف کی ضرورت ہوئی۔ چنانچہ یہی علت پروردگار نے سورت لم یکن الّذین کفروا من اھل الکتاب و المشرکین منفکّین حتّی تاتیھم البیّنۃ.. الخ۔ نزول قرآن شریف کی بیان فرمائی۔ پس آنحضرت ﷺ تینوں فریق مشرک موسائی عیسائی کو ہدایت توحید فرمانے لگے تو ہر سہ فریق نے آنحضرت ﷺ کی تکذیب کی۔ یہودی کہتے تھے کہ یہ قرآن پہلی کہانیاں ہیں۔ بت پرست کہتے تھے کہ یہ ساحر ہے، الغرض بت پرست موسائی عیسائی اپنے اپنے اعتقاد سے باز نہ آئے گو آہستہ آہستہ تینوں فریق سے بہت ایمان بھی لے آئے تاہم آج

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک وہی فریق موجود ہیں۔

ناظرین کو یہ ثابت ہوگیا ہوگا کہ تین امروں کا مخالفین مذکورہ بالا کو منانا پروردگار کا اصل مقصود تھا۔ وہ تین امر یہ ہیں: امر اول، اللہ ایک ہے۔ امر دوم قرآن شریف منزل من اللہ ہے۔ امر سوم یہ پیغمبر، رسول اللہ ہے۔

پس جن سورتوں میں انہیں تینوں امور مذکورہ بالا کی مخالفوں کو منانے کی ضرورت تھی ان سب سورتوں میں حروف مقطعات الم آئے ہیں جو کہ الف سے مراد الھکم الہ واحد، ہے جس میں وہ تینوں فریق اختلاف رکھتے تھے۔ اور لام سے مراد ھذا کتاب من لدن ہے جس کی نسبت وہ تینوں فریق اختلاف کرتے تھے۔ اور میم سے مراد محمّد الرّسول اللّٰہ۔

خلاصہ مضمون مذکورہ بالا کا یہ ہوا: اللہ ایک ہے، قرآن سچ ہے، محمد ﷺ برحق ہے۔

جو مراد حروف مقطعات (الم) کی ہم نے بیان کی وہ بعینہ سورۃ بقرہ کی آیات مفصلہ ذیل سے ناظرین دیکھ سکتے ہیں: دیکھو الف کا مصداق آیت الھکم الہ واحد۔ سورۃ بقرہ رکوع ۱۸، لام کا مصدقہ آیت الکتاب لا ریب فیہ۔ ایضاً و لقد انزلنا الیک آیات بیینات۔ میم کا مصدقہ آیت، انّا ارسلناك بالحقّ بشیراً ونذیراً۔ ایضا: وانّک لمن المرسلین سورہ بقرہ رکوع ۲۲۔

سوال دوم: ذا اسم اشارہ کا مشار الیہ کون ہے۔

جواب: یہ بات مسلّم الثبوت ہے کہ ہر ایک سورت ایک کتاب ہے اور یہ بھی بلا شبہ تسلیم ہے کہ سورۃ فاتحہ اجمالی قرآن شریف ہے اور اس میں شک نہیں کہ سورۃ فاتحہ کا طرز کلام ایسا ہے کہ گویا بندہ کی کلام ہے مثلاً ایاك نعبد و ایاك نستعین سے بلا شبہ یہ شک ضرور پڑتا ہے کہ یہ کلام خدا کا نہیں بلکہ بندہ کا ہے گو صاحب علم سمجھتے ہیں کہ یہ پروردگار نے طریقہ یاد کرنے اپنے کا سکھایا ہے۔ اور قل اس میں مقدر ہے لیکن ناواقفوں اور مخالفوں کو کہ جس طرح کہ زمانہ حال میں فاتحہ کی نسبت شک پڑتے ہیں، اسی طرح زمانہ نزول قرآن شریف میں مخالف کہا کرتے تھے۔ لہذا شروع سورۃ بقرہ میں پروردگار نے اسم اشارہ بیان فرمایا ہے جس کا مشار الیہ وہی کتاب سورۃ فاتحہ ہے جس میں مخالفوں کو کلام الٰہی ہونے میں شک تھا۔ اس امر کی تصدیق کیلئے اسم اشارہ لانا ضروری تھا تاکہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ میں ارتباط پیدا ہو۔ لہذا باقی سورتوں میں حروف مقطعات (الم) والی یہ طرز اختیار نہیں کی گئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال سوم: الکتاب لا ریب فیہ کس سے مراد ہے۔

جواب: وہی کتاب جس میں مخالفین یہود و نصاری شک کرتے تھے اور اب بھی مخالفین کلام بندہ سمجھتے ہیں۔ الغرض الکتاب لا ریب فیہ وہی سورۃ فاتحہ جس کے برابر کوئی سورت نہیں جس کی شان میں خدا نے اس کو قرآن فرمایا ہے سبع من المثانی و القرآن العظیم

سوال چہارم۔ ھدی للمتقین کس کی صفت ہے۔

جواب: وہی کتاب سورۃ فاتحہ کی صفت ہے جس میں مخالفین کا اعتراض تھا۔

سوال پنجم: سورۃ فاتحہ اور بقرہ میں کیا ارتباط ہے۔

جواب: سورہ فاتحہ میں تین گروہ کا علاوہ دلائل توحید کے بیان ہے مثلاً انعمت جو پیغمبروں اور نیک لوگوں سے مراد ہے۔ اور مغضوب، جو یہود یا وہ لوگ ہیں جن پر واقعی عذاب وارد ہوا تھا۔ سوم ضال جو کہ نصاری یا فاسق فاجر مراد ہیں۔ پس مضمون سورۃ فاتحہ سے چار امر ثابت ہو رہے ہیں ایک توحید اور تین گروہ۔ انہیں چار امور اجمالی کی سورۃ بقرہ میں تفسیر ہے۔ دیکھو پروردگار نے اول رکوع میں مومنوں کی تعریف فرمائی اس کے بعد کافروں کی اور رکوع دوم میں منافقوں کا حال بیان کیا۔ رکوع سوم میں اپنی الوہیت اور وحدانیت کے دلائل بیان فرمائے۔ پس اسی ارتباط کی وجہ سے سورۃ بقرہ بعد سورۃ فاتحہ کے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی اور اسی وجہ سے ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین سورۃ بقرہ پر فرمایا اور باقی صورتیں جن پر حروف مقطعات (الم) آئے تھے ذلک الکتاب لا ریب فیہ نہ فرمایا۔

حضرت مرزا صاحب ہم نے یہ جتنے ورق سیاہ کئے ہیں یہ سب آپ کی خاطر ہی کئے ہیں کیونکہ آپ سر سید احمد مرحوم کے اصولوں کو پکڑ کر اپنا دعوی افترائی بنا بیٹھے ہیں۔

وجہ نزول قرآن

پہلی وجہ نزول قرآن شریف یہ ہے کہ زمانہ آنحضرت ﷺ میں تین فریق تھے اول کافر دوم نصاری سوم یہود۔ پھر کافر بھی مختلف اعتقاد کے تھے۔ بت پرست، کوکب پرست، حیوان پرست۔ چنانچہ یہی فریق آج کل بھی کم و بیش موجود ہیں۔ فریق دوم نصاری، ان کے تین فریق تھے ایک وہ جو حضرت عیسیٰؑ بن مریم کو خدا سمجھتے تھے۔ دوم وہ جو حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا سمجھتے تھے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔سوم وہ جو تثلیث کو مانتے تھے۔

فرقہ سوم یہود تھے یہ نہایت ہی مختلف اعتقاد کے تھے بعض عزیرؑ کو خدا کا بیٹا جانتے تھے بعض عاملوں اور درویشوں کو خدا بنا بیٹھے تھے بعض قیامت کے عذاب کو چند روزہ یقین کرتے تھے اور نماز روزہ حج وغیرہ احکام اسلام میں کئی طرح کے افتراء کرتے تھے چنانچہ شتر بحیرہ صائبہ وحام وغیرہ کو حرام جانتے تھے شتر کے گوشت کو مطلق حرام جانتے تھے۔ ایک رحم کے دو بچوں کو بعض کیلئے حرام اور بعض کے لئے حلال جانتے تھے۔ شہور حرام کو بدل دیتے تھے اور رشوت لے کر جھوٹے فتوے دیتے تھے حتی کہ عیسیٰؑ بن مریم کو (نعوذ باللہ) ولد الزنا اور حضرت مریمؑ کو زانیہ یقین کرتے تھے حالانکہ حضرت عیسیٰؑ تردید اختلافات مذکورہ بالا کے واسطے خدا کی طرف سے رسول تھے کما قال اللہ تعالیٰ و رسولاً الی بنی اسرائیل ۔لیکن یہود نے بجائے رسالت ماننے کے انہیں قتل کرانے اور پھانسی چڑھانے کی تدبیریں کیں مگر ان کی تدبیریں کارگر نہ ہوئیں۔ نہ پھانسی دیئے گئے نہ قتل کئے گئے چنانچہ ہم عنقریب اس بحث کو مکر یہود میں بیان کریں گے۔

الغرض ناظرین کو مضمون مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا ہو گا کہ ہر سہ فریق میں سے یعنی کافر، نصاریٰ، یہود، کوئی بھی توحید پر ثابت قدم نہ تھا یہی وجہ نزول قرآن شریف کی ہوئی:

لم یکن الّذین کفروا من اھل الکتاب و المشرکین منفکین حتّی تاتیھم البیّنۃ ۔ رسول من اللّٰہ یتلوا صحفاً مطھّرۃ ۔ فیھا کتب قیّمۃ

پس جب آنحضرت ﷺ دعوت اسلام صراط مستقیم ہر سہ فریق مذکورہ بالا کو کرنے لگے تب حضرت ﷺ کو بھی طرح طرح کے الزام دینے لگے۔ مثلاً مفتری شاعر مجنون کذاب۔ اور آنحضرت ﷺ کو یہود اور نصاریٰ طرح طرح کے سوالات بھی کرنے لگے مثلاً یہود، حضرت عیسیٰؑ کو ناجائز فطرتی اور بعض مقتول بیان کرتے تھے اور برخلاف ان کے نصاریٰ بعض عیسیٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا اور بعض تثلیث کا اعتقاد اظہار کرتے تھے۔ چونکہ یہ دونوں فریق افراط اور تفریط میں غرق تھے کیونکہ نہ تو حضرت عیسیٰؑ ناجائز فطرتی اور نہ مصلوب اور مقتول ہوئے تھے اور نہ حضرت عیسیٰؑ خدا تھے نہ خدا کے بیٹے اور نہ تین خدا تھے جیسا کہ بعض نصاریٰ کا اعتقاد تھا۔ پس اسی اختلاف مذکورہ بالا کی وجہ سے قصہ عیسیٰ قرآن شریف میں مختلف مقام پر مختلف اغراض کیلئے خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا۔

الغرض چونکہ سب اعتقادات یہود و نصاریٰ محض بہتان تھے لہذا اللہ نے کسی جگہ اعتقاد یہود اور کسی جگہ نصاریٰ کی تردید فرمائی جو لوگ مذکورہ بالا اغراض کا علم نہیں رکھتے ان کو شکوک باطلہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودیہ یا نصاریہ پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ مرزا اسی یہودی اعتقاد کو پکڑ کر کلمات ناشائستہ، بہتانیہ، تاویلیہ، افترائیہ، خودغرضیہ، خیالہ وہمیہ نسبت عیسیٰؑ اپنی کتابوں میں شائع کرتے ہیں چنانچہ عیسیٰؑ کو شرابی فاحشہ عورتوں کا مال کھانے والا حتی کہ ناجائز فطرتی بھی اپنی قلم سے لکھتے ہیں نعوذ باللّٰہ

اغراض قرآنی متعلقہ مریم کا بیان

☆ غرض اول: حقیقت پیدائش مریم میں

سوال: بجناب باری تعالی والدہ مریم: ربّ انّی نذرت لک ما فی بطنی محرراً فتقبّل منّی انّک انت السّمیع العلیم ۔ فلمّا وضعتها قالت ربّ انی وضعتها انثی ۔ (اے رب میرے تحقیق نذر کیا واسطے تیرے جو کچھ بیچ پیٹ میرے کے ہے آزاد کیا ہوا ۔پس قبول کر مجھ سے بیشک تو سننے والا جاننے والا ہے۔ پس جنا اس کو کہا اے رب میرے جنا اس لڑکی کو)

جواب۔ باری تعالی: و اللہ اعلم بما وضعت (اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ جنا)۔

اظہار والدہ مریم: و لیس الذّکر کالانثی و انّی سمّیتها مریم ۔ (اور نہیں مرد مانند عورت کے اور تحقیق میں نے نام رکھا اس کا مریم)۔

دعا والدہ مریم وقت آزادگی مریم: و انّی اعیذها بک و ذرّیّتها من الشّیطان الرّجیم (اور بے شک میں نے پناہ دی اس کو ساتھ تیرے اور اولاد اس کی کو شیطان راندے ہوئے سے)۔

جواب باری: فتقبّلها ربّها بقبولٍ حسنٍ و انبتها نباتاً حسناً (پس قبول کیا اس کو رب اس کے نے، ساتھ قبول اچھے کے اور اگایا اس کو اگانا خوب اچھا)۔

غرض دوم: حقیقت پرورش مریم کے بیان میں

و کفّلها ذکریّا (اور سونپ دی وہ ذکریا کو)

بیان حال احسانات باری تعالی: و جد عندها رزقاً (پایا نزدیک اس کے رزق)

خبر سوال تعجبانہ ذکریاؑ: قال یا مریم انّی لکِ هذا (کہا اے مریم کہاں سے آیا واسطے تیرے یہ رزق)

جواب مریمؑ: قالت هو من عند اللّٰہ انّ اللّٰہ یرزق من یّشاء بغیر حساب (کہا مریم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے وہ نزدیک اللہ سے، تحقیق اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے شمار)

یہی سبب ہے واسطے اولاد کے دعا مانگنا ذکریا کا:

ھنا لک دعا زکریّا ربّہ (اس جگہ پکارا ذکریا نے پروردگار اپنے کو)

اے ارباب بصیرت! آج کل جو لوگ مثلاً مرزا صاحب بن باپ تولد ہونا حضرت عیسیٰؑ کا محال جانتے ہیں حقیقت میں یہ قول یہود کا تھا جس کو پروردگار نے حضرت زکریا کی نظیر دے کر من وجہ تردید فرمائی کیونکہ عیسیٰؑ کی والدہ تندرست جوان تھی لیکن یحیٰؑ کے والدین دونوں قابل اولاد نہ تھے جیسا کہ اللہ تعالی نے حضرت زکریا کا قول بیان فرمایا:

قال ربّ انّی یکون لی غلام و قد بلغنی الکبر و امرأتی عاقر (کہا اے میرے رب کیونکر ہوگا میرے ہاں لڑکا اور پہنچا ہے مجھ کو بڑھاپا اور بیوی میری بانجھ ہے)

جواب۔ قال کذا لک قال ربّک ھو علیّ ھیّن و قد خلقتک من قبل ولم تک شیئا (کہا اسی طرح۔ کہا رب تیرے نے وہ اوپر میرے آسان ہے اور تحقیق پیدا کیا میں نے پہلے اس سے بیشک نہ تھا تو کچھ)

افسوس حضرت یحیٰؑ بغیر قابلیت والدین خدا تعالی کی قادریت سے پیدا ہوا اور مرزا صاحب حضرت عیسیٰؑ کو جس کی والدہ تو صحیح المزاج تھی بن باپ پیدا ہونا نہیں مانتے بلکہ حکم خدا تعالی یفعل ما یشاء جو کہ دعوی قادریت ایزدی ہے چھوڑ دیتے ہیں۔ افسوس پھر افسوس آپ نے سمجھا بھی نہیں۔ یہ سب آیات مذکورہ بالا سورہ آل عمران اور سورہ مریم کی ہیں۔

غرض سوم: تہمت یہود کے بیان میں

مرزا صاحب کی طرح یہود بھی مریم کو بدکار جانتے تھے جیسا کہ خدا تعالی یہود کا قول بیان کرتا ہے:

قالوا یا مریم لقد جئت شیئاً فریاً۔ یا اخت ھارون ما کان ابوکِ امرأ سوء و ما کانت امّکِ بغیّاً (کہا انہوں نے اے مریم البتہ تحقیق لائی تو ایک عجیب چیز۔ اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا اور نہ تھی ماں تیری بدکار)۔

ہم بریت مریم دوسرے موقع پر دکھاوینگے یہاں صرف بہتان یہود اور مرزا کا دکھانا تھا۔

غرض چہارم: بریت مریم کے بیان میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں پر مریم کا قول اللہ تعالی بیان فرماتا ہے:

انّی یکون لی غلام و لم یمسسنی بشر و لم اك بغیاً (کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا اور نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے اور نہیں میں بدکار)۔

آیت ہذا سے صاف دو امر ثابت ہوئے کہ نہ یوسف سے نکاح ہوا اور نہ کسی کے ساتھ بدکاری کی۔ مرزا قادیانی، یہود کی طرح دونوں عیب لگاتے ہیں بلکہ اللہ تعالی دعوی مذکورہ مریم کو تصدیق کرتا ہے:

قال کذالک قال ربّک هو علیّ هین و لنجعله آیة للنّاس و رحمة منّا و کان امراً مقضیاً (کہا اسی طرح۔ کہا تیرے رب نے وہ اوپر میرے آسان ہے اور تاکہ کریں ہم اس کو نشان لوگوں کیلئے اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے کام مقرر شدہ)

آیت مذکورہ بالا سے چار امر ثابت ہوئے۔ اول، کسی آدمی نے مریم کو مس نہیں کیا۔ اور نہ مریم بدکار ہے۔ دوم، اللہ تعالی پر بغیر باپ، بیٹا پیدا کرنا آسان ہے۔ سوم، عیسیٰؑ اس کی قادریت کا نشان ہے۔ چہارم، علم ازل میں یوں ہی ہونا تھا۔

ناظرین! مرزا، اعتقاد میں یہودیوں سے کم نہیں۔ مذکورہ بالا آیت سورہ مریم کی ہیں۔

غرض پنجم: اوصاف مریم کے بیان میں

و اذ قالت الملا ئکة یا مریم انّ اللّه اصطفاك و طهّركِ و اصطفاكِ علی نساء العالمین (جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا تجھ کو اور پاک کیا تجھ کو اور برگزیدہ کیا تجھ کو اوپر عورتوں عالمین کے)

اے ارباب بصیرت آیت ہذا میں مریم کو خدا نے دو فضیلتیں بخشی ہیں۔ ایک پاکیزگی یعنی پاکدامنی، دوم برگزیدگی تمام عورات عالمین سے۔ یہ دونوں خطاب کسی عورت کو خدا تعالی کی طرف سے اور انعام اور خوش خبری نہیں ملی۔ ہائے افسوس خدا تعالی جس کی یہ فضیلت بیان فرماوے اور مرزا صاحب اس کو تہمت بدکاری کی لگاویں، سوائے خلل دماغ یا بے علمی کے اور کچھ نہیں۔

غرض ششم: بشارت تولد عیسیٰؑ کے بیان میں

و اذکر فی الکتاب مریم۔ اذ انتبذت من اهلها مکاناً شرقیّاً۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاتّخذ ت من دونهم حجاباً فارسلنا الیھا روحنا فتمثّل لھا بشراً سویّاً ۔ قا لت انّی اعو ذ با لرّ حمن منک ان کنت تقیاً ۔ قا ل انّما انا رسو ل ربکِ لا ھب لکِ غلا ماً زکیاً (اور یاد کر بیچ کتاب کے مریم کو جب جاپڑی لوگوں اپنے سے مکان شرقی میں ۔ پس پکڑا ورے ان سے پردہ۔ پس بھیجا ہم نے طرف اس کی روح اپنے کو یعنی فرشتہ پس صورت پکڑی واسطے آدمی تندرست کے۔ کہنے لگی میں پناہ مانگتی ہوں تجھ سے اگر ہے تو پرہیزگار ۔ کہنے لگا سوائے اس کے نہیں میں بھیجا ہوا ہوں رب تیرے کا، تاکہ بخش جاؤں تجھ کو لڑکا پاکیزہ)

اغراض قرآنی متعلقہ عیسیٰ کا بیان

☆ غرض اول : کیفیت تولد عیسیٰؑ کے بیان میں

فحملته فا نتبذ ت به مکا ناً قصیاً ۔ فا جا ء ھا المخا ض الی جذ ع النّخلة ۔ قا لت یا لیتنی متّ قبل ھذا و کنت نسیاً منسیاً ۔ فنا دا ھا من تحتھا ا لّا تحز نی قد جعل ر بّک تحتکِ سر یّا ۔ و ھزّ ی الیکِ بجذ ع النّخلة تسا قط علیک رطباً جنیا (پس حاملہ ہوگئی ساتھ اس کے پس جاپڑی ساتھ اس کے مکان دور میں ۔ پس لے آیا اس کو درد زہ طرف تنے درخت خرما کے کہا اے کاش میں مرگئی ہوتی پہلے اس سے اور ہوتی بھولی بھولائی ہوئی۔ پس پکارا اس کو نیچے اس کے سے، یہ کہ مت غم کھا، تحقیق کر دیا رب تیرے نے نیچے تیرے چشمہ۔ اور ہلا تنے کھجور کے طرف اپنی، ڈالے گی اوپر تیرے کھجور تازی)

ناظرین ! ماقبل کی دو آیتوں سے آپ کو ثابت ہوگیا ہوگا کہ دو احسان یعنی تازہ خرما اور چشمہ آب بھی طاقت بشری اور مرزا کے علم سے بعید ہیں ۔ اگر خرما تازہ اور چشمہ احسان الٰہی مانا جاوے تو تولد عیسیٰؑ بغیر باپ ماننے میں کیا مشکل ہے ۔ اصل بات یہ ہے اگر عیسیٰؑ کو بن باپ اور رفع الی السماء بجسد عنصری نہ مانا جاوے تو دو مشکل پیش آتی ہیں ۔ ایک تو تمام معجزوں کا انکار کرنا پڑیگا جیسا کہ کھجور اور چشمہ کا یہاں خدا تعالی بیان فرماتا ہے، یا اور مقامات میں معجزے پیغمبروں کے بیان فرمائے ہیں جیسا کہ موسیٰؑ کا دریائے نیل سے عبور کرنا اور فرعون کا غرق ہونا اور موسیٰؑ کے عصا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اژدہا بننا، ہاتھ مبارک کا سفید ہونا، پتھر سے ۱۲ چشموں کا نکلنا، ابراہیمؑ کے وجود کا آتش نمرودی کو سرد کرنا، سلیمانؑ کے مصاحبوں میں سے ایک شخص کا مطلوبہ چیز کو طرفۃ العین میں لانا، صالح کی اونٹنی کا معہ بچہ پیدا ہونا، کشف سے حضرت خضرؑ کا کشتی میں سوراخ کرنا اور لڑکے کو قتل کر ڈالنا، سلیمانؑ کا غیر جنس جانوروں سے کلام کرنا۔ لشکر جن طیور کا بھرتی کرنا، حضرت محمد ﷺ کا شق القمر کرنا، معراج بجسد عنصری کرنا، ان تمام مذکورہ معجزوں سے انکار کرنا پڑیگا تو پھر قرآن کا کیا حصہ رہا۔

مشکل دوم۔ اگر حضرت عیسیٰؑ کو بن باپ اور رفع الی السماء بجسد عنصری اور مریمؑ کو بے عیب پاکدامن نہ سمجھا وے تو یہودیوں اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ اور نہ مباہلہ سورۃ آل عمران کا کوئی فائدہ ہے۔

غرض دوم: اوصاف عیسیٰؑ کے بیان میں

اذ قالت الملائكة یا مریم انّ اللّٰه یبشّرك بكلمة منه المسیح عیسی بن مریم وجیهاً فی الدّنیا و الآخرة ومن المقرّبین و یكلّم النّاس فی المهد و كهلاً و من الصّالحین و یعلّمه الكتاب و الحكمة و التّوراة و الانجیل و رسولاً الی بنی اسرائیل (جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ بشارت دیتا ہے تجھ کو ساتھ ایک بات کے اپنی طرف سے نام اس کا مسیح، عیسیٰ بیٹا مریم کا، آبروولا بیچ دنیا اور آخرت کے، اور مقربوں میں سے ہے، اور کلام کرے گا لوگوں سے بیچ جھولے کے یعنی طفولیت میں اور صالحین سے ہے اور سکھاوے گا اس کو لکھنا اور حکمت یعنی خواص الاشیاء اور توراۃ اور انجیل اور رسول طرف بنی اسرائیل کے)

اے ارباب بصیرت یہ اوصاف حضرت عیسیٰؑ بن مریم کے ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ آیات قرآنی نہیں؟ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ اوصاف جمیلہ نہیں؟ پس جب مرزا صاحب ان اوصاف حمیدہ کو چھوڑ کر بہتان شراب، ناجائز فطرتی، فاحشہ عورتوں کے مال کھانے والا، یہودیوں کی طرح لگاتے ہیں تو آپ خود سوچ سکتے ہو کہ مرزا صاحب کو قرآن شریف کے معانی سے کہاں تک واقفیت ہے؟ کیا ایسے کلمات کہنے والا دعوی اسلام میں صادق ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں

غرض سوم: دعوت عیسیٰؑ کے بیان میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب حضرت عیسیٰؑ مامور بدعوت اسلام ہوئے تب بنی اسرائیل کو دعوت اسلام کرنے لگے

انّی قد جئتکم بآ یۃٍ مّن رّ بّکم انّی اخلق لکم من الطّین کھیئۃ الطّیر فا نفخ فیہ فیکو ن طیراً با ذن اللّٰہ و ابری ا لا کمہ و الا برص و ا حی الموتی با ذن اللّٰہ و انبّئکم بما تا کلو ن و ما تدّ خرون فی بیوتکم انّ فی ذلک لآ یۃ لکم ان کنتم مو منین ۔ و مصدقاً لّما بین یدیّ من التّوراۃ و لاحل لّکم بعض الّذی حرّ م علیکم و جئتکم بآ یۃ مّن رّبّکم فا تّقوا اللّٰہ و اطیعون، انّ اللّٰہ ر بّی و ربّکم فا عبدوہ ھذا صراط مستقیم ۔ (آ یا ہوں میں تمہارے پاس ساتھ نشانی رب تمہارے کے، یہ کہ میں بنا تا ہوں واسطے تمہارے مٹی سے مثل صورت جا نور کی ۔ پس پھونکتا ہوں میں بیچ اس کے پس ہو جا تا ہے جا نور ساتھ اذن اللہ کے، اور اچھا کرتا ہوں مادرزاد اندھے اور سخت برص کو، اور زندہ کرتا ہوں مردے کو حکم اللہ سے، اور خبر دیتا ہوں تم کو ساتھ اس چیز کے جو کھا تے ہو تم اور جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو تم بیچ اپنے گھروں کے ۔ بیچ اسکے نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے ۔ اور سچ کرنے والا ہوں اس چیز کو جو آگے میرے ہے تو رات سے اور تا کہ حلال کروں میں واسطے تمہارے بعض وہ چیز کہ حرام کی گئی ہے او پر تمارے، اور لا یا ہوں پاس تمہارے نشانی رب تمہارے سے ۔ پس ڈرو اللہ سے اور کہا مانو میرا ۔ بے شک اللہ رب میرا ہے اور رب تمہارا پس عبادت کرو اس کی ۔ یہی راہ سیدھی ہے)

اے ناظرین دعوی حضرت عیسیٰؑ پر غور فرماویں جو کہ خدا تعالی نے حال دعوت حضرت عیسیٰؑ کا قرآن میں بیان فرمایا ہے پھر مرزا، حضرت عیسیٰؑ کے حق میں یہود کی طرح کلمات نا شائستہ فرماتے ہیں ۔ دیکھیں یہ انکار قرآن نہیں تو کیا ہے؟

غرض چہارم: امداد انصار کے بیان میں

حضرت عیسیٰؑ نے جب یہود کو دعوت راہ مستقیم کی تو یہود نے ان کی تکذیب کی تب حضرت عیسیٰؑ نے انصار سے امداد طلب کی:

فلمّا احسّ عیسی منھم الکفر قال من انصاری الی اللّٰہ ۔ قال الحواریّو ن نحن انصار اللّٰہ ۔ امنّا با للّٰہ ۔ و اشھد با نّا مسلمو ن ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربّنا آمنّا بما انزلت و اتبعنا الرّسول فاکتبنا مع الشّاھدین

(پس جب دیکھا عیسیٰؑ نے ان سے انکار، کہا کون ہے مدد دینے والا مجھ کو طرف اللہ کی۔ کہا حواریوں نے ہم ہیں انصار اللہ، ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور تو گواہ ہو ساتھ اس کے کہ ہم مسلمان ہیں۔ اے پروردگار ہمارے! ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے جو اتاری تو نے اور پیروی کی ہم نے رسول کی۔ پس لکھ ہم کو ساتھ شاہدوں کے)

آیت ہذا سے مابعد کی آیت میں اللہ تعالیٰ مکر یہود بیان فرماتا ہے جس کے معنی مرزا صاحب کو خلل دماغ اور بے علمی کی وجہ سے منشاء قرآن شریف کے مطابق سمجھ میں نہیں آئے۔ اس بحث کو ہم دوسری جگہ مکر یہود میں دکھلاتے ہیں۔

غرض پنجم : مکر یہود کے بیان میں

غرض ہذا میں تین امور بحث طلب ہیں جب تک ان کا علم نہ ہو قرآن شریف کا مطلب حل نہیں ہوسکتا۔ وہ امر یہ ہیں: امر اول، زمانہ نزول قرآن شریف میں لوگوں کے اعتقاد عیسیٰؑ بن مریم کی نسبت کیا تھی؟ امر دوم قرآن شریف میں قصہ عیسیٰؑ کیوں آیا؟ امر سوم۔ ذکر مکر یہود سورہ آل عمران میں کیوں آیا؟

امر اول: زمانہ نزول قرآن میں لوگوں کے تین فریق تھے۔ بت پرست، موسائی، عیسائی۔ پھر بت پرست مختلف اعتقاد کے تھے جیسا کہ ہم سابقاً ذکر کر چکے ہیں اور بت پرست عیسیٰؑ کی نسبت کچھ بحث نہ کرتے تھے۔ دوم موسائی ان کے بھی مختلف فریق تھے۔ بعض عزیرؑ کو خدا کا بیٹا جانتے تھے بعض درویشوں کو خدا بنا بیٹھے تھے، بعض اپنے آپ کو خدا کے دوست یا بیٹے سمجھتے تھے۔ الغرض یہود کے بے تعداد فریق تھے جیسا کہ قرآن میں آیا ہے انّ ھذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الّذی ھم فیه یختلفون (بے شک یہ قرآن بیان کرتا ہے اوپر بنی اسرائیل کے اکثر اس چیز کا کہ وہ بیچ اس کے اختلاف کرتے ہیں) اور عیسیٰ بن مریم کی نسبت تہمت فطرت ناجائز و بدکاری لگاتے تھے جس کو ہم غرض سوم تہمت یہود میں بیان کر چکے ہیں۔ اور بعض مقتول اور بعض مصلوب ہونا بھی یقین کرتے تھے۔ دوم عیسائی، ان کے بھی بہت فریق تھے۔ ایک وہ جو عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا جانتے تھے دوسرے وہ جو عیسیٰؑ کو خود خدا ہی مانتے تھے تیسرے وہ جو تثلیث کے قائل تھے۔ چوتھے وہ جو عیسیٰؑ بن مریم کو یوسف کا بیٹا سمجھتے تھے۔ پانچویں وہ جو مریم کا باپ ہیلی سمجھتے تھے۔ چھٹے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ جو مریم کا باپ عمران سمجھتے تھے، لیکن قرآن شریف عمران ہی کو ثابت کرتا ہے۔ پس ناظرین کو دو امر ثابت ہو گئے ہوں گے۔ اول یہ کہ ہر سہ فریق مشرک، یہود، نصاری، میں سے توحید پر کوئی بھی ثابت قدم نہ تھا۔ دوم اصل واقعہ عیسیٰؑ میں کئی طرح کے اختلاف کیئے ہوئے تھے جن کی تردید میں اللہ نے واقعہ عیسیٰؑ کی اصلیت بیان فرمائی۔ یہی وجہ نزول قرآن شریف ہے:

لم یکن الّذین کفروا من اھل الکتاب و المشرکین منفکّین حتّی تاتیھم البیّنة ۔ رسول مّن اللّٰہ یتلوا صحفاً مطھّرة فیھا کتب قیّمة

(نہ تھے وہ لوگ جو کافر ہوئے اہل کتاب سے اور مشرک باز رہنے والے یہاں تک کہ آوے ان کے پاس دلیل روشن۔ پیغمبر، خدا کی طرف سے پڑھتا ہوا صحیفہ پاکیزہ۔ بیچ ان کے ہیں کتابیں قائم کرنے والی دین کو)۔

امر دوم : قصہ عیسیٰؑ قرآن شریف میں کیوں آیا، اس کی وجہ اختلاف مذکورہ بالا ہے۔

امر سوم : ذکر مکر یہود سورہ آل عمران میں کیوں آیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام اعتقادات باطلہ یہود و نصاری جو کہ حضرت عیسیٰؑ و مریمؑ کی نسبت رکھتے تھے سورہ آل عمران میں ان کی تردید معہ اصل واقعہ اللہ نے بیان فرمائی۔ مثلاً شروع آل عمران میں صفت حی قیوم اپنی بیان کی جو یہ صفت نہ ہی عیسی کو نہ ہی مریم کو اور نہ ہی عزیر کو حاصل تھی۔ پس ثابت ہو گیا کہ ہر سہ اشخاص بندگان خدا میں سے تھے۔ اس کے بعد قرآن شریف کی تعریف فرمائی کہ یہ مصدق ہے تورات اور انجیل کا اور ساتھ ہی فرمایا کہ یہ فرقان ہے یعنی فرق کرنے والا تحریفوں کا جو یہود اور نصاری نے تورات اور انجیل میں کی ہوئی تھیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالی پر کوئی بات زمین کی مخفی نہیں۔ اس کے بعد فرمایا اللہ وہ ذات ہے جو تمہاری صورتیں بناتا ہے بیچ رحم کے جس طرح چاہتا ہے۔ یہ اشارہ ہے حضرت عیسیٰؑ کی طرف۔ یہ دونوں قومیں یہود اور نصاری افراط و تفریط کرتی تھیں یعنی یہود حضرت عیسیٰؑ کو ناجائز فطرتی اور مریم کو بدکار سمجھتے تھے اور بعض نصاری برخلاف ان کے عیسیٰؑ کو خدا اور کوئی خدا کا بیٹا کوئی تثلیث مانتے تھے۔ نتیجہ بحث کا یہ ہوا کہ خدا تعالی جس طرح چاہتا ہے رحم میں صورت دے دیتا ہے بن باپ، باباپ، ہر طرح سے قادر ہے۔ نہ عیسیٰؑ ناجائز فطرتی ہے اور نہ اس کا باپ یوسف ہے۔ علی ہذا تین رکوع آل عمران تک مختلف طرح پر تردید یہود و نصاری بیان فرمائی اور رکوع چہارم میں پروردگار نے اصل واقعہ عیسیٰؑ و مریمؑ شروع فرمایا اس طرز پر کہ جس طرح تاریخ بیان کی جاتی ہے۔ فرمایا بے شک اللہ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام لوگوں پر برگزیدہ کیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارباب بصیرت پر مخفی نہ رہے کہ اول آدمؑ جد پیغمبران تھے اس کے بعد نوحؑ اس کے بعد ابراہیمؑ بعدہ جتنے پیغمبر ہوئے آل ابراہیم سے ہوئے اور اس کے بعد آل عمران کو بیان فرمایا۔ عمران نام ہے والد مریم کا جس کو بعض یہودی و نصاری ہیلی بھی سمجھتے ہیں جو آج کل بھی مریم کے باپ کا نام ہیلی مشہور ہے۔ایک اختلاف تو اللہ تعالی نے والد مریم کے نام سے رد کیا اس کے بعد والدہ مریم کا قول بیان فرمایا اور اس میں تمام کیفیت نذر ماننے والدہ مریم کی جو کچھ جواب وسوال اس وقت ہوئے تھے معہ قبول نذر بیان فرمائی ۔ اس کے بعد مریم کی پرورش کا حال جو کہ ذکریا کفیل ہوا تھا بیان فرمایا، نیز تولد یحیٰ کی بھی پوری کیفیت بیان فرمائی جو کہ عیسیٰؑ کی پیدائش سے کم نہیں ۔اس کے بعد رکوع پنجم میں حضرت مریم کی تعریف شروع فرمائی اس کے بعد اپنے مامور آنحضرت ﷺ کی تصدیق فرمائی ذلک من انباء الغیب نوحیه الیک ۔اس کے بعد وہ زمانہ بیان فرمایا جس وقت حضرت مریم کو بذریعہ وحی تولد عیسیٰؑ کی خبر دی گئی تھی ۔اس کے بعد عیسیٰؑ کے اوصاف بیان فرمائے ۔اس کے بعد عیسیٰؑ کی دعوت جو بنی اسرائیل کو تھی، بیان فرمائی ۔لیکن بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰؑ کی تکذیب کی ۔اس کے بعد پروردگار نے حال بیان فرمایا جب کہ عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل کی تکذیب دیکھی تو انصار سے مدد طلب کی، نیز انصار کی مدد کا حال بیان کیا۔آخر اس آیت کے بیان فرمایا کہ یہود نے حضرت عیسیٰؑ کے قتل کرانے کی تدبیریں کیں مگر میں بہتر تدبیر کرنے والا ہوں، اس کے بعد رکوع ششم آل عمران میں وہ خبر دی جو کہ مکر یہود کے وقت پروردگار نے عیسیٰؑ کو فرمائی تھی جس سے رفع الی السماء بجسد عنصری ثابت ہوتا ہے جو کہ عنقریب ہم انشاء اللہ ناظرین کو دکھائیں گے۔اس کے بعد پھر مامور آنحضرت ﷺ کی تصدیق فرمائی ذلک نتلوہ علیک من الآیات والذّکر الحکیم ۔اس کے بعد بیان فرمایا کہ پیدائش عیسیٰؑ میرے نزدیک مثل بابا آدم کی ہے ۔ارباب بصیرت پر مخفی نہ رہے کہ بعض لوگوں نے (مثل سرسید احمد) آدم کے معنی عام انسان کے لئے ہیں مگر وہ صحیح نہیں اس لئے کہ جہاں ذکر انسان کا قرآن میں آتا ہے وہاں لفظ انسان سے اللہ نے یاد فرمایا:

فامّا الانسان اذا ما ابتلاہ .... ، یا ایھاالانسان ما غرّک ... ، ھل اتی علی الانسان حین مّن الدّھر ... انّا خلقنا الانسان من نطفۃ ۔ ۔ انّ الانسان لفی خسر ، انّ الانسان لربّہ لکنود

الغرض تمام قرآن میں پروردگار نے انسان کا لفظ عام آدمی کے واسطے بیان فرمایا۔اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفظ آدم تمام قرآن میں بابا آدم کے واسطے استعمال فرماتا ہے۔ اب ہم اس دعوی کو قرآن شریف سے ثابت کر کے دکھلاتے ہیں کہ لفظ آدم مخصوص ہی ساتھ بابا آدم کے ہے دیکھو اللہ فرماتا ہے:

ان اللّٰه اصطفی آدم؛ و علّم آدم الاسماء؛ قال یا آدم؛ و اذ قلنا للملائکة اسجدوا لآدم فسجدوا؛ و قلنا یا آدم اسکن؛ فتلقی آدم من ربّه؛ یا بنی آدم قد انزلنا علیکم؛ یا بنی آدم لا یفتننّکم الشّیطان؛ یا بنی آدم خذوا زینتکم؛ یا بنی آدم امّا یاتینکم؛ و لقد عهدنا الی آدم؛ یا آدم انّ هذا؛ یا آدم هل ادلک
و عصی آدم (طه)

یہ تمام مثالیں اسم آدم کی جو قرآن شریف میں اللہ تعالی نے بیان کی ہیں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ خدا تعالی نے لفظ آدم بابا کے لئے مذکورہ بالا مقامات میں بیان نہیں فرمایا۔ پس ثابت ہوا کہ جن لوگوں نے انّ مثل عیسی عند اللّٰه کمثل آدم سے عام آدمی یا انسان نطفی خلقت سے مراد لیا ہے انہوں نے علانیہ غلطی کی، صرف غلطی ہی نہیں بلکہ تکفیر کی۔ کیونکہ ان کو اس غلطی پر یہ بھی کہنا پڑا کہ عیسیٰ بن باپ نہیں بلکہ یوسف کا بیٹا ہے معاذ اللہ۔ اب ہم پھر بحث وہی پہلی ناظرین کو دکھاتے ہیں انّ مثل عیسی کے بعد اللہ نے فرمایا: الحقّ من ربّک فلا تکوننّ من الممترین۔ ناظرین، الحق کا الف لام جنس کا ہے جس سے مراد تمام قصہ عیسیٰ جو بیان ہوا ہے حق اور سچ ہے۔ یعنی عیسیٰ پیغمبر بن باپ معجزوں کے دکھانے والا، نہ مقتول ہوا نہ مصلوب۔ لیکن یہود نے بھی مرزا صاحب کی طرح انکار کیا لہذا اس آیت کے بعد حکم مباہلہ ہوا لیکن انہوں نے مباہلہ بھی نہ مانا۔ پھر اس کے بعد پروردگار نے آنحضرت ﷺ کو حکم فرمایا کہ کہدے مخالفوں کو کہ اگر اصل واقعہ عیسیٰ نہیں مانتے اور اپنے اختلاف کو نہیں چھوڑتے اور مباہلہ بھی نہیں کرتے تو آئیں طرف ایک بات جو کہ وہ توحید ہے۔ مگر پھر بھی حق کی طرف نہ آئے اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ کے حق میں جھگڑنے لگے کیونکہ یہود اپنے آپ کو ابراہیمی مذہب پر سمجھتے تھے علی ہذا عیسائی۔ اس کے جواب میں پروردگار نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نہ مذہب یہودی پر ہے نہ نصاری پر۔ اس کے بعد کئی طرح ہوتا ہوتا، دس رکوع آل عمران تک چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد پروردگار مسلمانوں کو مخاطب کر کے احکام بیان فرماتا ہے۔ الغرض منجملہ اختلافات یہود و نصاری میں مقتول و مصلوب ہونا حضرت عیسیٰ کا جو کہ فی الحقیقت خلاف اصل بلکہ جھوٹ تھا، خدا تعالی نے بیان فرمایا۔ اب ہم پہلے ثبوت دینے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف جھوٹ یہود و نصاری کے قرآن کا خلاصہ مضمون جو کہ ماقبل مکر یہود کے ہے بیان کرتے ہیں۔ اللہ نے قرآن میں عیسیٰؑ کی دعوت جو کہ وہ یہود کو کرتے تھے اس طرح بیان فرمائی ہے:

بیشک میں لایا ہوں تمہارے پاس نشان پیغمبری کے رب تمہارے سے۔ وہ نشان یہ ہے بیشک میں پیدا کرتا ہوں واسطے تمہارے مٹی سے صورت جانور کی پس پھونکتا ہوں میں بیچ اس کے یعنی روح۔ پس ہو جاوے گا جانور خدا کے حکم سے (نشانی یعنی معجزہ) اور اچھا کرتا ہوں مادر زاد اندھوں کو اور سخت برص کو۔ بے شک زندہ کرتا ہوں مردوں کو خدا کے حکم سے اور خبر دیتا ہوں تم کو ماکول تمہاری اور جو کچھ کہ ذخیرہ کرتے ہو تم گھروں میں۔ آخر عیسیٰؑ نے فرمایا بے شک بیچ مذکورہ معجزوں کے ضرور نشانی ہے واسطے تمہارے (یعنی نشانی پیغمبری میری کی) اگر تم ایمان لانے والے (یعنی میری پیغمبری پر)

اس کے بعد عیسیٰؑ نے کہا بے شک میں تصدیق کرنے والا ہوں تورات کا اور میں پیغمبر اس لئے ہوا ہوں تاکہ حلال کروں واسطے تمہارے بعض اس چیز کا جو حرام کی گئی ہیں اوپر تمہارے یعنی یہودی شریعت میں بوجہ نافرمانی ان کی کے خدا تعالیٰ نے احکام سخت کئے ہوئے تھے جیسا کہ سورہ اعراف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ذلک جزینا هم ببغیهم و انا لصادقون۔

اور سورۃ نساء میں فرماتا ہے: و اخذ نا منهم میثاقاً غلیظاً۔ فبما نقضهم میثاقهم و کفرهم بآیات اللّٰه .. الخ

اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ نے کہا میں لایا ہوں تمہارے پاس حکم رب تمہارے کے پس ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اس واسطے کہ بے شک اللہ رب میرا اور رب تمہارا ہے یعنی عبادت اس کی کرو۔ حضرت عیسیٰؑ نے یہ کیوں کہا کہ بعض یہود حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا بعض درویشوں کو خدا بناتے تھے۔ اس کے بعد کہا کہ یہی صراط مستقیم ہے۔

ناظرین یہ جو مذکور ہوا ہے پروردگار نے حال دعوت عیسیٰؑ بیان فرمایا۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ وہ خبر دیتا ہے جو کہ یہود نے انکار کی تھی: فلما احسّ عیسی منهم الکفر یعنی انکار پیغمبری عیسیٰؑ۔ اس کے بعد عیسیٰؑ نے کہا انصار کو، کون مدد دینے والا ہے مجھ کو طرف اللہ کی؟ الغرض انصار نے اقرار کیا کہ ہم مددگار ہیں اور ایمان لانے والے ہیں خدا پر اور تیری پیغمبری پر۔ اس کے بعد پروردگار وہ خبر بیان فرماتا ہے کہ جو یہود نے عیسیٰؑ کے قتل کرانے کے لئے تجویز کی تھی۔

اب ہم تجویز یہود بیان کرتے ہیں۔ جب حضرت عیسیٰؑ کی ہدایت راہ مستقیم سے یہود

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے انکار کیا تب علماء یہود نے اس وقت کے حکمران کو کہا کہ عیسیٰ ناجائز فطرتی کذاب دعوی پیغمبری کرتا ہے اور احکام توراۃ کو چھوڑتا ہے۔ پس حکمران نے عیسیٰ کو سولی دینے کا حکم دیا لیکن پروردگار نے عیسیٰ کو بجسد عنصری آسمان پر اٹھا لیا۔ اور عیسیٰ کے شبہ میں میں ایک اور شخص پکڑا گیا اور وہ سولی بھی دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل بعض نصاری بھی عیسیٰ کو سولی دیئے جانے کا اعتقاد رکھتے ہیں کیونکہ ان کی انجیلوں میں لکھا ہوا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی اختلاف لکھا ہے کہ عیسیٰ سولی پر فوت نہیں ہوئے بلکہ عیسیٰ سولی پر بے ہوش ہو گئے۔ اور میعاد مقررہ پر سولی سے اتار لئے گئے تب ان کو دفن کیا گیا حسب حکم حکمران کے، پھر حواریوں نے عیسیٰ کو رات کے وقت قبر سے نکال لیا پھر وہ اپنی طبعی موت سے مرے۔ مگر اس اعتقاد نصاری پر تین اعتراض ہیں۔ اول اگر فی الواقع عیسیٰ سولی دیئے گئے ہوتے تو خدا تعالی نے و ما صلبوہ کیوں فرمایا۔ دوم ذکر مکر یہود میں کیوں فرمایا و اللّٰہ خیر الماکرین۔ سوم قصہ پیدائش وغیرہ کا خدا نے بیان فرمایا اور مر جانے اور دفن کا کیوں نہ فرمایا۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا و مرشد مرزا، جس کی کتابوں سے مرزا نے اپنا مذہب خود تراش کیا ہے، غرض قصہ عیسیٰ سے بلکہ قرآن شریف سے یقیناً ناواقف ہیں۔ اب ہم دلائل بینہ نہ مرنے عیسیٰ کے اور بجسد عنصری آسمان پر چڑھائے جانے کے ناظرین کو دکھلاتے ہیں وہ دلائل یہ ہیں:

دلیل اول: رکوع چہارم آل عمران جس قصہ عیسیٰ سے شروع ہوتا ہے رکوع چھ تک جہاں قصہ عیسیٰ کا ختم ہوتا ہے تمام وقف کافی ہے۔ کافی وہ وقف ہوتا ہے جسکے ماقبل اور مابعد کا مضمون ملتا ہو۔ علی ہذا وقف و مکروا و مکر اللّٰہ و اللّٰہ خیر الماکرین پر وقف کافی ہے

دلیل دوم مکر یہود کے بعد اللہ تعالی دعوی خیر الماکرین کا فرماتا ہے: و اللّٰہ خیر الماکرین۔ اگر عیسیٰ کو سولی دیئے جانے یا مر جانے کا یقین کیا جاوے تو یہ دعوی ایزدی و اللّٰہ خیر الماکرین کا کوئی معنی نہیں۔

دلیل سوم: جہاں آیت و اللّٰہ خیر الماکرین ختم ہوتی ہے اور آیت اذ قال اللّٰہ شروع ہوتی ہے کوئی عطف نہیں بلکہ اذ ظرفیہ (تفسیریہ) ہے جس کا ظرف وہ وقت ہے جب اللہ تعالی نے عیسیٰ کو مکر یہود سے بچایا۔

دلیل چہارم: اذ قال اللّٰہ یا عیسی میں آنحضرت ﷺ کو مکر یہود کی خبر دی ہے یعنی آیت ہذا و اللّٰہ خیر الماکرین کی تفسیر ہے۔

دلیل پنجم۔ انّی متوفّیک جو ایک جملہ خبریہ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ معنی اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اٹھانے کے ہیں کیونکہ خدا تعالی نے آگے کسی پیغمبر کو مرنے کی اطلاع نہیں دی۔

دلیل ششم: ورا فعک میں واو عطف تفسیری ہے جسکے معنی ہیں: اٹھا لینے والا ہوں تجھ کو

دلیل ہفتم: ورا فعک میں کاف خطاب کا ہے خطاب جسم مع الروح کو ہوتا ہے نہ صرف روح کو۔ دیکھو مثال قرآنی والدہ عیسیٰؑ: یا مریم انّ اللّٰه اصطفاك و طھّرك و اصطفاك؛ اذ او حینا الی امّک ما یوحی

دلیل ہشتم: کلمہ الیّ سے ثابت ہے کہ عیسیٰؑ زندہ خدا نے اپنی طرف اٹھا لئے ورنہ الیّ کی ضرورت نہ تھی۔

دلیل نہم: و مطہّرك میں دو دلیلیں ہیں اٹھا لینے کی۔ اول مطھّرك کے اس مقام پر بچا لینے کے ہیں نہ پلیدی سے پاک کرنے کے۔ دوم کاف خطاب کا ہے جسم مع الروح کے واسطے ہوتا ہے۔

دلیل دہم: من الّذین کفروا میں من نسبتیہ ہے الذی موصولہ ہے کفروا سے وہ یہود مراد ہیں جنھوں نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ مکر یعنی تدبیر پھانسی کی کرائی تھی۔ ایضاً دیکھو و جاعل الّذین اتّبعوك فوق الّذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ آیت ہذا سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہی آسمان پر ہیں اور پھر آئینگے کیونکہ آیت ہذا میں اللہ، حضرت عیسیٰؑ کو خوش خبری دیتا ہے کہ تیری پیروی کرنیوالے لوگ تیرے مخالفوں پر قیامت تک غالب رہینگے اگر زندہ آسمان پر نہ چڑھائے جاتے تو آیت ہذا سے خوشخبری دینے کا کوئی معنی نہیں۔ ضرور ہی آویں گے۔ تصدیق آیت ہذا دیکھو و انّه لعلم للسّاعة فلا تمترن بها و اتّبعون لہذا اللہ نے پہلی آیت میں قیامت کا لفظ فرمایا۔

دلیل یاز دہم: عطف ثمّ۔ یہ عطف تراخی کا ہے۔۔یہود جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ در بارہ مقتول و مصلوب عیسی کے جھگڑا کرتے تھے ان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:

ثمّ الیّ مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیه تختلفون

آیت ہذا میں سب ضمیر مخاطب کے ہیں۔ اس سے ذرہ بھی شبہ نہیں ہوسکتا کہ یہ آیت جس میں ہم بحث کر رہے ہیں وہ یہودی مخاطب ہیں جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ مقتول یا مصلوب ہونے عیسیٰؑ کے بارہ میں جھگڑا کرتے تھے۔

دلیل دواز دہم: فیما کنتم فیه تختلفون۔ آیت ہذا میں فیه میں جو ضمیر ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرجع اس کا مکر یہود ہے اور تختلفون سے صاف ثابت ہے کہ یہود نے اپنا اختلاف جو کہ وہ بعض مقتول ہونا عیسیٰؑ کا اور بعض مصلوب ہونا یقینی امر جانتے تھے اس اعتقاد سے باز نہ آئے۔

دلیل سیزدہم: فا الذین کفروا سے صاف ثابت ہے کہ جو لوگ بعد سمجھانے آنحضرت ﷺ کے اپنے اعتقاد سے باز نہ آئے ان کے لئے وعدہ عذاب کا پروردگار نے فرمایا جیسے کہ آیت ہذا میں ہے: فاعذّبهم عذاباً شديداً۔

دلیل چہاردہم: و امّا الّذين آمنوا سے مراد ایمان لانا اس بات پر کہ حضرت عیسیٰؑ نہ مقتول ہوئے نہ مصلوب۔

دلیل پانزدہم: ذلک نتلوه عليک من الآيات و الذّكر الحكيم اگر متوفی کا معنی فوت ہونا لیا جائے تو مسلمانوں اور یہودیوں میں کوئی فرق نہیں اور نہ کوئی آیت ہذا کا فائدہ ہے

دلیل شانزدہم: فمن حاجک فيه .. الخ۔ آیت ہذا مباہلہ کی آیت ہے اور فیه کا ضمیر کا مرجع وہی اختلاف مکر یہود وغیرہ ہے اگر یہود اپنے اعتقاد مقتول اور مصلوب سے باز آتے اور حضرت عیسیٰؑ کو بن باپ سمجھتے تو مباہلہ کی ضرورت نہ تھی۔

دلیل ہفدہم: ان هذا لهو القصص الحق (اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ وہ سچے قصے ہیں) آیت ہذا مابعد اتمام واقعات تردید اختلاف یہود و نصاری جو کہ نسبت عیسیٰؑ اور مریمؑ کے کرتے تھے بطور فیصلہ کلی مقولہ منجانب باری تعالی بیان ہوا ہے۔یعنی عیسیٰؑ بن باپ ہے اور مریمؑ مسّ شیطان سے پاک ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نہ مقتول ہوئے اور نہ مصلوب۔ بلکہ بجسد عنصری آسمان پر چڑھائے گئے اگر حضرت عیسیٰؑ کو سولی دیا جانا یا قتل کیا جانا یا یوسف کا بیٹا قرار دینا صحیح ہوتا تو آیت انّ هذا لهو القصص الحق کا کوئی معنی نہیں کیونکہ هذا کا مشار الیہ اور هو کا مرجع وہی بیان جو رکوع سوم سورۃ آل عمران سے شروع ہوکر رکوع ششم تک یعنی آیت ہذا، جس میں ہم بحث کررہے ہیں، پر ختم ہوا ہے حق اور سچ ہے۔

دلیل ہژدہم: و ما قتلوه و ما صلبوه .. الخ، پروردگار نہ فرماتا۔

دلیل نوزدہم: بل رفعه اللّه۔ اگر حضرت عیسیٰؑ کو بجسد عنصری رفع الی السماء نہ سمجھا جاوے تو آیت ہذا کا کوئی معنی نہیں۔

دلیل بستم: و ان من اهل الكتاب الّا ليؤمننّ به قبل موته۔ اگر حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر نہ سمجھا جاوے تو آیت ہذا کا کوئی معنی نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل بست و یکم: و اذ کففت بنی اسرائیل عنک: آیت ہذا میں دو دلیلیں ہیں ایک: حضرت عیسیٰ، مکر یہود سے بچ گئے۔ دوم: زندہ ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے عنک فرمایا ہے۔ کاف خطاب جسم مع الروح کیواسطے ہوتا ہے نہ صرف روح پر۔

دلیل بست و دوم: و انّه لعلم للسّاعة ۔ فلا تمترن بها و اتبعون ۔ آیت ہذا سے تین امر ثابت ہوتے ہیں۔ اول، حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر ہیں۔ دوم، ان کا پھر آنا قیامت کی نشانی ہے۔ سوم، زمانہ آنحضرت ﷺ کے یہود حضرت عیسیٰ کے زندہ اور پھر آنے پر مرزا صاحب کی طرح انکار کرتے تھے لہذا پروردگار نے فرمایا فلا تمترن بها ضمیر بها کا مرجع علامت ہے نہ نفس عیسیٰ۔

دلیل بست سوم: و جعلنا ها و ابنها آیةً للعالمین سے صاف ثابت ہے کہ عیسیٰ بن مریم بغیر باپ پیدا ہوئے اور زندہ آسمان پر ہیں ورنہ آیت ہذا کا کوئی معنی نہیں۔

بحث توفی

اب ہم لفظ متوفی پر بحث کرتے ہیں جس کے معنی مرزا صاحب فوت ہونا حضرت عیسیٰ کا سمجھتے ہیں۔ لفظ متوفی کے بہت معنی ہیں جیسا کہ

قل یتوفّاکم ملک الموت الّذی .. الخ ۔

و الّذین یتوفّون منکم و یذرون ازواجاً

ان دونوں مقاموں پر صاف موت کا معنی ہے۔

ایضاً: هو الذی یتوفّاکم باللّیل و یعلم ما جرحتم بالنّهار .. الخ ۔ آیت ہذا سے ثابت ہے کہ لفظ یتوفی نیند کے معنی پر آیا ہے۔

ایضاً: فان شهدوا فامسکوهنّ فی البیوت حتّی یتوفّهن الموت

آیت ہذا میں صاف ثابت ہے کہ یتوفی پورا لینے پر بولا گیا ہے جو حقیقی معنی ہیں اگر موت کا معنی لیا جاوے تو لفظ موت لفظاً موجود ہے اور اگر ایک ہی معنی دونوں کا سمجھا جاوے تو بلاغت کے برخلاف ہے کیونکہ تکرار آتا ہے ۔ الغرض توفی کے تین معنی ثابت ہوئے۔ پورا لینا حقیقۃ، موت مجازاً اور نیند مجازاً۔

اب ہم آیت مکر یہود بیان کرتے ہیں:۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و مکروا ۔معنی اس کے یہ ہیں، اور تدبیر کی انہوں نے ۔ یعنی یہود نے قتل کرانے یا سولی چڑھانے عیسیٰؑ کی ۔

و مکر اللّٰہ ۔اس کا معنی یہ ہے، اور تدبیر کی اللہ نے ، یعنی عیسیٰؑ کے بچاؤ کی ۔

و اللّٰہ خیر الماکرین ۔اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والوں کا ہے ۔

اس کے بعد کی آیت ہے اذ قال اللّٰہ یا عیسی انّی متو فّیک و رافعک الیّ و مطھّرك .. الخ ۔ چونکہ متوفی کا معنی مارنے والا بھی ہے لہذا پروردگار نے اس ابہام کو واؤ عطف تفسیری سے رفع کیا جس کے یہ معنی ہیں یعنی اٹھانے والا ہوں تجھ کو۔ و مطھّرك کے معنی اس مقام پر بچانے کے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالی فرماتا ہے و اذ کففت بنی اسرائیل ... ، اور من الذین کفروا سے ثابت ہوتا ہے حقیقت میں آیت اذ قال اللّٰہ یا عیسی تفسیر ہے آیت ماقبل و مکروا و مکر اللّٰہ و اللّٰہ خیر الماکرین کی ۔

یاد رہے کہ مرزا صاحب نے اپنی بعض تحریروں میں لفظ توفی پر بحث کرتے ہوئے یہ بھی دھوکہ دیا ہے کہ صحیح بخاری میں ابن عباسؓ کا مذہب متو فی بمعنی ممیتک ہے۔ بے شک یہ ٹھیک ہے مگر گفتگو اس میں ہے کہ اپنی تفسیر میں انہوں نے لکھا ہے کہ متو فیک و رافعک میں تقدیم وتاخیر ہے کیونکہ حرف واؤ مطلق جمع کے لئے آتا ہے نہ ترتیب کے لئے چنانچہ مختصر معانی و مطول وغیرہ کتب میں لکھا گیا ہے ۔پس ابن عباسؓ کا مذہب متو فّیک ممیتک درست ہوا کیونکہ خدا مسیح کو آسمان پر سے نازل کر کے وفات دے گا۔ابن عباسؓ کا مذہب درباره نزول مسیح از آسمان مرزا صاحب کی تمام قلعی کو کھول دیتا ہے جس سے ان کی تمام شیخی کرکری ہو جاتی ہے اگر کوئی جاہل یوں بکنے لگے کہ خدا کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ تقدیم وتاخیر سے دھوکہ دیا جاتا ہے ۔سو اس کا جواب یہ ہے کہ دھوکہ صرف انہیں ہوتا ہے جو اصول عربیت سے ناواقف ہیں کیونکہ قرآن مجید میں اس کی کئی مثالیں ہیں ۔ دیکھو مریمؑ کو حکم ہوتا ہے و اسجدی و ارکعی ۔ پھر دوسری جگہ فرماتا ہے نموت و نحیی حالانکہ قیاس ہر دو مثالوں میں برخلاف تھا۔ واضح رہے کہ اس قسم کا تقدم و تاخر بھی کئی فوائد پر مشتمل ہوتا ہے جو علم بلاغت والے جانیں مرزائیوں کو کیا خبر۔لیکن مرزا صاحب بوجہ بے علمی اپنی کے لفظ متو فّی کا معنی مارنے والا حضرت عیسیٰؑ کا لے کر دعوی مسیح موعود کا بنا بیٹھے تب اس میں مرزا صاحب کو یہ مشکل درپیش ہوئی کہ عیسیٰؑ کی قبر بھی کہیں تلاش کی جائے تو بہتر ہے عرصہ دراز تک آپ کو یہ تلاش دامن گیر رہی آخر آپ کو کہیں سراغ ملا کہ کشمیر میں ایک قبر بنام یوز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسف یعنی بگمان مرزا صاحب یسوع مشہور ہے۔ اس پر آپ کو موقع مل گیا کہ اسی قبر کو عیسیٰ ابن مریم کی قبر مشتہر کیا جائے چنانچہ اس بہتان کو شائع بھی کر دیا۔ افسوس جب کوئی انسان جھوٹا دعوی عدالت میں دائر کرتا ہے تب اس کو کئی جھوٹی شہادتیں اور موقعہ بنانے ہی پڑتے ہیں۔ مرزا صاحب آپ کی تحریر ایک میری نظر سے گذری ہے جس میں ایک شخص مخاطب تھا اس تحریر میں آپ نے لکھا ہے کہ اگر تم عیسیٰؑ ابن مریم کو زندہ قرآن شریف سے ثابت کر دو تو میرے سب دعوی باطل ہو جاویں گے لہذا خاکسار عرض کرتا ہے کہ اب آپ مشتہر کر دیویں کہ میرے سب دعوی باطل ہیں دیکھو مرزا صاحب ویل لکلّ افا کٍ اثیم یسمع آیات اللّٰہ تتلی علیھم ثمّ یصر مستکبراً کان لم یسمعھا فبشّرہ بعذاب الیم

ہم اب حواریوں کو مخاطب کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے حواریوں میں حکیم مولوی نور الدین ہیں۔ انہوں نے دعوی حواریت مرزا صاحب میں دو غلطیاں کی ہیں۔

اول۔ لفظ حواری عبرانی ہے۔ معنی اس کا دھوبی ہے۔ بے شک آپ دھوبی نہیں، لہذا حکیم صاحب کا یہ دعوی صحیح نہیں۔

دوم۔ مرزا صاحب عیسی بن مریم نہیں جو حکیم صاحب ان کے حواری بن سکیں، صرف دعوی ہی دعوی ہے، ثبوت نہیں۔ کیا کوئی آج کل عیسائی مذہب اختیار کرے تو حواری بن سکتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ بلکہ جو لوگ زمانہ موجودگی عیسیٰؑ میں ان پر ایمان لائے تھے ان کو بھی حواری نہیں کہا جاتا تھا بلکہ حواری وہی دھوبی تھے جو پہلے حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لائے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کو اسلام میں مدد دی ان کا خطاب ہے، ہم اس خطاب کو قرآن شریف سے ثابت کرتے ہیں۔

دو حواری عیسیٰؑ نے شہر انطاکیہ میں بغرض توحید پھیلانے کے بھیجے: اذ ارسلنا الیھم اثنین فکذ بو ھما۔ لیکن شہر والوں نے ان کی تکذیب کی۔ پھر تیسرا حواری بھیجا: فعزز نا بثالثٍ۔ خلاصہ بحث ہذا کا یہ ہے کہ ایک آدمی اس شہر میں سے اول اول حواریوں کی تلقین سے خدا پر ایمان لایا جس کی خبر اللہ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے دیکھو: و جاء من اقصا المدینۃ رجل یّسعی قال یا قوم اتّبعوا المرسلین .. الخ۔ مگر اللہ تعالی نے اس شخص ایمان لانے والے پر بھی لفظ حواری استعمال نہ فرمایا جس سے صاف ثابت ہے کہ حواری وہی دھوبی تھے جو اول حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لائے اور توحید پھیلانے میں مدد دی۔ پس ثابت ہوا کہ نہ مرزا صاحب عیسی ہیں نہ حکیم صاحب حواریت کا کوئی استحقاق رکھتے ہیں بلکہ بخیال خود وہ مسیح ہیں اور حکیم صاحب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواری۔ نیز حکیم صاحب بخیال خود سرگروہ انصار مرزا صاحب اور مہاجر بھی ہیں لیکن مرزا صاحب اور انصار کی برکت سے اسلام کو یہ فائدہ تو بیشک ہوا کہ پنڈتوں اور عیسائیوں نے اسلام اور بزرگان اسلام کی اپنی تصانیف میں سخت ہجو لکھیں اور گالیاں دیں۔ میرے محسن حکیم صاحب دیکھو خدا تعالی کیا فرماتا ہے: و من اظلم ممّن افتری علی اللّٰہ کذباً۔ او قال اوحی الیّ و لم یوح الیہ شیء و من قال سانزل مثل ما انزل اللّٰہ۔ (انعام) حکیم صاحب دعوی حواریت تو آپ کسی طرح کر ہی نہیں سکتے۔ رہا دعوی انصاریت، لیکن وہ بھی صحیح نہیں اس لئے کہ لفظ انصار جہاں قرآن شریف میں آتا ہے وہاں مراد ان لوگوں سے ہوتی ہے جو کہ پہلے کافر تھے پھر وہ ایمان لائے خدا اور رسول پر، پھر انہوں نے پیغمبر ﷺ کو مدد دی توحید پھیلانے میں۔ کسطرح کی مدد، یا تو تلوار سے مخالفوں کو مارا، یا مالی مدد دی۔ پھر کب جب کہ حضرت ﷺ پر نہایت تنگی کا وقت تھا دیکھو: لقد تاب اللّٰہ علی النّبیّ و المھاجرین و الانصار اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق مّنھم ثمّ تاب علیھم۔ چونکہ آپ مسلمان ہی پیدا ہوئے ہیں کیونکہ آپ کے والدین خاندانی مسلمان تھے پھر آپ نے کوئی مدد فی سبیل اللہ پیغمبر ﷺ کو مالی یا بدنی نہیں دی۔ پس ثابت ہوا کہ آپ کا دعوی انصاریت بھی غلط ہے۔

حکیم صاحب نے دعوی مہاجریت میں بھی دو غلطیاں کی ہیں۔ اول مہاجر اصطلاح اسلام یا یوں کہو کہ قرآن شریف میں ان شخصوں پر بولا جاتا ہے جنہوں نے پیغمبر ﷺ کے ساتھ مکہ معظّمہ سے مدینہ کو ہجرت کی تھی۔ غلطی دوم، جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی، ان کو اصحاب بھی بولا جاتا ہے۔ حکیم صاحب نے نہ تو حضرت کیساتھ ہجرت کی نہ اصحابی کا خطاب پایا، نہ پہلے سے مکہ کے رہنے والوں کی طرح کافر تھے بلکہ قدیمی مسلمان خاندانی شہر بھیرہ کے باشندے، نہ مکہ کے، پھر جموں سے قادیان میں آنا بھلا ہجرت اصحاب کے ساتھ کیا مشابہت رکھتا ہے۔ دیکھو تعریف مہاجروں کی اللہ تعالی کیا فرماتا ہے: و الذین آمنوا من بعد و ھاجروا و جاھدوا معکم فاولٓئک منکم۔ کیا کوئی بوالہوس اپنا نام احمد یا محمد مشہور کرے تو وہ پیغمبر ہو سکتا ہے؟ کیا حکیم نام رکھنے سے حکمت آ سکتی ہے؟ کیا مولوی نام رکھنے سے علم پڑھا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ حکیم صاحب معانی قرآن شریف کو سمجھتے ہیں اور نہ ان کے پیر مرشد مرزا صاحب۔ اور دیکھئے شروع قرآن مجید میں پروردگار فرماتا ہے: ایّاک نعبد و ایّاک نستعین۔ اگر ہر دو صاحب ایّاک نعبد و ایّاک نستعین کے معنی سمجھتے تو نہ مرزا صاحب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دعاوی افترائی کرتے اور نہ حکیم صاحب دعوی حواریت انصاریت مہاجریت ۔ کوئی شک نہیں کہ آیات ہذا حکیم صاحب و مرزا کے حسب حال ہیں اتامرون النّاس بالبرّ و تنسون انفسکم و انتم تتلون الکتاب افلا تعقلون ..۔ و لا تلبسوا الحقّ بالباطل و تکتموا الحقّ و انتم تعلمون ۔

یاد رہے کہ ہم نے اس غرض کے متعلق آیات بلکہ تمام اغراض کے متعلقہ آیات کل بیان نہیں کئے صرف بطور نمونہ دکھلائے گئے ہیں اگر ایک غرض کے تمام آیات اور تفصیل بھی پوری کی جاوے بموجب منشاء قرآن شریف کے، تو ایک غرض سے ہی کتاب بنتی ہے۔

غرض ششم: اختلافات یہود فی القتل والصلب کے بیان میں

ناظرین کو غرض پنجم مکر یہود میں عیسی کا رفع الی السماء بجسد عنصری ثابت کر چکے ہیں مگر یہ نہیں دکھلایا گیا کہ دوسری جگہ قرآن شریف پارہ ۶ سورۃ نساء رکوع اول میں وما قتلوہ و ما صلبوہ خدا تعالی نے کیوں فرمایا ہے؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ زمانہ آنحضرت ﷺ کے یہود مختلف اعتقاد رکھتے تھے۔ بعض یقین کرتے تھے کہ حضرت عیسیؑ مقتول ہوئے ہیں اور بعض یقین کرتے تھے کہ مصلوب ہوئے ہیں ۔ شروع رکوع میں اللہ تعالی آنحضرت ﷺ کو متنبہ کرتا ہے کہ یہود تجھ کو سوال کرتے ہیں یہ کہ اتارے تو کتاب آسمان سے ۔ تحقیق سوال کیا گیا موسیٰؑ تیرے سوال سے زیادہ۔ یعنی یہود سوال کرتے تھے کہ دکھا ہم کو اللہ روبرو ۔

یسئلک اھل الکتاب ان تنزل علیھم کتاباً من السّماء فقد سألوا موسی اکبر من ذالک .. الخ ۔

ناظرین کو خلاصہ مضمون رکوع ہذا دکھاتے ہیں تاکہ وما قتلوہ و ما صلبوہ کا مطلب حل ہو جاوے ۔ وہ خلاصہ مطلب یہ ہے:

کہ یہودی حضرت موسیٰؑ کو سوال کرتے تھے کہ تو خدا ہم کو ظاہر دکھادے تو پھر ہم تم پر ایمان لاویں گے ۔ حضرت موسیٰؑ نے اس سوال کو قبول کیا اور چند آدمی یہود کے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ خدا دیکھنے کے لئے کوہ طور پر گئے ۔ یہ مفصل قصہ سورہ اعراف میں ہے ۔ پھر وہ تجلی باری تعالی سے بیہوش ہو گئے پھر حضرت موسیٰؑ کی دعا سے ہوش میں آئے لیکن حضرت موسیٰؑ پر پھر بھی ایمان نہ لائے ۔ پھر خدا ان پر کوہ طور کو اٹھا کر گرانے لگا، تب انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے التجا کی کہ اگر یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہاڑ رک جاوے تو ہم تم پر ایمان لاویں گے۔علی ہذا کئی ایک عہد شکنیاں اسی قسم کی حضرت موسیٰؑ کے ساتھ یہود نے کی تھیں۔ پس اسی واسطے اس رکوع میں اللہ تعالی نے علت بیان فرمائی ہے کہ یہود بے وفا قوم ہے اس واسطے ان پر احکام شرعی سخت کئے گئے پھر ان کی بے وفائیاں اور عیوب متعددہ میں سے دو عیب حضرت عیسیٰؑ و مریمؑ کے حق میں بیان فرمائے:

عیب اول: و بکفرھم و قولھم علی مریم بھتانا عظیماً۔

اے ناظرین آپ کو یاد رہے کہ یہودیوں کے عیبوں میں سے اللہ تعالی نے ایک عیب بیان فرمایا جس کو مرزا صاحب نے یہودیوں کی طرح قائم رکھا ہوا ہے۔

عیب دوم: یہود کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰؑ کو ہم نے قتل کرایا چنانچہ یہی اعتقاد ان کا اللہ بیان فرماتا ہے: و قولھم انّا قتلنا المسیح عیسی بن مریم رسول اللّٰہ۔

یہ اعتقاد یہود کا حضرت عیسیٰؑ کے حق میں تھا چونکہ یہ اعتقاد صحیح نہ تھا لہذا پروردگار نے ردّ اعتقاد مذکورہ بالا پر یہ آیت فرمائی:

و ما قتلوہ و ما صلبوہ و لکن شبّہ لھم و انّ الّذین اختلفوا فیہ لفی شکٍ مّنہ ۔ ما لھم بہ من علم الّا اتّباع الظّن ۔ و ما قتلوہ یقیناً ۔بل رّفعہ اللّٰہ الیہ و کان اللّٰہ عزیزاً حکیماً

آیت ہذا سے چھ امر ثابت ہوتے ہیں۔اول، حضرت عیسیٰؑ مارا نہیں گیا۔دوم، مصلوب بھی نہیں ہوا۔ سوم، حضرت عیسیٰؑ کے شک میں کوئی اور شخص پکڑا گیا۔ چہارم، جو لوگ مارے جانے یا قتل ہو جانے کا یقین کرتے ہیں وہ تابع ظن کے ہیں۔یعنی ان کے پاس کوئی سند نہیں، اگر ہے تو وہ غلط ہے۔پنجم،حضرت عیسیٰؑ کو پروردگار نے اپنی طرف اٹھا لیا ہے۔ششم، و کان اللّٰہ عزیزاً حکیماً یہ آیت جوامع الکلم اس مقام پر آیا کرتی ہے جہاں انسان یہ گمان کر سکتا ہے کہ خدا تعالی نے ایسا حکم کس واسطے بھیجا ہے یا ایسا کیوں کیا ہے۔یہی اعتراض بل رفعہ اللّٰہ میں ہوسکتا ہے کہ خدا تعالی نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر زندہ کیوں اٹھا لیا تو اس کے جواب میں یہ جوامع الکلم آیا ہے کہ خدا تعالی غالب حکمت والا ہے چڑھانے یا اٹھانے کی وہی حکمت جانتا ہے۔

اے ناظرین اب آپ کو ثابت ہو گیا ہوگا کہ واقعی اعتقاد مرزا صاحب اور یہود میں کوئی فرق نہیں ویل یومئذٍ للمکذّبین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض ہفتم : مباہلہ مخالفین کے بیان میں

ایک امر بحث طلب ہے جب تک اس امر کا بیان نہ کیا جاوے تب تک غرض مباہلہ معلوم نہیں ہوسکتی ۔ وہ یہ ہے کہ مباہلہ کیوں ہوا ؟ اس لئے کہ بعض یہود کہتے تھے عیسیٰؑ مصلوب اور بعض کہتے تھے مقتول ہوئے اور حضرت عیسیٰؑ کے نا جائز فطرتی ہونے پر کامل یقین تھا ۔ برخلاف یہود کے بعض نصاری حضرت عیسیٰؑ کو خود خدا اور بعض خدا کا بیٹا اور بعض تثلیث کو مانتے تھے ۔ علی ہذا یہود بعض عزیرؑ کو خدا کا بیٹا جانتے تھے اور بعض درویشوں کو ارباب بنا بیٹھے تھے چونکہ غایۃ الغایۃ کتاب الہامی کا توحید کو ثابت کرنا تھا اور یہ دونوں قومیں کفر پر ثابت قدم تھیں لہذا پروردگار نے حضرت محمد ﷺ کو مامور کر کے دونوں قوموں کی تردید اعتقاد کے لئے مبعوث کیا لیکن انہوں نے اپنے اپنے اعتقادات باطلہ کو نہ چھوڑا بلکہ کذاب مفتری شاعر مجنون کا خطاب دیا ۔ چونکہ آنحضرت ﷺ امی تھے لہذا علماء یہود اور نصاری نے اپنا اپنا اعتقاد مذکورہ بالا اظہار کیا چونکہ یہ سب اعتقادات برخلاف اصلیت اور برخلاف توحید تھے لہذا آنحضرت ﷺ نے ان کے اعتقاد کو ردّ کیا ۔ تب یہود اور نصاری عالموں نے مشورہ کر کے اصلیت قصہ حضرت عیسیٰؑ پر بحث کی ۔ جو سوالات دونوں قوموں نے آنحضرت ﷺ پر اس بارہ میں کئے ان کے جواب میں پروردگار نے بذریعہ وحی جبریل جواب نازل فرمائے مگر پھر بھی انہوں نے حق کو اختیار نہ کیا ۔ یعنی یہود بہتان سے باز نہ آئے اور نصاری اپنے اعتقاد سے باز نہ آئے ۔ ہر دو فریق اپنے اعتقاد افراط اور تفریط میں قائم رہے لہذا پروردگار نے حکم مباہلہ کا آنحضرت ﷺ کو ارشاد فرمایا:

فمن حا جک فیه من بعد ما جاء ك من العلم فقل تعا لوا ندع ابناء نا و ابناء کم و نساء نا و نساء کم و انفسنا و انفسکم ثمّ نبتهل فنجعل لعنة اللّٰه علی الکا ذبین

لیکن مخالفین نے مباہلہ کو بھی اختیار نہ کیا اور ساتھ ہی پروردگار نے قصہ حضرت عیسیٰؑ کی تصدیق فرمائی اور معبود واحد کی تصدیق کی چنانچہ میرے مضمون بالا کی آیت ہذا مصدق ہے :

ان هذا لهو القصص الحقّ ۔ و ما من اله الّا اللّٰه ۔ و انّ اللّٰه لهو العزیز الحکیم ۔ فان تو لّوا فانّ اللّٰه علیم بالمفسد ین ۔

جب دونوں قوموں نے مباہلہ کو اختیار نہ کیا اور اپنے اعتقادات باطلہ سے بھی باز نہ آئے تب اللہ تعالی نے یہ فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قل یا اھل الکتا ب تعا لوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الّا نعبد الّا اللّٰہ ولا نشر ک بہ شیئاً و لا یتخذ بعضنا ار با باً من دون اللّٰہ فا ن تو لوا فقولوا اشھدوا با نّا مسلمو ن ۔ (آ ل عمرا ن: ۶۴) (تو کہہ دے اے کتاب والو! ایک بات کی طرف آ ؤ جو ہمارے اور تمہارے میں مساوی ہے یہ کہ ہم تم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا مربی سمجھے۔ پس اگر منہ پھیریں تو کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تابعدار ہیں)

یہی جھگڑا مختلف صورتو ں میں دور تک چلا جا تا ہے پس نتیجہ بحث ہذا کا یہ ہوا کہ یہود اور نصاری نے اپنے اپنے اعتقا دات باطلہ کو نہ چھوڑا جس طرح مرزا صا حب اب یہودیوں کی طرح اعتقاد نہیں چھوڑ تے ۔

غرض ہشتم: اختلاف اعتقاد نصاری بحق عیسیٰؑ کا بیان

اے ناظرین یہاں آیت اعتقاد نصاری وردّ اعتقاد نصاری بیان کئے جاتے ہیں۔

اول وہ جو حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا جانتے تھے و قا لت النّصاری المسیح ابن اللّٰہ۔

جواب: ذ لک قو لھم با فوا ھھم

دوم ۔ جو حضرت عیسیٰؑ کو خدا جانتے ہیں:

لقد کفر الّذین قالوا انّ اللّٰہ ھو المسیح ابن مر یم ۔

جواب: ما المسیح ابن مر یم ا لّا رسو ل قد خلت من قبلہ الرّسل

سوم۔ اعتقاد تثلیث لقد کفر الّذین قا لوا انّ اللّٰہ ثا لث ثلا ثہ ۔

جواب : لا تقو لوا ثلا ثۃ

غرض نہم: احسان باری تعالی کے بیان میں

اذ قال اللّٰہ یا عیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والد تک اذ ایّد تّک بروح القدس تکلّم النّاس فی المھد و کھلاً ۔ و اذ علّمتک الکتا ب و الحکمۃ و التّورا ت و الانجیل و اذ تخلق من الطّین کھیئۃ الطّیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیراً باذنی وتبری الا کمہ و الا برص

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و اذ تخرج الموتی با ذنی و اذ کففت بنی اسرا ئیل عنک اذ جئتھم با لبیّنا ت فقال الّذین کفروا منھم ان ھذا الّا سحر مّبین

اے ارباب بصیرت! مذکورہ بالا آیات سے آپ کو ثابت ہو گیا ہو گا کہ تمام معجزے حضرت عیسیٰؑ کے صحیح ہیں کیونکہ اس موقع پر بطور احسان حضرت عیسیٰؑ کو مخاطب کر کے اللہ تعالی بیان فرماتا ہے۔ نیز ایک ان احسانوں میں سے احسان بندر کھنے بنی اسرائیل کا بیان فرمایا جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نہ مصلوب ہوئے اور نہ مقتول۔

و اذ کففت بنی اسرا ئیل عنک اذ جئتھم با لبیّنا ت فقا ل الّذ ین کفروا منھم ان ھذا الّا سحر مّبین

آیت ہذا سے تین امر ثابت ہوتے ہیں اول، مکر یہود سے حضرت عیسیٰؑ کو خدا نے بچایا، دوم، حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو معجزے دکھائے۔ سوم حضرت عیسیٰؑ کے معجزوں کو یہود نے سحر کہا۔ یہی عقیدہ تمام تصنیفات مرزا صاحب میں پایا جاتا ہے۔ پھر ناظرین غور فرما سکتے ہیں کیا اعتقاد مرزا صاحب اور یہود میں کچھ فرق ہے۔ بے شک مرزا صاحب کو اگر علم ہوتا یہ دعوی ہرگز نہ کرتے۔

غرض دہم: سوالِ باری تعالی بروز قیامت

و اذ قا ل اللّٰہ یا عیسی بن مر یم أأنت قلت للنّاس اتّخذونی و امّی الھین من دون اللّٰہ ۔ قال سبحا نک ما یکو ن لی ان اقو ل ما لیس لی بحقّ ان کنت قلتہ فقد علمتہ ۔ تعلم ما فی نفسی و لا اعلم ما فی نفسک ۔ انّک انت علا م الغیو ب ۔ ما قلت لھم الّا ما امر تنی بہ ان عبدوا اللّٰہ ر بّی و ربّکم و کنت علیھم شھیداً مّا دمت فیھم فلمّا تو فّییتنی کنت انت الرّ قیب علیھم و انت علی کلّ شیء شھید (اور جب کہے گا اللہ اے عیسے بیٹے مریم کے کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو کہ پکڑو مجھ کو اور میری ماں کو معبود سوا اللہ کے۔ کہے گا پاکی تجھ کو، نہیں واسطے میرے کہ کہوں میں وہ چیز کہ نہیں واسطے میرے لائق۔ اگر میں نے کہا ہو گا یہ ان کو پس تحقیق جانتا ہو گا تو اس کو، جانتا ہے تو جو کچھ بیچ میرے خیال کے ہے اور میں نہیں جانتا جو بیچ نفس تیرے کے ہے۔ تحقیق تو ہی جاننے والا ہے غیبوں کا۔ نہیں کہا میں نے واسطے ان کے مگر جو کچھ کہ حکم کیا تو نے مجھ کو ساتھ اس کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہ عبادت کرو اللہ پروردگار میرے اور پروردگار اپنے کی، اور تھا میں ان پر گواہ جب تک رہا میں بیچ ان کے اور جب اٹھالیا تو نے مجھ کو تو ہے نگہبان اوپر ان کے)۔(المائدہ:۱۱۷)

ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ مذکورہ بالا آیات جو کہ بطرز سوال و جواب یعنی سوال باری تعالی اور جواب حضرت عیسیٰؑ مذکور ہوئے ہیں ان میں تین امر بحث طلب ہیں۔ اول، اسی رکوع سورۃ مائدہ میں یہ سوال جواب کیوں ہوئے۔ امر دوم، پروردگار نے حضرت عیسیٰؑ کو شروع میں یہ کیوں فرمایا، کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو پکڑو مجھ کو اور والدہ میری کو دو معبود سوا اللہ کے۔ امر سوم: مضمون سوال و جواب باری تعالی کی غرض کیا ہے۔

اگر ہم ان امور کو مفصل بیان کریں تو یہ بھی ایک کتاب بن جائے گی۔ لہذا صرف لفظ تو فّیتنی کا مطلب ناظرین کو دکھلاتے ہیں وہ یہ ہے کہ معنی تو فّیتنی کا اگر اس جگہ بھی اٹھالینا عیسیٰؑ کا بجسد عنصری نہ ہوتا تو ضرور لفظ موت کا یہاں استعمال ہوتا اس لئے کہ یہ لفظ مشبہ المعنی تھا جیسا کہ ہم اسی لفظ کو بہت معنوں کے لئے قرآن شریف میں غرض پنجم مکر یہود میں مفصلاً دکھا چکے ہیں پس ثابت ہوا کہ تو فیتنی کا معنی قصہ عیسیٰؑ میں فوت ہونے کی نہیں معاذ اللہ فوت ہونا حضرت عیسیٰؑ کا یہودیوں کا اعتقاد تھا نہ اہل اسلام کا۔ دوم رکوع ۱۶ جس میں ہم بحث کر رہے ہیں اور رکوع ۱۵ جو ماقبل ۱۶ کے ہے اس میں پروردگار نے اپنے تمام احسانات میں سے ایک احسان حضرت عیسیٰؑ کا مکر یہود سے بچانا ہے و اذ کففت بنی اسرا ئیل عنک۔ پس آیت ہذا سے بھی ثابت ہوا کہ تو فیتنی کا معنی اٹھالینے کے ہیں کیونکہ رکوع ۱۵ جہاں ختم ہوتا ہے اور رکوع ۱۶ شروع ہوتا ہے وہاں وقف کافی ہے یعنی مضمون ماقبل اور مابعد کا ملتا ہے۔

قادیانی کی خود غرضیوں کا بیان

خود غرضی اول: دعوی مسیحیت میں

مرزا صاحب نے دعوی مسیحیت میں چار غلطیاں کی ہے۔

غلطی اول۔ مسیح کا لفظ عبرانی ہے معنی اس کا جس کے ہاتھ لگانے سے لاعلاج مریض اچھے ہوں یا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مردے زندہ ہوں۔ یہی اوصاف عیسیٰؑ کے قرآن سے ثابت ہوتے ہیں و ابری الاکمہ و الابرص و احی الموتی باذن اللّٰہ۔ پس قرآن شریف سے مسیح کا صحیح معنی یہی ثابت ہوا جو ہم نے بیان کیا ہے۔ نہ سیاحت جو کہ مرزا صاحب نے سمجھے ہیں۔ قرآن شریف سے ثابت نہیں اور نہ ہی سیاحت موصوف کے لئے صفت ہے جب کہ مرزا صاحب میں مسیحیت کے اوصاف نہیں تو دعوی کیوں کر کر سکتے ہیں۔

اب ہم اسم مسیح کی غرض بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے زمانہ حضرت مسیح میں طبیبوں کا بڑا زور تھا اور اپنے علم و تجربات کا ان کو نہایت ہی گھمنڈ تھا حتی کہ صفات الوہیت کو دعوی طب سے چھوڑتے جاتے تھے چونکہ پروردگار کو اپنی قدرت کاملہ کا اظہار اور طبیبوں کو عاجز کرنا منظور تھا لہذا خدا تعالی نے حضرت عیسیٰؑ بن مریم کو دو خواص برخلاف فطرت انسانی کے بخشے۔ اول بن باپ پیدا ہونا۔ دوم شفا بے علاج ادویہ ہونا۔ یہ دونوں خواص طبیبوں کے نزدیک غیر ممکن تھے جن کو خدا نے عیسیٰؑ کی فطرت میں ممکن کیا اور فرمایا کہ یہ میری قادریت کا نشان ہے جیسا کہ و جعلنا ھا و ابنھا آیۃ للعالمین سے ثابت ہے۔ علی ہذا موافق ضرورت زمانہ کے ہر پیغمبر کو خواص جدا جدا دیئے گئے جیسے کہ زمانہ حضرت موسیٰؑ میں ساحروں کا زور تھا ان کے عاجز کرنے کو خواص ید بیضاء اور عصا حضرت موسیٰؑ کو خدا تعالی نے عطا فرمائے اور ساحران کو عاجز کیا۔ دیکھو

فغلبوا ھنا لک و انقلبوا صاغرین و القی السّحرۃ ساجدین قالوا آمنا بربّ العالمین ربّ موسی و ھارون۔

اور زمانہ آنحضرت ﷺ میں شاعروں کا زور تھا ان کے عاجز کرنے کو حضرت رسول اللہ ﷺ امی خدا تعالی نے پیدا کئے جو ایک بڑے تعجب کی بات تھی اس پر بھی مخالف شک کرنے لگے جیسا کہ آیت ہذا سے ثابت ہوتا ہے قال الّذین کفروا ان ھذا الّا افک ن افتراہ و اعانہ علیہ قوم آخرون۔ (فرقان) واضح ہو کہ یہ قول اللہ تعالی نے کفار کا بیان فرمایا ہے۔ یہودی برخلاف کفار کہتے تھے کہ یہ قرآن کہانیاں ہیں پہلوں کی جیسا کہ پروردگار یہود کا قول بیان فرماتا ہے و اذا تتلی علیھم آیاتنا قالوا قد سمعنا لونشاء لقلنا مثل ھذا ان ھذا الّا اساطیر الاولین۔ (انفال) لیکن یہود کے ردّ میں اللہ تعالی نے قرآن میں بہت جگہ فرمایا ہے کہ ایک سورت لاؤ مثل اس کی۔ دس سورتیں لاؤ مثل اس کے۔ آخر یہ فرمایا اے محمد ﷺ یہود کو کہدے کہ اگر اکٹھے ہوں تمام آدمی اور تمام جن اس غرض سے کہ بناویں مثل اس قرآن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نہ بنا سکیں گے مثل اس قرآن کے بے شک اگر چہ ہوویں بعض ان کے واسطے بعض کے مددگار۔ پھر کفار اور یہود تہمت شاعری کی آنحضرت ﷺ کو دینے لگے اس کے جواب میں اللہ تعالی نے تردید فرمائی کہ ہم نے محمد ﷺ کو شعر نہیں سکھایا اور نہ لائق ہے واسطے اسکے کہ شعر کہے۔ نہیں وہ قرآن مگر نصیحت ظاہر۔ و ما علّمناہ الشّعر و ما ینبغی لہ ان ھو الّا ذکر و قرآن مبین

ارباب بصیرت پر مخفی نہ رہے کہ معجزہ اور خواص میں صرف لفظی فرق ہے مثلاً اگر امر غیر ممکن یعنی خارق عادت پیغمبر سے صادر ہو تو اس کا نام معجزہ ہے اور اگر وہی کسی ولی اللہ سے ظاہر ہو تو اسکا نام کرامت ہے۔ اگر یہی فعل حکیم سے صادر ہو تو اس کا نام حکمت ہے۔ اگر یہی فعل عام آدمی سے صادر ہو تو اس کا نام دانائی ہے۔ اگر یہی فعل کسی مخالف شرع سے صادر ہو تو اس کا نام استدراج ہے (مثل جوگیوں کے قوم ہنود سے) یا سحر۔ پس جو لوگ معجزوں کے منکر ہیں حقیقت میں ان کو علم خواص الاشیاء کا نہیں۔ جب اختلاف فطرت ہم مشاہدہ سے دیکھ رہے ہیں پھر معجزہ سے انکار کرنا علانیہ غلطی ہے۔ اب ہم اختلاف فطرتی بالمشاہدہ بیان کرتے ہیں مثلاً سنگ مقناطیس کا حدید کو جذب کرنا، بوٹی لاجونتی کا سایہ مرد سے مرجھانا، مچھلی کا خشکی میں مرنا، سم الفار کا حیوانات کے لئے قاتل ہونا، تریاق کا رفع سم کے لئے مفید ہونا، تمبا کو ہر تیج کا معطس ہونا، حب الملوک کا مسہل ہونا، افیون کا قابض ہونا، پانی کا مبرد، آتش کا محرق، افتیمون کا بغیر بیج کے نمود کرنا، طوطا مینا کا کلام کرنا، حیوان مذکور کا اپنے مادہ حاملہ کا تمیز کرنا انسان کا تمیز نہ کرنا، یہ سب بدیہی دلائل تفاوت فطرتی ہیں اسی کا نام ہے خاصۃ الشیء لو جد فیہ و لا یو جد فی غیرہ۔ پس ثابت ہوا کہ مردوں کا زندہ کرنا حضرت عیسیٰؑ کا خاصہ تھا۔ اور شق القمر و معراج بجسد عنصری کرنا حضرت محمد ﷺ کا خاصہ تھا بے شک اللہ تعالی قادر ہے انّ اللّٰہ علی کلّ شیء قدیر۔

غلطی دوم۔ مرزا صاحب! مسیح اسم حضرت عیسیٰؑ بن مریم کو قبل از تولد خدا تعالی کی طرف سے عطا ہوا ہے دیکھو آیت:

یا مریم ان اللّٰہ یبشّرک بکلمۃ مّنہ اسمہ المسیح عیسی بن مریم .. الخ

اور ساتھ ہی یہ صفات بھی خدا تعالی نے عیسیٰؑ کے حق میں بیان فرمائے ہیں، عزت والا دنیا و آخرت میں، مقرب، تولد کے روز ہی باتیں کرنے والا، نیکوکار، واقف خواص اشیاء، تورات اور انجیل کو بغیر پڑھے پڑھنے والا، پیغمبر بنی اسرائیل کا، خدا کے اذن سے جانور پیدا کرنے والا، مادرزاد اندھوں کو اچھا کرنے والا، سخت برص کو اچھا کرنے والا، بفضلہٖ مردوں کو زندہ کرنے والا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بفضلہ کھائی گئی چیزوں کو بتا نے والا، بفضلہ پوشیدہ چیزوں کو بتانیوالا ۔ مرزا صاحب! عیسیٰؑ بن مریم کو خدا تعالی نے یہ صفات عطا فرمائے ہیں اسی واسطے نام مسیح رکھا ہے جو اسم با مسمی ہونے کی دلیل ہے۔ آپ کا نام غلام احمد ہے کیا آپ کے نام کوئی سورۃ ہے کیا آپ کی والدہ کے نام کوئی سورۃ ہے کیا آپ کی والدہ کی قرآن میں خدا نے تعریف کی ہے ۔ ہم اس لئے پوچھتے ہیں کہ مریم کی خدا نے تعریف کی ہے ۔ تعریف بھی ایسی کی ہے کہ کسی اور پیغمبر کی والدہ یا بیوی کی نہیں کی ۔ دیکھئے آیت:

و اذ قا لت الملا ئكة يا مر يم انّ اللّٰه اصطفا كِ و طهّر كِ و اصطفاكِ على نسا ء العا لمين

پس ثابت ہوا کہ آپ ہی اپنا نام رکھنے والے ہو لیکن اپنے آپ نام رکھنے سے صفات نام کا مدعی نہیں ہوسکتا ۔ ہم اس مسئلہ کو تمثیلاً سمجھاتے ہیں مثلاً ایک بوالہوس اپنا نام وائسرائے مشہور کرتا ہے مگر نام وائسرائے سے اختیار اصل وائسرائے کے ہرگز حاصل نہیں کرسکتا ۔ علی ہذا مرزا صاحب دعوی مسیح سے صفات کے مدعی مسیح نہیں ہوسکتے ۔ مرزا صاحب! حضرت عیسیٰؑ کے حق میں خدا تعالی فرماتا ہے کہ کہو ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور جو کچھ اتارا گیا طرف ہماری اور جو کچھ اتارا گیا طرف ابراہیمؑ کی اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور اولاد اس کی کے اور جو کچھ دیئے گئے موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور جو کچھ دی گئی پیغمبروں کو پروردگار اپنے سے، اور کہو نہیں جدائی ڈالتے درمیان کسی کے ان میں سے اور کہو ہم واسطے اس کے فرمان بردار ہیں دیکھو آیت:

قو لوا آ منّا با للّٰه و ما انز ل الينا و اما انز ل الى ابرا هيم و اسماعيل واسحاق و يعقوب وا لاسبا ط و ماا و تى موسى و عيسى و ما اوتى النّبيّون من ر بّهم لا نفرّ ق بين ا حدٍ مّنهم و نحن له مسلمو ن ۔

خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ ایمان لایا جاوے اللہ کے ساتھ پھر قرآن کے ساتھ پھر جو کچھ دیئے گئے تمامی پیغمبر، اور کسی پیغمبر میں فرق بھی نہ کیا جاوے، سب کی اطاعت یکساں کی جاوے، مرزا صاحب کیا اس آیت سے حضرت عیسیٰؑ اور مریمؑ پر بہتان لگانے کا حکم ہے جو آپ لگاتے ہیں ۔

غلطی سوم ۔ مرزا کو کوئی مشابہت مسیح ابن مریم کے ساتھ نہیں یعنی نہ تو آپ قوم یہود میں سے ہیں نہ آپ کا نام خدا کی طرف سے مسیح ابن مریم ہے بلکہ جبلی نام غلام احمد ۔ غرض آپ کا دعوی قرآن شریف سے ہرگز سچا نہیں لہذا آپ مصداق ہیں و يل يو ميذٍ للمكذ بين کے

غلطی چہارم : مرزا صاحب عیسیٰؑ بن مریم کے حق میں خدا تعالی فرماتا ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان ھو الّا عبد انعمنا و جعلناہ مثلاً لبنی اسرا ئیل ۔ و لو نشا ء لجعلنا منکم ملا ئکۃ فی ا لارض ... و انّہ لعلم للسّا عۃ فلا تمتر ن بھا و اتّبعو ن ھذا صرا ط مستقیم

آیت ہذا سے یہ امور ثابت ہوتے ہیں ۔حضرت عیسیٰؑ پرانعام، یادگار نبی اسرائیلی، صفات ملائکہ، حضرت عیسیٰؑ کا پھر آنا نشان قیامت کا ہے۔

اس زمانہ کے یہود پیغمبر کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ کے پھر آنے کی نسبت مرزا صاحب کی طرح منکر تھے لہذا پروردگار نے و انہ لعلم للسا عۃ کے ساتھ فلا تمتر ن بھا بھی فرمایا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ آنے پر یقین نہ کرتے تھے لیکن حضرت عیسیٰؑ کا پھر آنا ضمیر بھا سے ثابت ہوتا ہے۔ ناظرین مطلع رہیں کہ ضمیر بھا کا مرجع علامت ہے نہ نفس عیسی ، یہی دلیل قوی ہے پھر آنے حضرت عیسیٰؑ پر، لہذا پروردگار نے بعد اس کے ھذا صرا ط مستقیم فرمایا، ناظرین غور کرو پھر غور کرو۔مرزا صاحب کے حق میں نہ تو خدا تعالی نے انعام کا وعدہ کیا نہ نمونہ واسطے بنی اسرائیل کے ہوئے۔اور نہ فرشتوں کی سی صفات دیئے گئے نہ آپ کا آنا قیامت کا نشان ہو، اور نہ عیسیٰؑ بن مریمؑ کی طرح خطاب کلمۃ اللہ و روح اللہ و مسیح عطا ہوئے تو پھر آپ کا دعوی کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ ایضاً عیسیٰؑ بن مریمؑ کے حق میں خدا تعالی فرماتا ہے، نہیں کوئی اہل کتاب مگر ضرور ایمان لاوے گا عیسیٰؑ ابن مریم کے ساتھ قبل مرنے اس کے کے : و ان من اھل الکتا ب الّا لیو منّ بہ قبل مو تہ (نسا ء)

مرزا اپنے گریبان میں منہ ڈالو، آپ کے دعوی مسیحیت پر ابھی تک کوئی اہل کتاب بلکہ مسلمان بھی ایمان نہیں لائے.. جب سے حضور کا دعوی مسیح موعود ہوا ہے تب سے طاعون آپ کی برکت کا نشان ہے اور جو آپ کے الہاموں نے مسلمانوں کو فائدہ دیا ہے خصوصاً الہام عبداللہ آتھم و لیکھ رام وغیرہ وہ تو اظہر من الشّمس ہے۔ ناظرین کو مفصلاً سمجھایا جاتا ہے کہ جس روز عبداللہ آتھم تاریخ الہامی مرزا صاحب پر فوت نہ ہوا، ہر شہر میں پادریوں اور پنڈتوں نے اسلام پر سخت ناجائز الفاظ استعمال کئے خصوصاً گوجرانوالہ میں تو ایک ممثل مرزا صاحب بنا کر منہ سیاہ کیا اور اس کی پیشانی پر سفید حرفوں سے مرزا قادیانی تحریر کیا، پھر اس کو گدھے پر الٹے منہ بٹھا کر تمام بازاروں میں باجوں کے ساتھ پھرایا۔ دوسرا الہام مرزا صاحب لیکھ رام کی بابت، اس الہام کا مسلمانوں کو یہ فائدہ ہوا کہ ہزارہا مسلمان بعوض لیکھ رام ناحق شہید ہو گئے اور مسلمان اور پیغمبر ﷺ اور اہل پیغمبر ﷺ پر سخت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناجائز ہجو کی گئی اور ہندوؤں اور عیسائیوں اور مسلمانوں میں سخت تفرقہ پڑ گیا جس کی بنا روز بروز ترقی پر ہے۔ دیکھو تصنیف امہات المومنین اور تکذیب براہین احمدیہ مؤلفہ پنڈت لیکھ رام۔

ارباب بصیرت پر مخفی نہ رہے کہ بطفیل حضرت مرزا صاحب اسلام اور مسلمانوں کو اس قدر ضعف پہنچا ہے جس کو قلم تحریر نہیں کر سکتی لیکن پادریوں اور پنڈتوں کو واضح رہے کہ اسلام اور مسلمانوں کا یہ ہرگز منشا نہیں جو مرزا صاحب لکھتے ہیں، اگر قصور ہے تو مرزا صاحب کا نہ مسلمانوں اور اسلام کا۔ کیونکہ مسلمان مولویوں نے تو مرزا صاحب پر کفر کے فتوے دیئے ہوئے ہیں۔

حضرت مرزا جی! اپنے گریبان میں منہ ڈالو آپ کو کیا استحقاق ہے مسیحیت سے۔ آپ کے دوست اور امام (لیکن) مرید، حتی کہ رشتہ دار جو کئی سال سے آپ کے جان فدا ہیں، دو مرضوں میں مبتلا ہیں۔ ایک تو ان کا پاؤں نہیں چلتا۔ دوسرا ایک آنکھ کی بصارت نہیں۔ حضور سے اتنے عرصہ میں ایک مرض بھی رفع نہ ہوئی۔ پھر افسوس ہے آپ کے دعوی مسیحیت پر۔ اب آپ کو مناسب ہے کہ نفس امارہ کے برخلاف چلیں اور اپنی غلطیوں کا اقرار کر کے مشتہر کریں۔ میں صرف آپ کے دوزخ کے بچاؤ کے لئے کہتا ہوں دیکھیں اللہ تعالی ایسے لوگوں کے حق میں کیا فرماتا ہے:

ویل لکل افاكٍ اثیم۔ یسمع آیات اللہ تتلی علیه ثم یصر مستکبراً کان لم یسمعها فبشره بعذاب الیم۔ (جاثیه)

ویل یومئذ للمکذبین

خود غرضی دوم: دعوی مہدویت

اس دعوی مرزا میں تین سوال پیدا ہوتے ہیں:

اول۔ اس وقت تین مدعی مہدی اور بھی سنے جاتے ہیں مہدی سوڈان۔ مہدی کابل، مہدی کوئٹہ۔ چوتھا دعوی حضور مرزا کا ہے۔ نہ معلوم آپ سچے ہیں یا وہ۔

دوم: مرزا صاحب کے معاً چار دعوے ہیں مسیحیت، مہدویت، امامیت، مجددیت۔ لیکن اس سے پہلے کسی نبی اور رسول نے نہیں کئے۔

سوم: مرزا صاحب کا بروزی طور پر رسولی دعوی بھی ہے۔ اور ساتھ ہی قرآن کا حوالہ دیتے ہیں۔ دیکھو و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد۔ اسم احمد سے مرزا صاحب اپنا اسم نکالتے ہیں لیکن اس میں مرزا صاحب نے تین غلطیاں کی ہیں۔ اول یہ کہ مرزا کا نام غلام احمد ہے،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ احمد، دوم یہ کہ مرزا صاحب نے ماقبل اور مابعد آیت کا چھوڑ دیا اس لئے کہ دعوی میں نقص آتا تھا ۔ ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ یہ بحث جو ہم بیان کر رہے ہیں سورۃ صف پارہ ۲۸ میں مذکور ہے ۔شروع سورۃ ہذا میں پروردگار مسلمانوں کو فرماتا ہے کہ جو بات تم نہیں جانتے اس کا دعوی نہ کرو ۔ دعوی کرنا بہت بری بات ہے نزدیک اللہ کے ۔ اور بعد اس کے پروردگار نے قوم موسی کا حال تمثیلاً بیان فرمایا کہ قوم نے موسی کو ایذا دینی شروع کی تھی بعوض اس ایذا کے پروردگار نے قوم موسی کو ایذا دی ۔ یہ مفصل قصہ سورۃ اعراف و مائدہ و بقر میں ہے ۔ پھر اس کے بعد پروردگار نے عیسیٰؑ کی تمثیل بیان فرمائی کہ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰؑ کی تکذیب کی حالانکہ عیسیٰؑ بنی اسرائیل کو سمجھا رہے تھے کہ میں رسول، اللہ کا ہوں طرف تمہاری، ماننے والا ہوں واسطے اس چیز کے جو آگے میرے ہے توراۃ سے اور خوش خبری دینے والا ہوں ساتھ اس پیغمبر کے جو آوے گا پیچھے میرے جو نام اس کا احمد ہے۔ پس جب آیا ان کے پاس پیغمبر ساتھ ظاہر دلیلوں کے کہا انہوں نے یہ جادو ظاہر ہے ۔ دیکھو:

و اذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انّی رسول اللّٰہ الیکم مصدقاً لّما بین یدیّ من التّوراۃ و مبشّراً برسولٍ یّاتی من بعدی اسمہ احمد ۔

ناظرین اس آیت میں خدا، حضرت عیسیٰؑ کا قول بیان فرما رہا ہے کہ اس طرح عیسیٰؑ نے اپنی قوم کو کہا، لیکن انکار عیسی کی قوم کا سورۃ مائدہ میں بیان ہے ۔ یہ صرف مسلمانوں کو تہذیب سکھلانے کیلئے خدا تعالی نے فرمایا کہ اپنے پیغمبر کا انکار اور دعوی بے جا جس کا علم نہ ہو، نہ کیا کریں مابعد کی آیت میں پروردگار ان یہودیوں کو جو عیسائی مذہب رکھتے تھے ضمیر غائب کے ساتھ تنبیہاً یاد دلاتا ہے کہ عیسیٰؑ نے خبر دی تھی کہ میرے بعد پیغمبر احمد ﷺ آئے گا جو کہ محمد رسول اللہ سے مراد ہے اور مابعد کی آیت کے حصہ میں اللہ تعالی نصاری کو فرماتا ہے کہ جب پیغمبر ﷺ ان کے پاس احکام قرآن شریف لایا تو انہوں نے کہا یہ سحر ظاہر ہے، یہ کیوں کہا اس لئے کہ محمد ﷺ امی تھے باوجود امی ہونے کے احکام قرآن مجید سناتے تھے تو بوجہ پیغمبری آنحضرت ﷺ کو تہمت سحر کی دیتے تھے فلما جاء ھم بالبینات قالوا ھذا سحر مبین ۔ آیت ہذا کی مابعد آیات میں پروردگار نے اس تہمت سحر کی تردید فرمائی اور اپنے مامور محمد ﷺ کی تصدیق فرمائی کئی ایک مثالوں میں ۔ پس ثابت ہوا کہ اسم احمد سے مراد غلام احمد قادیانی نہیں ہے و یل یو مئذ للمکذّبین ۔

غلطی سوم: مرزا صاحب! اسم احمد، یسٓ، طٰہٰ، مزمل، مدثر، حضرت محمد ﷺ کے خدا کی طرف سے اسم خطابی ہیں جیسا کہ عیسی بن مریم کے ہیں روح اللہ کلمۃ اللہ روح القدس مسیح ۔ فرماویں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ غلام کو اڑا کر احمد کے مدعی بن بیٹھے۔ ایسے جھوٹے دعوی یہودی عالم کرتے تھے دیکھو آیت:

و یقو لو ن ھو من عند اللّٰہ ۔ و ما ھو من عند اللّٰہ ۔ و یقولون علی اللّٰہ الکذ ب و ھم یعلمو ن

خودغرضی سوم: دعوی امامیت میں

مرزا صاحب نے دعوی امامیت تو کیا مگر غلط کیونکہ امام کا معنی قرآن بھی ہے جیسا کہ خدا تعالی نے فرمایافی امامٍ مبین ۔ پھر مرزا صاحب قرآن کس طرح بن سکتے ہیں۔

دوم۔ امام بمعنی پیغمبر بھی آیا ہے جیسا کہ یو م ندعوا کل اناسٍ با ما مھم سے پیغمبر مراد ہے۔ بے شک مرزا صاحب نے پیغمبری کا دعوی کیا مگر کوئی کتاب الہامی یعنی آسمانی نہیں لائے، لہذا دعوی صحیح نہیں۔

سوم ۔ بے شک نماز پڑھانے کو بھی امام کہا جاتا ہے اگر ان معنوں سے مرزا صاحب امام ہیں تو بھی صحیح نہیں کیونکہ مرزا تو کبھی جماعت کراتے ہی نہیں بلکہ مرزا کا امام مولوی عبدالکریم ہے ۔لہذا مناسب ہے کہ دعوی امامیت کو مولوی عبدالکریم صاحب کے حوالے کریں۔

چہارم ۔ایک امام اور بھی ہوتا ہے جس کو مجتہد بھی کہتے ہیں جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ بن حنبل ۔ چونکہ مرزا صاحب نے بجز فساد کے شریعت محمدی میں کوئی اجتہاد نہیں کیا، صرف دعوی ہی دعوی ہے پس ثابت ہوا کہ تمام دعاوی مرزا صاحب کے جھوٹے ہیں۔ دعوی سچا وہ ہوتا ہے جس کو خدا تعالی سچا فرماوے آؤ ہم سچا مدعی دکھاویں:

یس۔ و القر آ ن ا لحکیم ۔ انک لمن المر سلین

خود غرضی چہارم: الہام و دعائے بد میں

اے ناظرین دشمن کی بددعا سے اگر خدا تعالی اپنا قانون بدلنے لگتا تو جہان فنا ہو جاتا۔ یہ مرزا صاحب کی خلل دماغی کا نتیجہ ہے جو کہ وہ اپنے ناصح کو بددعائیں دیتے ہیں۔ افسوس کہ مرزا صاحب خودغرضی کی وجہ سے حکم قرآن شریف کو بھول جاتے ہیں:

و الکا ظمین الغیظ والعا فین عن النّاس و اللّٰہ یحبّ المحسنین ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خودغرضی پنجم : طاعون میں

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ طاعون اس لئے ہندوستان پنجاب میں پڑا کہ لوگ مجھے مسیح موعود نہیں مانتے ۔اس دعویٰ میں مرزا جی نے کئی غلطیاں کی ہیں ۔

غلطی اول ۔مرزا صاحب کا دعویٰ قرآن شریف سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ مرزا جی خود حکم و اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرّسول کے برخلاف کررہے ہیں ۔

غلطی دوم ۔ ہر بیماری کے لئے اسباب قدرتی ہوتے ہیں جب کہ وہ اسباب جس جگہ میں مہیا ہو جاتے ہیں وہاں بیماری شروع ہو جاتی ہے ۔دیکھیں ہزار ہا دیہات ہندوستان پنجاب میں ایسے ہیں جہاں طاعون کا نام ونشان بھی ابھی تک نہیں ہوا اور انشاء اللہ بعض گاؤں ایسے بھی محفوظ رہیں گے جو وہاں طاعون نہ ہوگا ۔

غلطی سوم ۔ مرزا صاحب ہندوستان اور پنجاب میں ہزار ہا گاؤں ایسے بھی موجود ہیں جو مرزا صاحب کے نام ونشان سے بھی واقف نہیں لیکن طاعون سے تباہ اور ویران ہو گئے ہیں ۔ہم مرزا سے پوچھتے ہیں کہ ان کی کیا خطا ہے ۔معہذا مرزا صاحب نے اپنی تحریروں میں اپنے مریدوں کے محفوظ رہنے کی پیش گوئی کی ہے حالانکہ ہر ایک شہر میں جہاں طاعون پڑا ہے مرزائی لوگ بھی اس کا شکار ہو چکے ہیں ۔ غالباً مرزا صاحب اس کی وجہ یہ بتلاویں گے کہ وہ لوگ خالص الایمان نہ تھے جیسا کہ وہ خود اس پیش گوئی میں بطور حفظ ما تقدم لکھ چکے ہیں ۔ الغرض بیماری طاعون کے اصل اسباب سماوی اور ارضی ہیں، گو بعد اس کے کرم پیدا ہو جاتے ہیں ۔مرزا صاحب کی بددعا کا کوئی اثر نہیں ۔افسوس مرزا صاحب خودغرضی کی وجہ سے دعویٰ قادریت خدا تعالیٰ کو بھی بھول گئے :

ولکن اللّٰہ یفعل ما یرید ۔انّہ فعّال لما یرید ۔

خودغرضی ششم : وجہ تسمیہ دارالامان قادیان کے بیان میں

افسوس مرزا صاحب نے یہ نہ سوچا کہ قادیان ، دارالامان کن معنوں سے بن سکتا ہے ۔ موت حیات اور تکلیفات کا سلسلہ وہاں بدستور ہے ۔الغرض دارالامان اسم بامسمیٰ نہیں ۔اے مرزا صاحب دارالامان اور دارالحرام وہ ہے جس کو پروردگار نے دارالامان کے لفظ سے یاد فرمایا:

و اذ جعلنا البیت مثابةً للنّاس و امناً ، و لا آمین البیت الحرام ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خودغرضی ہفتم: اشاعت اشتہارات کے بیان میں

ہم اس کی تفصیل نہیں کرتے ناظرین خود غور فرما سکتے ہیں کہ اشاعت اشتہارات سوائے شہرت مرزا صاحب کے مخلوق کو کیا فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔

خودغرضی ہشتم: چندہ مینار کے بیان میں

اے ارباب بصیرت! مرزا صاحب نے مسیح موعود کی تصدیق من گھڑت میں صرف اپنے آپ کو ہی نقصان نہیں پہنچایا بلکہ چندہ مینار دینے والوں کو بھی ساتھ زمرہ مبذرین سے بنایا۔

و آت ذا لقربی حقّه و المساکین و ابن السّبیل ولا تبذّر تبذیراً۔ انّ المبذّرین کانوا اخوان الشّیاطین و کان الشّیطان لربّه کفوراً

اے حضرت مرزا صاحب! خداتعالی کا حکم اول قرابتیوں بعد مسکینوں بعد مسافروں کو خرچ کرنا فرماتا ہے، حضور کے قرابتیوں کی زمین بلکہ مکان بھی ان کے ڈپٹی مرزا اعظم بیگ مرحوم کے پاس رہن و بیع ہیں اگر آپ خودغرض نہ ہوتے تو پہلے آپ قریبیوں پر احسان اور مروت فرماتے۔ یہی آپ کے کذب دعوی پر دلیل کافی ہے۔

خودغرضی نہم: تصانیف کے بیان میں

اے ارباب بصیرت! جائے غور ہے کہ احکام شرعی کیلئے مسلمانوں کو قرآن اور حدیث و فقہ کافی ہیں۔ پھر مرزا کی تصنیف کی غرض وجہ معاش نہیں تو کیا ہے بلکہ مرزا بوجہ تصنیف خود حکم آیت ہذا کے مصداق ہیں: و من لم یحکم بما انزل اللّه فا ولئک هم الکافرون۔

خودغرضی دہم: تجارت تصاویر کے بیان میں

اے مسلمانو! پروردگار نے قرآن شریف کو رفع شرک کے واسطے نازل فرمایا ہے جابجا قرآن شریف رفع شرک پر زور دیتا ہے۔ کیا تصویر مرزا صاحب بت ودسواع یغوث نسر سے آپ لوگ کم سمجھتے ہیں۔ مرزا صاحب اور مرزا صاحب کے تصاویر پرستوں سے پوچھتا ہوں کہ سوا مشرک بنانے کے تصویر مرزا صاحب کیا فائدہ دیتی ہے۔ افسوس اگر مرزا صاحب کو علم قرآن ہوتا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توبذریعہ تصویر اپنی کے لوگوں کو مشرک نہ کرتے ۔ دیکھو اللہ تعالی کیا فرماتا ہے:

یا ایھا النّاس ضرب مثل فاستمعوا لہ ۔ انّ الّذین یدعون من دون اللّٰہ لن یّخلقوا ذبابا و لو اجتمعوا ۔ و ان یسلبھم الذّباب شیئاً لا یستنقذوہ منہ۔ ضعف الطّالب و المطلوب ۔

اے مسلمانو! اللہ تعالی کو خلوص دل سے ایک جانو ۔ خود مرزا یا تصویر مرزا ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے ہیں اور اگر مکھی ان کی کوئی چیز لے جاوے تو چھڑا بھی نہیں سکتے ۔

خودغرضی یازدہم: کالج قادیانی کے بیان میں

صاحب بصارت پر کیفیت کالج قادیانی مخفی نہیں۔ علاوہ تشہیر مذہب اختراعیہ افترائیہ مرزائیہ کی تخم ریزی کی بنا ہے۔ اے اہل اسلام خودغرض عالم اور درویش، لوگوں کا مال کئی باطل طریقوں سے کھاتے ہیں ۔ دیکھو قرآن میں ہے یا ایّھا الّذین آمنوا انّ کثیراً من الاحبار و الرّھبان لیاکلون اموال النّاس بالباطل و یصدّون عن سبیل اللّٰہ

خودغرضی دوازدہم: اتہام مریم علیہا السلام کے بیان میں

مرزا صاحب مریم کو اپنی قلم سے یہودیوں کی طرح لکھتے ہیں کہ مسّ شیطان سے پاک نہیں ۔ اور خدا مریمؑ کے حق میں فرماتا ہے برگزیدہ کیا تم کو اور پاک کیا تم کو جہان کی عورتوں پر

و اذ قال الملائکۃ یا مریم انّ اللّٰہ اصطفاكِ و طهّركِ و اصطفاكِ علی نساء العالمین

ناظرین کیا مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے جس طرح مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں ۔

خودغرضی سیزدہم: اتہام حضرت عیسیٰؑ کے بیان میں

حضرت عیسیٰؑ کو مرزا صاحب پیغمبر نہیں مانتے ایک راست باز آدمی لکھتے ہیں وہ بھی نیک ظنی کے لفظ سے نہ دلی اعتقاد سے اور اپنے رسالہ میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اور اس کی والدہ مسّ شیطان سے پاک نہیں ۔ اور رفع الی السماء نہیں مانتے بلکہ فوت ہو کر کشمیر میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدفون قرار دیتے ہیں۔ یہی تمام اعتقادات اہل یہود کے تھے ان کی تردید ہم سابقاً بیان کر چکے ہیں یہ اعتقاد تو مرزا صاحب کا ہے اور خدا تعالیٰ و جیھاً فی الدّنیا و الآخرۃ و من المقرّبین۔ نیز و رسولاً الی بنی اسرائیل فرماتا ہے۔

قادیانی بے علمی از معانی و مضمون بندی قرآن

مرزا صاحب رسالہ دافع البلاء ورق اخیر پر متضاد کلمات اوصاف نسبت حضرت عیسی کے بیان فرماتے ہیں جس کے پڑھنے سے ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کو علاوہ بے علمی کے خلل دماغ بھی ہے۔ وہ متضاد کلمات یہ ہیں: حضرت عیسیٰؑ منجی نہیں راست باز آدمی ہے مگر راست بازی بھی ظنی طور پر نہ یقینی۔ شرابی، فاحشہ عورتوں کا مال کھانے والا بے تعلق عورتوں سے تعلق رکھتا تھا۔ الغرض مسّ شیطان سے خالی نہیں۔ یہ کلمات تمام مرزا صاحب کی عبارت رسالہ دافع البلاء کا خلاصہ ہے۔ اور ساتھ ان بہتانوں کے یہ آیت حضرت عیسیٰؑ کی نسبت تحریر فرماتے ہیں و جیھاً فی الدنیا و الآخرۃ و من المقربین۔ ارباب بصیرت غور فرماویں افراط اور تفریط عبارت مرزا صاحب سے خلل دماغ اور بے علمی آپ کو ثابت ہوگی۔

ایک طرف تو بہتانات مرزا صاحب اور دوسری طرف شہادت باری تعالیٰ ہے جس کے ہاتھ میں ہماری جان ہے وہ و جیھاً فی الدنیا و الآخرۃ و من المقربین فرماتا ہے۔ اگر مرزا صاحب کو و جیھاً اور مقرب کے معنی آتے ہیں تو بہتان مذکورہ بالا نہ لگاتے۔ اے مرزا صاحب! مقرب کے معنی رسول کے ہیں جیسا کہ شروع سورہ واقعہ میں اصحاب المیمنہ و اصحاب المشئمہ ...کی تقسیم سے صاف پیغمبری کے معنی ثابت ہوتے ہیں و رسولاً الی بنی اسرائیل حضرت عیسیٰؑ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ناظرین کو مرزا صاحب کی متضاد تحریر سابقاً دکھا چکے ہیں۔ جس آیت کے حوالہ سے مرزا صاحب کے تلفظ میں بے علمی ثابت کر چکے ہیں اسی آیت سے پھر ہم مضمون بندی میں غلطی پکڑتے ہیں وہ آیت یہ ہے و جیھاً فی الدنیا و الآخرۃ و من المقربین ختم آیت ہذا پر گول دائرہ کا نشان اور اس پر لا کا نشان ہے، یہ لا کا نشان دلالت کرتا ہے نہ ختم ہونے معنوں پر۔ اگر مرزا کو علم ہوتا تو باقی صفات حضرت عیسیٰؑ بھی دیکھتے جو اللہ نے بیان فرمائے تھے اور باقی صفات یہ ہیں و یکلّم النّاس فی المھد و کھلاً و من الصّالحین۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و یعلّمه الکتا ب و الحکمة و التّورا ت والا نجیل ۔ و رسو لاً الی بنی اسرا ئیل

جس آیت میں ہم پہلے دوقسم کی بحث کر چکے ہیں اسی آیت میں پھرمرزا کی بے علمی قرأت میں دکھاتے ہیں و جیھاً فی الد نیا و ا لآ خرہ و من المقربین ۔ختم آیت پر جو نشان گول دائرہ کا ہے جس کونشان آیت اور وقف بھی کہتے ہیں یہ وقف اوراس کے مابعد کے وقف کافی دور تک چلے جاتے ہیں ۔کافی وہ وقف ہوتا ہے جہاں معنی ختم نہیں ہوتے اگرمرزا صاحب کوعلم قرأت ہوتا توعیسیٰؑ کی صفات جوکہ خدا نے بیان فرمائی تھی تحریر کرتے ۔ مرزا کومناسب ہے کہ پہلے دعوی مسیحیت کے علم قرآن سیکھیں بعداس کے دلائل استحقاق مسیحیت قرآن سے بیان کریں ورنہ حیف ہے ایسے کذب دعوی پر کیونکہ خدا فرماتا ہے فنجعل لعنة اللّه علی الکا ذبین

عام لوگوں کا خیال ہے کہ مرزا کے کئی عالم مرید ہیں ۔اگرفی الواقع مرزا قادیانی، مسیح موعود نہ ہوتا تو مولوی مرید کیوں ہوتے ۔اس کا جواب یہ ہے کہ مولویوں کا مرید ہونا دعوی مسیح موعود کا کوئی قرآنی ثبوت نہیں ۔ ناظرین دیکھ رہے ہیں کہ آج کل بعض مسلمان خودغرض، عیسائی و آریہ ہوتے جاتے ہیں اوربعض ہندو عیسائی ہورہے ہیں ۔علی ہذا کئی ایک مولوی خودغرض اورکئی بے علم اپنی بے علمی کی وجہ سے مرید مرزا صاحب ہورہے ہیں لیکن جائے غور ہے کہ دعوی مذکورہ بالا کی ہم قرآن سے تردید کرچکے ہیں اورایسے عالموں کے حق میں خداتعالی فرماتا ہے:

یا ایّھا الّذین آ منوا انّ کثیراً مّن ا لاحبار و الرّ ھبا ن لیا کلو ن اموال النّا س با لبا طل و یصدّو ن عن سبیل اللّه

پس خودغرض مولویوں اور بے علم لوگوں کا مرید ہونا دعوی مسیحیت کا کوئی ثبوت نہیں ۔
دیکھوحکیم مولوی نورالدین بھیروی جوکہ بڑے حواری مرزا کے ہیں، خاکسار نے ان کوسوال کیا:

حکیم نورالدین سے مباحثہ

- آپ مرزا صاحب کوکس ثبوت سے مسیح موعود سمجھتے ہیں؟
- حکیم صاحب نے فرمایا کہ مرزا صاحب کوالہام ہوتے ہیں ۔
- میں نے کہا الہام مسیحیت کی کوئی دلیل نہیں، اکثر لوگوں کی خوابیں بعض سچی اوربعض

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹی ہوتی ہیں۔ یہی الہام مرزا قادیانی کا ہم سنتے ہیں کوئی اور دلیل جناب مسیحیت کی فرماویں۔

حکیم نورالدین نے فرمایا کہ مجھ کو قرآن شریف نہ آتا تھا خصوصاً سورۃ نجم۔ اگر ہم اب سورۃ نجم کو سو عالم میں بیان کریں تو دنگ ہو جاویں۔

میں نے کہا کہ حضرت یہ تو مسیحیت کی کوئی دلیل نہیں۔ واقف قرآن ہندو ہو یا عیسائی سمجھا سکتا ہے۔ جناب کوئی اور دلیل فرماویں۔

حکیم نورالدین نے فرمایا کسوف اور خسوف رمضان میں مہدویت مرزا کا نشان ہے۔

میں نے کہا ممکن ہے کہ خدا کی زمین پر کوئی اور مہدی پیدا ہو گیا ہو۔ جناب کوئی اور دلیل بیان فرماویں۔

حکیم نورالدین نے فرمایا میں مرزا صاحب کا عاشق ہوں۔

میں نے کہا حضرت میں نے اپنا اور آپ کا وقت ضائع کیا۔ عشق تو مرض ہے۔ میں دلیل مسیحیت پوچھتا ہوں۔

پس خاکسار السلام علیکم عرض کر کے رخصت ہوا۔ پس ناظرین کو ثابت ہو گیا ہو گا کہ مولوی مرید مرزا صاحب کے بھی دعوی مسیحیت و مہدویت کا کوئی ثبوت نہیں رکھتے۔

اعلان۔ چونکہ ہم دعاوی مرزا غلام احمد صاحب کی تکذیب قرآن شریف سے ثابت کر چکے ہیں لہذا مرزا صاحب کو مناسب ہے کہ دلائل استحقاق دعاوی قرآن شریف سے بیان کریں ورنہ عقیدہ یہودیہ، خیالیہ، وہمیہ، افترائیہ، خودغرضیہ، بہتانیہ سے توبہ کریں۔

و ما علینا الاّ البلاغ

ملا لطیف قادیانی

حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ لکھتے ہیں:

ایک دفعہ میں نے صرف حمیت مذہبی سے اور حمایت نبی سے، نہ کسی اور غرض سے، ایک سابق لفٹننٹ گورنر پنجاب سے، (جو اس وقت نیم پادری تھے، اور اب ولایت میں پورے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پادری بن کرمشن کا کام کر رہے ہیں،) عندالملاقات ان گالیوں (جو مرزا نے مسیح کو دی ہیں) کا تذکرہ کیا تو وہ بولے کہ اس پر مواخذہ کرنا میرا کام نہیں۔ میں نے کہا آپ کسی پادری کو ہی چارہ جوئی پر آمادہ کریں۔ وہ بولے کہ پادری لوگ جھگڑا لڑائی نہیں کیا کرتے۔ لیفٹننٹ گورنر نے سچ کہا تھا۔ بے شک پادری صاحبان مذہبی حمیت نہیں رکھتے اس لئے کوئی حضرت مسیح کو گالی دے تو وہ اس سے جھگڑا نہیں کرتے ولیکن اگر خود پادری صاحب کو کوئی گالی دے، یا ارادہ توہین کرے، تو جھٹ پولیس کو بلاتے ہیں۔ اسی وجہ سے مرزا اس سلطنت کی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان رہتا ہے۔ اور اس کو بار بار ابر رحمت کہتا ہے۔ اور اسی وجہ وہ بلا خوف و بلا دھڑکہ ایسے دعاوی کر رہا ہے۔ اور اگر وہ کسی اسلامی سلطنت دولت خداداد افغانستان یا عربستان یا ایران میں جائے اور وہاں اس قسم کے دعاوی زبان پر لاوے تو ان دعاوی کا مزہ چکھ لے۔

ان دنوں مرزا کا ایک خلیفہ افغانستان پہنچا اور اس نے وہاں جا کر اس قسم کے خیالات و دعاوی مرزا کا اظہار کیا، تو وہاں اس سے وہی سلوک ہوا جو ایک نبی کی توہین کرنے والے، امتی ہو کر عیسے بن بیٹھنے والے، احادیث نبویہ کو رد کرنیوالے، کروڑوں مسلمانوں کے دل دکھانے والے سے، بحکم شریعت اسلام وقدیم ادیان ہونا چاہیے تھا چنانچہ متعدد دیسی اخباروں میں اس کا ذکر ہوا ہے۔ (جیسا کہ:)

پیسہ اخبار ۲۳۔ اگست ۱۹۰۳ء میں بحوالہ پنجاب سماچار درج ہے کہ ملّا لطیف بنوں میں جاگیر دار تھا، حج بیت اللہ کے لئے تیار ہوا۔ قریباً ایک ہزار روپئہ امیر صاحب کابل کی طرف سے اس کو بطور زادراہ ملا۔ ملّا صاحب مکہ معظّمہ کو جاتے ہوئے راستہ میں قادیان وارد ہوئے، اور مرزا قادیان کے مرید بن کر مکہ معظّمہ جانے کے بجائے وطن واپس پھرے۔ جب امیر صاحب کو یہ حال معلوم ہوا تو اس ملّا کو بلا کر پہلے تو سمجھایا، جب اس نے نہ مانا تو ملّا صاحب آخر توپ کے سامنے کھڑے کر کے توپ سے اڑائے گئے ۔ یہ واقعہ ایک مہینے کا ہے اور اس کی صحت کا ذمہ دار ملا متوفی کا چچازاد بھائی ہے

خاکسار (محمد حسین) کہتا ہے ہمارے شہر بٹالہ کے قریب موضع مسانیاں کے سید کابل سے بٹالہ وارد ہوئے تو انہوں نے بھی اس خبر کے اخباروں سے مشتہر ہونے سے پہلے یہ خبر بٹالہ شہر میں مشتہر کی۔ اور مرزائی پارٹی لاہور وغیرہ بھی اس کو مانتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ کابل میں جو ہیضہ واقع ہوا ہے وہ اسی خلیفہ (قادیان) کے قتل کئے جانے کی سزا میں حضرت اقدس کی بددعا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہوا ہے ۔ خاکسار محمد حسین کہتا ہے یہ خوب سزا ہے کہ کرے داڑھی والہ، پکڑا جائے مونچھو ں والہ ۔جن کے حکم سے اور جن کے ہاتھ سے وہ مرتد مارا گیا وہ تو خدا کے فضل سے امن وعافیت میں رہیں اور سزا ہیضہ ان کو ملے جو وہ اس قتل میں بے گناہ رہیں ۔ یہ ڈھکوسلہ مرزائی نیا نہیں پرانا ہے جس کا ایک جواب اور بھی ہے جو عنقریب آتا ہے (درج ذیل ہے)۔

ملا لطیف جو علاقہ سرحد میں جاگیر دار تھا اور امیر کابل سے اچھا رسوخ رکھتا تھا ۔ حج بیت اللہ کے لئے تیار ہوا ۔تقریباً ایک ہزار روپیہ امیر کابل کی طرف سے اس کو زاد راہ ملا ۔ جب ملا صاحب مکہ معظّمہ کو روانہ ہوئے تو راستہ میں قادیان میں وارد ہوئے اور قادیانی مسیح موعود کی باتوں میں آ کر ان کے مرید بن گئے مکہ معظّمہ جانے کا ارادہ فسخ کر کے مرزا صاحب کے لئے وعظ کرنے کی ٹھانی ۔ جب یہ معاملہ امیر کابل کو معلوم ہوا تو انہیں کسی طرح بلوا کر سمجھایا کہ یہ فرقہ خارج از اسلام ہے اور مکہ معظّمہ اور مدینہ کے علماء کے فتوی موجود ہیں، لہذا اس خیال سے باز آ ؤ ۔ اور سوچنے کی مہلت دی گئی ۔لیکن ملا لطیف اپنی بات پر اڑے رہے ۔ اگر ہم کو کوئی ایذا دے گا تو اس کی خبر ہمارے مسیح کو بذریعہ الہام پہلے ہی ہو جائے گی اور وہ ضرور مدد کریں گے ۔لیکن بعد ایام مہلت ملا صاحب توپ کے سامنے کھڑے کر کے اڑا دیئے گئے ۔

راقم نامہ نگار سرحد ساکن بنوں ۔ پنجاب سماچار ۔

مولانا احمد حسن شوکت اڈیٹر شحنہ ہند اس بحث کو سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں:

ضمیمہ (شحنہ ہند) میں اس معاملے پر بحث ہو چکی ہے اور ایک صاحب اعلان دے چکے ہیں کہ اگر مرزا افغانستان جائیں تو میں پچاس ہزار روپیہ دینے کو تیار ہوں ۔ اور ہم تو کہتے ہیں کہ مرزا جی کابل خود تو کیا جائیں گے اپنا ڈیپوٹیشن بھیجتے ہوئے بھی کپکپاتے ہیں کیونکہ افغانی عملداری میں ملحدوں اور مرتدوں کے ساتھ زبان سیف سے تصفیہ کیا جاتا ہے نہ قلم وزبان سے (ضمیمہ شحنہ ہند ص ۳ ۔ ۲۴ ۔اگست ۱۹۰۳ء)

کتابیات

عہد نامہ عتیق وجدید

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عصائے موسی۔منشی الٰہی بخش لاہوری۔مطبع انصاری دہلی۔۱۹۰۰ء

فیصلہ قرآنی تکذیب قادیانی۔حکیم حافظ محمد الدین۔طبع ۱۳۲۲ھ

قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگذشت۔اللہ وسایا۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان۔۱۹۹۰ء

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی

ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۵

ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۸

ضمیمہ ہفت روزہ شحنہ ہند میرٹھ ۱۹۰۳ء

قادیانی لٹریچر:

براہین احمدیہ؛ سرمہ چشم آریہ؛ شحنہ حق؛ فتح اسلام؛ توضیح مرام؛ ازالہ اوہام؛ نشان آسمانی، آئینہ کمالات اسلام؛ جنگ مقدس؛ شہادۃ القرآن؛ انجام آتھم مع ضمیمہ؛ کشف الغطا؛ تحفہ قیصریہ؛ ایام الصلح؛ ضرورۃ الامام؛ تریاق القلوب؛ اربعین؛ تحفہ گولڑویہ؛ اعجاز احمدی؛ کشتی نوح؛ دافع البلاء؛ حقیقۃ الوحی؛ چشمہ معرفت

مجموعہ اشتہارات مرزا قادیانی

تحریک ختم نبوت حصہ ششم پر تبصرہ

(تبصرہ نگار: علامہ ابن احمد نقوی دہلی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریک ختم نبوت (جلد ششم)، مؤلف ڈاکٹر محمد بہاء الدین، صفحات ۵۹۷

ناشر: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، اہل حدیث منزل جامع مسجد دہلی ٦

ڈاکٹر محمد بہاء الدین کی قاموسی تالیف کا یہ چھٹا حصہ ہے جو ۱۸۹۱ء سے ۱۹۱۲ء تک کے واقعات پر محیط ہے۔ یعنی جب مرزا غلام احمد قادیانی اپنی عمر کے آخری دور میں تھا (مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں راہی ملک عدم ہوا) اہل اسلام نے اس دور میں مرزا اور اس کے امتیوں کا ناطقہ بند کر رکھا تھا۔ علمائے اہل حدیث اس معرکہ میں صف اول میں تھے۔ (اخبار) اہل حدیث امرتسر نے قادیانیوں کے خلاف ایک مستقل اور کامیاب محاذ کھول رکھا تھا اور مرزا کی جان حلق میں اٹک گئی تھی۔ اس دور میں مرزا نے حضرت میاں صاحبؒ (سید نذیر حسین محدث دہلوی) کو چیلنج کیا۔ حضرتؒ کی طرف سے ان کے تلمیذ رشید امام محمد بشیرؒ سہسوانی بھوپال سے دہلی آئے اور حیاۃ مسیح پر تحریری مناظرہ ہوا اور مرزا میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اسکے بعد دیگر مرزائیوں سے بھی مناظرے، مباحثے، مناقشے ہوتے رہے، اس میں امت کے علماء نے کھل کر حصہ لیا۔ مولانا محمد اسماعیل علی گڈھیؒ ہوں یا پیر مہر علی شاہؒ، یا دیگر اہل قلم، سب کی خدمات اس فتنہ کی سرکوبی میں ہماری دینی تاریخ کا روشن باب ہیں۔

آج اکیسویں صدی میں جب کہ قادیانیت رسوا ہوکر برصغیر سے کم وبیش معدوم ہوچکی ہے ہم حالات کی اس سنگینی کا اندازہ نہیں کر سکتے جب مرزا زندہ تھا۔ اسے اور اس کے گمراہ حواریوں کو صلیبی سامراج کی سرپرستی حاصل تھی۔ مرزا کے بعد اس کا .. بیٹا مرزا محمود اعلان کرتا تھا کہ مکہ، مدینہ ویران ہو چکے ہیں، اب قادان ہی شاداب ہے، جسے حج کرنا ہے وہ یہاں آئے۔ مرزائی دعوی کرتے تھے کہ مرزا اپنی نبوت میں نبی صادق ﷺ سے اس لحاظ سے برتر ہے کہ اس کا وجود اس دور میں ہوا جب علم سائنس اور انسانی عقل وشعور ارتقا کی طویل منزلیں طے کر چکا ہے۔ جن چیزوں کا ابتدائے اسلام میں بزرگ صحابہ کو بھی علم نہیں تھا اس دور میں وہ عام ہو چکی ہیں، اس لئے مرزا کی نبوت عہد دانش کا معجزہ ہے۔

غرض اس قسم کی باتیں کر کے وہ اپنے ادعا کیلئے طلسماتی فضا تیار کرتے تھے۔ اس دور میں یہ ہمارے علماء کا ہی حوصلہ تھا کہ مرزا اور اس کے ابلیسی دعووں کے ابطال میں ہمہ وقت سینہ سپر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے۔ علامہ امرتسریؒ ..قادیان جا پہنچے تا کہ مرزا صاحب سے بالمشافہ گفتگو کریں۔ ظاہر ہے کہ اگر علماء کرام کو اپنے موقف کی صداقت پر حق الیقین نہ ہوتا تو وہ ایسے مجاہدانہ انداز سے اقدام نہیں کر سکتے تھے۔ پھر مرزا خود ہی ..اپنے دعوی یا بددعا کا شکار ہوا کہ (مرزا قادیانی اور ثناء اللہ میں سے) جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے گا۔ مرزا ۱۹۰۸ء میں مرا، جب کہ شیخ الاسلام امرتسری ۱۹۴۸ء میں دامن رحمت میں گئے۔

آج کا قاری جب یہ سارے واقعات پڑھتا ہے تو اسے احساس نہیں ہوتا کہ ہمارے علماء مجاہدین نے کیسے صبر آزما اور حوصلہ شکن حالات میں کلمہ حق کو بلند کیا۔ ان کا مقابلہ مرزا سے نہیں تھا بلکہ وہ بالواسطہ صلیبی سامراج سے معرکہ زن تھے، مرزا تو محض ایک بہانہ تھا جسے سامراجی ایک ڈھال کے طور پر استعمال کرتے تھے۔

قادیانیت کی شکست جماعت اہل حدیث کا وہ عظیم کارنامہ ہے جو ہماری دینی علمی ملی تاریخ میں سنہرے باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ایک ایسی داستان ہے جسے ہماری نئی نسل کو بطور خاص بالاستیعاب پڑھنا چاہیے تا کہ وہ جان سکیں کہ ہمارے آباء نے شمع دین حق کی حفاظت میں کس طرح آندھیوں میں فانوس بن کر کام کیا اور طوفانی جھونکوں میں صداقت کی روشنی کو جھلملانے نہیں دیا، آج زمانہ پہلے سے زیادہ اسلام کا حریف بن کر اٹھا ہے عالمی طور پر اسلام اور پیروان اسلام کو نشانہ ستم بنایا جا رہا ہے۔ آج کے زہریلے پودے سے زیادہ زہریلے ناگ اور خونخوار عفریت مسلمانوں کو اپنے حصار میں کئے ہوئے ہیں اس وقت مسلمانوں کے عقیدہ پر یلغار تھی آج مسلمانوں کا وجود داؤ پر لگا ہوا ہے۔ اس وقت اہل کتاب کی اصطلاح استعمال ہوتی تھی آج اس کی جگہ اہل عہد نامہ (صلیبی اور صیہونی) کا چلن ہے۔ یعنی مسلمانوں کے خلاف ایک نیا محاذ کھولا گیا ہے۔ مسلمانوں کا جتنا خون بہا ہے اتنا صلیبی جہاد کے دوران بھی نہیں بہا تھا۔ اور عبرت کی بات یہ ہے کہ صلیبیوں نے خود مسلمانوں کو ہی مسلمانوں کا خون بہانے کا مامور کر دیا۔ عراق، افغانستان، پاکستان ہر جگہ امریکی گرگے اپنے بھائیوں کا خون بہا رہے ہیں۔ چشم فلک نے ایسا عبرت ناک نظارہ پہلے کب دیکھا ہوگا۔ خدا ہی جانتا ہے کہ ستم کا یہ سیل بیکراں کب رکے گا اور کیسے رکے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلیسا اور اس کی امت آج بھی اسلام اور مسلمانوں سے مصالحت پر آمادہ نہیں ہے۔ قادیانیت کا ایک دور تھا وہ شجر خبیثہ برگ و بار سے محروم ہو کر اب فقط چوب سوختنی بن کر رہ گیا ہے لیکن اس کے بعد صلیبیوں نے ستم کی لرزہ خیزی کی انتہائی زہریلی فصلیں اگائی ہیں اور وہ برگ و بار لا رہی ہیں۔ان حوصلہ شکن حالات میں امت مسلمہ کو پھر اسی عزم و اتحاد کا مظاہرہ کرنا اور اسی پامردی سے باطل کا مقابلہ کرنا ہوگا جیسا کہ قادیانیت کے فتنے کا کیا ہے۔

قادیانیت کا فتنہ کم نہیں تھا، اگر خدانخواستہ کامیاب ہو جاتا تو برصغیر کے مسلمان کٹی پتنگ بن کر رہ جاتے۔ ہمارے بعض برادران وطن بھی خوش تھے کہ قادیانیت کے فروغ سے دنیا کے مسلمان، ہندوستان کی طرف راغب ہوں گے۔ وہ عرب (مکہ، مدینہ) کا رخ کرنے کی بجائے پنجاب (قادیان) کی طرف آئیں گے اس سے ہندوستان مسلمانوں کا مرجع بن جائیگا۔ ہندوستانی مسلمان بھی قادیانیت کے زیر سایہ قوم پرستی پر مائل ہونگے۔عرب کی بجائے اپنے وطن ہندوستان کی طرف دیکھیں گے۔آج صلیبی پھر یہ سوچ رہے ہیں کہ مادی ترقی اور خوش حالی مسلمان کو لبرل اسلام (اسلام کی اصل تعلیمات سے دور اور مغرب سے قریب) کی طرف لے آئیگی اس لئے سلفیت ان کا خاص نشانہ ہے۔قادیانیت نے بھی سلفیوں کو ہی اپنا اولین حریف سمجھا تھا۔ ایک لحاظ سے دیکھئے تو قادیانیت آج بھی صلیبی اور صیہونی جارحیت کے پیرہن میں زندہ ہے۔مغرب اور اسرائیل میں قادیانیوں کے مراکز آج بھی سرگرم کار ہیں۔اس کا چہرہ بدل گیا ہے، کردار وہی ہے یعنی دین حق کی بیخ کنی کے لئے زور لگانا، یا شمع ایزدی کو پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کرنا۔

ایسے عالم میں تحریک ختم نبوت اور تاریخ اہل حدیث جیسی کتابیں ہمارے لئے شاہنامہ کا درجہ رکھتی ہیں، وہ رزمیہ داستانیں ہیں جو ماضی میں ہماری سرفروشی کی دلنواز اور دل گداز منظر ہماری نگاہوں کے سامنے لاتی ہیں۔علامہ ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ ہمارے وہ نقیب اور نقارہ زن ہیں جو میدان کارزار میں ہمارے خون گرم رکھنے اور ہمارے حوصلوں کو نئی بلندیاں عطا کرنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔تاریخ بتاتی ہے جب مسلمان فوجیں فارس میں برسرپیکار تھیں تو سپہ سالار عساکر اسلامی (امین الامت) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ؓ صاحبِ فراش ہو گئے وہ میدان جنگ میں آنے سے معذور تھے لیکن میدان کے قریب ہی ایک بالا خانے پر لیٹے ہوئے فوج کی کمانڈ کرتے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرچوں پر احکام لکھ کر نیچے پھینکتے رہتے تھے اور نقیب انہیں لشکر میں پہنچاتے تھے۔ اس طرح صاحبِ فراش رہ کر بھی اسلام کے اس عظیم مجاہد اور فرزند نے معرکہ جیت لیا۔ ہمارے قائد ڈاکٹر بہاء الدین کا بھی یہی عالم ہے وہ ایک عرصہ سے صاحبِ فراش ہیں۔ میدان عمل میں تیز قدم نہیں ہو سکتے لیکن اپنے بستر مرض سے بھی وہ اہم فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ان کا عزم، ہمت، حوصلہ، استقامت انہیں دل برداشتہ نہیں ہونے دیتی اور وہ ہمارے تندرست وتوانا افراد سے بھی زیادہ سرگرمی سے نقارہ زنی کررہے ہیں۔ اللہ تعالی انہیں صحت عمر واقبال عطا کرے اس لئے کہ وہ ہمارے لئے چراغ راہ کی حیثیت بھی رکھتے ہیں اور ہماری عظمت ماضی کے داستان گو بھی ہیں۔

(پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی۔ ۱۶۔۳۰ نومبر ۲۰۰۹ء ص ۲۰)

☆☆☆

والصّلوة والسّلام علی خیر خلقه محمّد و علی آله و صحبه اجمعین

www.ircpk.com

☆☆☆☆☆

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مکتبہ قدوسیہ